تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد بزبان اردو

کلام اللہ کی یہ بےنظیر تفسیر آیۃ اللہ فی العالمین حاجی الحرمین الشریفین مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولانا و مقتدانا مولوی السید عمار علیصاحب اعلی اللہ مقامہ فی الفرادیس الجنان کی تصنیفات سے چھپکر ہندوستان کے ہر گوشہ اور شیعی دنیا کے ہر طبقہ میں اسقدر مقبول ہوئی ہے کہ چار دفعہ چھپنے پر بھی اسکی مانگ ملک کے ہر چہار اطراف سے برابر چلی آتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اس تفسیر کو اردو میں لکھکر جناب مولانا نے جو احسان ہم شیعیان ہند پر فرمایا ہے۔ اس کا اجر سوائے پروردگار عالم کے اور کون دے سکتا ہے اس مرتبہ یہ مقدس تفسیر دس دس پاروں کی تین جلدوں میں چھپکر شایع ہوئی ہے خوشخطی کا کامل اہتمام کیا ہے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا لگایا ہے چھاپہ نہایت صاف اور روشن ہے قلم بیشتر کی نسبت جلی۔ تقطیع ۲۰×۲۶ ووصفحہ آیات قرآنی کو دیگر عبارات تفسیر کی نسبت اسقدر واضح قلم سے لکھا ہے کہ جس آیت کو دیکھنا چاہیں بآسانی ملاحظہ کر سکتے ہیں فریقین کے متنازعہ فیہ مقامات اور مناظرہ کی سرخیوں کو حاشیہ پر خاص جلی قلم سے لکھا ہے غرض یہ نادر تفسیر اب کی دفعہ نہایت ہی اہتمام و جانفشانی اور تمام خوبیوں کے ساتھ چھپی ہے۔

قیمت درجہ اوّل جو خاص روسا عظام کے واسطے تیار کیگئی ہے ؎۲۰ عہ

قیمت قسم دوم بجائے ؎۱۵ کے ؎۱۲ روپیہ

المشتہر

سید صغیر حسن مالک مطبع یوسفی دہلی

قیمت فی شیشی ۴ — سفوف علامہ ابن ماسویہ

مصدقہ فوائد: قبض دائمی کی اگر شکایت ہو تو کھانا کھانے کے بعد اس سفوف کی مقدار مقررہ استعمال کرنے سے بالکل جاتی رہیگی ضعیف معدہ کو قوت عطا کرنا اور ثقیل سے ثقیل غذا کو ہضم کر دینے کے قابل بنا دینا اس سفوف کا خاص جوہر ہے اگر تلئین منظور ہو تو مقدار مقررہ ذرا گرم پانی کے ساتھ استعمال کر لی جائے دو ایک اجابت ہو کر طبیعت بالکل صاف ہو جائیگی۔ درد معدہ۔ درد شکم کا تو اس سفوف کو دشمن سمجھئے۔ نفخ اور سوء ہضمی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ غلیظ ریاح جو انسان کو بیچین کر دیا کرتے ہیں اس سفوف کے نام سے کافور ہوتے ہیں اور باقاعدہ استعمال کرنے پر انکی پیدائش ہی موقوف ہو جاتی ہے۔ سینہ کی سوزش کھٹی اور جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا کیا اسکے بعد باقی رہ سکتا ہے ہرگز نہیں تخمہ۔ ہیضہ اور وبائی ہیضہ تک میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسکے استعمال سے وبا کی سمیت بدن میں سرایت کرنے نہیں پاتی کیونکہ اسکے اجزا تریاقیت بھی رکھتے ہیں۔ اخلاط متعفنہ کا بدن میں نام نہیں رہنے دیتا۔ اخلاط صالحہ کو بحال خود قائم رکھتا ہے اسلئے اسکا استعمال کرنے والا وبا کے اثر سے متاثر نہیں ہوتا وبائی بخار طاعونی بخار ملیریا فیور سے محفوظ رہنے کے لئے یہ سفوف ایک زبردست سپر کا کام دیتا ہے یہ سفوف خون صالح پیدا کرتا ہے اسی لئے چند روز کے استعمال سے چہرہ خوشرنگ ہو کر گلاب کے پھول کا جواب بنجاتا ہے تولید منی میں بھی اسکا کافی حصہ ہے خواہش طعام وجماع کو حسب خواہش بڑھاتا ہے اسکا استعمال کرنیوالا وجع مفاصل عرق النسار۔ نقرس۔ درد زانو۔ وجع الورک سے محفوظ رہتا ہے اسکا استعمال نسیان کو دور کرتا ہے چہرہ کی جھائیاں فنا ہوتی ہیں۔ آئینہ رخ پر جلا ہوتی ہے بنسیان کو بالکلیہ زائل کر دیتا ہے۔ بہق اور برص کو بھی کھوئے بغیر نہیں رہتا یہ سفوف جگر اور گردوں میں حرارت پہنچانے کی ایک مشین ہے قولنج کے دورے میں اسکا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے استسقا دفع کیلئے اسکا باقاعدہ استعمال نہایت مفید پڑتا ہے اسکے استعمال سے آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے دماغ کو فضولات سے بالکل پاک و صاف رکھتا ہے کسی زہریلے جانور نے اگر کاٹا ہو تو اس سفوف کو سرکہ کیساتھ ملا کر لیپ دیجئے تکلیف دور ہو جائیگی اور عضو ورم سے محفوظ رہیگا ہر ایک موسم میں اسکو استعمال کر سکتے ہیں اور ہر ایک مزاج سے شیر وشکر ہو جانا اسکا خاص فعل ہے۔

المشتہر ایچ۔ ایس اختر اینڈ کو دھیلے

طریق کے پیرو سب کے سب راہ حق پر ہیں اسکے بعد ایک فیصلہ نہایت ہی عجیب و غریب اور موثر لکھا ہے جس سے مذہب شیعہ کی حقیقت کا شمس ظاہر و باہر ہوتی ہے اور مذہب سنت جماعت کا بطلان اور راہ حق سے علیحدہ ہونیکا حال کھلگیا ہے جسکی پردہ پوشی محال اور غیر ممکن ہے، پس یہ کتاب کیا چیز ہے ایک قدرتی مجلا آئینہ ہے جسمیں مشیت ایزدی جمال باکمال مذہب حقہ دکھا رہی ہے یا آفتاب رحمت الٰہی ہے کہ اپنے نور موفور سے ان لوگونکے قلوب روشن کرکے روئے نجات دکھاتا ہے جنکو جہالتوں یا غلط اندازیوں یا محض رسم و رواج کی پابندیوں اور زبون غیرتوں نے تاریک کرکے غفلت و تعصب و ہلاکت انجام کے حوالہ کر رکھا ہے یا خضر فرخندہ پے ہے جو آوارگان وادئ ضلالت و غریقان بحر حماقت کی مددکیواسطے نمودار ہوا ہے

قیمت ایکروپیہ دو آنہ (عہ) ۔

انتقام حجر ابن عدی جناب امیر المومنین کا ایک برگزیدہ صحابی تھا۔ معاویہ نے اسے قتل کر دیا اس بے رحمانہ قتل سے اسکے خاندان والوں پر ایک سخت مصیبت ٹوٹ پڑی وہ سب کے سب انتقام پر تیار ہو گئے۔ حجر ابن عدی کی دختر سلمی نے اس جوش میں سب سے بڑھکر حصہ لیا اور آخر کار خواہش انتقام کی بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے یزید پلید پسر معاویہ کے خرمن ہستی کو خاک سیاہ کرگئے الغرض یہ مذہبی ناول قابل دید ہے قیمت ۴ر ۔ چونکہ ایک جلد ویلیو پی ایبل منگانے میں نقصان رہیگا۔ لہذا کئی جلدیں اکٹھی یا کسی دوسری کتاب کے ہمراہ منگانا چاہیئے۔

شمس الضحیٰ یہ ایک شخص مسمی مولوی جہانگیر خان نے بیکار مباش کچھ کیا کر پر عمل کرکے انوار الہدیٰ کے جواب میں ایک کتاب اظہار الہدیٰ اور اسکا تکملہ بنام بدر الدجا شایع کیا تھا لاجواب کتاب کا جواب کیا ہونا۔ جہلا میں نام کے محمد فاضل خان بننے کے لئے جو چاہا لکھ مارا ہر دو کتب سوال از آسمان جواب از ریسمان کی مصداق تھیں تاہم جناب مولویصاحب مصنف انوار الہدیٰ نے شمس الضحیٰ میں قولہ و اقول کرکے خوب ہی خبر لی ہے اور ہر دو کتب اظہار الہدیٰ و بدر الدجیٰ کو بالکل چھٹرا دیا ہے قیمت ایکروپیہ چار آنہ (عہ)۔

المشتہر سید صغیر حسن مالک مطبع یوسفی شہر دہلی

مبالغہ بھی ہیچ ہے یہ کتاب فاضل اجل عالم با عمل جناب مولوی شیخ احمد صاحب عثمانی کی تصنیفات لاثانی مقبول بارگاہ سبحانی سے ہے جو سنی المذہب و داخل زمرۂ علما رکبار اہل سنت تھے بہ تائید ربانی و توفیق سبحانی آپکا قلب باصفا نور ہدایت و نور عدالت سے معمور ہوا آپنے بذوق تمام و شوق مالاکلام کتب اہل جماعت سے راہ حق کا کھوج لانا شروع کیا آخرکار رحمت الٰہی نے نزول فرماکر راہ نجات چشم یقین سے دکھلادی۔ حتیٰ کہ آپ نے مذہب امامیہ اثناعشری کو قبول فرماکر اطمینان قلبی حاصل کیا۔ اسکے بعد اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں آپنے یہ کتاب انوار الہدیٰ برائے ہدایت گمراہان و مضطرب الحالان عجیب غریب تلاش و ترتیب اور انوکھے طریق و تحقیق سے تصنیف فرمائی ہے۔ اسکا پڑھنے والا اگر ذرا بھی انصاف و ہدایت سے بہرہ پائے ہوئے ہے تو تاز یست مذہب شیعہ کے علاوہ اور کسی فرقہ و مذہب کو صحیح و برحق نہ سمجھیگا۔ اول مذہب حق کی تلاش کی ضرورت ہے پھر طریق تلاش کو ایسی خوبی اور عام فہم طرز سے لکھا ہے کہ موٹی سی موٹی سمجھ کا جاہل اور جید سے جید عالم اسکو تسلیم کریگا۔ اسکے بعد ناشرین اور حافظین احکام دین کی شناخت کے لئے جو من جانب اللہ یعنی نبی آخر الزمان تا قیام قیامت ہونے ضرور ہیں۔ چند معیار نہایت ہی سخت قائم کئے ہیں۔ مثلاً معصوم ہونا تمام مخلوقات ذی روح و غیر ذی روح کا تابع فرمان ہونا ظہور کرامت صداقت ہونا انکی ولایت پر کلام الٰہی و حدیث نبوی کا دال ہونا۔ ایک جانشین رسول مقبول کی وفات کے وقت دوسرے جانشین کا موجود ہوکر علم لدنی سے بہرہ یاب ہونا وغیرہ پھر ان معیار کو خلفائے رسول مقبول کی ذات میں تلاش کیا ہے۔ اور تمام مستند کتب اہل سنت اور اکثر علما جید اہل سنت کے اقوال و تحاریر سے ثابت کیا ہے کہ خلفائے ثلثہ ان صفات سے بالکل دور تھے۔ بلکہ اکثر خلاف صفتیں موجود تھیں۔ پھر حضرت علیؑ و دیگر آئمہ علیہم السلام کی طرف رجوع کی ہے اور انہیں ان کل صفات کو باقوال علما و کتب صحیحہ اہل سنت متعدد حوالوں سے موجود پایا ہے۔ ہر ذات والا صفات کو ان کل معیاروں کا مجموعہ ثابت کیا ہے۔ اسکے بعد لکھا ہے کہ جب آئمہ اثنا عشر علیہم السلام منجانب خدا نامزد و حامی دین ثابت ہوگئے تو انکا طریق اور انکے

صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھ سے نہیں دیا گو جناب فاطمہؑ زہرا دختر رسول خدا صلعم کو معاذ اللہ کافرہ تک لکھا ہے۔ اور جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب صلواۃ اللہ وسلامہ کے کشف و کرامات و معجزات کو جوگیوں اور اتیتوں کا فعل قرار دیا ہے اور امام باڑوں و مساجد شیعیان علیؑ کو متھرا اور بندرابن کے مندر اور چنڈو بازوں کا چنڈو خانہ لکھا ہے بنابراں بعض مواقع پر بقول آنکہ کلوخ انداز را پاداش سنگ است بدین خیال کہ حضرت خانصاحب عجز پر محمول نفرمائیں جواب ترکی بترکی دیا گیا ہے تاکہ یہ مقولہ بھی صادق آجائے ع اے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد۔ یہ کتاب ولایتی کاغذ پر کمال صحت و صفائی سے چھاپی گئی ہے۔ اس کتاب میں کتب فریقین سے جابجا حوالے دیئے گئے ہیں۔ تحقیق انیق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ جن صاحبوں کو مناظرہ کی کتابوں کے ملاحظہ کا شوق ہے ان صاحبوں کی بصیرت اور آگہی کے واسطے نہایت ہی عمدہ اور بے نظیر دستور العمل ہے۔ غرضیکہ یہ کتاب قابل دید ہے۔ جسوقت منصف مزاج ملاحظہ فرمائینگے خود بخود داد انصاف دینگے۔ بقول آنکہ حاجت مشاطہ نیست روئی دلارام را قیمت (۱۲ر)

مودۃ الاسلام } مطبوعہ مطبع یوسفی ہے۔ یہ کتاب تین باب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں محبت آئمہ معصومینؑ سے جسقدر آیات متعلق ہیں وہ سب مع ترجمہ اور شان نزول وغیرہ لکھے گئے ہیں۔ دوسرے باب میں اکثر احادیث صحیحہ درباره محبت و فضیلت آئمہ معصومین علیہم السلام مندرج ہیں۔ تیسرے باب میں اماموں کے دوستوں اور دشمنوں کی شناخت کے نشان و علامات احادیث صحیحہ و روایات مستندہ سے مندرج کئے گئے ہیں ہدیہ فیجلد ۸ر اطفال مومنین کے لئے یہ کتاب عمدہ اور مفید ہے۔ اس قسم کی کتابوں کا پڑھنا اور بچوں کے مطالعہ میں لانا نہایت مفید ہے۔

انوار الہدیٰ } کیا ہم اس کتاب مستطاب کی پوری پوری تعریف لکھ سکتے ہیں؟ وہ الفاظ کہاں سے لائیں جو اسکی عظمت و فضیلت و حسن خدمت کا اظہار کرسکیں بے مبالغہ اسجگہ تو

ترجمہ عام فہم بعبارت سلیس اردو زبان میں کیا ہے اور مجتہدین لکھنؤ یعنی جناب مولوی سید محمد ابراہیم صاحب مغفور و جناب مولانا میر آغا صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب اعلی اللہ مقامہ نے توثیق ترجمہ فرماکر تقریظات مذیّن بمہر و دستخط بھی تحریر کئے ہیں اور آغاز کتاب پر سب تقریظات چھپی ہیں۔ چار جلدوں میں یہ کتاب ختم ہے۔ جلد اول میں ابتدائے خلقت حضرت آدمؑ سے تمام پیغمبروں کے تاریخی حالات و حوادث و وقایع درج ہیں قیمت ع۸ر اور جلد دوم میں حضرت رسولخداؐ کے تاریخی حالات و حوادث خلقت نور شریف سے معہ غزوات و فتوحات و حرب ضرب و معارک جناب امیر المومنینؑ و قرار و بیوفائی دیگر اصحاب نامدار جو کچھ وقائع اور سوانح گذرے تا وفات آنحضرتؐ درج ہیں قیمت ع۸ر اور جلد سوم میں بحث امامت ہے قیمت عہ۔ قیمت چاروں جلد و نکی سات (۷) روپیہ اور محصول ۱۴ر ہے۔

اسنی المطالب فی نجات ابی طالب (اردو) یہ رسالہ تالیفات سے جناب مفتی احمد بن زینی دحلان کی ہے۔ مصنف رسالہ ایک بڑا جلیل القدر و عالم متبحر مذہب سنت والجماعت سے ہے اور مکہ معظمہ کی مسجد الحرام میں مفتی شافعی ہیں۔ عالم موصوف نے علامہ نبیل مولوی سید محمد بن سید رسول برزنجی کی تالیف جلیل کو دیکھکر اس رسالہ کو بزبان عربی لکھا ہے۔ اور یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ جناب ابی طالب اعلیٰ درجہ کے پکّے اور سچّے مومنین دیندار تھے۔ ان کے کامل الایمان ہونیمیں کسی طرح کا ذرہ بھر شک و شبہ نہ تھا۔ چنانچہ اندرین کتاب بڑے بڑے مستند اقوال و واقعات و کشف و کرامات کا حوالہ دیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے ولایتی چرمی کاغذ پر چھپا ہے۔ قیمت فی رسالہ ۵ر۔

معیار الهدیٰ یہ کتاب مستطاب بجواب اظہار الہدیٰ مصنفہ جہانگیر خان شکوہ آبادی تحریر کیگئی ہے۔ جناب زبدۃ الحکما و خلاصۃ الاطبا فخر المتکلمین سالک مسلکِ مجتہدین مقبول بارگاہ لم یزلی جناب حکیم السید افتخار علی صاحب دامت فیوضہم نے کمال متانت و ذہانت اور تحمل و وقار کیساتھ تحریر فرمائی ہے۔ حتی المقدور صبر و شکیبائی کو باتباع آئمہ معصومین

مختصر فہرست کتب موجودہ کتبخانہ مطبع یوسفی دہلی

سوانح عمری امیر مختار رحمۃ } از آنجاکہ عرصہ دراز سے حضرات مومنین باتمکین کو اخبار و آثار صحیحہ امیر مختار نامدار کی از حد ضرورت تھی اور شائقین مطالعہ کتب تاریخ وسیر نے اسقدر کثرت سے خط وکتابت دربارہ طلب حالات مذکورہ فرمائی کہ آخرکار کتب فارسیہ مطولہ سے مضامین متعلقہ امیر مختار کو انتخاب کرکے اسکا ایک ذخیرہ بہم پہنچایا گیا اور سلیس زبان اردو میں ترجمہ کیا گیا۔ قیمت (عہ) علاوہ محصولڈاک ہے۔ بعض خریدار صرف اصل قیمت کتاب پر جو محصول وغیرہ زائد دیکھتے ہیں واپس کردیتے ہیں یہ کم فہمی ہے۔

تذکرۃ المعصومین } (اردو) یہ کتاب تصنیفات سے جناب فاضل اجل عالم بے بدل جناب مولوی سید علی نقی صاحب مرحوم ومغفور جونپوری کی ہے اس کتاب میں جناب رسولخدا کی پیدائش سے لیکر دوازدہ امام چہاردہ معصوم علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کے کل حالات ولادت وفضائل ومصائب وشہادت مندرج ہیں یہ کتاب چالیس پونڈ فی ریم کاغذ کے وزن پر جو نہایت سفید ہے طبع ہوئی ہے یہ کتاب دو قسم کے کاغذ پر ہے ولائتی فیجلد کا ہدیہ (عہ) ہے اور کاغذ ساخت جرمن سفید کا فیجلد (۱۲) ہدیہ ہے۔

جلاء العیون } یہ کتاب تصنیفات سے جناب ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جناب مولوی سید عبد الحسین صاحب سلمہ الرحمن نے اردو زبان میں بعبادت سلیس بہت عمدہ اور صاف ترجمہ کیا ہے اس کتاب میں تاریخی حالات ولادت ووفات وفضائل ومعجزات آئمہ وغیرہ میں نہایت شرح وبسط کیا تھا مستند ومعتمد کتاب سے حالات شہادت وغیرہ مفصل وشرح مندرج ہیں ہدیہ ہر دو جلد کا (للعہ)۔

حیات القلوب } اردو۔ یہ کتاب تصنیفات اخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ سے بزبان فارسی بروایات واحادیث صحیحہ نہایت معتبر تاریخ مذہب شیعہ ہے جسکا

دعائے استسقا میں فرماتے ہیں "پروردگار ہمیں اُن بادلوں میں سے پانی دے جو شتران بارکش کی طرح مطیع و رام ہیں۔ نہ کہ ابران بادلوں سے جو شتران سرکش کی طرح سرکشی کر رہے ہوں۔ جو ذرا سا بوجھ نہ اٹھاتے ہوں۔

عرض کیگئی یا امیرالمومنین کاش آپ خضاب کر لیتے۔ حضرت نے فرمایا۔ خضاب ایک زینت ہے اور ہم تو ایک مصیبت میں گرفتار ہونے والی جماعت ہیں۔

سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس مصیبت سے جناب رسول اللہ کی وفات کا صدمہ مراد ہے۔

قناعت ایک ایسا مال ہے جسمیں بربادی کا اثر ہی نہیں ہوتا (بعضے عامۃ الناس کا بیان ہے کہ رسول اللہ کا کلام ہے)

جب حضرت نے عبداللہ بن عباس کیجگہ فارس اور وہاں کے انتظام کے لئے زیاد ابن ابیہ کو مقرر کیا۔ تو ایک طویل کلام میں خراج کیطرف پیشقدمی کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "عدل کا استعمال کر۔ گمراہی سے حذر کر۔ کیونکہ گمراہی جلا وطنی کو عاید کرتی ہے۔ اور حق سے برگشتہ ہونا تلوار (کشتہ ہونے) کی طرف بلاتا ہے۔

جبتک اہل علم سے خداوند عالم نے تعلیم دینے کا عہد نہیں لے لیا۔ جاہلوں سے تعلیم حاصل کرنے کا پیمان نہیں لیا۔

سب بھائیوں میں بدتر بھائی وہ ہے جسکے واسطے تکلف کیا جائے تکلیف و مشقت اٹھائی جائے۔

جس شخص نے اپنا جاہ و حشم اپنے بھائی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس نے اس سے جدائی اختیار کر لی۔

تمام شد

دنیا اپنے غیر (آخرت) کی تحصیل کیلئے پیدا کیگئی ہے۔ اسلئے خلق نہیں ہوئی کہ اسی کی لذتوں کے حصول میں عمر گنوادی جائے۔

انصار کی مدح میں فرماتے ہیں "قسم خدا کی ان لوگوں نے دین اسلام کی پرورش کی۔ جیسا کہ انکی فصیح زبانوں اور سخی وجواد ہاتھوں کیساتھ انکی محنتوں کے سبب سے ایک قیدی پرورش پاتا ہے۔

ایکدفعہ اثنائے کلام میں فرمایا "ایک حاکم ان پر حکومت کرنے لگا۔ وہ اٹھا اور مستقیم اور برقرار ہوگیا حتیٰ کہ دین خدا نے اپنا سینہ زمین پر ٹکادیا۔ اور اسے آرام وقرار میسر ہوا۔

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا زمانہ آئیگا کہ مالدار اس چیز کو کاٹ کاٹ کھائے گا جو اسکے ہاتھوں میں موجود ہے۔ (وہ مال جو اسکے قبضہ میں ہے اسمیں بخل سے کام لے گا اور راہ خدا میں صرف نہ کریگا) حالانکہ اسے اسکا حکم نہیں دیا گیا۔ خداوند عالم فرماتا ہے "اپنے درمیان میں فضل واحسان کو نہ بھلاؤ" اس زمانہ میں اشرار سرکشی کرینگے۔ اور نیک بندے ذلیل وخوار ہوجائینگے۔ محتاجوں اور بیچاروں کیساتھ خرید و فروخت ہوگی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مضطر انسانوں اور فقیروں کے ہاتھ طعام نہ بیچو (انہیں راہ خدا میں کھلاؤ)

میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہونگے۔ ایک حد سے گذرنے والا دوست دوسرے بہتان باندھنے والا اور افترا کرنے والا دشمن (اسی مضمون کا ایک ارشاد پہلے بھی گذر چکا ہے)

توحید کے یہ معنی ہیں کہ تو خدا کا توہم نہ کرے (قوۃ مدرکہ باطنی عقل یا خیال کے آئینہ میں اسکی کیفیت اور چگونگی کی تصویر تلاش نہ کرے) اور عدل یہ ہے کہ تو اس خداوند عالم پر اتہام نہ لگائے۔ (مخلوقات کی کسی صفت کو اس سے نسبت نہ دے)

جب کسی چیز کا علم ہو اسکے بارے میں خموشی اختیار کرنا ایسا ہی برا ہے جیسے جہالت کی گفتار۔

طرف مائل نہیں اس پر گرنا نفس کی ذلت وخواری ہے۔

ابن آدم کو افتخار سے نسبت کیا۔ وہ ابتداً ایک قطرۂ ناپاک تھا اور آخر میں مردار ہو جائے گا نہ وہ اپنے نفس کو رزق دیسکتا ہے اور نہ اپنی موت کو دور کر سکتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے۔ فرمایا چوگان بازی کے گھوڑو نکے ایک ہی راستے کیساتھ جماعت شعرا متحرک نہیں ہوئی۔ (شاعروں کے اشعار ایک ہی انداز پر نہیں بلکہ سب کی روش جدا جدا ہے) تاکہ چوگان لیجانے کیوقت ان کا اعلیٰ درجہ کا کمال پہچان لیا جائے (جبکہ ہر ایک کا طرز سخن نرالا ہی ہے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا کچھ مناسب نہیں) ہاں اگر ترجیح دینی کچھ ضروری ہی ہے۔ تو ملک ضلیل (گمراہ) کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ ملک ضلیل سے امراء القیس مراد ہے۔

کیا کوئی آزاد مرد ایسا نہیں ہے جو اس چبائے ہوئے لقمے (دنیا) کو اسکے اہل (کفار) کے لئے چھوڑ دے۔ یاد رکھو! تمہارے نفس ایک بیش بہا چیز ہیں۔ انکی قیمت اگر ہو سکتا ہے تو بہشت ہو سکتا ہے۔ سوائے بہشت کے کسی چیز کے بدلے انہیں نہ بیچو۔

دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے ایک تو طالبعلم دوسرا طالب دنیا۔

ایمان کی علامت یہ ہے کہ کذب بیانی جہاں نفع پہنچا رہی ہو تو وہاں راستی کو اختیار کرے گو وہ نقصان پہنچائے اور یہ کہ خبر دہی میں تیری معلومات سے کچھ زیادہ نہ ہو۔ (وہی بیان کرے جو تجھے معلوم ہے) اور اپنے غیر کے حق میں خبر دیتے اور شہادت دیتے وقت تو خوف خدا کو دل میں جگہ دے۔

حلم اور تانی ایکدوسرے کے ہمزاد ہیں ان دونو کا نتیجہ علو ہمت ہے۔

جو شخص انتقام لینے سے عاجز ہوا کرتا ہے وہ غیبت ہی کیا کرتا ہے۔

کسقدر وہ نفوس ہیں جنکی لوگ خوشامد کرتے ہیں اور اس خوشامد کے سبب سے وہ گمراہ و مفتون ہیں۔

اس پر خوش اور شاد نہ ہوئے پس جو شخص گذشتہ پر اندوہ ناک نہ ہوا۔ اور آئندہ سے اسے کوئی خوشی حاصل نہ ہوئی۔ تو اس شخص نے زہد کے دونو گوشوں کو تھام لیا۔ (ابتدا کو بھی انتہا کو بھی لہذا یہ زہد کامل ہوگیا۔)

سلطنت و امارت لوگونکے گھوڑے دوڑانے کا میدان ہے۔

دن کے ارادوں کو رات کا سونا کسقدر توڑنے والا ہے۔

تیرے رہنے کے لئے وہ شہر موزون نہیں جو دوسرے شہر سے بسبب اصل خلقت بہترین بلاد ہو بلکہ وہ شہر رہنے کے لائق ہے جو تجھے اٹھالے۔ (جہاں شہر والے تیری خاطر تواضع کریں تیرے خواہان رہیں)

جب ایک شخص مالک اشتر کی سنانی لیکر آیا۔ تو حضرت نے ارشاد کیا۔ "مالک؟ مالک اگر پہاڑ تھا تو وہ پہاڑ کی ایسی چوٹی تھا۔ جس پر کوئی سُم دار حیوان چڑھ نہیں سکتا تہا۔ نہ اس پر بلند ہو کر کسی پرندے کو پر مارنے کی جرات تھی (امیدان جنگ میں کوئی شخص اسکے سامنے نہ آسکتا تھا۔ نہ کسی کا یہ حوصلہ تھا کہ اسے مغلوب کرسکے)

اگر ایک شخص میں کوئی عمدہ اور نفیس خصلت ہو تو اس خصلت کی دوسری بہنوں (تمام صفات و اخلاق) کا انتظار کر (شاید وہ نہایت عمدہ اور خوش آیند ہوں)

مشہور و معروف شاعر فرزوق کے باپ غالب ابن صعصعہ سے فرمایا۔ "تیرے وہ بہت سے اونٹ کیا ہوئے" اس نے عرض کی یا امیر المومنین حقداروں کے حقوق نے انہیں متفرق کردیا (انہیں بیچ بیچ کر لوگونکے حق ادا کر دیئے جو میرے ذمہ تھے) فرمایا یہ تفریق کا رستہ نہایت ہی پسندیدہ ہے۔

کسی شخص نے حد سے بڑہا ہوا امزاج نہیں کیا۔ اِلّا یہ کہ اس نے اپنی عقل و دانش میں سے کچھ نہ کچھ گرادیا۔

جو شخص تیری طرف راغب ہے۔ اس سے پرہیز کرنا بے عقلی کی بات ہے۔ اور جو شخص تیری

کہ یہ انہیں مار ڈالیگی۔ دنیا کی اس چیز کو ترک کر دیتے ہیں جسے جان لیتے ہیں۔ کہ یہ عنقریب انہیں ترک کر دیگی۔ ان کے اغیار کے پاس جب مال دنیا کثیر ہوتا ہے اسے قلیل خیال کرتے ہیں جب اور لوگ دنیا کو پا لیتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا انکے ہاتھ سے جاتی رہی۔ لوگ جس چیز سے خوش ہوتے ہیں۔ یہ اسکے دشمن ہیں۔ اور جس چیز کو لوگ دشمن سمجھتے ہیں۔ یہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ان کے سبب سے قرآن کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب خدا کے سبب سے پہچانے جاتے ہیں۔ کتاب الہی انکی وجہ سے قائم و برقرار ہے اور یہ اسکے ساتھ قائم ہیں۔ کسی امیدوار کو اس چیز سے بالاتر نہیں دیکھتے جسکی یہ امید کرتے ہیں۔ نہ کسی ڈرانے والے کو اس چیز سے بلند دیکھتے ہیں جس سے یہ خوف کرتے ہیں۔ (جو خداوند عالم ہے)

لذتوں کے قطع ہونے اور گناہوں کے باقی رہنے کو یاد کرو۔

خدا ایسا نہیں ہے کہ بندے پر شکر کرنیکا دروازہ کھولدے (اسے شکر کی توفیق دے) اور باقی زیادتی نعمت کا دروازہ اس پر بند کردے۔ نہ وہ ایسا ہے کہ دعا کا دروازہ بندے کیواسطے کھولے اور قبولیت کا دروازہ کھلا نہ رکھے۔ نہ وہ ایسا ہے کہ توبہ کے دروازے بندے کیواسطے وا کرے اور مغفرت کے دروازے بند کردے۔

وہی شخص کریم ہونے کے لئے سب لوگوں سے زبان شائستہ ہے۔ جسکے رگ و ریشہ میں مردمان کریم گھر کئے ہوئے ہوں۔ (جسکے آبا و اجداد کریم ہوں)

سوال کیا گیا کہ جود بہتر ہے یا عدل فرمایا۔ عدل امورات کو ان کے مقام میں رکھتا ہے اور جود وہاں سے نکالتا ہے۔ عدل عامتہ الناس کی سیاست کو مدنظر رکھنے والا ہے اور جود فقط ایک ہی شخص کے نفع کیلئے ہوتا ہے۔ لہذا ان دو خصلتوں میں عدل نہایت ہی شریف اور افضل خصلت ہے۔

زہد کے معنی اس کلمہ کے معنی ہیں۔ جو قرآن کے دو کلمونکے درمیان میں واقع ہے پروردگار عالم فرماتا ہے "تاکہ وہ مال دنیا جو تمہیں حاصل نہیں ہوا۔ اس پر افسوس نہ کرو اور جو تمہیں ملگیا ہے

دو نمم حضلت مالداری - کیونکہ ابھی تو اسکو صحیح وسالم دیکھ رہا تھا کہ اچانک بیماری نے آدبایا۔ ابھی ابھی تیری نگاہ ہونیں وہ مالدار تھا۔ ناگاہ فقیر ہوگیا۔

جس شخص نے کسی مومن کے سامنے اپنی محتاجی کی شکایت کی تو گویا اس نے خدا کے سامنے شکوہ کیا۔ اور جس شخص کا فر سے شکایت کی۔ اس نے گویا خدا کی شکایت کی۔

ایک عید کے موقعہ پر حضرت نے فرمایا بیشک یہ عید اس شخص کے لئے ہے۔ جسکے روزے خداوند عالم نے قبول فرمائے ہیں۔ جسے نمازوں کا ثواب عطا کیا گیا ہے۔ ہر ایک وہ دن جسمیں خدا کا گناہ نہیں کیا جاتا روز عید ہے۔

قیامت کے دن اس شخص کی حسرت بھی عظیم الشان حسرت ہے۔ جس نے خدا کی نافرمانی کر کے مال جمع کیا ہے۔ اور ایسے شخص کو اس مال کا وارث کر دیا۔ جو اسے خدا کی اطاعت میں صرف کر رہا ہے۔ یہ شخص تو اس مال کے سبب سے بہشت میں داخل ہو گیا اور اس پہلے شخص کو اس مال کی بدولت آتش جہنم نصیب ہوئی۔

تجارت میں سب سے زیادہ نقصان رسیدہ۔ سعی و کوشش میں تمام لوگوں سے زیادہ مایوس اور ناکام رہنے والا وہ شخص ہے۔ جس نے اپنی آرزونکی طلب میں اپنے بدن کو کہنہ کر دیا (بوڑھا ہو گیا) اور مقدرات الٰہی نے اسکے ارادے کے موافق مساعدت نہ کی ہو۔ وہ حسرت لئے ہوئے دنیا سے نکلا اور گنہگار ہو کر آخرت میں پہنچا۔

رزق کی دو قسمیں ہیں۔ طالب اور مطلوب۔ پس جس شخص نے دنیا کو طلب کیا۔ موت اسکی طالب ہوئی حتیٰ کہ اس دنیا سے اسے نکالدیا۔ اور جس شخص نے آخرت کی طلب کی دنیا اسکی طلبگار ہوئی حتیٰ کہ رزق دنیا نے اس سے وفا کی۔

بیشک خدا کے دوست وہ ہیں کہ جب تمام لوگ دنیا کی ظاہری حالتوں پر فریفتہ ہوتے ہیں تو یہ اسکے باطن پر نظر ڈالتے ہیں۔ جب لوگ اپنی دنیا میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اپنی آخرت میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی اس چیز (خواہش نفس امارہ) کو مار ڈالتے ہیں۔ جس سے خوف ہوتا ہے،

اسباب پنہاں ہیں۔ اسکا عمل محفوظ ہے۔ ایک پشّہ اسے المناک کر دیتا ہے۔ غم و غصّہ اُسے مار ڈالتا ہے۔ پسینہ اسے گندہ اور بدبو دار کر دیتا ہے۔

روایت ہے کہ ایکمرتبہ حضرتؑ اپنے اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے۔ ایک حسین عورت کا اُدھر سے گذر ہوا۔ جسے ایک گروہ نے کن انکھیوں سے دیکھنا شروع کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا ان لوگونکی نگاہیں بلند بین ہیں اور یہ امر انکی خواہش نفسانی کے ہیجان کے سبب سے ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی عورت پر نظر ڈالے۔ جسکا حسن اسے متعجب کرے وہ اپنی بیوی سے مقاربت کرے۔ کیونکہ یہ عورت بھی اسی عورت کی مانند ہے۔ اسوقت ایک خارجی نے اٹھکر کہا۔ خدا اس (معاذ اللہ) کافر کو قتل کرے اسے کس چیز نے فقیہہ بنایا (اسکی فقاہت عقل و فہم سے تعجب ہے) اصحاب اسکی طرف جھپٹے تاکہ قتل کر ڈالیں۔ حضرتؑ نے فرمایا اسے مہلت دو۔ کہ مہلت دینی اسکی دشنام دہی کی تعذیر کے سبب سے ہے یا اس کے گناہ سے درگزر کرنے کیوجہ سے۔

تیرے واسطے اتنی ہی عقل و دانش کافی ہے جو تیرے ہدایت کے رستے سے طرق گمراہی کو واضح کر دے۔

حلم ایک ڈھانکنے والا پردہ ہے۔ عقل ایک کاٹنے والی شمشیر ہے۔ پس تو اپنے خلق کی برائیوں کو حلم اور بردباری سے ڈھانک لے۔ اور اپنی خواہشوں کو عقل کیساتھ قطع کر دے۔

بندے ایسے بھی ہیں جنہیں خداوند عالم نے بندونکی نفع رسانی کے لئے نعمتوں کیساتھ مخصوص کیا ہے۔ جبتک وہ بذل و عطا سے کام لیتے رہتے ہیں۔ ان نعمتوں کو ان کے قبضہ میں قائم رکھتا ہے۔ اور جب بخل اختیار کرتے ہیں تو ان نعمتوں کو چھین کر دوسروں کے حوالے کر دیتا ہے۔

بندے کو سزاوار نہیں کہ وہ ان دو خصلتوں پر بھروسا نہ کرے۔ اول خصلت صحت بدن

اپنے مالک کے پاس چلا جائیگا۔ تو اس مال کو دو شخصوں میں سے ایک کیلئے جمع کرنے والا ہے ایک تو وہ شخص جو تیرے جمع کئے ہوئے مال میں اطاعت الٰہی کے ساتھ عمل کرے۔ یہ اسی شے کی وجہ سے سعید ہوا جسکی وجہ سے تجھے شقی اور بدبخت ہونا پڑا۔ دوسرا وہ شخص ہے جو تیری اس جمع میں معصیت خدا بجالائے۔ یہ شخص اس مال کے باعث بدبخت ہو گیا جسے تو نے اسکے واسطے جمع کیا تھا۔ یہ دونو شخص اس قابل نہیں ہیں کہ تو انمیں سے ایک کو بھی اپنے نفس پر اختیار کرے۔ اور انکے سبب سے وبال اپنی کمر پر اٹھائے۔

ایک شخص نے آپکے سامنے کہا استغفر اللہ۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ کیا تو جانتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے۔ استغفار ان لوگوں کا درجہ ہے جو مقربین وعلیین کے زمرے میں داخل ہیں۔ استغفار ایک اسم ہے جو چھ معنی اور صفات ششگانہ کا مجموعہ ہے۔ پہلی صفت گذشتہ پر نادم ہونا۔ دوسری صفت انکی طرف عود کرنے کے ترک کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ارادہ کرنا۔ تیسری صفت مخلوق کو ان کے حقوق ادا کرنا حتی کہ تو ایسی حالت میں خدا سے ملاقات کرے کہ بالکل پاک وصاف ہو۔ تجھپر کوئی گناہ باقی نہ ہو۔ چوتھی صفت اگر تجھے معلوم ہو کہ جو فریضہ تجھ پر واجب تھا تو نے اسکو ضایع کیا ہے۔ تو اسکے حق کو ادا کر دے۔ پانچویں صفت اگر تو اس گوشت کو جانتا ہو جس نے اکل حرام سے نشوونما پائی ہے۔ تو اسے حزن والم کیساتھ پگھلا دے یہاں تک کہ جلد ہڈیوں سے لپٹ جائے۔ اور ہڈی اور جلد کے درمیان میں سے نئے سر سے گوشت پیدا ہو۔ چھٹی صفت طاعت وعبادت کے رنج کے مزے بھی جسم کو اسی طرح چکھا۔ جیسے گنہگاریوں کے مزے چکھائے ہیں۔ ان چھ صفات پر عمل کرنے کے بعد استغفر اللہ کہنا تجھے زیبندہ ہے۔

بردباری ایک عشیرہ وقبیلہ ہے (جیسے قبیلہ والے شر دشمن سے بچائے رکھتے ہیں ویسے ہی حلم بھی بچائے رکھتا ہے)

ابن آدم کسقدر مسکین اور بیچارہ ہے۔ اسکی موت کا وقت پوشیدہ ہے۔ اسکے مرض کے

ایک دن اس آدمی کو رہائی عطا فرمائے گا۔

جس نے حق سے مقابلہ کیا۔ حق اسے پچھاڑ دیگا۔

قلب مصحف چشم ہے (جو چیز دیکھی جائے اسے صفحہ دل پر نقش کر لیا جائے)

پرہیزگاری تمام اخلاق کی سرتاج ہے۔

جس شخص نے تجھے گویائی عطا کی ہے اسی پر اپنی زبان کی تیزی کو صرف نکر۔ جس نے تجھے کلام میں پختہ کر دیا ہے۔ اپنی گفتگو کی بلاغت کو اسی کے نقصان کے لئے استعمال نکر۔

اشعث ابن قیس کو پُرسہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اگر تو نے کریموں کی مانند صبر کیا تو تو صابر ہے۔ ورنہ اس مصیبت کو اسطرح بھول جائیگا۔ جیسے چوپائے فراموش کر دیتے ہیں (مصیبت کو تو بہر حال تو بھول ہی جائیگا مگر صورت آخر میں درجہ صبر سے محروم رہیگا)

دنیا کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں۔ دنیا دھوکے کی ٹٹی ہے۔ مضر پہنچاتی ہے۔ تلخیاں چکھاتی ہے۔ خداوند عالم اپنے دوستوں کو بطور ثواب یہ دنیا عطا کرنے کے لئے راضی نہیں نہ اس دنیا میں اپنے دشمنوں کو عذاب دینے سے خوش ہے۔ اہل دنیا ان سوارونکی مانند ہیں جو بمنزل پر پہنچیں اتنے میں انہیں کوچ کا حکم دینے والا پکارے اور وہ کوچ کر جائیں۔

آپنے فرزند ارجمند جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا "اے بیٹا اپنے پیچھے دنیا کی کوئی چیز نہ چھوڑنا۔ کیونکہ تو اس ترکہ کو ان دو شخصوں میں سے ایک کے لئے چھوڑیگا یا تو ایسا شخص ہوگا کہ اس مال میں خدا کی اطاعت کیموافق عمل کریگا۔ اب اسی چیز کے باعث وہ نیک بخت ہوگیا جس کے سبب سے تو بدبخت اور شقی ہوا ہے یا وہ ایسا شخص ہوگا جو اس مال میں معصیت خدا پر کاربند ہوگا۔ اب گویا تو ایسے شخص کے لئے اسکی نافرمانی پر مددگار ہوگیا۔ یہ دونو شخص اس قابل نہیں ہیں کہ تو انمیں سے ایک کو بھی اپنے نفس پر اختیار کرے۔

یہی کلام دوسرے طریق سے بھی پہنچا ہے جو یہ ہے "خدا و رسول کی حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جو کچھ مال دنیا تیرے قبضہ میں ہے۔ تجھ سے پہلے بھی اسکا ایک مالک تھا۔ تیرے بعد وہ

کرنا نصیب نہ ہو۔ جس شخص کو عجز و ناتوانی کی حالت میں مال دنیا عطا نہیں کیا جاتا۔ وہ اسے قدرت اور تلاش کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ زمانے کے دو دن ہیں۔ ایک تیرے نفع کے واسطے۔ دوسرا تیرے نقصان کے لئے۔ جب تیرے نفع کے لئے ہو تو بے انتہا خوشوقتی اختیار نہ کر۔ اور جب ضرر و نقصان کا دن ظاہر ہو تو صبر کو ہاتھ سے نہ دے۔

لوگونکے اخلاق سے قریب ہونا (جیسے وہ ہیں ویسا ہی بن جانا) ان کی شرارتوں سے بچ رہنا ہے۔ جو شخص امور مختلفہ (دنیا و آخرت) کی طرف اپنے نفس کو اشارہ کرتا ہے۔ حیلہ و تدبیر اسکا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

کسی نے حضرتؑ سے لاحول ولاقوۃ کے معنی دریافت کئے۔ فرمایا اسکے یہ معنی ہیں "ہم خدا کی شراکت میں کسی چیز کے مالک نہیں۔ ہم اسی چیز کے مالک ہیں۔ جسکا اس نے ہمیں مالک بنا دیا ہے۔ (جو ہماری زندگی ہے) پس جب اسی چیز کے مالک ہوئے۔ جس پر خداوند عالم ہم سے زیادہ قابض ہے۔ تو اس نے ہمکو عبادت کی تکلیف دی۔ اور جسوقت ہم سے ہماری ملکیت (حیات) کو لے لیا تو اپنی تکلیف کو ہم پر سے اٹھا لیا۔

حضرتؑ نے ایکدفعہ دیکھا کہ عمار ابن یاسر رحمۃ اللہ علیہ مغیرہ پسر شعبہ کی کسی بات کا جواب دے رہے ہیں یہ دیکھکر فرمایا "اے عمارؓ اسے جانے دے وہ دین میں سے فقط اتنا ہی حصہ حاصل کریگا۔ جس سے اسے دنیا ہاتھ آجائے۔ اس نے جان بوجھکر اپنے نفس کو شبہ میں ڈال رکھا ہے۔ تاکہ اپنی لغزشوں سے معذرت خواہ ہونے کے وقت ان شبہات کو بطور عذر پیش کرے۔

ثواب خداوندی کو طلب کرنے کے لئے فقرا کیساتھ امیروں کا بتواضع و فروتنی پیش آنا کیا اچھی بات ہے۔ اور اس سے بھی بہتر یہ ہے۔ کہ خدا پر توکل کر کے فقرا امیرونکے سامنے فروتنی نہ کریں۔

پروردگار عالم نے کسی شخص کو عقل بطور امانت سپرد نہیں کی۔ مگر یہ کہ اس عقل کے سبب سے

خداوند عالم کے نزدیک دنیا کے ذلیل وخوار ہونیکی یہی پہلی دلیل ہے کہ جو گناہ کیا جاتا ہے دنیا میں ہی کیا جاتا ہے اور جب تک اس دنیا کو چھوڑ نہ دیا جائے وہ ثواب جو خدا کے پاس ہے حاصل ہی نہیں ہوتا۔

جو شخص کسی شے کا طالب ہوا۔ وہ اس کا کل حصّہ یا بعض حصّہ (ضرور ہی) حاصل کر لیگا

وہ نیکی ہرگز نیکی نہیں جسکے بعد جہنم ہو۔ وہ بدی ہرگز بدی نہیں جسکے بعد بہشت ہو۔

بہشت کے سوا ہر ایک نعمت حقیر ہے۔ اور جہنم کے علاوہ ہر ایک بلا اور مصیبت راحت ہے

آگاہ ہو جاؤ کہ محتاجی ایک بلا ہے۔ مرض بدن محتاجی اور فقر و فاقہ سے بھی زیادہ ہے اور قلب کی بیماری بدن کی بیماری سے بھی شدید ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وسعت مال ایک نعمت ہے وسعتؔ مال سے افضل صحت بدن ہے اور صحت بدن سے بڑھ کر قلب کی پرہیزگاری۔

مومن کے واسطے تین ساعتیں ہیں۔ ایک ساعت میں تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے۔ دوسری میں اپنی معصیت کی اصلاح کرتا ہے۔ اور تیسری ساعت وہ ہے جسمیں وہ اپنے نفس اور لذت نفس کو اسچیز کے بارے میں جو حلال و نیک ہے۔ تخلیئے کی اجازت دیتا ہے۔

عاقل کو لازم ہے۔ کہ انہیں تین حالتوں میں سفر کرتا رہے (انہیں کے لئے اپنی فکر دوڑاتا رہے) اصلاح معاش کے لئے۔ یا معاد کو سوچنے کیلئے یا امر حلال سے لذت حاصل کرنے کے لئے۔

دنیا میں زہد اختیار کر خداوند عالم اس دنیا کی پوشیدگیوں کو تجھے دکھا دیگا (موت سے) غافل نہ رہ کیونکہ وہ (موت) تجھ سے غافل نہیں ہے۔

دنیا میں جو چیز تیرے پاس پہنچ جائے اسے لے لے۔ جو روگردانی کرے اس سے تو بھی برگشتہ ہو جا۔ اگر تو اس سے برگشتہ ہونا پسند نہیں کرتا۔ تو اسکی طلب میں اعتدال اختیار کر۔

جس روزی کو کافی سمجھ لیا جائے وہی کافی ہو جاتی ہے۔

موت آجائے مگر ذلت اور پستی نہ واقع ہو۔ رزق میں کمی ہو جائے مگر لوگوں کا وسیلہ تلاش

نہیں ہوسکتا۔

اس رزق مقدر کے بارے میں کوئی غالب تجھے مغلوب نہیں کر سکتا۔ جو روزی تیرے واسطے مقدر ہو چکی ہے وہ کبھی تیرے پاس پہنچنے میں دیر نکریگی۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو کسی دن کا استقبال کر رہے ہیں۔ مگر اسدن کی آنیوالی رات میں موجود نہیں رہتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنی رات کے پہلے حصہ میں تو کسی کے مال و جاہ پر حسد کر رہے تھے۔ مگر اسی رات کے آخری حصہ میں انکے جنازے پر کہرام مچ رہا ہے۔

جب تک تو نے کوئی بات اپنی زبان سے نہیں نکالی۔ وہ تیری قید اور حراست میں ہے جب تو نے اسے آزاد کر دیا تو پھر تو خود اسکا پابند ہو گیا۔ لہٰذا اس اپنی زبان کی اس طرح حفاظت کر جیسے درہم و دینار کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ بہت سے کلمے (متکلم) کی نعمت کو سلب کر لیتے ہیں۔

جس چیز کو تو نہیں جانتا اسمیں زبان نہ ہلا۔ جسے جانتا ہے اسے بیان کر۔ بے شک خداوند عالم نے تیرے تمام اعضا پر چند فرائض واجب و لازم کر دیئے ہیں۔ قیامت کے دن انہیں (واجبات) کے سبب سے تجھ پر حجۃ قائم کریگا۔

حذر کر کہ خداوند عالم تجھے اپنی نافرمانی کے وقت تو دیکھے اور اپنی طاعت کے وقت موجود نہ پائے ورنہ تو نقصان رسیدوں میں سے ہو جائیگا۔ جسوقت کہ تو صاحب قوت ہے تو عبادت و اطاعت خدا میں اپنی قوت صرف کر۔ اور جب ضعیف ہے تو خدا کی نافرمانی سے ناتوان اور درماندہ رہ۔

دنیا کی طرف راغب ہو جانا باوجودیکہ تو اسکے (قابل عبرت) حالات کا مشاہدہ کر رہا ہے سخت نادانی ہے۔ حسن عمل میں کوتاہی کرنا حالانکہ تجھے اس پر ثواب ملنے کا یقین ہے سخت زیان کاری ہے۔ آزمانے سے پہلے ہر شخص کیطرف سے مطمئن ہو جانا عجز و ناتوانی ہے۔

کو محرمات و معاصی سے منع نہ کرے وہ مغلوب ہو جائیگا۔ اسکی یہ قوت سلب کر لی جائیگی)
پھر جہاد باللسان (جو شخص اپنی زبان سے باوجود وسعت لوگوں کو ارتکاب معاصی سے نہ
روکیگا وہ زبانی جہاد میں مغلوب ہو جائیگا۔ کسی شخص پر اپنی زبان سے غالب نہ ہوسکیگا)
پھر جہاد بالقلب۔ پس جس شخص نے اپنی معرفت کیساتھ عمل بد کو نہ پہچانا۔ اعمال بد کا دل سے
انکار نہ کیا۔ اسکا دل الٹ دیا جائیگا۔ اور وہ تہ و بالا کرکے رکھ دیا جائیگا (قوۃ شہویہ و غضبیہ
جو دنیائے دنی کی محبت کے باعث پیدا ہوئی ہے۔ قوت عقلیہ پر غالب کردیجائیگی) بیشک حق
(اول میں) ثقیل و سنگین اور (آخر میں) خوشگوار ہے۔ اور باطل (ابتداءً) سبک اور خفیف
(انجام کار) وبا پیدا کرنے والا۔

اس امت کے بہترین نفوس پر عذاب الٰہی کے نازل ہونیسے بیخوف نہ رہ کیونکہ خداوند
تعالیٰ فرماتا ہے "خاسرون اور زیان کاروں کی جماعت ہی عذاب خدا سے بیخوف رہتی ہے"
اور اس امت کے بدترین اشخاص کے بارے میں رحمت و مغفرت خداوندالٰہی سے مایوس ہو
کیونکہ خداوند جل سبحانہ فرماتا ہے "گروہ کفار ہی رحمت و مغفرت خداوندی سے مایوس اور
ناامید ہے"۔

بخل تمام عیوب کی برائیوں کا جامع ہے۔ وہ ایک ایسی مہار ہے۔ جسسے ہر ایک خصلت بد
کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق کا تو طالب ہے۔ اور دوسرا رزق جو تجھے تلاش کرتا ہے
اگر تو اسکی جستجو نہ کرے۔ تو وہ تجھے آلیگا۔ تو آج کے دن اپنے سال بھر کا فکر نکر۔ تجھے ہر ایک
دن بسر کرنے کیلئے وہی کافی ہے جو ہر روز مل رہتا ہے۔ اگر تیری عمر میں ایکسال کی مدت
باقی ہے تو خداوند جل و علیٰ ہر روز نئے نئے طریقہ سے تجھے وہ چیز عطا فرمائیگا جو تیرے واسطے
مقدر ہو چکی ہے۔ اور اگر تیری مدت عمر ایکسال کی نہیں رہی۔ پھر اس چیز کے لئے رنج والدوہ
اٹھانے سے کیا حاصل جو تیرے واسطے ہے ہی نہیں۔ کوئی طالب تیرے رزق پر تجھ سے مقدم

کا ثواب عطا فرمائے" جس روز ہم نے اہل شام سے ملاقات کی تو فرمایا "اے گروہ مومنین! جو شخص کسی ظلم و ستم کو دیکھے جو اس پر ہو رہا ہے۔ اور جو شخص کسی گناہ و معصیت کا ملاحظہ کرے جسکی طرف اسے بلایا جا رہا ہے۔ اور اسکا بدل انکار کرے تو وہ سالم اور عذاب سے بری ہو گیا اور جس شخص نے زبان سے اس کا انکار کیا۔ اسے اجر دیا جائیگا۔ اور وہ اس ثواب میں اپنے مصاحب سے افضل ہے۔ اور جس شخص نے تلوار کیساتھ اس کا انکار کیا تاکہ خدا کے کلمات بلند ہوں اور کلمات ظالمین پست ہو جائیں۔ تو یہ وہ شخص ہے جو راہ ہدایت تک پہنچ گیا طریق نجات پر قائم ہوا۔ اور نور ایمان سے اس کا دل منور ہو گیا۔

مندرجہ ذیل ارشاد بھی پہلے فرمان کے قائم مقام ہے" لوگوں میں سے بعض انسان وہ ہے۔ جو اپنے ہاتھ اپنی زبان اپنے قلب کیساتھ بدکرداری و محرمات کا انکار کرتا ہے ایسا شخص تمام خصائل حسنہ میں کامل ہے۔ اور بعض شخص وہ ہے جو اپنے دل اور زبان سے تو انکار کرتا ہے۔ لیکن ہاتھ سے انکار نہیں کرتا۔ ایسا شخص خصائل حسنہ میں سے فقط دو خصلتوں سے متمسک ہے۔ اور ایک خصلت کا ضایع کرنیوالا بعض انسان ایسا ہے جو از روئے قلب تو منکر ہے۔ مگر اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اس انکار کا اظہار نہیں کرتا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے خصائل حسنہ ثلثہ میں سے دو شریف خصلتوں کو چھوڑ دیا۔ اور فقط ایک کا ہو رہا۔ اب ایک ایسا شخص بھی ہے جو برائیوں کا نہ دل سے انکار کرتا ہے نہ ہاتھ سے نہ زبان سے یہ شخص زندہ تو ہے مگر مُردے سے بدتر۔ خوب سمجھ لو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلے میں تمام اعمال خیر اور جہاد و راہ خدا ایسے ہیں۔ جیسے ایک متلاطم سمندر کے سامنے لعاب دہن۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر موت سے نزدیک نہیں کرتے۔ نہ رزق میں کوئی کمی پیدا کرتے ہیں اور ان دونوں سے افضل وہ کلمہ انصاف ہے جو ستمگر حاکم کے سامنے بیان کیا جائے۔

ابی جحیفہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا" ابتدائے جہاد جس سے تم مغلوب ہوتے ہو ہاتھوں سے جہاد کرنا ہے۔ اور جو شخص باوجود قدرت و طاقت لوگوں

جو یہ ہیں۔ عالم جو اپنے علم کا استعمال کرتا ہو۔ جاہل جو طلب علم سے منکر نہ ہو۔ جواد و سخی جو اپنے احسان میں بخل نہ کرے۔ فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچے۔ پس جس وقت کہ عالم نے اپنا علم ضایع کیا جاہل طلب علم سے انکار کریگا۔ اور جب سخی و کریم نے اپنے احسان میں بخل کیا تو فقیر اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالیگا۔ اے جابر جس شخص پر خدا کی نعمتیں بکثرت نازل ہوئی ہیں۔ لوگوں کی احتیاج بھی اسکی طرف بڑھی ہوئی ہے۔ جو شخص بطور واجب محض خدا کے لئے حوائج مردم کو پورا کرنے کیلئے کھڑا ہوا۔ اس نے نعمتوں کے ہمیشہ اور باقی رہنے کی عرض پیش کی۔ اور جو شخص بقدر واجب حوائج مردم کو پورا کرنے کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ اس نے نعمتوں کو زوال اور فنا کے سامنے رکھدیا۔

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب انمیں قرآن فقط بطور رسم خط باقی رہے گا اسلام کا نام ہی نام رہ جائیگا۔ انکی مساجد بلحاظ تعمیر تو معمور ہونگی مگر بلحاظ ہدایت خراب و برباد انمیں سکونت کرنے میں انکے تعمیر کرنے والے شریر ترین اہل زمین ہونگے۔ انمیں سے فتنہ و فساد کا ظہور ہوگا۔ اور بدکرداریاں انمیں گھر کر جائینگی۔ جو شخص گناہ سے باہر ہوگا اسے معصیت کیطرف لوٹا ئینگے۔ جو گنہگاری سے رہ جائیگا جسے گنہگاری کے سامان مہیا ہونگے اسے گنہگاریوں کی طرف ہنکا ئینگے۔ (سامان معصیت مہیا کر دینگے) خداوند سبحانہ تعالی فرماتا ہے مجھے اپنی ذات کی قسم میں اس جماعت پر فتنہ و فساد کو بھیجونگا۔ حلیم اور دانشمند کو اس حالت میں حیران چھوڑ دونگا۔ بیشک وہ ایسا ہی کریگا۔ جیسا اس نے فرمایا ہے۔ اور ہم غفلتوں کی وجہ سے لاحق ہو جانے والی لغزشوں کے زوال کو خدا تعالے سے طلب کرتے ہیں۔

ابن جریر طبری اپنی تاریخ میں عبد الرحمن ابن ابی لیلےٰ فقیہہ سے روایت کرتا ہے یہ عبد الرحمن وہ شخص تھا جو ابن اشعث کے ہمراہ حجاج سے لڑنے کے لئے نکلا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے سنا۔ خداوند عالم اس شخص (مجاہد) کے درجے کو درجات صالحین میں بلند کرے۔ اسے شہدا و صدیقین

دنیا سے روزی حاصل کرتا ہے متعلقان دنیا کی باتیں غضب اور دشمنی کے کانوں سے سنتا ہے اگر کہا جائے کہ فلاں دنیا کو دوست رکھنے والا بڑا مالدار ہے۔ تو درحقیقت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ محتاج و فقیر ہے۔ اگر اسے (دنیا دار کو) بقائے دنیا کی خوشخبری دیجاتی ہے تو (فی الحقیقت) اسے فنائے دنیا کی خبر دیکر محزون کیا جاتا ہے۔ یہ ہیں اہل دنیا کے حالات۔ حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا ہے۔ جسمیں وہ رحمت خدا سے مایوس ہوں۔

پروردگار عالم نے اپنے بندوں سے عذاب کو دور کرنے کے لئے اپنی اطاعت پر ثواب اور انہیں اپنے بہشت میں جمع کرنے کیلئے اپنی معصیت پر عذاب مقرر کیا ہے۔

روایتمیں وارد ہے کہ جب آپکے لئے منبر درست کیا گیا۔ اور جب آپ منبر پر تشریف لیگئے تو خطبہ پڑہنے سے پہلے یہی فرمایا" ایہا الناس خدا سے ڈرو۔ اس نے تمہیں عبث طور سے پیدا نہیں کیا۔ کہ (تمہارے ساتھ) لہو و لعب میں مشغول ہو۔ تمہیں یونہی مہمل نہیں چھوڑ دیا تاکہ (اس کا فعل) لغو اور بے فائدہ ہو جائے۔ اسکی دنیا ایسی نہیں۔ جسے اسکی نظر میں آخرت کی جانشینی زیب دے۔ ایسی دنیا ہے جسکی قباحتیں اسکی نظر نے اسکے سامنے پیش کر دی ہیں کوئی شرف اسلام سے اعلیٰ نہیں۔ کوئی عزت تقویٰ سے زیادہ معزز نہیں۔ کوئی حصار زہد و ورع سے زیادہ محکم و استوار نہیں۔ کوئی شفیع توبہ سے زیادہ رستگاری بخش نہیں۔ کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ غنی نہیں۔ بقدر کفاف روزی پر راضی رہنے سے زیادہ کوئی مال فقر و فاقہ کو دور کرنے والا نہیں۔ جو شخص بقدر کفاف روزی پر صابر رہا۔ اس نے راحت کا انتظام کرلیا۔ رفاہیت کی وسعت میں جگہ لے لی۔ دنیا سے رغبت کرنا رنج کے کھولنے کی کنجی ہے۔ زحمت و تکلیف کا بوجھ اٹھانے والا اونٹ ہے۔

حرص۔ تکبر اور حسد گناہوں میں داخل کرنے کی طرف بلانے والے ہیں۔ شر تمام عیوب کی برائیوں کو جمع کرنے والا ہے۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا" اے جابر دنیا چار آدمیوں کے سبب سے قائم ہے

جس شخص نے اپنے ناموس کے بارے میں تحمل اختیار کیا اور نہ چاہا کہ وہ ضایع ہو تو بیشک اس نے جنگ وجدال کو ترک کر دیا۔

فکر ایک صاف شفاف آئینہ ہے اور عبرت حاصل کرنا ایک ڈرانے والا ناصح۔ تیری نفس کی تادیب کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ تو اسچیز سے پرہیز کرے۔ جسے اپنے غیر کے واسطے مکروہ سمجھتا ہے۔

علم اور عمل دونو قریب قریب ہیں۔ جسے علم ہے وہ عمل بھی کرتا ہے۔ علم عمل کو پکارتا ہے اگر اس نے اسکی آواز کو سُن لیا۔ تو خیر ورنہ علم کوچ کر جاتا ہے۔

ایہا الناس دنیا کی دولت (آخرت کی لذتوں کو) شکستہ کرنے والی ہے۔ یہ وبا پیدا کرنے والی ہے۔ اس چراگاہ سے دور رہو۔ جسکا اکھاڑ پھینکنا اسمیں آرام کرنے سے مفید ہے اور بقدر کفاف جسمیں سے حاصل کرنا اسکے بہت سے مال ومتاع سے پاک تر ہے۔ جس شخص کے پاس بہت سا مال ومتاع ہے۔ اس پر فقر وفاقہ کا حکم لگا دیا گیا ہے۔ اس شخص کی بہ نسبت جسکی نظر میں دنیا کی آرائشیں خوشگوار اور خوش نما معلوم ہو رہی ہیں۔ ایسے شخص کی مدد کیگئی ہے جو آخرت کی راحتوں کو مدنظر رکھ کر اس دنیا سے بے نیاز و بے پرواہ ہے۔ اور اول الذکر کی آنکھوں کو دنیا اندھا کر دیتی ہے۔ جس شخص نے دنیا کی محبت کو اپنا شعار بنا لیا۔ دنیا نے اسکے دلکو اپنے رنج وآلام سے لبریز کر دیا۔ اسکا سویدائے دل اسی سبب سے مضطرب ہو گیا۔ رقص بسمل دکھانے لگا۔ وہ ایسے کام کا ارادہ کرتا ہے جو اسے مصروف کرلے۔ (جس سے دلکو ذرا تسکین ہو مگر) وہ ایسے کام کا عزم کرتا ہے۔ جو اسے محزون کردے۔ وہ برابر اسی حالت میں قائم رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا مجرائی نفس (حلقوم) پکڑ لیا جاتا ہے۔ وہ قضائے قبر میں ڈالدیا جاتا ہے اسکی دو جہندہ رگیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ خداوند تعالیٰ پر اس کا فنا کرنا آسان ہو جاتا ہے اور اسکے بھائی نہایت آسانی کیساتھ اسے قبر میں ڈالدیتے ہیں۔

بیشک بیشک مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اضطرار و احتیاج کے موافق

ایک شخص نے آپکے سامنے دوسرے شخص کو فرزند پیدا ہونیکی مبارکباد دی اور کہا اس سوار کا پہنچنا مجھے مبارک و گوارا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اسطرح نہ کہہ بلکہ یوں بطریق دعا کہہ "تو اس بخشش کرنے والے کا شکر کرتا رہے۔ تجھے اس بخشش میں برکت دیجائے۔ وہ اپنی قوت کو پہنچے اور تجھے اسکی نیکوکاری نصیب ہو۔

آپکے عاملوں میں سے ایک عامل نے عظیم الشان عمارت تعمیر کی۔ آپنے فرمایا "سکہ شدہ درہموں نے اپنے سر بلند کیے۔ بیشک یہ عمارت تیری دولتمندی کا اظہار کرتی ہے"۔

عرض کیگئی کہ اگر ایک شخص کو کسی مکان میں بند کر کے اسکا دروازہ بند کر دیا جائے تو اسے رزق کہاں سے حاصل ہوگا۔ فرمایا "جہاں سے اسکی اجل آئیگی"۔

ایک جماعت کو ایک تازہ میت کا پرسہ دیتے ہوئے فرمایا "یہ امر کچھ تمہارے ہی لئے ظاہر نہیں ہوا۔ نہ تم پر اسکی انتہا ہے۔ تمہارا یہ مصاحب اکثر سفر بھی تو کیا کرتا تھا۔ تم سمجھ لو کہ اپنے کسی سفر کو گیا ہوا ہے۔ اگر اس سفر سے تمہارے پاس واپس آگیا تو خیر ورنہ تم خود اسکے پاس جا رہو گے"۔

اے خواہشات کے اسیرو ان خواہشوں کو کم کرو۔ کیونکہ دنیا پر کھڑے رہنے والوں کو حوادث کے دانت خوف آلود کر رہے ہیں۔

ایہا الناس اپنے نفسوں کو ادب سکھانے کی طرف رخ کرو۔ انہیں انکی جاری ہونیوالی عادتوں سے برگشتہ کر دو۔

جب کسی شخص کے منہ سے کوئی بات نکلے تو اسکی برائی کا گمان نہ کر جبکہ تجھے اسکی عمدگی اور نیکی کا بھی احتمال ہو۔

جب تجھے خدا تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو ابتدائے سوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج پھر اپنی حاجت کو طلب کر۔ کیونکہ خدا کی شان اس بات سے اعلیٰ ہے کہ اسکے سامنے دو حاجتیں پیش کیجائیں۔ ایک کو پورا کر دے اور دوسری کو روک لے۔

جس نے ارتکاب امور میں پیچ کھینچا ہلاک ہوا۔ جو شخص لجۂ بحر میں داخل ہوا۔ غرق ہوا۔
جو برائیوں کے مقامات میں گیا متہم ہوا۔
جس شخص کا کلام حد سے بڑھا اسکی خطا بھی زیادہ ہوئی۔ جسکی خطا زیادہ ہوئی اسکی حیا قلیل ہوگئی۔ جسکی حیا قلیل ہوگئی۔ اسکا زہد کم ہوگیا۔ جس کا زہد کم ہوگیا اسکا قلب مرگیا جس کا قلب مرگیا وہ جہنم میں داخل ہوا۔
جس شخص نے لوگوں کے عیوب کو دیکھا۔ انہیں بُرا جانا۔ پھر اپنے نفس کے لئے یہی عیوب اختیار کرلئے وہ بالکل احمق ہے۔
قناعت ایک ایسا مال ہے جسمیں بربادی اثر نہیں کرتی۔
جس شخص نے کثرت کیساتھ موت کو یاد کیا وہ تھوڑے سے مال دنیا پر راضی ہوگیا۔
جس شخص نے جان لیا کہ اسکی گفتار اسکے کردار کیوجہ سے ہے۔ اسکی گفتگو کم ہوگئی۔ مگر جس چیز کا کہ اہتمام کررہا ہے (اسمیں کم نہوگی)
مردوں میں سے جو ظالم ہو اسکی تین علامتیں ہیں۔ اپنے سردار کی نافرمانی کرکے اس پر ظلم کرتا ہے۔ اپنے سے کم مرتبہ لوگوں کو مغلوب کرکے ان پر جور و ستم کرتا ہے۔ اور گروہ ستمگار کی مدد کرتا ہے۔
منتہائے سختی کے وقت کشائش حاصل ہوتی ہے اور غلقہائے بلا کی تنگی کے وقت آسائش مل جاتی ہے۔
آپ نے ایک صحابی سے فرمایا۔ اپنے آپ کو اپنے اہل و عیال میں زیادہ مشغول نہ رکھ کیونکہ اگر تیرے اہل و عیال خدا کے دوست ہوئے تو خداوند عالم انکی دوستی کو ضایع نہیں کریگا اور اگر خدا کے دشمن ہوئے تو تو انکے بارے میں کیا اہتمام کرتا ہے۔ کیوں خدا کے دشمنوں میں مشغول رہتا ہے۔
بزرگ ترین عیب یہ ہے کہ تو لوگوں کے ان عیوب کی گرفت کرے جو تجھ میں موجود ہیں۔

کہ کسی شے سے خوشنود ہونا اور کسی کا اس پر خشمناک ہونا اسے اسکے حسن تدبیر سے باز رکھیں انمیں سے جو سخت طبیعت ہے نزدیک ہے کہ کسی کا گوشۂ چشم سے دیکھنا اسمیں تاثیر کر جائے اور اسے ایک کلمہ واحد ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلدے۔

معاشر الناس خدا سے ڈرو۔ بہت سے آرزومند ہیں جو اپنی آرزوؤں تک نہیں پہنچتے بہت سے عمارتیں بنانے والے ہیں جنہیں انمیں رہنا نصیب نہیں ہوتا۔ بہت سے مال جمع کرنے والے ہیں جسے وہ عنقریب چھوڑ جائینگے۔ شاید کہ انہوں نے اس مال کو از راہ باطل جمع کیا ہو۔ یا کسی کے حق کو روکا ہو۔ اس مال کے ذریعہ سے محرمات کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اس کے سبب سے گناہوں کا بوجھ اٹھایا ہو۔ اور اس وبال کو لئے ہوئے اپنی باز گشت کی طرف جارہے ہوں۔ اور نہایت ہی اندوہ ناک اور حسرت ناک حالت میں اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہوئے ہوں۔ ان لوگوں نے دنیا و آخرت کا خسارہ اٹھایا اور یہ ایک ظاہر بظاہر نقصان ہے۔

گناہوں سے متعذر رہنا اسباب حصول عصمت میں سے ایک سبب ہے۔

تیری آبرو برف کی طرح جمی ہوئی ہے۔ جسے سوال کرنا پگھلا کر ٹپکا تا ہے اب دیکھ لے کہ تو اسے (آبرو کو) کس کے سامنے ٹپکانا چاہتا ہے؟

استحقاق سے زیادہ مدح و ثنا چاپلوسی ہے اور کسی کی مقدار استحقاق میں کمی کرنا یا تو اس لئے ہے کہ مدح و ستائش سے عاجز ہے یا از راہ حسد۔

سخت ترین گناہ خداوند عالم کے نزدیک وہ گناہ ہے جسے گنہگار سہل سمجھے۔

جس شخص نے اپنے نفس کے عیب کیطرف نظر کی۔ وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہا۔

جو رزق الٰہی پر صابر و شاکر اور راضی رہا۔ اسے مافات کا کبھی رنج نہ ہوگا۔

جس نے بغاوت کی تلوار کھینچی اسی تلوار سے قتل کردیا گیا۔

اس کا مطلب اور مقصد دور ہے۔ اسکی خاموشی بڑھی ہوئی ہے۔ اسکا کوئی وقت عبادت سے خالی نہیں۔ شاکر ہے۔ صابر ہے۔ اپنی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اپنی حاجت طلب کرنے مین بخیل ہے۔ آسان طبیعت ہے۔ اس کا نفس نرم لگام ہے۔ (سرکش نہیں) پتھر سے زیادہ سخت ہے۔ (شیطان اسمیں رخنہ اندازی نہیں کرسکتا) اور غلام زرخرید سے زیادہ ذلیل و خوار ہے۔

اگر بندہ اپنی رفتار اور اپنی موت کو دیکھ لے تو بیشک آرزو اور اس کے فریب کو دشمن سمجھے

ہر ایک مرد کے مال میں دو شریک ہیں۔ وارث اور حوادث۔

بغیر عمل کے دعا کرنے والا بغیر کمان کے تیر اندازی کرنے والا ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔ عقلی اور نقلی۔ نقلی کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا جب تک علم عقلی نہ حاصل ہو۔

رائے کی درستی صاحبان دولت کیساتھ ہوتی ہے اور جہاں دولت کو زوال ہوا حسن تدبیر بھی چلتا پھرتا نظر آیا۔

سوال نہ کرنا فقیر کا زیور ہے۔ اور شکر میں تر زبان رہنا مالدار کی آرائش

عدل و انصاف کا دن ظالم پر مظلوم کے ستم رسیدہ ہونے کے دن سے زیادہ سخت ہوگا۔

جو الفاظ منہ سے نکلتے ہیں وہ محفوظ ہیں (ملائکہ انہیں لکھ لیتے ہیں) نیتیں (عمل کے ساتھ) آزمائی ہوئی ہیں۔ ہر ایک نفس اپنے عمل کے بدلے گروی ہے۔ لوگ عیب دار ہیں۔ مجنون ہیں۔ الا وہ شخص جسے خداوند تعالیٰ نے بچا لیا ہے۔ ان لوگوں میں کا سوال کرنے والا (الحاح وزاری کے سبب سے) اذیت پہنچانے والا ہے۔ ان کا جواب دینے والا جواب دینے میں تکلیف اٹھانے والا ہے۔ (اسے کسی سائل کی آواز کا جواب دیتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے) ان میں سے از روئے رائے و تدبیر جو افضل ہے قریب ہے

خلوتوں میں بھی عصیان ونافرمانی خدا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اس پر گواہی دینے والا خود حاکم ہے۔

جب محمد ابن ابی کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا "جسقدر دشمن اسکے قتل سے مسرور ہوئے اسی قدر ہم رنجیدہ ہوئے۔ مگر یہ کہ ان کا ایک دشمن کم ہو گیا اور ہمارا ایک دوست۔

وہ عمر جسمیں خداوند عالم نے فرزند آدم کے لئے کوئی عذر ہی نہیں چھوڑا (اسے عذر کی گنجائش ہی نہیں) ساٹھ برس ہے۔

جس شخص نے گناہ کے سبب سے فتح حاصل کی اس نے (فی الحقیقت) فتح نہیں پائی جو ظلم وستم کے ساتھ غالب ہوا وہ (حقیقۃً) مغلوب ہے۔

خداوند عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے۔ فقیر جب ہی گرسنہ ہوتا ہے جب مالدار اسکے حق کو روک لے اور خداوند تعالیٰ اس سبب سے دولتمندوں سے بازپرس کریگا۔

عذر خواہی سے مستغنی رہنا راستگوئی سے زیادہ عزیز ہے (اس کام کا کرنا جسمیں عذر نہ کرنا پڑے۔ اس کام سے زیادہ عزیز اور باعزت ہے جسمیں عذر کرنا پڑے)

وہ واجبات جو خدا نے تم پر واجب فرمائے ہیں انمیں نہایت ہی قلیل یہ ہے کہ اسکی نعمتوں سے اسکی نافرمانی پر اعانت کے طلبگار نہ ہو۔

اطاعت سے عاجز رہنے والونکی تقصیر کے وقت خداوند تعالیٰ نے طاعت وعبادت کو عقلمندوں کے لئے غنیمت کر دیا ہے۔

بادشاہ زمین خدا میں خدا کا داروغہ ہے۔

مومن کی خوشی وخرمی اس کے چہرے میں ہے۔ اس کا حزن واندوہ اسکے دلمیں ہے اس کا سینہ وسیع ترین اشیا ہے اور اس کا نفس ذلیل ترین اشیاء۔ وہ دنیا کی بلندی و برتری کو مکروہ سمجھتا ہے۔ ریا اور خود نمائی کو دشمن رکھتا ہے۔ اس کا غم والم دراز ہے

آپنے صاحبزادے محمد حنفیہ سے فرمایا اے بیٹا! میں تیرے فقر وفاقہ سے ڈرتا ہوں تو اس فقر و فاقہ سے پناہ مانگ اور خدا سے پناہ کا طلبگار ہو۔ کیونکہ فقر موجب نقصان دین ہے۔ باعث وحشت وحیرانی عقل ہے۔ سبب خشم اور غضب خدا ہے۔

ابن عباس سے فرمایا اور اس مصلحت کی طرف اشارہ کیا جسمیں حضرتؑ کی رائے مختلف تھی "تجھے لازم ہے کہ مصلحت کو میرے سامنے پیش کرے۔ میں اس میں غور کروں اور جب میں تیری رائے سے اختلاف کروں تو میری اطاعت کر۔

جب حضرت جنگ صفین سے پلٹ کر وارد کوفہ ہوئے تو قبیلہ شبامی کی طرف گذر ہوا اور سنا کہ عورتیں کشتگان صفین کو رو رہی ہیں۔ حرب ابن شرجیل شبامی حضرت کے سامنے آیا اور وہ روسائے قبیلہ میں سے تہا۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا "کیا تمہاری عورتیں تم سے اس چیز میں غالب ہیں۔ جسے میں سُن رہا ہوں۔ کیا تم انہیں اس نالہ وزاری سے باز نہیں رکھ سکتے۔" حرب مذکور پیادہ پائی کیحالت میں سامنے آیا تہا اور حضرتؑ سوار تہے۔ اسے پیادہ پا دیکھکر فرمایا جا پلٹ جا کیونکہ میری مثال کیساتہ تیرے مثل کا اس طرح پیادہ پا ہوکر چلنا حاکم کے لئے ایک بلا ہے اور مومن کے لئے ذلت وخواری۔

ایک شخص نے کسی مشکل مسئلہ کا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا "عقل وفہم کا طلبگار ہوکر سوال کیا کر اور خطا وغلطی کا طالب ہوکر سوال نہ کر۔ کیونکہ نادان طالب دانش عالم کے مشابہ ہے اور ظالم دانا جاہل کی مانند۔

بروز جنگ نہروال کشتہ ہائے خوارج پر گذر ہوا تو فرمایا "تمہیں سختی اور بدبختی نصیب ہو۔ جس نے تمہیں فریب دیا۔ اس نے تمہیں سخت ضرر پہنچایا۔ عرض کیگئی انہیں کس نے فریب دیا۔ فرمایا گمراہ کرنے والے شیطان اور بدی کا حکم دینے والے نفس نے انہیں آرزو دل کیساتھ دھوکا دیا۔ انہیں ارتکاب معاصی کی وسعت دی۔ انکی مدد کا (ارتکاب گناہ میں) وعدہ کیا۔ اور نہایت ہی شدت کیساتھ انہیں داخل جہنم کر دیا۔

شرارتوں کے پتھر کو وہیں لوٹا دو جہاں سے وہ آیا ہے (پتھر مارنے والے کے تم بھی پتھر کھینچ مارو) کیونکہ شرارت شرارت کے ہی ساتھ دفع ہوتی ہے۔

آپنے منشی عبید اللہ ابن ابی رافع سے فرمایا۔ اپنی سیاہی کو لکھنے کے لائق (اسے روان کرے) میدان قلم کو وسیع و دراز کر۔ بین السطور کشادہ رکھ۔ حروف کے دائرے ایکدوسرے کے قریب رکھ کیونکہ اس طریق سے لکھنا زیبائش خط کے واسطے نہایت ہی سزاوار ہے۔

میں یعسوب المومنین (امیر المومنین) ہوں۔ اور مال فاسق و فاجر لوگوں کا یعسوب (سردار) ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کے یہ معنی ہیں کہ مومنین میری اطاعت کرتے ہیں اور فجار و فساق مال کے مطیع ہیں جیسا کہ شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب کی متابعت کرتی ہیں جو ان کا سردار ہوتا ہے۔

یہودیوں نے اعتراض کیا کہ ابھی آپکے پیغمبر بھی دفن نہ ہوئے تھے کہ آپ لوگوں میں اختلاف شروع ہوگیا۔ آپ نے فرمایا ہمنے اسکی خلافت کے بارے میں اختلاف کیا نہ کہ اسکی شان میں۔ مگر تم لوگ وہ ہو کہ ابھی تمہارے پاؤں سمندر کے پانی سے خشک بھی نہ ہوئے تھے (ابھی ابھی دریائے نیل سے گذرے تھے جس سے گذرنے میں تم نے خدا کی قدرت کا کافی معائنہ کر لیا تھا) کہ اپنے نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے ایسا ہی خدا پیدا کر دیجے۔ جیسا بُت پرستوں کا خدا ہے۔ اسوقت تمہارے نبی نے فرمایا کہ بیشک تم ایک جاہل قوم ہو۔

عرض کیگئی کہ لڑائیوں میں آپ نے اپنے ہمسروں کو کس چیز سے مغلوب کیا۔ فرمایا میں کسی شخص سے ملاقی نہیں ہوا مگر یہ کہ اس نے اپنے نفس پر قبضہ دینے کے لئے میری اعانت اور مدد کی۔ سید رضی فرماتے ہیں حضرتؑ نے اس بات کیطرف اشارہ فرمایا ہے کہ میری ہیبت و سطوت اسکے دلمیں بیٹھ گئی۔

مومنین کے گمانوں سے حذر کرو کیونکہ پروردگارعالم نے حق کو انکی زبانوں پہ جاری فرمایا ہے۔

بندے کا ایمان کبھی کامل نہیں ہوتا۔ جب تک وہ اس چیز پہ پورا بھروسہ نہ کرے جو خدا کے سامنے موجود ہے بہ نسبت اسچیز کے جو خود اسکے سامنے حاضر ہے (جبتک اپنے مال دولت پر اعتماد کو ترک کرکے محض فضل وکرم خدا پر بھروسہ نہ کرے کبھی مومن کامل نہیں ہوتا)

جب آپ بصرے کے قریب آئے تو انس بن مالک کو طلحہ و زبیر کے پاس بھیج کر کہا کہ انہیں رسول کا وہ قول[1] یاد دلادے جسے وہ بھول گئے ہیں۔ انس گیا مگر اسے یہ امر گوارا نہ ہوا۔ بغیر کچھ کہے سُنے کے واپس آگیا۔ اور کہنے لگا کہ میں تو رسولخدا کے اس ارشاد کو بھول گیا ہوں۔ لھذا اس بارے میں مینے ان سے کچھ نہیں کہا۔ حضرت نے یہ سُنکر فرمایا "اگر تو نے اسوقت کذب بیانی سے کام لیا ہے تو خداوندعالم ایک سفید چمکدار داغ تیرے واسطے پیدا کردے۔ جسے تیرا عمامہ نہ چھپاسکے (تیری صورت پر برص کا داغ ظاہر ہوجائے) اس دعا کے بعد ہی انس کے چہرے پر یہ نفرت انگیز بیماری ظاہر ہوگئی۔ اور اسوقت سے وہ ہمیشہ برقع پوش دیکھا جاتا تھا۔

دل کبھی تو عبادت کے شائق ہوتے ہیں۔ کبھی اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ جب حالت شوق ظاہر ہو تو نوافل و مستحبات (مع فرائض) بجالاؤ۔ اور جب وہ روگردانی کریں تو فقط فرائض پر ہی اکتفا کرو۔

گذشتہ اُمتوں کے جو قصے تمہارے سامنے ہیں۔ قرآن میں انکی اور تمہارے بعد آنے والے واقعات کی خبر موجود ہے۔ اور ان چیزوں کی بابت حکم موجود ہے جو تمہارے درمیان واقع ہوتی ہیں۔

---

[1] وہ ارشاد رسول یہ ہے کہ ایکروز طلحہ و زبیر اور انس رسولخدا کیخدمت میں حاضر تھے حضرت نے طلحہ و زبیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم دو نو شخص علیؑ سے محاربہ کروگے اور اسوقت تم دونو ظالم و ستمگار ہوگے ۱۲

میں کوشش نہ کی وہ ظلم وستم رسیدہ ہے۔ جو شخص کسی کے ساتھ خصومت کرتا ہے وہ خدا سے خوف کرنیکی طاقت نہیں رکھتا (اسکے دل سے خوف خدا جاتا رہتا ہے)

مجھے کوئی گناہ محزون نہیں کرسکتا جسکے بعد مجھے اتنی مہلت ملجائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

سوال کیا گیا کہ خداوند اس کثیر التعداد مخلوق کا کسطرح حساب لیگا۔ فرمایا "جسطرح باوجود انکی کثرت کے انہیں رزق دیتا ہے"۔

تیرا قاصد تیری عقل کا ترجمان ہے (ایسا دانشمند ہونا چاہیئے جس سے تیری دانشمندی بھی ظاہر ہو)

تیرا خط تیرے پیام کو اچھی طرح پہنچانے والا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو تیری طرف سے کچھ زبانی بیانکرے۔

آدمی دنیا کے بیٹے ہیں۔ اب اگر مرد اپنی ماں کو دوست رکھتے تو اسے ملامت نہیں کیجاتی۔

فقیر خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ جس نے اسے منع کیا اس نے خدا کو منع کیا۔ جس نے اُسے کچھ عطا کیا اس نے خدا کو عطا کیا۔

غیرت مند آدمی کبھی زنا نہیں کرتا۔

موت نگاہبانی کے لئے کافی ہے (جبتک موت نہیں آتی آدمی ہلاک نہیں ہوتا)

انسان فرزند کے مرجانے پر تو سو جاتا ہے مگر مال کی گمگشتگی پر اسے نیند نہیں آتی

سید رضی فرماتے ہیں۔ معنی اس قول کے یہ ہیں کہ انسان قتل اولاد پر صبر کرلیتا ہے مگر مال کے جاتے رہنے پر راضی نہیں ہوتا۔

بیٹوں کے ساتھ باپ کی محبت قرابت کیوجہ سے ہے۔ اور قرابت محبت کی زیادہ محتاج ہے بہ نسبت اسکے کہ محبت قرابت کی محتاج ہو۔

پھر بھی تجھ پہ جاری ہوگی اور اسوقت تیری گردن پہ ایک اور وبال ہوگا۔ تجھے تقدیر الٰہی نے مسرور وخوش وقت کیا حالانکہ یہ ایک آزمائش اور فریب ہے اور اسی تقدیر خدا نے تجھے محزون کیا حالانکہ یہ ایک ثواب اور رحمت ہے۔

جب حضرت رسول اللہ کو دفن کر چکے تو قبر پہ کھڑے ہوکر فرمایا "صبر کرنا ایک اچھی بات ہے مگر حضرت سے صبر کر لینا محمود نہیں۔ جزع وفزع بیشک قبیح ہے مگر آپکے بچھڑنے کی مصیبت پر نہیں۔ آپکی مصیبت سے جو رنج واندوہ ہے وہ نہایت ہی بزرگ ہے۔ اور یہ رنج واندوہ آپکی مصیبت سے پہلے حقیر تھا۔ اور آپکی مصیبت کے بعد بھی حقیر ہی سمجھا جائیگا۔

احمق کی مصاحبت اختیار نکر کیونکہ وہ اپنے فعل وکردار کو تیری نگاہوں میں زینت دیتا ہے اور اس بات کو دوست سمجھتا ہے کہ تو بھی اسی کی مانند ہوجائے۔

سوال کیا گیا کہ مشرق ومغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے فرمایا "بقدر مسافت یکروزہ آفتاب"۔

تیرے دشمن تین قسم کے ہیں۔ اور دوست بھی تین طرح کے۔ دوست تو یہ ہیں ایک تو تیرا دوست تیرے دوست کا دوست تیسرے تیرے دشمن کا دشمن۔ اور دشمن یہ ہیں ایک تو تیرا دشمن۔ دوسرے تیرے دوست کا دشمن۔ تیسرے تیرے دشمن کا دوست۔

ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسے امر کا (بیوقوفی سے) متلاشی تھا جو اسے بھی مضرت پہنچائے (جیسے اردو میں مثل ہے "پرائے شگون کے لئے اپنی ہی ناک کٹوائی) حضرت نے اس سے فرمایا۔ تو اس شخص کی مانند ہے جو اپنے ہمردیف کو قتل کرنے کے لئے اپنے ہی پیٹ میں خنجر بھونک لے۔

عبرت حاصل کرنے کے اسباب کسقدر زیادہ ہیں اور پھر ان سے کسقدر کم عبرت حاصل کیجاتی ہے۔

جس شخص نے خصومت ونزاع میں مبالغہ کیا گنہگار ہوا۔ جس شخص نے رفع خصومت

چیز اسے نہ ملتی تھی اسکی خواہش نہیں کرتا تھا۔ اور جس چیز کو پالیتا تھا اسے زیادہ نہیں کھاتا تھا اس کے اوقات اکثر خاموشی میں گذرتے تھے۔ جب وہ گفتگو کرتا تھا تو اچھے اچھے بولنے والے اسکے سامنے مغلوب ہوجاتے تھے۔ وہ سوال کرنیوالونکی پیاس بجھاتا تھا وہ نہایت ہی ضعیف تھا اسکے اوضاع واطوار سے ناتوانی برستی تھی۔ مگر جب کوشش اور جہاد کا وقت آتا تھا تو وہ ایک گرسنہ شیر اور بیابان کا اژدہا تھا۔ کوئی حجت پیش نہیں کرتا تھا۔ جبتک کہ علم کرنیوالے کو نہ پائے وہ کسی شخص کو کسی ایسی بات پر سرزنش نہیں کرتا تھا جسکے مثل میں اسکے نزدیک عذر کی گنجائش ہو۔ حتیٰ کہ عذر کرنے والے کا عذر قبول کرلیتا تھا۔ کسی مرض کی شکایت نہیں کرتا تھا مگر اسکے دفع اور دور ہونیکے وقت (شکایت مرض میں لب کشائی نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ وقت شکایت گذرجاتا تھا۔ گویا بالکل شکایت نہیں کرتا تھا) جو کرتا تھا وہی کہتا تھا۔ جو نہ کرتا تھا اسے زبان سے بھی نہ نکالتا تھا۔ اگر کلام کرتے کرتے خاموش ہورہتا تھا تو یہ بات نہیں تھی کہ کسی دوسرے نے مغلوب کرکے اسے ساکت کردیا وہ کلام کرنیکی بہ نسبت سننے کا زیادہ حریص تھا جب اسے اتفاقاً دو کام پیش آتے تھے تو وہ دیکھتا تھا اور غور کرتا تھا کہ انمیں سے کونسا خواہش نفس امارہ کے قریب ہے اور اسی کی مخالفت کرتا تھا۔ پس اب تم پر بھی انہیں اخلاق کی پیروی لازم ہے۔ انہیں واجب سمجھ لو۔ انہیں کی رغبت کرو۔ اگر تم انکے بالتمام کرنے پر قادر نہ ہو تو خوب سمجھ لو کہ ان کا تھوڑا سا حاصل کرنا ترک کثیر سے بہتر ہے "

اگر خداوند عالم اپنی نافرمانی کے سبب سے عذاب وعقوبت کا وعدہ نہ بھی کرتا تو بھی یہی واجب تھا کہ اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لحاظ سے اسکی نافرمانی نہ کیجائے۔

اشعث ابن قیس کو اسکے بیٹے کی وفات پر پُرسہ دیکر صبر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا "اے اشعث اگر تو اپنے بیٹے کی وفات پر اندوہگین ہے تو تیری قرابت وخویشی اسی کی مستحق ہے اور اگر تو صبر کرے تو خداوند عالم اس مصیبت کا بدلہ عنایت کریگا۔ اے اشعث اگر تونے صبر کیا تو خدا کی تقدیر تجھ پر جاری ہوگی اور تجھے ثواب مرحمت کیا جائیگا۔ اور اگر تونے جزع وفزع سے کام لیا تو تقدیر الہٰی

تیری طرف بھیج رہا ہوں۔ اعوذ بک ثم اعوذ بک۔

وہ تھوڑی سی عبادت جسے تو ہمیشہ بجا لاتا ہے اس عبادت کثیر سے زیادہ نفع پہنچانیوالی ہے جسے تو نے ملول اور برداشتہ خاطر ہو کر چھوڑ دیا ہے۔

جبکہ اعمال مستحب عبادات واجبہ کو ضرر پہنچائیں تو انہیں چھوڑ دو۔

جو شخص دور ئی سفر کو یاد کرتا رہتا ہے وہ سفر دور و دراز کے لئے مہیا و آمادہ ہو جائیگا۔

آنکھوں کی بینائی کوئی چیز نہیں اکثر اوقات آنکھیں اپنے مالک سے جھوٹ بولدیتی ہیں اور عقل اس شخص کیساتھ کبھی خیانت نہیں کرتی جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے۔

تمہارے اور نصیحتوں کے درمیان تمہاری غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

تم میں سے جو جاہل ہے وہ نادانی وجہالت کو زیادہ کرنے والا اور عقل و دانش کو تاخیر میں ڈالنے والا ہے۔

بہانہ بازوں کے عذر کو علم نے قطع کر دیا ہے (عالم کا کوئی عذر نہیں چل سکتا)

ہر ایک موت کیطرف عجلت کرنے والا مہلت کا (عبادت کیلئے) سوال کرتا ہے اور ہر ایک وہ شخص جسے مہلت دیگئی ہے عبادت کو تاخیر میں ڈالنے کا بہانہ ڈھونڈتا ہے (جب موت کے نزدیک ہوتا ہے تو مہلت کا سوال کرتا ہے کہ تلافی مافات کرے اور مہلت کیوقت آجکل پر ٹالتا رہتا ہے)

جسکے برُے دن کو زمانے نے چھپالیا ہے۔ اسی کو لوگ کہتے ہیں "خوشا حال اسکا"

ایکدفعہ حضرت سے قضاء و قدر کے معنی پوچھے گئے۔ تو فرمایا "یہ ایک تاریک رستہ ہے اس پہ چلو۔ یہ ایک گہرا سمندر ہے اسمیں غوطہ نہ لگاؤ۔ یہ ایک خدا کا بھید ہے اسکے حاصل کرنیمیں تکلیف نہ اٹھاؤ۔

آہ! یاد ایام! کل کے دن راہ خدا میں (دوستی کرنے والا) میرا ایک بھائی تھا۔ اس کا دنیا کو حقیر سمجھنا اسے میری نگاہوں میں معزز و مکرم کر رہا تھا وہ اپنے شکم کے تسلط سے باہر تھا۔ جو

عالم اسے ہرگز نہ دیگا۔ اور بندے کی ضعف ناتوانی اور چارہ گری کی قلت کو اس کے اور اسکے مقدر کے درمیان میں حائل نہیں کیا۔ اس حکم کا جاننے والا اور اس پر عمل کرنیوالا تحصیل منفعت (آخرت) میں راحت پانے کے لحاظ سے آدمیوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ اور اس کا ترک کرنے والا۔ اسمیں شک کرنے والا۔ اپنی مضرت میں مشغول رہنے کی بنا پر سب آدمیوں سے بڑھا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر احسان کیا گیا ہے اور یہی احسان انکی عقوبت و سزا کا باعث ہے۔ اور بہت سے بلاؤں میں مبتلا ہونے والے ایسے ہیں کہ یہ بلائیں ان پر نزول احسان کا سبب ہوتی ہیں۔ اب اے سننے والے اور نصیحت حاصل کرنیوالے اپنے شکر میں اضافہ کر۔ امر معیشت میں عجلت اور جلدی کرنے کو کم کرنے اور اسی روزی پر ٹھیر جا جو تیرے لئے مقدر کیگئی ہے۔

اپنے علم کو جہالت نہ بناؤ (تمہیں اپنی فنا کا علم ہے اسے فراموش نہ کرو) اپنے یقین کو شک سے تبدیل نہ کرو (جب تمہیں اپنی موت کا یقین ہے پھر اس یقین کو شک میں کیوں ڈالے دیتے ہو) جب تم نے ایک چیز کو جان لیا (اپنی فنا کو سمجھ لیا) تو عمل کرو جب تمہیں ایک بات کا یقین آگیا (جان لیا کہ مرنا ضروری ہے) تو اقدام کرو (سفر آخرت پر قدم اٹھاؤ زاد راہ حاصل کرو)

طمع آبگاہ تک پہنچا تو دیتی ہے مگر سیراب نہیں ہونے دیتی۔ ضامن اور ضمانت کرنے والی ہے مگر اس ضمانت کو پورا نہیں کرتی۔ طمع کا پانی پینے والا گلا اکثر اوقات سیراب ہونے سے پہلے پکڑ لیا جاتا ہے۔ جس چیز کی آدمی طمع کرتا ہے جسقدر وہ شے بزرگ ہوگی اسی قدر اسکے حاصل نہ ہونے کا رنج ہوگا۔ حالانکہ آرزوئیں بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہیں اور مقدر میں جو کچھ ہے وہ اس شخص کو بھی مل کے رہتا ہے جو اسکے حاصل کرنیکی کوشش نہ کرے

بار الٰہا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں میرا ظاہر تو اچھا ہو اور میرا باطن جسے میں تیرے سبب سے چھپا رہا ہوں قبیح ہو۔ حالانکہ میں براہ ریاکاری لوگوں سے اس چیز کو پوشیدہ کر رہا ہوں جس پر تجھے اطلاع حاصل ہے۔ میں تیرے بندوں کا تقرب حاصل کرنیکے لئے اپنے ظاہر کو نیک بنا رہا ہوں اور تیری خوشنودیوں سے دوری اختیار کرتے ہوئے اپنے اعمال بد کو

روایت ہے کہ زمانہ عمر خطاب میں لوگوں نے کعبہ کی آرائشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کعبہ کو ان آرائشوں کی کیا ضرورت ہے اگر آپ انہیں وہاں سے اٹھا کر کسی لشکر کی تیاری میں صرف کرتے تو یقیناً باعث ثواب ہوگا۔ خلیفہ صاحب نے بھی یہ رائے پسند کی اور ارادہ کر لیا کہ کعبہ کی تمام آرائشوں کو برطرف کر دیا جائے اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے بھی اس بارے میں رائے دریافت کی حضرت نے فرمایا۔ "بیشک قرآن نبیؐ پر نازل کیا گیا ہے۔ اور مال کی چار قسمیں تھیں ایک تو مسلمانوں کا مال جسے (قرآن نے) ورثاء صاحب مال کو حسب فرائض وحصہ رسد تقسیم کر دیا۔ دوسری قسم فے تھی (وہ مال جو بغیر لڑائی کے ہاتھ آیا) اسے مستحقین پر تقسیم کر دیا گیا۔ تیسری قسم خمس تھی اسے بھی وہیں رکھا (تقسیم کیا) جہاں اسکا مقام تھا۔ چوتھی قسم زکوٰۃ تھی اسے بھی وہیں قائم کیا جو اسکے قائم رکھنے کی جگہ تھی اور کعبہ کی آرائشیں اس روز (نزول قرآن) کے وقت بھی ایسی ہی تھیں جیسی آج ہیں۔ مگر خداوند عالم نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اب سوچنا چاہئے کہ خداوند عالم سے سہو ونسیان کے باعث یہ فروگذاشت نہیں ہوئی۔ نہ اس کا مکان اسکی نگاہوں سے پوشیدہ تھا۔ پس تو بھی ان آرائشوں کو وہیں قائم رکھ جہاں خداوند عالم اور اسکے رسولؐ نے انہیں قائم رکھا ہے یہ سنکر عمر نے کہا۔ "اگر آپ نہ ہوتے تو بیشک ہم رسوا ہو جاتے" اور زیورات کعبہ کو بحال خود چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ خدمت مبارک میں عرضی پیش ہوئی کہ دو آدمیوں نے مال خدا (غنیمت) میں چوری کی ہے۔ ایک تو انہیں سے وہ غلام ہے جو مال غنیمت میں آیا ہوا ہے دوسرا ایک عامی آدمی ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ بندہ خود مال خدا (مال غنیمت) ہے اس پر حد نہیں کیونکہ مال خدا نے مال خدا کو کھا لیا۔ ہاں وہ دوسرا شخص جو ہے اس پر حد شرعی لازم ہے یہ فرما کر اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اگر میرے خلافت و امارت کے پاؤں لڑائیوں کے لغزش کرنے والے مقامات سے قرار پا گئے تو بیشک بدعتوں کو متغیر کر دونگا۔ (جنہیں دوسروں نے پھیلا دیا ہے)

تم یقیناً سمجھ لو کہ بندہ ہزار حیلہ کرے لاکھ سختی سے طلب کرے کتنا ہی خدعہ و فریب کی قوت سے کیوں نہ کام لے مگر لوح محفوظ میں جو اسکے واسطے مقدر کر دیا گیا اس سے زیادہ خداوند

بادشاہ کا ہمصاحب اس شخص کی مانند ہے جو شیر پر سوار ہو۔ اس کے مقام و مرتبے کے باعث اس پر حسد کیا جاتا ہے اور وہ اس مقام کو خوب پہچانتا ہے۔

اپنے اغیار کیسا تھ احسان کرو تا کہ تمہارا یہ احسان تمہاری اولاد کے حق میں محفوظ رہے (وہ شخص جن پر تم نے احسان کیا ہے تمہاری اولاد سے باحسان پیش آئیں)

حکیموں کا کلام جبکہ حق اور درست ہو تو دوا ہے اور اگر خطا ہو تو درد ہے۔

ایک شخص نے عرض کی مجھے ایمان کی شناخت کرا دیجئے۔ فرمایا "کل میرے پاس آنا میں تجھے ایسے طریقے سے بتاؤنگا۔ کہ اور لوگ بھی سُن لیں کیونکہ اگر تو میرے کلام کو بھول گیا تو دوسرے تو یاد رکھیں گے۔ ہشیار۔ کلام ایک رم کردہ حیوان ہے۔ کسی کے ہاتھ آجاتا ہے کسی کے نہیں یہ شخص اگلے روز حاضر ہوا تو اسے وہی جواب دیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے"

اے ابن آدم آج کے دن کل کے لئے اہتمام نہ کر کیونکہ جب کل ہو گی تو خداوند عالم خود ہی تجھے اس کے لئے رزق عطا فرماویگا۔

اپنے دوست سے خلق و مدارات کیساتھ دوستی کر شاید کسی دن یہ تیرا دشمن ہو جائے (اس وقت تیرا خلق و مدارا اس کے پیش نظر رہیگا) اپنے دشمن سے دشمنی کر مگر خاطر و مدارات کا پہلو لئے ہوئے کیونکہ شاید کسی دن یہ تیرا دوست ہو جائے۔

دنیا کے لوگ دو طرح کے عامل ہیں۔ ایک تو دنیا میں رہ کر دنیا ہی کے لئے عمل کرتا ہے اسکی دنیا نے آخرت کو بھلا دیا ہے۔ اپنے پس ماندگان کے فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے۔ اپنے نفس کی طرف سے مطمئن ہے۔ ایسا شخص اپنی عمر کو دوسرونکے نفع کیلئے برباد کرتا ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو دنیا میں آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اور دنیا میں بھی روزی اسے بغیر تردد حاصل ہوتی ہے۔ جو اسکے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ یہ اس شخص نے دنیا و آخرت کے حصے کو جمع کر لیا دونو گھروں کا بالتمام مالک ہو گیا۔ اس نے نہایت ہی آبرو کی حالت میں خدا کے نزدیک صبح کی خداوند عالم اسکے ہر سوال کو پورا کریگا۔

ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوتا تھا۔ جو آنحضرتؐ سے زیادہ دشمن کے نزدیک ہو (آپ سب سے آگے ہوکر لڑتے تھے)

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ معاویہ کے لشکر نے ولایت ابنار کو تاراج کر دیا تو آپ بنفس نفیس شہر سے پاپیادہ نکلے۔ اور منزل نخیلہ تک اسی حالت میں پہنچے۔ اسوقت کچھ لوگوں نے شرف ملازمت حاصل کر کے عرض کی کہ آپکی طرف سے ہم دشمن سے لڑنے کے لئے کافی ہیں یہ سنکر آپ نے فرمایا" قسم خدا کی تم اپنے نفسوں کے محاربہ سے تو مجھے بچا ہی نہیں سکتے۔ پھر اپنے غیر کی لڑائی سے کیونکر میرے لئے کفایت کرنے والے ہو جاؤ گے۔ تم سے پہلے اکثر رعایا اپنے حکام کے ظلم وجور کی شکایت کیا کرتی تھی اور میں اپنی رعیت کے ظلم وستم کا شکوہ کر رہا ہوں گویا میں پیرو ہوں اور وہ (رعایا کے لوگ) پیشوا ہیں۔ میں دشمن سے دور کر دیا گیا ہوں اور وہ دور کرنے والے ہیں"

جب حضرت نے یہ الفاظ ایک کلام طویل کے ذریعے سے ارشاد فرمائے تو دو شخص آپکے اصحاب میں سے سامنے حاضر ہوئے اور ایک نے عرض کی یا مولا۔ میں دوسرے کا مختار نہیں مگر مجھے اپنے اور اپنے بھائی کے نفس کا اختیار حاصل ہے۔ ہمیں جو کچھ چاہیں آپ حکم دیں۔ ہم اطاعت کیلئے حاضر ہیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا" تم دو آدمیوں سے میرا ارادہ کیا پورا ہو سکتا ہے۔

حارث بن حوط حضرت کیخدمت میں آیا اور کہنے لگا۔ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ میں اصحاب جمل کی گمراہی کا گمان کرتا ہوں؟ آپ نے فرمایا" اے حارث تو نے اپنے پاؤں کے نیچے نظر کی۔ (زیب وزینت دنیا کو دیکھا) مگر اپنے بالائے سر کیطرف نظر نہیں کی (اور نہیں پہچانا کہ خداوند عالم ایک قاہر اور زبردست بادشاہ تیرے سر پر موجود ہے) تو حیران ہو گیا۔ تو نے حق کو ہی نہیں پہچانا۔ پھر صاحب حق کو کیونکر پہچانے گا۔ تجھے باطل کی ہی تمیز نہیں پھر اہل باطل کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔ حارث نے یہ سنکر کہا کہ میں تو سعد ابن مالک اور عبد اللہ ابن عمر کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سعد ابن مالک اور عبد اللہ ابن عمر نے خود ہی حق کی نصرت اور باطل کے زائل کر دینے کی کوشش نہیں کی۔

قسم اُس خدا کی جسکی قدرت سامعہ نے تمام آوازوں کو گھیر لیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کے دل کو مسرور کرتا ہے۔ پروردگار عالم اس سرور کے بدلے اپنا لطف اسکے واسطے خلق فرماتا ہے جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے۔ تو یہ لطف و کرم اسکی طرف اسطرح جاری ہوتا ہے جیسے پانی نشیب میں حتیٰ کہ اس مصیبت کو اسطرح دور کر دیتا ہے۔ جیسے گلہ بان شتر غریب کو ہنکا دیتے ہیں

جب تم فقیر ہو جاؤ تو خداوند عالم سے صدقہ کیساتھ تجارت کرو۔

ظالموں کے ساتھ وعدہ وفائی کرنا خداوند عالم کے نزدیک ظلم ہے اور ستمگاروں سے بہ ظلم و ستم پیش آنا اسکے نزدیک عین وفا۔

بہت سے لوگ اسی لئے عصیان کے انتہائی درجے تک پہنچے جا رہے ہیں کہ ان کیساتھ احسان کا برتاؤ ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگ اسی لئے مغرور ہیں کہ انکی پردہ پوشی کیجا رہی ہے بہت سے لوگ یہی دھوکا کھا رہے ہیں کہ لوگوں میں انکی مدح و ثنا ہو رہی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ ہر ایک شخص کو خداوند عالم نے مہلت دیکر آزمایا ہے۔

جب صاحب العصر کے ظہور کی علامتیں موجود ہونگی تو یعسوب الدین (امیرؑ المومنین) اپنے نیش کو منافقین و کفار پر ماریگا۔ اور مومنین گروہ در گروہ اسطرح جمع ہو جائینگے جیسے فصل بہار میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں۔

بیشک خصومت کیواسطے ہلاکت ہے۔

جب عورت حد بلوغ کو پہنچ جائے تو اسکے نسبی عزیز و قریب پرستاری کے لئے اولیٰ ہیں

ایمان پہلے پہل ایک سفید نقطہ کی شکل سے قلب میں ظاہر ہوتا ہے۔ اب جسقدر ایمان بڑھتا جاتا ہے یہ نقطہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

ایک لشکر کی مشائعت کرتے ہوئے سپاہیوں سے فرمایا۔ تم حتی الامکان اور بقدر طاقت عورتوں سے باز رہنا۔

جب قتل و قتال کی شدت ہوتی تھی تو ہم رسولِ خدا سے پناہ کے طالب ہوتے تھے اسوقت

دنیا میں جو تلخ چیز ہے وہ آخرت میں میٹھی ہے اور دنیا کی حلاوتیں آخرت میں تلخ ہیں۔ پروردگار عالم نے ایمان کو شرک سے پاک کرنے کے سبب سے۔ نماز کو کبر و رعونت سے منزہ کرنے کیوجہ سے اور زکوٰۃ کو رزق کا سبب پیدا کرنے کے لئے فرض کیا۔ روزے خلقت کے خلوص کا امتحان لینے کیواسطے واجب ہوئے۔ علی ہذا حج تقویت دین کیلئے۔ جہاد غلبہ اسلام کے واسطے۔ امر بالمعروف عوام کی اصلاح کی غرض سے۔ نہی عن المنکر بیوقوفوں کو معصیت سے باز رکھنے کے لئے۔ صلہ رحم زیادتی اعوان و انصار کے واسطے۔ قصاص خون کی حفاظت کیوجہ سے۔ حدود کا قائم کرنا تعظیم محارم کے سبب سے۔ ترک شرب خمر عقل کے بچانے کے واسطے۔ چوری سے اجتناب ولانا پاکدامنی کے لئے۔ ترک زنا حفاظت نسب کیواسطے۔ ترک لواطہ (اغلام) زیادتی نسل کے لئے ادائے شہادۃ منکرین حق کو مغلوب کرنے کے واسطے۔ ترک کذب راستی کی شرافت کے سبب سے۔ صلح خوف سے امن میں رہنے کے لئے۔ امامت انتظام امت کے لئے۔ اور اطاعت تعظیم امامت کے واسطے۔

اگر تم ظالم سے قسم لینے کا ارادہ کرو تو اسطرح حلف اٹھواؤ" میں خدا کی طاقت و قدرت سے بری و بیزار ہوں (اگر میں نے یہ کام کیا ہو)" کیونکہ وہ اگر اسطرح حلف اٹھائیگا تو بہت جلد اسے سزا ملجائیگی۔ اور اگر اس نے اسطرح قسم کھائی "قسم اس خدا کی جسکے سوا کوئی خدا نہیں" تو اسکی عقوبت میں تعجیل نہ ہوگی۔ کیونکہ اس نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا ہے۔

اے ابن آدم اپنے نفس کا وصی ہو جا اور اپنے مال میں جیسا عمل تو کر رہا ہے۔ ایسا کام کر کہ تیرے پس ماندگان بھی یہی عمل کریں (انہیں وصیت کر کہ تیرے مال کو خیر و خیرات میں صرف کریں)۔

حسد نہ کرنے کے سبب سے جسم کی صحت قائم رہتی ہے۔

کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا" اے کمیل اپنے اہل و عیال کو حکم دے کہ دن میں تو بزرگی حاصل کرنے کے لئے گام زن ہوں۔ اور رات کو محتاجین کی حاجت برآری میں کوشش کریں

جس شخص نے کاہلی و سستی کی پیروی کی اس نے حقوق کو اور جو شخص کسی سخن چین اور بدگو کا مطیع ہوا اس نے دوستوں کی دوستی کو برباد کر دیا۔

غصب کیا ہوا پتھر جو گھر میں لگایا جائے وہ اس گھر کی خرابی کے بدلے رہن ہے (جبتک وہ گھر برباد نہ ہوگا یہ اپنی جگہ سے نہ ہلیگا)

مظلوم کا ظالم سے انتقام لینے کا دن ظالم کے مظلوم پر ستم کرنے کے دن سے نہایت ہی سخت اور شدید ہے۔

خدا سے ڈرا کر اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اپنے اور خداوند تعالیٰ کے درمیاں مغفرت کا پردہ ڈالدے اگرچہ وہ نہایت باریک ہو۔

سوالات کے جوابات بکثرت دینے سے صواب پوشیدہ ہو جائیگا (جواب میں خطا واقع ہوگی)

خداوند تبارک و تعالیٰ کا ہر ایک نعمت میں حق ہے جس نے اس حق کو ادا کیا (شکریہ بجالایا) اسکی نعمت کو خداوند عالم زیادہ کر دیگا۔ اور جس کسی نے ادائے حق میں تقصیر کی بسبب زوال نعمت اسکو ہلاکت میں ڈالدیگا۔

جب کسی کام پر انسان پورے پورے طور سے قادر ہوگیا۔ تو اسکی خواہش بھی اس کام کے متعلق کم ہوگئی۔ (کیونکہ انسان اسی شے پر حریص ہے جس تک رسائی نہیں)

نعمت کو (بسبب کفران نعمت) بھگا دینے سے حذر کرو۔ کیونکہ ہر ایک بھاگا ہوا واپس نہیں آیا کرتا۔

جو شخص تیری طرف نیک گمان رکھتا ہے۔ اسکے گمان کی تصدیق کردے (نیک ہی بن جا)۔

افضل الاعمال وہ عمل ہے۔ جسکے لئے تو اپنے نفس پر جبر کرے۔

میں نے خداوند عالم کو ارادوں کے ٹوٹنے اور گرہوں کے کھل جانے سے پہچان لیا۔

قلیل ہے مگر پھر بھی بخشش کئے جاتا ہے) پروردگار عالم ایک بڑے ہوئے ہاتھ کے ساتھ عطا کرے گا۔

آپ نے فرزندار جمند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ "تو جہاد میں ہرگز مبازرطلبی نہ کرنا۔ ہاں اگر تجھے محاربہ کیلئے بلایا جائے۔ تو اسکی آواز کو قبول کرنا۔ کیونکہ مبازرطلب کرنے والا ظالم وستمگار ہے۔ اور ستمگار مستحق قتل۔"

تکبر۔ بزدلی۔ بخل مردوں کے لئے نہایت ہی بری خصلتیں ہیں مگر عورتوں کے لئے اچھی ہیں کیونکہ عورت اگر متکبر ہوگی تو کسی کو اپنے سامنے آنے کی اجازت نہ دیگی۔ اگر بخیل ہوگی تو اپنے اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کریگی۔ اگر بزدل ہوگی تو ہر ایک چیز سے ڈریگی جو اس سے متعرض ہو۔ (لہذا محفوظ رہیگی)

سوال کیا گیا کہ عاقل کی تعریف کیجئے فرمایا عاقل وہ ہے جو ہر ایک چیز کو اس کے مقام پر رکھدے۔ پھر سوال ہوا کہ جاہل کی کچھ توصیف ہو۔ ارشاد کیا میں بیان کرچکا ہوں (جب عاقل کی تعریف بیان کردی تو جاہل کی تعریف بھی بیان ہوگئی۔ کیونکہ جاہل عاقل کی ضد ہے لہذا اسکی تعریف بھی عاقل کی توصیف کے برخلاف ہوگی)

قسم خدا کی تمہاری دنیا میری نگاہ میں اس خنزیر کی ہڈی سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہے جو جذامی کے ہاتھ میں ہو۔

ایک گروہ حصول ثواب کیلئے خدا کی عبادت کرتا ہے یہ عبادت تاجروں کی سی عبادت ہے (کہ عبادت کے بدلے ثواب کے خواستگار ہیں) ایک جماعت عذاب سے ڈر کر عبادت الٰہی میں مصروف ہے۔ یہ عبادت غلاموں کی سی عبادت ہے۔ ایک قوم ایسی ہے جو شکر ادا کرنے کے لئے اسکی عبادت کررہی ہے۔ یہ بندگی آزادوں کی سی بندگی ہے۔

عورت اپنے تمام اوضاع واطوار میں بد ہے۔ اور بدترین اشیا جو اسمیں موجود ہے یہ ہے کہ مرد اسکے ساتھ معاشرت کرنے کے لئے مجبور ہے۔

۱ ایمان کی بابت سوال کیا گیا فرمایا معرفۃ القلب اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا نام ایمان ہے۔

جس شخص نے ایسی حالت میں صبح کی کہ دنیا کے نہ ملنے سے اندوہ ناک ہے تو اس نے ایسی حالت میں آنکھ کھولی ہے کہ قضائے الٰہی پر خشمناک ہو رہا ہے۔ جو شخص ایسی حالت میں داخل صبح ہوا کہ نازل ہونیوالی مصیبتوں کا شاکی ہے تو بیشک وہ اپنے پروردگار کی شکایت کر رہا ہے جو شخص کسی مالدار کی طرف آئے (اس پر بھروسہ کرے) اور اس مالداری کے سبب سے اُس کے سامنے فروتنی اختیار کرے تو اسکا دو تہائی دین جاتا رہا۔ جو شخص قرآن پڑھتے پڑھتے مرگیا وہ داخل جہنم ہوا۔ کیونکہ یہ ایسا شخص تھا جو آیات قرآنی کو باستہزاء و تمسخر اخذ کر رہا تھا۔ جس کا دل دنیا کی دوستی کے لئے حریص ہوگیا۔ دنیا کی طرف سے تین چیزیں اس پر واجب ہوگئیں اول رنج و اندوہ جو کبھی اس سے علیحدہ نہ ہوگا۔ دویم حرص جو کبھی اسکا پیچھا نہ چھوڑیگی۔ سویم آرزو جو کبھی بر نہ آئیگی۔

بادشاہی کرنے کے لئے قناعت کافی ہے۔ (قناعت کرنے والا بادشاہ ہے) نعمتوں میں بسر کرنے کے لئے خوش خلق ہونا کفایت کرتا ہے۔

اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے فلنحیینہ حیوۃً طیبۃ ہم اسے (مومن کو) ایک پاکیزہ زندگی کے ساتھ جلائینگے" فرمایا یہ (زندگی پاکیزہ) قناعت ہے۔

ان لوگوں کے شریک ہو جاؤ جنکی طرف رزق نے رخ کر رکھا ہے۔ کیونکہ انکے ساتھ شریک ہونا مالداری کے لئے سزاوار ہے۔ اور منفعت کی توجیہہ کے لئے نہایت ہی لائق ہے۔

قول خداوندی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان " بیشک خداوند تعالیٰ عدل و احسان کے ساتھ حکم کرتا ہے" کے بارے میں فرمایا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے ہیں (ظلم سے باز رہنا) اور احسان جود و بخشش کو۔

جس نے کوتاہ ہاتھ کے ساتھ جود و سخا سے کام لیا باوجودیکہ مال و متاع اسکے پاس بہت

ہیں) بہترین تونگری یہی ہے کہ آرزوؤں کو ترک کر دیا جائے۔ بہت سی عقلیں ہیں جو امیر کی خواہشات نفسانی کے پنجے میں گرفتار ہیں۔ (بہت سے عاقل جاہلوں کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں) تجربات زمانہ کا یاد رکھنا یہ بھی ایک توفیق ہے۔ محبت ایک ایسی قرابت ہے جس سے فائدہ حاصل کیا گیا ہے۔ جو شخص تجھ سے ملول اور رنجیدہ ہو۔ اسے اپنا امین نہ بنا۔ آدمی کا اپنے نفس کو پسند کرنا (خود پسندی میں مبتلا رہنا) حاسد ان عقل میں سے ایک حاسد ہے کرم و مروت سے چشم پوشی کرلے ورنہ کبھی زمانے میں خوشحال نہ ہوگا۔ جس شخص کی لکڑی نرم ہو۔ (جسکی طبیعت احسان کرنے کیطرف مائل ہو) اسکی شاخیں بہت ہوتی ہیں (دوست کثرت سے ہو جاتے ہیں) کسی کام میں اختلاف کا واقع ہونا تدابیر کو خراب کر دیتا ہے۔ جس شخص نے جود و بخشش سے کام لیا۔ اس نے تفوق اور بزرگی و بلندی کو تلاش کیا۔ تغیر حالات میں مردوں کے جوہر کھل جاتے ہیں۔ دوست اگر حاسد ہو تو صاف ظاہر ہے کہ دوستی بے لاگ نہیں۔ اکثر عقلوں کی قتلگاہیں شمشیر طمع کی بجلیوں کے نیچے ہیں۔ عدالت کا مقتضا یہ نہیں کہ محض اپنے گمان کو پختہ سمجھکر حکم صادر کر دیا جائے (بلکہ دلائل و براہن کی ضرورت ہے) بندوں پر ظلم کرنا آخرت کے لئے نہایت ہی خراب توشہ ہے۔ کریم کا نہایت ہی عمدہ فعل یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ان عیوب کو بھلا دیتا ہے جو اسے معلوم ہیں۔ جس شخص نے شرم و حیا کا جامہ پہن لیا۔ لوگ اسکے عیب نہیں دیکھہ سکتے۔ ہمیشہ خموشی اختیار کرنے سے ہیبت اور جلالت بڑھتی ہے۔ عدل و انصاف کرنے سے لوگوں کے ساتھ اتفاق و مواصلت پیدا ہوتے ہیں۔ احسان و اکرام کرنے سے مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ تواضع اور فروتنی سے نعمتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ تکالیف و زحمت کی برداشت سے بزرگی واجب ہو جاتی ہے۔ میانہ روی سے دشمن مغلوب ہو جاتے ہیں۔ نادان و جاہل کے مقابلے میں حلم اختیار کرنے سے یا ور و انصار بڑھ جاتے ہیں۔ ان حاسدوں پر سخت تعجب ہے کہ جسیا النعمتوں کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے ہیں۔ بدنوں کی صحت و تندرستی پر کیوں حسد نہیں کرتے طمع کرنے والا ذلت و خواری کی قید میں ہے۔

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہر ایک برتن جس میں کوئی چیز جسقدر ڈالی جائے اسیقدر تنگ ہوتا چلا جاتا ہے مگر ظرف علم میں جسقدر زیادتی کرو اتنا ہی وسیع ہوگا۔

بردبار کے علم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ جاہل کے مقابلہ پر لوگ اسکے مددگار ہو جاتے ہیں۔

اگر تو بردبار نہیں ہے تو بردباروں کی سی صفات اختیار کر کیونکہ جو شخص جس گروہ سے مشابہ ہوتا ہے۔اسی گروہ کا ایک فرد ہو جاتا ہے۔

دنیا اس سرکشی کے بعد ہم پر مہربان ہو جائیگی۔جیسے کہ کٹکھنی اونٹنی اپنے بچے پر مہربان ہو جاتی ہے۔پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں (کفار) ضعیف و ناتوان خیال کرتے ہیں (وہ احسان یہ ہے کہ) ہم انہیں پیشوا بنا دیں اور انہیں (روئے زمین کا) وارث قرار دیدیں۔

اس شخص کی مانند دنیا سے حذر کرو جس نے بندگی کے دامن سے کمر باندھ لی ہے تمام علائق سے برہنہ ہے۔سبکباری کی حالت میں کوشش اور تلاش کر رہا ہے۔اپنی عمر کے اوقات مہلت میں اعمال خیر کیطرف بتعجیل سبقت کر رہا ہے۔خوف کیوجہ سے شتابی اور جلدی سے کام لے رہا ہے۔ اپنی جائے پناہ کی کیفیت سے اپنے مصدر و مبدا کے حالات اپنے مرجع کے انجام میں فکر کر رہا ہے۔غور کر رہا ہے۔

سخاوت و بخشش ناموس کی نگہبان ہے۔حلم و بردباری نادان کے ہونٹ سی دیتی ہے۔معاف کرنا دشمن پر فتح پانے کی زکوٰۃ ہے۔

فریبی و غدار سے بدلہ لینا یہی ہے کہ تو اسکی مکاریوں کو بھلا دے۔مشورہ کرنا ہدایت کا سرچشمہ ہے۔جس شخص نے اپنی رائے پر بھروسہ کیا ہلاک ہوا۔صبر حوادثات روزگار کو دفع کرتا ہے۔نالہ و زاری مصائب زمانہ کے مددگار رہیں (بے صبری سے اور مصیبتیں آتی

دشمن کو مغلوب کر دیں۔ اور جب تتر بتر ہو جائیں تو پہچانے نہ جاسکیں"۔ اسوقت سوال کیا گیا کہ ہم نے انکے اجماع کی مضرت کو تو جان لیا۔ مگر ان کے متفرق ہونے کا نفع کیا ہے" فرمایا "اہل حرفہ اپنے اپنے پیشوں میں جاکر مشغول ہو جاتے ہیں۔ معمار اپنی تعمیر میں جا لگتا ہے۔ جولاہا اپنے کرگھے میں جا بیٹھتا ہے۔ اور نان بائی اپنے مطبخ میں جاکر مشغول ہو جاتا ہے لوگ ان سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک گنہگار کو حضرت کے سامنے لائے اور عوام الناس اس کے ساتھ تھے۔ انہیں دیکھکر فرمایا "الہی ان صورتوں کے واسطے کبھی بشاشت و خوشی نہ ہو جو مقام بدی اور برائی کے سوا کسی جگہ نہیں دیکھی جائیں۔

ہر ایک انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ جب موت آتی ہے تو یہ فرشتے اس شخص کے اور موت کے درمیان حائل نہیں رہتے۔ بیشک اجل ایک محافظت کرنے والی سپر ہے (وقت موت تک پہنچنے تک لوگ محفوظ رہتے ہیں)

طلحہ و زبیر نے کہا کہ ہم اس شرط پر آپکی بیعت کرتے ہیں کہ ہم بھی اس خلافت میں آپکے شریک رہیں۔ فرمایا "یہ نہیں ہوسکتا۔ مگر تم دو قوت و استعانت (خلافت و گمراہی) میں ایکدوسرے کے شریک ہو۔ ناتوانی اور کجی (فی الاسلام) پر ایکدوسرے کے مددگار ہو۔

ایہا الناس اس خدا سے ڈرو جو تمہارے اقوال کو سنتا ہے۔ تمہاری ضمیروں سے واقف ہے۔ اس موت کی طرف سبقت کرو کہ جس سے اگر تم بھاگنا چاہو تو وہ تمہیں پکڑ لیگی۔ اگر تم اپنے حال پر قائم رہو جب بھی آکر رہیگی۔ اور اگر اسے بھول جاؤ جب بھی تمہیں یاد کریگی۔

جو شخص احسان کرنے پر تیرا شکریہ نہیں ادا کرتا تجھے اس کے سبب سے احسان سے پرہیز نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تیرے ہر احسان کا وہ شخص (خدا) شکریہ ادا کریگا جس نے تجھ سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اور اس شکر کرنے کے سبب سے وہ نفع بلکہ اس سے بھی زیادہ مل جائیگا۔ جسے کفران نعمت کرنے والے نے ضایع کر دیا تھا اور خداوند عالم احسان

پہنچتا ہے اور اپنی مدت عمر کے ایکدن سے مفارقت کرکے زندگی کے دوسرے دن کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہملوگ موت کے اعوان و انصار ہیں۔ ہمارے نفس موت کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ پھر ہم کیونکر بقا کی امید کرسکتے ہیں۔ حالانکہ یہ دن و رات جو ہمارے سامنے موجود ہیں انہوں نے کسی شے کو بزرگی و شرف کیواسطے بلند نہیں کیا۔ مگر یہ نہایت سرعت کیساتھ اس کے منہدم کرنے کے لئے لوٹ پڑے۔ انہوں نے بنا کیا تھا اور اس شے کو متفرق کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ جیسے انہوں نے جمع کیا تھا۔ حکم کرنے سے (باوجود علم) خموش رہنے میں کوئی بہتری نہیں۔ جیسا جہالت کیساتھ بات کرنے میں کوئی خوبی نہیں۔ اے ابن آدم تو نے جو کچھ بھی اپنی قوت لایموت سے زیادہ کمایا ہے تو اسکا اپنے غیر کیلئے خزانچی ہے۔ دل بعض اوقات تو ایک کام کی طرف مائل ہوتا ہے اور بعض اوقات اسے مکروہ سمجھتا ہے اس سے متنفر ہوجاتا ہے بس اب تم اس کے میلان کے وقت اس کام کو انجام دو کیونکہ دل جب کسی کام کو مکروہ سمجھتا ہے تو اندھا ہوجاتا ہے (بصیرت و دانائی کے ساتھ اسے انجام نہیں دیسکتا) جب میں کسی پر غضبناک ہوں۔ تو کسوقت غصے کو فرو کروں اور اس سے انتقام لوں۔ آیا اس وقت جب میں انتقام سے عاجز ہوں؟ تو اسوقت تو مجھ سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ بس اب آپکو صبر ہی لازم ہے۔ تو کیا پھر اسوقت جب میں انتقام لینے پر قادر ہوں؟ مگر اسوقت پھر مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اگر معاف ہی کردیں تو بہتر ہے۔

ایکمرتبہ ایک مزبلہ پر سے گذر ہوا تو فرمایا یہ وہ چیز ہے جس سے بخیل بخل کرتے تھے۔ بروایت دیگر فرمایا۔ یہ وہ چیز ہے کہ کل جسکی طرف تم راغب ہو رہے تھے۔ جس مال نے تجھے نصیحت دی وہ تلف نہیں ہوا۔

قول خوارج "لا حکم الا اللہ" سنکر فرمایا۔ ایک سچی بات ہے مگر اس سے معنی باطل کا ارادہ کیا جاتا ہے۔

عوام الناس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر جمع ہو جائیں متفق ہو رہیں اپنے

کا آلہ وسعت دل ہے۔ بدکردار کو نیک اعمال کی ہی جزا دیکر بدکاریوں سے منع کر۔ شر کے ارادے اپنے دل سے نکالکر دوسرے کے قلب سے بھی نکالدے۔ لجاجت و منت کرنا رائے کو باطل کرتا ہے۔ کسی شخص سے کسی چیز کی طمع رکھنا ہمیشہ کی بندگی ہے۔ دو بلانے والے کبھی مختلف نہیں ہوتے۔ مگر ضروری ہے کہ ایک انہیں سے گمراہی پر ہو۔ جب سے کہ مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے کبھی اسمیں شک نہیں کیا۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میری کبھی تکذیب نہیں کی گئی میں کبھی گمراہ نہیں ہوا اور میرے سبب سے کسی کو ضلالت نصیب نہیں ہوئی۔ ظلم و ستم میں سبقت کرنے والا فردائے قیامت میں غصہ و غم کے باعث اپنے کفدست کو کاٹے گا۔ جس شخص نے حق سے روگردانی کا اظہار کیا وہ ہلاک ہوا۔ جسے صبر نفع نہیں بخشتا اسے آہ و زاری ہلاک کرتی ہے۔ دنیا سے کوچ قریب ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ مصاحبت پیغمبر تو خلافت کا حقدار کردے اور جو شخص مصاحب بھی ہو اور خویش بھی وہ خلافت سے محروم رہے۔

اسی خلافت کے بارے میں حضرت نے ایک قطعہ فرمایا ہے۔

فان کنت بالشوریٰ ملکت امورھم ::: فکیف بھذا والمشیرون غیب

وان کنت بالقربیٰ حججت خصیمھم ::: فغیرك اولیٰ بالنبی واقرب

اگر تو شوریٰ و اجماع کے سبب سے امور مردم کا مالک ہوگیا۔ تو یہ شوریٰ و اجماع متحقق کیونکر ہوا۔ کیونکہ صاحبان شوریٰ (بنی ہاشم) تو غائب ہی ہیں (وہ تو اس اجماع میں شریک ہی نہیں) اور اگر تو نے قرابت پیغمبر کی دلیل پیش کر کے ان میں سے مدمقابل کو مغلوب کر دیا تو اس لحاظ سے بھی تیرا غیر (امیر المومنین علیہ السلام) قرابت پیغمبر کا زیادہ سزاوار ہے اور وہ پیغمبر کا نہایت ہی قریب ہے۔

بیشک انسان دنیا میں وہ نشانہ ہے جس پر موت کے تیر پڑ رہے ہیں۔ ایک ایسی غارت شدہ چیز ہے کہ رہ رہ کر جس پر مصیبتیں ٹوٹی پڑتی ہیں۔ ہر ایک گھونٹ کیساتھ گلا گھٹتا ہے اور ہر ایک لقمہ کے ساتھ غم و غصہ کھانا پڑتا ہے۔ بندہ ہر ایک نعمت کو دوسری سے جدا ہو کر

اطاعت کو لازم سمجھو جسکی شناخت میں تم جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے (اور یہ اطاعت خدا و
رسُول و خلیفۂ برحق کی اطاعت ہے) اگر تم بینا ہو گئے ہو تو دوسرے کو بھی بینا کر سکتے ہو۔ اگر ہدایت
یافتہ ہو تو ہدایت کر سکتے ہو۔ اگر سُن چکے ہو تو دوسرے کو سُن سکتے ہو۔ ورنہ جو شخص ایسا نہیں
وہ بصیرت پیدا کرنے والا۔ ہادی۔ اقوالِ حقہ کو سنانے والا۔ اور امام و مقتدا کیونکر ہو سکتا ہے،
اپنے بھائی کو نیکی و احسان کی سزا دے۔ اور انعام و اکرام کیساتھ اس کے شر کو واپس کر دے
جس شخص نے اپنے نفس کو تہمت کے مقام میں رکھا تو ہرگز اپنے سے بدگمان ہونے والے کو
ملامت نہیں کر سکتا۔ جو شخص بادشاہ ہوا اسے لازم ہے کہ ہر ایک منتخب اور چنیدہ چیز کو اختیار
کرے۔ جس شخص نے تن تنہائی اپنی رائے پر عمل کیا ہلاک ہوا۔ اور جس شخص نے مشورہ کیا
مردان دانشمند کیساتھ عقل و دانش میں ان کا شریک ہو گیا۔ جس شخص نے اپنے بھید کو چھپایا
خیر و صلاح اس کے ہاتھ میں ہے۔ فقر و فاقہ ایک زبردست موت ہے (کیونکہ بعض اوقات
باعث کفران ہو کر موجب ہلاکت آخرت ہو جاتا ہے) جس شخص نے ایسے انسان کا حق ادا
کیا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا تو بیشک اسے بندہ بیدام بنا لیا۔ خالق کی معصیت میں مخلوق
کی اطاعت نہ کرنی چاہیئے۔ اُس انسان کو سرزنش نہ کرنی چاہیئے جو ادائے حق میں تاخیر کر رہا
ہے۔ قابل ملامت وہ شخص ہے جو ایسے کام میں دست اندازی کر رہا ہے۔ جسکا اہل نہیں۔
خود پسندی زیادتی نعمت کو روکنی ہے۔ موت قریب ہے۔ اور دنیا کی مصاحبت کا زمانہ قلیل
قیامت کی صبح اس شخص کیلئے روشن (اور فرحت بخش) ہے جو دو آنکھیں (علم و عمل) رکھتا ہے
(ورنہ قیامت کی صبح تاریک ہو گی معاذ اللہ) گناہوں کا ترک کر دینا۔ طلب قبول توبہ سے آسان تر
ہے۔ بسا اوقات ایک طعام مضر کا کھا لینا بہت سے کھانوں سے روک دیتا ہے۔ آدمی اس
چیز کے دشمن ہیں جسے نہیں جانتے۔ جس شخص نے مختلف عقلوں اور رائیوں کی طرف رُخ کیا اسے
خطا کے مقامات معلوم ہو جائینگے۔ (تجربہ حاصل ہو جائیگا) جس شخص نے محض للہ خشم و غضب
کی سنان تیز کی تو امر باطل میں بڑے بڑے شہزوروں کے قتل کی قوت اسے عطا ہو جائیگی۔ دنیا سے

نہیں ہوتے اگر دنیا کو ان سے روکا جائے تو قناعت نہیں کرتے۔ جو کچھ انہیں (رزق و مال دنیا) دیا گیا ہے۔ اس پر شکر نہیں کرتے۔ اور بقیۂ عمر میں زیادتی نعمت کے طلبگار ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے منع کرتے ہیں مگر خود باز نہیں رہتے۔ لوگوں کو اس عبادت کا حکم کرتے ہیں جسے خود نہیں بجالاتے نیکوں کو دوست رکھتے ہیں مگر انکے سے اعمال نہیں کرتے۔ گنہگاروں کو دشمن سمجھتے ہیں اور خود بھی انہیں میں سے ہیں۔ اپنے گناہوں کے باعث موت کو بُرا سمجھتے ہیں اور ان گناہوں پر قائم رہتے ہیں جن کے سبب سے موت کو مکروہ سمجھنا پڑتا ہے۔ دنیا کے شایق ہیں جو فانی ہے۔ طلب آخرت میں کاہل ہیں جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ موت سے ڈرتے ہیں اور موت کے واسطے عجلت نہیں کرتے گناہ کی جس مقدار کو اپنے نفس کے لئے تھوڑا سمجھتے ہیں۔ اگر وہی مقدار غیر سے سرزد ہو تو اسے بہت بڑی خیال کرلیتے ہیں۔ اپنی اسی اطاعت و عبادت کو کثیر سمجھتے ہیں کہ جسے اپنے غیر سے واقع ہونے پر حقیر تصور کرتے ہیں۔ لوگوں پر طعن کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خاطر مدارات میں مشغول ہیں۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھکر ذکر خدا کرنے سے امیروں کیساتھ رہ کر لغو اور عبث افعال میں مشغول رہنا انہیں مرغوب ہے۔ اپنے نفس کے نفع کیلئے غیروں کے ضرر پر حکم کرتے ہیں۔ اور غیروں کے نفع کیلئے اپنے نفس کے ضرر پر حکم نہیں لگاتے۔ اپنے غیر کی راہ نمائی کرتے ہیں اور اپنے نفس کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس قسم کے شخص (خدا کے سوا) دوسرے کے مطیع ہیں۔ نافرمان بردار ہیں۔ دوسرے سے وعدہ کی وفا کے طالب ہیں اور خود وفا نہیں کرتے۔ خدا سے نہ ڈرنے کے سبب مخلوق سے ڈرتے ہیں اور مخلوق سے ڈرنے کے سبب سے خدا سے نہیں ڈرتے۔

ہر ایک انسان کے لئے خاتمہ ضرور ہے۔ شیریں ہو یا تلخ۔ ہر ایک صاحب اقبال کے لئے ادبار ہے۔ جس چیز نے اس سے رُخ پھیر لیا ہے وہ گویا تھی ہی نہیں۔ شخص صابر ضرور فتح و فیروزی حاصل کریگا۔ اگرچہ ایک مدت دراز ہوجائے۔ جو شخص کسی جماعت کے فعل سے راضی ہوا تو گویا اس کے ساتھ وہ خود بھی اس فعل میں داخل ہو گیا اور ہر ایک باطل میں داخل ہونے کے لئے دو گناہ ہوتے ہیں۔ ایک تو اس نے عمل باطل کیا۔ دوسرا یہ کہ عمل باطل پر راضی ہوا۔ اس شخص کی

والا دکھائی دیا۔ (یہ دونو شخص بھی اس علم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اور) یہ دونو شخص بھی کسی چیز میں دین کی رعایت کرنیوالے نہیں۔ اور یہ دونو چرنے والے چارپایوں کے بالکل مشابہ ہیں۔ آہ افسوس! اسی طرح اپنے اٹھانے والوں کی موت کے سبب سے علم بھی فنا ہو جاتا ہے۔ بار الہا! ہاں بیشک حجۃ قائم الہی سے زمین خالی نہیں ہوتی یا تو وہ ظاہر بظاہر مشہور ہو۔ یا خوف کی حالت میں لوگوں سے پوشیدہ ہو۔ تاکہ خدا کی حجتیں اور اس کے شاہد ضایع نہ ہو جائیں۔ اس زمانہ کی کیا مقدار ہے! وہ آئمہ کا گروہ کہاں ہے؟ قسم خدا کی یہ آئمہ از روئے تعداد نہایت قلیل ہیں۔ مگر از روئے مرتبۂ و منزلت نہایت بزرگ ہیں۔ انہیں کے سبب سے پروردگار عالم اپنی حجتوں اور اپنے شاہدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ان حجج و شواہد کو ان کے سپرد کرتے ہیں جو انہیں کی مانند ہوں۔ اور اُنہیں (شیعیان خالص) کے دل میں انکی زراعت کرتے ہیں۔ جو اخلاق و افعال میں انکے مشابہ ہوں علم و عقل کی فوج نے ان پر ہجوم کر رکھا ہے۔ یہ بصیرت حقیقی پر قائم ہیں۔ یہ لذت و راحت علم یقینی کے مباشر ہیں۔ ان نفوس مقدس نے ان مخلوقوں اور مشقتوں کو آسان سمجھ لیا ہے۔ جنہیں دنیا کے ناز و نعم میں پلے ہوئے دشوار شمار کرتے ہیں۔ اور اس چیز سے مانوس ہو گئے ہیں جس سے نادان جاہل وحشت کرتے ہیں۔ ان کے بدن دنیا کے مصاحب ہیں۔ لیکن انکی روحیں مقام اعلیٰ کے ساتھ معلق ہیں۔ یہ لوگ زمین خدا میں اس کے خلیفہ ہیں۔ اسکے دین کیطرف بلانے والے ہیں! وہ میں انکے دیدار کا کسقدر مشتاق ہوں۔ اچھا اب (کلام تمام ہوا) تو جہاں چاہے چلا جا۔

آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہیں (تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد)

جس شخص نے اپنی قدر نہ پہچانی وہ ہلاک ہو گیا۔

ایک شخص نے سوال کیا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو ان لوگوں میں سے ہو۔ جو بغیر عمل کے حسن انجام کی امید رکھتے ہیں۔ اور طول امل کے سبب سے توبہ کو تاخیر میں ڈالدیتے ہیں۔ دنیا کی شان میں باتیں تو زاہدوں (دنیا سے بچنے والوں) کی سی کرتے ہیں۔ مگر عمل کرتے ہیں بچے رغبت کرنے والوں اور دنیا داروں کے سے۔ اگر انہیں دولت دنیا عطا کی جائے تو سیر

گلہ بانی کی پیروی کرتے ہیں (جسطرف اس نے ہنکا دیا چلے گئے) ہر ایک ہوا کے ساتھ دین سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے نور علم سے ذرا بھی روشنی حاصل نہیں کی۔ اور دین کے محکم اور مضبوط رکن سے پناہ کے خواستگار نہیں ہوئے۔

اے کمیل علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم خود تیری حفاظت کرتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوگا۔ علم کو جتنا خرچ کروگے اتنا ہی بڑھتا جائیگا۔ مال کا پرورش یافتہ زوال مال کیساتھ ہی فنا ہو جاتا ہے (مگر پروردۂ علم کی یہ شان نہیں)

اے کمیل ابن زیاد! علم کا حاصل کرنا دین و ایمان ہے۔ اس پر ثواب عطا کیا جائیگا۔ اس علم کے سبب سے انسان اپنی زندگی میں اطاعت خداوندی کو حاصل کرتا ہے۔ وہ اس بات کو پیدا کر لیتا ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں میں اسکا ذکر خیر ہو۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔

اے کمیل ابن زیاد۔ مال کے جمع کرنے والے عقوبات کی ہلاکتوں میں گرفتار ہیں۔ حالانکہ وہ دنیا میں زندہ ہیں۔ اور علما (علم کے جمع کرنے والے) باقی رہینگے جب تک کہ زمانہ باقی ہے۔ انکے جسم مفقود ہو جائینگے۔ مگر انکی صورتیں دلوں میں موجود رہینگی۔ آگاہ ہو جا اس مکان میں (سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) ایک علم کا خزانہ ہے۔ کاش میں کسی ایسے شخص کو پالیتا۔ جو اس علم کا اٹھانے والا ہوتا۔ مگر مجھے ملا بھی تو ایسا عقلمند ملا جس پر بھروسہ اور اطمینان نہیں ہو سکتا۔ وہ آلۂ دین (عقل) کو دنیا کے لئے استعمال کرتا ہے۔ خدا کی نعمتوں اور اسکی حجتوں کے سبب سے اس کے بندوں اور اسکے دوستوں پر غلبہ حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ یا ایسا شخص ملا جو ان حق کے اٹھانے والوں (علما) کا مقلد ہو۔ وہ ذاتی بینائی سے محروم ہے۔ حق کے اطراف جوانب میں اسکی نظر ہی نہیں جا سکتی۔ اول ہی عارض ہونے والے شبہہ کے سبب سے شک اسکے دل میں ظاہر ہوتا ہے آگاہ رہ نہ تو وہ شخص (آلہ دین کو دنیا کے لئے استعمال کرنے والا عالم) اس علم کے اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہے۔ نہ یہ نابینا مقلد اب ایک اور شخص ایسا نظر آیا جو خواہشات نفس امارہ کا نہایت آسان طریقہ سے مطیع و پیرو ہے۔ پھر جو نظر کی تو ایک مال جمع کرنے اور دولت دنیا کو ذخیرہ رکھنے

کہ وہ شوہر سے اچھی طرح پیش آوے۔

صدقہ دے کر وسعت رزق کو طلب کرو۔ جو شخص مال چھوڑ جانے کا یقین رکھتا ہے وہ بخشش کرنے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔

خداوندِ عالم کی اعانت و مدد بقدر احتیاج نازل ہوا کرتی ہے۔

میانہ روی پر کاربند رہنے والا کبھی فقیر نہیں ہوتا۔

اولاد کی قلت کا سبب یہی ہے کہ مالدار ہو کر اور پھر راہ خدا میں صرف نہ کرے۔ خلقت کیساتھ دوستی کرنا آدھی دانشمندی ہے۔ حزن واندوہ میں مبتلا رہنا آدھا بڑھاپا ہے۔

صبر مصیبت کیموافق نازل ہوتا ہے (جسقدر مصیبت ہوتی ہے اسی قدر پروردگار عالم صبر عطا کرتا ہے) جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا منہ نوچ لیا اس کا ثواب برباد ہوگیا۔

بہت سے روزہ دار ہیں جنہیں روزے سے سوائے پیاس اور بھوک کے کچھ حاصل نہیں بہت سے نمازگذار ہیں جنہیں سوائے قیام وقعود کی مشقت اٹھانے کے نماز سے کچھ فائدہ نہیں۔ عقلمندوں کا سونا ان کے افطار کرنے سے نہایت ہی خوشگوار ہے۔ (احمقوں کا شب زندہ دار رہنا اور روزہ رکھنا کسی کام کا نہیں۔)

صدقہ دیکر اپنے ایمان کے مالک ہو جاؤ۔ زکواۃ ادا کرنے سے اپنے مال کی حفاظت کرو اور دعاؤں کیساتھ بلاؤں کی موجوں کو دفع کرو۔

کمیل ابن زیاد کہتا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر صحرا کی طرف لے گئے جب داخل صحرا ہوئے تو آپ نے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا " اے کمیل یہ قلوب علوم کے ظرف ہیں۔ اور عمدہ ظرف وہی ہے جو ان علوم کی نگہداشت کرے۔ اب جو کچھ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں اسے یاد رکھنا سُن! آدمیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو عالم ربانی ہے۔ (جو معرفت الٰہی کو جانتا ہے) دوسرا طالب علم ہے۔ اور نجات و رستگاری کے رستے پر قائم ہے (اگرچہ عالم نہیں) تیسرے وہ لوگ ہیں جو عالم ہیں نہ متعلم۔ یہ لوگ نہایت ہی پست فطرت اور احمق ہیں۔ بھیڑ بکری کی طرح

طرح کے آدمی ہیں۔ ایک تو وہ جس نے اپنے نفس کو دنیا کے ہاتھ بیچدیا۔ اور ہلاک ہوگیا۔ دوسرا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دنیا سے خرید کر اسے (عذاب آخرت سے) آزاد کر دیا۔

دوست اسوقت تک دوست نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی ان اوقات سہ گانہ میں حفاظت نہ کرے۔ اوّل نکبت و احتیاج کیوقت۔ دوئم اسکے غائب ہوجانے کیوقت۔ سوئم اسکے مرجانے کیوقت۔

جسے چار چیزیں دیگئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں جسے دعا کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ وہ استجابت دعا سے محروم نہیں ہوسکتا۔ جسکے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے وہ قبول توبہ سے مایوس نہیں۔ جسے استغفار کی اجازت مرحمت ہوئی ہے۔ وہ کیونکر مغفرت سے ناامید ہوسکتا ہے۔ جسنے شکر عطا کیا گیا ہے وہ زیادتی نعمت سے محروم نہیں رہ سکتا ہے۔ اور اس قول کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ چنانچہ خداوند عالم دعا کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا۔ پھر استغفار کی نسبت ارشاد ہے۔ ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیما۔ جس شخص نے بدکاری کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر خدا سے مغفرت کا طالب ہوا تو وہ خداوند عالم کو بخشنے والا اور رحمت کرنے والا پائیگا۔ اور شکر کے بارے میں فرمایا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم شکر کروگے تو میں تمہاری نعمتوں کو زیادہ کرونگا" اور توبہ کی نسبت ارشاد ہوا ہے۔ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیما حکیماً۔ جو لوگ جہالت کے سبب سے بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں پھر اس کے قریب ہی توبہ کرلیتے ہیں۔ ایسے لوگونکی توبہ کا قبول کرنا خدا پر لازم ہے۔ خداوند عالم ان لوگونکی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور خدا دانا راست گفتار اور حکیم درست کردار ہے۔

ہر ایک متقی کی نماز سبب تقرب خداوندی ہے۔ حج ہر ایک ضعیف کا جہاد ہے ہر ایک شے کی ایک زکوٰۃ ہوا کرتی ہے۔ اور بدن کی زکوٰۃ روزے ہیں۔ اور عورت کا جہاد یہی ہے

آپ کو اتنی مثالوں میں تیرے سامنے ظاہر کر دیا۔ اور ان ہلاک ہونیوالوں کے لباس میں آکر بتا دیا کہ تو بھی ہلاک ہو جاویگا۔

دنیا اس شخص کے لئے جو اسکی تصدیق کرے ایک سچا مکان ہے جو اسکی باتوں کو سمجھے اسکے واسطے عافیت اور امن کا گھر ہے۔ جو شخص اس سے زاد راہ آخرت حاصل کرے اسکے واسطے تونگری کا مقام ہے۔ جو شخص اسکی نصیحت قبول کرے اسکے لئے دار النصیحت ہے یہ دنیا دوستان خدا کے عبادت کرنیکی جگہ ہے۔ یہ ملائکہ الہٰی کے دعا کرنے کا مقام ہے۔ یہ وحی الہٰی کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔ دوستان خدا کی تجارت کی منڈی ہے۔ وہ اسی دنیا میں خدا کی رحمت حاصل کرتے ہیں۔ انہیں اسی دنیا میں جنت نفع میں ہاتھ آتی ہے۔ اب کون شخص دنیا کی مذمت کر سکتا ہے حالانکہ دنیا نے اپنی جدائی کی خبر دیدی ہے۔ الفراق الفراق کی آواز بلند کر رکھی ہے۔ اپنے اور اپنے اہل کی توصیف بیانکر دی ہے۔ (کہ سب کے سب فانی ہیں) ۔ آخرت کی تکلیفیں اپنی زحمتوں کی تصویر میں پیش کر دی ہیں۔ (اہل دنیا کو بتا دیا کہ تکلیف اس چیز کا نام ہے اب آخرت کی تکلیف کا اندازہ کر لو) اپنی خوشحالیونکے سبب سے آخرت کے عیش و سرور کا انہیں مشتاق کر دیا ہے۔ اس نے عافیت او صحت کی حالت میں شام کی۔ اور ایسی حالت میں صبح کی کہ شوق دلاکر۔ ڈراکر۔ دھمکا کر۔ خوف دلاکر۔ اہل دنیا کو رنج و اندوہ پہنچا رہی ہے۔ پس اب ندامت اور پشیمانی کی صبح کے وقت اسکی مذمت کرتے ہیں۔ (جب رہ رہ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہمنے کیوں اسکی نصیحتوں کو نہ سُنا۔ تو مذمت کے لئے زبان کُھلتی ہے) اور جن لوگوں کو دنیا نے آخرت کی یاد دلائی انہوں نے اسے یاد کر لیا۔ انہیں اپنے حالات کی خبر دی۔ اُنھوں نے تصدیق کی۔ انہیں نصیحت کی اور انہوں نے نصیحت حاصل کر لی ایسے لوگ دنیا کی مدح کرتے ہیں۔

خداوند عالم کا ایک فرشتہ روزانہ آواز دیتا ہے۔ اے دنیا والو موت کے لئے سلسلہ توالد و تناسل قائم کرو۔ فنا ہو جانے کے لئے مال جمع کرو اور خراب ہو جانے کے لئے عمارتیں بناؤ دنیا قائم رہنے والے مکان میں جانے کیلئے ایک گذرگاہ ہے۔ اس دنیا کے لوگوں میں دو

جس شخص نے عمل و عبادت میں کوتاہی کی وہ رنج و اندوہ میں مبتلا ہو گیا۔ خداوند عالم کو اس شخص کی کچھ احتیاج نہیں وہ کبھی اسکی پروانہ کریگا۔ جسکے نفس اور مال میں اسکا حصہ نہ ہو

اوّل موقت میں سردی سے بچو اور آخر میں اسکے پھل کھاؤ۔ کیونکہ بدنوں میں وہ پہلے پہل وہی اثر کرتی ہے جو درختوں میں۔ کہ اول میں تو انکو جلادیتی ہے اور آخر میں کونپلیں نکالتی ہے

خداوند عالم کو بزرگ سمجھ لینا مخلوقات کو تیری نگاہوں میں حقیر کر دیگا۔

جنگ صفین سے پلٹتے ہوئے نواحی کوفہ کے ایک قبرستان میں سے حضرت کا گذر ہوا۔ اس قبرستان کو دیکھ کر فرمایا "اے وحشتناک مکانوں کے باشندو۔ اے بے آب و گیاہ مقامات کے رہنے والو۔ اے تنگ و تاریک قبروں کے ساکنو! اے خاک نشینو اے غربت میں بسر کرنیوالو! اے صاحبان تنہائی! اے صاحبان وحشت! تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیرو ہیں عنقریب تم سے ملحق ہو جائینگے۔ تمہارے گھروں میں اور لوگ آبسے۔ تمہاری بیویوں نے اور نکاح کر لئے تمہارے اموال تقسیم ہو گئے۔ ہمنے تو تمہیں یہ خبر سُنادی۔ تم بھی ہمیں کچھ خبر دوگے" یہ فرما کر اصحاب سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا "آگاہ ہو جاؤ اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو بیشک یہ تمہیں خبر دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بہترین توشہ آخرت تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔

ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دنیا کی خدمت کر رہا ہے فرمایا "اے دنیا کی خدمت کرنے والے اے دنیا کے فریب میں آجانے والے تو اسکے فریب میں آکر پھر اسکی خدمت کر رہا ہے۔ کیا تو اسکا مجرم ہے یا یہ تیری گنہگار ہے۔ اس نے تجھے کب حیران کیا۔ کسوقت فریب دیا۔ کیا تیرے آبا و اجداد کی پرانی قتلگاہوں یا تیری ماؤں کی خاک کے نیچے واقع ہونے والی خوابگاہوں کے سبب سے تجھے اس نے فریب دیا ہے۔ تو نے اکثر مریضوں کی دستگیری کی۔ اکثر بیمار دنکے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ ان کے واسطے شفا کا طالب ہوا۔ اطبا کے سامنے ان کے حالات بیان کئے مگر تیری ان شفقتوں اور مہربانیوں نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ کسی ایک کے بارے میں بھی تیرا مطلب نہ بر آیا۔ ایک مریض سے بھی اپنی قوت کیساتھ بیماری کو دفع نہ کر سکا۔ دنیا نے اپنے

ہم پہلو ہو حالانکہ خداوند عالم نے اسے حلال کیا ہے) اور مرد کی غیرت ایمان ہے (کیونکہ وہ ہرگز اس امر کو نہیں دیکھ سکتا کہ کوئی دوسرا شخص اسکی عورت کے فرش پر پاؤں رکھے اور خداوند عالم نے بھی اس امر سے نہی فرمائی ہے)

مَیں اسلام کی ایسی صفت بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی۔ سُنو! اسلام کیا ہے؟ وہ (بہ نسبت احکام خدا) تسلیم و رضا ہے تسلیم و رضا ہے وہ (اعتقادات حقہ کا) یقین ہے یقین ہے وہ (پیغمبر کی) تصدیق ہے تصدیق ہے۔ وہ (اطاعت خدا و رسول کا) اقرار ہے اقرار ہے۔ وہ ادائے اطاعت ہے ادائے اطاعت ہے۔ اور اس ادائے اطاعت کے لئے عمل و عبادت لازم ہے۔

مَیں بخیل کی حالت پر تعجب کرتا ہوں۔ کہ وہ فقر و فاقہ جس سے وہ گریز کرتا ہے اسی کیطرف نہایت عجلت کیساتھ رُخ کر رہا ہے۔ وہ تونگری جسکا وہ طالب ہے اسی کو کھوئے دیتا ہے وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور آخرت میں امیروں کی طرح حساب دینے کے لئے تیار ہے۔

مجھے متکبّر کیحالت پر سخت تعجب ہے جو کل تو ایک قطرۂ منی تھا اور بروزِ فردا ایک گندہ مردار ہو جائے گا۔

جو شخص خداوند عالم کے وجود میں شک کرتا ہے۔ میں اسکی حالت پر بہت متعجّب ہوں حالانکہ وہ مخلوقات کو دیکھ رہا ہے اور پھر بھی متشکّک ہے۔

مجھے تعجّب آتا ہے اس شخص پر جو اپنی موت کو بھول بیٹھا۔ حالانکہ وہ روزانہ مرنیوالوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس شخص کی حالت پر جتنا تعجب ہو تھوڑا ہے۔ جو عالم آخرت کا منکر ہے۔ حالانکہ عالم دنیا اسکے سامنے موجود ہے۔

اس شخص کیحالت بھی میرے نزدیک سخت تعجّب خیز ہے جو سرائے فانی کی تعمیر میں مصروف ہے اور باقی رہنے والے مکان کو چھوڑ رہا ہے۔

وقت صاحب اتفاق وحمیت ہیں) اب رہے ہم (بنی ہاشم) ہملوگ جو چیز بھی ہمارے ہاتھوں میں ہے اسے بخشنے والے ہیں۔ ہم موت کے وقت (جہاد میں) نہایت ہی جوانمرد ہیں وہ لوگ (بنی مخذوم وبنی عبدالشمس) تو بیشتر مکار ہیں۔ لوگوں کے ساتھ انکی طرز معاشرت اچھّی نہیں۔ اور ہم (گفتگو کے وقت) نہایت ہی فصیح ہیں۔ (بوقت رفتار) نصیحت کرنے والے ہیں۔ (کہ اس اس طریقہ سے چلو۔ آرام پاؤ گے۔ ہم فریبی نہیں) اور (بلحاظ طرز معاشرت) نہایت ہی خوشرو اور صبیح ہیں"

اّن دو کاموں میں کسقدر فرق ہے۔ ایک عمل تو وہ ہے جسکی مدّت فنا ہو جاتی ہے۔ مگر اسکی تکلیف باقی رہ جاتی ہے۔ دوسرا وہ ہے جسکی تکلیف مٹ جاتی ہے۔ اور اجر و ثواب باقی رہ جاتا ہے"

ایک جنازے کے مشایعت میں تشریف لیجارہے تھے۔ ایک شخص کی ہنسی گوش زد ہوئی فرمایا"گویا اس دنیا میں موت ہمارے غیر کے واسطے ہی لکھی گئی ہے۔ گویا موت ہمارے غیر پر ہی لازم و واجب کر دیگئی ہے۔ گویا یہ مسافر مردے جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔ عنقریب ہمارے پاس پلٹ آئینگے۔ ہم انہیں انکی قبروں میں جگہ دیتے ہیں۔ ان کا مال میراث کھاتے ہیں آہ! ہم نے ہر ایک نصیحت دینے والے کام کو فراموش کر دیا۔ (ہم تغیرات دنیا کو بھول بیٹھے) ہم نے ہر نفس ناصح کو بھلا دیا۔ (مرنے والونکی حالت کو فراموش کر بیٹھے) حالانکہ ہم ہر ایک مصیبت اور آفت میں پھینکے گئے ہیں۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو فی نفسہ ذلیل ہوا۔ جسکا عمل پاک وصاف ہو گیا۔ جسکی خصلتیں نیک ہو گئیں۔ جو حسن خلق کی تصویر بن گیا۔ جس نے اپنے خرچ سے بچ جانے والے مال کو راہ خدا میں صرف کیا جس نے فضول باتوں سے اپنی زبان کو روکا جسکی شرارتیں لوگوں سے دور ہو گئیں۔ طریقہ نبوی جسکے لئے تنگ نہ ہوا۔ جو کسی بدعت سے منسوب نہ ہوا" بعض لوگ اس کلام کو رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منسوب کرتے ہیں۔ عورت کی غیرت و حمیت کفر ہے (کیونکہ اسے کبھی پسند نہیں کہ دوسری عورت اسکے شوہر سے

جبکہ فتنہ و فساد نے دنیا و اہل دنیا کو مغلوب کر دیا اس وقت ایک شخص نے دوسرے سے حسن ظن رکھا تو بیشک اس نے فریب کھایا۔

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ اب آپ اپنے آپ کو کسطرح پاتے ہیں۔ آپ کا کیا حال ہے" فرمایا اس شخص کے حال کی کیا پوچھتے ہو۔ جو زمانہ بقا میں فانی ہو۔ زمانہ صحت میں مریض ہو۔ اور اس کے امن و غفلت کیجگہ (دنیا) سے خوف اسکی طرف رخ کر رہا ہو۔

بہت سے صاحب جاہ و منزلت جن پر خداوند عالم نے احسان کیا ہے بے توفیق ہیں بہت سے اسی بات پر مغرور ہیں کہ خداوند عالم نے انکی پردہ پوشی کر رکھی ہے۔ بہت سے لوگ اسی پہ مفتون ہیں۔ کہ انکی شان میں لوگ اقوال نیک بیان کر رہے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ ہر ایک شخص کو پروردگار عالم نے مہلت دینے اور عذاب میں تاخیر کرنے کے ساتھ آزمایا ہے۔

دو شخص میرے سبب سے ہلاک ہونگے۔ ایک تو حد سے گذرنے والا۔ اور عفو کرنے والا دوست (جو مجھے درجہ امامت سے مرتبۂ نبوت یا الوہیت تک پہنچاتا ہے) دوسرا میرا دشمن مجھ سے دشمنی کرنے والا۔ (جو مجھے درجۂ امامت سے گھٹا کر مرتبۂ ماموميت میں داخل کرتا ہے)

وقت فرصت کا ضایع کرنا غصہ و اندوہ میں گرفتار کرتا ہے۔

دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو چھونے سے تو نہایت ملائم نرم و نازک معلوم ہوتا ہے مگر زہر جو اسکی کچلیوں میں بھرا ہوا ہے وہ مہلک اور قاتل ہے۔ فریب خوردہ جاہل تو اس کا متمنی ہوتا ہے مگر عقلمند اور دانا انسان اس سے حذر ہی کرتا ہے۔

قبیلہ قریش کا حضرت سے حال پوچھا گیا فرمایا "بنی مخذوم قریش کی خوشبو ہیں۔ تو ان کے مردوں کی گفتگو کو (بسبب فصاحت) دوست رکھتا ہے۔ انکی عورتوں سے نکاح کرنے کی (بسبب حسن و ملاحت) رغبت کرتا ہے۔ اور بنی عبد الشمس بلحاظ رائے و تدبیر گروہ قریش میں بہت دور ہیں۔ (ان کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے نہایت ہی صاحب تدبیر ہیں) اور ان امور کو جو گروہ قریش کے پس پشت ہیں۔ ان سے منع کرنے والے ہیں (دفع حوادث و مصائب کے

بغیر نہیں رہتی۔ لہذا ہر ایک تقصیر اور کمی اسے نقصان پہنچانے والی ہے۔ اور ہر ایک افراط (حد سے گذر جانا) اسے فاسد کر دینے والی۔

ہم آئمہ ہدیٰ وسط و عدل کی مسند ہیں۔ جس سے ہر ایک تفریط کنندہ اور تقصیر کرنے والا ملحق ہوتا ہے۔ اور ہر ایک حد سے تجاوز کرنے والا اسی کیطرف رُخ کرتا ہے (ہم حق سے واصل ہونے کے لیئے طریقہ عدل و متوسط ہیں۔ جس شخص نے ہمارے حق میں تقصیر کی۔ ہماری منزلت کو نہ پہچانا۔ اسے لازم ہے کہ ہم سے ملحق ہو جائے۔ تاکہ اسے کمال میسّر ہو۔ علیٰ ہذا وہ شخص جو ہمارے مرتبہ سے تجاوز کر گیا۔ غالی ہو گیا۔ اس پر واجب ہے کہ ہماری معرفت کی طرف پلٹ آئے تاکہ اس کا اعتقاد مستقیم ہو۔

خداوند تعالیٰ کے حکم کو وہی قائم رکھ سکتا ہے جو خلقت کے ساتھ مدارات پیش آئے۔ خلقت کا مطیع نہ ہو۔ اور رجاہائے طمع کی پیروی کرنے والا نہ ہو۔

جو شخص ہم اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہے اُسے فقر کا لباس پہننے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے عقل سے زیادہ کوئی مال نفع بخش نہیں۔ تکبر سے زیادہ کوئی تنہائی وحشتناک نہیں تدبیر و تدبّر سے زیادہ کوئی عقلمندی نہیں۔ تقوٰی و پرہیز گاری کے برابر کوئی بزرگی نہیں۔ حسنِ خلق سے اچھا کوئی مصاحب نہیں ہو سکتا۔ ادب و علم سے بڑھکر کونسی میراث ہے؟ توفیق خداوندی سے بہتر کوئی چیز پیشرو ہو سکتی ہے؟ عمل صالح کے برابر کوئی تجارت نہیں۔ ثواب سے بہتر کوئی نفع نہیں۔ شبہات کے وقت ٹھہر جانے سے عمدہ کوئی پرہیز گاری نہیں۔ محرمات سے بچنے کے کی برابر کوئی زہد نہیں۔ فکر کرنے سے زیادہ کوئی علم نہیں۔ واجبات کے ادا کرنے کے برابر کوئی عبادت نہیں۔ حیا اور صبر کے برابر کوئی ایمان نہیں۔ تواضع اور فروتنی سے عمدہ کوئی بزرگی نہیں۔ مشورہ کرنے سے مضبوط کوئی معاون و مددگار نہیں۔

جس زمانے میں کہ صلاح و نیکوکاری کا زمانہ و اہل زمانہ پر غلبہ ہوا۔ اسوقت ایک شخص دوسرے سے بدگمان ہوا۔ جس سے کوئی رسوائی کی بات ظاہر نہیں ہوئی۔ تو بیشک اس نے ستم کیا اور

پروردگارِ عالم نے تم پر عبادات واجبہ کو فرض کیا ہے۔ انہیں ضایع نہ کرو۔ تمہارے لئے حدود کو مقرر کر دیا ہے۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ محرمات سے تمہیں نہی فرمائی ہے۔ اسکی حرمت کی ہتک نہ کرو۔ ان سے باز رہو۔ اور اکثر اشیاء مباح کے بارے میں خوشی اختیار کی ہے اور فراموشی کی وجہ سے ان کے بیان کو ترک نہیں کیا۔ پھر تم انکے حاصل کرنے میں کیوں تکلیف اُٹھاتے ہو۔

لوگ اپنی دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے دین میں سے کسی شے کو ترک نہیں کرتے مگر پروردگار عالم ان پر ایسی مصیبتوں کے دروازے کھول دیتا ہے کہ جنکا ضرر منفعتِ دنیوی سے زیادہ ہوتا ہے۔

اکثر اوقات عالم کو اسکی جہالت نے ہلاک کر دیا۔ حالانکہ اسے علم تھا۔ مگر اس علم نے اُسے کوئی نفع نہ پہنچایا۔

ایک گوشت کا ٹکڑا جس سے انسان کی بزرگی متعلق ہے۔ یہ بھی انسان میں عجیب و غریب چیز ہے۔ وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ اور حکمت اسکی مددگار ہے۔ معاندین کے دل حکمت سے خالی ہوتے ہیں۔ پس اگر اسے کسی چیز کی امید ہو تو طمع اسے ذلیل کر دیتی ہے۔ اور اگر طمع کا ہیجان ہو تو حرص اسے ہلاک کر دیتی ہے۔ اگر یاس اس پر مسلّط ہو جائے تو تاسف اور افسوس اُسے مار ڈالتا ہے۔ اگر غضب اسے عارض ہو تو خشمناکیاں شدید ہو جاتی ہیں۔ اگر خوشی و خرّمی اسکی مساعدت کرے تو وہ بیداری اور ہوشیاری کو فراموش کر دیتا ہے۔ اگر ناگہاں اسے خوف لاحق ہو جائے تو یہ خوف اسے رُوگردان کر دیتا ہے۔ اگر امن اسکے واسطے وسیع ہو تو غرور اسے اڑا لے جاتا ہے۔ اگر کوئی مصیبت اس پر پڑ جائے تو آہ و زاری اسے رُسوا کر دیتی ہے۔ اگر کسی مال کو حاصل کرے تو یہ تونگری اسے گمراہ کر دیتی ہے۔ اگر فقر و فاقہ کے دانت اسے کاٹ کھائیں تو یہ بلا اُسے (جملہ امور سے) روگردان کر دیتی ہے۔ اگر بھوک کی تکلیف ہو تو ضعف اسے بٹھا دیتا ہے۔ اگر اس کا شکم سیر ہونا حد سے گذر جائے۔ تو پُرخوری بھی اسے تکلیف دیتے

دریافت کیا کہ اسمیں کیا مصلحت ہے فرمایا" دل اسکے سبب سے فروتنی اختیار کرتا ہے۔ نفس ذلیل ہوجاتا ہے۔ اور مومن اسکی پیروی کرتا ہے۔

دنیا اور آخرت دو دشمن ہیں جنکے آثار ایکدوسرے سے بہت علیحدہ ہیں۔ دو مختلف رستے ہیں۔ پس جس شخص نے دنیا کو دوست رکھا۔ اسکی دوستی کی۔ اس نے آخرت کو دشمن سمجھا اور اس سے عداوت اختیار کی۔ یہ دونو (دنیا و آخرت) مشرق و مغرب کی مانند ہیں اور چلنے والا اسکے درمیان میں موجود ہے۔ اب جسقدر ایک سمت سے قریب ہوگا۔ اسی قدر دوسری سے بعید ہوتا جائیگا۔

ان اوصاف کے بعد یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یہ دونو وہ عورتیں ہیں جو ایک مرد کے نکاح میں ہوں (پھر کیونکر آپسمیں متفق ہوں سونیا ڈاہ تو مشہور ہے)

نوف بکالی سے روایت ہے کہ ایکرات امیر المومنین کو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی خوابگاہ سے باہر نکلے۔ ستاروں کی طرف نظر کی اور فرمایا اے نوف کیا تو سو رہا ہے یا بیدار ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں جاگ رہا ہوں۔ یہ سنکر فرمایا اے نوف خوشا حال ان لوگوں کا جو دنیا سے بے رغبت ہوں۔ آخرت کے خواہشمند ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو اپنی نشست کے لئے مقرر کر لیا ہے۔ فرش خاک کو اپنی خوابگاہ بنایا ہے۔ آب زمین کو اپنی لذت سمجھ رکھا ہے۔ قرأت قرآن کو اپنے دل کا لباس بنا لیا ہے۔ اور دعاؤں کو اپنی ردا مقرر کر لیا ہے انہوں نے حضرت عیسٰی کے چلن پر دنیا کو کاٹ ڈالا ہے۔ اے نوف! بیشک داؤد علیہ السلام رات کو اسی وقت اُٹھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ یہ ایسی ساعت ہے کہ بندہ ہوقت جو دعا کرے خداوند عالم اسے قبول کر لیتا ہے۔ مگر ہاں جو شخص دس حصوں میں سے ایک حصہ لے لینے والا ہو۔ (بادشاہ جور کی طرف سے محصول لگانے والا ہو) یا ستمگر اور چور ہو۔ یا سلاطین و حکام جور کی طرف سے کوتوال ہو۔ یا طنبور نوانہ ہو۔ یا نقارچی ہو۔ ایسے بندے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

ہی قریب ہو۔

نیز آپ نے سُنا کہ جماعت حرورّیہ خوارج میں سے ایک شخص تہجد گذار ہے۔ قاری قرآن ہے یہ سُنکر آپ نے فرمایا کہ اعتقادِ حقہ کو سینہ میں جگہ دیئے ہوئے سو رہنا حالت شک میں گرفتار رہ کر نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔

جب کسی حدیث کو سنو تو اُسے یاد رکھو اور سمجھنے اور تدبر کرنے کیلئے یاد رکھو نہ کہ روایت کرنے اور دوسرے شخص تک پہنچانے کے لیئے۔ کیونکہ علم کے راوی اور ناقل تو بہت ہیں۔ لیکن اسکی رعایت کرنے والے نہایت قلیل ہیں۔

ایک شخص نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم خدا کے ہی واسطے ہیں اور اسی کیطرف رجوع ہونے والے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت نے فرمایا "ہمارا انا للہ کہنا گویا اس امر کا اقرار ہے کہ خدا ہمارے نفسوں کا مالک ہے۔ اور ہمارا انا الیہ راجعون" کہنا اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے نفس ہلاک ہونے والے ہیں۔

ایک گروہ نے آپکے سامنے آپکی تعریف کی تو فرمایا بار الہا تو میرے نفس سے زیادہ مجھے جانتا ہے اور میں اپنے نفس کو ان (تعریف کرنے والوں) سے بہتر جانتا ہوں۔ بار الہا! ہمیں اس شخص سے بہتر بنادے جبکا یہ گمان کرتے ہیں اور ہماری ان باتوں سے درگذر فرما جن کا انہیں علم نہیں۔

لوگوں پر عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جسمیں بادشاہوں کا مقرب بدگو کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ فاسق و فاجر اس زمانہ میں خوشحال سمجھا جائیگا منصف و عادل ضعیف و ناتوان کردیا جائے گا۔ صدقہ دینے کو لوگ قرض دینا سمجھیں گے۔ (اسکے معاوضہ کے طالب ہونگے۔) صلہ رحم کرکے احسان جتائینگے۔ عبادت کرکے لوگوں پر بزرگی چاہیں گے۔ اس زمانہ میں بادشاہ غلاموں اور لونڈیوں کے مشورے پر کاربند ہوگا۔ اسکی حکومت لڑکوں کی سی حکومت ہوگی۔ اسکی تدبیریں خواجہ سراؤں اور زنانوں کی سی ہونگی۔

حضرت ایک اِزار پہنے ہوئے تھے جو بالکل پرانی تھی۔ جسمیں جابجا پیوند لگے ہوئے تھے کسی نے

پناہ لے جاتا ہوں۔ کیونکہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنے میں مبتلا نہ ہو (کون شخص ایسا ہے جو صاحب مال و اولاد نہیں تقریباً سبھی ہیں) مگر ہاں گمراہ کر دینے والوں سے پناہ مانگنی چاہئے۔ کیونکہ پروردگار عالم فرماتا ہے۔ کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔ اور معنی اسکے یہ ہیں۔ کہ پروردگار۔ مال اور اولاد عطا کر کے آزمایش کرتا ہے۔ تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون شخص اس کے رزق سے ناخوش ہے۔ اور کون اسکی قسمت پر راضی ہے۔ اگرچہ پروردگار عالم ان کے نفوس سے زیادہ انہیں جانتا ہے۔ مگر یہ آزمائش محض اسلئے ہے کہ جو اعتقاد ان کے دلمیں ہے اسی کے موافق اعمال سرزد ہوں۔ اور وہ عذاب و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔ اسلئے کہ بعض انمیں سے اولاد ذکور کو دوست رکھتے ہیں۔ اور لڑکیوں کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے مال کی زیادتی اور اسکی منفعت کو دوست رکھتے ہیں۔ اور اسمیں رخنہ اندازی کو بالکل دشمن سمجھتے ہیں"

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ خیر (نیکی) کیا چیز ہے۔ فرمایا خیر یا نیکی یہ نہیں ہے کہ تیرا مال کثیر ہو جائے۔ تیری اولاد بڑھ جائے۔ لیکن خیر یہ ہے کہ تیرے علم و عمل میں ترقی ہو۔ تیرا علم کثیر ہو جائے۔ تو اپنے پروردگار کی عبادت کر کے لوگوں پر فخر کرے۔ پس اگر تو نے کار نیک کیا تو خدا کا شکر کر۔ اور اگر کسی بدکاری کا مرتکب ہوا۔ تو خدا سے مغفرت طلب کر۔ کیونکہ دنیا میں دو شخصوں کے سوا اور کسی کیواسطے خیر نہیں۔ ایک تو وہ شخص جس نے گناہ کیا اور پھر توبہ و استغفار کے ساتھ اس کا تدارک کر لیا۔ دوسرا وہ شخص جو اعمال نیک میں عجلت کرتا ہے۔ عمل بالتقویٰ کو کم نہیں کرتا۔ اور وہ عمل کیونکر کم ہو۔ جسے خداوند عالم قبول فرماتا ہے۔

پیغمبروں سے وہی شخص منسوب ہو سکتا ہے۔ جو اس چیز کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ جسے وہ لیکر آئے ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی" ابراہیم کیساتھ منسوب ہونے کے قابل وہی شخص ہیں جنہوں نے ابراہیم کی اور اس نبی (پیغمبر آخرالزمان) کی متابعت کی اور جو ایمان لائے"

پھر فرمایا" بیشک محمد کا دوست وہی ہے۔ جو خدا کا مطیع ہو اگرچہ بلحاظ رشتہ و قرابت دور ہو۔ اور دشمن محمد کا وہی شخص ہے۔ جو خدا کی نافرمانی کرے۔ اگر بلحاظ رشتہ داری نہایت

زیندہ ہے - وہ وصایا یہ ہین - تم مین سے کوئی شخص سوائے اپنے پروردگار کے اور کسی سے اُمید نہ رکھے - سوائے اپنے گناہ کے اور کسی چیز سے نہ ڈرے - اگر کسی سے ایسی چیز کا سوال کیا جائے جسے وہ نہ جانتا ہو تو اپنی نادانی اور لاعلمی کے اعتراف و اقرار مین ہرگز حیا نہ کرے صاف کہدے کہ مین نہیں جانتا - جو شخص جس چیز کو نہین جانتا اس کے حاصل کرنے مین ذرا شرم نہ کرے - اور صبر و شکیبائی تمپر واجب ہے - کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے - اس جسم مین کونسی بہتری ہے جس کا سر موجود نہ ہو - اسی طرح اس ایمان مین کوئی خوبی نہین جس کے ساتھ صبر نہو
ایک شخص کے جواب مین فرمایا جو حد سے زیادہ آپکی مدح و ثنا کر رہا تھا حالانکہ وہ آپ کی دشمنی کے ساتھ متہم تھا "مین اس بات سے بہت پست ہون جو تو کہہ رہا ہے - اور اس امر سے بہت بالا ہون جو تیرے دل مین ہے" ؂

وہ منافع جو جہاد راہ خدا کے بعد باقی رہ جاتے ہین - انکے اعداد کی بقا بہت زیادہ ہے - اس کی منفعت سے نتیجے اولاد کی کثرت اور اموال کی تعداد کے باقی رہنے سے بہت زیادہ ہوتے ہین
ضعیف العمر انسان کی رائے میرے نزدیک ایک نوجوان لڑکے کی قوت سے بہتر ہے - مین اس شخص پر تعجب کرتا ہون جو رحمت الٰہی سے مایوس ہے حالانکہ خدا نے اسے استغفار کی اجازت دے رکھی ہے - جس شخص نے اپنے اور خدا کے درمیان اصلاح کی (اعمال و عبادات پر کاربند ہوا) پروردگار عالم اس کے اور لوگون کے درمیان اصلاح کردیگا - جو شخص اپنے امر آخرت کی اصلاح کریگا - خداوند عالم اس کے دنیاوی امور کی اصلاح فرمادیگا - جو شخص اپنے نفس سے نصیحت حاصل کریگا خداوند عالم اس کے لئے ایک محافظ مقرر کردیگا - کامل اور پورا فقیہہ وہی ہے جو لوگون کو خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرے - انھین راحت اور عذاب خدا کی رہائی سے مایوس نہ کرے - اور کسی وقت انہین خداوند کریم کے عذاب سے بیخوف نہ رکھے - بیشک یہ دل بدنون کی مانند ملول و خستہ ہو جاتے ہین - انکے واسطے طرح طرح کی تازہ بتازہ حکمتین و نصیحتین طلب کرو کوئی شخص تم مین سے یہ نہ کہے کہ بارالٰہا مین فتنہ مین گرفتار ہونے سے تیری طرف

رستے کی درازی۔ یہ دور دراز کا سفر۔ یہ منزل کی بزرگی ٭

جنگ صفین سے واپسی کے وقت ایک شامی نے سوال کیا کہ کیا یہ ہمارا سفر قضا و قدر الہٰی کے موافق تھا اور مراد اس شامی کی یہ تھی کہ جب یہ سفر قضا و قدر کے موافق ہوا تو ہم اس بارے مین مجبور تھے لہذا وہ تکالیف جو ہم نے اس سفر مین اٹھائین انکا ثواب کیا مل سکتا ہے۔ حضرت نے اسکے جواب مین فرمایا "افسوس ہو تجھپر اے سائل کیا تونے یہ گمان کر لیا ہے کہ یہ سفر قضا و قدر کی وجہ سے لازم و واجب تھا اور تو اس سفر مین بالکل مجبور تھا۔ اگر فی الحقیقت یونہی ہوتا تو ثواب عتاب باطل ہو جاتا۔ وعدہ وعید ساقط ہو جاتے۔ بیشک خداوند عالم نے اپنے بندون کو عبادت کا حکم دیا ہے اور انہین اسکا اختیار بھی دیدیا ہے (چاہین کرین چاہین نہ کرین) انہین ڈرانے کے لئے معاصی سے نہی فرمائی ہے۔ انہین نہایت ہی آسان تکلیف دی ہے۔ اور کسی امر دشوار و مافوق الطاقہ کی انہیں تکلیف نہین دی تھوڑی سی عبادت پر بہت سا ثواب عطا کیا ہے۔ گناہگارون نے مغلوب مقہور ہو کر اس کا گناہ نہین کیا (قضا و قدر کے زبردست ہاتھون نے انہین گناہون پر مجبور نہین کیا) مجبوری اور کراہت کی حالت مین اس کی اطاعت نہین کی (یہ بات نہین کہ وہ اطاعت کرنے پر مجبور ہی تھے) اس نے انبیا کو یونہی بطور لہو و لعب مبعوث نہین کیا۔ کتب آسمانی کو یونہی فضول اور عبث طریقہ سے نازل نہین فرمایا۔ آسمان۔ زمین۔ اور جو کچھ بھی ان دونون مین موجود ہے۔ انہیں باطل طریقہ سے خلق نہیں کیا تیرا یہ گمان ان لوگونکا سا ہے جو کافر ہو گئے ہین۔ اور کافر ہو جانے والون کے لئے آتش جہنم کا کنوان موجود ہے ٭

حکمت کو حاصل کرو جہان کہین بھی ہو کیونکہ حکمت جب منافق کے سینے مین ہوتی ہے تو اسے اضطراب لاحق ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ وہان سے نکل آتی ہے۔ اور مومن کے سینہ مین آ کر تسکین پاتی ہے جو اس کا اہل ہے۔ حکمت مومن کی ایک گم شدہ چیز ہے لہذا حکمت کو حاصل کرو گو اہل نفاق سے حاصل کرنی پڑے۔ ہر ایک مرد کی قیمت اس کے حسن عمل کے موافق ہے۔ مین تمہین پانچ وصیتین کرتا ہون اگر تم اونٹون پر سوار ہو کر بھی ان وصیتون کو حاصل کرنے کی تلاش مین جاؤ۔ تو بیشک

اس کی ثروت حاصل نہ ہوتی وہ بھی اندوہناک ہا (ایک رنج و غم کی سراتے ہے جسمین کسی پہلو چین نہین) جس شخص نے امامت کے لئے لوگون کے سامنے اپنے نفس کو قائم کر دیا تو اسے لازم ہے کہ اپنے غیر کو تعلیم کرنے سے پہلے اپنے نفس کو عقلمند بنانے کی ابتدا کرے - اور قبل اسکے کہ وہ اپنی زبان سے لوگون کو تادیب کرے اپنی رفتار سے انہین ادب سکھاتے (وہ طریقہ اختیار کرے جسے دیکھ دیکھکر لوگ ادب سیکھ لین کہنے کی بھی ضرورت نہ ہو) کیونکہ اپنے نفس کو تعلیم دینا ادب سکھانا لوگون کے تعلیم کرنے اور ادب سکھانے سے زیادہ تعظیم اور بزرگی کا سزاوار ہے - انسان کا سانس لینا موت کی طرف روانہ ہوجاتا ہے - جس چیز کی مدت منتہا ہی اور محدود ہے - وہ فنا ہوجانے والی ہے - اور ہر ایک وہ چیز کہ قضا و قدر کے ہاتھون سے جسکی اُمید کی جارہی ہے ضرور آئے گی - جب کسی کام کا انجام مشتبہ ہوجاتے کہ اچھا ہے یا بُرا) تو اس کے انجام کو آغاز کے ساتھ آزمایا جائیگا (اگر آغاز اچھا ہے تو انجام بھی اچھا ہوگا و الّا فلا)

حضرت کی وفات کے بعد ضرار مذکور ایک مرتبہ معاویہ کے پاس گیا - اس نے آپکے حالات کی نسبت استفسار کیا - ضرار نے کہا مین شہادت دیتا ہون مین نے حضرت کو بعض اوقات حج مین دیکھا ہے - کہ رات نے اپنی تاریکی کے پردے چھوڑ رکھے ہین - اور آپ محراب عبادت مین کھڑے ہین اپنی ڈاڑھی پکڑ رکھی ہے - اس طرح پیچ و تاب کھا رہے ہین جیسے کہ مار گزیدہ پیچ و تاب کھایا کرتا ہے - محزون و غمگین کی طرح بکا کر رہے ہین اور فرما رہے ہین - اے دنیا اے دنیا - تو اپنے اہل کی طرف پلٹ جا مجھ سے سروکار نہ رکھ - کیا تو مجھ سے متعرض ہوتی ہے؟ کیا تجھے میرے پاس آنے کا اشتیاق ہے؟ خدا نہ کرے تیرے پہنچنے کا وقت کبھی نزدیک ہو - تیری مراد بہت دور ہے - جا میرے سوا کسی اور کو فریب دے - مجھے تیری حاجت نہین - مین تجھے تین طلاق دے چکا ہون - مین کبھی اس طلاق سے رجوع نہ کرونگا تو مجھ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوچکی ہے - تیری زندگانی کے دن بہت کوتاہ ہین - تیری بزرگی بہت تھوڑی ہے - تیری آرزوئین پست ہین - آہ! یہ زاد راہ کی قلت یہ

انتقام لینے پر سب سے زیادہ قادر ہو۔ سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دیا جائے۔ اور وہ عطا جو سوال کے بعد ہو سخاوت نہیں بلکہ وہ حیا ہے اور لوگوں کی ملامت کے حذر سے واقع ہوئی ہے۔ عقل کے برابر کوئی بے نیازی نہیں۔ جہالت کے برابر کوئی احتیاج نہیں۔ ادب کے مانند کوئی میراث نہیں۔ باہم مشورہ کرنے کے برابر کوئی مددگار نہیں۔ صبر کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ جو چیز طبیعت کو گوارا نہیں اس کے احساس پر صبر کرنا۔ دوسرے وہ چیز جو خوشگوار ہے اس کے حاصل نہ ہونے پر صبر سے کام لینا تونگری عالم سفر میں بھی وطن ہے (امیر کو ہر ایک جگہ وطن کی سی آسائش میسر ہے) اور فقر و فاقہ وطن میں بھی غربت اور عالم مسافرت کے رنگ کھاتا ہے۔ قناعت ایک ایسا مال ہے جو نیست ہونے والا نہیں مال تمام خواہشوں کی بنیاد ہے۔ جو شخص تجھے کسی امر سے ڈرائے وہ اس شخص کی مانند ہے جو تجھے نیکی کی بشارت دے۔ زبان ایک حیوان درندہ ہے جبتک اس کی راہیں خالی نہ کی جائیں گی (اسکے رستوں کی حفاظت نہ کی جائے گی) ضرور گزند پہنچائیگی۔ عورت ایک بچھو ہے جس کا کاٹ کھانا نہایت ہی خوشگوار ہے۔ سفارش کرنے والا حاجتمند کے لئے پروبازو کا کام دیتا ہے۔ دنیا والے ان سواروں کی مانند ہیں جو سفر کرتے ہوئے سو رہے ہوں۔ دوستوں کا مفقود ہو جانا غربت ہے (وطن میں جس شخص کا کوئی دوست ہو اس کے واسطے وطن بھی پرایا شہر ہے) اپنی حاجت اور غرض کا فوت ہو جانا بہ نسبت اس کے نہایت ہی آسان ہے کہ اسے نااہل کے سامنے پیش کیا جائے۔ بخیلوں سے سوال کرنے کی بہ نسبت موت نہایت ہی شیرین ہے۔ تھوڑی سی بخشش و عطا سے شرم نہ کر کیونکہ سائل کو بالکل محروم کر دینا اس قلیل بخشش سے بھی کم مرتبہ ہے۔ محرمات سے بچنا محتاجوں کی زینت ہے اور شکر کرنا تونگروں کی آرائش۔ جب تیری آرزوئیں پوری نہ ہوں۔ تو زمانہ گذشتہ پر نظر کر کے اس خلش میں نہ الجھ کہ اسوقت کسطرح میری تمنائیں پوری ہوتی تھیں (کیونکہ یہ ایک اور صفت کی کدورت حاصل ہوگی) جاہل کو کسی کام میں دیکھو تو یا تو حد سے گذر جائیگا یا اسمیں تقصیر کریگا۔ جب عقل کامل ہو جاتی ہے کلام کم ہو جاتا ہے۔ زمانہ بدنوں کو کہنہ۔ آرزوؤں کو تازہ موت سے نزدیک۔ اور امیدوں سے دور کرتا ہے۔ جس شخص نے دولت زمانہ پر فتح پائی اسے رنج پہنچا اور جسے

داخل کرتا ہے +

جناب بن ارث جو زمانہ جاہلیت میں شمشیر ساز اور تونگر تھا اور اسلام مین آکر فقیر محترم ہو گیا اس کے بارے مین ارشاد فرماتے ہین خداوند عالم جناب پر اپنی رحمت نازل کرے وہ رغبت کے ساتھ اسلام لایا - اس نے بطوع خاطر ہجرت کی - جہاد مین اپنی زندگی کے دن بسر کئے - خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو معاد کو یاد رکھے - یوم حساب کے لئے عمل کرے - بقدر کفاف رزق پر قناعت کرے - اور خداوند عالم کی تقسیم سے خوشنود رہے +

ایک جگہ فرمایا ہے "اگر مومن کے سر پر مین یہ اپنی تلوار اس لئے رکھ دون کہ وہ مجھ سے دشمنی کرے (یہ تلوار دکھا کر اس سے اپنی دشمنی کا طالب ہون) تو ہرگز وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا - اور اگر منافق کے سر پر تمام دنیا کے مال لا دون - اس لئے کہ مجھ سے دوستی رکھے تو کبھی مجھ سے دوستی نہ کرے گا - اور یہ امر اس لئے ہے (میں اس لئے بوثوق کہتا ہون) کہ خداوند تعالیٰ کے علم مین ایسا ہی گزر چکا ہے - اور یہی بات رسول خدا کی زبان پر جاری ہو چکی ہے کہ اے علی مومن تجھ سے دشمنی نہ کرے گا اور منافق تیرا دوست نہ ہوگا +

وہ برائیان جو تجھے نادم اور پشیمان کرتی ہین خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان نیکیون سے بہتر ہین جو تجھے کبر و غرور مین مبتلا کر دین +

آدمی کی قدر و منزلت اسی کی ہمت کے موافق ہوتی ہے - اس کی راست گفتاری بقدر مروت ہے جتنی حمیت ہوگی اتنی ہی شجاعت ہوگی جسقدر غیور ہوگا اسی قدر پاکدامن ہوگا - فتح و فیروزی احتیاط سے حاصل ہوتی ہے - احتیاط فکر و اندیشہ کو جولان کرتی ہے - اور فکر و اندیشہ کے سبب اپنے اسرار پنہان کئے جاتے ہین - کریم کی سطوت سے ڈرو جبکہ وہ بھوکا ہو بخیل اور لئیم کے حملے سے حذر کرو جبکہ وہ شکم سیر ہو - مردون کے دل وحشیون کی مانند ہین جو شخص ان سے محبت کرتا ہے اسی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین - جبتک دولت دنیا تجھے نیک بخت تاہمد کرتی ہے (مال و متاع تیرے پاس ہو) تیرے عیب نگاہون سے پوشیدہ ہین - لوگون مین سے عفو کا سب سے زیادہ سزاوار وہی شخص ہے جو

اور وہ آسائش کسقدر سود مند ہے جس کے سبب سے آتش جہنم سے امن نصیب ہو"۔

آپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہین "اے بیٹا میری چار وصیتین یاد رکھ۔ اگر تو ان وصیتون کو مدنظر رکھکر کوئی بھی کام کریگا تو وہ تجھے ہرگز نقصان نہین پہنچائیگا۔ وہ چار وصیتین یہ ہین سب بے نیازیون سے بڑھی ہوئی بے نیازی عقل ہے (کیونکہ عقلمند کبھی سوال کی ذلت گوارا نہ کریگا) سب احتیاجون سے بڑھی ہوئی احتیاج۔ حماقت اور بے عقلی ہے۔ سب وحشتون سے بڑھی ہوئی وحشت تکبر اور غرور ہے۔ کُل بزرگیون سے بزرگ حُسنِ خلق ہے۔

اے بیٹا! نادان کی دوستی سے پرہیز کر۔ کیونکہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے۔ مگر (نادانی کی وجہ سے) تجھے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ بخیل کی دوستی سے حذر کر کیونکہ جب تجھے اس کی مدد کی احتیاج ہوگی وہ فوراً تیری اعانت سے دست بردار ہو جائیگا۔ فاجر کی دوستی سے ڈرتا رہ کیونکہ وہ ایک تھوڑی سی قیمت کے بدلے تجھے بیچ ڈالے گا (تھوڑی سی لالچ سے تیری دوستی کو خیرباد کہدیگا) کاذب کی دوستی سے بچتے رہنا۔ کیونکہ دروغ گو سراب کی مانند ہے۔ تیرا وہ مطلوب جو تجھ سے دور ہے اسے تیرے نزدیک کرتا ہے اور وہ مطلوب جو قریب ہے اسے بعید کر دیتا ہے۔ جسوقت کہ فرائض اور واجبات کو ضرر پہنچا اسوقت تقرب خداوندی کے لئے امور مستحبہ کا بجا لانا نفع بخش نہین ہوسکتا۔ عاقل کی زبان اس کے قلب کی آڑ مین ہے اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے۔

بروایت دیگر اسی مطلب کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے "احمق کا قلب اس کے منھ مین ہے اور عاقل کی زبان اس کے قلب مین۔

آپنے ایک مریض صحابی سے ارشاد فرمایا "خداوند عالم اس مرض کی شکایت کے سبب سے تیرے گناہون کو محو کردے۔ بیشک مرض کا سوائے اس کے اور کوئی ثواب نہین کہ وہ گناہون کو رفع کردے۔ اور گنہگار کے نامہ اعمال سے گناہون کو اس طرح گرا دے جیسے درختون سے پتے گر پڑتے ہین۔ اور بیشک ثواب اور اجر زبان کے اقرار اور ہاتھ پاؤن کے عمل سے حاصل ہوتا ہے۔ بیشک خداوند عالم اپنے بندون مین سے جس کو چاہتا ہے صدق نیت و حسن سیرت کے سبب سے بہشت مین

حق سے منحرف ہوا۔ بدکرداریاں اس کی نظر مین احسن اور نیک کام اس کی نگاہ مین برے معلوم ہونگے وہ گمراہی کے نشے مین بدمست ہوجائیگا۔ اور جس شخص نے حق کی مخالفت کی اس کے چلنے کا رستہ اس پر دشوار ہوگا۔ اس کے کام مشکلون مین گرفتار ہونگے۔ اور دشواریون سے نکلنے کا مقام اسپر تنگ ہوجائیگا ❖

اب رہا شک اس کی بھی چار شاخین ہین۔ اور انہین شاخون پر اس کی بنا ہے۔ وہ شاخین یہ ہین مجادلہ کرنا۔ خوف کرنا۔ متردد رہنا۔ گردن جھکانا۔ پس جس شخص مین مجادلہ کرنے کی عادت ہوگی اس کے اندوہ والم کی رات کے لئے ہرگز خوشی وخرمی کی صبح نمودار نہ ہوگی۔ اور جس شخص کو سامنے کی چیزین ڈراتین گی وہ اپنے پچھلے پاؤن پر پلٹ جائیگا۔ اور جو شخص شبہ مین گرفتار رہ کر متردد رہیگا شیاطین کے سُم اس کو پامال کردین گے۔ اور جو شخص ہلاکت دنیا و آخرت کے لئے گردن جھکائیگا وہ دنیا و آخرت مین ہلاک ہوجائیگا ❖

نیکی کرنے والا نیکی سے بہتر ہے۔ اور بدکار بدی سے بُرا ہے۔ سخی بن جا مسرف نہ بن۔ اندازہ کے موافق نفقہ دے اور اپنے نفس اور عیال کو تنگی مین گرفتار نہ کر۔ شریف ترین بے نیازی یہ ہے کہ آرزوؤن کو ترک کردیا جائے۔ جو شخص لوگون کی طرف ایسی باتین منسوب کرے جن سے وہ راضی نہون تو اس کی شان مین وہ ایسی ایسی باتین بیان کرین گے جن کا انہین علم نہین (اسے متہم کرین گے) جس شخص نے آرزوؤن کو طول کیا۔ اس نے عمل کو خراب کردیا ❖

جب حضرت شام کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو ولایت انبار کے دہقان آکر قدمبوس ہوگئے تعظیم کے لئے اپنے مرکبون سے اُتر پڑے اور پاپیادہ جلو مین چلنے لگے۔ یہ دیکھکر حضرت نے فرمایا" تم کیون پیادہ پا ہوکر اس طرح چلنے لگے" اُنہون نے عرض کی "تمہارا خلق ہمین مجبور کرتا ہے کہ ہم اپنے امیرون کی تعظیم کرین" یہ سُنکر ارشاد فرمایا" قسم خدا کی اس حرکت سے تمہارے امیرون کو کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ تم اس عادت کے سبب اپنی جانون کو تکلیف مین ڈالتے ہو اور پھر اپنی آخرت مین اس کی وجہ سے بدبخت قرار پاتے جاتے ہو۔ وہ مشقت کسقدر نقصان دہ ہے جس کے پیچھے عذاب ہو

نال دنیا سے پرہیز کیا۔ مصیبتیں اسپر آسان ہوگئیں۔ اور جس شخص نے موت کا انتظار کیا اس نے کار خیر کی بجا آوری میں عجلت کی۔ اب یقین کر لو اس کی بھی چار شاخیں ہیں۔ عقل کی بینائی حکمت کی تاویل و تفسیر آزمائش سے نصیحت حاصل کر۔ اور طریقہ اولین۔ پس جس شخص نے اپنی عقل کو روشن کیا حکمت اس کے واسطے ظاہر ہوگئی۔ اس کا علم و عمل کامل ہوگیا۔ اور جس شخص کے واسطے حکمت ظاہر ہوتی اس نے اپنی آزمائش کو پہچان لیا (سمجھ لیا کہ میں دار امتحان میں ہوں) اور اس سبب سے گویا وہ انبیائے اولین کے زمرے میں شامل ہوگیا +

عادل کے بھی چار شعبے ہیں۔ عقل میں پیرجانا۔ علم کی تہ کو پہنچ جانا۔ حکم کو روشن کرنا۔ علم اور بردباری کو قائم رکھنا۔ پس جس شخص نے عقل و فہم سے کام لیا اس نے علم کی تہ کو پالیا۔ جس نے علم کی تہ کو پالیا اس نے شریعت کے موافق حکم صادر کر دیا۔ اور جس شخص نے علم اختیار کیا وہ اپنے کام میں کوئی تقصیر نہیں کریگا۔ اور لوگوں میں رہکر اس طرح زندگی بسر کریگا کہ سب اس کے مداح رہینگے جہاد کی بھی چار قسمیں ہیں۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر۔ مقام راستی میں راست گوئی سے کام لینا۔ فاسقوں کو دشمن سمجھنا۔ پس جو شخص امر بالمعروف کا قائل ہوا۔ اچھی باتوں کا حکم دیا۔ اس نے مومنین کی کمر مضبوط کر دی۔ اور جس شخص نے منہیات سے نہی کی۔ اس نے فاسقین کی ناک زمین پر گھس دی۔ جس شخص نے مقام صداقت میں سچ بولا اس نے اس حکم کو ادا کر دیا جس کا ادا کرنا اس پر واجب تھا۔ اور جس شخص نے فاسق و فاجر کو دشمن سمجھا اور محض خوشنودی الٰہی کے لئے انپر غضبناک ہوا تو قیامت کے دن خداوند عالم فاسق پر غضبناک ہوتا ہوا اس شخص پر خوشنودی کی نظر ڈالیگا +

علی ہذا کفر چار ستونوں پر قائم ہے اور وہ یہ ہیں۔ کار خدا کو پوشیدہ کرنا۔ حق سے منازعہ کرنا حق سے منحرف ہونا۔ حق سے مخالفت کرنا۔ پس جس شخص نے کار ہائے خداوندی کو پوشیدہ کیا وہ حق کی طرف رجوع نہ ہوگا (بلکہ گمراہی اور ضلالت تک پہنچ جائیگا) اور جس شخص نے جہالت کے ہمراہ ہوکر حق سے مجادلہ کیا وہ ہمیشہ حق کی طرف سے اندھا رہیگا اسے کبھی حق نظر نہ آئیگا۔ اور جو شخص

خداوند عالم اس کا ہاتھ پکڑ کر بلند کر دیتا ہے +

ہیبتناک بادشاہ کی رعیت نقصان اور خسارے کے قریب ہے (کیونکہ عرض حاجت سے اس کا خوف مانع ہوتا ہے) حیا و شرم محتاج محرومیت کے نزدیک ہے (کیونکہ جب سائل سوال کرنے سے شرم کریگا تو اسکی حاجت کیونکر پوری ہوگی لامحالہ محروم رہیگا) فرصت کا زمانہ بادل کے ہوا ہونے کی طرح گذر جاتا ہے لہذا اوقات فرصت مین عمل خیر کی طرف سبقت کرو۔ مسلمانون کے اموال مین ہمارا ایک حق ہے اگر وہ حق ہمین عطا کر دیا جائے تو ہم صاحب قوت ہین ورنہ ہم اونٹ کے پٹھون پر سوار ہین اگرچہ رات کے وقت شکم سیر ہوتے رہین جو شخص اعمال نیک مین سستی کرتا ہے اس کی بزرگی بھی سرعت سے کام نہین لیتی (اسے بزرگی حاصل نہین ہوتی) زبردست گناہون کا کفارہ یہ ہے کہ درماندون کی فریاد کو پہنچین اور غمناک نفوس کو خوشحال و مسرور کردین اے ابن آدم جب تو دیکھے کہ پروردگار عالم پے در پے تجھ پر نعمتین نازل کر رہا ہے تو اس سے خوف کر (مبادا کفران نعمت موجب انتقام ہو) کسی شخص نے محبت و عداوت کو دل مین پوشیدہ نہین کیا مگر یہ کہ وہ اس کی زبان غلطیون اور چہرے کے صفحات مین ظاہر ہو گئی۔ جب تو اپنی عمر سے منھ پھرا رہا ہو اور موت تیرے سامنے موجود ہو تو نہایت ہی جلد تو موت سے ملاقی ہوگا۔ خدا سے خوف کر خوف کر اس نے تیرے گناہون کو اس قدر چھپایا ہے گویا انہین بخش دیا (پھر بھی اگر تو معاصی سے باز نہ آیگا تو حلیم اور بردبار کے غصے کا ٹھکانا نہین) +

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کے اوصاف بیان کیجے۔ فرمایا دو کہ ایمان چار ستونون پر قائم ہے۔ اور چار ستون یہ ہین صبر۔ یقین۔ عدل۔ جہاد۔ اب صبر کی چار شاخین ہین۔ شوق۔ خوف۔ زہد و تقویٰ۔ انتظار اب جو شخص جنت کا مشتاق ہوا اس نے لذت دنیا کو فراموش کر دیا جو کوئی آتش جہنم سے ڈرا اس نے محرمات سے دوری اختیار کی۔ جس نے

سید رضی فرماتے ہین کہ یہ کلام نہایت ہی فصیح اور لطیف واقع ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہمسارا حق نہ دیا جائیگا تو ہم کمزور رہینگے۔ اونٹ کے پٹھون پر سوار ہونے سے اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ شتر سوار کا ایسا ہمردیف اکثر یا غلام ہوتا ہے یا اسیر ۱۲

میں جو اکا اشتیاق رکھیں۔ جب وقت تو دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہو جائے تو اسے اسی امر کے شکر یہ میں معاف کر دے کہ تجھے اس سے انتقام لینے کی قدرت حاصل ہو گئی ٭

جب نعمتوں کے گوشے تم سے ملجائیں۔ تو ناشکرے بن کر منتہائے نعمت کو دور نہ کرو (جب تھوڑی سی نعمت تمہیں حاصل ہو تو انہیں سے زیادہ شکر کرو تا کہ نعمتیں کامل ہو جائیں کیونکہ شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے) جس شخص کی نصرت و مدد سے اس کے عزیز و اقربا نے ہاتھ اُٹھایا اس کی اعانت کے لئے وہ لوگ معین کئے گئے ہیں جو (ملحاظ رشتہ) اس سے بہت دور ہیں ہر ایک بلاؤں میں مبتلا ہو جانیوالا عقوبت رسیدہ نہیں (یہ بات نہیں کہ ہر ایک بلا کسی گناہ کی پاداش میں واقع ہو شاید زیادتی ثواب کے لئے نازل ہوتی ہو) امورات و احکام قضا و قدر کے تابع رہتے ہیں حتیٰ کہ تدابیر میں موت واقع ہو جاتی ہے ٭

جناب رسول اللہ کی ایک حدیث ہے کہ بڑھاپے کی علامت (ریش سفید) کو متغیر کرو۔ (خضاب کرو) اور یہود کے مشابہ نہ ہو جاؤ" اس حدیث کے معنی جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کئے گئے آپنے ارشاد کیا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ فرمان اس وقت نافذ فرمایا تھا جبکہ اہل اسلام نہایت قلیل تھے۔ اور اب تو اسلام کا کمربند وسیع ہے۔ اس نے اپنے سینے کو زمین پر ٹیک دیا ہے بالکل ثابت اور قائم ہے اب ہر ایک با اختیار اور اپنے ارادے کا مالک ہے (خواہ خضاب کرے خواہ نہ کرے کیونکہ اوائل اسلام میں مسلمانوں کی جماعت بہت تھوڑی تھی اور ان میں سے جو سفید ڈاڑھیوں والے تھے وہ نوجوانان کفار سے جہاد کرتے ہوتے ہچکچاتے تھے اور مد مقابل کو بھی شبہ ہونیکا موقعہ مل جاتا تھا لہٰذا خضاب کا حکم صادر فرمایا تا کہ جہاد کے لئے نفع بخش ہے اور اب جب اسلام میں پوری پوری قوت آگئی ہے بہت سے نوجوان جہاد کے لئے موجود ہیں لہٰذا کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک شخص مختار ہے ٭

جس شخص نے اپنی آرزوؤں کی لگام کو ڈھیلا چھوڑ دیا وہ اوندھے منہ اپنی ہلاکت کے غار میں گر پڑا۔ صاحبان مروت کی لغزشوں کو معاف کرو کیونکہ ان میں سے جب کسی کو لغزش ہوتی ہے

ہے؟ قضائے الٰہی پر راضی رہنا! علم وہ مالِ موروث ہے وہ نہایت ہی بزرگ ہے - آدابِ اخلاق نو بنو زیور ہیں - فکر ایک صاف شفاف آئینہ ہے - عقلمند کا سینہ اس کے بھید کا صندوق ہے بشاش اور خوش رو رہنا دوستی کا جال ہے (جسطرح کہ جال میں پرندے پھنس جاتے ہیں اسطرح بشاشت وخوشروئی سے دوستوں کے دل کا شکار کیا جاتا ہے) لوگوں کی مشقتوں کی برداشت کرنا ان کے واسطے تکلیفیں سہنا قبر عیب نقص ہے (جسطرح قبر مردے کی بدحالیوں کو چھپائے رکھتی ہے اسیطرح جب کوئی لوگوں کی خاطر تکلیفیں اٹھائیگا انکی مقصد برآری میں سعی کریگا اس کے عیب بھی پوشیدہ رہیں گے - کوئی انکے اظہار کی جرأت نہ کریگا)

ایک روایت میں دیکھا گیا ہے کہ مندرجہ بالا معنی کو حضرت نے بایں عبارت ذیل بھی فرمایا ہے لوگوں کے ساتھ صلح رکھنا - عیوب کا خیمہ ہے (جسطرح خیمہ اپنے مالک کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح صلح کرنے والے کی صلح اس کے عیوب کو پوشیدہ رکھتی ہے) جو شخص اپنے نفس سے راضی ہو گیا اس پر غضبناک ہونیوالے بہت ہیں (کیونکہ ایسا شخص ضرور اپنے قبائح کو دوسروں کے فضائل پر ترجیح دیگا - اور یہی امر لوگوں کے غیظ وغضب کا باعث ہے) صدقہ دینا ایک نہایت ہی نفع بخش دوا ہے - بندوں کے اعمال جو یہ اپنی دنیا میں بجالا رہے ہیں - بروز قیامت انکی نگاہوں کے سامنے موجود ہیں - اس انسان پر تعجب کرو جو آنکھوں کی چربی سے دیکھتا ہے زبان کے گوشت سے کلام کرتا ہے کانوں کی ہڈیوں سے سنتا ہے - اور ناک کے سوراخ سے سانس لیتا ہے - دنیا جب کسی شخص کی طرف رخ کرتی ہے تو اس کے غیر کی نیکیوں کو اسے عاریۃً بخش دیتی ہے (وہ نیکیاں جو فی الحقیقہ موجود نہیں اسمیں نظر آنے لگتی ہیں مثلاً جاہل ہے اور ہے مالدار تو عالم ہی دکھائی دیگا - لوگ عالم ہی کہینگے - بخیل ہے مگر سخی ہی کہا جائیگا وقس علیٰ ہذا) اور جس شخص سے یہ دنیا رخ پھراتی ہے تو اس کی ان نیکیوں کو بھی برباد کر دیتی ہے جو واقعی اس میں موجود ہیں (عالم ہو مگر پھٹے حالوں سے ہو سو جاہلوں کا ایک جاہل ہے) تم لوگوں کے ساتھ اس طرح طرز معاشرت اختیار کرو کہ اگر تم مرجاؤ تو لوگ (اس حسنِ معاشرت کو یاد کرکے) تم پر آنسو بہائیں - اور اگر زندہ رہو تو تم سے

لوگوں نے رشوت دیکر انہیں احقاق حق پر کمر بستہ کیا لوگون کو باطل کے ساتھ پکڑا انہیں طریقہ باطل پر قائم کیا اور لوگون نے اس باطل کی پیروی کی۔

تمام شد

ملفوظات امیرؑ

کتاب نہج البلاغۃ کے اختتام پر سیّد رضی اعلی اللہ مقامہ نے حضرت امیر المومنینؑ کے چھوٹے چھوٹے نصیحت اور حکمت آمیز جملے۔ سوالون کے مختصر مختصر جواب جمع کردیتے ہین جو یقیناً ناظرین کے لئے ایک اعلی سبق ثابت ہونگے۔

فتنہ و فساد (خلفائے جور) کے زمانے مین دو سالہ بچہ شتر کی مانند ہوجا جسمین نہ تو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اسپر سواری کی جائے۔ نہ پستان ہوتے ہین جن سے دودھ دوہ لیا جائے (اپنے نفس اور مال سے ارباب جور و ستم کی اعانت نہ کر) جس شخص نے طمع کو اپنا وطیرہ بنالیا اس نے اپنے نفس کو ذلیل و خوار کردیا۔ جس شخص نے کسی کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر کی۔ ہاتھ پھیلایا وہ اپنی ذلت و خواری پر خوشنود ہوا۔ جس شخص نے اپنی زبان کو اپنے نفس پر مسلط کردیا اسکے نفس نے اس کی اہانت کی۔ بخل ایک ننگ و عار ہے اور بزدلی ایک نقص۔ مرد عقلمند کو مطالب کے وقت حجّت و دلیل بیان کرنے سے احتیاج گونگا کردیتی ہے۔ فقیر اپنے شہر مین بھی غریب مسافر کی مانند ہے (کوئی اسکا دوست نہین ہوتا) اکتساب علم و ہنر سے باز رہنا ایک مرض ہے صبر شجاعت ہے۔ زہد اور تقویٰ ثروت ہے۔ پرہیزگاری ایک سپر ہے۔ بہترین مصاحبین کیا

ابو موسیٰ اشعری نے حضرت کو اس مقام سے ایک خط لکھا جہاں حضرت علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کا اقرار تھا۔ حضرت نے اس خط کا جواب قم فرمایا جسے سعید بن یحییٰ اموی نے اپنی کتاب مغازی میں درج کیا ہے ٭

بیشک لوگوں میں سے بہت سے لوگ اپنے حصّہ آخرت سے بے بہرہ ہوگئے۔ دنیا کی طرف میل کیا۔ اپنی خواہش نفسانی کے ساتھ باتیں کرنے لگے۔ میں اس کار خلافت کی وجہ سے عجیب منزل میں اُترا ہوں جسمیں ایک ایسی جماعت نے اجتماع کیا ہے جسے ان کے نفوس نے تکبر و غرور میں بھنسا رکھا ہے (میرے اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے حکم مقرر کر رہے ہیں۔ افسوس) بیشک انکے سبب سے اس قرحہ کا معالجہ کرتا ہوں جس کا مجھے خوف ہے کہ وہ اپنی حالت اصلی پر عود نہ کر جائے۔ تو خوب جان لے کہ کوئی شخص اُمّت محمدی کو جمع کرنے انکی محبتوں کے قائم رکھنے پر مجھ سے زیادہ حریص نہیں۔ کیونکہ اس حرص کے سبب سے حسن ثواب اور بزرگی انجام کی اُمید رکھتا ہوں ٭

عنقریب میں وعدہ کو وفا کروں گا جسے میں نے اپنے نفس پر واجب کر لیا ہے۔ اگرچہ تو نیکی سے برگشتہ ہو گیا۔ مجھ سے مفارقت کرکے اس حالت کی طرف جا رہا۔ بیشک اس سے زیادہ شقی اور بدبخت کون ہوگا جو خدا کی عطا کی ہوئی عقل و تجربہ کی منفعت سے محروم رہے میں اس بات سے بہت خشمناک ہوتا ہوں کہ کوئی کہنے والا قول باطل کو زبان پر جاری کرے۔ اور اس بات سے کہ میں کسی ایسے امر کو فاسد کر دوں جسے خداوند عالم نے با صلاح و خیر مقرر کیا ہے۔ اب تو ان احکام کو ترک کر دے جنہیں نہیں جانتا کیونکہ بدکار لوگ اقوال بد کو تیری طرف اُڑا لائیں گے۔ والسلام ٭

جس وقت آپ خلیفہ مقرر ہوئے اسوقت تمام فوج کے افسروں کو یہ فرمان بھیجا "بیشک تم سے پہلے شخصوں کو اسی بات نے ہلاک کیا ہے۔ کہ انہوں نے حق کو لوگوں سے روکا اور

جب اوّل ہی اول آپ سے بیعت کی گئی تو آپنے مدینہ سے معاویہ کو یہ خط لکھا جس کا ذکر واقدی نے کتاب الجمل میں کیا ہے ؂

خدا کے بندے علی امیرالمؤمنین کی طرف معاویہ ابن ابوسفیان کو یہ خط لکھا جاتا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو تمنے خوب جان لیا ہے کہ مین نے تمہارے بارہ مین کیون تساہل سے کام لیا۔ اور کس لئے تم سے اعراض کر رہا (تمھین اپنی بیعت کی تکلیف نہ دی اس کی وجہ یہی تھی کہ اعوان و انصار کی قلت تھی اور ہرگز ہرگز مصلحت کا یہ اقتضا نہ تھا کہ مین تن تنہا اپنی بیعت کا اشتہار دون) حتی کہ وہ چیز ظاہر ہو گئی جس سے چارہ ہی نہین جسے کوئی دفع ہی نہین کر سکتا۔ (عثمان قتل کر دیا گیا) جس کا قصہ طویل ہے کلام کو بہت گنجائش ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ جو گذر گیا گذر گیا۔ اور جو سامنے آیا وہ آیا۔ اب تو ان شخصون سے پہلے جو تیرے سامنے موجود ہین۔ میری بیعت کر اور اپنے مصاحبین کا گروہ ساتھ لیکر میرے پاس چلا آ والسّلام ؂

عبداللہ ابن عباس کو جب بصرے کا حاکم کیا تو یہ وصیت فرمائی "لوگون کو اپنے سامنے آنے اپنی مجلس مین بیٹھنے کی وسعت دے۔ انہین تکالیف شاقہ کا متحمل نہ بنا۔ غیظ و غضب سے حذر کر۔ کیونکہ یہ اپنی مضرت کے لئے ایک فال بد اور شیطان کی شرارت ہے۔ اور خوب جان لے کہ جو کام تجھے خدا سے نزدیک کرتا ہے آتش جہنم سے دور کرتا ہے۔ اور جو کام خدا سے دور کرتا ہے آتش جہنم سے قریب کرتا ہے"

عبداللہ ابن عباس کو جب خوارج سے بحث کرنے کے لئے بھیجا تو یہ وصیت فرمائی "ان سے قرآن کے ساتھ مباحثہ نہ کرنا کیونکہ قرآن توجیہات و تاویلات کثیرہ کا اٹھانے والا ہے تو کسی احتمال کو پیش کریگا وہ کسی احتمال کو پیش کرین گے لیکن ان سے حدیث پیغمبر کے ساتھ بحث کرنا (انہین یہ حدیث یاد دلانا کہ علی سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ کرنا ہے و نیز دیگر احادیث کا ذکر کرنا) کیونکہ انہین احادیث پیغمبر کی طرف سے کبھی خلاصی نصیب ہو گی ؂"

ایک کوفنہ کرنیوالی جنگ تیری طرف پہنچتی جو تیری ہڈیون کو کوٹ کر رکھ دیتی تیرے گوشت کو لاغر کر دیتی - تو خوب جان لے کہ شیطان نے تجھے اس امر سے برگشتہ کر دیا ہے کہ تو اپنے بہترین امور کی طرف رجوع کرے اور ناصح کی بات کو توجہ کے کان سے سنے - والسلام ؛

یہ وہ عہد نامہ ہے جو اہل یمن اور بنی ربیعہ کے درمیان حضرت کے ہاتھ سے تحریر ہوا تھا - اور ہشام ابن کلبی کے خط سے نقل کیا گیا ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

یہ وہ عہد نامہ ہے جسپر اہل یمن اور بنی ربیعہ کے حاضرین جو شہر مین موجود ہین اور غائبین جو صحرا مین مقیم ہین جمع ہوتے ہین - اور عہد اس بات پر ہے کہ یہ لوگ کتاب اللہ پر قائم رہینگے لوگون کو اس کی طرف بلائینگے - اسی کے ساتھ حکم کرینگے - جو شخص اس (کتاب اللہ) کی طرف بلائیگا - اس کے ساتھ حکم دیگا اس کی آواز کو قبول کرینگے کسی قیمت پر اسے فروخت نہ کرینگے (مال دنیوی کے لالچ مین اس سے تجاوز نہ کرینگے) اس کی تبدیلی پر راضی نہ ہونگے - اور یہ بھی عہد ہے - کہ اس شخص کو دور کرنے کے لئے جو کتاب اللہ کی مخالفت کریگا اسے ترک کریگا آپس کی متفقہ قوت سے کام لینگے وقت پر ایک دوسرے کی مدد کرینگے انکی دعوت متحد ہے - کسی عتاب کرنے والے کے عتاب اور کسی غضب کرنے والے کے غضب - کسی جماعت کی دوسری جماعت کو ذلیل کرنے کسی گروہ کے دوسرے گروہ کو گالی دینے کے سبب اپنے اس عہد کو نہ توڑینگے - ان دو نو گروہون (اہل یمن و بنی ربیعہ) کے حاضر و غائب عالم و جاہل اس عہد پر متفق ہوگئے ہین - اور اسی عہد کے سبب خداوند تعالی کا عہد و میثاق بھی ان پر واجب ہو گیا ہے - اور بیشک عہد خداوندی کے بارے مین ضرور باز پرس ہوگی

اس عہد کو علی ابن ابی طالبؑ نے تحریر کیا ہے ؛

اجل پر سبقت کرنیوالا نہین (وقت مقررہ سے پہلے تو مر نہین سکتا) نہ وہ چیز تجھے روزی دی گئی ہے جو تیرے واسطے مقدر نہین - اور خوب جان لے کہ زمانے کے دو دن ہین ایک دن تیرے نفع کے لئے ہے دوسرا مضرت اور نقصان کے واسطے یہ دنیا انتقال کا گھر ہے - جو چیز اس دنیا سے تیرے نفع کے لئے پہنچتی ہے وہ تو تیرے ضعف کی حالت مین بھی پہنچ کر رہے گی (تو اس کے حاصل کرنے مین کتنا ہی ضعف اور سستی سے کام لے مگر وہ برابر پہنچے گی) اور جو چیز تجھے نقصان دینے والی ہے تو اپنی قوت و قدرت سے اسے دفع نہین کر سکتا - (تو اسکے دور کر دینے پر قادر نہین) ٭

معاویہ ابن ابی ابوسفیان کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے "حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ مین تیرے خطوط کا جواب دیتے دیتے تیری تحریرون کو سنتے سنتے پریشان ہو گیا ہون اور البتہ سزاوار ہے کہ مین تیرے بارے مین اپنے اعتقاد کو ضعیف کرون اور تیری شان مین اپنی عقل و فہم کو خاطی سمجھون (باوجودیکہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ تو اپنے جہل پر باقی رہیگا نصیحتین تجھے نفع نہ بخشین گی اور پھر بھی مین تجھے برابر خط لکھ لکھ کر نصیحت کر رہا ہون تو گویا مین اپنے عقل و اعتقاد کو فاسد اور خاطی سمجھ رہا ہون مگر نہین میرا اعتقاد و یقین نظر بعلم امامت عین الیقین ہے اور فقط اتمام حجت کے لئے مین تجھ سے اس طرح پیش آرہا ہون) اور تو جس وقت کہ امورات مختلفہ کو مجھ پر محول کر کے نوشتہ جات میرے پاس بھیجتا ہے تو اسوقت تیری مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو گہری نیند مین گرفتار ہو کر جھپٹے اور پریشان خواب دیکھ رہا ہو - یا وہ حیرت زدہ کھڑا ہونیوالا جسکے قیام نے اسے حیرتوں مین چھوڑ دیا ہوا سے نہ معلوم ہو کہ آگے آنیوالا آیا اسے نفع پہنچائیگا یا نقصان - حالانکہ تو وہ شخص ہے کہ کسی شخص سے تجھے مشابہت نہین دی جا سکتی (ان مکاریون اور گمراہیون مین تو آپ ہی اپنی مثال ہے) ٭

مین خدا کی قسم کھاتا ہون - کہ اگر بعض شخصون کے باقی رہنے کی خواہش ہوتی تو میری طرف سے

سے ملحق نہیں ہوتے - اور ہم اس امر خلافت مین اُمید رکھتے ہین کہ خداوند عالم اسکی دشواریون کو ہمپر آسان کردیگا - اس کے کوہستان کو ہمارے لئے ہموار فرمادیگا - انشاء اللہ تعالےٰ والسلام علیک

منذر ابن جارود کے پاس حضرت نے کچھ اشیا امانت رکھی تھین اسنے خیانت کی تو حضرت نے یہ فرمان اسے رقم فرمایا حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ تیرے باپ کی صلاح و سداد نے مجھے تیری طرف سے فریب دیا - اور مین نے گمان کرلیا کہ تو اسی کے طریقہ کی متابعت کریگا اور اسی کے رستے پر چلیگا - ناگاہ تو خیانت کا مرتکب ہوا - اور اپنے نفس کی خواہشس کی پیروی کو ترک نہین کرتا - اپنی آخرت کے لئے کوئی توشہ راہ باقی نہین رکھا - اپنی آخرت کو خراب کرکے اپنی دنیا کو آباد کر رہا ہے - اپنے دین کو قطع کرکے اپنے اقربا کے ساتھ صلہ رحمی بجالا رہا ہے یہ خبر جو تیری طرف سے مجھے پہنچی ہے اگر سچ ہے تو بیشک تیرے اہل کا شتر اور تیری جوتی کا تسمہ تجھ سے بہتر ہے (بہائم اور جمادات بھی تجھ سے بہتر ہین) اور جو شخص بھی تیری صفت کا ہو ہرگز سزاوار نہین ہے کہ اس کے ساتھ کسی دشمن کا رخنہ بند کیا جائے - یا اس کے سبب سے کوئی حکم جاری کیا جائے یا اس کا مرتبہ بلند کیا جائے - یا اسے کسی امانت مین شریک کیا جائے یا اسے خیانت سے بچایا جائے - (وہ ان امور کی صلاحیت ہی نہین رکھتا) جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو فوراً میرے پاس چلا آ - انشاء اللہ +

مولف کتاب فرماتے ہین کہ یہ منذر ابن جارود وہ شخص ہے جسکی مذمت مین حضرت نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے دائین بائین بہت کثرت کے ساتھ دیکھنے والا ہے - یعنی ناز و انداز کے سبب سے کبھی اپنے دائین طرف دیکھتا ہے کبھی بائین طرف اپنے لباس فاخرہ کو پہنکر فخر کرتا ہے اپنے جوتے کے تسمون پر گرد نہین پڑنے دیتا نہایت ہی تبختر کے ساتھ چہل قدمی کرتا ہے +

عبد اللہ ابن عباس کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ تو اپنی

(ہر طرح کے وعدہ و وعید سے اسے خواہشات سے باز رکھتے ہوئے عبادت خدا کی طرف لے آ) اسکے ساتھ خاطر و مدارات سے پیش آ۔ (عبادت الٰہی میں اسے حد سے زیادہ تکلیف نہ دے) اسے تکالیف شاقہ کے سبب سے مقہور نہ کر۔ اسے معاف اور خوشوقت کرتا رہ مگر وہ واجبات جو تجھ پر واجب کر دئے گئے ہین۔ جن کا ادا کرنا تجھ پر فرض ہے۔ انکے ادا کرنے مین اس کی خوشی اور معافی کو مدنظر نہ رکھ۔ اس کی حفاظت کرتا رہ۔ اور خبردار رہ مبادا موت تجھ پر نازل ہوجائے اور تو طلب دنیا کے سبب سے اپنے پروردگار کی رحمت سے بھاگ رہا ہو۔ فاسقون کی مصاحبت سے پرہیز کر۔ کیونکہ شرارت شرارت کے ساتھ ملحق ہے (خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے) خداوند عالم کی تعظیم و توقیر کر۔ اس کے دوستون کو دوست رکھ۔ غیظ و غضب سے حذر کر کیونکہ یہ شیطانی لشکرون مین سے ایک عظیم الشان لشکر ہے۔ والسّلام ✣

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

سہل ابن حنیف انصاری جو آپکی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ اسے آپنے یہ نامہ اہل مدینہ کے اس گروہ کے بارہ مین تحریر فرمایا ہے جو معاویہ کی سپاہ سے جا ملے تھے " حمد و نعت کے بعد معلوم ہو مجھے خبر ملی ہے کہ چند نفر تیرے پاس سے معاویہ کے لشکر مین چلے گئے ہین۔ اب تو اسپر کوئی تاسف نہ کر کہ انکی تعداد فوت ہوگئی اور انکی امداد و کمک میرے پاس سے جاتی رہی کیونکہ انکا چلا جانا ہی انکی گمراہی کے لئے کافی ہے۔ انکی شرارتون سے خلاصی تیرے واسطے یہی ہے۔ کہ وہ راہ راست و حق سے فرار کر گئے۔ اور نادانی و بے بصیرتی کی طرف نہایت سرعت سے روانہ ہوگئے۔ یہ لوگ اہل دنیا ہین۔ دنیا کی ہی طرف رخ کرتے ہین دنیا کی ہی طرف دوڑ رہے ہین۔ حالانکہ حق کو پہچان لیا تھا۔ اسے دیکھ لیا تھا اسے سن لیا تھا۔ حفظ کر لیا تھا۔ اور خوب جان لیا تھا کہ لوگ امر حق مین ہمارے نزدیک مساوی اور برابر ہین۔ لہذا بھاگ نکلے اور سمجھ لیا تھا کہ ہمین وہان دوسرے سے زیادہ بخشش و عطا مین حصہ نصیب ہوگا۔ خدا کرے یہ ثواب سے دور رہین یہ عذاب کی طرف ہنکاتے جاتین۔ خدا کی قسم یہ لوگ کسی جور و ستم سے کوچ کر کے کسی عدل و انصاف

غصّہ کو ضبط کر۔ غیظ وغضب کے وقت حلم اور بُردباری سے کام لے۔ جب تجھے انتقام لینے پر قدرت
حاصل ہو تو گناہ سے درگذر کر۔ اس دولت سے آنکھ بند کرلے جو آخرکار تیرے ہی واسطے ہے
(تیری ارث ہے) شکرگذاری کے ساتھ ہر ایک نعمت کی جو خداوند عالم نے ازروئے انعام تجھ پر نازل
فرمائی ہے اصلاح کرلے۔ اور کفران نعمت کے سبب سے ان نعمتہائے خداوندی کو جو تیرے پاس موجود
ہین ضائع نہ کر۔ اور سزاوار ہے۔ کہ تجھ سے یہ امر ظاہر ہو کہ تو انعام الٰہی کو اچھے مصرف مین صرف
کر رہا ہے۔ اور خوب جان لے کہ مومنین مین افضل وہی ہے جو اپنے نفس اور مال کی جانب سے
(ازروئے عبادت و انفاق) آخرت کی طرف توشہ بھیج رہا ہے۔ حقیقۃً جو اعمال خیر تو نے آخرت
کے لئے روانہ کئے ہین وہ باقی رہین گے اور آخرت مین انکا ذخیرہ باقی رہے گا اور دار و مال
دنیا مین سے جو کچھ تو نے پس انداز کیا ہے۔ اس کی بہتری و بہبودی تیرے غیر (وارثون) کے
لئے ہوگی (پھر تجھے اس سے کیا فائدہ) ہر ایک سُست اعتقاد اور بدکردار کی مصاحبت سے پرہیز
کر۔ کیونکہ انسان اپنے مصاحب کے ساتھ آزمایا جاتا ہے (اگر مصاحب اچھا ہوگا تو اسے بھی
نیک سمجھین گے اور اگر برا ہے تو اسے بھی برا خیال کرین گے) بڑے بڑے شہرون مین سکونت اختیار
کر کیونکہ یہ شہر مسلمانون کی جمعیت کے محل ہین۔ ان منزلون سے حذر کرتا رہ۔ جہان خدا کی
یاد سے غافل رہنا پڑتا ہے۔ جہان جور و جفا کی جھلک ہے۔ جہان خدا کی اطاعت پر مدد کرنیوالے
بہت قلیل ہین۔ اپنی رائے اور تدبیر اسی کام کیلئے وقف کردے جو تیرا ضروری کام ہے۔ بازاری نشستگاہون مین بیٹھنے سے پرہیز کر
کیونکہ یہ نشستگاہین شیطان کے حاضر ہونے اور ظہور فتنہ و فسادات کے مقام ہین۔ اس شخص کے
حالات کا کثرت کے ساتھ ملاحظہ کرتا رہ جس سے تو مال و منال مین بڑھا ہوا ہے کیونکہ اپنے
سے پست حال لوگون کا مشاہدہ کرنا شکر کرنے کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہے جمعہ کے
دن سفر نہ کر جبتک کہ تو نماز جمعہ مین حاضر ہو جائے۔ مگر یہ کہ جہاد راہ خدا مین باہر گیا ہوا ہو۔ یا
کسی ایسے کام کے لئے جانا مد نظر ہو جسمین تو بالکل معذور ہو اپنے تمام امورات مین خدا کی اطاعت
کر۔ کیونکہ خدا کی اطاعت اپنے ہر ایک غیر سے افضل ہے عبادت کرنے مین اپنے نفس کو فریب دے

اور نازک معلوم ہو مگر اس کا زہر بالکل قاتل ہو۔ پس آسائش دنیوی کی قلت کے سبب سے وہ چیز جو تجھے خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ اس سے روگردانی کر۔ آلام دنیوی کو اپنے نفس سے دور کردے۔ کیونکہ تو نے اس کے فراق کا یقین کر لیا ہے۔ اس دنیا سے مانوس ہونے کے بدلے اس سے حذر کرتا رہ۔ کیونکہ صاحب دنیا جسوقت کہ عیش و سرور میں پڑکر مطمئن ہو گیا اسیوقت دنیا نے اسے محذورات و مکروہات میں مبتلا کردیا۔

حارث ہمدانی کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے "قرآن کی حبل المتین سے تمسک کر اس سے نصیحت حاصل کر اس کے حلال کو حلال کر اور اس کے حرام کو حرام جو حق (انبیا) گذر گئے ہیں انکی تصدیق کر۔ دنیا کا حصہ جو کچھ گذر گیا ہے۔ اس سے عبرت حاصل کر اس کے باقی رہنے والے حصہ کو بھی ویسا ہی سمجھ کیونکہ اس دنیا کے حصے آپس میں مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کا آخری حصہ اول حصے سے لاحق ہونیوالا ہے۔ یہ تمام دنیا متغیر ہونیوالی اور مفارقت کرنے والی خدا کے نام کو اس بات سے بہت بزرگ سمجھ کہ تو اس کا ہر ایک قسم میں ذکر کیا کرے (ہمیشہ خدا کی قسم کھایا کرے) ہاں اگر وہ قسم راست اور حق ہو تو مضائقہ نہیں موت۔ اور جو کچھ موت کے بعد واقع ہونیوالا ہے اسے اکثر یاد کیا کر۔ شرط محکم کے بغیر موت کی تمنا نہ کر (اور شرط محکم عبادت خداوندی ہے) اور ہر ایک اس عمل سے حذر کر جسکا صاحب اس سے راضی ہوا اور عام لوگوں کے لئے اسے پسند نہ کرے (اپنے ہی نفس کے واسطے اسے جائز سمجھے) ہر ایک اس عمل سے پرہیز کر جسے پوشیدہ طور پر بجالایا جائے۔ اور علانیہ طریقہ پر اس سے حیا کی جائے۔ ہر ایک اس عمل سے خوف کرتا رہ کہ جب اس کے صاحب سے اس عمل کی بابت سوال کیا جائے تو وہ یا تو انکار کرے یا کوئی نہ کوئی عذر پیش کرے۔ اپنی گفتار کو۔ اقوال مردم کے تیروں کا نشانہ نہ بنا۔ اور ہر ایک وہ بات جو تو نے سنی ہے اسے لوگوں سے بیان نہ کر۔ کیونکہ یہ امر تجھے جھوٹ سے بچائے گا ہر ایک بات کی جو لوگ تجھ سے بیان کریں تردید نہ کر کیونکہ یہ امر تجھے جہالت سے محفوظ رکھے گا

اور تو اس امر (بیعت) سے منع کر دیا جائیگا - جو آج کے دن تجھ سے قبول کیا جا رہا ہے (پھر تیری بیعت و اطاعت پر نظر نہ کیجائیگی) والسلام ✦

[illegible]

قثم ابن عباس کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے جو آپکی طرف سے مکہ کے حاکم تھے " حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ ادائے حج کو لوگون کے لئے قائم رکھ - اور انہین خدا کے انعام و عذاب کے دنون کی یاد دلاتا رہ - صبح و شام انکی ہدایت کے واسطے اجلاس کر - طالبان فتویٰ کو فتویٰ دے - ناوان کو تعلیم کر - عالم کے ساتھ مذاکرہ کر - لوگونکی طرف جانے کے لئے تیرا قاصد تیری زبان ہو - اپنے نفس کے سوا کسی کو دربان نہ مقرر کر - کسی صاحب حاجت کو اس حاجت کے سبب سے اپنی ملاقات سے محروم نہ کر - کیونکہ اگر ابتدا ہی مین وہ سائل تیرے دروازے سے نکال دیا گیا پھر اگر تو اس کی حاجت پوری بھی کر دیگا تو بھی تجھے نیکی کے ساتھ یاد نہین کیا جائیگا ✦

خدا کا مال جو تیرے پاس جمع ہوا ہے اسپر نظر کر - صاحبان عیال اور بھوکے لوگ جو تیرے سامنے موجود ہین اس مال کو انپر تقسیم کر دے - اس مال کو فقر و احتیاج کے مقامات مین پہنچا - اور جو کچھ اس مصرف سے زیادہ ہو - اسے ہمارے پاس بھیجدے - تاکہ اس مال کو ہم ان لوگون پر تقسیم کر دین جو ہماری نگاہون مین موجود ہین - اور اہل مکہ کو حکم دیدے کہ وہ مکہ مین رہنے والون سے کسی قسم کا محصول یا اُجرت نہ لین کیونکہ حسب فرمانِ خداوند جلیل مکہ مین عاکف و بادی برابر ہین عاکف سے مراد وہ ہین جو یہین کے رہنے والے ہون اور بادی وہ لوگ ہین جو یہان رہنے کا قصد کرین - اور یہان کے قدیمی باشندے نہ ہون - خداوند عالم ہمین اور تمہین اپنی محبتون کی توفیق دے والسلام ✦

[illegible]

اپنی خلافت سے پہلے حضرت نے یہ خط سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا ہے - " حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ بیشک دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو ہاتھ لگانے سے تو نہایت ہی نرم

معاویہ نے ایک خط لکھ کر استدعا کی کہ آپ اپنے بعد مجھے ولیعہد کر لیجے اس کے جواب میں حضرت نے بہ تحریر فرمایا" نزدیک ہے کہ تو امورات کا مشاہدہ کر کے ایک گہری نظر سے نفع حاصل کرے (قریب ہے کہ مشاہدۂ امورات سے تجھے میری خلافت کی حقیقت کا علم ہو جاتے) بیشک تو نے اپنے باطل دعووں میں اپنے اسلاف کی رفتار اختیار کی ہے - انہیں کی طرح فریب اور دروغ میں داخل ہو رہا ہے - حق سے فرار کرتے ہوتے اس چیز کا انکار کرتے ہوئے جو تیرے گوشت اور خون سے زیادہ تجھ سے چسپاں ہے جسے تیرے کانوں نے سُنا ہے جس سے تیرا سینہ بھرا ہوا ہے (جو نفس خلافت حقہ ہے) اس شے کا اپنے لئے بندوبست کر رہا ہے جو تیرے حوصلے سے زیادہ ہے اور اس شے کو لے جا رہا ہے جو تیرے غیر کے واسطے جمع کی گئی ہے - پھر اب یقین بر حق کے بعد گمراہی اور بیان کے بعد تلبیس کے سوا اور کیا چیز ہے - (اس یقین اور بیان کے حاصل کرنے کے بعد بھی جو تو حیلے حوالوں سے کام لے رہا ہے تو اسے گمراہی اور تلبیس کے سوا اور کچھ نہیں جان سکتا) پس اب تو شبہہ سے پرہیز کر اور اس شبہہ کے اپنی تلبیسات پر مشتمل ہو جانے سے حذر کرتا رہ - کیونکہ فتنہ و فساد نے عرصہ سے اپنے لباس کو لٹکا دیا ہے (وہ مدت سے ظاہر ہو گیا ہے) اور اس کی تاریکیوں نے آنکھوں کو ڈھانک لیا ہے مجھے تیرا خط پہنچا جس میں تیری مختلف تقریریں درج ہیں جن سے صلح کی اُمید نہیں پڑتی اور ایسے ایسے فسانے تحریر ہیں جن سے ذرا بھی تیرا علم و حلم ظاہر نہیں ہوتا - تو نے ان اقوال کی بدولت ایسے شخص کی مانند جیسج کی ہے جو زمین نرم بے ثبات (دلدل) میں اُترا چلا جا رہا ہو - اور زمینہاتے تاریک کے نیچے جا کر مخبوط الحواس ہو گیا ہو - اور پھر تو نے ایسے منظروں پر ترقی کی ہے - جو دور از مقصود نہایت بعید الاعلام ہیں - عقاب بلند پرواز کی پرواز بھی وہاں تک رسائی حاصل کرنے سے کوتاہ ہے - اور ایسے منظر ہیں جو ستارۂ عیوق کے برابر واقع ہوتے ہیں +

معاذ اللہ کہ تو میرے بعد مسلمانوں کا حاکم ہو - یا میں تیرے لئے کسی مسلمان پر عہد و پیمان (بیعت) جاری کروں - پس اسوقت تو اپنے نفس کا تدارک کر اسے نگاہ میں رکھ - اگر تو نے اس میں تقصیر کی اور بندگان خدا تیرے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہوئے تو کشائش امور کے دروازے تجھ پر بند ہو جائیں گے

ایسا امر ہے تو تیری عقل سے غائب اور پنہان ہے۔ پس تجھ پر کوئی خوف نہین اور نہ اس امر مین تیرے سامنے عذر خواہی کی ضرورت ہے (تو قابلِ جواب ہی نہین) پھر تو نے یہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ تو مہاجرین و انصار کے درمیان رہ کر (اپنے آپ کو مہاجرین و انصار مین سے سمجھ کر) مجھ سے ملاقات کرے حالانکہ جس دن سے تیرا بھائی قید ہوا ہجرت منقطع ہو گئی (ہجرت کا شرف تجھ مین باقی نہین) اب اگر تو تعجیل کر رہا ہے۔ تو اپنی رفاہیت پر نظر کر کے آہستہ روی اختیار کر۔ بیشک اگر مین تیری ملاقات (تجھ سے جنگ کرنے) کا ارادہ کرون تو پروردگار عالم نے مجھے تجھ سے انتقام لینے پر مبعوث کیا ہے اور اگر تو میری ملاقات کا قصد کرے تو یہ امر بالکل اس کی مثال ہے جیسا کہ قبیلہ بنی اسد کے بھائی نے کہا ہے کہ یہ لوگ (بنی اسد) گرمی کی گرم ہواؤن کی طرف رخ کر رہے ہین۔ جو گرد ہون اور سنگین پہاڑون کے درمیان انپر سنگریزون کی بوچھاڑ کر رہی ہے"۔ اے معاویہ خوب جان کہ میرے پاس وہی تلوار ہے کہ مقام احد (بدر) مین تیرے جد (ربیعہ) تیرے خالو (عتبہ) اور تیرے بھائی (حنظلہ) کو جس کا مزا مین نے چکھا دیا ہے ٭

قسم خدا کی مین جو کچھ جانتا ہون وہ یہ ہے کہ تیرے دل پہ غلاف چڑھا ہوا ہے اور تیری عقل کے دل پر پردے پڑے ہوتے ہین۔ اور یہ قول نہایت ہی مناسب ہے تو خلافت کی سیڑھی پر چڑھ گیا ہے جو تجھے بدحالیون کے مطلع پر ظاہر کریگی۔ اس (خلافت) مین تجھے کچھ بھی نفع نہین۔ کیونکہ تو نے ایک ایسے امر کو طلب کیا ہے جسکا تو ہرگز ہرگز اہل نہین۔ نہ تو اس کے معدن مین ہے۔ پس اب تیرا قول تیرے فعل سے کسقدر بعید ہے۔ اور اپنے چچاؤن اور خالوؤن کی مشابہت سے کسقدر قریب ہے جنہین شقاوت اور آرزوئے باطل نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے انکار پر بار کر دیا لہذا وہ انکی قتلگاہون مین ایسے مقام پر ڈالدئے گئے جسے تو خوب جانتا ہے۔ تو قاتلان عثمان کے بارے مین بہت اصرار کر رہا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے تو بیعت کر جیسا کہ تمام لوگون نے بیعت کی ہے پھر اس گروہ کو محاکمہ کے لئے میرے پاس لانا کہ انہین اور تجھے حکم کتاب خدا پر حمل کرون۔ لیکن وہ فریب جس کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کہ بچے کو پہلے پہل دودھ چھڑانے وقت فریب دیا کرتے ہین ٭

امور منتظمہ باطل اور مختل ہو جاتین) اور حتی کہ تو اپنی نشست سے تعجیل کرے اور اپنے سامنے کی چیز (عقوبت دنیا) سے اس طرح خوف کرے جیسا کہ تو اپنے پس پشت (عذاب آخرت) سے ترسناک ہے ؞

اصحاب جمل کا یہ فتنہ جیسا کہ تو گمان کرتا ہے آسان نہین بلکہ یہ ایک حادثہ عظیم ہے کہ جسکی مصیبتون کے اونٹ پر سوار ہونا چاہتے۔ اس کی دشواریون کو آسان کرنا چاہتے اس کے ناہموار کوہستان کو ہموار بنا دینا چاہتے اب تو اچھی طرح سمجھ لے اپنے کام کا مالک ہو جا جہاد مین سے اپنا حصہ حاصل کر۔ پس اگر تو جہاد کو مکروہ سمجھتا ہے تو دور ہو جا اور ایسی جگہ چلا جا جہان بالکل وسعت نہین اور نجات و رستگاری ذرا بھی اس مین نہین پس ضرور ہے کہ اس جہاد کی کلفت سے تیری کفایت کی جائے۔ حالانکہ تو غافل ہے تاکہ نہ کہا جائے کہ فلان شخص کہان ہے (تیری طرف سے بالکل مایوسی ہو جائے) اور قسم خدا کی حقیقۃً یہ جہاد بالکل حق ہے۔ اور امام و خلیفہ برحق کے ساتھ رہ کر واجب ہے۔ ملحد اور دین اسلام سے عدول کرنے والے جو کام کرتے ہین ان سے اسے بالکل خوف نہین والسلام ؞

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ کے جواب مین حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے "حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جیسا کہ تو نے ذکر کیا ہے ہم اور تم قبل از اسلام ایک ہی الفت اور اجتماع کے طریقہ پر تھے پس بروز گذشتہ اسلام نے ہمین اور تمھین جدا کر دیا کہ ہم ایمان لائے اور تم نے کفر اختیار کیا۔ اور آج کے دن (بعد رحلت پیغمبرؐ) ہم دین پر قائم رہے اور تم نے فتنہ و فساد کیا۔ حالانکہ تم مین سے کوئی مسلمان اسلام نہین لایا مگر بالکراہتہ اور بعد اس امر کے کہ اسلام کی ناک (بزرگان اسلام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے مددگار رہے ؞

تو نے ذکر کیا ہے کہ مین نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا۔ عائشہ کو دور کر دیا اور مدینہ و مکہ کے درمیان اقامت کی (حرمین شریفین سے دور ہو گیا) مگر ان سب باتون کی حکمت ایک

تمہین جمع نہ کرنا۔ ترغیب دینا۔ جب تم انکار کرتے اور جہاد کو تاخیر مین ڈالتے تو مین تمہین چھوڑ دیتا کیا تم اپنے اطراف پر نگاہ نہین کرتے۔ جو شکستہ ہو گئے ہین۔ کیا تم اپنے شہرون کو نہین دیکھتے جنہین دشمن نے فتح کر لیا ہے۔ تم اپنے ممالک پر نظر نہین ڈالتے جو تم سے منع کر دئے گئے ہین (جنپر قبضہ تمہین میسر نہین آتا) تم اپنی ولایات کو نہین دیکھتے جنپر لڑائی کی گئی ہے۔ خدا تمپر رحمت کرے۔ اپنے دشمن سے جنگ کرنے کیلئے کوچ کرو۔ زمین کی سیر کرنے مین سستی سے کام نہ لو مبادا نقصان کے ساتھ ثابت ہو جاؤ (تمہین نقصان پہنچے) اور ذلت و خواری کے ساتھ واپس آؤ۔ تمہارا نصیبہ پست ہو جائے۔ بیشک جنگ کا بھائی (جنگ آزما) وہی شخص ہے جو بیدار اور ہوشیار رہے۔ اور جو شخص کہ سو گیا تو دشمن اس سے غافل نہ رہیگا۔

ہشتاد و سوم

ابو موسیٰ اشعری حضرت کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا۔ جب کوفے والون کو حضرت نے جمل والون سے لڑنے کے لئے طلب کیا تو معلوم ہوا کہ ابو موسیٰ مذکور انہین حضرت کی طرف آنے سے تاخیر مین ڈال رہا ہے۔ یہ سُنکر حضرت نے اسے یہ نامہ تحریر فرمایا "یہ خط خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے عبد اللہ بن قیس کے نام ہے۔ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ مجھے ایک بات تیری طرف سے معلوم ہوتی ہے جو تیرے نفع کی بھی ہے اور تیرے ضرر پر بھی شامل ہے (کیونکہ اس نے اہل کوفہ سے یہ کہا تہا کہ علی امام راہنما ہے اس کی بیعت صحیح ہے لیکن اس کے ساتھ ہو کر اہل کوفہ سے جنگ کرنا جایز نہین) پس اب جس وقت کہ میرا پیغام تیرے پاس پہنچے تو اپنے دامن کو بلند کرلے اور اپنے زیر جامہ کا بند سخت باندہ لے۔ اپنے سوراخ سے باہر نکل آ۔ اور اس شخص کو بلالے جو تجھ سے متفق ہے۔ اب اگر تو میری اطاعت پر ثابت قایم رہے تو میری طرف حرکت کر۔ اگر تو نے میری اطاعت مین تاخیر کی تو مجھ سے دور ہو جا قسم خدا کی تو جہان بھی ہوگا وہین سے تجھے نکال لیا جائیگا۔ تجھے ہرگز نہین چھوڑا جائیگا حتیٰ کہ تیرا دودہ روغن کے ساتھ اور تیرا انگھلا ہوا خشک کے ساتھ مخلوط ہو جائے۔ (تیرے

ہین۔ اسوقت سبب مجھے خوف ہوا کہ اگر اسوقت اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کرونگا تو بیشک مین اس مین رخنے دیکھونگا یا اس کی خرابیان میری نظرون کے سامنے موجود ہونگی۔ اور یہ مصیبت میری حکومت وولایت کے گم ہوجانے کی مصیبت سے بھی زیادہ ہوگی۔ اور یہ حکومت وولایت تو ایسی تھی جو چند روز سے زیادہ قائم نہین رہ سکتی۔ وہ ایک سراب کی مانند زائل ہونے والی اور بادل کی طرح منتشر ہونے والی ہے۔ پس مین ان حوادثات مین کھڑا ہوا حتی کہ باطل زائل اور مضمحل ہوا۔ دین کو اطمینان میسر آیا۔ اس کا اضطراب جاتا رہا۔ اسی مکتوب کا یہ بھی ایک حصہ ہے۔ قسم خدا کی اگر مین ان سے ملاقات کرون حالانکہ تمام مین ان سے بھری ہوئی ہو تو مجھے کچھ خوف نہ ہوگا نہ کسی قسم کی وحشت لاحق ہوگی۔ انکی وہ ضلالتین جنمین یہ گرفتار ہین۔ اور وہ ہدایتین جن پر مین قائم ہون۔ بیشک مین ان دونو باتون کو اپنے نفس کی جانب سے دیکھ رہا ہون مجھے اپنے پروردگار کی توفیق سے انکا یقین حاصل ہے اور مین خداوند تعالی کی ملاقات کا مشتاق ہون۔ اس کے حسن ثواب کا منتظر ہون امیدوار ہون لیکن مین اس امر سے نہایت ہی اندوہناک ہون کہ سفہا و فجار اُمت کے حاکم و والی ہوین وہ خدا کے مال پر جو دست بدست انہین پہنچا ہے متصرف ہون۔ بندگان خدا کو اپنا غلام بنا لین۔ نیکوکارون سے جنگ کرین اور فاسقین سے دوستی اختیار کرین +

بعض انمین سے ایسے ہین جنہون نے تمہارے درمیان شراب حرام کو نوش کیا۔ اور فی حد الاسلام جاری کرنے کے لئے اسے تازیانے لگائے گئے (وہ مغیرہ تھا جو عمر کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا جس نے شراب پی کر نماز پڑھائی اور اس پر حد جاری کی گئی اور عتبہ ابن ابوسفیان کو بھی اسی جرم مین تازیانے مارے گئے) اور بعض ان مین سے ایسے تھے جو اسلام نہین لاتے تھے حتی کہ انہین اسلام لانے کے لئے بطور رشوت رضیخہ دیا گیا (جو زکوٰۃ کا ایک حصہ ہے اور کفار کی تالیف قلوب کے لئے دیا جاتا ہے اس قسم مین ابوسفیان اور معاویہ داخل تھے) پس اگر یہ فساق و فجار حاکم مقرر نہ کئے جاتے تو مین تمہین کثرت کے ساتھ جہاد کی تحریص نہ کرتا۔ تمہین سرزنش نہ کرتا

جس کام پر وہ مامور ہین اس کی تحصیل مین مشقت اُٹھانا یہ ایک عجز ہے جو موجود ہے اور ایک رائے ہے جو سخت فاسد ہے - تیرا اہل قرقیسیا پر چڑھائی کرنا انکے قتل و غارت مین مشغول ہونا اور ان مقامات کو خالی چھوڑ دینا جنپر تو حاکم مقرر کیا گیا ہے - ایسی حالتمین کہ نہ ان مقامات مین کوئی ایسا شخص ہے جو دشمن کو روک سکے نہ کوئی لشکر موجود ہے جو دشمن کی سپاہ کا مقابلہ کرکے اسے واپس کر سکے - بیشک یہ ایک تدبیر ہے - جو بالکل پراگندہ ہے - تو دشمنون کے لئے ایک پُل بن گیا کہ وہ اسپر سے عبور کرتے ہوئے تیرے دوستون کو غارت کر دین (کیونکہ دشمن کو کنار فرات سے عبور کرنے سے نہین روکتا) حالانکہ نہ تیرے شانے قوی ہین نہ تجھے کوئی سطوت و شوکت حاصل ہے - نہ کسی رخنہ کو بند کر سکتا ہے - نہ دشمن کی شوکت کو توڑ سکتا ہے - نہ اہل شہر سے بے نیاز ہے نہ اپنے امیر و بزرگ کی اپنی حکومت مین کفایت اور مدد کر سکتا ہے ‘‘

مکتوب [illegible] علیہ السلام

جب آپنے مالک اشتر کو مصر کا حاکم مقرر فرمایا تو اسی کے ہاتھ اہل مصر کو یہ خط بھیجا ’’حمد خدا و نعت رسول کے بعد معلوم ہو کہ پروردگار عالم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اہل عالم کے ڈرانے اور پیغمبرون کی شہادت دینے کے لئے مبعوث فرمایا - جب آپکا انتقال ہوگیا تو آپکے بعد مسلمانون نے امر خلافت مین تنازعہ کیا - قسم خدا کی ہرگز میرے دل مین یہ بات نہ تھی مجھے اس کا سان گمان بھی نہ تھا - کہ اہل عرب اس امر خلافت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے بعد آپکے اہل بیت سے زائل کر دینگے - نہ مجھے یہ خیال تھا کہ حضرت کے بعد مجھ سے اس خلافت کو دور کر دینگے - پس اب مجھے کسی چیز نے اس سے زیادہ اندوہناک نہین کیا کہ لوگ فلان شخص (ابوبکر) کے گرد جمع ہوکر اسکی بیعت کرنے لگے - مین نے اپنے دست تصرف کو روکے رکھا حتی کہ مین نے دیکھا کہ لوگ مرتد ہوکر اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہین اور لوگون کو دین محمدی کے مٹا دینے کے لئے بلا رہے

حضرت نے ان سرداروں کو یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے جن کا لورعمل سپاہ کو پامال کر رہا تھا ۔ خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے عاملانِ شہر اور ان لوگوں کو یہ خط لکھا جاتا ہے جو خراج کے جمع کرنے والے ہین اور جن کے ساتھ لشکر سفر کر رہا ہے ۔ خدا و رسول کی حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ مین نے ان سپاہیون کو حرکت دی ہے جو تمہارے ساتھ گذر کرین گے انشاء اللہ تعالیٰ اور بیشک مین نے انہین وصیت کر دی ہے کہ اذیتون سے باز رہین ۔ لوگون سے فتنہ و فساد کو ہٹاتے رکھین جو خداوند تعالیٰ نے ان پر واجب کر دیا ہے ۔ مین اس بات سے سخت بیزار ہون کہ یہ سپاہی تمہین یا اہل ذمہ کفار کو اذیت پہنچاتین مگر ہان مضطر کر دینے والی گرسنگی سے وہ بھی لاچار ہین جبکہ کوئی رستہ ہی انہین پیٹ بھرنے کا حاصل نہ ہو (جب بھوک سے بیقرار ہونگے تو خواہ مخواہ کبھی اذیت دینے پر کمر باندھین گے) وہ شخص جسپر یہ ظلم کرتے ہین ۔ اسے ان کے ظلم سے تم دور رکھو اپنے بیعقلی کے ہاتھون کو ان کے معارضہ سے ہٹا لو ۔ اور اس چیز کے بارے مین جسے مین نے ان سے مستثنیٰ کر دیا ہے ہرگز ہرگز ان سے تعرض نہ کرو ۔ مین ان سپاہیون کے پس پشت موجود ہون ۔ تم اپنے مظالم کو ان سے اٹھا لو ۔ میری طرف رجوع کرو (اگر یہ قابل سزا ہونگے تو مین خود سزا دے لونگا) انکے امور جو تمہین مغلوب کر رہے ہین میرے سامنے پیش کرو ۔ تم خدا کی مدد اور میری معاونت کے بغیر اس غلبہ کو دفع کرنے کی طاقت نہین رکھتے ۔ اور مین اسے متغیر کر سکتا ہون انشاء اللہ تعالیٰ ؎

کمیل ابن زیاد نخعی حضرت کی طرف سے قریہ ہیت کا حاکم تھا جو کنارہ فرات پر واقع ہے وہ ادھر سے گذرنے والے دشمن کے لشکرون اور غارت گرون سے بالکل تعرض نہ کرتا تھا لہذا حضرت اس کی معزولی کا حکم صادر فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہین "حمد خدا و نعت رسول کے بعد معلوم ہو کہ جس کام کا اختیار آدمی کو دیا گیا ہے ۔ اس کا ضائع کرنا اور

وقت کامل الاعتقاد ہو گیا - وہ ایسا شخص ہے جسے خداوند عالم نے ہلاکت سے رہائی عطا فرمادی جو شخص حق حصمت پر قائم اور گمراہی مین ایک زمانہ دراز تک گرفتار رہا - وہ شخص سرنگون ہے اور ایسا شخص ہے جس کے دل کو خداوند عالم نے زنگ آلود کر دیا ہے - اور برائیون کے دائرے اس کے سر پر گردش کر رہے ہین *

[illegible] علیہ السلام

سپاہ حلوان کے افسر اسود بن قطبہ کو حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے " بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ حاکم کی خواہشین جب مختلف ہو جاتی ہین (بڑھ جاتی ہین) تو یہ امر اسے اکثر عدل و انصاف سے روک دیتا ہے - اس امر حق مین لوگون کا کام تیرے نزدیک مساوی ہونا چاہئے - کیونکہ ظلم و جور مین عدالت کا بدلہ اور عوض نہین ہوا کرتا (ظلم و ستم عدل و انصاف کا عوض نہین ہو سکتا) تو اس کام سے اجتناب کر کہ جب وہ تیرے غیر سے سرزد ہو تو تیری نگاہین اسے مکروہ سمجھین - اپنے نفس کو اس کام مین مشغول اور مصروف کر جسے پروردگار عالم نے تجھ پر واجب کر دیا ہے - ایسی حالت مین کہ تو اس کے ثواب کا امیدوار ہے اور اس کی عقوبت سے خوف کرتا ہے *

خوب جان لے کہ دنیا مصیبتون سے بھرا ہوا گھر ہے - صاحب دنیا کو ایک لمحہ کے لئے بھی تو دنیا مین رہ کر بلاؤن سے فرصت نہین ملتی - مگر یہ بات ضرور ہے کہ قیامت کے دن حسرت اس کے واسطے فراغت ہو جائیگی (وہ قیامت کے دن اندوہ و حسرت مین گرفتار ہو کر خیالات دنیوی سے فارغ ہو گا یا یہ کہ وہ حسرت کرے گا کہ مین کیون امور دنیا سے فارغ ہو کر آخرت کی تیاری مین مشغول نہ ہوا) بیشک کوئی شے تجھے حق سے بے نیاز نہین کر سکتی اور منجملہ حق یہ ہے کہ تو لوگون کے مظلمے سے اپنے نفس کی حفاظت کرے - اور اپنی طاقت کے موافق رعیت کو امر و نہی کرتا رہے - کیونکہ اس حفاظت اور امر و نہی مین جو نفع تجھے پہنچے گا وہ لوگون کے جان و اموال کی حفاظت سے بہتر ہے - والسلام *

میرے پاس چلا آئے - اگر مجھ سے نیکی ظاہر ہو تو میری مدد کرے - اور اگر مین گنہگار ثابت ہون تو مجھ سے حق کی طرف رجوع کرنے کا طالب ہو +

اکثر شہرون کے معززین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے جسمین ماجرائے جنگ صفین کا بیان ہے تمہاری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتدا جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے - کہ ہمارا اور اُنکا خدا ایک ہے - رسول ایک ہے - دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگون کو بلاتے ہین ویسے ہی ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے - اس کے رسول کی تصدیق کرنے مین ان پر کسی فضیلت کے خواہان نہین - نہ وہ ہمپر فضل و زیادتی کے طلبگار ہین ہماری حالتین بالکل یکسان ہین - مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خون عثمان مین اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ ہم اس سے بری تھے - اور اسی لئے ہم نے ان سے کہا کہ آؤ فتنہ کی آگ بجھا کر خلقت کو آرام دے کر آج ہی اس مرض کا علاج کر لیا جائے جسکا تدارک کل نہ ہو سکے گا - تاکہ اسلام کا کام مضبوط ہو جائے اہل اسلام جمع ہو جائین - اور ہم امر حق کو اس کے مکان مین رکھنے کی قوت حاصل کر لین - مگر انہون (اہل شام) نے جواب دیا کہ ہم تو جنگ و جدل کے ساتھ اس کا علاج کرینگے وہ برابر ہمارے قول سے انکار ہی کرتے رہے حتی کہ قتل و قتال نے اپنے پر و بال کھولے - اسکی بھڑکتی ہوئی آگ پوری پوری طرح شعلہ ور ہو گئی - اب جبکہ اس جنگ نے ہمین اور انہین اپنے دانتون مین پکڑا - اپنے پنجے ہمپر اور ان پر گڑا دیے - تو انہون نے اسی چیز کے ساتھ ہماری آواز کا جواب دیا جس کی طرف ہم انہین بلا رہے تھے ترک جنگ کے طالب ہوئے جیسے پہلے ہم چاہتے تھے جس بات کی طرف انہون نے ہمین بلایا تھا ہم نے انکی اس دعوت کو قبول کیا - اور جس شے (جنگ کرنے) کی طرف اُنہون نے ہمین طلب کیا تھا - ہم نے نہایت سرعت کے ساتھ انہین اسی شے کی طرف روانہ کر دیا حتی کہ ہماری حقیت کی حجت انپر ظاہر ہو گئی - انکا عذر منقطع ہو گیا (وہ خونِ عثمان کے دعوے سب گرد باد ہو گئے) پس جو اس حجت کے ظاہر ہونیکے

کھڑے ہونے والے نے تمہارے بیٹھے ہوئے شخص کو میری دشمنی پر آمادہ کیا ہے ✤

اب تو اپنے نفس کے بارے مین خدا سے ڈر۔ اس شیطان سے مخاصمہ اختیار کر جو تجھے دنیا کی طرف کھینچ رہا ہے ۔ ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ ہو جا۔ کیونکہ ہمارا اور تیرا یہی طریقہ ہے (ہم اور تو آخرت ہی کی طرف چلنے والے ہین) اور اس بات سے خوف کر کہ خداوند عالم نہایت عجلت کے ساتھ نزدیک ہونے والی بلا کو تجھ پر نازل کر دے جو تیری اصل تک پہنچی ہوتی تیری نسل کو قطع کر جاتے (نہ تو رہے نہ تیری نسل) مین نہایت سچے دل سے تیرے بارے مین خدا کی قسم کھاتا ہون کہ اگر جمع کرنے والے مقدرات مجھے اور تجھے دنیا مین جمع کر دین۔ تو مین برابر اور ہمیشہ تجھ سے محاربہ کئے جاؤن حتی کہ پروردگار کا حکم ہمارے درمیان صادر ہو۔ اور بیشک وہ خیر الحاکمین ہے ✤

شام کی طرف روانہ ہونے والے مقدمۃ الجیش پر جب شریح ابن ہانی کو سردار مقرر فرمایا تو اسے باین الفاظ وصیت کی ”صبح و شام خدا سے ڈر۔ اور خوف کرتا رہ کہ مکار دنیا تیرے نفس کو فریب دیدے۔ اس کی طرف سے کسی حال مین بھی مطمئن نہ رہ۔ اور خوب جان لے کہ اگر تو نے اپنے نفس کو ان خواہشات سے باز نہ رکھا جن کے نقصان و مکروہات سے خوف کرنے کو تو دوست رکھتا ہے۔ تو یہ خواہشین تجھے اکثر نقصانات کی طرف بلند کر دین گی۔ لہذا اپنے نفس کو منع کرتا رہ۔ اسے ان خواہشون سے باز رکھ اور غصہ کی جھنجھلاہٹ کے وقت اسے کو فتنہ کرنے والا اور رفع کرنے والا ہو جا ✤

جب آپ نے مدینہ سے بصرے کی طرف کوچ کیا تو اہل بصرہ کو یہ نامہ تحریر فرمایا۔ ”حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ مین اپنی اس منزل سے ایسی حالت مین نکلا ہون کہ یا تو ظالم ہون یا مظلوم۔ یا بغاوت کرنے والا ہون یا مجھ سے ہی لوگون نے بغاوت کی ہے۔ اب جس شخص کے پاس میرا یہ خط پہنچے مین اسے خدا کی یاد دلاتا ہون اور متمنی ہون کہ وہ فوراً

مہاجرین میں تقیہ کرنے اور امر حق کو چھپانے کے سبب سے زیادہ سزاوار نہیں ہو۔ بیشک اس امر (بیعت) کو دفع کر دینا قبل اس سے کہ تم اسمین داخل ہوتے۔ اس بیعت سے باہر ہو جانا قبل اس کے کہ تم تم اسکا اقرار کر لیا تمہارے واسطے نہایت ہی وسیع اور آسان تھا۔

تم دونو کا یہ بھی گمان ہے کہ مین نے قتل عثمان کا حکم دیا۔ اب میرے اور تمہارے درمیان اہل مدینہ مین سے وہ لوگ حاکم رہے جو میری اور تمہاری نصرت سے دست بردار ہین (جو کسی کے طرفدار نہین) اور انکے فیصلے اور حکم کے موافق ہر ایک شخص کے ذمے وہ گناہ عائد کر دیا جائے جسکا وہ متحمل ہوا ہے۔ اے شیخ صاحبان اپنی اس (خراب اور فاسد) راستے سے پلٹ جاؤ۔ گو اسوقت یہ ننگ عار (مقابلے مین آکر ہٹ جانا اور اطاعت کر لینا) گران گزرتا ہے۔ مگر تمہین قبول کر لینا چاہتے قبل اس کے کہ عار اور نار دونو جمع ہو جائین۔ والسلام۔

معاویہ ابن ابوسفیان کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ بیشک خداوند عالم نے دنیا کو اس کے بعد (آخرت) کی تحصیل کے لئے بنایا ہے۔ اور اہل دنیا کا اس دنیا مین امتحان کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون شخص نیک کردار ہے۔ ہم دنیا مین رہنے کے واسطے پیدا نہین ہوتے۔ نہ دنیا کی تلاش کرنے پر مامور ہوتے ہین۔ ہم اس دنیا مین اسی واسطے رکھے گئے ہین تاکہ اس دنیا کے ساتھ ہمین آزمایا جائے۔ اور بیشک خداوند عالم نے میرا امتحان تیرے ساتھ اور تیرا امتحان میرے ساتھ لیا ہے۔ اور ہم دونو مین سے ایک شخص کو دوسرے کے واسطے حجت قرار دیا ہے۔ اب تو نے قرآن کی (اپنے مطلب کے موافق اور غلط) تاویل کر کے طلب دنیا کرتے ہوئے حکم خدا سے تجاوز کیا۔ اور مجھ سے ایسی چیز (خون عثمان) کا طالب ہوا جس کا میرے ہاتھ اور میری زبان نے ارتکاب نہین کیا (نہ مین نے اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل کیا نہ اپنی زبان سے قتل کرنے کا حکم دیا) تو نے اور اہل شام نے مجھ پر یہ افترا کیا ہے تمہارے عالم نے تمہارے جاہل کو میرا حق چھین لینے کی ترغیب دی ہے۔ اور تمہارے

توفیق عطا فرمائے جسمین اس کی خوشنودی کے رنگ سامنے ہون - اور اس کی خوشنودی و رضا اسی امر مین ہے کہ ہم اس کے اور اس کی خلقت کے سامنے عذر صحیح پہ قائم ہون بندے ہماری مدح و ثنا کرین - شہرون مین ہمارے نیک آثار باقی رہ جائین - ہماری دعا ہے کہ اس کی نعمتین ہمپر تمام ہون - اس کی کرامتین دوگنی ہوجائین - مین سوال کرتا ہون کہ وہ معطی برحق سعادت اور شہادت کو ہم دونو پر ختم کردے - بیشک ہم اسی کی طرف راغب ہین - والسّلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کثیرًا و سلّم تسلیما

مکتوب نمبر (۵۴)

عمران ابن حصین الخزاعی کے ہاتھ حضرت نے یہ خط طلحہ و زبیر کو بھیجا ہے - اور ابو جعفر اسکافی نے اپنے مقالات مین اس خط کا ذکر کیا ہے ✢

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ حقیقۃً گو تم اب چھپاتے ہو مگر تم نے اچھی طرح معلوم کرلیا ہے کہ مین نے لوگون سے اپنی بیعت کے لینے کا ارادہ نہین کیا - جبتک کہ خود لوگون کی طرف سے یہ ارادہ ظاہر نہیں ہوا - مین نے ان سے بیعت نہیں لی جبتک خود انہون نے (بطوع خاطر) بیعت کرنے کا اظہار نہیں کیا - اور تم دونو بھی تو وہی شخص ہو جنھون نے (خود بخود) میری بیعت کا ارادہ کیا - مجھ سے بیعت کی - بیشک عامۃ الناس کسی سلطنت کے جبر اور میرے پاس موجود رہنے والے کسی مال کی حرص سے میری بیعت پر متوجہ نہین ہوتے (مین نے ان پر کسی قسم کا جبر نہین کیا - انہین جاہ و مال کا لالچ نہین دیا) اب اگر تم دونو آدمیون نے برضا و رغبت بیعت کی ہے تو بیعت شکنی سے باز آؤ - بہت جلد خدا کے سامنے توبہ کرو اور اگر تم نے برضا و رغبت بیعت نہین کی تو تم نے میرے واسطے اپنے اوپر زجر و توبیخ اور بحث و مباحثہ کا دروازہ کھول دیا - کیونکہ تم نے بظاہر تو اطاعت کا اظہار کیا اور باطن مین نافرمانی کو چھپاتے رکھا (لہذا تم منافق ہوگئے) اب تم سے بحث کرنے اور تمہیں ملامت کرنے کا رستہ میرے واسطے نہایت وسیع ہے) حالانکہ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تم دونو

ہوں۔ تمہیں اپنی تنہا راتے کی پابندی سے حذر کر۔ ان امور کی غفلت سے پرہیز کر جنکی نگرانی کے واسطے تو مقرر کیا گیا ہے۔ اور جو دیکھنے والوں کی نگاہوں میں موجود ہیں۔ کیونکہ تجھ سے تیرے غیر (رعایا) کے بارے میں عہدو پیمان لیا گیا ہے اور اس تھوڑی سی غفلت سے حذر کر تا رہ جسکے باعث تجھ سے امورات کے پردے اُٹھاتے جائیں (حکومت سے برطرف کردیا جائے) اور مظلوم کے بارے میں عدل و انصاف کے ساتھ تجھ سے انتقام لیا جا سکے۔

اپنی شدت غیظ و غضب کا مالک ہو۔ غصہ کی تیزی پر حاکم ہو جا۔ اپنی قدرت و طاقت کے قہر اور زبان کی تندی پر مسلط رہ۔ سزا دینے کے لئے جلدی کرنے سے باز رہنے اور قہر و غضب کو تاخیر میں ڈالنے کے باعث اپنے نفس کی حفاظت کر۔ حتیٰ کہ تیرا غصہ فرو ہو اور تو اختیار کا مالک ہو جائے۔ اگر تو اپنے نفس کو ان امور پر مستحکم کریگا۔ اور پھر اپنے پروردگار عالم کی طرف رجوع ہونے کو یاد کریگا تو بیشک تیرے غم و رنج بڑھ جائیں گے۔ تجھ سے پہلے حاکم عادل کے ہاتھوں سے جو چیز ظاہر ہوئی ہے۔ یا طریقہ صالحہ ظہور میں آیا ہے۔ یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے۔ یا کتاب اللہ میں کوئی فریضہ ہے تجھ پر لازم ہے کہ ان سب باتوں کو یاد کرتا رہے۔ لہذا تو ہر ایک اس عمل کی جس کا تو نے ہم سے مشاہدہ کیا ہے۔ پیروی اور اقتدا کر۔ اور میں نے اپنی اس وصیت میں جو کچھ تجھے وصیت کی ہے اپنے نفس کو اس کے تابع کر دینے کی کوشش کر۔ میں نے اس وصیت کے ساتھ اپنی حجت کو تجھ پر مضبوط کر دیا ہے تاکہ جب تیرا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو اس کے واسطے عذر باقی نہ رہ جائے۔

اسی وصیت کا یہ آخری ٹکڑا ہے

میں خداوند عالم سے سوال کرتا ہوں۔ اسے اس کی وسیع و فراخ رحمت عظیم الشان قدرت کی ہر ایک امر مرغوب کی بخشش پر قسم دیتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے اس امر کی

کہ تو اپنی پادشاہت کو خون حرام بہانے کے ساتھ قوت نہ دے۔ کیونکہ حقیقۃً یہ امر سلطنت کو سُست و ضعیف بناتا ہے۔ بلکہ اسے زائل کرتا ہے۔ اسے دوسرے کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور خوب سمجھ لے کہ قتل عمد کا ارتکاب کرکے نہ تو خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکتا ہے نہ میرے سامنے۔ کیونکہ اس کے مرتکب کو قصاص بدنی پہنچایا جاتا ہے۔ اور اگر تو کسی خطا کے سبب سے قتل کا مرتکب ہو۔ تیرے تازیانے (جس سے تو کسی شخص پر حد جاری کر رہا ہے) تجھے حد سے تجاوز کرجانے دیں۔ یا تیرا ہاتھ عقوبت و عذاب میں حد سے بڑھ جائے۔ تو اب لازم ہے کہ سلطنت کی نخوت تجھے اسباب سے بلند و برتر نہ کرے کہ وارثانِ مقتول کو تو ان کا حق پہنچائے جسے دیت اور خونبہا کہتے ہیں۔ (مقتول کی دیت کا ادا کرنا لازمی امر ہے۔ کہیں سلطنت کی نخوت پر بھولکر اس سے غافل نہ ہو رہنا) تو اپنے نفس کے تکبر کرنے۔ اس چیز پر اعتماد کرنے سے جو تیرے نفس کو تکبر میں گرفتار کرنے والی ہے۔ اور رو در رو مدح و ثنا کو دوست رکھنے سے پرہیز کرتا رہ۔ کیونکہ عجب و غرور اور اپنی مدح و ستائش کو اچھا سمجھنا۔ شیطان کا تیرے نفس میں ایک زبردست حقہ ہے تاکہ محسن کے احسان کو محو کردے (خداوند عالم کی کوئی نعمت تجھپر نازل نہ ہو) تو اس امر سے خوف کر کہ رعیت پر احسان کرکے انہیں ممنون بنانے کی تمنا رکھے۔ یا اپنے انعام کو جھوٹ موٹ زیادہ بیان کرے (دیا تو ایک دینار اور ہوا اُڑائی سو کی) یا یہ کہ تو ان سے کوئی وعدہ کرے۔ اور پھر اپنے اقرار کو وعدہ خلافی کا تابع بنائے۔ کیونکہ احسان جتانا احسان کو باطل کرتا ہے۔ ایک دیگر سو ظاہر کرنا نورِ حق کو لیجاتا ہے۔ اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا کی دشمنی کا باعث ہوتی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "خدا اس امر کو سخت دشمن سمجھتا ہے کہ تم اپنے اقوال کے موافق عمل نہ کرو" قبل از وقت کسی کام کی انجام دہی کے واسطے عجلت کرنا یا جب اس کے اسباب فراہم ہو جائیں۔ تو اس کا ارادہ ساقط کرنا۔ یا قبیح و زشت امور کی طرف متوجہ ہونا۔ یا انکے ظاہر ہو جانے کے وقت سُستی سے کام لینا ان کل باتوں سے خوف کرتا رہ۔ اور ہر ایک چیز کو اس کے مقام میں رکھ دے۔ ہر ایک کام کو حسب وقت و موقع بجا لا جس بات میں کہ لوگ متفق

اختلاف رائے و تفریق خواہشات اس سختی کے ساتھ اتفاق اور اجتماع کریں جیسے کہ تعظیم ایفائے عہد پر کیئے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ مشرکین تک بھی وفائے عہد کو لازم سمجھتے ہیں کیونکہ غدر اور بیوفائی کے انجام کو انہوں نے ایک بال سمجھ لیا ہے ۔

پس اب مان دیکھ تو کوئی حیلہ نہ کر۔ عہد و پیمان کے خلاف نہ کر۔ دشمن کے ساتھ فریب سے کام نہ لے کیونکہ جاہل اور شقی کے سوا کوئی خداوند عالم کی مخالفت کی جرأت نہیں کرتا (اور خلاف عہد کرنا بھی گویا خداوند عالم کی مخالفت ہے) بیشک خداوند عالم نے اپنے عہد اور اپنے امن کو امنیت بنا کر بندوں پر اپنی رحمت کے سبب سے نازل کیا ہے۔ اسے ایک صاحب حرمت مکان بنایا ہے جسکی قوت اور شوکت کے سائے میں لوگ ساکن رہتے ہیں۔ اس کی پناہ حاصل کرنے کے لئے اسکی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اور اس مکان میں نہ کوئی خیانت ہے نہ تلبیس و تدلیس ہے نہ کوئی مکر و فریب ہے تو کوئی عہد و پیمان نہ کر جسکی خلاف ورزی جائز ہو۔ تاکید و توثیق کے بعد باتوں میں ریاکاری کے پہلو اختیار نہ کر۔ کسی امر کی تنگی جس میں خداوند تعالی کا عہد تجھ پر لازم ہو چکا ہے تجھے اس عہد و پیمان کی شکستگی کی طلب کی طرف نہ بلائے۔ کیونکہ ان تنگیوں سختیوں پر تیرا صبر کر لینا اس امید پر کہ اس کے بعد کشائش حاصل ہوگی۔ اور عاقبت کی بزرگی میسر آئیگی اس غدر و بیوفائی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جس کے وبال و عذاب سے تجھے ڈرایا گیا ہے بیشک یہی لازم ہے کہ جانب خداوندی سے تجھے ایسا مطلب میسر ہو جس کے توڑ دینے کا ارادہ تو دنیا و آخرت میں نہ کر سکے ۔

خبردار! خون سے بچتا رہ۔ بغیر حلت اس کے بہانے سے حذر کر۔ کیونکہ بغیر حق اور حلت کے خون بہانے سے زیادہ کوئی شے عذاب کی طرف دعوت دینے والی نہیں ہے۔ نہ اس سے زیادہ کسی گناہ کا عذاب بڑھا ہوا ہے۔ نہ اور کوئی جرم اس سے زیادہ زوال نعمت اور مدت عمر کے منقطع ہونے کا سزاوار ہے۔ بیشک پروردگار عالم قیامت کے روز ان بندوں کے درمیان حکم کی ابتدا کرنے والا ہے۔ جنہوں نے خلق اللہ کے خون بہاتے ہیں۔ اب لازم ہے

عطا نہ کریہی زیبا ہے کہ یہ لوگ بین زراعت کی عقابندی کی تجہ سے اسطرح طمع نہ کرین جس کے سبب سے قرب جوار کے لوگون کو کھیتون کی سیرابی یا کسی عمل مشترک مین نقصان پہنچے - اور یہہ لوگ مشقت و آلام کو اپنے اغیار پر ڈال دین یہ امرا ہنین لوگون کے واسطے خوشگوار ہوسکتا ہے نہ کہ تیرے لئے - ہان اس عمل کی مذمت دنیا و آخرت مین تجہپر باقی رہے گی ٭

تیرا کوئی قریب ہو یا بعید حق کو اس کے ساتھ لازم کر - اسپر حد و دحقہ جاری کر - جو حد شرعی کا مستحق ہوچکا ہو - خصوصًا جہان کہین بھی تیرے عزیزون کے حق مین حدود جاری کی جائین - وہان صبر و شکیبائی سے کام لے اور اجر و ثواب کا طلبگار ہو - چونکہ یہ امر تجہپر گران گزرتا ہے لہذا اس کے سبب سے حسن عاقبت کو طلب کر - بیشک اسکا انجام محمود اور پسندیدہ ہے ٭

اگر رعیت تیری ستمگری اور حق سے منحرف ہوجانے کا گمان کرے تو اپنے عذر کو انپر ظاہر کر - اور اس عذر کو ظاہر کرکے انکے گمانون کو بدل دے - کیونکہ اس ظاہر کرنے مین بھی ایک طلب عذر ہے - اور اس کے سبب سے وہ حاجت رفع ہوجائیگی جو تجھے درپیش ہے اور وہ حاجت یہی ہے کہ تو ان لوگون کے طریق حق پر قائم ہوجانے کی خواہش رکھتا ہے - اس مصالحت سے دست بردار نہ ہو جس کی طرف تیرا دشمن تجھے بلا رہا ہو اور اسمین خداوند عالم کی خوشنودی بھی شامل ہو - کیونکہ فی الحقیقۃ صلح کرنے مین تیری سپاہ کے واسطے آرام ہے تو اپنے آلام و غموم سے آسائش پا جائیگا - تیرے شہرون مین امن ہوجائیگا - لیکن ہر طریقہ سے صلح کے بعد بھی دشمن سے حذر کرتا رہ کیونکہ دشمن بسا اوقات اس لئے نزدیک آتا ہے (صلح کرتا ہے) تاکہ مدمقابل کو غافل کردے لہذا ہمیشہ محتاط رہ - اور اس صلح مین بھی دشمن سے حسن ظن رکھنے کو متہم کئے جا (ہمیشہ دشمن سے بدگمان رہ) اگر تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان کوئی عہد و پیمان بندھ گیا ہے یا یہ کہ تونے اسے امان دے دی ہے - تو اپنے اس عہد کو وفا کر - اپنی اس امان دہی کی نہایت ہی امانت کے ساتھ رعایت کر - اور اپنے نفس کو اس چیز (امان) کی محافظت کے لئے جو تونے اسے عطا کی ہے سپر بنا دے - کیونکہ واجبات خدا مین سے کوئی چیز ایسی نہین ہے جسپر لوگ باوجود

نہ ہونا۔ ان سے الگ رہنے کے زمانے کو طول نہ دینا۔ کیونکہ حکام کا رعیت کی نگاہوں سے غائب رہنا رعیت کے ساتھ سختی کرنے کی ایک قسم ہے انکے امور سے جاہل رہنے کی ایک شاخ ہے۔ بیشک ان سے پوشیدہ رہنا۔ اس چیز کے علم کو قطع کرتا ہے جو ان حاکموں سے پوشیدہ ہے۔ لہذا اچھوٹے چھوٹے امور انکی نگاہوں میں عظیم الشان معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اور امور عظیم میں تصغیر کا پہلو نظر آتا ہے۔ اچھی باتیں انکی نگاہوں میں قباحت کے رنگ پیدا کر دیتی ہیں اور امر قبیح اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔ حق باطل کے ساتھ مخلوط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حاکم بھی تو آخر بشر ہی ہے۔ ان امور کو نہیں جان سکتا۔ جنہیں لوگ اس سے چھپاتے رہتے ہیں۔ اور حق کی بظاہر کوئی علامت مقرر نہیں جس کے سبب سے دروغ و کذب سے راستی و صدق کی قسموں کو پہچان لیا جائے +

بیشک تو دو آدمیوں میں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو ایسا شخص ہے کہ تیرا نفس مستحق کے ساتھ بخشش کرنے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔ پھر تو کیونکر اور کس سبب سے اس حق واجب یا کار نیک سے حجاب اختیار کرتا ہے جس کے عطا کرنے پر تو کمر بستہ ہے اور امر کار نیک کے ساتھ احسان کرنے پر آمادہ ہے یا تو ایسا شخص ہے۔ کہ بخشش و عطا کے روکنے میں مبتلا ہے۔ اندریں صورت مایوسی کی حالت میں لوگوں کا تیرے پاس آنے سے باز رہنا خود ہی بڑھا ہوا ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کی حاجتیں از قسم شکایت مظالم یا بہ نسبت معاملہ عدل و انصاف کی درخواستیں تیری طرف بڑھی ہوئی ہیں اور جن میں تجھ پر کچھ بھی مشقت نہیں (غرض دونوں حالتوں میں تیرا عزلت گزین ہونا ٹھیک نہیں)

پھر یہ بھی سمجھ لے کہ حاکم کے مصاحبین اور خواص ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی عادت میں داخل ہوتا ہے کہ اموال و املاک کے تن تنہا ہی مالک ہو جائیں۔ لوگوں پر دراز دستی کریں عدل و انصاف میں کمی کریں۔ لہذا اس جماعت کی مشقتوں کو ان کے خصائل کے اسباب کے قطع کرتے ہوئے منقطع کر دے۔ اپنے خویش و اقارب میں سے کسی کو زمین کا کوئی ٹکڑا

کی حاجتیں تیرے پاس پہنچیں - جن کے سبب سے تیرے اعوانُ انصار تنگدلی ظاہر کرین - تو انہیں پورا کر دے - آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑ - آج ہی پورا کر دے - کیونکہ ہر ایک دن کا کام اسی دن کے واسطے مخصوص ہوتا ہے - اپنے نفس کے واسطے اپنے اور خدا کے درمیان وہ وقت مقرر کر جو بہترین اوقات ہو - جو حصہ ہائے اوقات مین عمدہ ترین حصہ ہو (عبادت الٰہی کے لیے سب سے اچھے وقت کو اختیار کر) اگرچہ تمام اوقات خدا کے ہی واسطے ہین (تو ہر وقت درجہ عابد حاصل کر سکتا ہے) جس وقت کہ تیری نیّت شائستہ ہو - اور اپنی رعیت پر ظلم و ستم کرنے سے پاک صاف ہو (وہ وقت بھی جسمین نیت اچھی رہے - رعیت کے ساتھ انصاف کیا جائے اوقات عبادت مین شمار ہو جاتا ہے) وہ وقت جو تو نے پروردگار عالم کے لئے مخصوص کیا ہے اسوقت مین ان فرائض و واجبات کو قائم کر جو اسی خداوند جل و علیٰ کے لئے خاص ہین شب و روز - عبادت خداوندی کے لئے اپنے بدن کو وقف کر دے - اور اس عہد اور عبادت کو وفا کر جسکے سبب سے تو پروردگار عالم کا تقرب تلاش کرتا ہے وہ عبادت کامل ہو اس مین کسی قسم کا نقصان نہ ہو - عیب دار نہ ہو - اور عبادت کے لئے اپنے بدن کو اس درجہ پر پہنچا دے جہانتک کہ تیرے امکان مین ہے - اور جبکہ تو لوگون کے ساتھ (بجماعت) اپنی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ ہو کہ لوگ (تیرے طول نماز کے سبب سے) رنجیدہ ہو جائین - تو نماز کو (بسبب ترک واجبات) ضائع کرنے والا نہ بن - کیونکہ لوگون مین اکثر ایسے بھی ہوتے ہین جنہین کوئی بیماری لاحق ہے - یا کچھ ضرورت درپیش ہے (اور تو نے انہین گھنٹون کے لئے نماز ہی مین گھیر لیا تو وہ خواہ مخواہ بھی نماز سے گھبرا اٹھین گے) جب حضرت رسول خدا نے مجھے یمن والون کے پاس بھیجا تو مین نے حضرت سے سوال کیا کہ مین ان لوگون کے ساتھ کسطرح نماز پڑھون - فرمایا ایسی نماز پڑھ جیسا کہ ان مین نہایت ہی ضعیف شخص نماز پڑھتا ہے - اور ہمیشہ مومنین پر رحم کرتا +

اب ان وصیتون کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے - کہ ہرگز ہرگز رعیت سے خلوت نشین

بیشک یہ امر حکام کو اکثر گران گزرتا ہے۔ اور یون تو ہر ایک حق کا ادا کرنا گران معلوم ہوتا ہے مگر اس اداۓ حق کو پروردگار عالم نے ان لوگون کے لئے سبک اور خفیف کر دیا ہے۔ جو عاقبت کی نیکیوں کے طالب ہین اپنے نفسون کو صبر و شکیبائی کا عادی بناتے ہین۔ اور اس اجر و ثواب کی راستی پر بھروسا کرتے ہین۔ جس کا انکے واسطے خداوند عالم کی طرف سے وعدہ ہوا ہے اپ صاحبان حاجت کے لئے تو اپنے اوقات مین سے کوئی وقت مقرر کر دے۔ جسمین تو انکی ضرورتون تک پہنچنے کے واسطے اپنے اور کامون سے بالکل فارغ ہو (فقط انہین کی حاجتونکو پورا کرنے پر آمادہ رہے) انکے واسطے ایک جلسہ عام مین نشست کر۔ اس خداوند عالم کی رضا جوئی کے لئے جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ تواضع اور فروتنی اختیار کر۔ اپنے سپاہیون مددگارون۔ پاسبانون اور چاؤشون کو منع کر دے کہ وہ ان سے معترض نہ ہون۔ حتّیٰ کہ انہین سے کلام کرنے والا بغیر اس کے کہ کسی قسم کا اضطراب اسے لاحق ہو تجھ سے کلام کرے کیونکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے کہ اکثر ان مقامات مین وہ اُمّتین مقدس اور گناہ سے پاک نہین ہوتین۔ جہان ضعیف کا حق صاحب قوّت سے نہ دلایا جاتے جبکہ وہ اپنے حق کو حاصل کرنے کے لئے مضطرب ہو۔ ان حاجتمندون کی طرف سے درشت اور سُست گفتاری کا متحمل ہو (وہ سختی کے ساتھ کلام کرین یا رک رک کر آہستہ آہستہ تجھے متحمل ہونا چاہئے) تنگ حوصلگی اور سختی کو اپنے نفس سے دور رکھ کیونکہ پروردگار عالم اس کے سبب سے اپنی رحمت کے گوشے تجھ پر پھیلا دیگا۔ اپنی طاعت کا ثواب تیرے واسطے واجب لازم کریگا۔ تو جس شخص کو جو چیز دینی چاہتا ہے بطیب خاطر عطا کر۔ اس بات سے دست بردار ہو کہ جس شخص کو کچھ عطا نہ کرے۔ میٹھی میٹھی باتون اور طرح طرح کے عذرون سے اس کی تسلی کرنی چاہئے پھر اس کے بعد تیرے کامون مین سے اور بھی کچھ ایسے کام ہین جن سے تعلق رکھنا تجھے لازمی ہے۔ ایک تو انمین سے یہ ہے کہ جب امر مین تیرے منشی عاجز اور درماندہ ہون۔ اس مین اپنے کارکنون کی رائے کو قبول کرے۔ دوسرے یہ کہ جب حاجت مندون

تو ایسے شخص پر اپنا عذاب مسلط کر۔ اور اسے حد سے گذر جانے والی سزا دے۔ پھر تو اس ادنیٰ طبقہ کے بارہ میں جن کا کوئی حیلہ نہیں۔ جو مسکین ہیں۔ محتاج ہیں زمانہ کی سختیوں میں گرفتار ہیں۔ کمانے سے عاجز ہیں۔ خدا سے ڈر خدا کا خوف کر۔ کیونکہ اس طبقہ کے اکثر افراد قانع ہیں۔ کسی سے سوال نہیں کرتے۔ اپنے فقر و فاقہ کے باعث لوگوں سے متعرض نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے بارہ میں خداوند عالم نے جو حکم دیا ہے اس پر محض خالصًا لوجہ اللہ عمل کر۔ انکے حقوق کی محض للہ حفاظت کر جیسا کہ خدا نے تجھے انکی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اپنے بیت المال میں سے انکے حصے مقرر کر۔ ہر ایک شہر میں جو اسلام کی املاک خالصہ ہیں۔ انکے محاصل میں سے ایسے لوگوں کے یہ حصے معین کر دے۔ بیشک ان لوگوں کے واسطے جو تجھ سے دور ہیں وُہی حصہ ہے جو تجھ سے نزدیک رہنے والوں کے لئے۔ اور ہر ایک شخص کے حق کی رعایت تجھ سے طلب کی گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اور مشاغل تجھے انکے خیال سے غافل نہ کریں کیونکہ مہمات کثیرہ کا استحکام تجھے کسی حق کے ضائع کرنے کے لئے معذور نہیں کر سکتا (تیرا عذر قابل سماعت نہیں کہ مہمات کی کثرت تضیع حقوق کا باعث ہوئی) تو اپنے اہتمام کو ان سے علیحدہ نہ رکھ انکی طرف سے روگردانی نہ کر۔ ان لوگوں کے امور (ضروریات) کا جویاں رہ جن کی طرف آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں جنہیں لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں پر اپنے ایسے معتمدین کو موکل بکر جو خدا سے ڈرتے ہوں۔ متواضع ہوں۔ تاکہ ان کے حالات کو یہ تجھ تک پہنچاتے رہیں پھر تو ان کے ساتھ وُہی عمل کر جس کے سبب سے تو بروز ملاقاتِ پروردگار عالم اس کے سامنے عذر پیش کر سکے۔ کیونکہ یہ لوگ رعایا میں اپنے غیر سے عدالت کے زیادہ محتاج ہیں (یہ سب سے زیادہ انصاف کے خواہاں ہیں اور انکا انصاف یہی ہے کہ انکا حق انہیں عطا کیا جاتے) تو ہر ایک کا حق اس کے پاس پہنچا کر خداوند عالم کے سامنے عذر پیش کر +

یتیم۔ ضعیف۔ عمر رسیدہ وہ لوگ جنکی معاش کا کوئی حیلہ نہیں۔ وہ قناعت والے بندے جو سوال کرنے کے لئے اپنے نفس کو قائم نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے حالات کی تلاش کرنا رہ

یہ آزمائش تجھے خداوند عالم اور اس شخص کے ساتھ خلوص پر آمادہ کر دیگی جس نے تجھکو حاکم کیا ہے (جو تیرا امام ہے) اور اپنے امور میں سے ہر ایک کام کے سر پر ایک منشی کو مقرر کر۔ جسے کسی کام کی بزرگی عاجز نہ کرے۔ اور کاموں کی زیادتی اس کے سبب سے پراگندہ نہ ہو جائے۔ اور جبکہ تیرے منشیوں میں کوئی عیب ہو اور تو اس سے تغافل اختیار کرے۔ تو بیشک اس عقوبت کی سزا تجھے مل جائے گی ؁

پھر تو تاجروں اور اہل حرفہ کے بارے میں وصیت کو قبول کر۔ ان میں سے جو مقیم ہیں اور اپنے اموال کے ساتھ سفر کرنے والے ہیں۔ اپنے بدن کے ساتھ نفع حاصل کرنے والے ہیں (اہل حرفہ ہیں) انہیں نیکی کی وصیت کر۔ کیونکہ یہ لوگ منفعتوں کے ذخیرے ہیں۔ اشیائے بامنفعت کے اسباب و وسائل ہیں۔ تیری خشکی و تری و زمین ہموار و سنگلاخ میں وہ تمام جو ہلاکت کے مقام ہیں۔ دور دراز فاصلے پر واقع ہیں وہ مقاماتِ منافع جہاں لوگ جمع نہیں ہوتے۔ جس جگہ سے تحصیل منافع کی جرأت نہیں کر سکتے۔ ایسے مقامات سے یہ لوگ منافع کو کھینچ کھینچ کر لاتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ عیب نقص سے پاک ہیں۔ جن کے شر سے خوف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایسے صلح پسند ہیں جن کے فساد کا بالکل خوف نہیں۔ تو اپنے سامنے اور اپنے شہروں کے اطراف میں ان کے امور کی تلاش (اور حفاظت) کرتا رہ اب یہ بھی جان لے کہ ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جو رسوائیوں کی نہایت سخت طریقہ سے گرفت کرتے ہیں نہایت ہی قبیح بخل اختیار کرتے ہیں۔ لوگوں کے منافع کو روکتے ہیں۔ بیچتے وقت ظلم و جور کرتے ہیں۔ بے شک انکا یہ فعل عامۃ الناس کو ضرر پہنچانے کا دروازہ ہے اور حاکم کے لئے سخت عیب ہے۔ لہذا تو انہیں منع کرتا رہ کہ مایحتاج مردم کو نہ روکیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بیشک انکی فروخت نہایت ہی آسانی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ ترازو بالکل درست چاہئے۔ اور نرخ ایسا ہو جو بائع و مشتری میں سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ اب اگر کسی نے تیری ممانعت کے بعد بھی لوگوں کے منافع کو روکا

رہنا زمین کی خرابی اور بربادی کا باعث ہے۔ اور زمیندار محتاج اُسی وقت ہوتا ہے جب حاکمون کے نفس مال جمع کرنے پر تُل جاتین اپنی حکومت کے باقی رہنے کے سبب وہ بدگمان ہون اور نہ ملنے کی عبرتون سے انہین کوئی نفع حاصل نہ ہو۔

اب تو اپنے منشیون کے حالات پر نگاہین دوڑا۔ انمین سے جو بہتر ہون انہین اپنے کام کی طرف متوجہ کر۔ نیز سے وہ مراسلات اور نامے جنمین تیری پوشیدہ تدبیرین اور تیرے اسرار پیچ ہون ان مراسلات کو ایسے منشی کے سپرد کر جو سب منشیون مین اخلاق شائستہ (مثل علم و حلم و صدق و دیانت و امانت) کا جامع ہو۔ جسے کرامت اور بزرگی سرکش و مغرور نہ کر دے تاکہ بزرگون کے سامنے اس غرور کے سبب وہ تیری مخالفت کی جرأت نہ کرے۔ ایسا منشی ہو جسکی غفلت اسے تیرے کارکنون کے نوشتے تیرے پاس پہنچانے۔ اور ان کے جوابات تیری منشا کے موافق تحریر کرنے۔ تیرے لئے غیرون سے نوشتہ جات لینے اور تیری جانب سے پروانجات کے دینے مین قاصر نہ رکھے۔ وہ پیمان جو تیری طرف سے باندھے جائین انہین محکم و مضبوط کر دے (عہدنامہ جات مین وہ شرطین تحریر کرے جو تیری منفعت کے پہلو رکھتی ہون) وہ قیود جو دشمن کی طرف سے تیرے ضرر کے واسطے (عہدنامہ مین) لگائی جاتین ان کی کشائش سے عاجز نہ ہو۔ امورات مین اپنی قدر و منزلت سے جاہل نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص اپنے مرتبہ سے جاہل ہے وہ دوسرون کے مدارج سے ضرور جاہل ہوگا +

پھر یہ بات بھی ہے کہ تیرا انکو انتخاب کرنا محض تیری فراست تیرے اطمینان اور تیرے حسن ظن کی وجہ سے نہ ہو۔ کیونکہ اکثر لوگ اپنے تصنع اور اپنی حسنِ خدمات کی وجہ سے حکام کی عقلون سے متعرض ہوتے ہین (انہین دھوکے مین ڈال دیتے ہین) حالانکہ خلوص و امانت کا ان مین شائبہ بھی نہین ہوتا (تصنع ہی تصنع ہوتا ہے) لیکن تو انہین اس چیز کے ساتھ آزما جسے یہ تجھ سے پہلے نیکوکارون کے لئے دوست رکھتے تھے اور عامۂ بندگان مین جو سب سے زیادہ ثمر دینے والے ہین۔ امانت مین سب سے زیادہ روشناس ہین۔ انہین انتخاب کر کیونکہ

امر خراج کا ایسے طریقہ سے جو یان رہ جو صاحبانِ خراج کی حالت کے موافق ہو - کیونکہ اصلاح خراج و صاحبانِ خراج ہین ان لوگون کی اصلاح مضمر ہے جو اہل خراج نہین کیونکہ جبتک اہل خراج کی اصلاح نہ ہو غیر اہل خراج کی اصلاح بھی نہین ہوسکتی - کیونکہ یہ لوگ خراج گزارونکے اہل و عیال ہین - ہان خراج حاصل کرنے سے زیادہ زمینون کی تعمیر مین اپنی نگاہ کو قائم رکھ کیونکہ جبتک زمین آباد نہ ہوگی خراج میسّر نہو گا - اور جس شخص نے زمین کے آباد کرنے بغیر خراج طلب کیا اس نے شہرون کو ویران کر دیا بندگان خدا کو ہلاک کر ڈالا - ایسے شخص کی حکومت نہایت ہی قلیل مُدت تک قائم رہے گی - اب اگر اہل خراج شکایت کرین کہ یہ خراج بہت گران ہے یا کسی آفت ناگہانی کا شکوہ کرین (کہ اب کے سال ٹڈی نے فصلین خراب کر دین یا کوئی آفت آگئی) یا پانی کی قلت - یا بارش کی حد سے بڑھی ہوئی زیادتی کا عذر پیش کرین یا زمینین متغیر ہو گئین ہون سیلاب نے غرق کر دیا ہو - یا تشنگی اور کم آبی نے غلہ کو تلف کر دیا ہو تو بیشک ان خراج میں تخفیف کر جسکی وہ اُمید کرتے ہین - اور جس کے سبب سے ان کے کامون کی اصلاح ہوسکتی ہے +

تجھے وہ چیز گران نہ معلوم ہونی چاہئے جس کے سبب سے تو نے خراجگذارون کی محنت و مشقت مین تخفیف کی ہے - کیونکہ یہ ایک ایسا ذخیرہ ہے - جو تیری ہی طرف پلٹ آئیگا اس (کمی خراج) کی طرف سے وہ تیرے شہرون کو آباد کرین گے - تیری ولایت کو زینت دین گے - تو اس کے سبب سے اپنے بارے مین انکا حسنِ ظن حاصل کرے گا - انکے بارے مین عدل و انصاف سے کام لیکر تو ہی خوشحال ہوگا - انکی وہ خوشحالیان جو تو نے انکے پاس جمع کر دی ہین - ان کے سبب سے وہ قوت و قدرت حاصل کرین گے - اور اس قوت و قدرت کی زیادتی پر تو اعتماد کر سکے گا - نیز ان کے بارے مین جو عدل و مدارات کا طریقہ تو نے اختیار کیا ہے - اس کے سبب سے وہ تجھپر بھروسا کرین گے - کیونکہ بسا اوقات ایسے امور حادث ہوتے ہین جنمین انپر بھروسا کرنا پڑتا ہے اور جب وہ تجھپر اعتماد رکھتے ہین تو پھر بطیب خاطر اس بوجھ کو اُٹھالین گے - اور خوب جان لے کہ زمینون کی آبادی پر جسقدر بھی تو بار ڈالے گا وہ اسے برداشت کر لیگی - بیشک صاحبانِ زمین کا محتاج

اس کی احتیاج بمردم قلیل ہو جاتے - اپنے قرب مین اسے ایسا مرتبہ عنایت کر جس کی اسکا
غیر جو تیرے مقربین مین سے ہو طمع نہ کرے تاکہ وہ تیرے نزدیک رہ کر اس مرتبہ کے سبب سے
لوگون کی مذمت سے امین ہو جائے - پھر اس کی حکمرانی پر ایک گہری نظر ڈال کیونکہ یہ
دین اشرار کے ہاتھون مین اسیر تھا وہ اس مین اپنی خواہشون کے موافق عمل کرتے تھے
اس کے ساتھ دنیا کو طلب کرتے تھے - پھر تو اپنے عاملون کے امور کو دیکھ - انہین ازراہ
اختیار عامل کر - ازراہ بخشش و برگزیدگی انہین حاکم نہ بنا - کیونکہ یہ دونو صنفین ظلم و
جور اور خیانت کی جامع ہین - نیک خاندانون اور سابق الاسلام لوگون مین سے صاحبان
حیا و تجربہ کو منتخب کر لے کیونکہ یہ لوگ کریم الاخلاق ہین - صحیح الناموس ہین طمع سے مشرف
ہونے مین نہایت قلیل ہین - اور انجام کار کو دیکھنے مین نہایت ہی مبالغہ سے کام لینے
والے ہین - پھر ان لوگون پر ان کے روزینون کو تمام کر - کیونکہ بافراغت رزق کا حصول
نفسون کی اصلاح کے واسطے ان کے لئے ایک قوت ہے - اپنے زیر تصرف اموال کے کھانے
سے انہین بے نیاز کر دے گا - یہ انپر ایک زبردست حجت ہے - اگر یہ تیرے حکم کی مخالفت
کرین - یا تیری امانتون مین رخنہ اندازی سے کام لین تو ان کے اعمال کی جستجو کر صاحب
صدق و وفا جاسوسون کو انپر مقرر کر دے - کیونکہ انکے امور پوشیدہ کا اگر تو ملاحظہ
کرتا رہے گا تو یہ امر ان کو امانت کے قائم رکھنے اور رعیت کے ساتھ بلطف و محبت پیش
آنے اور اعوان و انصار کی محافظت کرنے پر برانگیختہ کرتا رہے گا - اب اگر ان مین
سے کسی نے خیانت کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس خیانت کے متعلق تیرے جاسوسون
کی خبرین تیرے پاس جمع ہو گئین - تو شہادت کے لئے ان اخبار کو کافی سمجھ اور ایسے
خائن کے بدن مین عقوبت کے ہاتھ دراز کر دے - اس کے کردار پر اس سے پورا پورا
مواخذہ کر - ذلت اور خواری کے مقام مین اسے کھڑا کر دے - خیانت کی علامتین
اس پر لگا دے اور تہمت و خیانت کا گلوبند نہایت کس کر اسکی گردن مین باندھ دے

ایک کم مرتبہ شخص کی عظیم الشان محنت کے اجر کو (اجر کی حیثیت دیکھ کر) بے حقیقت شمار کرے
اس امر کو خدا اور رسول پر چھوڑ جو تجھ پر مشتبہ ہو اور جس کے بارے مین اجرائے حکم تجھے درماندہ
کردے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس قوم کے واسطے جنکی ہدایت کو دوست رکھتا ہے ارشاد فرمایا
ہے "اے ایمان لانے والو تم خدا و رسول خدا و اولی الامر کی اطاعت کرو (وہ اولی الامر)
جو تم مین سے ہو۔ اگر کسی حکم مین تم تنازعہ کرو۔ تو اس کے حکم کو خدا و رسول کی طرف رد
کردو" اب یہ بھی سمجھ لے کہ خدا کی طرف رد کرنا یہی ہے کہ اس کی کتاب محکم سے تمسک کیا جائے
اور رسول کی طرف رد کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کی جمع کرنے والی اور تفرقے پیدا نہ کرنیوالی
سنت کو اختیار کیا جائے ✧

اب آدمیوں کے قضایا کا فیصلہ کرنے کے لئے اس شخص کو اختیار کر جو تیری رعیت مین سب سے
افضل ہو۔ مختلف کامون نے سے تنگ کر رکھا ہو۔ (وہ اپنے ہی جھگڑون مین گرفتار ہو)
وعویدارون کی خصومت جسے دلتنگ کرے۔ ہمیشہ لغزشون کا شکار نہ ہو۔ جب حق کو پہچان
لے تو اس کی طرف مائل ہونے سے تنگدل نہ ہو۔ اس کا نفس طمع کی طرف راغب نہ ہو پورے
پورے افہام تفہیم کے طریقہ کو چھوڑ کر تھوڑی سی سمجھ پر اکتفا نہ کرے (خوب غور و خوض سے
کام لیکر فیصلہ صادر کرے) شبہات کے وقت نہایت ہی توقف سے کام لے۔ سب سے زیادہ حجتون
کے ساتھ گرفت کرنے والا ہو۔ دعویدارون کے دعوی پر رجوع کرنے کے وقت سب سے کم تنگدل
ہونے والا ہو۔ امورات حقہ کے ظاہر کرنے مین سب سے زیادہ صابر ہو۔ حکم کے ظاہر ہونے
کے وقت سب سے زیادہ دعوون کو منقطع کرنے والا ہو۔ ایسا شخص ہو کہ رو در رو مدح
و ستائش جسے مغرور و متکبر نہ کرے۔ نہ حکومت کا غرور اسے طریق مستقیم سے منحرف کرے
مگر ایسے لوگ نہایت قلیل ہین ✧

پھر اس کی حکومت کا بکثرت ملاحظہ کر (کہ وہ کسطرح حکمرانی کرتا ہے) بخشش و انعام مین اس کے
واسطے اسقدر وسعت عطا کر جو اس کے عذر کو زائل کردے۔ اور لوگون کا محتاج نہ ہے

سپاہیون کے امور (ضروریات) کا اس طرح جویان رہ جیسے کہ ماں باپ اپنی اولاد کی ضروریات
کے خبرگیران رہتے ہین - جس چیز کے ساتھ تونے انہین تقویت عطا کی ہے اسے اپنے دل مین
بزرگ نہ سمجھ - اس احسان کو حقیر نہ شمار کر جس کا تونے انکے ساتھ عہد کیا ہے - اگرچہ قلیل ہو
کیونکہ بذل احسان انہین تیرے ساتھ خیرخواہی اور حسن ظن پر آمادہ کرنے والا ہے - انکی
چھوٹی چھوٹی باتون (ضرورتوں) کی تلاش کو انکے امورات بزرگ کی نگہداشت پر بھروسا
کرکے ترک نہ کر - کیونکہ بعض مقامات پر تیرا تھوڑا سا احسان بھی انہین بہت کچھ نفع پہنچائیگا
اور بعض موقع پر تیرے احسان عظیم سے بے نیاز اور مستغنی ہونگے *

سپہ سالارون مین سے برگزیدہ اور منتخب سپہ سالار تیرے نزدیک وہ ہونا چاہئے جو اپنے
مال سے سپاہیون کی مدد کرے - اپنی تونگری اور مالداری سے انپر کرم و احسان کرے
پھر ایسی مقدار کے ساتھ جسمین انکی بھی گنجائش ہو اور انکے پس ماندگان و اہل و عیال
بھی اس لطف و کرم کے سایے مین سما سکیں - تاکہ پھر یہ لوگ ایکجان ہوکر دشمن سے جہاد کرنے
مین مشغول ہوجاتے ہین - پس بیشک جب تو ان کی طرف مائل ہوگا ان سے محبت کریگا تو یہ بھی
تیری سمت راغب ہونگے - تجھ سے مانوس رہین گے - اور جبتک کہ یہ سپاہی اپنے سپہ سالارون
پر مہربان نہ ہون - اپنی دولتون کے بوجھ کو ثقیل نہ سمجھین - اپنی مدتون کے منقطع ہونے
دیر سمجھنے کو ترک کرین اسوقت تک انکی مہربانیون کی صحت نہ ہوگی - لہذا انکی آرزوؤن کو
وسعت دے - انکی مدح و ثنا کے حسن سے واصل ہوجا - جو جو تکلیفین اور مشقتین انہون نے (جہاد مین)
برداشت کی ہین - ان کا مکرر ذکر کر - کیونکہ انکے حسن کردار کا مکرر ذکر کرنا - شجاع کے دلمین جہاد
کی تحریک - اور بزدل کے قلب مین اس کی حرص پیدا کرتا ہے - انشاء اللہ تعالی - تو ہر ایک
محنت و مشقت کی مقدار کو پہچان - کسی شخص کی بلا دوسرے کے سر نہ ڈال جبکہ ایک انسان نہایت
محنت کر رہا ہو تو اس محنت کے اجر مین تقصیر نہ کر - یہ ہرگز زیبا نہین کہ کسی شخص کے حسب نسب
کی بزرگی کے سبب سے اس کی معمولی اور قلیل محنت کے اجر کو بھی بڑھا دے - نہ تجھے یہ لازم ہے کہ

ملین اسی پر بھروسہ کہتے ہین - اب یہ دو نو قسمین (خراج گذار رعایا اور مجاہد سپاہی) باقی نہین رہ سکتین جبتک کہ ایک تیسری قسم یعنی عادل قاضی منصف حکام اور محررین مصلحین کا وجود نہو - کیونکہ قضاۃ کی وجہ سے معاملات و مناکحات کی گرہین مضبوط ہوتی ہین - والیان ملک اور حکام ذوی الاحتشام سلطنت کا خراج اور اس کے منافع جمع کرتے ہین - اور دبیران و منشیانِ مملکت پر امور خاصہ و عامہ کا اعتماد اور بھروسا ہے - اب یہ طبقے جن کا بیان ہوا جبتک کہ تاجر اور اہل حرفہ ملک مین موجود نہون قائم نہین رہ سکتے - کیونکہ انہین کے سبب سے ان کے منافع جمع ہوتے ہین - یہی گروہ انکے بازارون کی رونق ہین - اور اپنے ہاتھون سے وہ وہ منفعتین انہین پہنچاتے ہین جو دوسرا نہین پہنچا سکتا - اب نہایت ہی ادنے اہل حاجت و مساکین کا طبقہ وہ ہے جس کے افراد اول الذکر طبقات کی بخشش کے مستحق ہین - انکی مدد کا استحقاق رکھتے ہین - اب خداوند تعالی کے فضل و کرم مین ہر ایک کے واسطے وسعت ہے - اور لقدر اصلاح حال حاکم پر ہر ایک کا حق واجب لازم ہے ۞

اب جو شخص بلحاظ دامن و گریبان ان طبقات مین سے تیرے نزدیک خدا و رسول خدا اور تیرے امام کے واسطے نہایت ہی پاک صاف ہو از روے حلم و بردباری ان لوگون مین افضل ہو جو غیظ و غضب کے وقت تدبر و تانی سے کام لیتے ہین - گنہگار کے عذر سے راحت حاصل کرتے ہین (اس کے عذر کو قبول کرنے پر آمادہ رہتے ہین) ضعیفون پر مہربان ہین - طاقتورون پر رفعت کے متلاشی ہین سختگیری جنہین برانگیختہ نہین کرتی - (لوگون کے ساتھ سخت گیری سے پیش نہین آتے) نہ ضعف تدبیر و راے انہین اجراے احکام سے بٹھا سکتا ہے ایسے لوگون کو لشکر کا سپہ سالار بنا - پھر تو صاحبانِ بزرگی و خانوادہ ہاے شائستہ و خصائل حسنہ کے ساتھ پیوست ہوجا - پھر اہل رفعت و شجاعت و سخاوت و جوانمردی کے ساتھ چسپان ہو - کیونکہ ایسے نفوس کرم اور بزرگواری کے جامع ہین اور شجر جود و احسان کی شاخین ۞

الفت اور محبت جمع ہوتی ہے۔جس کے سبب سے رعیت کی اصلاح ہوتی ہے۔کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہ کر جس سے تو سنن گذشتہ کو ضرر پہنچا سکے۔کیونکہ جس شخص نے سُنّت صالحہ کو بنا کیا ہے اسے تو ثواب ملیگا۔اور تمام وبال تیری ہی گردن پر رہیگا کیونکہ تونے اس طریقہ کو شکستہ کر دیا ہے۔علما سے نہایت کثرت کے ساتھ سبق لیا کر۔حکیموں اور دانشمندوں سے ان امور کے برقرار رکھنے کی نسبت دریافت کیا کر جن پر تیرے شہروں کی اصلاح منحصر ہے۔اور ان اشیا کے قائم رکھنے میں جنہیں تجھ سے پہلے لوگوں نے قائم کیا ہے +

خوب سمجھ لے کہ رعیّت کے مختلف طبقے ہیں۔ایک کی دوسری کے ساتھ اصلاح ہوتی ہے۔اور ایک دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہے۔بعض ان میں سے خدا کی راہ میں لڑنے والے سپاہی ہیں۔بعض عام وخاص کے مصالح کے کاتب ہیں۔بعض قاضیان عدل ہیں۔بعض با انصاف و مروّت ہیں۔بعض اہل ذمّہ (پناہ اسلام میں آتے ہوئے کافر) ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا ہے۔بعض مسلمان زمیندار ہیں جن سے خراج حاصل ہوتا ہے۔بعض تاجر ہیں۔بعض اہل حرفہ ہیں۔اور ان طبقات میں سے صاحبان حاجت ومساکین کا ایک نہایت ہی ادنیٰ طبقہ ہے۔ان طبقوں میں سے ہر ایک کے لئے پروردگار نے ایک حصّہ مقرر کر دیا ہے۔اور ہر ایک کو اپنی کتاب یا اپنے نبی کے طریقے میں اس کی حد اور اس کے فریضہ پر قرار دے دیا ہے۔اس امر کی وصیّت کر دی گئی ہے۔اور وہ وصیّت ہمارے پاس محفوظ ہے +

پس سپاہی خدا کے حکم سے رعیت کے واسطے قلعہ ہیں۔حاکموں کی زینت ہیں۔دین کی عزت ہیں۔امن و امان کے رستے ہیں۔رعیّت انہیں کے ساتھ قائم ہے اور یہ لشکر اسی چیز کے سبب سے قائم رہ سکتے ہیں جسے پروردگار عالم نے انکے واسطے خراج کی مد سے علیحدہ کر دیا ہے۔جس کے سبب سے دشمن سے جہاد کرنے کے لئے قوت حاصل کرتے ہیں۔اور یہ اپنی اور در پیش ہونے والی حاجات (مثل نان ونفقہ وسلاح ومرکب وغیرہ)

ہی ہلکے ہین - مدد کے لیے نہایت ہی بہتر ہین - مہربان ہو کر تیری طرف مائل ہین - اور تیرے غیر سے الفت کا رشتہ بالکل قطع کیے ہوتے ہین - اب تو اسی جماعت کو اپنی خلوتون اور اپنی مجلسون کے لیے مختص کر لے ؛

تجھے ایسے وزیرونکا انتخاب کرنا چاہیے - جو کہ سخنانِ حق کو جن مین بظاہر تلخی کا اثر ہوتا ہے تجھ سے بیان کرین اور وہ امور جنہین خداوند عالم اپنے دوستون کے لیے پسند نہین فرماتا جو تیری خواہشات کی بدولت جہان کہین بھی واقع ہون جن مین صاحبانِ تقوی کی ہمرنگی کا اثر بھی نہ ہو ان امور مین نہایت ہی کم تیری مدد کرین - پھر تو ان لوگون کو تعلیم کر کہ تیرے سامنے تیری مدح وثنا نہ کرین - اپنے ان باطل اقوال سے تیری خوشنودی کو مدنظر نہ رکھین جن کا تو مصداق نہین ہے - کیونکہ روبرو مدح گوئی نخوت کو پیدا کرتی ہے - اور غفلت سے نزدیک کر دیتی ہے - بدکار اور نیکوکار تیرے نزدیک مساوی المرتبہ نہ ہونے چاہئین - کیونکہ یہ امر (ان دونو کو مساوی سمجھنا) نیکوکار کو نیکی کی طرف راغب ہونے سے روکتا ہے - اور بدکار کو بداعمالیون کی جرأت دلاتا ہے - ہر ایک شخص کو اسی چیز کے ساتھ لازم کر دے جسے اس نے اپنے نفس کے لیے لازم کر رکھا ہے (بُرے سے بُری طرح اور اچھے سے اچھی طرح پیش آ) خوب سمجھ لے کہ رعایا کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے - انپر احسان کرنے انکی تکلیفات مین تخفیف کرنے امورات ناگوار کے سبب سے ان پر ظلم وستم نہ کرنے سے زیادہ کوئی شے رعایا کو اطاعت حاکم پر آمادہ کرنیوالی نہین ہے - لہذا تو وہ امر اختیار کر جس سے رعیت تیری طرف سے بدگمان نہ ہو کیونکہ رعایا کا حُسنِ ظن تجھ سے طول طویل زحمت اور رنج وتعب کو قطع کر دیگا اور بیشک تجھے حسن ظن اسی کے ساتھ رکھنا چاہیے - جس کے پاس تیری نعمتین ہون - جسپر تونے احسان کیا ہو - اور بدگمانی اسی سے زیبا ہے - کہ تیری زحمتین جسکے سامنے موجود ہون جسے تونے تکلیف پہنچائی ہو ؛

اس طریقہ صالحہ کو نہ توڑ جسپر اس امت کے سابقین نے عمل کیا ہے - جس کے سبب سے

رہتے ہین - کیونکہ رعیّت مین بہت سے ایسے عیب ہوتے ہین جن کا چھپانا حاکم کو لازم ہے تو ان عیوب کو آشکار نہ کر جو تجھ سے پوشیدہ ہین - کیونکہ جو عیب تجھ پر ظاہر ہو جائے اسکی تطہیر تیرا فرض ہے - اور جو عیوب تیری نگاہون کے سامنے نہین - خداوند عالم خود انکے بارے مین حکم صادر فرماتے گا - لہذا حتی الوسع عیب پوشی مین کوشش کر خداوند عالم بھی تیرے ان عیوب کو چھپائیگا جو تیری رعیت مین ہین اور ان کے پوشیدہ کرنے کو تو دوست رکھتا ہے - لوگون کے دلون سے ہر ایک حسد کی گرہ کھول دے انکے ساتھ برابر احسان کر، ہر ایک حسد کا رشتہ اپنی ذات سے قطع کر دے - ہر ایک وہ چیز جو تیرے لائق نہین ہے - اس کو نگاہون سے غائب کر دے - بدگو کی باتون کو سچ سمجھنے کے لئے عجلت سے کام نہ لے - کیونکہ بدگو مکار ہوتا ہے اگرچہ ناصح سے مشابہ ہو - اپنے مشورہ مین کسی بخیل کو داخل نہ کر - کیونکہ وہ تجھے فضل و کرم سے منحرف کرتا ہوا فقر و فاقہ سے ڈرائیگا - کسی بزدل سے مشورہ نہ لے کیونکہ اجرائے احکام مین وہ تجھے بھی ضعیف اور ڈرپوک بنا دے گا - کسی حریص و طماع کو مشیر نہ بنا - کیونکہ وہ ظلم و ستم کی حرص کو تیرے سامنے مزیّن کر دیگا - خوب یاد رکھ کہ بخل - بزدلی - اور حرص و طمع یہ مختلف طبیعتین ہین اور خدا سے بدگمان رہنا انہین جمع کر لیتا ہے ؛

تیرا بدترین وزیر وہ ہے جو تجھ سے پہلے ظالمون کا وزیر رہ چکا ہو - اور وہ شخص جو ان ظالمون کے گناہون مین شریک رہا ہو - ایسا شخص ہرگز تیرا ہمدم و ہمراز نہ ہونا چاہئے کیونکہ ایسے لوگ گنہگارون کے مددگار ہین - ظالمون اور ستمگرون کے بھائی ہین - حالانکہ تجھے ان سے بہتر وزیر اور انکا اچھا جانشین میسّر ہو - اور وہ ان لوگون مین سے ہو جو ان گنہگارون کی مانند صاحب عقل ہین - صاحب تدبّر و تفکّر ہین انکی مانند عاصی نہین ہین انپر کسی قسم کا وبال نہین - انہون نے کسی ستمگار کی اس کے ستم پر مدد نہین کی - نہ کسی گنہگار کی اس کے گناہ پر حمایت کی ہے - اس جماعت کے لوگ از روئے تکلیف تجھپر نہایت

ہر ایک جبّار کو ذلیل - اور ہر ایک متکبّر کو خوار کر دیتا ہے ؛

حقوق الٰہی اور حقوق مردم کے بارے مین اپنے نفس اور اپنے اہل کی طرف سے انصاف کر اور اس شخص کی جانب سے بھی جسے اپنی رعیت مین سے تو دوست رکھتا ہے - کیونکہ اگر تو عدالت پر عمل نہ کریگا تو یقیناً ظالم ہے اور جس شخص نے بندگان خدا پر ظلم کیا بیشک پروردگار عالم بندون کے علاوہ اس کا دشمن ہے - اب جس شخص کی پروردگار عالم نے مخاصمت کی تو اس شخص کی حجّت باطل ہو گئی - وہ عذاب عقاب کے وقت کوئی عذر نہین کر سکتا - وہ برابر خدا کا دشمن ہے جبتک کہ ظلم سے ہاتھ نہ اُٹھائے اور توبہ نہ کرے - یاد رکھ کوئی چیز ظلم و ستم سے بڑھ کر خدا کی نعمتون کے زوال کی طرف دعوت دینے والی اور عذاب عقاب کی طرف تعجیل کرنے والی نہین ہے - کیونکہ پروردگار عالم مظلومون کی فریاد کو سنتا ہے اور ظالمون کی گھات مین رہتا ہے - تیرے کل امور امر حق مین معتدل ہون - عدل و انصاف پر شامل ہین - رعیت کی خوشنودی کو جمع کرتے رہین - کیونکہ عوام الناس کا غضب خواص کی خوشنودی کو باطل کر دیتا ہے - اور خاص لوگو نکا خشم - عوام کی خوشنودی کے ساتھ بخشا جا سکتا ہے ؛

خواص رعیت سے زیادہ کوئی شخص حاکم پر وسعت و آسودگی عاکم کے وقت ازراہ مطالب حاجات بھاری نہین ہے - نہ بلاؤن کے وقت ازروئے اعانت قلیل نہ انصاف کے وقت نہایت کراہت کرنے والا - نہ الحاح و اصرار کے ساتھ زیادہ سوال کرنے والا - نہ عطا و بخشش کے وقت ناشکرا - نہ دست کرم روک لینے کے وقت عذر کو بعد مشکل قبول کرنے والا - نہ حوادثات زمانہ کے وقت از روئے صبر ضعیف تر - بیشک دین کے ستون - مسلمانون کو جمع کرنے والے و دفع اعدا کے لیئے قوت اور طاقت عامۃ الناس ہی ہین - تو انہین کے ساتھ سینہ صاف ہو کر لے - انہین کی طرف مائل ہو - ہان بے شک تجھے زیبندہ ہے کہ رعایا مین سے ان لوگون کو دور رہی دور رکھے - انہین دشمن سمجھے جو لوگون کی عیب چینی کرتے

وعنایت پیش آ- تو ان کے لئے ایک شکاری درندہ نہ بن کہ انکے مال کھا لینے کو غنیمت سمجھ لے سن! ان لوگون کی دو قسمین ہین- یا تو تیرے دینی بھائی ہین- یا اپنے مخلوق ہونے مین تیری مانند ہین- انہین کی لغزشین ظاہر ہوتی ہین- انہین کو امراض عارض ہوتے ہین انہین کے ہاتھون سے عمدًا وسہوًا خطائین سرزد ہوتی ہین- پس تو ان لوگون کو اپنی عفو سے معافی عطا فرما ان کے گناہون سے اعراض کردیا کہ تو دوست رکھتا ہے کہ پروردگار عالم تجھے معاف کرے تیرے معاصی سے اعراض فرمائے- کیونکہ تو ان لوگونکا سردار ہے- اور تیرا جو حاکم ہے وہ تجھپر مسلط ہے اور خداوند عالم اس شخص پر حکومت رکھتا ہے جس نے تجھے حاکم بنایا ہے- اور مرضی خدا ہے کہ تو ان لوگون کے امور کی کفایت کرے- تجھے ان لوگون کے ساتھ اس نے مبتلا کیا ہے انہین لوگون کے ساتھ تیرا امتحان لیا گیا ہے ❊

اپنے نفس کو خدا کی دشمنی کے لئے قائم نہ کر کیونکہ اس کے عذاب کے دفع کرنے کی تجھ مین بالکل قوت نہین ہے تو اس کی معافیون اور رحمتون سے بے نیاز نہین ہو سکتا- لوگون کے گناہون سے درگذر کرنے پر پشیمان نہو- سزائین دے دے کر خوش نہ ہو- سرعت غیظ وغضب کی طرف جلدی نہ کر- کیون کہ اس بات سے تجھے کوئی کشائش نہ حاصل ہوگی- تو ہرگز یہ نہ کہہ کہ مین امیر ہون- مین حکمران ہون میری اطاعت کرنی چاہئے- کیونکہ یہ قول قلب مین فساد پیدا کرتا ہے- ضعف دین کا سبب ہے- خدا کے سوا دوسرے کا تقرب حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے- اگر تجھے اپنی سلطنت کے سبب سے کوئی بزرگی یا تکبر لاحق ہو تو خداوند تعالے کے ملک کی عظمت وشان کو دیکھ جو تجھ پر مسلط ہے- اپنے مقابلہ مین اس کی قدرت کو معائنہ کر کہ وہ کسطرح اس چیز پر قادر ہے جسپر تیرا نفس ہرگز قدرت نہین رکھتا- کیونکہ یہ معائنہ تیری سرکشی کو باز رکھے گا- تیری تندی غیظ وغضب کو تجھ سے دور کردیگا- اور اس عقل ودانش کو تیری طرف لوٹا دیگا جو تجھ سے علیحدہ ہو گئی ہے- خبردار خدا کی عظمت وجلالت کا مقابلہ نہ کر- قہر وغلبہ مین اپنے آپ کو اس کا مثل نہ بنا- کیونکہ پروردگار عالم

کرتے وقت کاربند ہونے کا حکم دیا ہے - خراج کی تحصیل - دشمن کے ساتھ جہاد - اہالیان مصر کی اصلاح - مصر کے شہرون کا آباد کرنا - یہ سب امور اس مین بیان کئے گئے ہین اور حاکم موصوف کو حکم دیا ہے کہ خوف خدا کو لازم سمجھے - اطاعت خدا کو اختیار کرے اور ان احکام فرائض و سنن کا اتباع کرے جنھین اس نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے وہ ایسے واجبات اور فرائض و سنن ہین کہ جن کی اطاعت کیے بغیر سعادت دارین حاصل نہین ہو سکتی اُنہین کے انکار سے انسان شقی ابدی ہو جاتا ہے - اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ - اپنی زبان اپنے قلب کے ساتھ خداوند عالم کی مدد کرے - کیونکہ وہ پروردگار عالم اپنے مددگار کی نصرت کا متکفل ہے جو شخص اسے غالب اور معزز سمجھے اس کی عزت کا ضامن ہے - اسے (مالک اشتر) حکم دیا ہے - کہ وہ شہوات نفسانی کے وقت کسر نفسی اختیار کرے - نفس کو سرکشی سے باز رکھے کیونکہ یہ نفس امارہ برائیون اور گنہگاریون کی طرف لیجانے والا ہے - خدا ہی کی رحمت شامل حال ہو تو اس سے چھٹکارا ممکن ہے ؛

اے مالک! اب تو سمجھ لے کہ مین نے تجھے ان شہرون کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا ہے جن پر تجھ سے پہلے بہت سے حکام عادل و جابر مقرر ہو گذر چکے ہین - جیسے کہ تو اپنے سے پہلے صاحبان اختیار کے امور مین نگاہین دوڑاتا تھا اب لوگ تیرے احکام پر نظرین ڈالنے کے لئے آمادہ ہین - جو کچھ تو ان گذشتہ حکام کے بارے مین کہا کرتا تھا اب تیری نسبت بھی وہی کلمات زبانون سے نکلین گے بیشک صالحین کی نیکیون پر انہین باتون سے استدلال کیا جاتا ہے جنہین خداوند عالم اپنے بندون کی زبانون پر جاری کر دیتا ہے - اب یہی زیبا ہے کہ عمل صالح کا ذخیرہ تمام ذخیرون سے زیادہ تجھے محبوب ہو - اپنی خواہشات نفسانی پر مسلط ہو جا اپنے نفس کے ساتھ بخل سے کام لے - کیونکہ نفس کے ساتھ بخل اختیار کرنا حقیقتاً اس کی جانب سے اس شے کے ساتھ عین انصاف ہے جسے تو دوست رکھتا ہے یا جسے تو مکروہ سمجھتا ہے رعیت کے ساتھ رحم کرنے کو اپنا شعار بنا - ان سے محبت کر - ان سے بلطف

ساتھ اس کا شکریہ ادا کریں - اپنی طاقت اور قوت کے موافق اس کی مدد کر دیں - اور بیشک خدا کے سوا کوئی قوی و برتر نہیں ہے +

بعض شہروں کے بزرگوں کو نماز کے بارہ میں یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد تحقیق معلوم ہونا چاہئے کہ لوگوں کے ساتھ بجماعت ظہر کی نماز اسوقت پڑھو جبکہ آفتاب کا سایہ بڑھ کر ایک بکری کی خوابگاہ کی مانند ہو جائے[1] عصر کی نماز لوگوں کے ساتھ بجماعت اسوقت ادا کرو جبکہ قرص آفتاب سفید ہو زندہ ہو (مائل بزردی ہو کر قریب غروب ہو جاتے) اور اتنا دن باقی ہو جسمیں دو فرسخ مسافت طے کر سکیں (یہ فضیلت عصر کا وقت ہے) مغرب کی نماز ہمراہ مردم اسوقت پڑھو جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتے ہیں اور حجاج مقام عرفات سے کوچ کرتے ہیں - عشا کی نماز مل جلکر اسوقت ادا کرو جبکہ سمت مشرق کی سرخی زائل ہو جائے (یہ فضیلت عشا کا وقت ہے) ایک ثلث رات کے گذر جانے تک - اور صبح کی نماز سب باہم ملکر اسوقت پڑھو جبکہ ایک شخص دوسرے کا چہرہ اچھی طرح پہچاننے لگے اور ان لوگوں کے ساتھ نہایت ہی ضعیف اور قلیل طریقہ سے نماز پڑھو (اقل واجبات کو بجا لاؤ) فتنہ انگیز نہ ہو (نماز کو اس قدر طول نہ دو جس سے ضعیف لوگ گھبرا کر نماز چھوڑ بیٹھیں)

جب محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حکومت مصر میں مضطرب ہو گئی تو حضرت نے مالک اشتر رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت مصر کے لئے تجویز فرمایا - اور وصیت کی جو کہ تمام وصیتوں کی خوبیوں پر حاوی ہے - وہو ہذا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ وصیت ہے جس پر بندہ خدا علیؑ امیر المومنین نے مالک بن اشتر کو حاکم مصر مقرر

[1] یہ ایک کنایہ ہے جو غالباً سایہ کے ایک ہاتھ بڑھ جانے کی نسبت استعمال فرمایا ہے اور یہ وقت فضیلت ظہر ہے ۱۲

اس چیز سے نہیں ڈرتا جس کا ضرر اس کی طرف پلٹنے والا ہے - ایسا شخص کوئی ایسی شے روز آخرت کے لئے پیشتر روانہ نہیں کرتا جو اسے عذاب عقاب سے بچالے - تم خوب جان لو کہ یہ ایک تھوڑی سی تکلیف دی گئی ہے مگر ثواب اس کا بہت ہے ظلم و عدوان جن سے خداوند عالم نے نہی فرمائی ہے کہ اگر ان میں کسی قسم کا عذاب ہوتا جس سے خوف کیا جاسکے تو بے شک ان سے اجتناب کرنے کا ثواب اسقدر ہوتا کہ پھر ان کی طلب کو ترک کردینے میں کوئی عذر نہ رہتا - تم اپنے نفوس کی جانب سے لوگوں کے ساتھ بعدل و انصاف پیش آؤ - ان کی حوائج و ضروریات کے پورا کرنے میں صبر و شکیبائی سے کام لو کیونکہ تم رعیت کے خزانہ دار ہو - اُمت کے وکلاء ہو - اماموں کے سفیر ہو - کسی شخص کی حاجت اور ضرورت کو مدنظر رکھکر اپنی حشمت و بزرگی کا اظہار نہ کرو (یہ نہ سمجھو کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں - ہم بھی حاجات خلق اللہ کو پورا کرنے والے ہیں) لوگوں کو طلب خراج کی بابت محبوس نہ کرو - ادائے خراج کے لئے انہیں اس قدر مضطر نہ بناؤ کہ وہ اپنے گرمی اور جاڑے کے لباسوں اور غلاموں کو بیچ کر خراج ادا کریں - ادائے خراج کے لئے اپنے چوپاؤں کو فروخت کرڈالیں جن سے وہ اپنا کاروبار چلاتے ہیں - درہم کے ادا کرنے کے واسطے کسی شخص کو تازیانہ نہ مارو - کسی شخص کا مال نہ چھوؤ - خواہ نماز گزار مسلمان کا ہو - خواہ کافر ذمی کا - ہاں آخر الذکر گروہ کے گھوڑے اور آلات حرب جن سے وہ اہل اسلام پر ظلم و تعدی کرتے ہیں لے لو تو مضائقہ نہیں کیونکہ مسلمان کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان اشیا کو اعدائے اسلام کے تصرف میں رہنے دے اور یہ چیزیں اسلام کی مغلوبیت کا باعث ہوں - اپنے نفوس کو نصیحت قبول کرنے کے لئے آمادہ کرو - لشکروں کو حسن سیرت کے حصول کا حکم دو - رعیت کی اعانت کرو - دین خدا کو قوت دو - اور راہ خدا میں احسان و انعام پر اسی مقدار سے عمل کئے جاؤ جو تم پر واجب و لازم ہے - کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اسی لئے ہمارے اور تمہارے ساتھ لطف و احسان کیا ہے کہ ہم اپنی انتہائی کوششوں کے

حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ والی اور حاکم کو یہ بات لازم ہے کہ وہ عزت جو اسے حاصل ہے وہ غِنا اور وسعت جو اس کے ساتھ مختص ہے - یہ امر اسے رعیت کی طرف سے متغیر نہ کرنے پائین - وہ نعمتین جو خداوند عالم نے اسے عطا فرمائی ہین بندگانِ خدا کو اپنا مقرب بنا کر لینے بھائیون کے ساتھ الطاف و مہربانی سے کام لیکر ان نعمات کو زیادہ کیا جائے - آگاہ ہو جاؤ مجھپر تمھارا یہ حق ہے کہ مین تمہارے سامنے کسی بھید کو نہ چھپاؤن - مگر صرف لڑائی کے بارے مین (کیونکہ ابھی اس کے اظہار کرنے کی صلاح نہین ہے) اور سوائے حکم مخصوص کے (جو علم حاکم کے ساتھ مختص ہے) کسی حکم کو تمہارے ساتھ نہ لپیٹون کسی امرِ حق کو اس کے مقام سے مؤخر نہ کرون نہ بغیر قطعی اور جزمی دلیل و حجت کے حق پر قائم رہون - اور یہ بھی مجھپر حق ہے کہ تم سب کے سب میرے نزدیک مساوی الحقوق ہو جاؤ اور جب مین نے ان حقوق کو ادا کر دیا تو فضل خداوندی کی طرف سے تمپر نعمتونکا نزول لازم و واجب ہو گیا - میری اطاعت اور فرمانبرداری تمپر فرض ہو گئی - تم پر یہ بات واجب ہو گئی کہ میری دعوت سے مُنھ نہ پھراؤ - مصلحت امر مین تقصیر نہ کرو امرِ حق کی طرف مدعو ہوتے ہوئے مکروہات و شدائد مین مبتلا نہ ہو جاؤ - اگر تم ان باتون پر قائم نہ رہے جو بیان کی گئی ہین تو بلاشک کج رفتاری پر عمل کرنے والے سے زیادہ میرے نزدیک کوئی ذلیل و خوار نہ ہوگا - مین اس کے لئے ایک عظیم تعزیر پیش کرونگا اور اسے تعزیر و عقاب سے رہائی حاصل کرنے کی میری طرف سے رخصت نہ دی جائیگی تم ان باتون کو اپنے بزرگون سے حاصل کرو - اپنے نفوس ان کی جانین انہین عطا کردو (انکی فرمانبردار ہو جاؤ) بیشک پروردگار عالم اس فرمانبرداری کے سبب سے تمہارے امور دین و دنیا کی اصلاح فرمائیگا +

خراج تحصیل کرنے والے عمال کو یہ نامہ رقم فرمایا ہے "عبد بندۂ خدا علیؑ امیرالمومنین کی طرف سے خراج تحصیل کرنے والے عاملون کو حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جو شخص

فساد کو اظہار کرتے رہتے ہین - تو نے خوب جان لیا ہے کہ تو کبھی اس (خون عثمان) چیز کو نہ پا سکے گا جس کے گم ہونے کا پروردگار عالم کی طرف سے حکم صادر ہو گیا ہے - ایک قوم (اصحاب جمل) نے بغیر حق کے اس امر (خلافت) کا قصد کیا - اور (خون عثمان کے طالب ہو کر) یہ تاویل کرنی شروع کی کہ خلیفہ وقت خدا کی نافرمانی کر رہا ہے - مگر خداوند عالم نے انکی تکذیب فرمادی - تو اس دن سے حذر کر جس دن وہ شخص رشک آمیز نگاہوں سے دیکھا جائیگا جس کے عمل کا انجام محمود ہوگا - اور جس دن وہ شخص نادم و پشیمان ہے جس نے شیطان کو اپنے اوپر مسلط کر لیا کہ وہ اسے اپنی طرف کھینچے - تو نے مجھے حکم قرآن کی طرف دعوت کی حالانکہ تو اسکا اہل نہین ہے - ہم نے اس دعوت مین تیری آواز کو قبول نہین کیا بلکہ حکم قرآنی کی اجابت کی ہے - والسلام *

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ کے علاوہ کسی اور شخص کو یہ مکتوب روانہ فرمایا ہے "حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہو کہ دنیا اپنے غیر (آخرت) سے روگردان کرنے والی ہے - اہل دنیا کو دنیا کی طرف سے کوئی شے حاصل نہین ہوتی الا یہ کہ اس دنیا نے اپنی حرص کے دروازے اس پر کھول دئے وہ اس کا شیفتہ ہو گیا - اہل دنیا کو جو چیز کہ دنیا کی طرف سے حاصل ہوتی ہے وہ اس کے سبب سے اس چیز سے بے نیاز اور مستغنی نہین ہو جاتا جو اسے حاصل نہین ہوتی ہے - حالانکہ اس کے پس پشت اس حال سے مفارقت موجود ہے جسے اس نے جمع کیا ہے - اس شے (حرص و آز) کی شکستگی قائم ہے جسے اس نے محکم کیا ہے - وہ چیز جو کہ گذر گئی ہے اگر تو اس سے عبرت حاصل کرے تو بے شک باقی کی حفاظت کر سکتا ہے - والسلام *

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

اپنے لشکر کے سرداروں کے نام حضرت نے یہ نامہ رقم فرمایا ہے "بندہ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے یہ خط مسلح شخصوں (سپاہیوں) کے مصاحبین (سرداروں) کے نام ہے

ڈرو - یہ تمھارے نبی کی وصیت ہے - انکے ساتھ مراعات کرنے کے لئے آپ بکثرت وصیت فرمایا کرتے تھے حتی کہ ہمارا گمان تھا کہ آپ اپنی میراث مین سے انہین حصہ دین گے رعایتِ قرآن کرنے مین خدا سے پرہیز کرو - تقوی کو اپنا شعار بناؤ - کہین ایسا نہ ہو کہ تمہارا غیر اس پر عمل کرنے مین تم سے سابق ہو جائے - ڈرو خدا سے - ڈرو خدا سے نماز کے بارے مین کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے - ڈرو خدا سے ڈرو خدا سے اپنے بیت اللہ کی رعایت کرنے مین جب تک تم زندہ ہو اسے خالی نہ چھوڑو (برابر حج وعمرہ بجالاؤ) اگر تم اسے ترک کرو گے - تو عذاب خدا سے تمہین مہلت نہین ملے گی - اپنے اموال - اپنے نفوس - اپنی زبانون کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کرنے مین خدا سے ڈرو - خدا سے ڈرو - تم پر لازم ہے کہ آپس مین مواصلت اور احسان کرتے رہو - ایک دوسرے کی طرف رخ نہ کرنے اور قطع رحمی سے الگ ہو - امر معروف ونہی منکر کو نہ چھوڑو ورنہ تمہارے اشرار و بدکردار تم پر حاکم ہو جائینگے - تم درگاہ خدا مین دعا کرو گے مگر وہ قبول نہ کی جائے گی **پھر فرمایا** اے اولاد عبد المطلب مین تمہین ایسی حالت مین نہ پاؤن کہ تم مسلمانون کے خون مین سر سے پاؤن تک نگین ہوتے پھرو اور کہتے جاؤ کہ امیر المومنین قتل ہوگئے امیر المومنین قتل ہوگئے آگاہ رہو کہ میرے قاتل کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل نہ ہونا چاہئے - تم نظر کرنا کہ اگر مین اس کی اس ضربت سے مرجاؤن تو اسے بھی ایک ہی ضربت لگانا - اسے مُثلہ نہ کرنا - اس کے ہاتھ پاؤن کان ناک نہ کاٹنا کیونکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مُثلہ کرنے سے حذر کرو اگرچہ وہ سگ گزیدہ ہی کیون نہو ۔

معاویہ کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے "ظلم اور مکر و فریب انسان کو اس کے دین و دنیا مین ہلاک کردیتے ہین - اس شخص کے پاس جو اس کی عیب جوئی کرتا رہتا ہے - اسکے

شدت و سختی کا ارادہ کرے جب سوائے اس درشتی کے کوئی چیز تجھے فائدہ نہ پہنچا سکے رعایا کے واسطے اپنے پرون کو بچھا دے۔ اپنے پہلوؤن کو ان کے واسطے نرم کر (انہین اپنے پہلو مین جگہ دے اپنا ہم نشین بنا) ملاحظہ کرنے - دیکھنے - اشارہ کرنے اور تعظیم کرنے مین ان کے درمیان مساوات کو مد نظر رکھ تا کہ بزرگان قوم تیرے ظلم و ستم کی طمع نہ کرین (انہین یہ خیال نہ پیدا ہو گا کہ تو انکے لحاظ سے کمزورون پر ظلم و ستم کریگا) اور ضعیف لوگ تیری عدالت سے محروم نہ ہون - والسّلام ❖

وصیت جناب امیر علیہ السلام

جب ابن ملجم ملعون نے سر مبارک پر ضربت لگائی تو حضرت نے دونو صاحبزادون (حسنین علیہما السلام) کو طلب فرما کر یہ وصیت فرمائی ❖

"مین تم دونو کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون - میری یہ وصیت ہے کہ تم دنیا کو طلب نہ کرنا اگرچہ وہ تمہین طلب کرے تمہاری طرف مائل ہو - اور کبھی اس چیز پر حسرت و افسوس ظاہر نہ کرو یا جو از قسم مال دنیوی تم تک پہنچنے سے روک دی جاتے سچی باتون پر زبان کھلے - اجر و ثواب کے واسطے عمل کرنا ظالم کے دشمن رہنا - اور مظلوم کے مددگار رہین تم دونو کو (خصوصًا) اور تمام بیٹون اور اہل و عیال اور جس شخص کو بھی یہ نوشتہ ملے اسکو (عمومًا) وصیت کرتا ہون کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو - اپنے امر دین کا انتظام کرو - اپنے درمیانی تنازعات کے مصلح بنو - کیونکہ مین نے تمہارے جد بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے سنا ہے - آنحضرت فرماتے تھے کہ اپنی ذات اور اپنے گروہ کی اصلاح تمام روزہ و نماز سے افضل ہے" یتیمون کے بارے مین خدا سے ڈرو خدا سے خوف کرو ان کے دہانون کو بھوک کی حالت مین ایک روز بھی نہ چھوڑو یہ بات نہو کہ (ایکدن انہین کھانا کھلا دیا اور دوسرے دن نہین بلکہ ہمیشہ اور ہر روز ان کو شکم سیر کرتے رہو) اپنی مجلسون مین انہین ذلیل و خوار نہ کرو - اپنے ہمسایون کے بارے مین خدا سے

مین اپنے حدقۂ چشم کو آنسوؤن سے خالی کرکے اس پانی کے چشمہ کی مانند چھوڑتا ہون جسکا پانی نکل گیا ہو- آیا کسی حیوانِ چرندہ کا شکم چرنے سے بھرتا ہے کہ وہ شکم سیر ہوکر سو جاتے کیا گلہ گوسفند اپنی چرائی سے سیر ہوکر آرام کرسکتا ہے - کیا علیؑ اپنے توشہ کو کھاکر خوابگاہ مین لیٹ سکتا ہے؟ اسوقت اس کی آنکھین روشن ہون جبکہ وہ سالہاے دراز کے بعد صحرا مین پھرنے والے چوپایون- چرنے والے اور محفوظ حیوانون کی پیروی کر رہا ہے +

خوشا حال اس نفس کا جس نے اپنے حقوق واجبہ پروردگار عالم کو ادا کردیے ہون - اپنے پہلو و شکم سختیون کی مالش کی ہو- رات کے وقت آنکھ جھپکانے کو ترک کردیا ہو- حتی کہ اونگھنے کی حالت اسپر غالب ہوتی ہو تو اس نے زمین کو اپنا فرش اور کف دست کو بالش سر بنایا ہو- اس گروہ کے درمیان کہ روز معاد کے خوف نے جنکی آنکھون کو بیدار کر رکھا ہو خوابگاہون سے جن کے پہلو دور ہوگئے ہون - اور پروردگار کی یاد مین جن کے ہونٹ آہستہ آہستہ جنبش کرتے رہتے ہون درازی مدتِ استغفار کے باعث انکے گناہ زائل ہوگئے ہون یہ لوگ خدا کی جماعت ہین اور آگاہ رہو کہ خدا کی جماعت کے لوگ ہی فلاح یافتہ ہین پس اے ابن حنیف تو خدا سے ڈر اور سزاوار یہی ہے کہ تیری روٹیان (جیسی بھی ہون) تجھے کفایت کرین تاکہ آتش جہنم سے تیری خلاصی ہوجائے +

ومن کتاب له علیه السلام الی بعض عماله

اپنے ایک عامل کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے "حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تو ان لوگون مین سے ہے جن سے مین اقامت دین مین مدد کا طالب ہون - اور جنکی بھروسے پر مین گنہگار کی نخوت کا قلع قمع کرنا چاہتا ہون - جن کے سبب سے مجھے ایک خوفناک رخنہ کا بند کرنا منظور ہے - پس تو خداوند عالم سے اس چیز کے بارے مین اعانت طلب کر جو تیرے لئے ضروری ہے - شدت و سختی کو کسیقدر نرمی اور ملائمت کے ساتھ آمیز کردے - بر رفق و مدارا پیش آ جنتک کہ یہ محبت و ملاطفت تجھے موافق حال نظر آئے

تک برابر انپر نہایت سرعت کے ساتھ حملے کرتے جاؤ نگا - مین عنقریب کوشش کرونگا
کہ اِس شخص سرنگون اور جسم واژگون (معاویہ) سے زمین کو پاک کردون حتیٰ کہ
اس دانہ کے درمیان سے کنکر کے ڈھیلے کو نکال کر پھینک دون جسے اسلام نے بویا ہے
اے دنیا تو میری طرف سے اپنی ہی جانب پلٹ جا - تیری مہار تیرے ہی کوہان پر ہے -
مین تیرے پنجون سے الگ ہو چکا ہون - تیری قید سے رہا ہو چکا ہون - مین نے تیری
لغزشون مین چلنے سے اجتناب کر لیا ہے - کہان ہین وہ گروہ جنہیں تو نے اپنے لہو و لعب سے
فریب دیا ہے کہان ہین وہ امتین جنہین تو نے اپنی آرائشون پر مفتون کر رکھا تھا - وہ اب
رہین قبور ہین - وہ لحدون مین سو رہے ہین - قسم خدا کی اگر تو کوئی ایسی چیز ہوتی جسے
دیکھ سکتے اگر تو کوئی ایسا جسم ہوتی جس کا احساس ہو سکتا تو بے شک مین تجھپر حدود الٰہی
کو جاری کرتا کیونکہ تو نے بندون کو آرزوؤن کے ساتھ فریب دیا ہے - تو نے امتون کو
جائے ہلاکت مین ڈال دیا ہے - تو نے بادشاہون کو نیستی کے سپرد کر دیا ہے - انہین
بلیّات کی آبگاہون تک پہنچا دیا ہے جبکہ نہ وارد ہونیکا وقت تھا نہ بازگشت کرنے کا
ہیہات ہیہات اے دنیا جس نے تیری لغزشگاہوں پر قدم رکھا وہی لغزش کھا گیا
جو تیرے دریا مین سوار ہوا وہی غرق ہو گیا - جو تیرے پھندے سے منحرف ہوا اسی کو
توفیق رہائی نصیب ہوئی - جو تیرے شر سے محفوظ رہا اسے اپنی خوابگاہ کی تنگی کا کچھ
خوف نہین - تو اس کے نزدیک ایک ایسے دن کی مانند ہے جو ڈھلنے کے قریب ہی
ہو مجھ سے دور ہو جا قسم خدا کی مین تیرا مطیع نہین ہون جو تو مجھے ذلیل کریگی - مین
ایسا نرم نہین ہون کہ تو میری مہار کھینچ لیگی - قسم خدا کی مین مشیّت الٰہی کا استثنا کرتے
ہوئے (انشاء اللہ کہتے ہوئے) اپنے نفس کو ایسی ریاضت کا پابند کرتا ہون کہ جس کے
سبب سے وہ ایک قرص نان کو دیکھ کر بھی شاد شاد ہو جائے اگر اس کے کھا لینے پر قادر ہو
اور نانخورش کے لئے فقط نمک پر قناعت کرے *

جو پانی پینے کے لئے ایک چرمی پیالہ کے محتاج ہون (وہ لوگ ہون جنہین پانی پینے کے لئے قدح چرمی بھی میسر نہ آتا ہو طعام و شراب تو کجا) کیا مین اپنے نفس کو فقط اسی امر پر قناعت کا حکم دون کہ مجھے امیر المومنین کہدیا جائے اور بس۔ میں مکروہات زمانہ مین ان لوگونکا شریک نہ ہون؟ یا زندگی کی زشتی و بدی مین انکا پیشوا نہ بنون (دکھ درد مین انکا ساتھ نہ دون) مین اس لئے پیدا نہین کیا گیا ہون کہ بے مہار جانورون کی طرح لذیذ لذیذ کھانے کھاتا رہون جن کی زندگی کا مقصد فقط وہ سبز سبز گھانس ہی ہے یا کھلے ہوتے چوپایون کی مانند ہو جاؤن جن کا شغل اور مشغلہ یہی ہے کہ دن بھر چرا کرین اور اپنی اوجھ کو گھانس سے لبریز کر لین۔ اور ان ارادون سے غافل ہون جو انکی نسبت کئے جا رہے ہین (مثلاً ذبح کرنا یا بوجھ کھچوانا) کیا مین یونہی فضول چھوڑ دیا گیا ہون مجھے عبث طور سے مہلت دی گئی ہے۔ کیا مین ضلالت کی رسّی کو کھینچون کیا مین راہ حق سے نکل کر طریق گمراہی پر آجاؤن؟ گویا مین دیکھ رہا ہون کہ تمھارا ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اگر ابیطالب کی مقدار قوت یہی ہے تو بیشک ہمسرون سے جنگ کرنے اور دلیرون کے مقابل ہونے سے اسے ضعف اور سستی نے بٹھا دیا ہے۔

آگاہ رہو! کہ درخت صحرائی (جسے پانی کم نصیب ہوتا ہے) کی شاخین سخت ہین اور اشجار بستانی (جنہیں ہر وقت سینچا جاتا ہے) کی جلد نہایت نازک ہوتی ہے بارانی زمین کی نباتات لہکنے کے لئے نہایت قوی ہوتی ہے اور بہت دیر مین مرجھاتی ہے (ایسا ہی انسان کا حال ہے جس کی غذا کم ہوگی وہ لڑائی مین نہایت سخت ہوگا اور ناز و نعم کے پلے ہوتے یونہی ڈہل کر رہ جائینگے) مجھے رسول اللہ سے وہی نسبت ہے جو آپسمین دو تھالون کی جو ایک ہی اصل سے پیدا ہوئے ہون۔ مجھے حضرتؐ سے وہی اتصال ہے جو کلائی کو بازو کے ساتھ ہوتا ہے قسم خدا کی اگر تمام عرب بھی مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو جاتے تو مین کبھی پشت نہ دکھاؤنگا جب تک بھی مجھے ان کی گردنین اتارنے سے فرصت ممکن ہو اسوقت

واجبات میں میری مدد کرو۔ قسم خدا کی مین نے تمہاری دنیا مین سے کسی غیر مسکوک چیز کو جمع نہین کیا۔ اس دنیا کی غنیمتون مین سے مال کثیر کو ذخیرہ نہین کیا۔ مین نے اپنے دو پرانے کپڑون کے لئے کوئی نیا جامہ مہیا نہیں کر رکھا (کہ ان کے بعد اسے زیب بدن کرونگا) بیشک وہ اشیا و اموال جو آسمان کے نیچے ہین۔ انمین سے صرف باغِ فدک ہمارے تصرف مین تھا۔ مگر ایک قوم کے نفوس نے اس کے واگذار کرنے مین بھی بخل اختیار کیا اور دوسری گروہ کے نفوس (جو صاحبان حق تھے) اس پر بخشش اور سخاوت سے کام لیکر بیٹھ رہے۔ خیر اس بات کا اللہ تعالیٰ ہی اچھا فیصلہ کرنے والا ہے اور مین فدک یا غیر فدک کو لیکر کرونگا کیا حالانکہ نفس کی جگہہ بروز فردا قبر مین ہے۔ اس کی نشانیان قبر مین منقطع ہو جائینگی اسکی خبرین غائب ہو جاتیں گی۔ وہ قبر کیا ہے ایک گڑھا ہے کہ اگر اس کی کشادگی میں زیادتی کی جائے۔ اور کھودنے والے کے ہاتھ اسے وسیع و فراخ کردین۔ تو ڈھیلے اور پتھر اسے تنگ کردیں گے اور گرنے والی خاک اس کے رخنون کو بند کریگی۔ یہ نفس اسی لئے ہے کہ اسے پرہیزگاری کی مشق کرائی جائے تاکہ ایک عظیم الشان خوف کے دن امین ہو۔ اور لغزش کرنے والی جگہ کے کنارون پر ثابت و برقرار رہے۔ اگر مین چاہون تو بیشک مجھے اس دنیا کے صاف و مصفیٰ شہد کے حاصل کرنیکا طریقہ معلوم ہے۔ مجھے اس گندم کا مغز دستیاب ہوسکتا ہے اس ریشم کے بنے ہوئے کپڑون تک رسائی حاصل کرسکتا ہون لیکن ہیہات ہیہات۔ میری خواہشین مجھے مغلوب کردین۔ طعام کی حرص مجھے قسم قسم کے کھانون پر دانت تیز کرنے کی طرف لیجائے۔ حالانکہ حجاز و یمن مین کوئی نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو روٹی کے حاصل کرنے اور شکم سیر ہونے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ یا مین کھانے سے پیٹ بھر کر رات بسر کرون اور میرے اردگرد بہت سے گرسنہ شکم موجود ہون۔ بہت سے تشنہ جگر پڑے ہون کیا میں ایسا ہی ہو جاؤن جیسا کہنے والے نے کہا ہے کہ تیرے لئے یہی بس ہے کہ تو طعام و شراب سے شکم سیر ہو کر رات بسر کرے اور تیرے اطراف میں بہت سے جگر ایسے ہون

سرزد ہوگئی - وساوس شیطانی مین سے ایک وسوسہ اس پر مسلط ہوگیا جس کے سبب سے نہ نسب ثابت ہو سکتا ہے نہ اس کے سبب سے میراث حاصل ہو سکتی ہے - اس نسب سے متمسک ہونے والا اس شخص کی مانند ہے جو بادہ نوشون کی محفل مین داخل ہوا اور وہ اسے وہان سے نکال دین - اور اس چیز کی مانند ہے جو چارپایون کے زین اور پالان کے ساتھ لٹکی ہوئی ہو اور ہمیشہ متحرک ہے ✣

بنام عثمان ابن حنیف علیہ السلام

عثمان ابن حنیف انصاری جو حضرت کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا اس کی طرف سے حضرت کو یہ خبر ملی کہ ایک جماعت بصرہ نے اسے دعوت ولیمہ مین بلایا اور وہ شریک ہوا - یہ سُنکر آپنے اسے یہ نامہ تحریر فرمایا ✣

حمد و نعت کے بعد اے حنیف تجھے معلوم ہونا چاہئے مجھے خبر ملی ہے کہ گروہ اہل بصرہ مین سے ایک شخص نے تیری کھانے کی دعوت کی - تو نہایت سرعت کے ساتھ وہان پہنچا - تیرے لئے وہان قسم قسم کے نفیس نفیس کھانے چنے گئے - اور عمدہ عمدہ شربتون کے پیالے بطور نُقل پیش کئے گئے - میرا یہ گمان نہین تھا کہ تو اس گروہ کی دعوت طعام قبول کرے گا جن کا فرد محتاج دعوت سے محروم ہو اور جن کے مالدار دعوت مین طلب کئے جاتے ہین - اب تو اس لقمہ کی طرف نگاہ کر جسے تو چبا رہا ہے - اگر تجھپر یہ امر مشتبہ ہو کہ یہ لقمہ حرام ہے یا حلال تو اسے منہ سے باہر پھینک دے اور جس کی حلت اور پاکیزگی کا تجھے یقین ہے اسے تناول کر - آگاہ ہوجا کہ ہر ایک ماموم کے لئے ایک امام ہوتا ہے جسکی وہ اقتدا کرتا ہے اور اس کے نور علم سے روشنی حاصل کرتا ہے - آگاہ ہوجا کہ بیشک تمہارے امام نے اپنی دنیا مین سے فقط دو جامئہ کہنہ (پیرہن و ردا) اور کھانے کے لئے دو روٹیون پر اکتفا کر لی ہے - خبردار ہوجاؤ کہ تم اس امر پر قادر نہین ہو سکتے تم سے ایسا صبر نہین ہو سکتا - لیکن پرہیزگاری از محرمات و تلاش وسعی

فارس) کا عامل تھا۔ وہ مجھے تیری طرف سے ایک خبر ملی ہے اگر تو نے حقیقۃً ایسا ہی کیا ہے تو بیشک تو نے اپنے پروردگار کو غضبناک اور اپنے امام کو غضبناک کیا وہ یہ افضل یہ ہے کہ اس ملک کے خراج کو جو مسلمانوں کا مال غنیمت ہے جس کی تحصیل میں ان کے نیزے ٹوٹ ٹوٹ گئے ہیں۔ ان کے گھوڑے تنگ تنہ ہو ہو کر رہ گئے ہیں۔ جس پر ان کا خون بہہ گیا ہے۔ ان لوگوں میں تقسیم کرتا ہے جنہیں تو نے طائفہ عرب میں سے انتخاب کر لیا ہے اور وہ تیری قوم کے افراد ہیں۔ قسم اس خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ انسان کو خلق فرمایا اگر یہ خبر سچ ہے تو بیشک میری طرف سے اپنے لئے اہانت اور ذلیل لازم سمجھ لے۔ بیشک تو از روئے قدر و اعتبار میری نگاہوں میں بہت سبک ہو گیا اب تو اپنے پروردگار کے حق کو ذلیل و خوار نہ کر۔ اپنے دین کو باطل کر کے دنیا کا مصلح نہ بن ورنہ تو از روئے اعمال خسارہ حاصل کرنے والوں میں سے ہو جائیگا۔ خبردار ہو جا کہ یہ مال غنیمت کے تقسیم کرنے میں مسلمانوں کا وہ حق جو ہمارے اور تیرے پاس موجود ہے ہمارے نزدیک مساوی ہے خواہ اس تقسیم کے وقت وہ میرے پاس آتیں (اس سے راضی ہوں) یا اس تقسیم سے برگشتہ ہو جاتیں (ملے گا سب کو حصۂ رسد) والسلام۔

جب حضرت کو یہ خبر ملی کہ معاویہ براہ فریب زیاد کو اپنے نسب میں شامل کرنا چاہتا ہے اور اسی مضمون کا اسے خط بھی لکھا ہے تو آپنے زیاد مذکور کو یہ نامہ تحریر فرمایا۔

میں نے جان لیا ہے کہ معاویہ نے تجھے ایک خط لکھا ہے وہ یہ خط لکھ کر تیری عقل میں لغزش پیدا کرنی چاہتا ہے تیری ذہانت و فطانت میں رخنہ اندازی کر رہا ہے۔ وہ ایک شیطان ہے جو انسان کو فریب دینے کے لئے آگے پیچھے۔ داہنے بائیں سے حملہ کرتا رہتا ہے۔ تاکہ اسے غافل کر کے مکر کا جال پھیلا دے۔ اسے فریفتہ کر کے اس کی عقل کو سلب کر لے حقیقۃً عمر خطاب کے زمانے میں ابوسفیان سے شیطانی خواہشات کی بنا پر ایک بات

انہین اجازت نہ ہوتی نہ وہ اپنی مراد پر میری جانب سے ظفر حاصل کر سکتے حتی کہ مین ان سے حق کو اخذ کر لیتا اور ان کے مظلمہ سے باطل کو نیست نابود کر دیتا (حق بحقدار پہنچاتا) مین رب العالمین کی قسم کھاتا ہون - کہ تونے جو مستحقین کا مال لے لیا مجھے اس امر نے مسرور نہین کیا نہ میرے نزدیک یہ امر حلال ہے کہ مین اس مال کو اس شخص کے لئے میراث چھوڑون جو میرے بعد ہو - تھوڑی دیر صبر کر اور دیکھ کہ گویا اپنی انتہائی عمر کو پہنچ کر زیر خاک دفن کر دیا گیا ہے - تیرے اعمال تیرے سامنے اس مکان مین پیش ہو رہے ہین جہان ستمگار حسرت اور ندامت کو پکارا کرتا ہے - حقوق کا ضائع کرنے والا - دوبارہ دنیا مین آنے کی تمنا کرتا ہے (تاکہ ان حقوق کو ادا کرے) مگر افسوس کہ وہ مقام عذاب سے گریز کرنے کا نہین ؛

عمر ابن ابی سلمہ حضرت کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا آپنے اسے معزول فرما کر نعمان بن عجلان الزرقی کو مقرر کیا اور معزول عامل کو یہ فرمان تحریر فرمایا ؛

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ مین نے نعمان بن عجلان کو بحرین کا حاکم مقرر کیا ہے - اور بغیر تیری مذمت و سرزنش کے حکومت بحرین کو تیرے ہاتھ سے لے لیا ہے - بیشک تونے اچھی حکومت کی - امانت بیت المال کو ادا کیا - اب تو میرے پاس چلا آ - نہ تجھ سے یہان کوئی بدگمان ہے نہ تو ملامت کردہ شدہ ہے نہ تجھپر کوئی تہمت رکھی گئی ہے - نہ تو گناہ گار ہے حقیقۃ حال یہ ہے کہ مین نے اہل شام کے ستمگارون کی طرف حرکت کرنے کا ارادہ کیا ہے - اور مین پسند کرتا ہون کہ تو بھی میرے پاس حاضر رہے کیونکہ تو ان لوگون مین سے ہے جن سے مین دشمن سے جہاد کرنے کے لئے مدد کا طالب ہون - اور جن سے اقامت ستون دین کے لئے اعانت چاہتا ہون والسلام ؛

مصقلہ ابن ہبیرہ کو حضرت نے یہ فرمان تحریر کیا ہے جو آپکی طرف سے اردشیر (یکے از دلایتِ

ادا کیا۔ گویا خدا کی راہ میں تیرا جہاد کرنے کا ارادہ ہی نہ تھا۔ گویا تو اپنے پروردگار کی جانب سے کسی دلیل و برہان پر قائم ہی نہ تھا۔ گویا تو اس امت کے ساتھ انکی دنیا کے سبب مکر کر رہا تھا گویا تو انہیں ان کی مال غنیمت کے ساتھ فریب دے رہا تھا۔ اب جس وقت تجھے موقعہ مل گیا کہ تو نہایت شدت کے ساتھ خیانت کرے تو تو نے نہایت تیزی کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اور حملہ کے لئے جست کرنے میں تعجیل سے کام لیا۔ مسلمانوں کے اموال جو تیرے قبضہ قدرت میں تھے انہیں لے لیا۔ وہ اموال جنکی بیوہ عورتوں اور یتیموں کے لئے محافظت کی گئی تھی ان اموال کو اس طرح لے گیا جس طرح خونخوار بھیڑیا بکری کے شکستہ بچے کو لے جاتا ہے۔ پھر ان اموال کو ولایت حجاز کی طرف بار کر دیا۔ اسوقت تیرا سینہ کشادہ تھا۔ ان کو بار کرنے وقت خوشحالی تیرے چہرے سے ٹپکی پڑتی تھی تجھے اس گناہ کی برداشت میں کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ تیرے غیر کے واسطے باپ ہو تو نے اس طرح اس مال کو اپنے اہل و عیال کے پاس اتار دیا گویا ماں باپ کی طرف سے پہنچی ہوئی میراث تھا ÷

سبحان اللہ! کیا تو معاد پر ایمان نہیں لایا۔ کیا مناقشہ روز حساب کا تجھے ذرا بھی خوف نہیں۔ اے ہم جیسے عقلمندوں کے نزدیک شمار کئے ہوئے تو نے کیونکر اس شربت اور طعام کو گوارا کیا جبکہ تجھے علم تھا تو از روئے حرام اکل و شرب کر رہا ہے ایسے۔ یتیموں۔ مسکینوں۔ مومنین و مجاہدین کے مال سے کنیزیں خرید رہا ہے۔ عورتوں سے نکاح کر رہا ہے۔ جنہیں خداوند عالم نے یہ مال انکی غنیمت میں عطا فرمایا ہے۔ اور جن کے سبب سے ان شہروں کی محافظت کی ہے۔ تو خدا سے ڈر اور ان لوگوں کا مال انکی طرف لوٹا دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو خداوند عالم مجھے تجھپر مسلط کریگا۔ (میں تجھے بحکم خدا سزا دونگا) اور تیری سزا کے بارے میں خداوند عالم کے سامنے معذور رہونگا۔ میں تجھے اپنی اسی شمشیر سے مارونگا کہ جس سے سوائے اہل نار کے میں نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے ÷

قسم خدا کی اگر حسن اور حسین ایسا فعل کرتے جیسا کہ تو نے کیا ہے۔ تو ہرگز میری طرف سے

اور اگر تم دونو غالب آگئے اور میرے بعد باقی رہے تو عذاب آخرت جو تمہارے سامنے موجود ہے تمہارے واسطے نہایت ہی بُرا ہے +

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

ایک عامل کے نام حضرت نے یہ فرمان جاری فرمایا ہے "حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے تیری طرف سے ایک خبر پہنچی ہے اگر واقعی تو نے وہ کام کیا ہے - تو بیشک تو نے اپنے پروردگار کو غضبناک کیا - اپنے امام کی نافرمانی کی - اپنی امانت مین خیانت کو دخل دیا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تو نے اشجار و زراعت سے زمین کو برہنہ کر دیا (اپنے ظلم و ستم سے کھیتی و باغات کو خراب کر ڈالا) جو کچھ تیرے قدمون کے نیچے ہے اسے لے لیا اور ان اشیا کو کھا لیا جو تیرے دست تصرف کے ماتحت تھین - اب تو فوراً اپنے جمع خرچ کا حساب میرے سامنے بھیجدے اور خوب جان لے کہ خداوند عالم کا حساب لنبا لوگون کے حساب سے کہین زیادہ بڑھا ہوا ہے +

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہا کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے "حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ مین نے تجھے اپنی امانت مین شریک کر لیا - مین نے تجھے اپنے پیراہن اپنے جامۂ خلافت کا استر بنا لیا میرے عزیز و اقربا مین سے کوئی شخص میرے نزدیک تجھ سے زیادہ معتمد نہین تھا جو میری مدد کرے - میری اعانت کرے - اور اموال بیت المال کو مجھے ادا کرتا رہے - مگر جب تو نے دیکھا کہ تیرے ابن عم (امیر المومنینؑ) پر زمانہ سختیان کر رہا ہے - دشمن لڑائی کے لئے صفین آراستہ کر رہے ہین لوگون کی امانت (بیت المال) مین خیانت ہو رہی ہے - اور یہ امت فرصت ڈھونڈ رہی ہے ان حالات سے بالکل بے خبر ہے تو تو نے بھی پشت سپر کو اپنے ابن عم کے لئے برگشتہ کر دیا (اس سے منھ پھیر لیا) جدا ہونے والون کی طرح اس سے جدا ہوا - ساتھ چھوڑ دینے والون کی مانند - اس کا ساتھ چھوڑ دیا خیانت کرنیوالون کی مثل اس کے ساتھ خیانت کی - نہ اپنے ابن عم کی مدد کی نہ اس کی امانت کی

بعد حمد و لغت کے معلوم ہونا چاہئے۔ کہ میں نے خدا کے بندون میں سے ایک بندے کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ جو ایام خوف میں آنکھ نہین جھپکتا دشمنون کے ڈرانے کے وقت انکی طرف سے واپس نہین پلٹتا (برابر حملہ کرتا ہے) بدکارون کے واسطے آتش سوزان سے زیادہ سخت ہے وہ مالک ابن حارث بنی مذحج کا بھائی ہے۔ جہاں جہان وہ حق کی مطابعت کرے اسکے کلام کو سنو اس کے حکم کی اطاعت کرو وہ خدا کی تلوارون مین سے ایک تلوار ہے۔ جس کی تیزی کندی سے بدلی ہوئی ہے۔ نہ اس کی ضرب تیزش سے خالی ہے۔ اگر وہ تمہین کوچ کرنے کا حکم دے تو کوچ کرو اگر ٹھیرنے کا حکم دے تو ٹھیر جاو۔ کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ لڑائی کے لئے اقدام کرتا ہے نہ باز رہتا ہے۔ نہ موخر ہوتا ہے۔ نہ مقدم۔ مین نے اسے اپنے نفس پر تمہاری نصیحت کے لئے ہی اختیار کیا ہے۔ اور اسی لئے اسے تمہارا حاکم مقرر کیا ہے۔ کہ وہ تمہارے دشمن کے ساتھ نہایت ہی سختی اور شدت کے ساتھ پیش آنے والا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

عمرو بن العاص کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے "بے شک تو نے اپنے دین کو اس شخص کی دنیا کے تابع بنا لیا جس کی گمراہی آشکار ہے جس کا پردہ عصمت و عفت دریدہ ہے۔ جو اپنی مجلس مین صاحب کرامت و بزرگی انسان کو عیب لگاتا ہے مردم دانا و عقیل کو اپنی مصاحبت سے نادان بنا دیتا ہے پس تو نے اسی کے نشان قدم کا اتباع کیا تو نے اس کے فضل و احسان کو طلب کیا جیسا کہ کتا شیر کی پیروی کرتا ہوا اپنے رزق کے لئے اس کے پنجوں کی طرف پناہ لیجاتا ہے۔ اور انتظار کرتا رہتا ہے کہ کوئی لقمہ جو شکار سے بچ رہے اس کی طرف بھی پھینک جائے۔ تو نے اپنی دنیا و آخرت دونو کو برباد کر دیا (ایک چیز بھی تجھے حاصل نہ ہوئی) اگر تو راہ حق اختیار کرتا۔ تو بیشک اپنے مطلوب کو پا لیتا (جو حکومت بلا دہے مثل مصر وغیرہ) اگر خداوند عالم نے مجھے تجھ سے اور پسر ابو سفیان کی طرف سے تمکین عطا فرمائی (مجھے تم پر مسلط کر دیا) تو بیشک میں تم دونو کو ان اعمال ناشائستہ کی سزا دونگا جو تم نے پہلے (اپنی آخرت کی طرف) روانہ کر رکھے ہین

ایک شاعر اور بنی سلیم کے بھائی نے کہا ہے۔ "اے معشوقہ اگر تو مجھ سے سوال کرے کہ (اے جانباز) اب تیرا کیا حال ہے تو مین زمانہ کی سختیون پر صبر کرونگا حوادثات روزگار کے برداشت کرنے مین نہایت مستعدی سے کام لونگا۔ اور یہ امر مجھ پر نہایت ہی دشوار ہوگا کہ کسی قسم کے حزن و اندوہ کی جھلک مجھ مین نظر آئے تاکہ دشمن کو شماتت کا موقع ملے یا دوست اِس حالت کو دیکھکر محزون ہو"۔

ومن کتاب لہ علیہ السلام

معاویہ کے نام حضرت نے یہ مکتوب روانہ فرمایا "سبحان اللہ! تیّ پیدا ہونیوالی خواہشون کو تو نے کسطرح اپنے لئے لازم کرلیا ہے۔ تو کیوں کر اس سرگشتگی کا ملازم ہے جسکی تو پیروی کررہا ہے۔ پھر حقوق کو ضائع اور باطل کرنے اور احکام حقہ کو الگ ڈال دینے کے ساتھ وہ احکام اور وثیقے جو ثواب خداوندی کے لئے مطلوب ہین۔ جو اس کے بندون پر حجت ہین۔ اور اب تو جو عثمان اور اس کے قاتلون کے بارے مین حد سے زیادہ حجت کررہا ہے۔ تو حقیقۃ یہ ہے کہ تو نے عثمان کی وہان ہی مدد کی جہان تجھے اس کی مدد سے فائدہ پہنچا۔ اور اسی مقام پر اس کی امداد سے ہاتھ اُٹھالیا جہان اسے تیری امداد سے فائدہ پہنچ سکتا تھا (اس کے زمانہ خلافت مین جب تیری دنیوی امیدین اس سے وابستہ تھین اس کا مددگار رہا۔ جب وہ محصور ہوا اور تجھے اس کی مدد سے کسی قسم کے فائدے کی توقع نہ ہوتی۔ دست بردار ہوگیا) والسلام

ومن کتاب لہ علیہ السلام

جب مالک اشتر رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت مصر کے لئے مقرر کیا تو اہل مصر کو یہ نامہ تحریر فرمایا "بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے اس قوم کی جانب یہ نامہ لکھا گیا ہے جس کے افراد محض برائے خدا خشمناک ہوتے ہین جبکہ خدا کی زمین مین اس کی نافرمانی کی گئی ہے۔ اسکا حق چھین لیا گیا ہے۔ ظلم و جور نے ہر ایک نیکوکار و بدکار حاضر اور مسافر پر اپنے خیمے نصب کردئے ہین اور جبکہ نہ نیکی کو باستراحت نصب ہوتی ہے نہ بدکار ہی کو باز رکھا گیا ہے۔

کی خبر ملی - تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ گریزان ہوا اور نہایت ہی ندامت کے ساتھ واپس
ہوا - مگر اس فوج کے سپاہی بعض رستون مین اس سے جا ملے - اسوقت آفتاب قریب غروب
تھا - ان سے مقاتلہ ہوا مگر نہ ہونے کے برابر - اتنی ہی دیر تک لڑائی رہی جیسے کوئی
چند ساعت یا لحظہ کے لئے ٹھیر جاتا ہے - حتی کہ دشمن نے ایسی حالت مین اس لڑائی
سے نجات پائی - کہ وہ غم و غصہ کے گھونٹ پیتا ہوا نہایت غمگین نظر آرہا تھا اسکا گلا بند ہو
چکا تھا - اور فقط ایک آدہ رمق جان باقی تھی - پس ایک دشواری سے دوسری عظیم الشان
مشکل مین آلودہ اور گرفتار ہو کر نجات پا گیا (قید ہو کر تلوار کی آنچ سے بچ گیا) اب تو قریش
کی حد سے بڑھی ہوئی گمراہی - انتہا سے زیادہ دشمنی کی جولانی - انکی حیرت و سرگردانی
مین واقع ہونے والی سرکشی کو مد نظر رکھ کر انہین چھوڑ دے - کیونکہ یہ لوگ مجھ سے لڑائی
کرنے کے لئے جمع ہوئے جیسے کہ رسول اللہ سے جنگ کرنے پر انکا اجماع ہوا تھا - قسم قسم کی
جزاؤن کے مالک (خدا و رسول) ان قریش کو مجھ سے بگڑنے کی سزا دین - انہون نے میرے
سلسلہ قرابت (برسول اللہ) کو کاٹ ڈالا اور میرے ماجائے کی سلطنت مجھ سے چھین لی
اب تو نے جو ان سے مقاتلہ کرنے کی بابت میری رائے دریافت کی ہے - سو مین ان لوگون سے
جنگ کرونگا جنہون نے سلسلہ بیعت و پیمان کو شکستہ کر دیا ہے - حتی کہ خداوند عالم سے ملاقات
کرون - میرے گرداگرد لوگون کی کثرت میرے غلبہ کو زیادہ نہین کر سکتی - نہ انکا متفرق
اور فرار ہو جانا - میری وحشت اور خوف تنہائی کو بڑھا سکتا ہے - تو اپنے باپ کے بیٹے
(امیر المومنین) کی طرف سے ایسا گمان بھی نہ کرنا کہ اگر لوگ اسے چھوڑ دین اس کی نصرت
سے دست بردار ہو جائین تو وہ تضرع و زاری مین مشغول ہو اور دشمن کے سامنے فروتنی
اختیار کرے - نہ وہ ظلم کے سبب سے ضعیف ہو گا - نہ وہ کھینچنے والے کے لئے مہار کو ڈھیلی
چھوڑ دے گا - نہ وہ سواری کا ارادہ کرنے والے اور اسیر نشست کرنے والے کے لئے
اپنی کمر کو سواری کے لئے تیار کریگا - لیکن تیرے بھائی کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ

عالم کی طرف بلا - خداوند برتر سے نہایت کثرت کے ساتھ اعانت طلب کرو وہ تیری مہمات کی کفایت کریگا - اور وہ چیز جو تجھ پر نازل ہونے والی ہے اس کے بارے مین تیری مدد فرمائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب محمد ابن ابی بکر مصر مین شہید ہوگئے اور حضرت کو یہ خبر ملی تو آپنے عبداللہ ابن عباس کو یہ خط تحریر فرمایا ÷

حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ مصر کو دشمن نے فتح کرلیا - محمد ابن ابی بکر شہید ہوگئے خدا ان پر رحمت نازل فرمائے - مین خداوند عالم سے اس کے لئے اجر و ثواب کا طالب ہون وہ پسر مہربان تھا - وہ ایک بخ کش حاکم تھا - وہ شمشیر بران تھا - وہ نہایت قوت کے ساتھ دشمن کا دفع کرنے والا تھا - مین لوگون کو اس سے ملحق ہونے کی تحریص اور اس واقعہ شہادت سے پہلے اس کی فریاد رسی کے لئے حکم کرتا تھا - اور پوشیدہ و علانیہ معاودتہ و ابتداءً انہین بلاتا تھا بعض تو ان میں سے کراہت اور بے رغبتی کے ساتھ اس حکم اور دعوت کو قبول کرتے تھے بعض جھوٹے عذر کے ساتھ اعتذار سے کام لیتے تھے اور بعضے تارک جہاد ہوکر اپنی جگہ سے بھی نہ اُٹھتے تھے - مین خداوند عالم سے سوال کرتا ہون کہ مجھے ان کے بدلے نہایت ہی عجلت کے ساتھ کشائش عطا فرمائے - قسم خدا کی اگر مجھے دشمن سے مقابل ہوکر اپنی شہادت کی طمع نہ ہوتی اور موت پر اپنے نفس کو مطمئن نہ کر دیتا تو مین ایک دن بھی تو انکے پاس نہ ٹھیرتا - اور ہرگز ہرگز ان سے ملاقات نہ کرتا ÷

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

یہ مکتوب اس خط کا جواب ہے جو حضرت کے بھائی عقیل ابن ابی طالب نے آپ کی خدمت مین ارسال کیا تھا - اس خط مین حضرت نے اس لشکر کا ذکر فرمایا ہے جسے بعض دشمنون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا ÷

مین نے اس دشمن کی طرف مسلمانون کی ایک قہار فوج روانہ کی - جب سے اس فوج کی آمد کی

وجزا نہ دی جائیگی - تو اس چیز (امارت مکہ) کو جو تیرے ہاتھ مین ہے ایک سخت محتاط ایک عاقل ناصح - اپنے بادشاہ کو نفع پہنچانے والے - اپنے امام کی اطاعت کرنے والے کی طرح قائم رکھو - ان غلط کاریون سے بچتا رہ جن کے سبب سے عذر کرنا پڑے - وفور نعمات کے وقت شادان و نازان نہو - نہ سختیون کے وقت گریہ و زاری کرنے والا +

مکتوب بنام جناب محمد بن ابی بکر علیہ السلام

محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت کی طرف سے مصر کے حاکم تھے - آپنے انہین معزول کر کے مالک اشتر کو حکومت مصر کے لئے روانہ کیا - محمد رض اس بات سے محزون ہوتے - جس کی خبر حضرت کو پہنچی مگر مالک اشتر اتفاق وقت سے رستے ہی مین وفات پا گئے - اس وقت حضرت نے محمد کو یہ نامہ تحریر فرمایا +

مالک کے تیری عمل کی طرف بھیجنے سے جو حزن و ملال تجھے لاحق ہوا ہے مجھے اس کی خبر ملی ہے اور مین نے یہ فعل تیرے جہاد کی کوتاہی یا تیری کوششون مین زیادتی کے سبب سے نہین کیا (کہ تو جہاد مین کوتاہی کرتا ہے یا تیری کوششین موجودہ حالت سے زیادہ ہونی چاہئیں) وہ سلطنت جو تیرے ہاتھ کے نیچے ہے اگر مین چھین لیتا تو بے شک میں تجھے ایسی سلطنت پر حاکم بناتا جسکی حکومت تیری موجودہ سلطنت سے بنظر مشقت و محنت آسان اور بنظر حکومت تیرے لئے نہایت ہی خوش آئند اور گوارا ہوتی - وہ شخص جسے مین نے سلطنت پر حاکم مقرر کیا تھا وہ ہمارے لئے ایک مہربان اور ناصح اور ہمارے دشمنون کے ساتھ یہ سختی و عذاب پیش آنے والا شخص تھا - خداوند تعالیٰ اس پر رحم کرے - اس کے ایام عمر پورے ہو گئے - اپنی موت سے ملاقی ہو گیا ہم اس سے راضی اور خوشنود ہین - خداوند عالم اسے اپنے بہشت مین جگہ عنایت فرمائے - اور اس کے ثواب کو دوچند کر دے - اب تو اپنے دشمن سے محاربہ کرنے کے لئے صحرا مین نکل آ - اپنی بینائیون سے کام لے - اور اس شخص سے جنگ کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لے جو تجھ سے لڑنا چاہتا ہے - لوگون کو راہ پروردگار

حضرت نے معاویہ کو یہ نامہ تحریر فرمایا ہے وہ تو نے آدمیون کی ایک بہت بڑی جماعت کو ہلاک کر ڈالا - اپنی سرکشی اور طغیان کے سبب سے انہین فریب دیا - انہین اپنی ضلالت کے دریا کی موجون مین ڈال دیا - گمراہی کی سیاہیون نے انہین ڈھانک لیا - شکوک و شبہات کے تھپیڑے ان پر پڑنے لگے وہ اپنے مقصد سے برگشتہ ہوئے - اپنے پچھلے پاؤن کے نشانات پر لوٹ گئے - ادبار کی طرف رخ کیا - ایام جاہلیت اور کفر کی بزرگی پر اعتماد اور بھروسہ کر لیا - سوائے اس شخص کے جو حق کی طرف یکجہتی کے لئے اہل نظر کا ایک فرد ہو گیا - حقیقۃً ان لوگون نے تجھ سے مفارقت اختیار کی بعد اس کے کہ انہون نے تیرے مکر و فریب کو شناخت کر لیا - تیری معاونت سے الگ ہو کر خداوند عالم کی طرف بھاگ نکلے جبکہ تو نے انہین ایک امر دشوار پر بار کیا - اور وسط راہ حق سے منحرف کر دیا - اے معاویہ تو اپنے عذاب نفس مین خدا سے ڈر اور خوف کر کہ شیطان تیری مہار (جہنم کی طرف) کھینچنے لگے - اسواسطے کہ دنیا تجھ سے منقطع ہو جانے والی ہے اور آخرت تجھ سے قریب ہے - والسّلام ❖

قثم ابن عباسؓ کے نام حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے جو آپکی طرف سے مکہ معظمہ کے حاکم تھے وہ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ زمین مغرب سے میرے جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ اہل شام مین سے کچھ لوگ مقام اجتماع حجاج کی طرف توجہ کر رہے ہین (حج کے لئے آنا چاہتے ہین) یہ وہ لوگ ہین جن کے دل اندھے ہین - جن کے کان بہرے ہین جن کی آنکھین نابینا ہین یہ وہ لوگ ہین جو باطل کی متابعت کر کے حق سے ملتبس ہوتے ہین - اور خالق عالم کی معصیت مین گرفتار ہو کر مخلوق کی عبادت و اطاعت کر رہے ہین - دین حاصل کرنے کے بدلے دنیا کا شیرین اور خوشگوار دودھ نکال رہے ہین - اور ابرار و متقین کے بہشت کی عوض دنیائے حاضر کو خرید رہے ہین ❖

عامل بالخیر کے سوا کوئی شخص مرتبۂ خیر پر فائز نہ ہو گا - فاعل شر کے سوا اور کسی کو شر کی سزا

باز رکھ - کیونکہ پردے کی سختی انکی عصمت و عفت کو باقی رکھنے والی ہے - اور ان کا پردے سے نکلنا کسی ایسے شخص کے انکے پاس لے آنے سے سخت تر نہیں ہے جس پر تجھے بھروسا نہ ہو (مرد ہو یا عورت جس پر اعتماد نہو اسے ان تک نہ آنے دے کیونکہ یہ امر ان کے لئے بے حجاب ہونے سے بھی بُرا ہے) اگر تجھے مقدرت حاصل ہے کسی ایسے امر پر جس کے سبب سے یہ تیرے غیر کو نہ پہچانیں - تو اس عمل کو بجالا - عورتون کو انکے امورات اور اشغال پر اسقدر مسلط نہ کر کہ جو اپنے مرتبہ سے ترقی کر جانے کی ہوس کرین (عورت ہوکر مردون کے امورات کو انجام دینے کی فکر کرین) کیونکہ یہ عورتین خوشبو ہین یہ تو اسی کام کی ہین کہ انہین سونگھ لیا جاتے نہ کہ مردون کے قائم مقام ہوکر کار فرمائی کرنے لگین - جو امور ان کے نفس سے متعلق ہین انکو عزیز رکھنے سے تجاوز نہ کر - انہین اس بات کی طمع کرنے کا موقعہ نہ دے کہ وہ اپنے غیر کی شفاعت کرنے کی خواہش کرین - اس امر سے پرہیز کر کہ تو انہین ان کی غیرت کے مقام مین جاگزین کرے (ایسی جگہ انکی تزویج کرے جو ان کی غیرت اور ان کے غضب کا باعث ہو) کیونکہ یہ امر زن عفیفہ صحیحہ کو عیب کی بیماری اور فواحشات سے الگ رہنے والی کو فاحشہ ہونے کی طرف دعوت کرتا ہے - اب تو اپنے خدمتگارون مین سے بھی ہر ایک کے لئے ایک کام معین کر دے جس کی تعیین کے سبب سے تو ان سے مواخذہ کر سکے - کیونکہ تقرر و تعیین اس سے بہتر ہے کہ ان مین سے ہر ایک تیری خدمت کو دوسرے پر چھوڑے - اپنے خاندان اور قبیلے پر احسان کر اس کا اکرام کر - کیونکہ یہ تیرے بازوؤن کی قوت ہین - جن سے تجھے طاقت پرواز حاصل ہوگی - یہ تیری اصل ہین کہ انہین کی طرف (بلحاظ نجابت و شرافت) تیری بازگشت ہے - یہ تیرے ہاتھون کی جان ہین جن کے سبب سے تو دشمن پر حملہ کر سکتا ہے - اب مین تجھے خداوند عالم کے سپرد کرتا ہون - وہ تیرے دین و دنیا کی حفاظت کرے گا مین اس معطی برحق سے درخواست کرتا ہون کہ وہ زمانہ حال و استقبال و دنیا و آخرت مین تیرے لئے بہترین حکم صادر فرمائے - انشاء اللہ تعالیٰ *

کام لے - خواہشات نفسانی کوری اور تاریکی ضلالت کے شریک ہین - اکثر اوقات شخص بعید (بیگانہ) شخص قریب (عزیز) سے (بلحاظ دوستی) قریب ہوتاہے - اور شخص قریب شخص بعید سے بھی دور ہوجاتاہے - غریب وہ شخص ہے جسکا کوئی دوست نہ ہو - جس شخص نے حق سے تجاوز کیا اسے رستہ چلنا بہت دشوار ہے - جس نے اپنے مرتبہ پر اقتصار کیا - تو وہ مرتبہ اس کیلئے باقی رہیگا - سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ ہے جسے تونے اپنے اور خداوند عالم کے درمیان وسیلہ قرار دیا ہو - جو شخص تیری طرف اعتنا نہین کرتا وہ تیرا دشمن ہے - کبھی ایسے شخص سے ناامید ہونا بھی حصول مطلب کا باعث ہوجاتاہے جبکہ اس شخص سے تو اپنی ہلاکت آخرت کی طمع کرتاہے - ہر ایک عیب اور زشتی اس قابل نہین کہ جسکا اظہار کیا جائے (کسی کے عیب کو ظاہر نہ کر) نہ ہر ایک وقت فرصت ایسا ہے کہ پھر حاصل ہوجائے (موجودہ وقت فرصت کو غنیمت سمجھ) اکثر اوقات شخص دانا و بینا بھی اپنے مقصد مین خطا کرجاتاہے - اور کور چشم اپنے مطلوب تک پہنچ جاتاہے - ارتکاب قبائح کو تاخیر مین ڈالدے - کیونکہ تو ہر وقت اس کی طرف تعجیل سے کام لے سکتاہے - جاہل ناحق شناس سے احسان کا قطع کرنا عقلمند حق شناس سے احسان کرنے کی برابر ہے - جو شخص (اموال و اولاد وغیرہ پر بھروسہ کرکے) حوادثات زمانہ سے امین ہے - زمانہ اس کے ساتھ خیانت کریگا اور جو شخص مساعدت زمانہ کو بزرگ سمجھے (اپنے آپ کو زمانہ کی مساعدت کے سبب سے بزرگ خیال کرے) زمانہ اس کی توہین کریگا - ہر ایک تیر انداز نشانہ نہین اڑا سکتا - جبوقت سلطنت مین تغیر آتاہے زمانہ بھی بدل جاتاہے - رستہ کی نیکی بدی کے دریافت کرنے سے پہلے ہمسفر کی خوبی و برائی کو دریافت کرلے - گھر کے اچھے برے ہونے کی نسبت پوچھنے سے پہلے ہمسایہ کی حالت معلوم کرلے کہ اچھاہے یا برا - سخن مضحک کے ذکر سے پرہیز کر - اگرچہ تیرے غیر نے اسے تجھ سے بیان کیا ہو - عورتون کے مشورہ سے بچتا رہ - کیونکہ انکی رائین اور عقلین ضعف و ناتوانی کی طرف منتہی ہوتی ہین - ان کے ارادے سستی (فی الاعتقاد) کی طرف مائل ہین - تو انہین پردے مین رکھکر انکو نامحرم کے دیکھنے سے

اور اس کے درمیان واقع ہے - کیونکہ جب تب نے اس کا حق ضائع کر دیا تو وہ تیرا بھائی نہ رہا (پھر
برادری پر بھروسا کیا) تیرے اہل وعیال تیرے ساتھ بدخوترین خلق نکلنے پائیں نہ آئیں
جو تیری طرف راغب نہیں ہے تو بھی اس کی طرف رغبت نہ کر - اور یہی سزاوار ہے کہ تیرے
صلہ رحم پہ تیرے بھائی کا قطع رحم غالب آجائے - اور تیرے احسانات پر اس کی برائیاں
قوت حاصل کرنے نہ پائیں - جس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے اس کا ظلم تیری نگاہوں میں بزرگ
نہ معلوم ہو کیونکہ اس نے خود اپنی مضرت اور تیرے نفع میں سعی و کوشش کی ہے - جس
شخص نے تجھے خوشحال کیا ہے اس کی جزا یہ نہیں کہ تو اس کے ساتھ برائی کرے ◆

اے بیٹا خوب جان لے کہ رزق کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ رزق جسے تو طلب کرتا ہے (بغیر
استحقاق) دوسرا وہ رزق جو تیرا طلبگار ہے (تو اس کا مستحق ہے) اگر تو اس تک نہیں پہنچیگا
تو وہ خود تجھ تک پہنچ جائیگا - ضرورت اور حاجت کے وقت خضوع وخشوع اور عدم احتیاج
کے وقت جور وجفا یہ دونو کسقدر بری خصلتیں ہیں دنیا میں کوئی چیز تیرے لئے نفع بخش
نہیں الا وہ شے جو تیری عاقبت کی اصلاح کرے - اگر تو اس چیز پہ جزع فزع کرے جو تیرے
ہاتھ سے نکل گئی ہے تو ہر ایک اس شے پر گریہ وزاری کر جو (از قسم منفعت آخرت) تجھ سے
پیوست نہیں ہوتی جو چیز زمانہ گذشتہ میں تجھے حاصل تھی (اور اب وہ ناپید ہو گئی ہے)
اسی سے موجودہ حالت میں موجود نہ ہونے والی چیز پر استدلال کر (جیسے وہ فنا ہو گئی یہ بھی
فنا ہو جائیگی پھر حصول فانی کے لئے دردسری کیوں) کیونکہ امور دنیا ایک دوسرے کے مشابہ ہیں
وہ شخص ہیں جسے نصیحت کوئی نفع نہیں دیتی جبتک کہ اسے انتہائی رنج نہ پہنچایا جائے - کیونکہ عاقل
ادب اور تعلیم کے ساتھ نصیحت کو قبول کرتا ہے اور بہائم سوائے ضرب کے کسی چیز سے نصیحت قبول
نہیں کرتے - آلام واندوہ کی واردات کو صبر کی ہمتوں اور حسن یقین کے ساتھ اپنے نفس سے
دور کرے - بیشک جس شخص نے درمیانی رستے کو چھوڑا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا - ہر شخص کا
مصاحب اس کے خویش واقربا کی مانند ہے - دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی راست گوئی سے

کوئی برکت اور خیر نہین - زمانہ و اہل زمانہ کے ساتھ تساہل سے پیش آ - جبتک اس کی سواری کا مرکب تیرا مطیع ہو - جبتک تو ان پر مسلط رہے - تمنّاہائے کثیر و لایعنی کے سبب سے اپنے آپ کو ہلاکت مین نہ ڈال - اس امر سے دور رہ کہ لجاجت و منّت کا مرکب تجھ سے سرکشی کرے - اپنے بھائی کے ساتھ صلۂ رحم بجالا جبکہ وہ قطع رحم کا مرتکب ہو - جب وہ تجھ سے اعراض اور روگردانی کرے تو اس سے بہ لطف پیش آ اس سے قربت اختیار کر جو وہ بخل پہ کاربند ہو تو تو بذل و عطا سے کام لے - جب وہ تجھ سے علیحدگی تلاش کرے تو اسکے نزدیک رہ جب وہ سختی کرے تو نرمی اور ملائمت سے پیش آ - جب وہ جرم و گناہ کرے تو اسکے عذر کو قبول کر - اور بالکل اس طرح رہ جیسے تو اس کا غلام ہے - گویا وہ تیرے واسطے ایک منعم ہے - اس بات سے پرہیز کر کہ تو ان خصائل کو ان کے مواضع غیر مین رکھے - اور اس رفتار کو نااہلون کے لئے اختیار کرے - اپنے دوست کے دشمن کو دوستی کے لئے انتخاب نہ کر اور اس طرح اپنے دوست کے ساتھ دشمنی نہ کر - اپنے بھائی کے لئے نصیحت کو مخصوص کر دے خواہ وہ اسے اچھی معلوم ہو یا بری - غیظ و غضب کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی جا کیونکہ مین نے کوئی جرعہ بنظر انجام اس سے بہتر شیرین نہین دیکھا - نہ بنظر عاقبت کسی اور جرعہ کو لذیذ پایا - جو شخص تجھ سے بدرشتی پیش آتے اس کے لئے نرمی اور ملائمت سے کام لے کیونکہ اندرین صورت شاید وہ کبھی تجھ سے بہ نرمی پیش آنے لگے - اپنے دشمن پر احسان کر - کیونکہ احسان بر دشمن دو قسم کی فتوح (دوستی کے ساتھ غالب ہونا یا دشمنی کے ساتھ فتح پانا) مین سے ایک نہایت ہی شیرین فتح و ظفر ہے - اگر تو اپنے بھائی کے ساتھ سے سلسلہ برادری کو قطع کرنا چاہے تو اپنے نفس کی طرف سے کچھ تھوڑا سا نہتیہ اس کی برادری کے لئے باقی رکھ (بالکل قطع نہ کر) تاکہ جب اسے معلوم ہو جائے کہ ابھی تیرے دل مین اس کی جگہ ہے تو اس کی طرف پلٹ آئے - جو تجھ سے نیکی کا گمان کرے اس کے گمان کی تصدیق کر (اس کے ساتھ نیکی کر) اپنے بھائی کا حق ضائع نہ کر اس برادری پر بھروسا کر کے جو تیرے

متکبر نہیں ہے۔ اس چیز کی محافظت جو تیرے ہاتھوں میں موجود ہے۔ میرے نزدیک اس شے کی طلب سے محبوب ہے جو تیرے غیر کے ہاتھوں میں ہے۔ مایوسی کی تلخیاں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہیں۔ عفت و عصمت کے ساتھ صنعت و حرفت میں مشغول رہنا اس تونگری سے اعلیٰ اور نیک ہے جو فسق و فجور سے حاصل ہو۔ انسان اپنے راز اور بھید کی بہت حفاظت کرنے والا ہے۔ اور بسا اوقات اس شے کی تحصیل میں کوشش کرتا ہے جو اس کے لئے سخت مضر ہو۔ بسیار گو ہمیشہ ہذیان گو ہوتا ہے۔ جو فکر و تدبر سے کام لیتا ہے۔ وہ بینا ہو جاتا ہے۔ تو صاحبان خیر کی مصاحبت اختیار کر۔ اور انہیں میں سے ہو جا۔ اہل شر سے الگ رہ اور ان سے بالکل دور ہو جا۔ حرام خوری نہایت ہی بری چیز ہے۔ ضعیف اور کمزور پہ ظلم انتہائی درجہ کی زشتی لئے ہوئے ہے۔ جبکہ آہستہ رفتار و درشت رفتاری کے مشابہ ہو گئی تو اندریں صورت درشت رفتاری میانہ رفتاری ہو جائیگی۔ بسا اوقات دوا مرض ہو جاتی ہے اور مرض دوا ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات نصیحت نہ کرنے والے سے بھی نصیحت حاصل ہو جاتی ہے (لقمان را پرسیدند ادب از کہ آموختی گفت از بے ادبان) اور طلب نصیحت کرنے والا مغشوش ہو جاتا ہے۔ ناصح خیانت سے کام لیتا ہے۔ آرزوؤں پر بھروسا کرنے سے اپنے نفس کو علیحدہ رکھ۔ کیونکہ تمنائیں حمقوں کا سرمایہ ہیں اور دانشمندی یہ ہے کہ تجربہ کو ذہن نشین کر لیا جائے اور بہترین تجربہ وہ ہے جو تجھے نصیحت کرے۔ وقت فرصت کی طرف مبادرت کر اسے غنیمت سمجھ قبل اس کے کہ ایام فرصت غم و غصہ کا وقت ہو جائے۔ ہر ایک طلب کرنے والا مطلوب تک نہیں پہنچا کرتا نہ ہر ایک مسافر واپس آ سکتا ہے۔ سب سے بڑا افساد یہ ہے کہ زاد راہ کو ضائع کیا جائے اور معاد و آخرت کو فاسد کر دیا جائے۔ ہر ایک کام کے لئے ایک انجام ہے۔ قریب ہے کہ تیرا مقدر تجھے مل جائے۔ دنیا کا تاجر اپنے آپ کو ہلاکت میں گرانے والا ہے۔ بسا اوقات تھوڑا سا مال بہت مال کے برابر فائدہ پہنچاتا ہے۔ ذلیل و خوار دوست اور متہم تجربات دوستی میں

تاریکی روشن ہو - گویا حقیقۃً مسافر (اپنی منزل پر) وارد ہو گئے - جو شخص عجلت کر رہا ہے
نزدیک ہے کہ (اپنے ہمراہیوں سے) ملحق ہو جاتے - خوب جان لے کہ رات اور دن جس کی سواری
کے اونٹ ہوں - تو بیشک وہ شخص حرکت دادہ شدہ ہے اگرچہ ٹھیرا ہوا ہو - وہ قطع مسافت
کر رہا ہے اگرچہ مقیم وایستادہ ہو یقیناً سمجھ لے کہ تو اپنی آرزو تک پہنچے گا - اپنی اجل سے
درگذر نہیں کر سکے گا - تو اس شخص کے رستے میں ہے جو تجھ سے پہلے تھا - پس طلب دنیا
میں سستی کر - اور اکتساب دنیا میں با مہلت رہ - تعجیل نہ کر - کیونکہ اکثر طلبگاریاں فنائے مال
کی طرف منجر ہوتی ہیں - پس ہر ایک طالب مرزوق (رزق دادہ شدہ) نہیں ہے - نہ
ہر ایک با مہلت رہنے والا طلب دنیا میں تعجیل نہ کرنے والا محروم - اپنے نفس کو ہر ایک
خصلت خبیثہ و دنیہ سے الگ اور مکرم رکھ - اگرچہ تیرا نفس تجھے اشیائے مرغوب کی طرف
لے جاتے - کیونکہ اپنے نفس کی خواہشات کو جو تو بجا لا رہا ہے اس خدمت کا تجھے عمدہ عوض
نہیں مل سکتا - اپنے غیر کا بندہ نہ بن - کیونکہ پروردگار عالم نے تجھے (اپنے سوا دوسرے کی
اطاعت سے) آزاد رکھا ہے - اس منفعت میں کیا بھلائی اور بہتری ہے جو بدکرداری کے
ساتھ حاصل ہو - وہ وسعت کیا چیز ہے جس تک دشواری کے ساتھ رسائی ہو +

اپنے نفس کو اس بات سے دور رکھ کہ طمع کے اونٹ تجھے لیکر نہایت سرعت کے ساتھ روانہ
ہوں - اور مقامات ہلاکت میں تجھے لا ڈالیں - اگر تیرا حوصلہ ہے تجھے استطاعت ہے کہ تیرے
اور خدا کے درمیان کوئی منعم حائل نہ ہو تو بیشک ایسا ہی حوصلہ کر بیشک تیری قیمت
تجھے ملجائیگی اور تیرا حصہ تجھے نصیب ہو جائیگا - یاد رکھ کہ خداوند عالم کی طرف سے عطا ہونے
والی تھوڑی سی چیز بھی اس کثیر سے اکرم اور اعظم ہے جو مخلوق کی طرف سے عطا ہو
اگرچہ تمام روزیاں (بواسطہ وبے واسطہ) اسی کی طرف سے ہیں - اس مال دنیا کی تلافی
جو تیری خاموشیوں کے سبب سے فوت ہوا ہے تیرے اس چیز کے دریافت کرنے سے آسان
ہے جو بسبب گفتار گم ہوتی ہے - ریسمان سر مشکیزہ کی بندش سے اس شے کی حفاظت کر جو

نجات نہیں پا سکتا۔ نہ اس کا طالب سے فوت کر سکتا ہے۔ ضرور ہے کہ موت اس کا ادراک کرے
پس تو موت سے خوف کر کہ وہ تجھے پکڑ لے۔ اور تو بد حالیوں پر قائم ہو۔ تو ان معصیتوں سے
توبہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہو اور وہ موت تیرے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ اسوقت
بیشک تو اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالے گا۔ اے فرزند موت کو بکثرت یاد کر۔ اس چیز کا کثرت کے
ساتھ ذکر کر جس میں تو ناگہانی طور سے داخل ہوگا اور موت کے بعد اس کی طرف پہنچے گا حتی کہ
تجھے موت آجائے ایسی حالت میں کہ تو اس کی وجہ سے اپنے سلاح کو مضبوط پکڑ رہا ہو۔ اور اپنی
کمر کو مضبوط کر رہا ہو۔ وہ ناگہانی طریقہ سے تیرے پاس آجائے کہ آتے ہی تجھ پر غلبہ کر لے۔ اور
تجھے مضرت پہنچائے۔ اہل دنیا کا اشتیاق انکی حرص جو دنیا کی طرف تو دیکھ رہا ہے خبردار کہ
کہ تو بھی کہیں اس اشتیاق و حرص پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ بالتحقیق خداوند عالم نے تجھے حالات
دنیا سے خبردار کر دیا ہے۔ اور خود دنیا نے بھی اپنی ذات کی تعریف تیرے سامنے بیان کر دی ہے
اپنے عیوب کو ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک اہل دنیا عوعو کرنے والے کتے ہیں۔ مضرت پہنچانے والے
درندے ہیں۔ انہیں سے بعض بعض کے لئے بھونکتا ہے۔ اور دنیا میں غلبہ حاصل کرنیوالا
دنیا کے ذلیل اور پست شخص کو کھا رہا ہے۔ اس دنیا کے بزرگ دنیا کے خوردوں کو مقہور
کر رہے ہیں۔ یہ لوگ چوپائے ہیں جن کا ایک گروہ تو دست و پابستہ ہے مقید ہے اور دوسرا
رہائی یافتہ۔ ان لوگوں نے اپنی عقلوں کو گم کر دیا ہے اور نامعلوم بیابانوں کی طرف جانے
کے لئے سوار ہوئے ہیں۔ یہ حیوانات چرندہ ہیں جو ایک خشتناک بیابان کی آفت میں گرفتار
ہیں جن کے لئے کوئی محافظ نہیں ہے۔ جو ان کی حفاظت کرے نہ کوئی چرواہا جو انہیں چرائے
دنیا انہیں کوری اور اندھے پن کے رستے کی طرف لے گئی انکی آنکھوں کو ہدایت کی منار کی
طرف سے سی دیا۔ یہ لوگ گمراہی دنیا میں سرگشتہ ہو گئے۔ نعمت دنیا میں غرق ہو رہے
دنیا کو اپنا پروردگار بنا لیا۔ دنیا ان کے ساتھ کھیلنے لگی۔ اور یہ اس کی نعمتوں کے ساتھ
لہو و لعب میں مشغول ہو گئے۔ اس دنیا کے بعد جو چیز آنے والی ہے اسے بھلا دیا ٹھیر کر

کھول دیا ہے۔ جب تو نے اسے پکارا۔ اس نے تیری آواز کو سن لیا۔ جب تو نے اس سے سرگوشی کی اُس نے تیری سرگوشی کو معلوم کر لیا۔ تو نے اپنی حاجتوں کو اس کے پاس پہنچایا۔ اپنی دلی آرزو کو اس کے سامنے منتشر کر دیا۔ اپنے آلام کا اس کے آگے شکوہ کیا۔ اپنے رنج واندوہ کے برطرف ہونے کی اس سے درخواست کی۔ اپنے امورات میں اس کی اعانت کا طالب ہوا اس کی رحمت کے خزانوں میں سے اس چیز کا سوال کیا۔ جس کے عطا کر دینے پہ اس کے سوا کوئی قادر نہیں ہے۔ جیسا کہ عمروں کی زیادتی۔ بدنوں کی صحت۔ رزقوں کی وسعتیں اب اس نے اپنے خزانوں کی کنجیوں کو تیرے حوالے کر دیا۔ کیونکہ تو نے اس سے سوال کیا تھا اور اس نے تجھے اس میں تصرف کی اجازت دیدی پس تو نے جب چاہا دعاؤں کے ساتھ اس کے ابواب نعمت کی کشائش کو طلب کیا۔ اور جب چاہا دفعات متعددہ اس کی رحمت کی بارشوں کو طلب کر لیا۔ اب یہ بھی لازم ہے کہ دعاؤں کا ذرا تاخیر کے ساتھ قبول ہونا تجھے مایوس نہ کر دے کیونکہ عطاء بخشش بقدر نیت ہوا کرتی ہے۔ اور بسا اوقات قبولیت میں اس لیے تاخیر ہوتی ہے تاکہ اس کے سبب سے سائل کا اجر عظیم ہو جائے اور آرزومند کے لیے بخششیں کثیر ہو جاتی ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تو نے کسی ایسی چیز کا سوال کیا جس کا برگشتہ کر دینا ہی تجھے عطا کرنے سے بہتر ہے۔ اور بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں تو طلب کرتا ہے۔ اگر وہ تجھے عطا کر دیے جاتے تو ان میں تیرے دین کی ہلاکت ہے۔ لہذا تیرا سوال اسی چیز کی بابت ہونا چاہیے جس کے حسن تیرے واسطے باقی رہیں۔ اس کا وبال تجھ سے دور رہے۔ اور یہ بھی جان لینا چاہیے۔ کہ نہ مال تیرے واسطے باقی رہ سکتا ہے نہ تو اس کے واسطے۔

خوب جان لے! کہ تو آخرت کے واسطے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ دنیا کے لیے۔ تو فنا کے واسطے خلق ہوا ہے نہ کہ بقا کے لیے۔ تیری پیدائش موت کی خاطر ہے نہ کہ زندگی کے واسطے۔ تو اُکھڑنے والی منزل میں موجود ہے تو ایسے مکان میں ہے جس پر بقدر حاجت اکتفا کرنی چاہیے۔ ایسے رستے پر کھڑا ہے جو آخرت کی طرف جا رہا ہے۔ تو موت کا شہر بدر کیا ہوا ہے۔ ایسی موت جس سے بھاگنے والا

کہ محتاج ہے - تو اسے غنیمت سمجھ اور اس توشہ کو اس پر بار کر دے - حتی الامکان اور
حسب مقدرت اس توشہ کو بڑھائے جا - شاید کہ کسی وقت تو اس توشہ بردار کو طلب
کرے اور نہ پائے - اور اس شخص کو غنیمت سمجھ جو تیری تونگری کی حالت مین تجھ سے
قرض مانگتا ہے - تاکہ تیری احتیاج کے روز اس قرض کو ادا کرے ۔

خوب جان لے کہ تیرے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جسمین سبک بار کی حالت بار
بوجھ اٹھانے والے کی بہ نسبت نہایت اچھی ہے - اور سست رفتار سریع السیر کی نسبت
نہایت بدحال ہے - اور اس گھاٹی سے اترنے کی جگہ لامحالہ بہشت ہے یا دوزخ ہے - پس
اترنے سے پہلے اپنے لیے سبزہ زار کی تلاش کر - اور وارد ہونے سے پہلے استراحت کا
مقام مہیا کر لے کیونکہ موت کے بعد معافیٔ تقصیر نہین ہے - نہ پھر دنیا کی طرف بازگشت
ہو گی - خوب جان لے کہ وہ خلاق برتر جس کے ہاتھ مین زمین و آسمان کے خزانے ہین
اس نے تجھے دعا کا حکم دیا ہے - اور اسکی قبولیت کا متکفل ہو گیا ہے - اس نے تجھے
حکم دیا ہے کہ تو اس سے سوال کرے تاکہ وہ عطا فرمائے - تو اس سے رحمت طلب کرتا
کہ وہ تجھ پر رحمت نازل کرے اس نے اپنے اور تیرے درمیان کسی ایسے شخص کو قائم
نہین کیا ہے جو اسے تیرے سامنے سے پوشیدہ کر دے - تجھے کسی ایسے شخص کی التجا کرنے
کے لئے مضطرب نہین کیا ہے جو اس کے سامنے تیری شفاعت کرے - اگر تو گناہ کرے
تو تجھے توبہ کرنے سے منع نہین کیا - نہ تجھے عذاب کرنے مین عجلت سے کام لیا ہے - مکان
رسوائی مین تجھے رسوا نہین کیا - درِ قبول توبہ کو تیرے واسطے بند نہین کر دیا گنہگارون
پر تجھ سے مناقشہ اور مواخذہ نہین کرتا (اگر تو توبہ کر لی جاتے) تجھے اپنی رحمت سے
مایوس نہین کیا ہے - بلکہ اعمال بد سے باز رہنے کو بھی تیرے واسطے ایک نیکی قرار
دیا ہے - تیرے عمل بد کو فقط ایک برائی شمار کیا ہے اور ایک عمل نیک کی عوض دس
گنی نیکیان محسوب فرمائی ہین - اور گناہون سے بازگشت کرنے کا دروازہ تیرے لئے

وہ موجود ہین - مکروہ نہ ہو - نہ وہ اس مفارقت کو دشوار خیال کرین وہ اسی بے آب و گیاہ منزل کی طرف راہی ہون اور اسی کی طرف پلٹ جائیں *

اے فرزند! تو اپنے اور اپنے غیر کے درمیان اپنے نفس کو ترازو بنا لے - اور اپنے غیر کے لیے بھی اسی چیز کو اچھا سمجھ جسے اپنے نفس کے لئے اچھا سمجھتا ہے - اور اس چیز کو اس کے واسطے مکروہ خیال کر - جسے اپنے نفس کے لئے مکروہ خیال کرتا ہے - کسی پر ظلم نہ کر جیسا کہ تو اپنے لئے مظلومیت کو پسند نہین کرتا - احسان کر جیسا کہ تجھے مرغوب ہے کہ تیرے ساتھ احسان کیا جائے اپنے نفس کی عیب چینی کر جیسا کہ اپنے غیر کی قباحتون کو تلاش کرتا ہے - لوگوں کی طرف سے اسی چیز پر راضی رہ - جس پر کہ تو اپنے نفس کی طرف سے ان گون کے واسطے خوشنود رہتا ہے اس چیز کو بیان نہ کر جسے تو نہین جانتا - جس شے کو جانتا ہے اسی کی نسبت گفتگو کر کسی شخص کی نسبت ایسی بات نہ کہہ جسے تو دوست نہین رکھتا کہ تیرے طرف اسے منسوب کیا جائے خوب جان لے تکبر کرنا درستی اور صواب کی ضد ہے - اور عقلون کے لئے آفت ہے پس کسب معیشت میں سعی اور کوشش کر (یہ نہین کہ عُجب تکبر کے باعث روزی کمانے سے بیٹھ رہے) اپنے غیر کے واسطے خزانہ دار نہ بن (پس ماندون کے لئے جمع نہ کر) اور جب تو اپنے مقصود تک پہنچ جائے - تو اپنے پروردگار کے سامنے نہایت ہی خاضع اور خاشع ہو جا خوب جان لے کہ تیرے سامنے ایسا رستہ ہے جسکی مسافت بعید ہے جس کی مشقتین نہایت شدید اور سخت ہین اس راہ مین تو سرسبز اور شاداب منزلون کی طلب سے بے نیاز نہین ہو سکتا نہ منزل مقصود تک پہنچا دینے والے توشہ سے بے پروا ہو سکتا ہے - اور اس توشہ کے اٹھانے پر بھی تجھے سبک پشت رہنا چاہئے (تیری پشت پر گناہون کا بوجھ نہ ہو) اپنی پشت پر اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ اُٹھا - کیونکہ اس کا بوجھ تجھ پر وبال ہو جائیگا - اور جب تو کسی صاحب احتیاج کو دیکھے کہ وہ تیرے توشے کو یوم قیامت تک اُٹھانے کے لئے تیار ہے - اور وہ تجھے اس توشہ کے ساتھ فردائے قیامت میں وہین پہنچا سکتا ہے - جس جگہ کا

تمام اشیا کے بعد تک ہیگا جس کے لئے کوئی انتہا مقرر نہین ہو سکتی - اس امر سے اُس کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کی ربوبیت قلب یا بصر کے احاطہ کے ساتھ ثابت کی جاتے - جب تو نے یہ امر سمجھا لیا تو اب لازم ہے کہ تو وہی عمل کرے جو تیرے مثل (ضعیف انسان) کے لئے سزاوار ہے ایسی حالت مین کہ وہ اپنے قدر و مرتبہ کی پستی کا قائل ہو - قلت مقدرت کا مقر ہو اپنی عاجزی کی کثرت کا اقرار کر رہا ہو - اطاعت خدا کی توفیق کی طلب مین - اس کے عذاب سے ڈرنے مین اس کی ناخوشی سے خوف کرنے مین - خداوند عالم کی طرف اپنی عظیم احتیاج کو جانتا ہو - اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے سوائے نیکی کے تجھے کسی چیز کا حکم نہین دیا اور اعمال قبیحہ کے سوا اور کسی شے سے نہی نہین فرمائی ہے - اے فرزند مین نے تجھے دنیا - حالاتِ دنیا - زوال دنیا - انتقال دنیا سے خبردار کر دیا ہے - آخرت کی اور آخرت کی اس چیز کی جو اہل آخرت کے لئے تیار کی گئی ہے خبر دیدی ہے - ان دونو (دنیا و آخرت) کے بارے مین بہت سی مثالین بیان کر دی ہین تاکہ تو ان سے عبرت حاصل کرے - اور ان مثالون کی پیروی کرے - حقیقۃ یہ ہے - جو شخص دنیا کے حالات سے خبردار ہوا اس کی مثال ایک مسافر گروہ کی سی ہے - جنھین ایک منزل بے آب و گیاہ کی خبر دی جائے - وہ اس خبر کو سنکر منزل شاداب اور نواحِ سبزہ زار کا قصد کرین - رستے کی مشقتون سفر کی درشتیون - طعام کی بدمزگیون کے متحمل ہون تاکہ اپنے مکان کی وسعت اور اپنے منزل قرار تک پہنچ جائین - اب ان زحمتون مین سے وہ کسی آزار کو نہ پائین گے - نہ انھین خرچ کرنے کے لئے کسی قرض اور تاوان کی ضرورت ہو گی - اور انکے نزدیک کوئی شے اپنی منزل سے قریب ہونے اور اپنے محلون کے نزدیک آجانے سے زیادہ دوست نہین ہے - اور اس شخص کی مثال جو اس دنیا کے فریب مین آجائے ایسے گروہ کی سی ہے جو ایک شاداب منزل مین مقیم ہون پھر انھین ایک قحط ناک منزل کی خبر دی جائے - اور کوئی شے ان کے نزدیک اس مقام سے مفارقت کرنے مین جہان

حاکم ہے - جو پیدا کرنے والا ہے وُہی مار ڈالنے والا بھی ہے - جو فنا کرنے والا ہے وُہی حیات کی طرف واپس کرنے والا ہے - جو مبتلا کرنے والا ہے وُہی بلاؤن سے نجات دینے والا ہے - دنیا اسی انعام و ابتلا و جزا فی المعاد اور اس چیز پر جسے ہم نہین جانتے قائم ہے جس پر خدا نے اسے پیدا کیا ہے - اب اگر ان مین سے کسی شئے کی حکمت تجھ پر مشتبہ اور پوشیدہ ہو تو اسے اپنی نادانی پر محمول کر - کیونکہ اوّل وقت جب تو پیدا کیا گیا ہے - نادان پیدا کیا گیا ہے - اس کے بعد تو عالم ہوا اور بہت سے امور ہین کہ جنکی حکمتین تجھے معلوم نہ ہون تیری رائے ان مین متحیر ہو جاتی - تیری بصارت گمراہ ہو جاتی پھر اس کے بعد تجھے اس کا علم حاصل ہو - لہذا اب تو اسی ذات سے تمسک کر جس نے تجھے خلق کیا جس نے تجھے رزق عنایت فرمایا - تیری خلقت کو مساوی رکھا (کسی قسم کا نقص نہین کر دیا) اب لازم یہی ہے کہ تیری عبادت اسی کے لئے مخصوص ہو - تو اسی کی طرف توجہ کرے اور خوف و ترس جو کچھ بھی ہو - اسی کی ذات سے ہو *

اے فرزند - خوب سمجھ لے کسی شخص نے پروردگار عالم کی ایسی خبر نہین دی جیسی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے بیان فرمائی ہے - لہذا اسی کی رہبری سے راضی ہو اور اسی کے نجات کی طرف کھینچنے سے خوشنود رہ - بے شک مین نے نصیحت کرنے مین کسی قسم کی تقصیر نہین کی - اور نہ تو محض اپنی نظر و فکر سے کام لیکر کبھی اپنے نفس کی منفعت تک پہنچ سکے گا اگرچہ تو اس کے لئے میری نظر اور میرے علم کے برابر سعی و کوشش عمل مین لائے - اے فرزند خوب سمجھ لے کہ اگر خداوند عالم کا کوئی دوسرا شریک ہوتا - تیرے پاس اس کے پیغمبر بھی آتے تو اس کے ملک اس کی سلطنت کے نشانات کو دیکھتا - تو اس کے افعال اس کی صفات کو بھی پاتا لیکن حقیقۃً وہ خداوند عالم واحد و یگانہ ہے - جیسا کہ خود اس نے اپنے نفس کی توصیف کی ہے - اس کی مملکت مین کوئی شخص اس سے عناد اور ضد نہین کر سکتا وہ ابدالآباد تک زائل نہ ہو گا - اس کی ابتدا ہمیشہ سے ہے تمام اشیا سے پہلے - وہ

چاہیے۔ وہ خوف خدا ہے۔ اور انہین امور (علوم یقینیہ و اعمال دینیہ) پر اقتصار کرنا جو پروردگار
عالم نے تجھ پر فرض کئے ہین۔ اور اسی طریق کو اختیار کرنا جسپر تیرے آبا و اجداد بزرگوار (انبیا
و اولیا) اور تیرے اہل بیت صالحین گذر گئے ہین۔ بیشک ان لوگون نے اپنے نفسون کے
بارے مین نظر ڈالنے کو ترک نہین کیا جیسا کہ تو بھی نظر کرنے والا ہے۔ انہون نے فکر و
تدبیر سے کام لیا جیسا کہ تو فکر کر رہا ہے۔ پس اس تفکر و تدبر نے ان لوگون کو اس شے کے
اعتقاد کی طرف راجع کر دیا جسے وہ پہچانتے تھے۔ اور اس شے سے باز رکھا جس کی انہین
تکلیف نہین دی گئی تھی۔ اب اگر تیرا نفس اس اعتقاد اور قبول سے انکار کرے بغیر ازین
کہ تجھے ان بزرگون کا سا علم حاصل ہو تو اب یہی سزاوار ہے کہ تیری طلب اس بارے مین تفہم
و تعلیم کی راہ سے ہونی چاہئیے نہ کہ شبہات کے گرداب مین گر کر اور مخاصمہ و مجادلہ مین پیوست
ہو کر۔ اور اس امر مین نظر ڈالنے سے پہلے اپنے پروردگار سے اعانت کی طلب شروع کر اور
اپنی توفیقات مین اسی کی طرف راغب ہو۔ اور ہر ایک امر مخلوط و باطل کو ترک کر دے
جو تجھے شبہات مین داخل کرے یا ضلالت کی طرف پہنچائے۔ اب جب تو نے یقین کر لیا
کہ تیرا قلب صاف و شفاف آئینہ ہو کر آرام کرنے لگا۔ تیرا عزم تمام ہوتا ہوا بالجزم ہو گیا
اور تیرا مقصد اس عزم و ارادے مین ایک ہی مقصد ہے (جو قریب بخدا ہے) پس اب تو
اس چیز پر نظر ڈال جس کی تفسیر مین نے تیرے واسطے بیان کر دی ہے۔ اور اگر فراغت
و وسعت نظر و فکر کے ساتھ مشائبہ شکوک و شبہات سے الگ رہ کر تیرا نفس جمع نہ ہوا
جسے تو دوست رکھتا ہے۔ تو خوب جان لے کہ تو مانند ناقہ شب کور مخبوط ہے۔ اور شدید
تاریکی کے گرداب مین گرفتار ہے۔ اور جو شخص کہ مخبوط ہو۔ مخلوط بہ شبہات ہو ایسا شخص
ہرگز طالب دین نہین ہو سکتا۔ اور ایسی حالت مین اپنے نفس کو طلب معرفت دین سے
باز رکھنا نہایت ہی مناسب ہے ؞

اے فرزند میری وصیت کو سمجھ اور خوب جان لے کہ جو موت کا مالک ہے وہی حیات کا بھی

ہے (کیونکہ ایک تجربہ کار کے اقوال تیرے سامنے موجود ہین) نہایت ہی سہولت کے ساتھ تجھے وہ چیز حاصل ہوگئی ہے جس تک ہم نہایت محنت و مشقت کے ساتھ پہنچے - اور تیرے لئے وہ چیز ظاہر ہوگئی ہے - جو لبا اوقات ہمپر مخفی اور پوشیدہ تھی ❊

اے فرزند! اگرچہ مین اس عمر تک نہین پہنچا جس تک مجھ سے پہلے لوگ پہنچے ہین - مگر مین نے انکے اعمال کو دیکھا - انکے خبرون مین تدبّر اور تفکّر سے کام لیا انکے نشانات کی سیر کی - حتی کہ مین بھی انہین مین سے ایک شخص کی مانند ہوگیا بلکہ گویا ان کے امور کے سبب جو مجھ تک پہنچے ہین - مین نے انکے اولین سے لیکر آخرین تک کے ساتھ عمر بسر کی اور انکے اچھے بُرے اور نفع و ضرر کو پہچان لیا - اب مین نے تیرے واسطے ہر ایک امر اور ہر ایک امر کی تہ کا خلاصہ کر دیا - ان امور کی نیکی کا تیرے لئے ارادہ کیا - اور ان کی ناشائستگیون کو تجھ سے برگشتہ کر دیا - تیرے ہر کام مین ہر جگہہ مین نے اپنی توجہ کو لازم سمجھا - جیساکہ ایک شفیق والد کا فرض ہے - مین نے تیرے کام کے موافق تیرے ادب سکھانے کا عزم بالجزم کر لیا تھا - کہ جب تو نوجوان ہو جب ضمنا نیت سلیم ہو وا ایک صاف شفاف نفس کا مالک ہو تو تجھے کتاب اللہ عزوجل کی تعلیم دون اسکی تاویل پر عبور کرا دون - اسلام کے طریقے اسکے احکام اسکے حلال و حرام تجھے سکھا دون اور اس تعلیم کے غیر کی طرف تجھے تجاوز نہ کرنے دون پھر مجھے خوف ہوا کہ مبادا تجھ پر وہ علوم و معارف مشتبہ ہو جاتین جنمین لوگون نے اپنی نفسانی خواہشون اور فاسد رایون کے سبب سے اختلاف کیا ہے - اور وہ ان پر مشتبہ ہوگئے ہین پس مین نے انکو مضبوط و محکم کر دیا اس لئے کہ تجھے آگاہ کر دینا میرے نزدیک اس سے بہتر اور محبوب تھا کہ مین تجھے ایسے امر کے حوالے کر دون جسمین تیری ہلاکت سے بیخوف نہین ہون اور مجھے اُمید ہے کہ پروردگار عالم تیری شادت و سعادت کے باعث تجھے توفیق دیگا اور تجھے تیرے مقصود کی طرف ہدایت کریگا - لہذا مین نے اپنی یہ وصیت تیرے لئے معہود کر دی ❊

اے فرزند خوب جان لے کہ میری وصیت مین سے نہایت ہی عمدہ چیز جو کہ تجھے اختیار کرنی

حاصل کر۔ اپنے نفس کو مکروہات پر صبر کرنے کا معتاد بنا۔ کیونکہ صبر اخلاق حسنہ مین سے نہایت ہی عمدہ خُلق ہے۔ اور کل امور مین اپنے نفس کو اپنے پروردگار کی پناہ مین سے آ کیونکہ اندرین صورت تو اسے ایک محفوظ مقام اور صاحب قوت منع کرنے والے کی طرف پناہ دیگا۔ اپنے سوال کو اپنے پروردگار کے لئے ہی خالص کردے کیونکہ بخشش کرنا اور محروم کرنا اسی کے ہاتھ مین ہے۔ نہایت کثرت کے ساتھ خیر اور برکت کا طلبگار رہو۔ میری وصیت کو سمجھ اور میری نصیحتون سے اعراض کرتے ہوئے میرے سامنے سے روانہ نہ ہو۔ کیونکہ بہترین گفتار وہی ہے جو کچھ نہ کچھ نفع پہنچائے اور جان لے کہ اس علم مین کوئی خیر و برکت نہین جس سے کسی قسم کا نفع نہ حاصل ہو۔ اور جس علم سے نفع نہ اُٹھایا جائے اس کا یاد کرنا اور سیکھنا بھی کچھ ضرور نہین۔ اے بیٹا! جب مین نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کبیر السن ہوگیا ہون اور مین نے نظر کی کہ ضعیفی اور سُستی بڑھتی جارہی ہے۔ اسوقت مین نے تجھے وصیت کرنے کے لئے عجلت سے کام لیا۔ اس وصیت سے مین نے اکثر خصائل کو بیان کردیا اور اسبات کو اچھا نہ سمجھا کہ موت مجھے عجلت کے ساتھ آجائے اور مین اپنے دل کی باتون کو تجھ تک نہ پہنچا سکون یا میری رائے اور عقل مین نقص واقع ہوجائے کہ میرے جسم مین ظاہر ہوگیا ہے۔ یا بعض خواہشہائے ظاہرہ وفسادات دنیا میری طرف سبقت کرین۔ اور تو ایک شتر وحشی کی مانند رہ جائے کیونکہ نانہ قلب وفنادہ اور خالی زمین کی مانند ہوتا ہے۔ جو شے اس زمین مین ڈالی جائے وہ اسے ہی قبول کرلیگی۔ لہذا مین نے تجھے ادب سکھانے کے لئے عجلت سے کام لیا۔ قبل اس کے کہ تیرا قلب (حزن و اندوہ کے سبب سے) سخت ہوجائے اور تیری عقل امصائب ونوائب کے سبب سے صبر کرنے کی تدبیر مین) مشغول ہوجائے۔ اور تو اپنی رائے اور تدبیر کی کوشش کے ساتھ اس امر کا استقبال کرنے لگے جس کی طلب اور جس کے تجربہ کے لئے صاحبان تجربہ تیرے لئے کافی ہین۔ حقیقۃً تو طلبگاریون کی مشقت سے کفایت کیا گیا ہے (اب تجھے کسی بات اور کسی نصیحت کے طلب کرنے کی ضرورت نہین) اور تجربہ کے علاج سے معاف کردیا گیا

اے فرزند مین تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون - میری وصیت ہے کہ تو امر خدا کا ملازم رہ اس کی یاد کے ساتھ اپنے قلب کو آباد کر - اس کی حبل المتین کے ساتھ متمسک ہو - وہ وسیلہ جو تیرے اور خداوند عالم کے درمیان ہے - کونسا وسیلہ اس سے زیادہ مضبوط ہے جو تو اس وسیلہ کو اخذ کرے نصیحتون کو قبول کرکے اپنے دل کو زندہ کر اور زہد و تقوی اختیار کرکے اسے مردہ کر دے - یقین کے ساتھ اسے قوت دے موت کی یاد کے ساتھ اسے مطیع و فرمانبردار کر نیستی کے لئے اسے مقرر کر دے دنیا کے مصائب سے دکھا - زمانے کے حملون - اور گردش لیل و نہار کی زشتیون سے اسے ڈرا دے - گزرے ہوئے لوگون کی حکایتین اس کے سامنے پیش کر اور تجھ سے پہلے لوگون پر جو حوادثات گزرے ہین اسے انکی یاد دلا - ان لوگون کے گھرون اور نشانات کی سیر کر - پھر نظر کر کہ انہون نے کیا کیا - کس چیز سے منتقل ہوئے کہان وارد ہوئے اور کس مقام کو اپنی منزل بنایا - بیشک تجھے معلوم ہو جائیگا کہ وہ اپنے دوستون سے الگ ہو کر غربت اور تنہائی کے مکانون مین جا بسے - اور عنقریب گویا تو بھی انہین مین سے ایک شخص کی مانند ہو جائیگا اب تو اپنی منزل کی اصلاح کر - اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے تابع نہ بنا - اس چیز مین گفتگو کرنے کو چھوڑ دے جسے تو نہین جانتا - اس شے کے بارے مین حکم نہ لگا جس کی تکلیف تجھے نہین دی گئی اس رستہ کو ترک کر دے - جس پر چلنے سے تجھے ضلالت کا خوف ہے - کیونکہ ضلالت اور گمراہی کی حیرانیون کے وقت ٹھیر جانا - طرح طرح کے خوف پر سوار ہو جانے سے بہتر ہے نیکیون کا حکم کر کیونکہ تو اس کا اہل ہے - اپنے ہاتھ اور زبان سے نہی منکر عمل مین لا - جو شخص امور منکرہ کو بجا لاتا ہے اس سے بقدر اپنی طاقت و وسعت کے علیحدگی اختیار کر - فی سبیل اللہ جہاد کر جیسا کہ جہاد کا حق ہوتا ہے - کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تجھے راہ خدا مین گرفت نہ کرے (بلاخوف لومۃ لائم راہ خدا پر سالک ہو جا) وہ شدائد جو حق کا رستہ اختیار کرنے مین پیش آتے ہین - جہان کہین بھی حق ہو - انہین برداشت کر - دین کی فقہ مین ہوشیار ہو جا - فقہ دین کو

کرنے والے۔ خواہشات دنیا کی مذمت کرنے والے مُردوں کے مساکن میں ساکن رہنے والے اور اس دنیا سے کل کو کوچ کر جانے والے والد کی طرف سے یہ وصیت اس بیٹے کے نام ہے جو میسر نہ ہونے والی چیز (ہدایت خلق) کی آرزو رکھتا ہے۔ ایک ہلاک ہو جانے والے اور فنا فی اللہ شخص کے رستے پر سالک ہے۔ بیماری کے تیروں کا نشانہ ہے۔ شداید روزگار کا مرہون ہے۔ مصیبتوں کے تیر کھاتے ہوتے ہے قہر دنیا کا بندہ ہے۔ خدع و فریب کی سرا کا تاجر ہے۔ موت کا قرضدار ہے۔ اور موت کا ہی اسیر ہے۔ غم و آلام کا ہم عہد ہے حزن و اندوہ کا مصاحب ہے۔ نیز آفات کا ہدف ہے۔ دشمنوں کی خواہشوں کا کشتہ ہے اور مرجانے والوں کا جانشین ہے۔ حمد خدا و نعت رسول کے بعد جاننا چاہئے۔ کہ مجھ سے دنیا کا برگشتہ ہونا۔ زمانہ کا سرکشی کرنا عاقبت (موت) کا میری طرف متوجہ ہونا ان امور کو میں نے پہچان لیا ہے۔ اور اُنہیں نے مجھے اپنے غیر کی حالت کے ذکر۔ اپنے نفس کے علاوہ دوسرے کے امور کا اہتمام کرنے سے منع کر دیا ہے۔ مگر جب سے کہ بدون آلام مردم میرے نفس کا الم میرے ساتھ منفرد ہو گیا۔ اسوقت میری تدبیر نے مجھ سے سچی بات کہی۔ اور مجھے میری خواہش (ہدایت خلق) سے برگشتہ کر دیا۔ خاص میرے ہی کام (رحلتِ دنیا) کی میرے لئے تصریح کر دی جد و جہد کے مقامات کو طے کرنے کے لئے میرے بازو کھولدئے اس جستجو اور تلاش میں کسی قسم کا لہو و لعب شامل نہیں۔ مجھے ایسی صداقت کے واسطے آمادہ کیا جسمیں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں۔ اے فرزند! اب میں نے تجھے اپنی ذات کا بعض حصہ پایا نہیں بلکہ تجھے کیا دیکھا بالتمام اور بالکلیہ اپنے ہی آپ کو دیکھا۔ حتی کہ اگر کوئی مصیبت تجھے لاحق ہو تو وہ گویا مجھ پر نازل ہوئی۔ اور گویا اگر تجھے موت آئے تو وہ مجھے آتی ہے اب تیرے امور میں میری توجہ ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ اپنے امور میں ہوتی ہے۔ لہذا میں نے اپنا یہ وصیت نامہ تیرے واسطے تحریر کر دیا۔ اور میں اس تحریر کی حفاظت کا طالب ہوں (اسے احتیاط اور حفاظت سے رکھنا) میں تیرے لئے باقی رہوں یا فنا ہو جاؤں

اس کا حق پہچانتا ہوں (گناہ گار سے درگذر کرتا ہوا بیگناہ سے اور پیمان شکن سے چشم پوشی کرتا ہوا وفا کرنے والے سے مواخذہ نہین کرتا)۔

معاویہ پسر ہند کے نام حضرت نے یہ خط رقم فرمایا ہے "اس چیز مین جو تیرے نزدیک ہے (از قسم نعمات الہی) خدا سے ڈر۔ اور غور سے پروردگار عالم کے حق مین نظر کر جو تیرے ذمے واجب ہے۔ اور اس چیز (امام زمان) کی معرفت کی طرف رجوع ہو جا جس کے نہ جاننے سے تو معذور نہین ہے۔ یاد رکھ کہ طاعت وعبادت کے لئے آشکار علامتین۔ روشن رستے۔ واضح اور بین جادے اور کثیر المطلوب فائدے مقرر ہین۔ ان علامتون۔ رستون۔ اور جادون تک عقلمند پہنچ جاتے ہین۔ اور بیوقوف انکی مخالفت کرتے ہین۔ جو شخص ان سے منحرف ہوا وہ حق سے منحرف ہو گیا۔ بیابان گمراہی مین گرفتار ہوا۔ پروردگار عالم اپنی نعمت اس سے سلب کر لے گا۔ اور اپنے عذاب کو اس کے واسطے حلال فرمائیگا۔ اپنی نفسانیت سے ڈر اپنے نفس کو بچا پروردگار عالم نے تیرے واسطے تیرے رستے کو آشکار کر دیا ہے۔ اور اس مقام کو ظاہر فرما دیا ہے جہان تیرے ساتھ تیرے امور کا نتہا ہے۔ تو انتہائی نقصان خسارے اور منزلت کفر کی طرف روانہ ہوا۔ تیرے نفس نے تجھے شرارت کی دلدل مین پھنسا دیا۔ نہایت سختی کے ساتھ تجھے ضلالت مین داخل کر دیا۔ تجھے ہلاکت کے مقامات مین وارد کیا۔ اور مسالک حقہ پر سالک ہونا تیرے لئے سخت دشوار کر دیا"۔

جنگ صفین سے واپسی کے بعد حضرت نے یہ وصیت جناب امام حسنؑ علیہ السلام کے لئے تحریر فرمائی ہے۔ "فنا ہونے والے زمانے کی خصومتون کے سامنے عجز کا اقرار کرنے والے بڑھاپے کی طرف عمر کو رو گردان کرنے والے۔ تحمل مصائب مین زمانے کی اطاعت

تمہارا رہے تھے۔ بھلا تونے کب دیکھا کہ عبدالمطلب کے بیٹے دشمنوں کو دیکھ کر بزدل بن گئے چمکتی ہوئی تلواروں سے ڈر گئے۔ تھوڑی دیر صبر کر ابھی حمل ایک نامی شجاع لڑائی سے ملحق ہوتا ہے۔ عنقریب تجھے اس شخص کے ساتھ جنگ کرنے کے بلاتا ہے جس کا تو طلبگار ہے وہ چیز تجھ سے قریب ہے جسے تو دور سمجھ رہا ہے۔ میں مہاجرین انصار اور بلا زمان احسان کی ایک فوج کثیر لئے ہوئے تیری طرف یلغار کرتا ہوا آ رہا ہوں۔ جن کا انبوہ بہا بہت سخت ہے۔ جن کا غبار بلند ہو رہا ہے۔ وہ لوگ موت کا لباس پہنے ہوتے ہیں اور بہترین ملاقات جن کے نزدیک خدا وند عالم کی ملاقات ہے (انہیں موت کی پروا نہیں وہ موت کو حیات جاودانی سمجھتے ہیں) جنگ بدر میں صفیں الٹ دینے والے شجاعوں کی اولاد ان کے ساتھ ہے۔ اور ہاشمی تلواریں ان کے ہمراہ ہیں اور تو نے اپنے بھائی اپنے خالو اپنے دادا اور اپنے اہل کے بارے میں ان تلواروں کے واقع ہونے کے مقامات کو دیکھ لیا ہے۔ اور اب یہ تلواریں ستمگاروں سے دور نہیں ہیں ؀

اہل بصرہ کے نام حضرت نے یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے۔ "تمہاری عہد شکنی اور خصومت کے سبب سے آخر وہ امر ظاہر ہو گیا جس سے تم غافل نہیں تھے۔ اب میں نے تمہارے گنہگار کو معاف کیا۔ تمہارے بھاگنے والے پر سے تلوار اٹھا لی۔ تمہارے متوجہ ہونے والے کا عذر قبول کیا اگر ہلاک کرنے والے امور اور منحرف رائے و تدبیر والوں کی بےعقلیوں نے تمھیں میری مخالفت اور میری عداوت کے رستے پر لگا دیا۔ تو اسوقت میں اپنے راہواروں کو نزدیک کردونگا اور اپنی سواری کے اونٹوں پر زین کس لونگا۔ اگر تم نے مجھے اپنی طرف حرکت کرنے کے لئے مضطر کیا تو میں دفعتاً ایک ایسا حادثہ تم پر نازل کروں گا کہ حادثہ جنگ جمل کو اس سے وہی نسبت ہو گی۔ جیسے کھانا کھانے کے بعد آدمی انگلیاں چاٹا کرتا ہے۔ باوجودیکہ میں تم میں سے جو فرمانبردار ہے اس کی فضیلت سے واقف ہوں۔ جو نصیحت کرنے والا ہے

سامنے پیش کرتا ہوں جو اپنی خلافت کی حقیت کے لئے اجماع کی دلیل پیش کرتے ہیں
کیونکہ تیرا دعوےٰ تو ہر طرح سے باطل ہے) لیکن میں نے اس حجت کا تھوڑا سا حصہ
تیرے سامنے بھی بیان کر دیا جسکا ذکر میں نے مناسب سمجھا +

پھر تو نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے - اب لازم ہے کہ اس شبہ کا جواب
تجھے دیا جائے تو اس کا قرابت دار بنکر اس کا خونبہا طلب کر رہا ہے - جواب یہ ہے
کہ پہلے یہ دیکھ کہ ہم میں سے کون اس کا سب سے زیادہ دشمن تھا - اور کون اس کی قتل
کی طرف راہ دکھانے والا تھا - کیا وہ شخص ایسا ہو سکتا ہے جس نے اپنی نصرت اسے
عطا فرمائی - اور اس نے یہ کہکر کہ مجھے تیری نصرت کی احتیاج نہیں اور تو اپنے نفس کو
مجھ سے باز رکھ اسے بٹھا دیا - اور اسے اس کے ارادے سے باز رکھا - یا وہ شخص اس
کی دشمنی سے متصف ہے جس سے اس نے مدد طلب کی اور اس نے تاخیر سے کام لیا - اور حوادث
روزگار کو اس کی طرف منتشر کر دیا - حتی کہ اس کی تقدیر کا لکھا پورا ہوا - حاشا ثم حاشا
جو یہ دونو شخص مساوی ہوں - قسم خدا کی خداوند عالم نے نصرت و مدد کو منع کرنے والوں
اور ان قائلین کو معلوم کر لیا ہے - جو اپنے بھائیوں سے کہتے تھے کہ ہماری مدد کو آؤ - اور
وہ مکروہ سمجھ کر انکے پاس نہ آئے میں اس سبب سے عذر نہیں کرتا کہ میں نے احداث بدعتہ کے
متعلق اس کی عیب گوئی کی - اگر میرا اسے ہدایت اور ارشاد کرنا ہی اس کے نزدیک
گناہ ہو تو اکثر اوقات جسے ملامت کی جاتی ہے اسپر کوئی گناہ نہیں ہوتا - اور کبھی
کثرت کے ساتھ نصیحت کرنے والا خود متہم ہو جاتا ہے - مگر میں نے اپنی استطاعت کے
موافق اس کی اصلاح کا ارادہ کیا - اور مجھے خدا کی ہی جانب سے ہدایت کی توفیق عطا
ہوئی ہے اور میں اسی پر توکل کرتا ہوں +

پھر تو نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے تیرے پاس تلوار کے سوا اور
کوئی چیز نہیں - بیشک تو نے ان لوگوں کو ہنسا دیا جو تیری گفتار ناہنجار سنکر افسوس کے آنسو

معاویہ کے جواب مین حضرتؑ کا یہ ایک یادگار مکتوب ہے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیرا خط مجھے ملا۔ تونے اس مین ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اپنے دین کے لئے برگزیدہ کر لیا اور صحابہ مین سے جو بزرگوار اس پیغمبر کی تائید پر کمر بستہ ہوتے انکی مدد کی۔ افسوس تیری طرف سے زمانے نے ہمارے لئے تعجب پوشیدہ رکھا خدا کی شان تو لیا ہو گیا کہ ہمین ان احسانات الہی کو یاد دلاتے جو ہمپر نازل ہوتے ہین۔ ہمارے سامنے ان نعمتون کا ذکر کرے جو ہمارے نبی کی شان مین ہمپر مبذول ہوتی ہین تیری تو اس بارے مین یہی نقل ہوتی جیسے کوئی خرما دیہات ہجر کی طرف کیجاتے (جہان اس کثرت سے نخلستان ہین کہ اور ولایتون مین وہان سے بھیجاتے ہین) یا اس شخص کی مانند ہے جو اپنے استادِ تیر اندازی کو تیر اندازی کے واسطے بلائے۔ تونے گمان کر رکھا ہے کہ افضل الناس اسلام مین فلان اور فلان ہین پھر ایک ایسے امر کا ذکر کیا کہ اگر وہ باتمام صحیح ہو تو اس کا کوئی نفع تجھے نہین پہنچ سکتا۔ اور اگر وہ ناقص ہو تو اس مین رخنہ پڑ جانے سے تیرا کوئی نقصان نہین تجھے فاضل و مفضول اور حاکم و محکوم کی بحث سے علاقہ کیا۔ طلقا (قید سے آزاد ہونے والے) اور پسران طلقا کو اس سے حاصل جو وہ مہاجرین اولین کے درمیان سلسلہ تمیز قائم کرین انکے درجات کو ترتیب دین۔ انکے طبقات مختلفہ کی شناسائی کے مدعی ہون۔ یاد رکھ تیرا مطلب تجھ سے بہت دور ہے۔ ایک ایسے تیر نے آواز بلند کی جو قمار بازی کے تیرون مین سے نہین اور اس شخص کے بارہ مین حکم کرنا شروع کیا جو اسپر حاکم ہے۔

او انسان کیا تو اپنے لنگ ہونے پر قیام نہین کرتا (کیا تجھے نہین معلوم کہ تو درجہ مہاجرین تک نہین پہنچ سکتا) کیا تو اپنے بازوؤن کی کوتاہی کو شناخت نہین کرتا۔ تو اس مقام پر واپس نہین جاتا جہان تجھے تیرے قدر و مرتبہ نے واپس کر دیا ہے۔ تجھے کسی مغلوب ہو جانے والے کے مغلوب ہونے سے کیا غرض۔ تجھے کسی مظفر و منصور کے ظفر حاصل کرنے سے کیا نفع تو نہایت ہی شدت کے ساتھ میدان گمراہی مین گامزن ہے۔ تو وسطِ راہ سے بالکل

رہنے والے کی کوئی التماس قبول نہین - نہ اس کے اندوہ و ملال کے لئے کشائش ہے
اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ تم نہایت سختی کے ساتھ خدا سے حذر کرو اور یہ کہ اس کے ساتھ
تمہارا گمان نیک ہو جائے - تو ان دونو (حسن ظن و خوف خدا) کو جمع کرو کیونکہ بندے
کا حسن ظن اپنے پروردگار کے ساتھ بقدر خوف خدا ہوتا ہے بیشک آدمیون مین سے
اسی شخص کا حسن ظن پروردگار کے ساتھ عمدہ ہوتا ہے جو ان سب سے زیادہ خدا کا خوف کرتا ہے
اے محمد ابن ابی ابکر مین نے اپنے نزدیک اپنی نہایت ہی بزرگ سپاہ پر تجھے حاکم مقرر کیا ہے
جو اہل مصر ہین - اب تجھے یہی بات زیبندہ ہے کہ اپنی خواہش نفسانی کی ہمیشہ مخالفت
کرے - اور اپنے دین کی حمایت مین مجاہدہ و مقاتلہ کرتا رہے - اور جبتک زمانہ کی ایک
ساعت بھی تیرے لئے باقی رہے تو خلق مین سے کسی شخص کی رضامندی کے لئے پروردگار
عالم کو غضبناک نہ کر - کیونکہ رضائے خدا غیر خدا کی خوشنودی کی جانشین ہے - اور اسکی
رضامندی خوشنودی خدا کی قائم مقام نہین ہو سکتی - وقت معین پر نماز پڑھ اور جلدی
سے فارغ ہو جانے کے لئے وقت نماز کی طرف جلدی نہ کر (وقت سے پہلے نماز نہ پڑھ)
نہ کسی امر غیر نماز مین مشغول ہونے کے سبب سے وقت نماز مین تاخیر کر - اور خوب جان لے
کہ تیرے تمام اعمال تیری نماز کے تابع ہین *

بیشک امام ھدیٰ اور پیشوائے ضلالت دونو برابر نہین ہو سکتے - نہ ولی نبی اور عدو
نبی مین کچھ مساوات ہے - مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے - کہ مین اپنی
اُمت پر کسی مومن اور مشرک کے سبب سے نہین ڈرتا ہون - کیونکہ مومن کو اس کے ایمان کی
وجہ سے پروردگار عالم عذاب سے بچا لیگا اور مشرک کا اسکے شرک کی وجہ سے قلع قمع کر دیگا
لیکن مین ہر ایک اس منافق سے تم پر خوف کرتا ہون جو عالم زبان ہو (اس کی زبان پر
حق جاری رہے - مگر دل سے اس کا معترف نہ ہو) وہ بات کہے جو تمہارے نزدیک معروف
اور مستحسن ہو - اور وہ افعال بجا لائے جنہین تم قبیح سمجھتے ہو *

بندگان خدا! خوب جان لو کہ متقی اور پرہیزگار منفعت دنیا و آخرت کو حاصل کرتے ہوئے گزر گئے۔ انہون نے اہلِ دنیا کی انکی دنیا مین مشارکت کی اور ان کی آخرت مین شریک نہ ہوئے (کیونکہ ان کے منافع اعمال آخرت اچھے نہین) وہ لوگ ساکنین دنیا سے بہتر ہو کر دنیا مین ساکن رہے۔ اور نہایت ہی عمدہ طریقہ سے لزات دنیوی کو چکھا انہون نے دنیا کے حظ اُٹھائے جیسے کہ صاحبانِ وسعتِ نعمت لطف اُٹھاتے ہین۔ اور اس دنیا سے وُہی چیز (سرور و خوشوقتی) حاصل کی جو ستمگارون اور متکبرون کو میسّر ہوتی۔ پھر اس دنیا سے بمقصد اقصیٰ تک پہنچانے والا توشہ اور فائدہ دینے والی تجارت کو ساتھ لیکر یہان سے انقلاب پذیر ہو گئے۔ وہ اپنی دنیا مین رہ کر ترک دنیا کے ذائقے چکھ گئے۔ اور یقین کر لیا کہ ہم بروز فردا اپنی آخرت مین خدا کے ہمسائے ہین۔ نہ ان کے واسطے کوئی دعوت رد کیجاتی ہے (نہ ان کی دعا کو درجہ قبولیت سے گرایا جاتا ہے) نہ لذت کا کوئی حصہ ان کے واسطے ناقص اور کم ہوتا ہے ۞

بندگان خدا! موت سے اور اس کی نزدیکی سے حذر کرو۔ اور نہایت ہی محکم طریقہ سے موت کے لئے تیار رہو جاؤ۔ بیشک وہ موت ایک امر عظیم اور شغل بزرگ کے ساتھ آئے گی یا تو اس کے ساتھ نیکی ہی نیکی ہو گی اور کسی قسم کی برائی کی جھلک اس مین نہ ہو گی۔ یا شر کے ساتھ آئیگی جس مین ذرہ بھر اور ہرگز خیر کا جلوہ نہو گا۔ پس کون شخص اعمال جنت بجا لا کر جنت کے قریب ہے اور کون شخص دوزخیون کے سے افعال کر کے دوزخ کے قریب تر ہے۔ حقیقۃً تم لوگ موت کی طرف ہنکائے گئے ہو۔ اگر تم قائم رہو جب بھی تمھین گرفتار کر لیگی اور اگر فرار کرو گے جب بھی وہ سائے کی طرح تمھارے ساتھ ساتھ ہے۔ وہ تمہاری کلون کے ساتھ بند کر دی گئی ہے۔ اور دنیا تمھارے عقب سے لپیٹ لی گئی ہے۔ تم اس آگ سے حذر کرو جس کی گہرائی بہت دور ہے۔ جس کی حرارت نہایت شدید ہے۔ جس کے عذاب نفتے واقع ہوتے ہین۔ وہ ایسا گھر ہے جسمین ذرہ بھر رحمت کا اثر نہین۔ اسمین

کے سبب سے ان سے روگردانی اختیار نہ کرے - کیونکہ وہ برادران دینی ہین اور مستحقین کے حقوق نکالنے مین مددگار ہین *

بیشک اس مال زکوٰۃ مین تیرا بھی ایک واجب حصّہ اور حق معین ہے - اور صاحبان فقر و نان ضعیف و صاحب احتیاج بھی اس مین شریک ہین - بیشک ہم نے تیرے حق کو ادا کر دیا ہے اب تو بھی ان لوگون کے حقوق ان تک پہنچا دے - ورنہ فی الحقیقۃ قیامت کے دن بہت سے لوگ تیرے دشمن ہونگے - اور بیشک اس شخص کے لئے سخت مضرت اور خرابی ہے کہ خدا کے نزدیک فقرا و مساکین - سوال کرنے والے - زکوٰۃ سے دور کرتے جانے والے قرضدار اور مسافر جسکی دشمنی پر کمر باندھین - جس شخص نے امانت کو ذلیل و خوار کیا - خیانت کر کر کے خوب تسکم پُری کی - اپنے دین اور اپنے نفس کو خیانت سے پاک نہ کیا تو بیشک اس نے اپنے نفس کو رسوائی و فضیحت دنیا مین جگہ دی اور ایسا شخص آخرت مین نہایت ہی ذلیل و نہایت ہی بدنام ہے - اور سب سے بڑی خیانت اس اُمّت کی خیانت ہے - اور سب سے زیادہ کھوٹا پن اماموں اور پیشواؤن کا چشم پوشی کرنا والسّلام *

وصیت امیرالمومنین علیہ السلام

جب حضرت نے محمدؓ ابن ابی بکر کے لئے حکومت مصر کا گلو بند تجویز کیا - تو یہ وصیت فرمائی اُن لوگون (اہل مصر) کے لئے اپنے پرون کو بچھا دے - اپنے پہلوؤن کو ان کے لئے نرم کر (تاکہ وہ تیرے پہلو سے متنفع ہون) اپنے چہرے کو انکے واسطے کشادہ رکھ (انکے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آ) انکے حالت کو ملاحظہ کرنے کے وقت انکے درمیان حاوانہ رفتار اختیار کر - حتیٰ کہ بزرگان قوم تجھے طریق عدالت سے منحرف کر دینے کی طمع نہ کرین اور بیچارے ضعیف تیری عدالت سے مایوس نہ ہو جائین - بندگان خدا! پروردگار عالم تم سے ہر ایک گناہ صغیرہ و کبیرہ ظاہر و پوشیدہ کی نسبت سوال کرے گا - اب اگر وہ تمھین معذّب کرے تو تم نہایت ہی ظالم ہو اور اگر وہ معاف فرما دے تو بیشک وہ نہایت ہی کریم ہے *

اس کے بچے کو ضرر پہنچے - نہ سوار ہونے کے سبب سے انہیں ایذا مین گرفتار کرے - اور ان اونٹون کے درمیان نہایت ہی عادلانہ طریقہ کو اختیار کرے جو سواری دے چکے ہین اور جنہون نے سواری نہین دی (بطریق عدالت کبھی انپر سوار ہونا چاہئے کبھی انپر) ہان اس موکل کو وصیّت کرنا کہ وہ تھکے ہوئے اونٹ پر راہ پیمائی کو آسان کردے - اور پیچھے رہ جانے والے شتر لنگ خارخش دار کا انتظار کرے - انکی گذرگاہون مین پانی کے چشمون پر انہین وارد کرے - انہین علف زارون سے جنگل اور صاف رستون کی طرف مائل نہ کرے - انہین وہان چند ساعت راحت پہنچائے - آبگاہون اور سبزہ زارون مین ٹھہرنے کی انہین مہلت دے - حتیٰ کہ نہایت پاکی اور پاکیزگی فربہی و تیاری کی حالت میں ہمارے پاس نہ آئے - نہ انہون نے کوئی زحمت کھینچی ہو - نہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف برداشت کی ہو - تاکہ ہم خدا کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی سُنّت کے موافق انہیں تقسیم کردین - اور بیشک یہ امر یعنی مال خدا کا جمع کرنا تیرے ثواب کے لئے نہایت ہی بزرگ اور تیری رشادت سے نہایت ہی قریب ہے - انشاء اللہ تعالیٰ ؛

ایک عامل کی نسبت حضرت نے یہ وصیّت فرمائی ہے جسے تحصیل زکوٰۃ کے لئے مقرر فرمایا تھا - مین اسکے امور کی پوشیدگیون اور خفیات اعمال مین جہان خدا کے سوا کوئی حاضر نہین جہان خدا کے سوا کوئی نگہبان نہین - اسے خدا سے ڈرنے کا حکم دیتا ہون اور مین اسے حکم دیتا ہون کہ وہ کبھی اس امر کو معمول بہ نہ بنائے کہ ظاہراً طور پر خداوند تعالیٰ کی اطاعت کرے اور پوشیدگی مین اس کی مخالفت پر کاربند ہو اور جو شخص اپنے قول و فعل ظاہر و باطن مین مختلف نہین تو وہ ایسا شخص ہے جس نے امانت کو ادا کردیا اور خالصتہً لوجہ اللہ عبادت الٰہی بجالایا - نیز مین اسے حکم دیتا ہون کہ برائی کے ساتھ پیش آنے والا نبکر مسلمانون کے روبرو نہو - انپر کسی قسم کا بہتان نہ باندھے - اور منصب امارت کی بزرگی

بغیر اس کے کہ تو اسے ڈرائے - یا کسی خوف کا وعدہ کرے - یا اسپر ظلم کرے یا سخت گیری کو
کام مین لائے - پھر جو کچھ سونا چاندی وہ سب تجھے عطا کرے - اسے لے لے - اگر اس کے پاس گلّے
بکریان یا اونٹ ہون تو ہرگز بغیر اذن مالک ان کے گلّے مین داخل نہ ہو کیونکہ ان کے بیشتر
حصّے کا وہی مالک ہے (مال زکوٰۃ تو بہت تھوڑا سا ہے) جب تو ان کے نزدیک جائے تو اس
مالک پر تسلّط اور غلبہ حاصل کر لینے والے کی مانند انمین داخل نہ ہو - اس مالک کے ساتھ
ظلم و ستم سے پیش نہ آ - ان چوپاؤن کو ادھر اُدھر رمیدہ نہ کر - انہین فریاد بلند کرنے کے لئے
آمادہ نہ بنا - مالک کو انکے بارے مین بدحال اور رنجیدہ نہ کر - اس مال کے دو حصّے کر دے - اور مالک
کو اختیار دے دے کہ جس حصّہ کو چاہے پسند کرے - جب اس نے ایک حصّہ اختیار کر لیا - تو ہرگز
اس اختیار پر اس سے متعرض نہ ہو پھر باقی جو کچھ رہے اس کے دو حصّہ کر - پھر اسے ہی اپسند کرنے
کا اختیار دے اور ہرگز اس کے پسند کر لینے پر تعرض نہ کر - برابر یہی عمل بجا لا حتی کہ اس کے مال
مین سے وہ شے باقی رہ جائے جسمین خداوند تعالیٰ کا حق پورا ہو سکتا ہے - اسوقت خود خدا ہی
پر قبضہ کر لے اگر وہ تیری اس تقسیم کو باطل سمجھے - تو پھر اس مال کو مخلوط کر دے - اور پھر وہی
عمل کر جو پہلے کر چکا ہے - حتی کہ اس کے مال مین خداوند تعالیٰ کا جو کچھ بھی حق ہے تو اس پر
متصرف ہو جائے - اور کسی شتر مسن یا پیر پا شکستہ یا مریض لاغر کو قبول نہ کر اور ان پر سوائے
اس شخص کے کسی امین کو مقرر نہ کر جس کے دین پر تجھے اعتماد ہو اور وہ مسلمانون کے مال پر مہربان
ہو حتی کہ تو اس مال مسلمین کو انکے ولی اور حاکم تک پہنچا دے اور وہ اس مال کو ان کے درمیان تقسیم
کر دے - ان اموال پر کسی کو موکّل نہ کر سوائے اس کے جو ناصح ہو شفیق ہو - امین ہو حفاظت
کرنے والا ہو - درشت خو نہ ہو - ستمگر نہ ہو انہین تھکاتے نہ انکو ایذا پہنچاتے - پس جو کچھ
تیرے پاس جمع ہوا ہے اسے ہماری پاس روانہ کر دے تاکہ ہم اسے صرف کرین جس طرح
کہ خداوند عالم نے حکم دیا ہے - جب تو نے انکی روانگی کے لئے کسی امین کو مقرر لیا - تو اسے وصیت
کر کہ وہ شتر مادہ اور اس کے بچّے کے درمیان حائل نہ ہو - اس کا دودھ زیادہ نہ نکالے مبادا

اس کے محاصل کو اسی طرح فقراو مساکین مین تقسیم کرے جیسا کہ اسے حکم دیا گیا ہے - اور اسے ہدایت کی گئی ہے - اور یہ شرط ہے کہ ان دیہات وقف کے نخلستان مین سے نونہالون کو فروخت نہ کرے جبتک کہ تمام زمین درختون کی روئیدگی سے نخلستان کے مشابہہ نہ ہو جائے - اور میری کنیزون مین سے جو کنیزین باقی رہین جن سے مین نے مقاربت کی ہے - اور کسی کے اولاد ہو یا وہ حاملہ ہو - تو مع اس ولد کے اس کی قیمت کیجائیگی - اور وہ کنیز اس مولود کے حصّہ کی بالعوض آزاد سمجھی جائیگی اگر وہ مولود مرجائے اور وہ کنیز زندہ رہے - پھر بھی وہ آزاد ہے - بندگی اس سے اٹھ گئی ہے اور وہ بالکل آزادی کی حالت مین آزاد ہے +

وصیت بنام عامل الصدقات

جس شخص کو مال زکوٰۃ کے جمع کرنے کے لئے حضرت نے عامل مقرر کیا تھا - اسے یہ وصیت فرمائی ہے - واضح رہے کہ حضرت کی وصیتین اسی لئے درج کی گئی ہین کہ خلق اللہ کو معلوم ہو جائے کہ آپ سنون حق کو قائم رکھتے تھے - اور ہر ایک امر صغیر و کبیر و ظاہر و پنہان مین احکام عدالت کو ظاہر فرماتے تھے +

خدا سے ڈرنے کا جو رستہ ہے اسی پر سرگرم رفتار ہو - وہ خدا جس کا کوئی شریک نہین کسی مسلمان کو حزن و اندوہ مین نہ ڈال نہ ایسی حالت مین کسی پر گزر کر کہ وہ تیرے گذرنے کو مکروہ سمجھتا ہو - اس کے مال مین خداوند عالم کا جو حق ہے - اس سے زیادہ نہ لے - اگر تو کسی قبیلہ کے پاس پہنچے تو انکی آبگاہ پر اتر بغیر اس کے کہ تو انکے گھرون مین داخل ہو - پھر نہایت تسکین و وقار کے ساتھ انکے پاس جا - حتی کہ تو انکے درمیان مین قائم ہو جائے اب انہین سلام کر انکی تعظیم مین ذرہ بھر کوتاہی کو عمل مین نہ لا بعدہ ان سے کہہ کہ بندگان خدا! مجھے خدا کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے - تا کہ تمہارے اموال مین جو کچھ خدا کا حق ہے اسے حاصل کرون - کیا تمہارے اموال مین خدا تعالی کا کچھ حق ہے؟ اگر ہے تو اسے ولی خدا تک پہنچا دو - اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہین تو اسکی طرف مراجعت نہ کر اور اگر کوئی اقرار کرنیوالا تیرے سامنے اقرار کرے تو اس کے ساتھ روانہ ہو کر

کیا تم دوست نہیں رکھتے ہو کہ پروردگار عالم تمہاری مغفرت کرے۔ قسم خدا کی وارد ہونیوالی موت مجھے ناگہاں نہیں آتی جو میں اسے مکروہ سمجھوں۔ نہ یہ موت ایسی ظاہر ہونیوالی ہے جس کا میں انکار کروں۔ میری مثال تو اس پیاسے کی سی ہے جو نہایت ہی اضطراب کی حالت میں آبگاہ پر وارد ہوتا ہے (میں تو موت کو اپنی حیات کا چشمہ سمجھتا ہوں پھر گھبراتا کیا) میں تو وہ طالب ہوں جس نے اپنے مطلوب کو پالیا ہے۔ اور جو کچھ خدا کے پاس نیکوکاروں کے لئے ہے وہی بہتر ہے ؂

وصیت جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے یہ وصیت اپنے اموال کے بارے میں کی ہے کہ انہیں کسطرح صرف کرنا چاہیئے اور یہ وصیت نامہ جنگ صفین سے مراجعت فرمانے کے بعد تحریر فرمایا ہے "یہ وہ وصیت ہے جس کے ساتھ خدا کے بندے علی ابن ابی طالب امیر المومنینؑ نے محض طلب رضائے خدا کے لئے اپنے مال میں عملدرآمد کا حکم دیا ہے۔ تاکہ وہ مجھے اس کے سبب سے جنت میں داخل کرے اور مجھے امن و امان عطا فرمائے" **بعض جگہ اس وصیت میں یہ عبارت بھی مرقوم ہے** "اس حکم وصیت کے ساتھ حسن ابن علیؑ قائم ہو۔ موافق شرع اس مال میں تصرف کرے۔ اور حسب شرع اس مال کو فقرا و مساکین میں تقسیم کرے اگر حسنؑ کو کوئی حادثہ پیش آئے۔ اور حسینؑ زندہ ہو تو اس کے بعد وہ اس حکم کے ساتھ قیام کرے۔ اور اس وصیت کو اس کے مصدر اور موقع کے متعلق جاری کرے۔ بیشک علیؑ کے اس مال وقف میں فاطمہؑ کے دو بیٹوں کا وہی حق ہے جو تمام اولاد علیؑ کا ہے (یہ بات نہیں کہ امام ہو کر یہ مال مثل صدقات واجبہ انپر حرام ہو جاتے) میں نے محض خوشنودی خدا و قربت رسول اللہ کے سبب سے حرمت رسول کی بزرگی اور اس کی قرابت کی شرافت کو سمجھ کر اس وصیت کو پسران فاطمہؑ کے متعلق رکھا ہے۔ اور علیؑ اس شخص کے ساتھ جسے یہ مال وصیتہ سونپتا ہے یہ بھی شرط کرتا ہے کہ وہ اس مال کو اس کی اصل پر باقی رہنے دے

چیز پر آخرت میں وارد ہونے والا ہے جو از قسم اعمال اس نے پہلے روانہ کر دی ہے والسلام

حضرت نے عبد اللہ ابن عباسؓ کے نام یہ فرمان نافذ فرمایا ہے۔ اور عبد اللہ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ کلام رسول کے بعد کسی کلام نے مجھے اتنا نفع نہیں بخشا جیسا کہ اس کلام نے وہ ہذا ”حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ انسان اگر اس چیز کو حاصل کر لے جو گم کر دینے کے قابل نہیں تو یہ چیز اسے کمال مسرور کرتی ہے اور جو چیز کہ گم کرنے کے لائق ہے اگر اس کی تحصیل کرے تو بیشک سے انتہائی بدحالی لاحق ہوگی۔ بنظر بریں اب سزاوار ہے کہ وہی چیز تجھے خوشحال کرے جو از قسم ثواب آخرت تجھے پہنچی ہے۔ اور تجھے اسی ثواب آخرت پر افسوس کرنا چاہئے جو تجھ سے فوت ہو گیا ہے۔ دنیاوی عیش و آرام جو حاصل ہوں تیری فرحت ہرگز ہرگز انکے ساتھ زیادہ نہ ہونے پائے اور انہیں لذائذ دنیوی میں سے اگر کوئی چیز گم ہو تو ہرگز جزع فزع کرتے ہوئے اسپر افسوس نہ کرنا۔ کیونکہ یہ تیرا حزن واندوہ اور افسوس اسی شے کے بارے میں واقع ہونا چاہئے۔ جو موت کے بعد پیش آنیوالی ہے ◆

اپنی وفات سے کچھ پیشتر بطور وصیت حضرت نے ارشاد فرمایا ہے ”تمہیں میری یہی وصیت ہے۔ کہ خداوند عالم کے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ قرار دینا۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی سنت کو ضائع نہ کرنا۔ ان ہر دو عمود اور ستونوں کو قائم رکھنا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو مذمت شرعی تم سے ساقط ہے۔ دیکھو! میں کل تمھارا مالک تھا۔ آج تمہارے لئے عبرت ہوں اور کل سوئی تم سے مفارقت کر جاونگا اگر میں فنا ہو گیا تو یہ ہستی میری میعاد ہے (جو خداوند عالم نے مقرر کی ہے) اگر میں باقی رہا اور اس زخم سے جانبر ہو گیا تو میں اپنے خونبہا کا خود مالک ہوں۔ اگر میں معاف کر دوں تو میری یہ معافی قربتہً الی اللہ ہے اور تمہارے لئے بھی ایک نیکی ہے پس تم بھی معاف کرنا

سزاوار ہون - نہ انہین اس قابل دیکھا کہ انہین دور کردیا جائے - انپر ظلم و ستم کیا جائے کیونکہ ان سے عہد ہو چکا ہے وہ ذمی ہین - لہذا اب تو انکے لئے نرم دلی کا لباس پہن لے جس کے ایک ایک ٹکڑے مین سختی کی بھی آمیزش ہو - انکے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان برتاؤ کر - تقرب اور نزدیکی - دوری اور راندگی کو ان کے واسطے مخلوط و ممزوج کر دے - انشاء اللہ

فرمان جناب امیر علیہ السلام

زیاد ابن ابیہ (یعنی اپنے باپ کا بیٹا - چونکہ اس کے باپ کا نام معلوم نہ تھا لہذا حضرت عائشہ نے یہ لقب اس کے لئے تجویز فرما دیا تھا) کو جناب عبد اللہ ابن عباس نے شہر بصرہ پر اپنی طرف سے خلیفہ کر رکھا تھا - جو حضرت کی طرف سے بصرہ اور شہر ہائے اہواز و فارس و کرمان پر حاکم تھے - حضرت نے زیاد مذکور کے نام یہ فرمان جاری فرمایا "بے شک مین خدا کی سچی قسم کھاتا ہون - اگر مجھے خبر مل گئی کہ تو نے مسلمانون کے مال مین تھوڑی یا بہت کچھ بھی خیانت کی - تو مین تجھپر نہایت سختی کے ساتھ حملہ کرونگا - جو تجھے ایسی حالت مین چھوڑ دے گا کہ تو قلیل المال ہو - تیری پشت گناہون کے بوجھ سے سنگین ہو گی - اور تو نہایت ہی پست مرتبہ رہ جائے گا - والسّلام -

فرمان جناب امیر علیہ السلام

اسی زیاد کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے "تو میانہ روی کو اختیار کرتے ہوئے اسراف کو ترک کر دے - اور آج کے دن روز فردا کو یاد کر - بقدر ضرورت خود مال کو جمع کر اور جو تیری حاجت سے زیادہ ہو اسے روز احتیاج (آخرت) کے لئے نفقہ کر دے - کیا تو امید کرتا ہے کہ پروردگار عالم تجھے تواضع کرنے والونکا ثواب عطا کرے حالانکہ تو اس کے نزدیک متکبرین مین سے ہو - کیا تو طمع رکھتا ہے کہ خداوند تعالیٰ تجھے صدقہ کرنے والون کا اجر مرحمت فرمائے حالانکہ تو نعمت مین غلطان ہو اور اسے ضعیفون اور بیوہ عورتون تک پہنچنے سے روک رہا ہے - یاد رکھ آدمی کو اسی چیز پر جزا دیجاتی ہے جو اس نے آگے بھیج رکھی ہے - اور اسی

دنیا کی طرف راغب ہو کر مسلمان ہوتے - یا جان و مال کے خوف سے - تو خدا سے ڈر اور شیطان کو اپنی ذات میں کوئی حصّہ نہ دے - نہ اپنے نفس پر اس کے لئے رستہ کشادہ کر۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ جب آپ کی طرف سے بصرے کے عامل تھے - تو آپنے ان کے نام یہ فرمان صادر فرمایا "خوب سمجھ لے کہ بصرہ ابلیس کے اترنے کی جگہ ہے - فتنہ و فساد کی کشت زار ہے - لہٰذا وہاں کے رہنے والوں کو پر احسان کرکے انہیں جوان اور تر و تازہ کر - خوف کی گرہ انکے دلوں سے کھولدے - مجھے خبر ملی ہے کہ تو قبیلہ بنی تمیم کے ساتھ بدخوئی سے پیش آیا اور ان کے ساتھ درشتی اور سختی اختیار کی - یہ خوب سمجھ لے کہ بنی تمیم کا ستارہ غروب نہیں ہوا الا یہ کہ ایک دوسرا ستارہ انکے لئے چمک گیا بے شک ان لوگوں نے ایام جاہلیت اور ایام اسلام میں کبھی بغض اور کینے کی طرف سبقت نہیں کی - انہیں ہمارے ساتھ ایک پیوستہ قرابت اور مختصّہ خویشی حاصل ہے - اور ہم ان کے ساتھ صلہ و احسان کرکے ماجور ہوتے ہیں - اور ان کے ساتھ قطع رحم کرنے سے ہمیں وزر و وبال لاحق ہوتا ہے - پس توقّف کر اے ابن عباس خدا تجھ پر رحمت نازل کرے - اس شے میں جو از قسم نیک بد تیرے ہاتھ پر اور تیری زبان پر جاری ہوتی ہے - کیونکہ ہم تیرے نیک بد میں شریک ہیں (بسبب حکومت تیری نیکی بدی کے ذمہ دار ہیں) تو میرے گمان شائستہ کے نزدیک رہ اور میری رائے کو تیرے بارے میں سست اور ضعیف نہ ہونا چاہئے - والسّلام

اپنے ایک عامل کے نام حضرت نے یہ فرمان جاری فرمایا ہے "حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیری ولایت کے دیہات والے تیری سنگدلی اور درشت خوئی کی شکایت کرتے ہیں - انکی شکایت ہے کہ تو انہیں حقیر سمجھتا ہے - تو ان پر ظلم و ستم کرتا ہے - میں نے انکے بارے میں فکر کی تو میں نے نہ دیکھا کہ وہ اپنے شرک کے سبب سے (کیونکہ مجوس ہیں) مزید اکرام کے

والفضار دستیاب ہونگے - اسی وقت اسے ظاہر کر دین گے +

(۰ ۰ ۰)

فرمان حضرت علیہ السلام

نامہ معاویہ کے جواب مین حضرت یہ فرمان تحریر فرماتے ہین "لیکن تو مجھے شام کی جانب طلب کرتا ہے تو یہ سمجھ لے کہ جس چیز سے مین کل تجھے منع کر چکا ہون وہ تجھے آج بھی نہ بخشونگا اب رہا تیرا یہ قول کہ جنگ جدل نے گروہ عرب کو کھا لیا ہے مگر بالکل ہی قلیل نفوس کی روح باقی رہ گئی ہے - تو آگاہ ہو جا کہ جس شخص کو حق نے کھا لیا - اس کا ٹھکانا جہنم ہے - اور رہا ہمارا اور دوسرے لوگون کا جنگ جدل مین مساوی ہونا تو یہ سن لے کہ تو میرے یقین پر اپنے شک کی وجہ سے حکم لگانے کا مجاز نہین - اور یاد رکھ اہل عراق جسطرح کہ آخرت کی حرص کرتے ہین - اہل شام اس طرح دنیا پر حریص نہین - اب تیرا یہ بھی قول ہے کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہین - تو پھر یہ بات کیا ہوئی ہم بھی تو اسی کی نسل سے ہین - مگر یہ خوب سمجھ لے کہ تمھارا جد امیہ ہمارے جد بزرگوار ہاشم کا ہمرتبہ نہین - اور نہ حرب جو تیرا جد ہے عبد المطلب کی برابری کر سکتا ہے - نہ ابوسفیان ابوطالب کی مانند ہے - نہ کوئی مہاجر اسیران آزاد کردہ کے مساوی ہو سکتا ہے - نہ نسب ظاہر مشتبہ نسب سے کوئی نسبت رکھتا ہے جیسے کہ تم لوگ مشتبہ النسب ہو - نہ صاحب حق کو اہل باطل سے کچھ مشابہت - نہ مومن کو منافق سے کچھ نسبت - اور یاد رکھ بدترین خلف وہ خلف ہے جو اپنے جہنم مین گر جانے والے اسلاف کی پیروی کرے -

ہمارے ہاتھ مین ابھی تک پیغمبری کی فضیلت ہے وہ پیغمبری جس کے سبب سے ہم نے ہر ایک غالب کو ذلیل کر دیا - اور ہر ایک ذلیل کو اس کے سبب سے بلند و رفیع الشان بنا دیا جبکہ پروردگار عالم نے اہل عرب کو گروہ در گروہ اپنے دین مین داخل کیا اور یہ امت طوعاً و کرہاً اسلام لائی - تو تم اسوقت جبکہ سبقت کرنیوالے اپنی سبقت کے سبب سے رستگار ہوئے اور پہلے پہل ہجرت کرنے والے اپنی فضیلت پر گزر گئے ان لوگون مین سے تھے جو یا تو مال

تو تین ان کی عقلین ان کے نفس ضعیف ہین۔ ہم عہد رسول اللہ مین اسی امر پر مامور تھے کہ ان سے باز رہین حالانکہ وہ عورتین مشرکہ تھین۔ زمانۂ جاہلیت مین یہ دستور تھا۔ کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو پتھر یا کرینگر یا عصا سے مارتا تو اس سبب سے اس کے بعد اس کی اولاد اور اس کی نسل کو سرزنش کی جاتی تھی ✤

اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو حضرت فرماتے تھے " پروردگارا تیری ہی طرف منتہائے قلوب ہے۔ تیری ہی جانب گردنین کشیدہ ہوتی ہین۔ تیری ہی سمت آنکھین کھلی ہوتی ہین قدم منتقل شدہ ہین اور بدن لاغر شدہ (تیری رحمت کا ہر ایک کو انتظار ہے) بارالہا پوشیدہ بغض اور دشمنی آشکارا ہو گئی۔ حسد کی دیگین جوش مین آگئین۔ پروردگارا! ہم اپنے پیغمبر کے غائب ہونے اپنے دشمن کی کثرت۔ اپنی خواہشون کی پراگندگی کی تجھ سے ہی شکایت کرتے ہین۔ بارالہا! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان مین حق کو کھول دے۔ کیونکہ تو نہایت ہی بہتر کھولنے والا ہے ✤ نیز لڑائی کے وقت حضرت اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے " تم پر وہ فرار دشوار نہ ہو جس کے بعد تمھین پھر لڑائی کی طرف آنا ہو۔ تم پر دشمن کی جانب سے وہ پلٹنا مشکل نہ ہو جس کے بعد پھر حملہ کرنا مدنظر ہو (اگر بر تقدیر تم یکمرتبہ بھاگ نکلو اور لڑائی سے پلٹ آؤ تو اس سے تمھین تنگدل نہ ہونا چاہئے) اپنی تلوارون کو انکا حق عطا کردو اور کشتگانِ شمشیر کے گرنے کے مقام کے لئے دشمن کے پہلوؤن کو مہیا کردو۔ اپنے نفسون کو اندرون سینہ تک کارگر ہو جانے والی نیزہ بازی اور خوفناک شمشیر زنی پر تحریص کرو۔ اپنی آوازون کو دور کردو (خموشی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے حملہ کردو) کیونکہ یہ امر بزدلی کا دور کرنے والا ہے۔ قسم اس خدا کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا۔ جس نے انسان کو پیدا کیا کہ یہ لوگ (مخالفین) اسلام نہین لائے۔ مگر ہان فقط انہون نے اپنے جان و مال کی سلامتی طلب کی ہے (محض براہ خوفِ نقصانِ جان و مال اقرار شہادتین کیا ہے ورنہ انکے قلوب کو صداقت اسلام سے کوئی تعلق نہین) ان لوگون نے کفر کو چھپا رکھا ہے۔ جبوقت اس کے اظہار کے لئے انہین اعوان

اس شخص کی مانند قریب ہو جو لڑائی کے ساتھ آویزش کا ارادہ کر رہا ہے۔ نہ دشمن سے اس شخص کی مانند دوری اختیار کرو کہ لڑائی سے خوف کھا کر دور رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میرا حکم تیرے پاس پہنچ جائے دیکھنا قبل اس سے کہ دشمن تمہیں لڑائی کے لئے میدان میں طلب کریں قبل اس سے کہ ان کے عذر تمام ہوں کہیں انکی طرف سے سینوں میں جوش کھانیوالی دشمنیاں تمہیں انکے ساتھ قتل و قتال پر آمادہ نہ کریں (اتمام حُجت لازم ہے اور بعدہ سبقت بھی دشمن کی ہی طرف سے ہونی چاہیے)

فرمان حضرت امیر علیہ السلام

حضرت نے اپنی سپاہ کے دو سرداروں کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے" میں نے تم پر اور تمہارے ماتحتوں پر مالک ابن حارث اشتر کو امیر کیا ہے۔ تم اس کے قول کو سننا اس کی اطاعت کرنا۔ اور اسے اپنی زرہ اور سپر بنا لینا۔ کیونکہ یہ وہ شخص ہے جس کی طرف سے کاہلی اور سستی کا خوف نہیں۔ نہ اس کی لغزشوں کا ڈر ہے۔ نہ اس چیز میں جس کی طرف تیزی کے ساتھ جانا نزدیک احتیاط ہے اس کی آہستگی کا خوف نہیں۔ نہ اس شے میں جس کی طرف نہایت آہستگی کے ساتھ جانا قرین خیر ہو اس کی تیز روی کا ڈر"

وصیت حضرت امیر علیہ السلام

مقام صفین میں دشمن کے مقابل ہونے سے پہلے حضرت نے اپنے لشکر کو یہ وصیت فرمائی "جبتک وہ ابتدا نہ کریں تم ہرگز ان سے جنگ نہ کرنا۔ کیونکہ بحمد اللہ تم طریق حُجت پر قائم ہو۔ تم انہیں چھوڑ دینا حتیٰ کہ وہ ابتدا کریں یہ ایک دوسری حُجت اور بُرہان تمہارے ہاتھ آئے گی جب بحکم خدا انہیں ہزیمت نصیب ہو جائے تو کبھی کسی پیٹھ پھیرنے والے سے جنگ نہ کرنا کسی عیب دار اور برہنہ کو آزار نہ پہنچانا۔ زخمی کی طرف متعدی نہ ہونا۔ کسی کا مال نہ لینا۔ عورتوں کو اذیت پہنچا کر انہیں ہیجان اور غیظ و غضب میں نہ لانا۔ اگرچہ وہ تمہارے سرداروں کو سب و شتم کریں۔ تمہارے امیروں کو گالیاں دیں۔ کیونکہ انکی

بلندیوں کے نزدیک ہو یا دامن کوہ میں یا دو دریا کے کنارے پر تاکہ دشمن تمہاری نگاہ ہونکے سامنے رہے۔ اور البتہ تمہاری جنگ ایک ستہ یا دو دستہ کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ اور پہاڑوں کے قلعوں اور ٹیلوں کی بلندیوں پر اپنے لئے نگہبانوں کو مقرر کر دو تاکہ دشمن کسی خوف یا امن کے مقام سے تمہاری طرف آسکے ؛

خوب یاد رکھو کہ جماعت (فوج) کے پیشوا انکے نگہبان ہیں اور پیشوا کی آنکھیں انکے قراول تم تفرقہ سے حذر کرتے رہنا۔ جب کہیں اترو تو سب کے سب ساتھ ہی اترو۔ اور جب کوچ کرو تو سب مل کر کوچ کرو۔ جب کسی مقام پر تمہیں رات ہو جائے تو اپنے نیزوں کو دائرے کی شکل میں بنا لو۔ خواب کا ذائقہ نہ چکھو مگر نہایت ہی کم یا بطور مضمضہ (جیسے مضمضہ یعنی کلّی کا پانی حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ فقط زبان میں ذرا تراوت آجاتی ہے ایسے ہی نیند کے لئے ذرا کی ذرا آنکھیں بند کر لو۔ مگر وہ تم پر غالب ہونے پائے)

جب معقل بن قیس ریاحی کو حضرت نے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جس کی تعداد تین ہزار تھی شام کی طرف روانہ کیا تو یہ وصیت فرمائی اُس خدا سے خوف کر جس سے ملاقات کرنا تیرے لئے ضروری ہے۔ اور سوائے اُس کے کوئی تیرا منتہی نہیں اسی کے ساتھ مقاتلہ کرنا جو تیرے ساتھ جنگ کرے سردی کے موسم میں صبح اور عصر کے وقت سفر کر اور لوگوں کو دوپہر کے وقت قیلولہ کی فرصت دے۔ حرکت کرنے میں رفاہت اور راحت کے ساتھ رہ۔ ابتدائے شب میں سفر نہ کر کیونکہ پروردگار عالم نے اسے جائے قرار بنایا ہے اور اسے مقام کرنے کے لئے مقدر کیا ہے نہ کہ کوچ کرنے کے واسطے۔ اس اول شب میں اپنے بدن کو راحت دے اور اپنی پشت کو آرام پہنچا۔ جبکہ تو صبح کے پھیلنے سے واقف ہو گیا یا صبح طالع ہونیکو ہوئی تو اسوقت برکت خداوندی پر بھروسا کر کے سفر کر ؛

جب تو دشمن سے ملاقی ہو جائے تو اپنے اصحاب کے وسط میں کھڑا ہو جا اور دشمن سے

اور نفس کی طمع مین ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گرفتار ہو جاتے۔ ایسی حالت مین کہ تیرا ظاہر و باطن مختلف ہو (منافق ہو جائے) تو نے لڑائی کے لئے دعوت دی ہے اب تو آدمیون کو تو ایک طرف چھوڑ دے میرے پاس چلا آ اور تو لشکرون کو لڑائی سے روک دے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ہم دونو مین سے کسکے دل پر زنگ چھایا ہوا ہے۔ اور کسکی آنکھون پر پردے پڑے ہوتے ہین۔ یاد رکھ مین وہ ابو الحسن ہون جس نے جنگ بدر مین تیرے دادا تیرے مامون تیرے بھائی کا سر شگافتہ کرکے انہین قتل کر ڈالا۔ اب بھی وہی تلوار میرے ساتھ ہے اور اسی دل کو پہلو مین لئے ہوتے اپنے دشمن سے ملاقات کرتا ہون ؀

مین نے دین مین کوئی تغیر و تبدل نہین کیا۔ نہ طریقہ نبوی مین بدعتین احداث کین اور بیشک مین اس طریقہ پر ہون جسے بطوع خاطر تم نے ترک کر دیا اور جسمین تم نہایت کراہت کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔ تیرا گمان ہے کہ تو عثمان کی خونخواہی کے لئے آیا ہے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ عثمان کا خون کس مکان مین واقع ہوا اب تو اسی جگہہ سے اسکے خون کا طلبگار ہو۔ اگر واقعی تو خونبہا کا طالب ہے۔ گویا مین دیکھ رہا ہون کہ جب تجھے جنگ نے گزند پہنچائی تو تو اس طرح نالہ و فریاد کر رہا ہے۔ جیسے کہ اونٹ بوجھ کی زیادتی کے سبب سے تو نے جسوقت مجھے دعوت دی تو گویا مین تیری جماعت کو متواتر ضربون کے سبب سے واقع ہونے والی قضا کی وجہ سے کشتہ پر کشتہ گرنے کی باعث کتاب اللہ کی طرف جزع و فزع کرتے ہوتے دیکھ رہا ہون۔ حالانکہ وہ جماعت کافر ہے منکر حق ہے یا بیعت کرکے اس سے عدول کرنے والی ہے ؀

وصیت جناب امیر علیہ السلام

جب فوج ظفر موج کو دشمن کی طرف حرکت دی۔ تو یہ وصیت فرمائی جب تم دشمن کے مقابل پہنچ جاؤ۔ یا وہ تمہارے برابر آجائے تو بیشک یہی چاہئے کہ تمہارے لشکر کا مقام

بھیجدینا میرے امکان مین ہے مجھے اپنی جان کی قسم اگر تو اپنی سرکشی اور نافرمانی سے علیحدہ نہ ہوگا تو بہت جلد انہین پہچان لیگا جبکہ وہ تیری طلب کرینگے - وہ برّ و بحر اور میدان وجبل مین اپنی طلب کے باعث تجھے تکلیف نہ دینگے - مگر یہ کہ اس طلب کا حصول تجھے بدحال کردیگا اور اس کا ثمر تجھے خوشحال نہ کرسکیگا اور بس السلام علیٰ اہلہٖ

معاویہ پسر ابوسفیان کو تحریر فرماتے ہین اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جبکہ دنیا کے لباس تجھ سے زائل کردئے جائینگے جنہین تو پہنے ہوتے ہے وہ دنیا جو کمال زینت کے ساتھ مزین ہورہی ہے - اپنی لذتون کے سبب فریب دے رہی ہے - اس نے تجھے بلایا تو نے اس کی اجابت کی اس نے تجھے کھینچا - تو نے اس کی متابعت کی اس نے تجھے حکم کیا اور تو نے اس کی اطاعت کی اور قریب ہے کہ ایک مطلع کرنیوالا اس چیز پر تجھے مطلع کرے (جو عذاب آخرت ہے) جس سے کوئی نجات دینے والا تجھے نجات نہین دے سکیگا - تو اس کام سے باز رہ - روز حساب کی تیاری کو اخذ کر - وہ چیز جو تجھ پر نازل ہونیوالی ہے اس کے لئے دامن کو کمر سے لپیٹ لے اپنے سننے سے گمراہون کی باتون کو تمکین نہ دے - اگر تو ایسا نہین کریگا تو مین تجھے اس چیز سے خبردار کرتا ہون جسے تو نے اپنے نفس سے بھلا دیا ہے - یاد رکھ تو کفران نعمت کررہا ہے شیطان نے تیری ذات سے اپنے ماخذ کو اخذ کرلیا ہے - اس کی اُمید تیری ذات میں انتہا کو پہنچ گئی ہے - اور وہ تیرے خون اور روح کے جاری ہونے کے مقام مین اپنا دکھا رہا ہے (رگ و ریشہ مین سرایت کرگیا ہے)

اے معاویہ تو کس زمانے مین بغیر سبقت سابق اور بغیر شرف باند رعیت کی سیاست کرنیوالا (امر و نہی کرنے والا) تھا کس عہد مین امر امت کا حاکم تھا - مین سابقہ شقاوت کے لوازم سے خدا کی طرف پناہ لیجاتا ہون - مین تجھے ڈراتا ہون کہ کہین تو آرزو کے فریب

اور جو ہم میں سے کافر تھے (مثل عباسؓ اور تمام بنی ہاشم) وہ اپنی اصل اپنے نسب اور اپنے
خاندان کی حمایت کر رہے تھے - اور قریش میں سے جو شخص اسلام لے آیا تھا وہ ان مصائب
سے خالی تھا جن میں ہم گرفتار تھے یا تو وہ مشرکین کا حلیف تھا - کفار قریش کے ساتھ اس کے
عہد و پیمان ہو چکے تھے اور یہ عہد و پیمان اسے ان کے شر سے بچا رہے تھے - یا اس کا قبیلہ
اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہوا - بہر حال وہ قتل سے مکان امن میں تھا - اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب لڑائی کی آگ بھڑکتی تھی - اور لوگ لڑائی سے
طرح دے جاتے تھے - تو اپنے اہل بیت کو آگے کر دیتے تھے اور انکے سبب سے اپنے اصحاب کو
تلواروں اور نیزوں کی آنچ سے بچا لیتے تھے پس عبیدہؓ ابن حارث بدر کے روز قتل
ہوئے - حمزہؓ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور جعفرؓ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے
اور اس شخص نے بھی اس چیز کا (شہادت کا) ارادہ کیا جس کا یہ شہدا ارادہ کر چکے
تھے - اگر میں چاہوں تو اس شخص کے نام کا ذکر کر دوں - لیکن انکی موت مقدر ہو چکی تھی
اور اس شخص کی مرگ کا دن ابھی نہیں آیا تھا ؛

تعجب ہے اور سخت تعجب ہے اس زمانے پر - میں اب ایسا ہو گیا ہوں کہ وہ میری ہمسری کرتا
ہے جس نے میرے قدم کے برابر بھی کوشش نہیں کی - اس شخص کے لیے کچھ بھی میری
مانند فضیلت شرافت فی الاسلام موجود نہیں - ایسی فضیلت کہ کوئی اس کا تقرب
تلاش نہیں کر سکتا الا یہ کہ مدعی اس چیز کا دعوے کرے جسے میں نہیں پہچانتا ہوں - اور
مجھے خدا کی طرف سے بھی گمان نہیں ہے کہ وہ اسے پہچان لے (مجھے اسکی نیستی کا کامل
یقین ہے) اور حمد و تعریف ہر ایک حالت میں خداوند عالم ہی کے لیے مختص ہے ؛

ہاں مگر یہ جو تو نے سوال کیا ہے کہ میں قاتلان عثمان کو تیرے پاس بھیجدوں میں نے
اس امر میں بہت کچھ نظر دوڑائی مگر مجھے نظر نہ آیا کہ انہیں تیرے یا تیرے غیر کے پاس

ے خود نفس نفیس مراد ہے ۱۲

ہوگیا ہے۔ بعض جگہ اسی فرمان مین مرقوم ہے اس لئے کہ وہ بیعت (جو مجھ سے کی گئی) ایک بیعت ہے اس مین دوبارہ نظر کی گنجائش نہین۔ نہ از سر نو اس مین اختیار حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے خروج کرنے والا اسپر طعنہ زنی کرنے والا ہے۔ اور اسمین تفکر کو دخل دینے والا مداہن اور منافق ہے*

فرمان حضرت امیر علیہ السلام

جریر ابن عبد اللہ بجلی سے حضرت نے فرمایا جب کہ وہ حضرت کی طرف سے قاصد بنکر معاویہ کے پاس گیا تہا خدا و لعنت کے بعد۔ تجھے معلوم ہونا چاہئیے کہ جسوقت میرا فرمان تجھے ملے تو معاویہ کو حکم قطعی پر حمل کر۔ حکم جازم پر اسے گرفت کر۔ پھر اسے وطن سے باہر کر دینے والی جنگ اور فروتنی پیدا کرنے والی صلح کے درمیان مختار کر دے۔ اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو پھر اس کی طرف اقدام نہ کر۔ اور اگر صلح کو پسند کرے تو اس سے بیعت لے لے۔ والسلام*

فرمان حضرت امیر علیہ السلام

معاویہ پسر ہند کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے "ہماری قوم (قریش) نے ہمارے نبی کے قتل کا ارادہ کیا۔ ہماری اصل کو منقطع کرنا چاہا۔ ہمارے بارے مین بہت کچھ عزم اور مشورے کئے ہمارے حق مین طرح طرح کے افعال کے فاعل ہوئے ہمیں شیرینیون سے منع کیا۔ خوف اور ترس کو ہماری ذات سے لازم کر دیا۔ ہمین ایک سخت و درشت پہاڑ کی سکونت کے لئے مضطر اور مجبور کیا (جو شعب ابی طالب مشہور ہے) ہمارے لئے لڑائی کی آگ بھڑکائی اسوقت خداوند عالم نے ہمارے لئے ہمارے پیغمبر کے اطراف سے دشمن کے دفعیہ کا ارادہ کیا۔ اور چاہا کہ عقب احترام پیغمبر سے دشمنون کو دور کر دے (اس کی حرمت کی محافظت کرے) اب جو لوگ ہم مین مومن تھے (مثل ابوطالب و حمزہ) وہ اس دفعیہ کے ساتھ طالب اجر تھے۔ ثواب کے امیدوار تھے

حقیقتہً شوریٰ مہاجرینؓ انصار کے لئے ہی زیبا ہے۔ جس شخص پر انہوں نے اجماع کر لیا اور اسے امامت کے ساتھ نامزد کر دیا۔ تو انکا یہ اجماع (ان کے زعم میں) خوشنودیٔ پروردگار عالم ہے۔ اگر کوئی خارج ہونے والا ان کے حکم سے طعنہ زنی اور احداث بدعت کر کے (مثل معاویہ و اصحاب جمل) نکل گیا۔ تو اسے اسی اجماع کی طرف لوٹا دو جس سے وہ خارج ہوا ہے اگر اس نے انکار کیا تو اس سے مقاتلہ کرو کیونکہ وہ سبیل مومنین کے برخلاف اتباع کر رہا ہے اور پروردگار عالم اسے اس کام کی طرف متوجہ کر دیگا۔ جس کی طرف اس نے توجہ کی ہے۔ سن او معویہ۔ مجھے اپنی جان کی قسم اگر تو دل کی آنکھوں سے دیکھے اور خواہشات بیجا کی پیروی نہ کرے تو مجھے خون عثمان سے سب لوگوں سے زیادہ بری اور مبرا پائیگا۔ تجھے معلوم ہو جائیگا کہ میں اس سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین تھا۔ مگر یہ دوسری بات ہے کہ تو اس شخص سے خونبہا طلب کرے جو خون بہانے والا نہیں اگر ایسا ہو تو تو شوق سے دعوے کر جو تجھے معلوم ہوا ہے۔ والسّلام

شام کے صوبیدار کو تحریر فرماتے ہیں "حمد خدا و نعت رسول کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیری طرف سے مجھے متواتر اور متصل نصائح اور مزین رسالے پہنچے۔ تو نے محض اپنی گمراہی کے سبب سے انہیں تحریر کیا ہے۔ اور محض اپنی سوء تدبیر کی وجہ سے انہیں روانہ کیا ہے یہ مکتوب اس شخص کے ہیں۔ جس کے واسطے کوئی آنکھ نہیں جو اسے ہدایت کر سکے نہ کوئی کھینچنے والا جو اسے صراط مستقیم پر چلا سکے۔ ہوا و ہوس نے اس کی دعوت کی اس نے انکی دعوت کو قبول کر لیا۔ ضلالت اور گمراہی نے اسے کھینچا۔ اس نے انکی متابعت کر لی وہ آواز بلند کرتے ہوئے ہذیان میں مبتلا ہے۔ اور مخبوط الحواس ہو کر ضلالت میں گرفتار

حضرت کا یہ استدلال انہی لوگوں کی اعتقاد کی موافق ہے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ دشمن کو انہی کے مسلمات سے الزام دیا کرتے ہیں۔ ورنہ نظر بمذہب حقہ اثنا عشریہ وہ اجماع جس میں قول معصوم نہ شامل ہو مجیب نہیں جیسا کہ کتب علم کلام میں بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہو چکا ہے ۱۲

فرمان امیر علیہ السلام
فرمان امیر علیہ السلام

اپنے لشکر کے ایک افسر کو آپنے یہ فرمان بھیجا اگر مخالفین اطاعت کے سایہ کی طرف پلٹ آئین تو یہ تو وہی امر ہے جسے مین دوست رکھتا ہون اور اگر اس قوم کے امور شقاوت اور نافرمانی کی طرف منتہی ہوتے تو فوراً اپنے فرمانبردار سپاہ کو ہمراہ لیکر عاصی اور نافرمان سے محاربہ کیلئے تیار ہوجا۔ جو شخص تیرا مطیع ہے۔ اسی کے ساتھ اس شخص کی طرف سے مستغنی اور بے نیاز ہوجا جو تیری اطاعت سے واپس ہوگیا ہے کیونکہ جو شخص جہاد سے کراہت رکھتا ہے اسکا غائب ہونا اس کے حاضر ہونے سے بہتر ہے اسکی نشست اس کی برخاستگی سے زیادہ مفید ہے ٭

حضرت نے اشعث ابن قیس حاکم آذربائیجان کے پاس یہ فرمان بھیجا۔ حقیقۃ یہ ہے کہ تیری حکومت تیرے واسطے طعمہ اور کھانے کی چیز نہین ہے لیکن یہ ایک امانت ہے جسکا بار تیری گردن پر دھرا ہوا ہے تیرے امیر نے تجھے اپنی طرف سے چوپان اور شبان کی طرح مقرر کیا ہے۔ تجھے یہ بات سزاوار نہین کہ امور رعایا مین بطور خود منفرد ہوجاتے (اپنے امیر کے حکم کے بغیر ان کے امور مین تصرف کرے) کسی امر بزرگ کی طرف متوجہ نہ ہو مگر حجت اور دلیل کے ساتھ۔ تیرے دست تصرف مین خداوند عزوجل کے اموال مین سے ایک مال ہے۔ تو ایک میر اخزانچی ہے تاکہ اس مال کو مجھ تک صحیح وسلامت پہنچا دے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ مین تیرے لئے بدترین حکام نہ ثابت ہونگا والسلام

معویہ کو حضرت نے یہ فرمان رقم فرمایا۔ بے شک مجھ سے اسی قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابوبکر و عمر و عثمان سے کی تھی۔ اور اسی امر (خلافت) پر بیعت کی ہے جس پر اشخاص مذکورہ کی بیعت وقوع میں آئی تھی۔ اب کسی شخص حاضر کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ رستہ اختیار کرے اور نہ شخص غائب اس امر کا مجاز ہے کہ اس بیعت کی تردید کرے

اس مردہ شخص سے ایسا مکان خریدا ہے جو فنا ہونیوالوں کے گرد و نواح اور ہلاک ہونے والوں کی ولایت مین دنیا کے فریب اور غرور کا مکان ہے - اس مکان کو حدود اربعہ اس طرح سے گھیرے ہوتے ہین - یہلی حد تو اسباب آفات کی طرف منتہی ہوتی ہے اور دوسری اسباب مصائب کی طرف تیسری حد کی انتہا ہلاک کرنے والی خواہشون سے متعلق ہے اور حد رابع بہکانے والے شیطان کی طرف انتہا پذیر ہے - اور اسی حد چہارم میں اس مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس بندہ فریب خوردہ نے ایک موت کے باعث خارج شدہ شخص سے اس مکان کو قناعت کی عزت سے نکلنے اور طلب تضرع کی ذلت مین داخل ہونے کے بدلے خرید کیا ہے اس خریدار نے کچھ بھی نہ سمجھا کہ آنے والے عوارضات کو خرید لیا - اب اس کی خلاصی خدا کے ہی ہاتھ ہے جو بادشاہون کے بدن کا مخلوط کرنے والا ہے - جو ظالمون کی جان کا سلب کرنے والا ہے جو سرکش بادشاہون کا برباد کرنے والا ہے مثل کسریٰ و قیصر و تبع (جو یمن کے بادشاہ تھے) و حمیر (جو اولاد حمیر ابن سبا مین سے بادشاہ گذرے ہین) کے اور مانند اس شخص کے جس نے کثرت کے ساتھ مال پر مال جمع کیا اور اس شخص کی مانند جس نے مکانات بنائے - انکی بنا مین نہایت استیاری اور استحکام سے کام لیا - انہین سجایا انہین طرح طرح کے فرشون سے آراستہ کیا - مال جمع کئے - املاک و باغات ذخیرہ کئے اور اپنے گمان مین یہ سمجھ لیا کہ اس کی اولاد کے لئے نفع بخش ہونگے حالانکہ یہ تمام موقف عرض اعمال و حساب اور موضع ثواب عقاب کی طرف کوچ کرنے والے ہین جبکہ مقدمات کے فیصلہ کا حکم صادر ہوگا - اور اسوقت امور باطلہ کا ارتکاب کرنے والے خاسر اور زیان کار ہین - ہوا و ہوس کی اسیری سے نکلتے ہوئے علائق دنیا سے رہائی حاصل کرتے ہوئے عقل ان باتون پر گواہی دے رہی ہے جو مذکور ہوتین +

کا شکریہ ادا کرنے والون کو جزا نیک عطا فرماتا ہے - تم نے اپنے امیر کے حکم کو سنا - اس کی اطاعت کی - تمھین اس نے بلایا - تم نے اس کے آواز کو قبول کیا ❊

شریح ابن حارث جسے حضرت نے اہل کوفہ پر قاضی مقرر کیا تھا - آپ کو اطلاع ملی کہ قاضی موصوف نے آپکے عہد خلافت مین ایک مکان اسّی دینار سرخ کے بدلے خریدا ہے - یہ سُنکر حضرت نے اسے بلایا اور فرمایا "مجھے خبر ملی ہے - کہ تو نے ایک مکان اسّی دینار کے بدلے خرید کیا ہے - اس کے متعلق ایک قبالہ بھی لکھا ہے اور گواہیان بھی لے لین ہین" شریح نے عرض کی "یا امیر المومنین حقیقت امر یہی ہے" - راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نے اس کی طرف ایک غضبناک نظر سے دیکھا اور فرمایا "اے شریح خبردار ہو جا وہ چیز تیرے پاس آنے والی ہے - جو تیرے قبالون پر نظر نہ کریگی - تیری حجت کی نسبت سوال نہ کریگی حتی کہ تجھے اس مکان سے باہر کر دیگی - ایسی حالت مین کہ تو اس مقام سے دوسری جگہہ کی طرف کوچ کرنے والا ہوگا - وہ تن تنہا تجھے تیری قبر کے سپرد کر دیگی - دیکھ اے شریح اور نظر کر کہین ایسا نہو کہ اس مکان کو تو نے اپنے غیر کے مال سے خریدا ہو یا اس مکان کی قیمت مال حرام سے حاصل کی ہو - اگر ایسا ہی ہے تو تو نے اسوقت دار دنیا و دار آخرت مین خسارہ اُٹھایا - آگاہ ہو جا کہ اس مکان کی خریداری کے وقت اگر تو میرے پاس آتا - تو تجھے اس نسخہ کے موافق ایک کتبہ لکھ دیتا جسے دیکھکر تو ایک درہم کے بدلے بھی تو اس مکان کی خریداری کی طرف راغب ہوتا ایک درہم سے زیادہ تو کجا ❊

وہ نسخہ یہہ ہے

اس قبالہ یا کتبہ مین اس چیز کا ذکر ہے جسے ایک بندہ ذلیل و خوار نے ایک میت سے خرید کیا ہے - جو کہ کوچ کرنے کے لئے اپنے مکان سے خارج کر دیا گیا ہے - اس ذلیل بندے نے

یہ نامہ خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے اہل کوفہ کو بھیجا جاتا ہے جو رئیس انصار اور بزرگ گروہ عرب ہیں۔ تم لوگوں کو حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہئے کہ بیشک میں تمہیں عثمان کے حالات کی خبر دیتا ہوں تاکہ وہ باتیں جو تم نے سُن رکھی ہیں عینی مشاہدے کے مانند ہو جائیں (کیونکہ خبر دینے والا صدق ہی اکبر ہے) حقیقتہً لوگوں نے اسپر طعنہ زنی شروع کی (ان کردار کے باعث جو اس سے واقع ہوئے) اور مہاجرین میں سے میں ایک شخص تھا جو خلقت کو اس کی طرف سے خوش کرنے کی کوشش اور انکی سرزنش اور عتاب کی آگ کو فرو کر رہا تھا۔ اور طلحہ و زبیر کی معمولی اور آسان رفتار بھی اس کے قتل کے لئے رفتار شتر سے کم نہ تھی (وہ نہایت ہی عجلت کی حالت میں اس کے قتل کے مشتاق تھے) اور ان دو کا آہستہ آہستہ ہنکانا بھی سختیوں کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ عائشہ کی جانب سے ناگہانی غصہ اس کے بارے میں نازل ہو رہا تھا۔ لہذا ایک جماعت اس کے قتل پر مستعد ہوگئی اسے قتل کر ڈالا۔ اور بغیر کسی قسم کی کراہت اور جبر سے مجھ سے بیعت کرلی بلکہ میری بیعت کی طرف راغب اور صاحب اختیار تھے ✦

آگاہ ہو جاؤ کہ مقام ہجرت (جو مدینہ ہے) اپنے اہل کے ساتھ کندہ ہو گیا (اس میں اب صلاحیت نہیں رہی کہ اسے وطن بنایا جائے) اور اس کے اہل اس کے ساتھ اکھڑ گئے (اسکی سکونت سے کنارہ کشی کی) وہ اس طرح جوش میں آگیا جیسے دیگ میں جوش پیدا ہوا کرتا ہے۔ فتنہ و فساد اپنے قطب پر قائم ہو گیا۔ اب تم اپنے امیر کی طرف جلدی کرو اپنے دشمن کے جہاد کے لئے عجلت سے کام لو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ✦

فرمان امیر علیہ السلام

شہر بصرہ کے فتح کرنے کے بعد حضرت نے یہ فرمان اہل کوفہ کے نام صادر فرمایا ✦

اے اہل کوفہ! تمھارے پیغمبر کے اہل بیت کی اطاعت کے سبب سے خداوند عالم تمہیں اس سے بہتر جزائے خیر عنایت کرے۔ جیسا کہ وہ اپنی اطاعت پر عمل کرنے والوں اور اپنی نعمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توقیعات امیرؑ

اس بے مثل اور نادر کتاب کا یہ تیسرا حصہ ہے۔ جس میں وہ چند مکتوب درج ہیں جو آپ نے دشمنوں کو بھیجے۔ وہ فرامین تحریر ہیں جو آپ اپنے شہروں کے امیروں اور صحابہ کے نام جاری فرماتے۔ وہ عہد نامے اور احکام مندرج ہیں جو آپ کے عمال و حکام کے نام اجرا ہوتے۔ وہ برگزیدہ وصیتیں جمع کی گئی ہیں جو اپنے اہل بیت اور اصحاب کو فرمائیں اگرچہ حضرت کا تمام کلام ہی تمام خلقت کے الفاظ اور کلام سے ایک نمایاں فضیلت اور بزرگی لئے ہوئے نظر آتا ہے۔

جب حضرت نے مدینہ سے بصرہ کی طرف حرکت کی۔ تو حضرت امام حسن علیہ السلام اور عمار یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ یہ فرمان کوفہ والوں کو بھیجا۔

زبان اپنے مبتنہ سے قطع ہوگئی - اُنہون نے حفاظت اور رعایت کو سمجھ کر دین اسلام کو سمجھا نہ کہ محض سُن لینے اور روایت کی راہ سے - کیونکہ علم دین کی روایت کرنے والے تو بہت ہین مگر اس کی رعایت کرنے والے بہت قلیل ہین ؛

ومن خطبۃ لہ علیہ السلام

اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہین ''پروردگار عالم نے جو نعمتیں تمپر نازل کیین ہین ان کے ادائے شکر کا تم سے طلب کرنے والا ہے - اپنی امارت اور سلطنت کو تمہارے لئے ارث بنانے والا ہے - ریاضت اور عبادت کے طول طویل میدان مین تمھین مہلت دینے والا ہے - تاکہ تم اس کی جنت کے حاصل کرنے مین ایک دوسرے پر سبقت کرو - اب تم اپنے زیرجامون کی گرہ مضبوط باندھ لو - اکل و شرب کی زیادتیون کو تہ کرکے رکھدو - کیونکہ مستقل ارادے اور شادی کی ضیافتیں ایک ساتھ جمع نہین ہوتے - راتون کا سونا ارادون کو کسقدر توڑنے والا ہے ؟ ہمتون کے یاد رکھنے کو کسقدر محو کرنے والا ہے ؟

تمام شد

حصہ ثانی

کو اختیار کیا اس چیز (تسلط و سلطنت معاویہ) کے سبب سے جسے وہ دوست رکھتے ہین اور تم نے اپنی حکومت اور اپنی طرف سے حکم بننے کے لئے نزدیکترین قوم (ابوموسی اشعری) کو اس چیز (تسلط و سلطنت حضرت) کے سبب سے اختیار کیا جسے تم مکروہ سمجھتے تھے علاوہ اسکے ابھی کل ہی تم نے عبداللہ ابن قیس (ابوموسیٰ) کے ساتھ عہد کیا تھا۔ تم نے اس سے ملاقات کی تھی (جب مین جنگ جمل کے لئے بصرے کی طرف جا رہا تھا) اور وہ کہہ رہا تھا کہ یہ حرکت باعث فتنہ و فساد ہے۔ تم اپنی کمانون کے چلون کو کاٹ ڈالو۔ اپنی تلوارون کو میان مین کر لو۔ اگر وہ اپنے اس قول مین صادق تھا تو وہ اس سفر مین ہمارے ہمرکاب رہ کر سخت گناہ کا مرتکب ہوا۔ اور اگر وہ کاذب تھا۔ تو صریحًا اس کا اتہام اور فسق و فجور ثابت ہوتا ہے۔ خیر بہر طور اب تم عبداللہ ابن عباس کے حکم کے ساتھ (جو امیرالمومنین کی خلافت کے مشتاق ہین) عمرو عاص کے سینے مین (جو شوق امارت معاویہ ہے اسکو) دفع کر دو زمانے سے مہلت حاصل کرو۔ فرصت کو غنیمت سمجھو۔ کیا تم اپنے شہرون کو نہین دیکھتے ہو۔ جنپر دشمن چڑھائی کر کے جنگ کر رہے ہین۔ کیا اپنے ان تھپرون (قلعون) پر نگاہ نہین ڈالتے ہو۔ جن کی طرف مخالفون کے تیر پھینکے جا رہے ہین ٭

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اِس خطبہ مین حضرت آل محمد علیہم السلام کے اوصاف حمیدہ کا ذکر فرماتے ہین ٭

وہ (آل محمدؐ) علم کی زندگی ہین۔ جہالت کی موت ہین (جہالت کے مار ڈالنے والے ہین) انکی بردباری نہیں ان کے علم کی خبر دیتی ہے۔ انکی خموشیان انکی درستی اور راستی کلام کی دلیل ہین۔ وہ حق کے مخالف نہین ہوتے نہ اسمین اختلاف کرتے ہین۔ وہ اسلام کے ستون ہین۔ وہ تمسک کرنے کے لئے مخصوص ہین ان کے سبب سے دین اسلام اپنی اصلیت کی طرف رجوع ہوا۔ باطل اپنے مقام سے دور ہوگیا۔ اس (باطل) کی

ہوتے ہین (جو چاہو درج کرالو) توبہ کا بستر بچھا ہوا ہے - حق کی طرف سے پیٹھ پھیر لینے والا
حق کی طرف بلایا جاتا ہے - اور گناہ گار کو توبہ کی طرف رجوع کرنے کی امید ہے - تم عمل
کرو قبل اس سے عمل و عبادت کا شوق (موت کے سبب سے) مٹ جائے - مہلت منقطع
ہو جائے - مدت عمر گذر جائے - توبہ کا دروازہ بند ہو - ملائکہ (نامۂ اعمال کو لیکر) اوپر
صعود کر جائین - جو انسان اپنے نفس کے لئے اپنی ہی نفس سے منفعت حاصل کرے - اپنی
ہی زندگی سے اپنی موت کے لئے حیات اخذ کرے - اپنی نیستی سے اپنے باقی رہنے کی سبیل
نکالے - اپنی روان دوان عمر سے قائم رہنے والی عمر کی تحصیل کرے - تو ایسا شخص وہ ہے
جو خدا سے خوف کرتا ہے - یہ ایسا شخص ہے جس نے نہایت ہی مناسب لگام کے ساتھ
اپنے نفس کی حفاظت کی ہے - اور نہایت ہی مناسب اور لائق مہار کے ساتھ اسے
کھینچ لیا ہے پس لگام کے ساتھ تو اسے خدا کی نافرمانی سے باز رکھا ہے - اور مہار کے ساتھ
اسے اطاعت الہی کی طرف کھینچ لیا ہے ⁂

[illegible]

حکمین (عمرو عاص و ابو موسیٰ اشعری) اور اہل شام کی مذمت مین ارشاد فرماتے ہین
"وہ لوگ اہل شام اور عمرو عاص و ابو موسیٰ اشعری) ستمگار ہین - رذیل ہین - شریر ہین
رذیلون کے غلام ہین - یہ ہر ایک جانب سے جمع ہوئے اور ہر ایک مخلوط و ممزوج کو چُن
لیا (میل ملاپ کی جگہ تفرقہ اندازی کر دی) یہ ان لوگون مین سے ہین جن کے لئے سزاوار
ہے کہ انہین سمجھایا جائے - تادیب کی جائے - تعلیم دی جائے - انہین امور حقہ کا
خوگر کیا جائے - ایک حافظ اور نگہبان (بچون کی مانند) ان پر مقرر ہو اور (لڑکون کی طرح) ان کا
ہاتھ پکڑا جائے - یہ لوگ مہاجرین و انصار مین سے نہین - نہ ان لوگون مین سے ہین
جو مدینہ مین قبل از ہجرت اسلام لائے تھے - اور جنہون نے وہان مسجد بنائی تھی ⁂
آگاہ ہو جاؤ کہ ان لوگون نے اپنے نفسون کے لئے اپنے نزدیک ترین قوم (عمرو عاص

اظہار کے لئے بطور قاصد عبد اللہ ابن عباس کو حضرت کے پاس بھیجا حالانکہ اس سے پہلے بھی یہی سوال کر چکا تھا - بہر حال جناب امیر علیہ السلام نے عبد اللہ ابن عباس سے فرمایا اے ابن عباس عثمان کا یہ ارادہ ہے "کہ مجھے پانی کی مشکین لاد کر چلنے والا اونٹ بنا دے کہ مین مدینہ مین آؤن اور وہان سے روگردانی کرون - بیرون مدینہ میرے پاس قاصد بھیجا تاکہ مین مدینہ مین چلا آؤن - اور اب قاصد بھیجا ہے کہ مین یہان سے نکل جاؤن قسم خدا کی مین نے محاصرہ کو اس سے دفع کیا حتی کہ اب مجھے گنہگار ہونے کا خوف ہے (کیونکہ وہ لوگ جو حق کی طرف مائل ہون انکی زجر و توبیخ بشبہ گناہ ہے - اور وہ خلیفہ برحق یعنی ذات مبارک کی طرف ہی رجوع کر رہے تھے)

رسول خدا کے ہجرت کرنے کے بعد آپ پر جو سختیان واقع ہوئیں - کیونکہ آپ بحکم حضرت امانتون کی ادائگی اور دیگر مصلحتون کے سبب سے مکہ معظمہ ہی مین تشریف فرما تھے حتی کہ آپ ہی بستر پر آرام کیا جس رات کہ کفار نے جناب پیغمبرؐ کے قتل کا مشورہ کیا تھا ان سختیون کا ذکر آپ نے ایک طولانی تقریر مین فرمایا ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے "پس مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے رستے کی متابعت کی - مین آپ کی تلاش مین روانہ ہوا - ایک ایک منزل مین آپ کی خبر دریافت کرتا تھا - حتی کہ منزل عرج مین حضرت کو پا لیا"

تم عمل و عبادت کرو - کیونکہ اس وقت تم بقا کی وسعت مین موجود ہو - نامہ اعمال کھلے

وہ فقرہ جس کا یہ ترجمہ ہے - یہ ہے فاطلار ذکرہ جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے - کہ مین نے ان کے ذکر کو روندتا رہا - جسکا مطلب یہ ہے - جو اوپر رقم کر دیا گیا - سید رضی علیہ الرحمۃ اس فقرہ کی نسبت فرماتے ہین کہ یہ فقرہ انتہائی ایجاز اور فصاحت تک پہنچا ہوا ہے "ہمارے خیال مین زمانہ والے جو معمولی معمولی ادیبون کے کلام سنکر اعجاز اعجاز کے نعرہ بلند کیا کرتے ہین - اگر اس فقرے کی نسبت اس لفظ کا استعمال کرین تو نہایت ہی مناسب اور انسب ہے اسی بنا پر معترضین کا قول ہے کہ مواعظ پند و نصائح کے علاوہ جس فصاحت و بلاغت اور کمالات علم ادب پر یہ کتاب فشان ہے - کوئی دوسری کتاب نہین ہو سکتی الا قرآن - پھر کیون نہو کہ یہ آخر وہی تو آبدار موتی ہین جو قرآن ناطق کے صدف دہن سے نکلے ہین ۱۲

سنتے ہی اس درخت کا آدھا حصّہ نہایت ہی عجیب اور سخت طریقہ سے پہلے مرتبہ سے زیادہ آواز اور صدا دیتا ہوا چلا - اور قریب تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو لپیٹ لے - یہہ دیکھکر پھر اُنہون نے کفر اور سرکشی کی راہ سے کہا " اس آدھے حصّے کو حکم دیجئے کہ اپنے نصف دیگر کی طرف پلٹ جائے جیسا کہ پہلے تھا (ویسا ہی باہم پیوست ہوجائے) پس حضرت نے حکم دیا اور وہ پلٹ گیا - اسوقت مین نے کہا " سوائے خدا کے کوئی خدا نہین یا رسول اللہ مین سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہون اور سب سے پہلا شخص ہون جو تیری نبوت کی تصدیق اور تیرے کلمات کی بزرگی کے لئے - اس درخت سے مشاہدہ ہونے والے افعال کا اقرار کر رہا ہے جو بحکم خداوند تعالی اس سے صادر ہوئے - یہہ دیکھکر اس گروہ نے کہا - نہیں نہین بلکہ یہہ جھوٹا جادوگر ہے اور جادوگری مین نہایت ہی چالاک اور چابک دست ہے - اور کیا اس شخص کے مانند اور بھی کوئی تصدیق کر سکتا ہے - اور اس اشارہ سے مراد مجھے لیا - اور بیشک مین اس گروہ مین سے ہون جنہیں راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہین پکڑ سکتی - انکی صورتیں صدیقین کی صورتین ہین - ان کے کلام متقیون کے کلام ہین - وہ خدا کی یاد مین راتون کے آباد کرنے والے ہین اور دن مین متلاشیان ہدایت کے لئے ہدایت کی نشانیان وہ قرآن کی ریسمان سے متمسک ہین - طریقہ خدا و طریق رسول کو زندہ کرتے ہین وہ تکبّر نہین کرتے - وہ بلندیون کے طالب نہین - وہ حاسد اور کینہ ور نہین وہ فتنہ و فساد برپا نہین کرتے - انکے دل جنت مین پڑے ہوتے ہین - اور جسم اعمال عبادات مین -

---

جب عثمان محصور ہوگئے - تو حضرت سے سوال کیا کہ آپ کچھ روز کے لئے اس کی جاگیر ینبع کی طرف مدینہ سے نکل کر جائین تاکہ لوگون کا شور و غل انکے نام کے ساتھ کم ہوجائے کیونکہ لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ ہم اسے معزول کر کے جناب امیر کو خلیفہ کرین گے تو اس مطلب کے

ہین۔ اگر تو نے اس کا جواب ہمین دیدیا۔ اور اس چیز کو ہمین دکھا دیا تو ہم جان لین گے
کہ بیشک تو نبی اور رسول ہے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو ہمین معلوم ہوجائیگا کہ تو ایک
بڑا جھوٹا جادوگر ہے" یہ سُنکر جناب رسول اللہ نے ان لوگون سے فرمایا۔ تم کیا سوال کرتے
ہو وہ کہنے لگے کہ اس درخت کو (جو سامنے موجود ہے) ہماری خاطر سے بلا لو حتی کہ یہ اپنی
جڑون سمیت اُکھڑ کر چلا آئے۔ اور تیرے سامنے کھڑا ہوجائے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے
فرمایا۔ بیشک خداوند عالم ہر ایک شئے پر قادر ہے۔ لیکن اگر خداوند عالم تمہارے لئے ایسا
ہی کردے۔ تو کیا تم ایمان لے آؤگے! شہادت حقہ ادا کروگے؟ انہون نے کہا "ہان"
آپ نے فرمایا مین بھی تمہین اس چیز کو دکھاتا ہون جسے تم طلب کرتے ہو۔ اور مین یہ بھی
جانتا ہون۔ کہ تم امر خیر (اسلام) کی طرف رجوع نہ کروگے۔ تم مین وہ شخص[1] موجود ہے جو
کشتہ کرکے کنوئین مین ڈالدیا جائیگا اور وہ شخص[2] حاضر ہے جو اپنے گروہ مین تفرقہ ڈالکر
انہین مختلف گروہون مین تقسیم کر رہا ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے شجر اگر
تو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے۔ اگر تو جانتا ہے کہ مین خدا کا رسول ہون۔ تو اپنی
جڑون سمیت اُکھڑ کر باذن اللہ میرے سامنے آکر کھڑا ہوجا" قسم اس ذات وحدہ لاشریک
کی جس نے حضرت کو مبعوث فرمایا ہے۔ وہ اپنی جڑون سمیت اُکھڑا وہان سے چلا ایک
سخت آواز اس سے پیدا ہوئی۔ اور ایک ایسی صدا اُٹھ رہی تھی جیسے ایک تیز پرندے کے
پرون سے اُڑتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ حتی کہ وہ اپنے پر و بال کھولے ہوئے حضرت کے
سامنے آگیا۔ اپنی ایک طویل شاخ کو حضرت پر ڈالا۔ اور بعض ٹہنیون کو میرے شانے
پر بھی۔ کیونکہ مین حضرت کے دائین جانب بیٹھا ہوا تھا۔ جب قریش نے یہ امر مشاہدہ
کیا۔ تو سرکشی اور تکبر کی راہ سے کہنے لگے "اب اس درخت کو حکم دے۔ کہ اس کا نصف
تیرے پاس چلا آئے۔ اور نصف دیگر اپنی جگہ پر قائم رہے" حضرت نے یہی حکم دیا۔ حکم

[1] جیسا کہ ابوجہل اور عتبہ بن ولید وغیرہ کہ کشتے بروز جناب بدر کنوئین مین ڈالے گئے ۱۲
[2] جیسا کہ ابوسفیان و عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ ۱۲

تھے جسم اطہر کو میرے جسم سے مس کرتے تھے اپنی خوشبو مجھے سونگھاتے تھے۔ پہلے کسی چیز
(طعام) کو خود چباتے تھے پھر میرے منہ مین وہ لقمہ دیتے تھے۔ آپ نے میری گفتار مین
کوئی دروغ اور میرے کردار مین کوئی فساد نہین پایا۔ اور جسوقت جناب رسول اللہ کا
دودھ بڑھایا گیا تو اسی وقت سے پروردگار عالم نے اپنے فرشتون مین سے ایک
بزرگ فرشتے (جبرئیل علیہ السّلام) کو آپکا ہمنشین اور جلیس بنادیا۔ کہ آپ کو
روز و شب کل عالم (ماسوی اللہ) کے اخلاق کریمہ و محاسن عظیمہ کے رستون پر
سالک کرتا تھا۔ اور مین ان کی اس طرح پیروی کرتا تھا جیسا کہ بچہ شتر اپنی مان
کی پیروی کیا کرتا ہے۔ آپ ہر روز مجھے اپنے اخلاق کریمہ کے ایک علم کی تعلیم کرتے
تھے۔ اور مجھے اس کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔ ہر سال مین ایک ہی مہینے آپ کوہ حرا
مین مقیم رہتے تھے مین آپ کو دیکھتا تھا اور میرے سوا کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ کسی
گھرانے کے لوگ اس روز اسلام کے حلقہ مین جمع نہ تھے سوائے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وحضرت خدیجہؑ کے اور مین ان دو کا تیسرا تھا۔ مین وحی اور رسالت
کا نور دیکھتا تھا۔ ریح نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔ جسوقت وحی نازل ہوتی تو مین نے
شیطان کی فریاد (قوۃ غضبیّہ و شہوتیہ کے انکسار کی صدا) سنی عرض کی یارسول اللہ
یہ کیسی فریاد ہے۔ فرمایا یہ شیطان ہے جو اپنی عبادت اور اپنے تسلّط سے مایوس
ہوگیا۔ بیشک جو مین سنتا ہون تو بھی سنتا ہے جو کچھ مین دیکھتا ہون تو بھی دیکھتا
ہے۔ الّا یہ کہ تو نبی نہین ہے لیکن نبی کا وزیر ہے اور بیشک تو ایک خیر بزرگ (اسلام)
پر ثابت رہیگا ۔

مین اسوقت جناب رسول اللہ کے ساتھ ہی تھا جبکہ بزرگان قریش حضرت کی
خدمت مین آئے اور کہا اے محمدؐ تو ایک امر بزرگ کا دعوی کرتا ہے۔ جس کا تیرے آبا و اجداد
اور تیرے گھر مین سے کسی شخص نے دعوی نہیں لیا۔ ہم تجھ سے ایک امر کا سوال کرتے

خشم اور غصہ کو سہل سمجھ کر۔ اس کے عذاب سے نا اُمید ہو کر ان وعدہ ہائے عذاب کو دور نہ سمجھو۔ کیونکہ پروردگار عالم نے گذشتہ زمانے کی امتون پر تمھارے سامنے لعنت نہین کی مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کر دینے کے سبب سے پس نادانون اور بیوقوفون پر ارتکاب معاصی کے سبب سے لعنت کی۔ اور عقلمندون کو ترک نہی عن المنکر کے سبب سے۔ آگاہ ہو جاؤ! تم نے اسلام کی بندش کو قطع کر ڈالا۔ اس کے حدود کو معطل اور اس کے احکام کو بالکل مردہ کر دیا۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ پروردگار عالم نے مجھے ظالمون نکث بیعت کرنے والون۔ اور فساد فی الارض کے بانیون سے قتال کا حکم دیا ہے۔ لیکن بیعت توڑنے والے۔ مین نے ان سے مقاتلہ کیا۔ اور صاحبان ظلم وجور (اہل شام) مین نے ان سے جہاد کیا۔ اور مارقین یعنی مردمان مفسد خارج از دین (خوارج) مین نے انہین بھی ذلیل وخوار کر دیا۔ اب رہا ردہہ[1] کا شیطان مین اس کے قتل کے لئے اس صدائے صاعقہ[2] کے باعث کافی ہو گیا جس کے سبب سے مین نے اس کے دل کی طپش کی آواز اور اس کے سینے کے جنبش کرنے کی صدا سُن لی اور اہل بغاوت مین سے کچھ تھوڑا سا بقیہ (گروہ شامی) باقی رہ گیا۔ البتہ اگر پروردگار عالم مجھے مکرر ان کے ساتھ مقاتلہ کرنے کا اذن دیتا۔ تو بیشک مین انہین مقہور و مغلوب کر دیتا۔ الا یہ کہ وہ اطراف بلاد مین نہایت پریشانی کے ساتھ منتشر اور متفرق ہو جاتے۔

مین نے بزرگان عرب کے سینون کو زمین پر رکھ دیا۔ اور قبیلہ ربیعہ و مضر کی نئی برآمد ہونیوالی شاخون کو توڑ ڈالا۔ تم اس قرابت قریبہ اور منزلت خاصہ کے ساتھ خوب جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے نزدیک میرا کیا مقام ہے۔ جب مین لڑکا تھا تو آپ نے مجھے اپنی گود مین اُٹھایا۔ اپنے سینے سے لپٹایا۔ اپنے فرش پر مجھے اپنے پہلو مین رکھتے

[1] ردہہ۔ نہروان مین ایک مقام کا نام ہے۔ روایت مین وارد ہے کہ جنگ نہروان مین جناب امیر علیہ السلام نے ایک ایسا نعرہ کیا کہ ذو الثدیہ جو اس قوم کا بزرگ اور شیطان تھا۔ اس کے خوف سے بھاگ اور غار ردہہ مین گر کر ہلاک ہو گیا۔ اور بقول صاحب منتہی الارب شیطان ردہہ سے مراد معاویہ ابن ابوسفیان بھی ہے ۱۲

احکام جاری کر رہے ہین جو ان کے بارے مین جاری کیا کرتا تھا۔ نہ کوئی نیزہ انکے لئے ہاتھون
مین دبایا گیا ہے۔ نہ کوئی پتھر انکے لئے کوفتہ کیا گیا ہے (کوئی شخص انکی قوت کے سبب سے
انہین برائی نہین پہنچا سکتا) آگاہ ہوجاؤ کہ اطاعت کی رسّی سے تمنے اپنے ہاتھون کو
حرکت دی ہے۔ وہ حصار جو تمہارے گرد کھینچا گیا تھا تمنے احکام جاہلیۃ کی پیروی کرکے
اس مین رخنے ڈال دئے ہین حقیقت یہ ہے کہ یہ محبت اور الفت کی رسّی جو تمام اُمّت کے
درمیان باندھی گئی ہے۔ جس کے سائے مین وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہین نعمتون کے
ساتھ جس کے پہلو مین جگہ لیتے ہین۔ اس کے سبب سے پروردگار عالم نے تمام امت پر
احسان رکھا ہے۔ مخلوقات مین سے ایک متنفس بھی اس کی قیمت کو نہین جانتا
کیونکہ وہ ہر ایک قیمت سے بالاتر ہے۔ اور ہر ایک بزرگ چیز سے بزرگتر +
خوب جان لو کہ تم لوگ ہجرت کے بعد بیابان جہالت کے ساکن ہوگئے (مدینۂ علم کو بھلا دیا)
اور دوست ہونے کے بعد مختلف مختلف گروہ اور فرقے ہوگئے۔ تم فقط اسلام کے نام
سے تعلق رکھتے ہو۔ ایمان سے تمہین کوئی علاقہ نہین فقط اس کی علامت کو پہچانتے
ہو جو (اظہار شہادتین ہے) تمہارا قول ہے کہ آتش جہنم قبول مگر ننگ عار گوارا نہ
کرین گے۔ گویا تم ارادہ کر رہے ہو کہ اس ظرف اسلام کو اس کی ہتک حرمت کرکے اس کے
عہد و میثاق کو توڑ کر منہ کے بھل گرادو۔ وہ اسلام جسے پروردگار نے تمہارے لئے اپنی
زمین مین حرم (دشمنون کو داخل ہونے سے منع کرنے والا) اور اپنی خلقت کے درمیان
جائے امن قرار دیا۔ اور بیشک اگر تم غیر اسلام کی طرف پناہ لے جاؤ۔ اور کفار تم سے محاربہ
کرین تو پھر نہ جبرئیل و میکائیل تمھاری مدد کر سکتے ہین نہ مہاجرین و انصار۔ سوائے اس کے
کہ تم آپس مین اپنی شمشیرون کو کوفتہ کرلو۔ حتی کہ پروردگار عالم تمھارے درمیان حکم
صادر کرے۔ بیشک تمہارے پاس خدا کے عذاب۔ اس کے عقوبات کی کوفتگی اس کے
ایام غضب اس کے وقائع عقاب کی مثالین موجود ہین۔ تم اس کی گرفت کو بھلا کر اسکے

اکاسرہ یعنی شاہانِ عجم اور قیاصرہ یعنی شاہان روم انکے خداوند اور بادشاہ تھے۔ یہ انہیں آفاق کے پُر نعمت مکانون عراق کے دریاؤن۔ اور دنیا کے سبزہ زارون سے لیکر شیح[1] کے اُگنے کے مقامات ہوا کی جولانیوں کے بیابان اور مکان ہائے سختی معیشت تک جمع کر دیتے تھے بیغرضون نے ان کو ایسی حالت مین چھوڑ دیا کہ یہ فقیر و محتاج ہوگئے۔ یہ زخم دار اونٹوں کے مصاحب اور اُون والی بکریون کے مالک (اونٹ اور بکریان چرانے والے) بن گئے بلحاظ مکانات ذلیل ترین امم اور براہِ قیام تنگ ترین قبائل ہو گئے۔ کسی دعوت کے پرون کے نیچے نہ آتے تھے جو ان سے تمسک کر لیتیں (کوئی اپنے مقامات مین انکی دعوت نہ کرتا تھا جو اس کی پناہ لین) نہ کسی کی محبت کے سائے مین آتا نصیب ہوتا تھا جسکی عزت پر یہ اعتماد اور بھروسہ کر لین (دخترون کو زندہ در گور کرنے۔ بتون کے پوجنے صلہ رحم کے منقطع کرنے۔ متفرق دشمنون کے ہاتھ سے تاراج ہونے کے سبب سے جہل و نادانی مین گرفتار ہو کر۔ دشوار بلاؤن مین مبتلا رہ کر۔ انکی کثرت متفرق ہو گئی۔ ہاتھوں (قوتون) مین اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور ان کے حالات مضطرب ہو کر رہ گئے۔ تم ان پر خدا کی نعمتون کے نازل ہونے کے مقامات کی طرف نظر کرو جبکہ انکی طرف ایک عظیم الشان پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ) کو مبعوث فرمایا۔ انکی اطاعت کو اس کی شریعت کے ساتھ بستہ کر دیا۔ انکی الفت کو اس کی دعوت پر جمع فرما دیا۔ کسطرح نعمتون نے اپنی کرامت کے بازو انپر پھیلا دئے۔ اور خوش گذرانی کی نہرون کو انکی طرف جاری کر دیا۔ اپنی برکت کے فائدون مین انکی شریعت کو جمع کیا۔ انہون نے ایسی حالت مین صبح کی کہ نعمتون مین غرق اور معیشت کی سرسبزی مین خوش حال ہو گئے۔ انکے امور نے بادشاہ قاہر اور غالب کے سائے مین منزل حاصل کی انکے حالات نے ان کو غلبہ کرنے والی عزت کے پہلو مین جگہہ دیدی۔ قائم اور برقرار بادشاہی کی بلندی مین امور نے انپر مہربانی کی وہ اہل عالم پر حکمران اور اطراف زمین مین بادشاہ ہوئے اور اب ایسے شخص کے امور کے مالک ہو رہے ہین۔ جو انکے امور کا مالک تھا۔ اس شخص کے بارے مین

[1] شیح ایک قسم کی گھانس ہے جسے فارسی مین درمنہ کہتے ہین ۱۲

زیادہ تنگ اور تنگ دست نہ تھے؟ جابر بادشاہون نے انہین گرفتار کیا - انہین نہایت
ہی برا عذاب پہنچایا - انہین سخت تلخیون کے پیالے پلاتے - ہلاکت کی ذلتون اور سلطنت
کی مغلوبیت مین ہمیشہ انکا یہی حال تھا - ان تکلیفون کے روکنے کے لئے کوئی چارہ کار نہ
پاتے تھے - دفاع کرنے کا کوئی رستہ نہ دیکھتے تھے - حتیٰ کہ پروردگار عالم نے اپنی دوستی
مین اذیت کھینچنے پر ان سے صبر کی تلاش اور کوشش اور اپنے خوف کے سبب مکروہات
و مصائب کے اُٹھانے کو دیکھا ان کے لئے بلاؤن کی تنگیون کو کشائش مقرر کیا - ذلت
کی جگہہ عزت - خوف کی جگہہ امن کو ان کے لئے بدل دیا - پس وہ لوگ بادشاہ حکام
پیشوایان راہ نما ہو گئے - اور خداوند تعالیٰ کی جانب سے وہ کرامت اُنہین پہنچی - کہ جس کی
طرف آرزوئین روانہ نہ کرتی تھین (انھین ان مدارج کی آرزو بھی نہ تھی)

اب تم دیکھو کہ اشراف و بزرگان قوم کیونکر آپس مین جمع تھے - خواہشین متفق تھین
قلوب راستی کی طرف مائل تھے - ہاتھ ایک دوسرے کے معاون تھے - تلوارین ایک دوسرے
کی مددگار تھین - نگاہین انجام کار کو دیکھ لیتی تھین - نیتین واحد تھین کیا وہ اطراف زمین مین پرورش
کنندہ نہ تھے؟ کیا وہ اہل دنیا کی گردنون پر حاکم اور بادشاہ نہ تھے - اب تم ان امور کی طرف
دیکھو جو ان کے انجام مین واقع ہوتے - جبکہ انمین تفرقہ واقع ہو گیا - اُلفتین پراگندہ ہو گئین
دل اور زبانین مختلف ہو گئین - وہ ایک دوسرے سے مخالف ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے - ایک
دوسرے سے جنگ کر کے متفرق ہو رہے - پروردگار عالم نے اپنی کرامت کا لباس ان پر سے
اُتار لیا - اپنی نعمت کی خوشنودی کو ان سے سلب کر لیا - اور انکی خبرون کے قصے تم لوگون مین
عبرت کے لئے باقی چھوڑ دتے تاکہ تم مین عبرت حاصل کرنے والے لوگ عبرت حاصل کرین +

تم اولاد اسمٰعیلؑ و بنی اسحاقؑ و بنی اسرائیل کی حالتون کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو انکے حالات
کی مناسبت کسقدر زیادہ ہے - انکی مثالون کی مشابہت کسقدر قریب ہے - انکے امور مین
تامل کرو - انکے پراگندہ ہونے کی حالت کو دیکھو - اور ان راتون مین انکی تفریق کا اندازہ کرو جبکہ

تعصب ہونا چاہئے۔ جن مین عرب کے بزرگ اور صاحب مجد خاندانون۔ اور قبیلون کے عنا رفعت و بلندی امیرون نے خلقہائے مرغوب۔ عقلہائے بزرگ۔ جلیل الشان افکار اور پسندیدہ علامتون کے سبب سے زیادتی اور فضیلت کی تلاش کی ہو ❊

تم خصائل محمودہ کے لئے ضرور تعصب کرو۔ جیسے کہ ہمسائے کی محافظت عہد و پیمان کی وفا نیکی کی اطاعت۔ تکبر کی نافرمانی۔ فضیلت اور بندگی کا حصول۔ بغاوت اور ظلم سے بچنا۔ قتل کو بہت بڑا امر اور بُرا سمجھنا۔ خلق کے ساتھ انصاف کرنا۔ غصّہ کا ضبط فساد فی الارض سے اجتناب۔ وہ عقوبتین جو بدکرداری اور زشتی اعمال کے باعث تم سے پہلی اُمتّون پر نازل ہوئین ہین۔ ان سے ڈرو۔ یاد کرو خیر اور شر مین انکی کیا حالتین تھین۔ تم حذر کرو اس بات سے کہ انکے مانند ہو جاؤ۔ اب جو وقت کہ تم انکے حالات کے تفاوت کے متعلّق فکر سے کام لو تو اس امر کو اپنی ذات سے لازم کر لو جس کے سبب سے عزت انکے حالات کے ساتھ لازم ہوتی۔ جس کے سبب سے دشمن ان سے دور ہو گئے۔ عافیت انکی طرف جاری ہوئی۔ نعمتین انکی مطیع و منقاد ہوئین۔ تفرقہ سے بچنے۔ باہم الفت و محبت کو لازم کر لینے اسی الفت کی ترغیب دینے اور اسی کی وصیت کرنے کے سبب سے کرامت اور بزرگی انکے اجتماع کی رسیون سے پیوست ہو گئی۔ اور ہر ایک اس کام سے پرہیز کرو جس نے انکی پشت کے فقرون (مُہرون) کو توڑ ڈالا۔ دلون مین کینہ رکھنے۔ سینون مین دشمنی کے اُٹھانے ایک دوسرے سے پشت پھیر لینے اور باہم ہاتھون کی مدد نہ کرنے کے سبب سے ان کی قوّت ضعیف اور سُست ہو گئی ❊

تم ان مومنین کے حالات کو تدبّر اور تفکّر کی نگاہ سے دیکھو جو تم سے پہلے گذر گئے۔ کہ وہ لوگ آزمائش اور امتحان کی حالت مین کیونکر بسر کرتے تھے۔ کیا وہ لوگ ایک سنگین بوجھ اُٹھانے کے لحاظ سے سخت ترین مخلوق نہ تھے کیا از روئے امتحان و آزمائش بندون مین سب سے زیادہ مشقّت اُٹھانے والے نہ تھے؟ کیا از راہ حالت وہ تمام اہل دنیا سے

اس کے علاوہ فریب کا ایک عظیم مقام ہے - یہہ نکتہ ایسا ہے کہ ہلاک کرڈالنے والے زہروں کے جوش دینے کی مانند لوگوں کے دلوں کو کھولا دیتا ہے - یہ تکبر دیانہ ہر آئینہ اثر کو کبھی نہیں روکتا - کسی عالم کے علم اور کسی فقیر کے پھٹے پرانے کپڑوں کا لحاظ کرکے کبھی اسکے مقتل کو خطا نہیں کرتا - اسی سبب سے (کہ یہ تکبر قتال ہے) پروردگار نے اپنے مومن بندوں کی نماز - زکوٰۃ اور ایام مفروضات میں صیام کی کوششوں کے ساتھ حفاظت کی ہے - تاکہ انکے ہاتھ پاؤں آرام پائیں - انکی آنکھیں جھک جائیں - انکے نفوس میں تذلل اور خاکساری پیدا ہو جائے - انکے قلب پست ہو جائیں - اور اس تکبر کا زوال ان اشیا سے کر دیا ہے جو ان عبادات میں موجود ہیں - جیسے کہ خاکساری کی راہ سے چہروں کو خاک آلود کرنا قدرات کی بلاتش کے سبب اپنے شریف اعضا کو زمین سے چسپاں کرنا - ذلت کی جستجو کے باعث روزہ داری سے شکم کو پشت کے ساتھ ملحق کر دینا - ادائے زکوٰۃ کے وقت ثمرات و منافع زمین وغیرہ ذالک کو محتاجوں اور فقیروں کے درمیان صرف کرنا - دیکھو ان عبادات میں کسطرح فخرہائے آشکار کو برطرف اور تکبر کے ظاہر ہونے کو منع کیا گیا ہے ۔۔

میں نے خوب غور سے دیکھا - مگر دنیا والوں میں سے کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو اشیا میں سے کسی شے کے سبب سے تعصب کرے (مگر اس علت کے سبب جو یا تو نادان کی تلبیسات کو اٹھائے ہوئے ہو یا بیوقوفوں کی عقل کے ساتھ چسپاں ہو - مگر سوائے تمہارے اے اہل کوفہ! کیونکہ تم لوگ ایسے امور میں تعصب کرتے ہو جس کی وجہ اور جس کی علت ابلیس کے سوا اور کوئی نہیں - اس ابلیس نے آدم علیہ السلام پر انکی طینت کے سبب سے تعصب کیا اپنی خلقت کے سبب سے ان پر اعتراض کیا اور کہا میں ناری ہوں تو خاکی ہے - لیکن مرفہ الحال امتوں میں سے صاحبان نعمت نے نعمتوں کے واقع ہونے کے مقامات کے آثار کے سبب سے تعصب اختیار کیا اور کہا کہ ہم کثیر الاولاد ہیں کثیر المال ہیں - اور ہم عذاب کردہ شدہ نہیں - پس اگر تعصب ضروری ہی ہو - تو بزرگ خصائل - محمود اور قابل تعریف فعال اور امور حسنہ کے سبب سے تمہارا

حسین مقامات کو بال نہ ترشوانے کے سبب سے زشت اور بدروپ کر لیا ہے - اور یہ حکم امتحان عظیم - آزمائش شدید - ایک بیّن جانچ پرتال - اور انتہائی رستگاری کے لئے صادر فرمایا اور اس امتحان و آزمائش کو اپنی رحمت کے سبب سے جنّت تک پہنچ جانے کا سبب اور وسیلہ قرار دے دیا ❊

اگر پروردگار عالم اپنے بیت الحرام اور اپنی عبادت کے بزرگ مقامات کو باغون نہرون نرم اور ہموار زمینون میوہ کے قریب پہنچے ہوئے درختون کے جھنڈ - گندم کے دانون سر سبز مرغزارون - باغات والی کشت زارون - پانی سے سیراب رہنے والے اطراف تر و تازہ زراعتون - اور آباد رستون کے درمیان واقع ہونے والے قریات مین قائم کرتا - تو بیشک اس امتحان کی نرمی کی بنا پر جزا اور ثواب کی مقدار بھی بالکل قلیل کر دیتا - وہ بنیادین جن پر بیت الحرام محمول ہے - وہ پتھر جن کے سبب سے بیت اللہ بلند اور رفیع ہے اگر سر سبز زمرد - سرخ سرخ یاقوت اور نور روشنی کے درمیان واقع ہوتے تو بیشک اس کے سبب سے سینون مین شبہات کے غلبے کو خفیف اور ضعیف ابلیس کی کوششون کو قلوب سے الگ اور شک و شبہ کے مقامات کو لوگون سے دور کر دیتا - لیکن پروردگار عالم اپنے بندون کو طرح طرح کی سختیون سے آزماتا ہے - قسم قسم کی مشقتون سے انکی عبادت کی تحقیق کرتا ہے - انواع انواع کے مکروہات مین مبتلا کرتا ہے - کیون ؟ ان کے دلون سے تکبّر کو خارج کرنے کے لئے فروتنی - ذلت اور خاکساری کو انکے نفوس مین جگہ دینے کے لئے - اور اس لئے کہ اس امتحان و آزمائش کو اپنے فضل و کرم کی طرف کھلے ہوئے دروازے - اپنی بخشش اور معافی کے لئے آسان سبب مقرر فرما دے ❊

ڈرو اور دنیا مین جور و ستم کرنے - ظالم ہو کر سختیٔ آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور تکبّر کی بدانجامی مین خدا سے ڈرو - کیونکہ یہ تکبّر شیطان کا ایک زبردست دام شکار ہے

منقسم ہو جاتے (کیونکہ نیتین مشترک تھین لہذا نصف ثواب کے مستحق ہوتے نہ کہ تمام ثواب کے)
لیکن پروردگار عالم نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے رسولون کی اطاعت - اس کی کتابون کی تصدیق
اس کی ذات کے سامنے خضوع و خشوع - اس کے حکم کی فرمانبرداری - اس کی متابعت کا تسلیم
کرنا یہ تمام امور اسی کے لئے مختص ہون اس کے غیر (طمع دنیوی) کے ساتھ مشترک ہونیکا
شائبہ بھی انہین نہ ہو - اور جسقدر کہ امتحان اور آزمائش زیادہ ہوتی ہے اسی قدر ثواب
اور جزا کے درجات بھی بڑھ جاتے ہین - کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے بزرگان اولین
کو ابتدا سے حضرت آدم صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ سے لیکر اس عالم موجودہ کے آخرین تک پتھرون کے
ساتھ آزمایا ایسے پتھر جو نہ ضرر پہنچا سکتے تھے نہ نفع - نہ سنتے تھے نہ دیکھتے تھے - ان پتھرونکو
اپنا ایسا بیت الحرام بنایا جسے لوگون کی منفعت کے لئے قرار گاہ اور تکیہ گاہ قرار دیا - اور بلحاظ
پتھر کے قطعات زمین مین سے نہایت ہی سخت قطعہ - بڑے کلوخ و زمین خشک دنیا کے
شہرون مین تقریباً ایک ہی شہر سخت پہاڑون ریگ کے ٹیلون کم آب چشمون اور متفرق
قریات کے درمیان اسے ایک نہایت ہی تنگ وادی قرار دیا - نہ شتر اسمین پرورش پاکر
تر و تازہ اور فربہ ہو سکتے ہین - نہ سُم دار حیوان - نہ کُھرون والے - پھر آدمؑ اور اس کی اولاد
کو حکم دیا کہ اپنے قصد اور توجہ کو اس کی طرف مائل کرین - پس وہ (بیت الحرام) ان لوگون کے
منافع سفر کا مرجع - انکے بوجھ اُتار دینے کے مکان کی انتہا ہو گیا - منقطع ہو جانے والے
سمندرون کے جزیرون - عمیق غارون مین واقع ہونیوالے مکانون بے آب و گیاہ اور
دور دراز بیابانون سے سفر کرتے ہوتے دلون کے میوے اس (بیت الحرام) کی خواہش کرتے
ہین - حتی کہ نہایت شوق کے ساتھ اطاعت کی حالت مین اپنے شانون کو حرکت دیتے ہین (سفر
بیت الحرام کرتے ہین) اس کے اطراف مین خوشنودی خدا کے لئے صدائے لبیک بلند کرتے
ہین خداوند تعالی کے لئے بالون کو پریشان اور غبار آلود کئے ہوتے ایسی حالت مین اپنے
پاؤن پر دوڑتے ہین - کہ اپنے سر اہنون اور لباسون کو پشت پر لاد رکھا ہے - اپنے بدن کے

تھا۔ اور اگر وہ ایسا کرتا تو دولتمند متکبرون کا امتحان ان متواضع نفوس کے ساتھ ساقط ہوتا
جزا و سزا باطل ہوجاتی۔ خدا کی خبر دہی (علوم یقینیہ حقہ و احکام شرعیہ و وعدہ و وعید اخروی
کے متعلق) مضمحل ہوجاتی۔ بے شک قول خدا اور رسول کو قبول کرنے والون کے لئے امتحان
شدہ لوگون کا ثواب ثابت نہ رہتا۔ نہ مومنین ثواب محسنین کے مستحق ہوتے نہ اسماء و صفات
باری تعالی کے لئے معنی لازم رہتے ٭ لیکن پروردگار عالم نے اپنے رسولون کو انکے ارادون مین
صاحب قوۃ و استقلال اور ان کے حالات ظاہری مین جنہین آنکھیں دیکھ رہی ہین (مثل
فقر و فاقہ و مصائب) ضعیف و ناتوان بنایا مگر ایسی قناعت کے ساتھ۔ جو ان کے دلون
اور آنکھون کو توانگری کے ساتھ لبریز کردیتی ہے۔ اور ایسی احتیاج اور فقیری کے ساتھ
جو سننے والون کے کانون اور دیکھنے والون کی آنکھون کو اذیت سے پُر کردیتی ہے ٭
یہ رسول اگر ایسے صاحب قوۃ ہوتے۔ کہ کوئی انپر تسلط کرنے کا قصد نہ کرسکتا ایسے غلبہ
والے ہوتے کہ کوئی انپر ظلم و ستم نہ کرسکتا۔ ایسے ملک کے مالک ہوتے جس کی طرف لوگون کی
گردنین کھنچی چلی آتین۔ اور مرکبون کے تنگ کی گرہین انکی طرف مضبوط ہوجاتین (لوگ
جوق در جوق ان کے پاس چلے آتے) تو بیشک خلقت کو بہ نسبت آزمائش کے یہ کام
بہت سہل اور آسان اور استکبار و تکبر سے ان کے لئے بہت دور ہوتا (اگر انبیا صاحب
دولت و حشمت ہوتے۔ تو پھر کوئی ان کے مقابلے مین تکبر نہ کرتا۔ اکثر بلکہ سبھین ان کی
اطاعت اختیار کرتے۔ سعید بحسب طینت اور شقی بحسب طبیعت۔ مگر شقی اور سعید کی
کوئی پہچان نہ رہتی) اور البتہ یا تو لوگ غالب ہوجانے والے خوف سے ایمان لاتے (جیسے
کہ ارباب دولت اپنے مال و منال کی تباہی کے خوف سے ایمان لاتے ہین) یا ایسی رغبت
ہوتی جو انہین ایمان کی طرف مائل کردیتی (جیسے کہ اکثر لوگ حصول دولت کی امید پر ایمان
لاتے ہین) ان دونو صورتون مین خلقت کی نیتین مشترک ہوجاتین (خوف دنیا و آخرت
کے درمیان یا طمع منفعت دنیا و امید ثواب آخرت کے درمیان) اور افعال و اعمال حسنہ

خدمتگاری کے پرون کو گرادیا- وہ ایک گروہ تھے جو ضعیف ناتوان شمار ہوتے تھے- خدانے ان کو بھوک اور گرسنگی سے آزمالیا تھا- انہین مشقتیں جھیلنے مین مبتلا کیا تھا- انکے خوف کا امتحان لیا تھا- (کہ انکے دل مین کسقدر خوف خدا ہے) اور مصیبتون سے ان کو مضطر کیا تھا- دیا غنا اور فقر کے مقامات مین آزمائش و امتحان کے مواقع کو بھلا کر اولاد اور مال کے ساتھ پروردگار عالم کی خوشنودی اور اس کے غضب کا اعتبار نہ کرو- کیونکہ اس حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے" ایحسبون انما نمدھم بہ من مال و بنین نسارع لہم فی الخیرات بل لا یشعرون"- کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہین- کہ ہم نے انکی مال و اولاد سے مدد کر کے خیرات و منافع مین انہین سبقت دی بلکہ وہ نہین جانتے (انہین نہین معلوم کہ ہم نے مال اور اولاد کے ساتھ انکی مدد کر کے انہین آزمایا ہے) بیشک پروردگار عالم فی نفسہ متکبر بندون کو اپنے دوستون کے ساتھ آزماتا ہے جو انکی نظر مین ضعیف سمجھے گئے ہین- فی الحقیقت موسیٰ علیہ السلام مع اپنے بھائی ہارون کے فرعون کے پاس آئے- اور یہ دونو صوف (پشم) کی عبائیں اوڑھے ہوتے تھے- ہاتھون مین عصائے ہوتے تھے- انہون نے فرعون سے شرط کی کہ اگر اسلام لے آئے تو اس کی بادشاہی باقی رہے گی- اسکا غلبہ ہمیشہ رہے گا- یہ دیکھکر فرعون نے حاضرین سے کہا- کیا تم تعجب نہین کرتے کہ یہ دونو میرے بقائے ملک اور دوام عزت کی شرط کر رہے ہین اور حالت یہ ہے جیسا کہ تم ان کی فقیری اور ذلت کا معائنہ کر رہے ہو- پھر کیون ان پر ایک مٹھی سونا پھینک نہ دیا جائے- اور فرعون نے یہ لفظ اس لئے کہے کہ وہ سونے کو اور اس کے جمع کرنے کو بزرگ اور صوف اور اس کی پوشش کو حقیر سمجھتا تھا ٭

جسوقت کہ پروردگار عالم نے اپنے انبیا کو مبعوث فرمایا اگر وہ اسوقت ارادہ کرتا کہ ان کے لئے چاندی سونے کے خزانے- خالص سونے کے معادن اور باغات کے کاشت کرنے کے مقامات کا افتتاح کر دے- فضائے آسمان مین اوڑنے والے پرندون- اور زمین کے وحشیون کو ان کے ساتھ جمع فرمادے (مطیع و فرمانبردار بنا دے) تو بیشک وہ ایسا کر سکتا

جاہلیت کے افتخار بالاجداد کی شمشیرین ہ

تم خدا سے ڈرو - اسکی نعمتین جو تمپر نازل ہو رہی ہین انکے باعث ایک دوسرے کی ضد نہ بنو - اس کے وہ افضال واکرام جو تمھارے سامنے موجود ہین - انکے سبب سے آپسمین حسد نہ کرو اوران بلانے والون کی اطاعت نہ کرو - جنکی کدورتون کو تم نے اپنی صاف و شفاف شرابون کے ساتھ ملا کر پی لیا ہے - جن کے امراض کو تم نے اپنی صحت مین مخلوط اور ممزوج کر لیا ہے اورجن کے باطل کو تم نے اپنے امور حقہ مین دخل دے دیا ہے - وہ لوگ فسق وفجور کی بنیاد ہین - وہ پروردگار کی نافرمانیون کے مصاحب ہین - ابلیس نے ان کو اپنی ضلالت کا بوجھ اُٹھانے والے اونٹ اوراپنا لشکر مقرر کیا ہے - جن کے سبب سے وہ لوگون پر حملہ کرتا ہے - انہین اپنا مترجم بنا لیا ہے - تمھاری عقلون کو چرانے کے لئے انکی زبانون سے باتین کرتا ہے انہین کے سبب سے تمھاری آنکھوں مین داخل ہوتا ہے (دنیا کو تمہاری نگاہون مین مزین کرتا ہے) اورانہین کے وسیلے سے تمھارے کانون مین (دنیا کی آواز) پھونکتا ہے - اب اس نے تمھین (تمھاری عقلون کو) اپنے تیر پھینکنے کی جگہ (تمہاری آنکھون کو) اپنے پاوٴن رکھنے کا مقام اور (تمھارے کانون کو) اپنے ہاتھ کے پکڑنے کا موضع بنا لیا ہ

تم عبرت حاصل کرو - کہ وہ تکبر کرنے والی امتین جو تم سے پہلے تھین - کیا کیا خدا کے عذاب اس کے غضب - اس کے نازل ہونے والے شدائد - اورعقوبات وعتاب انپر نازل ہوتے ہین - تم انکے رخسارون کی منزلون - انکے پہلوؤن کے گرنے کے مقامات سے نصیحت پکڑو نصیحت - کبر اور تکبر کے اونٹون سے خدا کی طرف پناہ لے جاؤ - جیسا کہ تم زمانے کی بلاکتون سے اس سے پناہ مانگتے ہو - سنو! اگر خداوند عالم اپنے بندون مین سے کسی کو تکبر کی اجازت دیتا - تو البتہ اپنے خاص پیغمبرون کو اس کی رخصت عطا فرماتا - لیکن اس سبحانہ تعالےٰ نے کبر و تکبر کو انکی طرف سے مکروہ سمجھا - انکی تواضع اور فروتنی سے خوش ہوا - انہون نے اپنے رخسار زمین سے چسپان کر دئے - اپنے چہرون کو خاک پر ملا - اور مومنین کے لئے اپنے

کی تھی - مگر یہ کہ حسد سے پیدا ہونے والی دشمنی کی وجہ سے عظمت اور بزرگی اس کے نفس تک پہنچی (محض عداوت اور حسد کی راہ سے اس نے اپنے آپ کو بزرگ سمجھا ورنہ ہابیل پر اُسے کسی قسم کی فضیلت عطا نہین ہوتی تھی) حمیّت اور غیرت نے غصّہ و غضب کی آگ کو اس کے دل مین بھڑکا دیا - شیطان نے اس کی ناک مین تکبّر کی ہوا پھونک دی - اور ایسی ہوا پھونکی جسکا انجام پروردگار عالم نے ندامت اور پشیمانی قرار دیا - اور روز قیامت تک قتل کرنے والونکا گناہ اس کے ذمّے لازم کردیا +

آگاہ ہو جاؤ! تم بغاوت کی گہرائیوں مین گر گئے - خدا سے دشمنی ظاہر کرنے اور امیرالمومنین سے مقاتلہ و محاربہ کرنے کے سبب سے زمین مین فساد کیا - تم اس حمیّت اور غیرت کے تکبّر اور جاہلیت کے فخر سے حذر کرو - خدا سے ڈرو - خدا سے ڈرو - کیونکہ یہ فخر عداوت کا اُٹھانے والا ہے نفخہ شیطان ہے - اور ایسی پھونک ہے جس کے سبب سے اسی شیطان نے گذشتہ امتون اور اگلے وقت کے لوگون کو فریب دیا - حتیٰ کہ وہ اس کی جہالت کی تاریکیوں اس کی ضلالت مین گرفتار ہو جانے کے مقامون مین باین حالت جلد ہی جلد ہی گام زن ہوتے - کہ نکائے جانے مین بالکل اس کے رام تھے - اس کی قید کو نرم اور آسان سمجھ لیا ایسے امر کو اختیار کیا جسمین تمام دل ایک دوسرے کے متشابہ تھے اور پے در پے اسی پر زمانے گزر گئے - تکبّر کو اپنا شعار بنایا جس کے سبب سے انکے سینے نہایت تنگ ہو گئے +

آگاہ ہو جاؤ! ڈرو اور اپنے ان بزرگون اور سردارون کی اطاعت سے ڈرو - جو اپنی شرافت اور نجابت کے سبب سے تکبّر مین گرفتار ہیں - جو اپنے نسب سے بالاتر بلندی یان تلاش کر رہے ہین - اپنے پروردگار کے کام پر قباحت اور زشتی کو ڈال رہے ہین (اس کے امور کو قباحتون سے منسوب کر رہے ہیں) اس کے احکام کو رد کرتے ہوئے - اس کے احسانات و انعامات کا کفران کرتے ہوئے اس شے کا انکار کر رہے ہین جو پروردگار عالم نے انہین عطا فرمائی ہے بیشک یہ لوگ تعصب کی بنیادون کے قاعدے ہین - ارکانِ فتنہ و فساد کے ستون ہین - اور

ان سے مقاتلہ و محاربہ کرنے پر جمع ہو رہے ہو۔ اب تم اس کے ضرر کو دور کرنے پر مستعد ہو جاؤ اور اپنی کوششوں کو اس کے دفعیہ کے لئے مختص کر دو ؀

حیات خداوندی کی قسم ہے۔ اس نے تمہاری اصل (تمہارے جد امجد حضرت آدمؑ) پر فخر جتایا تمہاری نجابت اور بزرگی کی قدح اور تحقیر کی (جبکہ پروردگار عالم سے براہ طنز و تحقیر کہا کہ اس شخص کو مجھ پر بزرگی عطا فرمائی ہے) تمہارے حسب نسب کی کرامتوں کو دور کر دیا (جبوقت کہ اپنے آپ کو تم سے بزرگ سمجھا) اپنے سواروں کو تمہاری طرف کھینچ لیا (جو واہمہ کے لشکر ہیں) اپنے پیادوں (لشکر تخیلات) کو تمہارے رستے کی طرف متوجہ کر دیا۔ تاکہ ہر مکان میں تمہارا شکار کریں اور ان کشتوں کو ہر ایک طرف سے ضرب پہنچاتے۔ تم اسے کسی حیلہ و تدبیر سے روک نہیں سکتے۔ اور ذلت کی شدتوں۔ تنگی کے حلقوں۔ موت کے میدانوں اور بلاؤں کی جولانگاہوں میں تم کسی حیلہ سے اسے دور نہیں کر سکتے ؀

پس وہ عصبیت کی چنگاریاں اور جاہلیت کے کینے جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہیں انہیں بجھا دو۔ کیونکہ مرد مسلمان میں یہ حمیت شیطان کے وسوسوں۔ اس کی نخوتوں اس کے فسادات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اس حمیت کو وہی اس کے دل میں پھونک دیتا ہے۔ تم اپنے سروں پر تذلل۔ فروتنی۔ اور خاکساری کا تاج رکھنے اور عزت طلبی افتخار اور بزرگی کو اپنے پاؤں کے نیچے گرانے پر اعتماد و تکیہ کرو۔ تکبر کے طوق کو اپنی گردن سے علیحدہ کر ڈالو ؀

اپنے اور اپنے دشمن ابلیس اور اس کے لشکروں کے درمیان تواضع اور فروتنی کی سلاح اور آلات حرب اختیار کر لو۔ بیشک ہر ایک گروہ میں اس کے لشکری۔ اس کے مددگار۔ اس کے پیادے اور سوار موجود ہیں۔ تم اس متکبر کی مانند نہ ہو جس نے اپنے بھائی پر تکبر کیا (جو کہ قابیل ہے جس نے بنی نوع انسان میں پہلے پہل اپنے ابن مادر یعنی بھائی کے مقابلے میں تکبر اختیار کیا) بغیر اس فضیلت اور زیادتی کے جو خداوند عالم نے اس محسود میں پیدا

بندگان خدا! تم حذر کرو کہیں وہ ابلیس اپنے درد (بخیر) کو تم مین نافذ کر دے - اور آہستہ آہستہ اپنے سواروں اور پیادوں کو تمھاری طرف روانہ کرے مجھے اپنی جان کی قسم اُسنے اپنے جھوٹے وعدوں کے تیر تمہارے واسطے کمان مین جوڑ لیے ہین وہ اپنی کمان کو نہایت سختی کے ساتھ تمھارے لیے کھینچ رہا ہے - اور کسقدر فریب سے وہ تمپر تیر باران کر رہا ہے اس نے کہا ہے کہ اے میرے پروردگار بسبب اپنے بہکا چلانے کے زمین مین بندون کے لئے معاصی کو مزین اور آراستہ کرونگا - مین انکی نظر سے غائب رہ کر ایک پوشیدہ اور لعید مقام سے ایک بیدھے اور پہنچنے والے گمان کے ساتھ سنگسار کرکے ان تمام کو گمراہ کرونگا - چنانچہ حمیت اور غیرت کے بیٹون - تعصب کے بھائیون - تکبر اور جہالت کے سوارون نے ابلیس کے اس قول کی تصدیق کر دی - (وہ اس کے اغوا مین آگئے) حتیٰ کہ تم لوگون مین جو سرکش ہین وہ اس کے مطیع ہوئے - اور اس کی طمع تمہارے درمیان محکم و استوار ہو گئی پس حالتین پوشیدہ اسرار سے نکل کر امور ظاہرہ تک پہنچین اور چپک گئین (ظاہر ہو گیا کہ تم مین سے کس کس شخص کو اس نے فریب دیا ہے اور کون اس کے اغوا کا شکار ہے) اس کا قبضہ اور تسلط تمپر مضبوط طریقہ سے ہو گیا - اور اس کی فوجین تمھاری طرف ایلغار کرتی ہوئی دوڑ پڑی ہین ٭

اب اس ابلیسی سپاہ نے تمھین ذلت اور خواری کے گڑھون مین ڈال دیا - تمھین قتل کے بھنور مین اتار دیا - تمھاری آنکھون مین نیزہ زنی کرکے زخمون کی گرمیون اور شدتون مین تمھین روند ڈالا - تمھارے حلقوم کو کاٹ دیا - تمھاری ناک کو غنہ کر ڈالی - تمھاری قبنگاہون کا ارادہ کیا - اور قہر و غلبہ کے حلقون مین کھینچ کر تمھین اس آگ کی طرف روانہ کر دیا جو تمھارے لئے تیار کی گئی ہے - پس وہ ابلیس زخم پہنچانے اور باطل کرنے کی رو سے تمھارے دین مین اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی راہ سے تمھاری دنیا مین ان لوگون سے بھی زیادہ بزرگ اور مقتدر ہو گیا جن کے لئے تم عداوت کو نصب کر رہے ہو - اور

بنیاد رکھی۔ اس نے ردائے کبریائی کے بارہ میں خدا سے تنازعہ کیا۔ تذلل اور خاکساری کا لباس پھینک کر معززانہ اور معظم لباس پہننا چاہا۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے اس کے تکبر کے سبب سے اسے کسطرح ذلیل کیا۔ اور اس کے بلند ہونے کی خواہشوں پر اسے کیونکر پستی کے گڑھے مین ڈال دیا۔ دنیا میں اسے راندۂ درگاہ بنا دیا۔ اور آخرت مین اس کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کردی ❊

اگر خداوند عالم یہ ارادہ کرتا کہ آدم علیہ السلام کو ایسے نور سے پیدا کرے۔ جس کی روشنیان آنکھوں مین چکاچوندہ پیدا کردین۔ اس کا حسن منظر عقلون کو مغلوب کردے۔ یا ایسی خوشبو سے پیدا کرنیکا ارادہ کرتا۔ جس کی بو تمام نفوس کو گھیر لے تو بیشک وہ ایسا کرسکتا تھا۔ اور اگر وہ آدم علیہ السلام کو اس طرح پیدا کرتا۔ تو ہمیشہ گردنین اس کے سامنے جھکی رہتین۔ اور اس حکم سجدہ مین اس کی آزمائش بھی ملائکہ پر خفیف ہوجاتی۔ اس کے نور کی شرافت اور بزرگی کو دیکھ کر سب کے سب سجدہ مین گر پڑتے۔ لیکن خداوند عالم ایسی چیزوں کے ساتھ بندون کو آزماتا ہے جنہیں وہ نہین جانتے تاکہ اس آزمائش کے سبب سے اپنے غیر سے جدا ہوجائین انکا تکبر فنا ہو انکا عجب و تبختر دور ہوجائے ❊

اب تم اس فعل سے عبرت حاصل کرو جو خدا نے ابلیس کے ساتھ کیا۔ اس کے طول طویل عمل اس کی سخت کوشش اور تلاش کو ایک ساعت میں باطل کردیا۔ حالانکہ وہ چھ ہزار برس سے خدا کی عبادت کررہا تھا۔ اور نہین معلوم کہ وہ سال دنیا کے ہین یا آخرت کے۔ پھر کون ہے جو ابلیس کے بعد اسی جیسی معصیت کرکے عقوبت الٰہی سے سالم رہ سکے۔ حاشا و کلا کبھی نہیں ہ اور پروردگار عالم کبھی اس امر کے سبب سے بشر کو داخل جنت نہ کریگا۔ جس کی وجہ سے ایک فرشتے کو جنت سے خارج کردیا۔ کیونکہ اس کا حکم اہل آسمان و اہل زمین مین ایک ہے۔ اور خداوند عالم اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان اس امر کے مباح کرنے کی رخصت نہین جسے اس نے تمام عالم پر حرام کردیا ہے ❊

بیشک حیلہ گری اور چارہ سازی نے پشت پھرالی - ایک ناگہانی گرفت (موت) سامنے آگئی وہ وقت بھاگنے کا وقت نہین - ہیہات ہیہات اب گریز کہان - جو اسباب عبادت کہ فوت ہوئے ہوگئے - جو زمانہ اطاعت گزرگیا گزرگیا - دنیا اپنی دلی خواہش کے موافق گزرگئی - کہ جو فنا ہے - نہ کہ اہل دنیا کی خواہش پر اس نے رفتار کی جو تقاضا ہے - اب اہل دنیا کے حالات پر زمین و آسمان روئے اور اب انکے لئے عذاب عقاب سے مہلت نہ تھی ::

اس خطبہ کا نام "قاصعہ" ہے یعنی ابلیس کی تحقیر کرنیوالا - اسمین شیطان کی مذمت کی گئی ہے کہ اس نے تکبر کو اختیار کرکے سجدہ آدم سے انکار کیا تھا - اور یہ شیطان پہلا شخص ہے جس نے عصبیت اور تعصب کو ظاہر کیا اور غیرت و حمیت (جاہلانہ) کی پیروی کی - اس خطبہ مین لوگونکو ڈرایا گیا ہے کہ وہ شیطانی رستہ پہ چلنے سے باز رہین - حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہین جس نے عزت اور کبریائی کا لباس پہنا - ان دونو صفتون کو بدون مخلوقات اپنے نفس کے لئے اختیار کرلیا - ان دونو صفتوں کو اپنے غیر کے لئے ممنوع اور حرام کردیا - اپنی سلطنت کی بزرگی اور جلالت کے سبب سے انہین انتخاب کرلیا - اور بندون مین سے جو کوئی بھی ان دونو صفتون مین اس سے تنازعہ کرے اس کے لئے لعنت مقرر کردی - پھر اس کے سبب سے اپنے مقرب فرشتون کی آزمائش کی تاکہ انہین سے خاکسار اور متواضع تکبر کرنے والون سے متمیز ہوجائین - پس اس سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا حالانکہ وہ اسرار دلی سے واقف ہے اور غیب کی پوشیدگیوں کا عالم ہے کہ مین گیلی مٹی سے ایک بشر کو پیدا کرنیوالا ہون - جب مین اس کی خلقت کو تمام کرکے اپنی روح اسمین پھونک دون - تو تم اس کے سامنے سجدے مین گر جانا - یہ حکم سنکر کل ملائکہ نے بالاجماع سجدہ کیا مگر ابلیس اس حکم پہ کاربند نہوا اسے غیرت لاحق ہوئی - اس نے اپنے خلقت کے سبب سے (جو آگ سے تھی) آدم پر فخر چاہا - اور اپنی اصلیت کے سبب سے آدم سے تعصب کیا - پس یہ خدا کا دشمن ہے متعصبین کا پیشوا ہے - تکبر کرنیوالونکا بزرگ اور امام ہے - یہ وہ شخص ہے جس نے تعصب اور عصبیت

اور آخرت کے مشتاق اور شیفتہ ہو جاؤ۔ جس شخص کو تقوی نے بلند کیا ہے اسکو پست نہ کرو۔ اور جس شخص کو دنیا نے رفعت بخشی ہے۔ اسے بلند نہ سمجھو۔ دولت دنیا کی چمکدار بجلیوں کی طرف نظر بھی نہ کرو۔ اس دنیا کی باتوں کو نہ سنو۔ اس کی آواز کا جواب دو۔ اس کی اشراقیت اور چمکیلے پن سے روشنی کے طالب ہو۔ اس کی نفاستوں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اس کی بجلی منفعت سے خالی ہے۔ (محض چمک ہی چمک ہے بارش کی بوند کا نام نہیں) اس کی باتیں جھوٹی ہیں۔ اس کے اسباب اموال تاراج شدہ ہیں (موت عنقریب انہیں برباد کرنیوالی ہے) اس کی نفیس نفیس چیزیں مسلوب ہیں کھینچ لی گئیں (موت ابھی ابھی انہیں سلب کئے لیتی ہے) آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا عقیقوں کی پیشرو ہے اسپ سرکش ہے۔ دروغ گو اور خائن ہے۔ انکار کرنیوالی اور کفران نعمت کرنیوالی ہے منحرف ہونیوالی اور حق سے اعراض کرنیوالی ہے۔ کج ہونیوالی اور منتقل ہونے والی ہے۔ اس کا حال انتقال و زوال ہے اسکے قدم رکھنے کی جگہ مضطرب اور متزلزل ہے۔ اسکی عزت ذلت ہے۔ اس کی کوششیں فضول اور بے فائدہ ہیں اس کی بلندی پستی ہے۔ وہ لڑائی کا مقام ہے۔ برہنہ کرنے کی جگہ ہے۔ غارتگری کا گھر ہے۔ اور ہلاکت کی منزل ہے۔ اہل دنیا روانہ ہونے۔ آخرت سے ملحق ہونے اور دنیا سے جدائی اختیار کرنے کیلئے اپنے پاؤں پہ کھڑے ہیں۔ بالکل تیار ہیں اس دنیا کی راہیں سرگشتہ ہیں اسکی گریزگاہیں عاجز کرنیوالی ہیں۔ اسکے مطلب اور مقصد فریب دینے والے ہیں۔ حصار ہائے دنیا نے اہل دنیا کو ہلاکت کے سپرد کر دیا دنیا کی منزلوں نے دنیا والوں کو باہر پھینک دیا۔ مطالب مقاصد دنیا نے طالبان دنیا کو خستہ اور ماندہ کر دیا۔ جو ان میں سے رستگار ہیں۔ انہیں سے بعض کو مصائب دنیا نے پے کر دیا ہے۔ انکے ہاتھ پاؤں قطع کر دئیے ہیں۔ بعضوں کا گوشت بیابان میں درندوں کے ناخونوں سے کٹا ہوا ہے۔ بعض کے اعضا اور سر بریدہ پڑے ہیں۔ بعض کے خون لڑائیوں میں بہا دئے گئے ہیں بعضے تاسف اور افسوس کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہے ہیں۔ کوئی کف افسوس مل رہا ہے کوئی فکر و الم میں اپنے رخسارے پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے۔ کوئی اپنی تدبیر اور رائے کے عیب بیان کر رہا ہے۔ اور کوئی اپنے ارادے سے نہایت ناکامی کے ساتھ واپس آرہا ہے ؛

کرتا ہون - کیونکہ وہ تقوی فی الحقیقہ خداوند تعالی کا ایک حق ہے جو تمہارے ذمے ہے - اور خداوند عالم
پر جو تمہارا حق ہے (تمہین درجات عالیہ عطا کرنا) اس کے ادا ہونیکا سبب یہی تقوی ہے - تم متقی ہونے
کے لئے خداوند عالم سے مدد مانگو اور اس کے سبب سے رضوان الٰہی پر فائز ہونے کے لئے اسی پروردگار
سے اعانت طلب کرو - بیشک یہی تقوی - آج کے دن تو ایک سپر اور ڈھال ہے (حدود شرعیہ سے
بچاتا ہے) اور کل کے روز قیامت مین جنت کا سیدھا رستہ ہے - اس کا مسلک واضح اور روشن ہے
اس کے رستے کا سالک صاحب منفعت اور رستگار ہے - اس کا امین اور اس کی حفاظت کرنیوالا وہی
حافظ حقیقی ہے - اس (تقوی) نے ہمیشہ گذشتہ اور باقی ماندہ امتون پر اپنے نفس کا اظہار کیا ہے
کیونکہ بروز فردا انہین اسی کی حاجت ہے جبکہ خداوند عالم اسکو واپس کرلیگا جسے اس نے پیدا کیا ہے
اور چھین لیگا جو کچھ کہ اس نے عطا کیا ہے اور سوال کریگا - اس شے کی بابت جو اس نے بخشی ہے کسقدر
کم ہے وہ گروہ جس نے اس تقوی کو قبول کیا اور اسے اس طرح اٹھا لیا جو اس کے اٹھانیکا حق ہوتا ہے
ایسے لوگ تعداد مین نہایت قلیل ہین - اور یہ وہ لوگ ہین جنکی توصیف خداوند تعالی نے بایں الفاظ
فرمائی ہے وَقَلِیْلٌ ”مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ“ میرے شکر کرنیوالے بندے تھوڑے سے ہین“ - تم اس پرہیزگاری
کی طرف اپنے کانون کو متوجہ کرو - ہمیشہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو - ہر ایک سلف
اپنے خلف کو اس پرہیزگاری مین اپنا عوض اور بدلہ بنا دے - (ہر ایک بزرگ اپنے خورد کو اسی کی نصیحت
کرے) ہر ایک مخالف کو اس کے موافق سے بدل ڈالو (جتنے اس پرہیزگاری کے مخالف ہین انہین
اس کی موافقت پر آمادہ کرو) تم اس کے سبب سے اپنے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ - اپنے دنون کو
اسی کی ہمراہی مین بسر کرو - اسے اپنے دلون کا شعار بنالو - اس کے سبب سے اپنے گناہون کو دھو
ڈالو - اسی کے ساتھ اپنے امراض کا علاج کرو - اور اسی کے ساتھ موت کی طرف عجلت کرو - جس
شخص نے اسے ضائع کیا ہے اس سے عبرت حاصل کرو - اس سے کنارہ کش ہو جاؤ - اور جو شخص
اس پرہیزگاری اور تقوی کی اطاعت کر رہا ہے - اس سے علیحدہ نہ رہو خبردار اس کی محافظت
کرو اس تقوی کے سبب سے اپنے آپ کو گناہون سے محفوظ رکھو - تم دنیا سے نہایت پاک و پاکیزہ رہو -

وفساد سے جنگ کرو) اس چیز کی طرف عجلت نہ کرو جسکی خداوند عالم نے تمہیں اجازت نہین دی ہے - کیونکہ تم مین سے جو شخص اپنے فرش پر مر جاتے اور اسے اپنے خدا اس کے رسول - اور اہل بیت رسول کے حقوق کی معرفت حاصل ہے تو بیشک وہ حالت شہادت مین موت سے بغلگیر ہوا - اس کا اجر و ثواب خداوند عالم پر واقع اور ثابت ہوا جن اعمال صالحہ کی اس نے نیت کی تھی - اسکے ثواب کا مستوجب ہوا - اس کی نیت شمشیر کھینچنے کے قائم مقام ہے (اگر جہاد راہ خدا مین تلوار علم کرنے کی نیت تھی تو اسے جہاد کا ثواب عطا ہوگا) اور خوب سمجھ لو کہ ہر ایک شے کے لئے ایک مدت اور وقت معین ہے ۰

خطبہ ایکسو اسی

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے مختص ہین جس کی حمد ہر ایک چیز مین پھیلی ہوئی ہے جس کا لشکر غالب اور قاہر ہے - جسکی بزرگی بلند ہے - مین اس کی تو آم اور پیوستہ نعمتون اور عظیم الشان احسانات پر اس کی حمد کرتا ہون - ایسا خدا جس کا حلم نہایت بزرگ ہے - اور اسی حلم کے سبب سے گناہون کو معاف کرتا ہے - ہر ایک چیز مین اس کا جو حکم جاری ہوا عدل کے ساتھ جاری ہوا - وہ زمانہ گذشتہ کا عالم ہے - اور زمانہ آئندہ کے حالات سے واقف ہے - وہ اپنے علم سے خلق کا پیدا کرنے والا ہے - وہ اپنے حکم سے مخلوقات کا موجد ہے - اس بارے مین نہ اس نے کسی کی اقتدا نہ کی - نہ کسی سے تعلیم لی - نہ کسی صنعت گر حکیم کی بنائی ہوئی مثال سے بہرہ ور ہوا نہ اسے اس معاملہ مین کوئی خطا لاحق ہوئی نہ صاحبان عقل و تدبیر کے مجمع کے سامنے اس کام کو انجام دیا - مین شہادت دیتا ہون کہ محمد اس کے بندے ہین اسکے رسول ہین - ایسی حالت مین آپ کو مبعوث فرمایا جبکہ لوگ سختیون اور شدتون کے میدانون مین سیر کر رہے تھے - حیرت اور ضلالت مین گرفتار ہو کر مضطرب تھے - ہلاکت کی مہارین انہین کھول رہی تھین اور زنگ آلودہ قفل انکے دلون پر چڑھے ہوئے تھے - بندگان خدا! مین تمہین خدا سے ڈرنے کی وصیت

نہایت سخت ہے۔ جس کی ہولناک آواز نہایت بلند ہے۔ جس کے شعلے درخشندہ ہین۔ جس کے نالے خشم آلود ہین۔ جس کے انگارے دہکتے ہوے ہین۔ جسکا بجھ جانا ایک امر بعید ہے۔ جسکا ابندھن شعلہ خیز ہے۔ جسکا خوف نہایت ڈرانے والا ہے۔ جسکی تہ مستور او پوشیدہ ہے۔ جس کے اطراف بالکل تاریک ہین۔ جس کی دیگین کھولتی ہی ہین۔ جس کے امور بہوا کرنے والے ہین۔ جو لوگ متقی ہین وہ گروہ در گروہ جنت کی طرف لیجاتے جائینگے۔ جو عذاب سے امن مین ہونگے۔ عتاب قہر جن سے منقطع ہوگا۔ آتش جہنم سے دور کردیئے جائینگے۔ سرائے بہشت مین انہین آرام دیا جائیگا وہ اپنی منزل اور مکان سے خوشنود ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہین جن کے اعمال دنیا مین پاکیزہ اور خالص تھے۔ جن کی آنکھین ہر وقت (خوف الہی سے) آنسو برساتی رہتی تھین۔ دنیا مین خضوع و خشوع اور استغفار کے سبب سے انکی راتین دن ہو رہی تھین (وہ عبادت کے لیے شب بیداری کرتے تھے) جن کے دن وحشت عذاب اور امور دنیوی کے قطع ہونے کے باعث بالکل رات کا کام دیتے تھے۔ انکو انزاد ثواب جنت عطا کی گئی وہ ایک ہمیشہ رہنے والے ملک اور قائم رہنے والی نعمتون مین ہین۔ گھر خلد کے مستحق تھے اسی کے اہل اور لائق تھے *

بندگان خدا تم اس چیز کی رعایت کرو جس کی رعایت کے سبب سے تم مین سے رستگار ہونیوالا رستگار ہوجاتے۔ اور جس کے ضائع کرنے سے تم مین سے جو تبہ کار ہو وہ خسارے اور نقصان مین رہے۔ تم اپنے اعمال کے ساتھ اپنی موت کی طرف جلدی اور مبادرت کرو۔ کیونکہ تم ان اعمال کے بدلے گروی رکھے ہوتے ہو جو تم نے آگے بھیج دئے ہین۔ اور انہین کردار کے موافق جزا دیے گئے ہو جنہین تم نے پیشتر انبار کیا ہے۔ بیشک ڈرانے والی موت تم پر نازل ہوچکی ہے اس تک پہنچ کر تم واپس نہین آسکتے۔ نہ اس کی بندشون کو تم کھول سکتے ہو۔ خدا تعالی ہمین اور تمہین اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت پر قائم رکھے۔ اور اپنے فضل و رحمت پر نظر کر کے ہمکو اور تمکو معاف کردے۔ تم اس زمین کوفہ مین ساکن رہو۔ اہل نفاق کے فتنہ و فساد بھسم کرو۔ اپنی زبان کی خواہشون۔ اپنی شمشیرون۔ اپنے ہاتھون کو حرکت نہ دو بلا بلیا فتنہ

کی کہ آپکے لوذرکو بجھا دین - مگر اس اجتماع اور کوشش نے آپ کو جہاد راہِ خدا سے باز نہین کیا
اب تم تقویٰ الٰہی سے تمسک کرو کیونکہ وہ ایک ایسی رسی ہے جس کے گوشے نہایت مضبوط ہین
وہ ایک ایسا مقام ہے جس کی بلندی نہایت محکم اور استوار ہے - موت کی سختیون کو مدنظر
رکھکر اس کی طرف مبادرت اور جلدی کرو - آنے سے پہلے اس کے لئے فرش بچھا دو - نازل
ہونے سے پہلے اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ - اس لئے کہ ہر شخص کا انجام کار قیامت ہے جس سے
پہلے موت ضروری ہے - اور عقلمند شخص کے لئے یہی موت ایک عمدہ واعظ ہے - اور جاہل کے
لئے اس مقام عبرت مین ہی رہنا کافی ہے - قیامت مین پہنچنے سے پہلے ہی ایک چیز ہے
جسے تم جانتے ہو - وہ کیا ہے؟ قبرون کی تنگی کسر وانکسار کی سختی - اور مطلع یعنی قیامت کا
خوف - خوف و بیم کا رہ رہ کر طاری ہونا - فشار قبر سے اوضلاع و اطوار کا مختلف ہونا - کانون کا
بہرہ پن - لحد کی تاریکی - عذاب کا ہول - قبر کا چھپا لینا - اور پتھرون کا سد باب کر دینا - اتنی
منزلین طے کرلوگے جب کہین قیامت کی شکل دیکھوگے - بندگان خدا - خدا سے ڈرو - خدا سے
ڈرو - بیشک دنیا تمہارے ساتھ ایک طریقہ پر گذر رہی ہے - اس کا طریقہ یہی ہے کہ تمہین ہنکائے
لئے چلی جاتی - تم اور قیامت ایک رسی مین بندھے ہوتے ہو (نہ تم اس سے دور ہو نہ وہ
تم سے الگ ہے) گویا وہ قیامت اپنی علامات کو لئے ہوئے آچکی ہے - اپنے عظیم الشان آگے
روانہ ہونے والے نشانون کے ساتھ خود بھی نزدیک ہو چکی ہے - اس نے تمہین پل صراط پر کھڑا
کر دیا اور گویا تمہین اپنے زلزلون سے مشرف کر رہی ہے - اپنی لیشت سے (حساب و کتاب کا) بار
اُتارنے کے لئے سینہ کو اٹھا دیا ہے - اور دنیا اہل دنیا سے منقطع ہو گئی ہے - انہین اپنی پرستاری
اور خدمت کے حلقے سے باہر نکال دیا ہے - اور اس دن کی مانند ہو گئی ہے جو گذر گیا ہو اس
مہینے کی مثال ہے جو منقضی ہو چکا ہو - اور اس کی جدید چیزین کہنہ اور بوسیدہ ہین اسکی
فربہی لاغری سے بدل گئی ہے - ایک ایسے موقف مین کھڑا ہونا ہے جو بالکل تنگ ہے
عظیم الشان مشتبہ امور کا مقام ہے - ایک ایسی آگ مین قیام ہے - جس کی حرص اور بھوک

کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ خداوند تعالیٰ کو اہل زمین میں سے اس جماعت کی کوئی احتیاج نہیں ہے جس نے ہجرت یا بانی کو پوشیدہ رکھا یا اس کا اعلان کیا۔ ہجرت کا نام کسی شخص پر واقع نہیں ہوتا۔ کوئی شخص اس صفت سے متصف نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ زمین کی حجۃ (امام برحق) کی معرفت اسے حاصل نہ ہو۔ جس شخص نے اس حجۃ کو پہچان لیا۔ اس کا سچے دل سے اقرار کیا۔ وہی مہاجر ہے۔ اور اسی طرح ضعفِ ایمان کا نام اس شخص پر واقع نہیں ہوتا ایسے شخص کو ضعیف الایمان نہیں کہہ سکتے۔ جس کے پاس حجۃ الٰہی پہنچی اس کے کانوں نے اسے سنا۔ اور اس کے دل نے اسے یاد رکھا بیشک ہمارا کام ہمارا مرتبہ (جو مرتبہ ولایت و امامت ہے) بہت مشکل ہے اور نہایت ہی مشقتیں جھیل کر میسر آتا ہے۔ اس بوجھ کو وہی بندہ اُٹھا سکتا ہے جس کے ایمان قلبی کا پروردگار عالم نے امتحان کر لیا ہو۔ اور ہماری باتوں کو یاد نہیں رکھا جاتا۔ مگر وہی سینے اور نفس یاد رکھتے ہیں جو امین ہیں صاحب امانت ہیں۔ اور وہی عقلیں انکی حفاظت کرتی ہیں جو محکم۔ مضبوط اور متین ہیں۔ ایہا الناس! پوچھ لو مجھ سے جو کچھ بھی تمہیں پوچھنا ہو قبل اس سے کہ تم مجھے گم کر دو۔ میں تمہارے درمیان سے اُٹھ جاؤں۔ کیونکہ بیشک میں آسمان کے رستوں سے زمین کے رستوں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوں۔ تم مجھ سے دریافت کرو۔ قبل اس کے کہ فتنہ و فساد اپنے پاؤں کو بلند کرے اور اپنی قوم کی عقلوں کو لے جائے ❊

خطبہ

میں اس کے انعامات کا شکر یہ ادا کرتا ہوا اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اس کے وہ حقوق جو مقرر کئے گئے ہیں انکے ادا کرنے میں اسی سے مدد اور اعانت کا طالب ہوں۔ اسی کی توفیق کا خواستگار ہوں۔ کیونکہ وہ زبردست لشکر اور ملائکہ کی سپاہ کا مالک ہے۔ اسکی سلطنت نہایت بزرگ اور عالیشان ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ آپ نے بندوں کو اس کی فرمانبرداری کی طرف بلایا۔ دین الٰہی کے لئے جہاد کر کے دشمنانِ خدا کو مقہور اور مغلوب کیا لوگ آپکی تکذیب پر جمع ہوئے۔ بہت کچھ کوشش

سے الگ ہوجاتین - نہ اس بات کی طاقت رکھتے ہین کہ نیکیون مین کچھ زیادتی کرلین - انہون نے دنیا سے محبت کی اس دنیا نے انہین دھوکا دیا - انہون نے اسے معتمد سمجھا اسپر اعتماد کیا اور اس نے انہین خاک مین گرادیا - اللہ تعالی تمپر رحمت نازل کرے اب تم اپنی ان منزلون کی طرف سبقت کرو جن کی تعمیر اور آبادی کا تمہین حکم دیا گیا ہے جن کی تمہین ترغیب دی گئی ہے جن کی طرف تم بلائے گئے ہو - اور پروردگار عالم کی اطاعت پر صابر رہ کر اس کی معصیتون سے پرہیز کرتے ہوئے - اس کی نعمتون کے اتمام کو اپنے لئے طلب کرو - کیونکہ کل کا دن آج کے دن سے بالکل قریب ہے - ساعتین اس دن کو گذارنے کے لئے کس قدر جلدی کررہی ہین - مہینے کے ختم کرنے مین ایام کسقدر تعجیل سے کام لے رہے ہین - اور سال کو ختم کردینے کی مہینوں کو کسقدر عجلت ہے - اور عمر کے گذارنے کی برسون کو کس قدر جلدی پڑی ہوئی ہے ؛

خطبہ ایمان و اسلام

ایمان کی دو قسمین ہین - ایک تو وہ ایمان ہے کہ جو قلب مین قائم راسخ اور ثابت ہو - (یعنی اوس یقینی دلیلون نے اسے دل مین نقش کردیا ہو - کسی مشکک کے شک پیدا کرنے سے زائل نہ ہو - تو ایسا ایمان بیشک باقی ہے جبتک نفس باقی ہے) دوسرا وہ ایمان ہے - جسے ایک وقت معلوم تک عاریتا قلب اور سینے کے درمیان رکھ لیا جاتے - (محض زبان پر ہی ادعائے ایمان ہو - دل مین اس کا کوئی اثر نہ ہو - ذراسے شک اور گمان پر زائل ہوجاتے - اور اس کے زائل ہونیکا احتمال موت کے وقت تک باقی ہے) اب اگر کسی شخص کے ضعف ایمان کے سبب سے اس کی طرف سے بیزاری تمہارے سامنے موجود ہوجاتے (تم اس سے تبرا کرنے لگو) تو ذرا توقف کرو حتی کہ اسے موت آجائے - اسوقت بیزاری کی حد قائم اور ثابت ہوجائیگی (اگر وہ وقت اخیر تک اپنے ہی فاسد یقین پر قائم رہا تو بیشک اس سے بیزار رہو - اور اگر موت کے وقت اس کے ایمان کی پختگی کی علامتین ہوئین تو پھر بیزاری کی کوئی وجہ نہین) اپنے وطن سے خدا و رسول کی اطاعت کی طرف راہ خدا مین ہجرت جیسے پہلے واجب تھی اب بھی اپنی اسی حالت پر موجود ہے - (ابتدائی خلفا کی اطاعت

شخص اس کی اذیت سے دور اور محفوظ رہیگا جو مومن نہین بیشک سوا تے اس کے اور کچھ نہین کہ تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے۔ جیسے تاریکی مین چراغ ہوتا ہے۔ جو شخص اس تاریکی مین آتا ہے اس چراغ سے اکتساب ضیا کرتا ہے۔ ایہا الناس تم سنو! نصیحتون کو یاد رکھو۔ اپنے دل کے کانون کو متوجہہ اور حاضر کرو تاکہ تم اچھی طرح سے ان باتون کی حقیقت کو سمجہہ لو +

ایہا الناس! مین تمہین خدا سے خوف کرنے اور اس کے عذاب سے پرہیز کرنے کی وصیت کرتا ہون اسکے وہ احسانات جو تمپر نازل ہو رہے ہین۔ اسکی وہ نعمتین جو تمہین عطا ہوتی ہین۔ اس کی وہ بلائین جو تمہارے سامنے موجود ہین۔ جنہین تمہین مبتلا کر رکھا ہے (وہ کیا بلائین ہین؟ مال اور اولاد) مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ ان تمام بخششون پر کثرت کے ساتھ اسکی حمد و ثنا کرو اُس نے تمہین کس قدر نعمتون سے مخصوص کیا ہے۔ کسقدر احسانات کے ساتھ تمہارا تدارک کیا ہے۔ تم اسکے سامنے اپنی بُرائیون کو ظاہر کر رہے ہو اور وہ تمہارے عیوب کو ڈھانک رہا ہے تم اس کی گرفت اور اسکے عذاب سے متعرض ہو۔ اس کے مستحق ہو رہے ہو اور وہ تمہین مہلت دئے جاتا ہے +

مین تمہین وصیت کرتا ہون کہ موت کو یاد رکھو۔ اس سے غافل نہ رہو۔ تم اس چیز سے غفلت کسطرح کر رہے ہو جو تمہاری طرف سے غافل نہین۔ اور کیونکہ اس کی طمع کر رہے ہو جو تمہین مہلت نہین دیتی تمہارے لئے یہی واعظ کافی ہے۔ کہ تم نے ان لوگون کا معائنہ کیا ہے جو قبرون کی طرف اُٹھائے گئے ہین۔ ایسی حالت مین کہ وہ سواران دنیا کی مانند نہین۔ وہ ان قبرون مین نازل کئے گئے ہین مگر دنیاوی منزلون مین نازل ہونے والون کی طرح نہین۔ گویا وہ دنیا کی تعمیرات کے لئے پیدا ہی نہین ہوتے تھے۔ گویا ہمیشہ ہمیشہ سے آخرت ہی ان کا گھر تھا +

جو لوگ اس دنیا مین متوطن تھے وہ رم کر گئے۔ اور انہین مقامات (قبور) کو وطن بنانا پڑا جن سے وحشت کرتے تھے۔ اسی شغل کی طرف رخ کر لیا جس سے جدا ہوتے تھے۔ مشاغل دنیا کو چھوڑ دیا جنکی طرف کار آخرت کو ترک کر کے متوجہہ ہوتے تھے۔ نہ انہین اب یہ قدرت ہے کہ برائیون اور قباحتون

مین داخل ہونا چاہتا ہے۔ نہ انکی وجہ سے ذلت اور خواری سے دور ہوکر عزت اور قدرت کے مرتبہ تک پہنچنا اسے مدنظر ہے ٭

زمانہ آئندہ کے عظیم الشان واقعات کی طرف اشارہ فرماتے ہین "آگاہ ہوجاؤ۔ میرے ماں باپ ان دوستون پر فدا ہون جو تھوڑے سے لوگ ہین۔ انکے نام (صفات و کمالات) آسمان مین مشہور و معروف ہین۔ اور زمین مین انکا قدر و مرتبہ مجہول اور نامعلوم ہے۔ (یہ اشخاص ائمہ ہدیٰ ہین) خبردار ہوجاؤ اور اپنے امور کے ادبار انکی خیر و صلاح کے مفقود ہونے۔ اپنی مواصلت دینی و دنیوی کے انقطاع اور اپنے رذیل و ذلیل لوگونکی حکومت کے منتظر رہو۔ یہ واقعات اسوقت واقع ہونگے جبکہ مومن کو ایک درہم حلال طریقہ سے حاصل کرنیکی مشقت کے مقابلے مین تلوار کی ضربت آسان ہوگی اور یہ امر اسوقت ہوگا جبکہ انعام پانے ولے کا اجر عطا کرنے ولے سے بہت بڑھ جائیگا کیونکہ وہ بخشش و عطا از راہ حرام و فتنہ و فساد و ریاکاری ہوگی یہ واقعہ اسوقت ہوگا جبکہ تم لوگ بغیر شراب پیئے اپنی نعمتون آسائشون اور خوش گذرانیون مین مست ہوجاؤ گے۔ بغیر ضرورت اور احتیاج کے قسم کھاؤ گے حلف اُٹھاؤ گے۔ بغیر حرج اور نقصان کے جھوٹ بولوگے۔ یہ واقعہ اسوقت ہوگا۔ جبکہ بلائین تمہین اسطرح گزند پہنچائیں گی۔ جیسے کہ پالان شتر کوہان شتر کو پہنچایا کرتا ہے ابھی اس زحمت کا زمانہ کسقدر دراز ہے؟ اور اس آرزو کا حصول کسقدر دور ہے؟

ایہا الناس! ان مہارون کو الگ ڈال دو۔ جن کا بوجھ تمہارے ہی ہاتھون سے تمہاری پشتین اُٹھاتے رہتے ہین۔ اپنے سلطان اور حاکم کے پاس متفرق نہ ہو۔ مبادا تم اپنے ان کردارون کے سبب سے ندامت کے مستحق ہوجاؤ۔ فتنہ و فساد کی آگ جو بھڑک رہی ہے جسکی طرف تم رخ کر رہے ہو۔ اسمین اپنی پوری طاقت کو صرف کرکے داخل نہ ہو۔ بلکہ اسے بجھا دو۔ اس آتش سوزان کے رستون سے دور ہوجاؤ۔ راہ فتنہ و فساد کے قصد کو ترک کردو۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ اس آتش فتنہ و فساد کے شعلون مین وہی شخص ہلاک ہوگا اور جل بھن کر رہ جائیگا۔ جو مومن ہے۔ اور وہ

وقت اسے روک دینے کی طاقت نہ ہوگی۔ کیونکہ اگر وہ فنا کو روک دینے پر قادر ہوتی۔ تو ہمیشہ باقی رہتی جسقدر مخلوق اس نے پیدا کی ہے اس مقدار کی پیدائش نے اسے خستہ اور ماندہ نہیں کردیا اسنے خلقت کو اپنی سلطنت کے استحکام۔ اور اسکے زوال و نقصان کے خوف سے پیدا نہین کیا نہ کسی صاحب کثرت و شوکت دشمن کے مقابلے مین مدد مانگنے کے لئے۔ نہ ہیجان مین آجانے والے شریر دشمن سے محترز رہنے کے واسطے۔ و اپنے ملک مین زیادتی کی خاطر نہ کسی شریک سلطنت پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے۔ نہ اس وحشت و تنہائی کے سبب سے جسمین وہ موجود تھا۔ تاکہ اس سے مانوس ہو جاتے۔ ا نہی وجوہات مین سے کسی وجہ سے اس نے خلقت کو پیدا نہین کیا۔ بلکہ محض اپنے فیض و فضل وجود و کرم کے سبب سے اپنے کمالات کے اظہار کو اچھا سمجھا۔

پھر وہ اس مخلوق کی تکوین کے بعد اسے فنا کردیگا۔ اس وجہ سے نہین کہ انکی حالتونکی صلاح اور انکے امورات کی تدبیر کرتے کرتے دلتنگ ہوگیا ہے۔ نہ کسی راحت و آرام حاصل کرنے کے لئے۔ نہ اس لئے کہ اس مین سے کوئی شے اسپر گران گذرتی ہے۔ نہ اس کی بقا کی طویل مدت نے اسے ملول کیا ہے جس نے بہت جلد اسے اس کے فنا کردینے پر متوجہ کیا ہو۔ لیکن سبحانہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس مخلوق کو تدریجاً اس کے مصالح و منافع تک پہنچا دیا۔ محض اپنے حکم سے اسے نیست ہونے سے محفوظ رکھا۔ انکے آثار اور ثمرات کو اپنی قدرت و توانائی سے مستحکم اور استوار کردیا۔ لہذا انکے اعمال کا ثمر چکھانے کے لئے پھر انکی پہلی حالت کی طرف لیجائیگا۔ کیونکہ دوسرے عالم کی حیات ممکن ہی نہین جب تک کہ اس عالم مین موت نہ واقع ہو۔ وہ انہین فنا کی طرف واپس کریگا۔ مگر اس لئے نہین کہ کسی بات مین وہ انکا محتاج ہے۔ نہ اس لئے کہ انمین سے کسی کی مدد کا طالب ہے نہ اپنی تنہائی کی حالت سے موانست کی حالت کی طرف منصرف ہونے کے لئے۔ نہ اس واسطے کہ وہ انکی وجہ سے اپنے کسی جہل و نادانی کی حالت سے نکلکر انکی بدولت علمی مرتبہ پر فائز ہوگا۔ نہ وہ عقل کا طالب ہے نہ انکے سبب سے فقر اور حاجت کے مکان سے تونگری اور کثرت انصار کے دروازے

طلب کرنے کا محتاج نہین بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک شئے کو رزق پہنچاتا ہے۔ تمام اشیا اسکے سامنے سر نیاز جھکائے ہوئے ہین۔ جمیع موجودات اس کی بزرگی اور عظمت کے سامنے ذلیل وخوار ہین۔ کوئی شے اس کی سلطنت سے نکلکر اس کے غیر کی طرف فرار نہین کر سکتی تاکہ اُس نفع اور ضرر ثواب عذاب سے اپنے نفس کو محفوظ رکھ سکے۔ کوئی ہمسر نہین جو اس کی ہمسری کرے کوئی نظیر اور مثال نہین جو اس کے مساوی ہو۔ وہ تمام مخلوقات کو انکی ہستی کے بعد نیست اور فنا کرنیوالا ہے۔ حتیٰ کہ جو موجود ہے وہ مفقود ہو جاتے۔ ذرا بھی اس کی ہستی کا اثر باقی نہ ہے اور دنیا کی ایجاد و اختراع کے بعد اس کا فنا کر دینا کوئی تعجب آمیز اور عجیب غریب بات نہین اور کیونکر عجیب و غریب ہو اگر مخلوقات مین تمام پرندون اور چرندون کو اور جو کبھی انکی چراگاہو مین ہون یا مردہ پڑے ہون انہین جمع کیا جائے۔ انکی مختلف اصلون اور علاوہ علی ہذا جنسون کے اقسام حاضر کیے جائین۔ انکے گروہ مین سے کند ذہن اور عقلمند سب اکٹھے ہون۔ اور سبکے سب ملجلکر ایک پشہ کو پیدا کرنا چاہین تو کبھی اس کی خلقت پر قادر نہین ہو سکتے۔ وہ کبھی جان سکینگے کہ اس کی پیدائش کا کیا طریقہ ہے۔ اسکے علم مین انکی عقلین حیران ہو جاتین۔ انکی قوتین عاجز اور سرگردان ہو کر رہ جائین۔ وہ ذلت خستگی کی حالت مین اس امر کا اعتراف کرتی ہوئی بازرہ جائین گی پلٹ جائین گی۔ کہ ہم مقہور و مغلوب ہین وہ اس کی ایجاد سے عجز کا اقرار کر اور اس کے فنا کر دینے پر اپنی مجبوری کا اظہار کرینگی۔ اور بیشک خداوند سبحانہ تعالیٰ دنیا کو فنا کر دینے کے بعد پھر اسی حالت تنہائی کی طرف عود کریگا۔ کوئی چیز اسکے ساتھ نہ ہوگی۔ جیسا کہ وہ خلقت دنیا سے پہلے تھا۔ ایسا ہی اس کے فنا کے بعد بھی ہو جائیگا نہ وقت ہوگا نہ مکان۔ نہ کوئی مدت نہ زمانہ کیونکہ فنائے دنیا کے وقت مدتین۔ اوقات۔ سال ساعات سب فنا اور معدوم ہو جائینگے۔ سوائے اس واحد و قہار کے کوئی چیز باقی نہ رہے گی جس کی طرف سب کی بازگشت ہے۔ جب اس نے مخلوقات کو خلق کیا تو اس مخلوق کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہ تھا۔ جو اس کے حکم کن سے سرکشی کرتی۔ اور علیٰ ہذا فنا کے

مبدا اور مبدع ہے۔ ویسے ہی اس کا بھی ہے۔ کسی شخص کو یہ گمان نہ ہونا چاہئے
کہ یہ کلمہ کُن جب نہ از قسم صوت ہے نہ از قبیل حرف اور ہے اس کا کلام اور اسکی
صفت اور موقوف علیہ ہے تمام ایجادات کا تو پھر یہ ہے کہ عین ذات اور قدیم
ہو۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ اس بات کے ماننے سے دائرہ توحید سے خروج لازم آتا
ہے۔ پھر اسی خالق کا مخلوق ہے۔ اور اسی فاعل حقیقی کا مفعول کیونکہ نیستی
سے وجود میں آیا ہے اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا اور یہی محدثات کی صفت ہے
اس نے خلقت کو بغیر کسی مثال کے پیدا کیا۔ اس کے سامنے کوئی ایسی
مثال موجود نہ تھی جو اس کے چیز بنانے قائم کی ہو۔ اس نے اپنی خلقت میں کسی
شخص سے اس مخلوقات کے پیدا کرنے میں مدد نہیں مانگی اسی نے زمین
کو پیدا کیا۔ اسے اپنے دست قدرت میں تھام لیا اور پھر امر اس کے
دیگر اشغال کا مانع نہیں ہوا۔ اس زمین کو تہ اور بنیاد کے بغیر برقرار رکھا۔ بغیر پاؤں کے
قائم کر دیا۔ بغیر ستونوں کے سطح آب سے بلند کیا کجی اور ٹیڑھے پن۔ ایک دوسرے پر گرنے اور ٹکڑے
ٹکڑے ہو جانے سے اسے باز رکھا۔ اسکے پہاڑوں کو ثابت اور مستقیم کیا۔ اس کی دیواریں
باندھ دیں۔ اسکے چشمے جاری کر دئے۔ اس کی سیلگاہیں شگافتہ کر دیں۔ جس چیز کو اس نے پیدا کیا
اس کی پیدائش کے سبب سے وہ سست نہیں ہوا۔ اسے کسی قسم کی تکان محسوس نہیں ہوتی اور
جس چیز کو اسنے قوت دی اس کے سبب سے ضعیف نہیں ہو گیا۔ وہ خداوند برتر اپنی سلطنت
اور بزرگی کے سبب سے ہر ایک چیز پر غالب ہے۔ اپنے علم و معرفت کی رو سے ہر ایک شئے کے
باطن میں نفوذ کئے ہوئے ہے۔ وہ اپنی عزت و جلال کے سبب سے کل مخلوقات پر مسلط اور
بلند و برتر ہے۔ اپنی مخلوق میں سے جس شئے کو وہ طلب کرے وہ شئے اسے عاجز نہیں کر سکتی
نہ اس کے حکم سے گردن پھرا سکتی ہے تا اینکہ اس پر غالب ہو جائے۔ کوئی شئے اسے فوت
نہیں کر سکتی اس سے بھاگ نہیں سکتی تا کہ اس سے سابق ہو جائے۔ وہ کسی صاحب مال سے روزی

اور آلات سماعۃ (کان) کے سنتا ہے۔ کیونکہ اسے کسی آلہ کی احتیاج نہین ہو سکتی۔ اس لئے کہ صناع ممکن الوجود کی شان ہے۔ وہ کلام کرتا ہے مگر چند محدود الفاظ کے ساتھ نہین۔ وہ خالق الفاظ ہے وہ تمام اقوال و اعمال کا اپنے عین علم کی رو سے یاد رکھنے والا ہے۔ اسے قوت حافظہ کی مدد سے یاد رکھنے کی حاجت نہین۔ وہ ارادہ کرتا ہے اور اسے خاطر مین نہین لاتا۔ سوچتا نہین۔ وہ بغیر رقت اور نرمی قلب کے بندے کو دوست رکھتا ہے اس سے خوشنود ہوتا ہے اور بغیر دلی رنجش کے اسے دشمن سمجھتا ہے اس پر غضبناک ہوتا ہے کیونکہ رنجش اور نرمیٔ دل مادے کے خواص ہین۔ اور خداوند عالم اس سے بالکل مبرا ہے بلکہ اس کی توفیق و ثواب رضوان کو ہی رضا و محبت سے تعبیر کرتے ہین اور عذاب و عقاب جہنم اس کے بغض اور غضب سے عبارت ہے۔ وہ جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے دو کن" "ہوجا"۔ وہ ہوجاتی ہے۔ یہ لفظ کن نہ تو ایسی آواز کے ساتھ ہوتا ہے جو ہوا کو شگافتہ کرے نہ کوئی ایسی صدا ہے جو سُنی جاتے اور سوائے اس کے کچھ نہین کہہ سکتے۔ کہ یہ کلام خدا اسی کی ایجاد ہے اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اسی نے اسے قائم کیا ہے۔ یہ کلام اس ایجاد سے پہلے موجود نہ تھا کیونکہ اگر یہ قدیم ہوتا تو بیشک دو خدا ماننے پڑتے اور یہ کہا جاتا کہ وہ (کلام) عدم سے وجود مین آیا۔ پس صفات محدثات اس کلام پر جاری ہین۔ اس کے اور محدثات کے درمیان کوئی فاصلہ نہین اور نہ اسے محدثات پر کسی قسم کی فضیلت ہے۔ اگر ایسا ہوتا صفات محدثات اس پر جاری نہ ہوتیں (تو بیشک اسے قدیم ماننا پڑتا اسمین بھی لازمی کا وجود تسلیم کرنا پڑتا۔ اور اس صورت مین) صانع اور مصنوع بالکل مساوی اور برابر ہو جاتے (صانع کو مصنوع پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہ ہوتی) پیدا شدہ چیز پیدا کرنے والے کے ہمسر ہو جاتی (اور پھر دو خداؤن کا وجود تسلیم کرنا پڑتا۔ پس حق الامر یہی ہے کہ وہ ارادے کے بعد موجود ہوا ہے۔ حادث کی صفات اس مین بھی موجود ہے۔ اس مین اور حوادثات مین کسی قسم کا فرق نہین۔ جیسے اور اشیا خداوند عالم کی ایجاد ہین۔ ویسے ہی یہ بھی ہے۔ جس طرح وہ اور موجودات کا

ادنیٰ مخلوقات (حیوانات) کے خواص ہین - اور خالق عالم کسی طرح مخلوق کے اوصاف سے متصف نہین ہو سکتا - وہم اور عقل اس تک رسائی حاصل نہین کر سکتی کہ اسے وجود وہمی اور عقلی کے ساتھ موجود اور محدود کر سکین - قوائے باطنی اس کا تصور نہین کر سکتے جو اس کی کوئی تصویر کھینچ سکین حواس ظاہری اسکا ادراک نہین کر سکتے جو اسے وجود حسی مثالی مین قائم کر دین - ہاتھون کی چھونے والی قوت اس کا احساس نہین کر سکتی - جو اسے مس کرے - وہ کسی حالت کے عارض ہو جانے کے سبب سے متغیر نہین ہوتا - کیونکہ حالات مختلفہ کا عارض ہونا ممکن الوجود (مخلوق) کی شان ہے - وہ احوال و اوصاف مین مبدّل نہین ہوتا - اسکی حالتین اور صفات بدلتی نہین - وہ ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے دن اور رات کی گردشین اسے کہنہ نہین کر سکتین - نہ روشنی اور ظلمت اسے متغیر کر سکتی ہے - وہ اجزا و جوارح و اعضا مین سے کسی شے کے ساتھ وصف نہین کیا جا سکتا کیونکہ ان چیزون کے ساتھ متصف ہونا عجز اور احتیاج کی دلیل ہے اور وہ خلاق عالم کسی شے کا محتاج نہین وہ اعراض مین سے کسی عرض کے ساتھ موصوف نہین - اور نہ یہ کہہ سکتے ہین کہ فلان غیر چیز اور فلان بعض اجزا اس کے شامل حال ہین - کوئی حد - کوئی نہایت - کوئی انقطاع اور کوئی غایت اس کے لئے بیان نہین کیجا سکتی نہ یہ کہہ سکتے ہین کہ فلان اسپر حاوی ہے اسے بلند یا پست کئے ہوتے ہے - کیونکہ وہ ہر ایک وجود پر حاوی اور محیط علی الاطلاق ہے - پھر کسی چیز کا محوی اور محاط نہین ہو سکتا - نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلان چیز اسے اُٹھاتے ہوتے ہے - اسے فلان طرف مائل (کج) کر رہی ہے یا اسے سیدھا کر رہی ہے - وہ کسی چیز مین داخل نہین جیسا کہ صورت ہیولیٰ مین عرض جوہر مین روح بدن مین - زندگی حیوان مین - یا جسم مکان اور زمانے مین داخل ہے - بلکہ وہ اس طرح داخل ہے جیسے معنی بیان مین نہ وہ کسی چیز سے خارج ہے - کیونکہ وہ ہر ایک وجود کا قائم کرنیوالا ہے - اسکی قدرت کاملہ اس مخلوق کو بھاتے ہوتے ہے - وہ بغیر زبان اور لہوات[۱] کے خبر دیتا ہے - یعنی کلام کرتا ہے - وہ بغیر ہوا کو شگافتہ کرنے

[۱] لہوات - لہاۃ کی جمع وہ گوشت کا ٹکڑا جو تالو کے قریب لٹکا ہوا ہے اردو مین جسے "کوا" کہتے ہین - آواز جو ہمارے کانون مین پہنچتی ہے - تموج ہوا اس کا سبب ہے - جب آدمی کے موٹھ سے کوئی لفظ نکلتا ہے تو اسکی ضرب سے ہوا مین تموج پیدا ہوتا ہے اور وہی تموج ان الفاظ کو سامع کے کانون سے ٹکراتا ہے ۱۲

ہے کہ وہ کبھی ناقص ہو - اور ہر ناقص بالذات اپنی تمامیت اور اپنے تتمیم کا طالب ہوتا ہے - اور باری تعالی کے لئے یہ امر محال ہے - کیونکہ وہ ہر جہت سے کامل ہے - اور کامل کی تکمیل تصور میں بھی نہیں آتی ۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے - کہ جب وہ اپنی تکمیل کا طالب ہوا کیونکہ حرکت کی وجہ سے اسمین نقصان ثابت ہو چکا ہے - تو بیشک مصنوعات کی نشانیاں اس میں قائم ہو جائینگی اور جب اسمین مصنوعات کی نشانیاں پائی گئیں تو پھر یہ بھی اور مخلوقات اور مصنوعات کی طرح صانع عالم کے لئے دلیل ہوگا بعد اس بات کے کہ صنعت عالم پر مدلول ہو چکا ہے - عالم کی صناعیاں اس کی ذات کے لئے دلیل ہو چکی ہیں نیز اگر وہ متحرک ہو تو پھر لازم ہے - کہ وہ دلائل و براہین جو اثبات سے منع کر رہی ہیں کہ جو چیز اس کے غیر ممکنات میں اثر کرتی ہے وہ اس کی ذات میں موثر ہو - پھر یہ ان دلائل و براہین سے خارج ہو جائیگا - لازمی بات ہوگی کہ اسے بھی اثر قبول کرنیوالا اور مصنوع سمجھا جائے - جو ممکن الوجود کی شان ہے - حالانکہ وہ واجب الوجود ہے - کوئی چیز اس میں اپنی تاثیر نہیں دکھا سکتی اب یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ متحرک کا حرکت سے باز رہنا اسی کا نام سکون ہے - پھر جب اس ذات باری تعالی میں حرکت ہی محال ہے تو سکون تو بداہتہ محال ہوگا - وہ ایسا خدا ہے کہ کبھی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل نہیں ہوتا - کیونکہ یہ تغیر و تبدل ممکن الوجود کی شان ہے - وہ ہرگز فانی نہیں - اس لئے کہ وہ عین ہستی ہے - اور ہستی حقیقی نیست نہیں ہوا کرتی - اور مخلوقات سے غیبت اختیار کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے - کیونکہ وہ انکی ہستی کا نگہبان ہے - اگر مخلوقات سے غائب ہو جاتے تو پھر وہ باقی ہی کہاں رہ سکتی ہے - نہ تو اس نے کوئی بیٹا پیدا کیا کہ خود مولود اور معلوم ہو جاتے - کیونکہ ہر ایک باپ بیشک صاحب جز مادی و مرکب مصنوع و معلول ہوتا ہے - نہ کسی سے پیدا ہوا ہے - کہ محدود اور متناہی فی الوجود ہو جاتے اور وجود کے لئے ابتدا ظاہر ہو کیونکہ ہر ایک مولود حادث ہے اس کا وجود وجود والد پر منتہی ہوا کرتا ہے بیٹوں کے پکڑنے (پیدا کرنے والد ہونے) سے اس کی ذات بہت بزرگ ہے عورتوں کو چھونے اور ان سے لذت حاصل کرنے سے وہ بالکل پاک و پاکیزہ ہے - کیونکہ تناسل اور عورتوں سے مقاربت یہ اس کی

پیدا کیا ہے - اور کس قاعدے سے وہ شئے اس کی ذات مین پیدا ہوسکتی ہے جسے اس نے پیدا کیا - کیونکہ اگر وہ متحرک ہو اور حرکت کہتے ہین قوت سے فعل کی طرف تدریجاً خارج ہونے کو - تو لازم آتا ہے کہ اس کی ذات متفاوت ہو - کیونکہ وہ حرکت جس کے معنی بیان کردئے ہین - اگر اسے لاحق ہوگی تو یا تو نقصان سے کمال کی طرف خروج ہوگا یا بالعکس کمال سے نقصان کی طرف اور کمال اسکی عین ذات ہے - پس بہر دو تقدیر اس کی ذات مین تغیر و تفاوت لازم آتا ہے - اور یہ دونو باتین ذات واجب کے لئے بالبداہتہ محال ہین - نیز حرکت سے یہ بھی لازم آئیگا کہ اس کی ذات کی حقیقت کا تجزیہ ہوجائے - وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوسکے - اس لئے کہ حرکت بالفعل و بالقوۃ سے مرکب ہوگا - اور ہر مرکب صاحب اجزا ہے اس کا تجزیہ ہوسکتا ہے - اگرچہ براہ عقل ہی ہو - اور پھر وہ ممکنات کی صف مین آجاتا ہے - نیز اگر اس کی ذات پر حرکت طاری ہو تو پھر لازم ہے کہ اس کی حقیقت اور کنہ ازلی نہ ہو - کیونکہ جو شئے متغیر بالذات ہے وہ ضرور حادث بالذات ہے - اور جو شئے ذاتاً حادث ہو وہ ازلی بالذات کیونکر ہوسکتی ہے - اگر حرکت اس کے واسطے تسلیم کی جائے تو لازم ہے کہ اسکے لئے موخر (مبدء) بھی ہو جبکہ اس کے لئے مقدم موجود ہے - اسے یون سمجھئے کہ مثلاً انسان کسی مکان کی طرف جارہا ہے تو یہ مقصود بہرحال اسکے سامنے موجود ہے - اب لازمی بات ہے کہ وہ کسی جگہ سے ضرور چلا ہوگا اور وہ بہرحال اس کے پس پشت ہوگی - اور یہی جگہ اس کا مبدء ہے یعنی اسی مقام سے اس کی حرکت کی ابتدا ہوئی ہے - اب یہ معلوم ہوا کہ متحرک کے لئے مقصود کا سامنے ہونا لازم ہے - تو پھر ایسا ہی پروردگار کو بھی سمجھئے - اور جب اس کے سامنے کوئی چیز ہوئی جس کی طرف وہ حرکت کررہا ہے - تو پھر اس کے پیچھے بھی کوئی چیز ہوگی - یہی مبدأ ہے - اور اس ذات باری کے لئے کوئی مبدأ نہین - لہذا حرکت اس کی ذات مین جاری نہین ہوسکتی نیز حرکت اگر اسپر طاری ہو تو بیشک اس کی ذات مین نقصان لازم آئے اور ساتھ ہی یہ بات بھی کہ وہ اپنے تمام ہونے اور تکمیل کو طلب کرے - کیونکہ جب وہ قوت سے فعل کی طرف خارج ہورہا ہے یعنی متحرک ہے اور یہ قوت ذات اور صفات مین ایک قسم کا نقصان ہے - تو لازم آتا

خالق کو اور آلاتِ حسّیہ اور عقلیہ کے ساتھ انہیں کے امثال کی طرف اشارہ ہوتا ہے نہ کہ خالق اکبر کی طرف۔ کیونکہ اس کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ہے کسی آلہ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے اور نہ وہ کسی آلۂ حسیہ اور عقلیہ کا مشارٌ الیہ ہو سکتا ہے ✣

کلمات مُنذُ و قد و لولا کا اطلاق خداوند عالم کی ذات پر صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس کی ازلیت۔ اس کے کمال اس کی قدامت نے ان کلمات کو اس کی ذات سے دور کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ کلمات حدوث و ابتدا و نقصان پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس کی ذات ان باتوں سے مُنزّہ و مُبرّا ہے نہ وہ حادث ہے۔ نہ اسکی کوئی ابتدا مقرر کیجا سکتی ہے۔ نہ اس میں کسی قسم کا نقصان آ سکتا ہے

وجود اشیا کے سبب سے صانع اشیا عقلوں پر ظاہر اور منجلی ہو گیا۔ کیونکہ جمیع موجودات نور الہی کا مظہر ہیں۔ اور انکا ظہور اسی ظاہر حقیقی کی مظہریت کے سبب سے ہوتا ہے جو صانع موجودات ہے۔ اور ممتنع ہے کہ وہ ان اشیا کی آنکھوں سے دیکھا جائے کیونکہ وجودات کا ظرف اس صانع حقیقی کی تابش نور اور شدتِ ظہور کی وسعت نہیں رکھتا۔ نفس وجودات اشیا ظاہر حقیقی کے ظہور سے مانع ہے اور ہر ایک چیز اپنی طاقت۔ انبساط اور وسعت کے موافق جلوۂ ظہور حق دکھاتی ہے۔ نہ کہ اس کی درخشندگی اور لمعانیت کے موافق۔ لہذا نور حق کما ہو حقہ اپنی شدت ظہور اور قصور موجودات کے سبب سے پوشیدہ ہے۔ بلکہ نفس موجودات کے سوا کوئی اس کے حجاب ہی نہیں۔ اور یہی وہ حجاب ہیں جو عرفا کی نگاہوں سے اٹھ جاتے ہیں۔ جیسا کہ جناب امام حسین علیہ السلام ایک دعا میں فرماتے ہیں۔ انت الذی تعرفت الیّ فی کل شیء فرایتک ظاہراً فی کل شیء۔ تو وہ ہے کہ تو نے ہر ایک شے میں مجھے اپنے وجود کی معرفت حاصل کرا دی۔ اور میں نے تجھے ہر ایک شے میں ظاہر دیکھ لیا

نہ اس پر سکون جاری ہوتا ہے۔ نہ حرکت۔ اور کیونکر وہ چیز اس پر جاری ہو جائے جسے اس نے اپنی مخلوقات میں جاری کیا ہے۔ کسطرح وہ چیز خاص اسی کی ذات میں عود کر سکتی ہے جسے اسی نے

ہین کہ جسکی ابتدا نہ ہو۔ اب گویا ابتدائیت اور ازلیت دو نقیض ہین۔ پھر اجتماع نقیضین کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسی سے جو قوائے مدرکہ پیدا کئے ہین اس ایجاد سے معلوم ہو گیا کہ آلات ادراکیہ اسکے واسطے نہین وہ انسانون جیسے قوائے مدرکہ نہین رکھتا۔ کیونکہ معلول کی حقیقت مین سے اگر کوئی حقیقت علت مین پائی جائے تو تقدم شے علی نفسہ لازم آتا ہے اس نے اشیا کے درمیان مین ایک صفت ضدیت پیدا کی ہے۔ اکثر اشیا ایک دوسرے کی ضد ہین اسی سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات مین یہ صفت نہین۔ ورنہ بدلیل اول یہان بھی تقدم شی علی نفسہ ہوا جاتا ہے۔ اسی نے اشیا مین ایک صفت مقارنت پیدا کی ہے۔ اکثر اشیا ایک دوسرے کے مقارن اور ہمسر ہین۔ اسی سے پہچانا گیا۔ کہ اسکے واسطے کوئی قرین اور ہمسر نہین۔ نور اور روشنی کو تاریکی کی واضح ہونے کو مبہم اور شستہ ہونیکی خشکی کو تری کی گرمی کو سردی کی ضد مقرر فرمایا۔ وہ اپنی قدرت کاملہ سے امور متضاد کو مرکب کرنیوالا ہے۔ جیسا کہ چار عناصر متضادہ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی کو خلعت ترکیب پہنا کر موالید ثلاثہ حیوانات وجمادات ونباتات کو پیدا کر دیا۔ جو امور کہ ایک دوسرے سے بالکل متباین اور الگ ہین انکو ایک دوسرے سے مقارن اور قریب کر دیا۔ جیسا کہ نفس مجرد جسم مادی سے بالکل علیحدہ چیز ہے کہان لطافت کہان کثافت مگر اس کی زبردست قدرت نے اسے حکم دیا ہے کہ اسی مادی بدن کے قریب رہے۔ جو اشیا ایک دوسرے سے دور ہین انمین قربت پیدا کر دی۔ جیسے کہ پیری کو جوانی اور موت کو حیات کے ساتھ ملا دیا۔ جو چیزین کہ آپس مین قریب اور نزدیک ہین۔ انمین تفرقہ پیدا کر دیا جیسے کہ روح بدن سے خارج کر دی۔ صورت کو مادہ سے الگ کر دیا۔ وہ کسی حد کے ساتھ محدود نہین۔ کیونکہ کسی حد کو قبول کرنا یہ مادہ اور امکان کا خاصہ ہے اور وہ ذات باری بالکل منزہ ہے وہ کسی عدد کے ساتھ محسوب نہین ہوتا۔ کیونکہ عدد مین ضمناً کثرت موجود ہے۔ اور عدد واحد کہتے ہین قلیل کو۔ اور اس کی وحدت ہے حقیقی اور غیر عددی اس مین کثرت کا شائبہ ہی نہین پھر کیونکر عدد کے ساتھ اس کا شمار ہو سکتا ہے۔ آلات اور قوائے ادراکیہ جو کسی چیز کی حد تعریف بیان کرکے اسے محدود کرتے ہین تو حقیقۃً وہ اسی مخلوق کو محدود کرتے ہین جو انکے مثل ہے۔ نہ کہ

مخلوق اور مصنوع ہین - پھر خالق مخلوق اور صانع مصنوع کیونکر ہو سکتا ہے - لہذا معلوم ہوا کہ
ان چیزون کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرنیوالا - اسے بھی مخلوق اور مصنوع سمجھتا ہے اور یہ
عقیدہ توحید کے بالکل منافی اور منجر بکفر ہے - ہر ایک شے جو اپنی ذات اور حقیقت کے ساتھ معلوم
اور معروف ہے وہ مصنوع ہے کیونکہ وہی شے اپنی حقیقت کے سبب سے معلوم ہو سکتی ہے جو
صاحب ہئیت ہو - جو اس کے خلاف ہے وہ خالص نورانیت اور شدت ظہور کی وجہ سے معروف و
معلوم بحقیقت نہین ہو سکتا - اسکے سوا جو کوئی بھی قائم ہے وہ معلول ہے - اس کی بنا و کسی کسی
علت پر ضرور ہے - کیونکہ وہ ممکن ہے - اور ممکن اپنی ہستی اور نیستی مین علت کا محتاج ہے لہذا
بغیر علت کے جو چیز قائم ہے وہ اسی کی ذات ہے - وہ فاعل مستقل ہے کسی آلہ کی تحریک کا محتاج نہین
ورنہ لازم آئیگا کہ وہ اپنی فاعلیت اور مبدئیت مین پورا نہو بلکہ ناقص ہو - نہین نہین وہ ہر جہت
سے کامل ہے بلکہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے اور اُس کے حکم کی محکوم ہے - وہ ہر ایک چیز کے لئے
ایک مقدار مقرر کرنے والا ہے - مگر اس مین اسے کسی قسم کا فکر اور خلجان خاطر لاحق نہین ہوتا ورنہ
لازم آئیگا کہ اس کا علم محیط اور اس کی قدرت نفوذ کرنے والی نہو - وہ بغیر کسی قسم کا فائدہ حاصل
کئے تو نگر اور غنی ہے - زمانون مین سے کوئی زمانہ اس کا مصاحب نہیں کیونکہ تمام زمانہ مع
ما فیہا معلول ہین اور اس سے متوخر ہین - پھر کیونکر اس کے مصاحب ہو سکتے ہین - آلات اور قوی نے
(در بارۂ ایجاد خلق) اس کی اعانت نہین کی - کیونکہ جو ذات عین غنی ہو وہ کسی کی محتاج کیونکر
ہو سکتی ہے - اسکی ہستی تمام زمانون سے سابق اور اول ہے - عالم امکان کے امتداد زمانے نے
اسکا احاطہ نہین کیا - کیونکہ یہ زمانہ متناہی اور منتہی ہے - اور اُس کی ذات ہے غیر متناہی
اور ہر ایک چیز کو گھیر لینے والی - پھر متناہی غیر متناہی اور محاط محیط کا احاطہ کیونکر کر سکتا ہے
اسکا وجود اس کی ہستی نیستی سے مقدم ہے - یعنی کسی طریقہ سے بھی اسپر عدم کی حالت طاری
نہیں ہو سکتی - کیونکہ ایک جود محض مین نیستی کو کسی قسم کا دخل نہین ہو سکتا - اس کی ازلیت اور
ہمیشگی - ابتدا پر مقدم ہے - اس کی ازلیت مین ابتدا کو کچھ دخل نہین - کیونکہ ازلیت کے معنی بھی

بھی ہو گی تاکہ وہ کثیر نہیں۔ نہ یہ کہ اسکی ذات سب سے علیحدہ ہے تو اب اگر خداوند تعالیٰ کو بھی ایسا ہی سمجھا جائے۔ یہ تمام صفات ثبوتیہ اس کی ذات سے منفک خیال کی جائیں۔ تو ایسی فہم و فراست کا انسان کیونکر اسے واحد اور یگانہ تسلیم کر سکتا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ تمام صفات وحدت و وجود و علم وغیرہ سب عین ذات ہیں۔ اگر اس کی ذات ان صفات سے جدا اور علیحدہ چیز ہو۔ تو پھر وہی عقیدۂ توحید میں نقص بلکہ شرک نظر آئیگا۔ چنانچہ پہلے خطبہ میں بھی حضرت فرما چکے ہیں۔ کہ جس شخص نے اوصاف زائدہ کے ساتھ پروردگار کی توصیف کی اس نے اس کیلئے ایک دوسرا ہمسر پیدا کر دیا اور ایسا شخص یقیناً دوئی کا قائل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واجب الوجود کی صفات کما لیہ زائد نہیں جیسا کہ ممکن الوجود (انسان) کی صفتیں بالبداہتہ زائد ہیں۔ معمولی بات ہے یوں سمجھ لو کہ انسان جب پیدا ہوا تو بالکل ایک مضغۂ گوشت تھا اسے تمیز کس بات کی تھی۔ لکھنا پڑھنا۔ علوم و فنون اسے رفتہ رفتہ ہی حاصل ہوئے۔ پھر کیا ہم خداوند عالم کو بھی ایسا ہی سمجھ لیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم اسے اس ممکن الوجود کی مانند سمجھ لیں۔ اگر ہماری عقل کی کجی ایسا ہی سمجھنے پر مجبور کرے۔ تو پھر تو لامحالہ گویا اسے ممکن الزوال بھی سمجھ لیا گیا۔ حاشا ثم حاشا۔ "جس شخص نے اسے مثال کے ذریعہ سے پہچانا وہ اسکی حقیقت تک نہیں پہنچا"۔ اسنے اسکی ذات کو شناخت نہیں کیا۔ کیونکہ وہ فرد حقیقی ہے اسکے ماسوا جتنی مخلوق ہے وہ سب کی سب زوج (جوڑا) ہے لہذا زوج کبھی فرد کیلئے مثال نہیں بن سکتا۔ نہ فرد حقیقی دو ہو سکتا ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ایک دو ہو جائے اور یہ محال ہے +

جس شخص نے اسکو اسکے غیر کے مشابہ کر کے پہچانا۔ اسنے ہرگز اس کی شناخت کا قصد نہیں کیا۔ کیونکہ اسکا غیر جو کچھ بھی ہے وہ ممکن الوجود ہے۔ اور اس کی ذات ہے واجب الوجود پھر واجب کی ممکن سے مشابہت کیا اور بیشک جو چیز ممکن کے مشابہ ہو گی۔ وہ ممکن ہی ہو گی۔ جس شخص نے اسکی طرف حس یا عقل کے ساتھ اشارہ کیا اسنے اسکی ذات کا ارادہ اور قصد نہیں کیا۔ اسے بالکل نہیں پہچانا۔ کیونکہ قوت احساس کا مشار الیہ جسم کے سوا دوسری چیز نہیں ہو سکتا۔ اور عقل کے مشار الیہ کیلئے بھی کوئی نہ کوئی ہیئت ہونی چاہیے۔ اور جسم و جسمانیات اور ہیئات وغیرہ جو بھی ہیں سب

خواہشات کو دور کر لیتی ہے۔ حالانکہ اس کی خلقت اور تمام جثہ اگر دیکھو تو چھنگلیا کی برابر بھی نہین
پس صاحب برکت و خیر ہے وہ خدا جسے ہر شخص جو زمین و آسمان مین ہے طوعاً و کرہاً سجدہ کرتا
ہے۔ رخسارے اور منھ اس کے سامنے عاجزی کی خاک پر ملے جاتے ہین اس کی قدرت کو تسلیم
کرنے اور اپنے ضعف کا اقرار کرنے کے سبب سے اسکی اطاعت کرتے ہین اسکے خوف اور بیم سے اس کی
فرمانبرداری مین مشغول ہین مرغان ہوا اس کے حکم کے مسخر ہین اس نے انکے ایک ایک بال و پر کا
احصا اور ایک ایک سانس کا شمار کر لیا ہے۔ انکے پاؤن کو خشکی اور تری مین ثابت اور قائم
رکھا ہے (وہ خاک و آب پر برابر چلتے پھرتے ہین) انکی روزی معین فرما دی ہے۔ انکی جنسیت کا
احاطہ کر لیا ہے کہ یہ کوا ہے۔ یہ عقاب۔ یہ کبوتر ہے اور یہ شتر مرغ۔ اسنے ہر ایک جانور کو اس کے
نام اور نشان کے ساتھ بلایا (پیدا کیا) اس کے رزق کا کفیل ہوا۔ اسنے غلیظ اور دبیز بادلون
کو پیدا کیا۔ انکی بارشون کو متواتر برسایا۔ ہر ایک جگہ کے واسطے اس بارش مین سے حصہ
مقرر کیا۔ زمین کو تر و تازہ کر دیا جبکہ وہ بالکل خشک اور بنجر پڑی تھی نباتات کو اگایا جبکہ
وہ بالکل نابود اور ناپید ہو چکی تھی ✤

توحید کے اسرار جیسے اس خطبہ مین حضرت نے بیان فرمائے ہین۔ کسی خطبہ مین بیان نہین فرمائے
لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ترجمہ مین ذرا زیادہ تشریح سے کام لیا جائے ✤
جس شخص نے اسے کیفیات سے مکیف سمجھا اسنے اسے واحد و یگانہ تسلیم نہین کیا۔ یعنی اس کی
صفات کو زائد عن الذات کہنے والا عقیدۂ توحید سے بالکل خارج ہے۔ مثلاً اسے موجود اور عالم
کہین باین معنی کہ وہ ایک ذات ہے جو علم اور وجود سے متصف ہے۔ جیسا کہ ہم کسی انسان کو کہدین
کہ وہ موجود اور عالم ہے اس کی ذات جو انسانیت ہے صفت وجود و علم سے متصف ہے تو اس کے
یہ معنی نہین ہونگے کہ وہ صرف موجود اور عالم ہے اور وجود و علم اس کی عین ذات ہے۔ یا مثلاً ایک
وحدت اور تنہائی کی صفت ہے جو کثرت کے مقابل ہے۔ اب اگر کسی شخص کو واحد کہین تو ظاہر ا مراد

والا اس خالق اکبر کا شریک نہین۔ نہ کسی صاحب قدرت نے اسکی خلقت مین اس قادر مطلق کی
مدد کی ہے۔ اگر تو اپنے فکر کے رستون مین سفر کرے۔ حتی کہ منتہائے فکر تک پہنچ جائے۔ تو کوئی
دلیل و برہان تجھے رہنمائی نہین کریگی مگر فقط اس بات پر کہ چیونٹی کا پیدا کرنیوالا بھی وہی ہے جو خالق
شجر ہے۔ کیونکہ تمام اشیا کی تفصیل نہایت دقیق ہے۔ اور تمام ذی روح کا اختلاف نہایت گہرا
اختلاف ہے۔ چھوٹی۔ بڑی۔ بھاری۔ ہلکی۔ ضعیف قوی جتنی بھی چیزین ہین سب کی پیدائش
اُسکے نزدیک برابر ہے۔ اور اسی چیونٹی کی پیدائش کی مانند خلقت آسمان و ہوا اور چلنے والی
ہوا اور پانی کی ایجاد بھی ہے۔ چاند۔ سورج۔ روئیدگی۔ شجر۔ پانی۔ پتھر۔ دن و رات کے اختلافات
ان دریاؤن کی روانیان۔ ان پہاڑون کی کثرت۔ ان پہاڑونکی چوٹیون کے طولانی سلسلے
یہ زبانون کی تفریق۔ یہ زبانون کا اختلاف۔ تم ان چیزون پر نظر تو ڈالو اب ویل ہے اس
شخص کے لیے جو انکے معین اور مقدر کرنیوالے کا انکار کرے۔ انکے مدبر کے وجود کا منکر ہو۔ وہ لوگ
(منکرین اور دہریے) گمان کرتے ہین کہ انکی پیدائش روئیدگی کی مانند ہے۔ انکا کوئی زراعت
کرنیوالا نہین۔ نہ انکی صورتون کے اختلاف کے واسطے کوئی صنعت گر ہے۔ مگر جس چیز کا وہ دعوے
کرتے ہین اس کی بابت کسی دلیل اور برہان کی طرف پناہ نہین لیجاتے (پیش نہین کرتے) نہ
جسکو انہون نے ذہن نشین کرلیا ہے اس کی تحقیق کرتے ہین۔ کیا کوئی بنا بغیر بانی کے ہوسکتی ہے؟
یا فعل بغیر فاعل کے واقع ہوسکتا ہے؟ اب اگر تو چاہے تو ٹڈی کی خلقت پر غور کر۔ اس زمانہ کو
یاد کر۔ جبکہ اس کے لیے دو سرخ آنکھین اور دو سفید نورانی حدقہ چشم پیدا کئے۔ اس کے لئے پوشیدہ
کان تجویز ہوتے۔ اس کا منہ اس کی حالت کے مناسب کھولدیا۔ ایسے حس قوی عطا کی۔ اسکے
لئے دو دانت بنائے جن سے وہ روئیدگی کو کاٹتی ہے۔ دو پنجے بنائے جن سے وہ زراعت
کو پکڑ لیتی ہے۔ زراعت کرنے والے اپنی زراعت مین اس سے خوف کرتے
ہین۔ اور اسکے روکنے کی قدرت اور استطاعت نہین رکھتے۔ خواہ اپنی تمام جمعیت کیون نہ
کھینچ لین۔ مگر یہ تو اُچھلتی کودتی ہوئی کھیت پر آہی گرتی ہے۔ اور اس سے اپنی بھوک اور

روشنی کے منارے قائم کرتے (جو آئمہ ہدیٰ و اولیا خدا ہین) صول اسلام کے پہاڑون کو محکم اور مضبوط کر دیا۔ ایمان کے حلقے مستحکم اور پایدار کرتے **بعض جگہ اسی خطبہ مین اقسام حیوانات کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر ہے** ۔ اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرت اور بزرگ و برتر نعمت کو گہری نظر سے دیکھین تو بیشک طریق ہدایت کی طرف رجوع ہون اور آتش سوزان کے عذاب سے خوف کرین۔ لیکن افسوس کہ قلب بیمار ہین۔ اور بصیرتین معیوب ہین کیا وہ لوگ ایک چھوٹی سی مخلوق کی طرف نہین دیکھتے کہ خداوند عالم نے کسطرح اس کی پیدائش اور خلقت کو مضبوط کیا ہے۔ اسکی ترکیب کیونکر استوار کر دی ہے۔ اس کے لئے کان اور آنکھ پیدا کئے ہین اور نہایت معتدلانہ طریقہ سے اس کے استخوان و پوست کو خلق فرمایا ہے۔ وہ لوگ چیونٹی کے چھوٹے سے جثہ اور اس کے اعضا کی پوشیدگی کی طرف نظر کرین۔ تا آنکھوں کی نگاہ اور ادراک فکر سے انہین معلوم ہو جائے کہ وہ کیونکر اپنی زمین اور اپنے مکان پر حرکت کرتی ہے کسطرح اپنے رزق پر گرتی ہے۔ دانہ گندم کو اپنے سوراخ کی طرف لیجاتی ہے اور اپنے مستقر اور مقام مین اسے مہیا کر دیتی ہے۔ اپنی گرمیون مین اپنے جاڑون کے لئے اور اپنے مکان مین سفر سے مراجعت کرکے وارد ہونے کے واسطے ذخیرہ جمع کرتی ہے وہ اپنے رزق کی مکفول ہے۔ اسے اسکی حالت کے موافق روزی دیگئی ہے۔ وہ ذات منان صاحب احسان اس سے غافل نہین۔ وہ صاحب دیانت پروردگار اسے محروم نہین کرتا خواہ وہ صاف اور خشک پتھر مین ہو یا نشیب دار پتھرون مین۔ اگر تو اس کی خوراک کے رستون پر غور کرے۔ اسکے نشیب فراز کو دیکھے۔ اسکی اندرونی پسلیون پر نگاہ ڈالے سر مین قائم ہونیوالی آنکھون اور کانون کو ملاحظہ کرے تو بیشک تو حکم لگا دیگا کہ اس کی خلقت عجیب و غریب ہے۔ اور تو اس کی توصیف کرنے مین رنج و تعب سے ملاقات کریگا۔ تیری عقل حیران ہو جائیگی۔ پس بلند و برتر ہے وہ ذات جس نے اسے اس کے قوائم (پاؤن) پر قائم کیا۔ اس کے ستون بدن پر اس کے بنیاد قائم کی۔ اس کی پیدائش مین کوئی پیدا کرنے

حدوثِ اشیا کو اپنی ازلیت کے لئے دلیل بنا دیا۔ ان اشیا کی عاجزی اور ضعف کے سبب سے انہیں داغ دینے (فنا کر دینے) کو اپنی قدرت کے لئے ایک شاہد کھڑا کر دیا۔ ایک اضطراری کیفیت جو اشیا کو فنا کی طرف لے جا رہی ہے۔ اسی کیفیت کو اپنی ہمیشگی کے لئے ایک برہان قائم کر دیا۔ وہ واحد ہے مگر وحدت عددی کے ساتھ نہیں (کیونکہ جو شے وحدت عددی کے سبب سے واحد ہوا کرتی ہے وہ کثیر بالذات اور واحد بالاعتبار ہوتی ہے) وہ دائم اور ہمیشہ ہے مگر زمانہ کی ادامت کے ساتھ نہیں (کیونکہ زمانہ ممکن الفنا ہے اور وہ واجب البقا وہ دوام حقیقی ذاتی کے سبب سے دائم ہے نہ کہ دوام عارضی کی وجہ سے) وہ بغیر کسی چیز پر سہارا اور اعتماد کئے ہوتے قائم ہے۔ عقلیں اس سے ملاقات کرتی ہیں مگر مشاہدہ کے ساتھ نہیں تمام وجودات کے آئینے اس کی شہادت دے رہے ہیں مگر رویت حقیقی کے ساتھ نہیں اوہام وعقول اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ انکے لئے وجودات کے آئینوں میں ظاہر ہوا ہے۔ اوہام وعقول سے اس کا ادراک ممتنع ہے۔ اور خود انہیں کو ان پر حاکم کر دیا ہے (اوہام وعقول اس کے ادراک کر لینے میں اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں) وہ خداوند مطلق صاحب طول وعرض وعمق نہیں۔ تمام نہایات اس کی طرف کھنچتی ہیں۔ تاکہ از روئے تجسیم عقلیں اور وہم اسے بزرگ سمجھ لیں اعتقاد کر لیں کہ وہ ایک بزرگ جسم یا ذات ہے نہ کہ صاحب اعضا وجوارح ودست وپا تمام غایات اس کی طرف منتہی ہوتی ہیں۔ تاکہ از روئے تجسید (جسدیت وجسمیت) عقول واوہام اسکو ایک عظیم الشان ذات خیال کر لیں (یہ جسم نہیں جیسا کہ مخلوقات کا جسم ہے) بلکہ یہ اعتقاد کر لیں کہ وہ مرتبہ کی رو سے نہایت عظیم ہے اور بلحاظ سلطنت وبادشاہی نہایت ہی بزرگ ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے ہیں۔ اس کے برگزیدہ رسول ہیں اس کے ایسے امین ہیں جس سے وہ ذات باری راضی اور خوشنود ہے ان پر اور انکی آل پر خدا کا درود اور سلام ہو۔ انہیں حجتوں کے ثبوت۔ غلبہ کے ظہور اور راہ حق آشکار کرنے کے ساتھ بھیجا۔ آپنے اس کی رسالت کو پہنچایا۔ اسے آشکار کر دیا۔ اور خلقت کو راہ حق کی ہدایت کر کے نجات کے رستے پر کھڑا کر دیا۔ طریق نجات کو دریافت کرنے کے نشان۔ اور

پریشان قلب ہین پریشان حواس ہین - طلیق اللسان ہین تیز دل (تیز طبیعت) ہین ٭

جب آپ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو غسل دے کر کفنانے لگے تو فرمایا وہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون - آپ کی وفات سے نبوت - وحی - آسمان کی خبرین منقطع ہو گئین جو آپکے غیر کے مرنے سے نہ ہوتین تھین - آپ مصیبت پہنچانے کے لئے مخصوص ہوئے حتی کہ اپنے غیر کی مصیبت سے ہمین مطمئن کردیا (آپ کی وفات سے جو مصیبت ہمپر پڑی ہے دوسرے کی موت مین یہ رنج واندوہ کہان) آپکی مصیبت ایک عام مصیبت ہے - حتی کہ لوگ آپکی مصیبت سے یکسان دلگیر ہورہے ہین اور اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے - جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر مجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتین قربان کر دیتے) اس مصیبت کا رنج دائمی تھا - اس کا اندوہ ہمیشہ رہنے والا تھا - گو یہ دائمی رنج واندوہ بھی آپکی اس مصیبت پر تھوڑا تھا - لیکن موت ایک ایسی چیز ہے جسے رد نہین کیا جا سکتا - اسکے دفع کرنے کی استطاعت نہین - میرے مان باپ آپ پر فدا ہون - اپنے پروردگار کے سامنے ہمارا بھی ذکر کرنا - ہمین اپنے دلمین رکھنا فراموش نہ کر دینا ٭

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہین کہ حواس خمسہ جسکا ادراک نہین کر سکتے اور نہ مکانات اسپر حاوی ہو سکتے ہین - آنکھین اسے دیکھ نہین سکتین - جہالت کے پردے اسے پوشیدہ نہین کر سکتے - وہ اپنے قدم پر اپنی خلقت کے حدوث کے سبب سے دلالت کر رہا ہے - حدوث خلقت کے باعث اپنے وجود کے لئے ایک زبردست دلیل ہے - اور مخلوقات کے آپسمین مشابہت اور مجانست رکھنے سے اس بات کو دکھادیا ہے کہ ہمارا کوئی مشابہ نہین - وہ خدا جو اپنے وعدون مین سچا ہے - وہ اپنے بندون پر ظلم کرنے سے بلند مرتبہ ہے اس کا یہ شان نہین کہ ضعیف بندون پر ظلم کرے - وہ انصاف کے ساتھ اپنی خلقت مین قائم ہے - وہ ان کے احکامات مین عدل سے کام لیتا ہے - اس نے

مشاغل مین معروف ہو تو گفتار اس زبان کی مساعدت نہین کرتی۔ اور جبکہ انسان صاحب وسعت خلق ہو۔ تو کبھی نطق و بیان اسے مہلت نہین دیتے۔ اور ہم اہلبیت پیغمبر کلام کے بادشاہ ہین۔ اس کے ریشے ہمین مین داخل ہین۔ اس کے اصول و قواعد سے ہمین واقف ہین۔ اور اس کی میوہ دار شاخین ہمین پر سایہ افگن ہین۔ تم خوب جان لو خدا تمپر رحم کرے۔ کہ واقعی تم ایسے زمانے مین موجود ہو جس مین سچی اور حقیقت آمیز بات کہنے والے بہت تھوڑے ہین۔ اور زبان راست گوئی سے کُند ہے ملازم حق ذلیل و خوار ہے۔ اس زمانہ والے عصیان و گناہ کے گوشون مین معتکف ہین گناہگارون کے ساتھ تساہل کرنا (نہی عن المنکر کا خیال نہ کرنا) انکے مصطلحات مین داخل ہے انکے جوان بدخُلق ہین۔ انکے بوڑھے گناہگار ہین۔ انکے عالم منافق ہین۔ انکے قاری اور طالب علم خالص دل سے تحصیل علم نہین کرتے بلکہ انکی تحصیل مین ریاکاریان مخلوط ہین۔ انکے خورد اپنے بزرگونکی تعظیم نہین کرتے۔ نہ انمین کا مالدار انکے نقیر کو راہ خدا مین کچھ کھانے کے لئے دیتا ہے +

(ثعلب یمانی نے احمد ابن قتیبہ سے اس نے عبد اللہ ابن یزید سے اس نے مالک بن وحیہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ جناب امیر المومنین کی خدمت مین حاضر تھے۔ لوگون کے اختلافات کا آپکے سامنے ذکر ہوا تو فرمایا "بیشک یہی بات ہے کہ اختلاف طینت و سرشت کے اسباب نے ان مین تفرقہ اندازی کی۔ اور یہ اس طرح سے کہ یہ لوگ اصل طینت مین۔ شورہ زار۔ شکر زار۔ ناہموار اور ہموار زمینون کی مٹی کا ایک مخلوط قطعہ تھے۔ پس اب یہ اپنی مٹی کے قرب پر ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے ہین۔ اور اسی مٹی کے اختلاف کی مقدار پر ایک دوسرے سے دور رہتے ہین۔ اب بہت سے لوگ ایسے بھی پائے جائین گے جو حسین و خوبصورت ہین مگر بیوقوف ہین طویل القامت ہین مگر پست ہمت۔ اعمال پاک پاکیزہ ہین لیکن قبیح المنظر ہین جسم و جثہ تو یونہی سا ہے مگر آنمائش کے لحاظ سے بہت دور ہین (امتحان کی سختیان نہایت استقلال سے برداشت کرتے ہین) اور تو طبیعت مشہور و معروف ہین انکی طبیعت لوگون کو پسند ہے۔ مگر انکا تقنع لوگون کو برا معلوم ہوتا ہے

اور رجوع باآخرت جو کچھ انکی نگاہوں کے سامنے موجود ہے اسی کے ساتھ عمل کرتے ہین وہ موت جس سے بحسب طبیعت اجتناب کرتے ہین۔ اسی کی طرف تعجیل اور شوق سے کام لیتے ہین انکے بدن اہل آخرت کے درمیان متحرک ہین۔ یہ لوگ اہل دنیا کو دیکھتے ہین کہ وہ اپنے اجسام کی موت کو نہایت بزرگ سمجھتے ہین اور اپنے زندہ رہنے والے دلونکا مرجانا بہت ہی عظیم سمجھتے ہین

حضرت نے یہ خطبہ منزل ذی قار مین جو بصرہ سے قریب ہے فرمایا۔ جبکہ حضرت بصرہ کی طرف تشریف لیے جارہے تھے اور واقدی نے اپنی کتاب "جمل" مین اس خطبہ کو درج کیا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس چیز کو آشکارا کردیا جس پر مامور ہوتے تھے۔ اپنے پروردگار کے پیغامات کو نہایت احسن طریقہ سے پہنچایا۔ پس پروردگار عالم نے اسے ملتئم اور مندمل کردیا۔ جو کہ آپکے سبب سے شق اور آشکار ہوا تھا۔ آفاق کی نشانیان جو کہ متفرق ہورہی تھین وہ آپکے سبب سے جمع کردین۔ صاحبانِ ارحام اور مالکانِ حقوق عقل کے درمیان الفت پیدا کردی جبکہ سخت اور شدید عداوت انکے سینون مین بھری ہوئی تھی۔ اور آگ بھڑکانے والے کینے دلون مین موجود تھے۔

عبداللہ ابن زمعہ آپکے شیعون مین سے تھا۔ اس نے زمانہ خلافت مین آپ سے کچھ مال طلب کیا تو آپنے فرمایا۔ یہ جو کچھ مال ہے نہ تو میرے لئے ہے نہ تیرے واسطے۔ سوائے ازین کہ یہ مسلمانون کی غنیمت ہے۔ اور کچھ نہین۔ یہ انکی کھینچی ہوئی شمشیرین ہین۔ اگر تو میدان حرب مین انکے شریک ہوتا تو ان کے ہی حصہ کی موافق تجھے بھی ملجاتا۔ مگر ایسا نہین ہوا لہذا ان کے ہاتھون کا چنا ہوا میوہ اغیار کے منہ تک نہین پہنچ سکتا۔

آگاہ ہوجاؤ کہ زبان اعضائے انسان کا ایک ٹکڑا ہے۔ جبکہ انسان دوسرے موانعات اور

لگا تار تیر چلی آرہی ہے - تم سے اسکی دوری بہت ہی قلیل ہے - قریب ہی ہے کہ اسکا ابر خشم
کی تاریکیاں - اس کے امراض کی آگ کے شعلے - اسکی شدتوں اور سختیوں کی ظلمتیں - اسکے
عالم جان کنی کی بیہوشیاں اسکے روح کو باہر نکالنے کے - آلام - اس کی گھیرنے والی تاریکی
اسکی بد طعمیاں تمہیں ڈھانک لیں - گویا وہ ناگہانی طریقہ سے تم پر آپڑی - تمہارے راز دار دل
کو خاموش - تمہارے پکارنے والوں کو متفرق کر دیا - تمہارے آثار مٹا دئے - تمہارے آباد
گھر بیکار اور ویران کر دئے - تمہارے وارثوں کو برانگیختہ کیا کہ تمہاری میراث کو باہم تقسیم کر لیں
اب یہ میراث ایسے خالص دوست کو ملی جو کسی طرح کا (تمہیں) نفع نہیں پہنچا سکتا - ایسے
غم خوار عزیز کو پہنچی جو (تم سے) دُکھ درد کو روک نہیں سکتا اور ایک دوسرے شماتت کرنے
والے کے درمیان تقسیم ہو گئی جو (تمہاری مرگ پر) ذرا بھی گریہ و زاری نہیں کرتا - اب کوشش
اور تلاش - مہیا اور آمادہ ہو رہنا - توشہ کی جگہہ سے توشہ حاصل کرنا تمہارا فرض ہے تمہیں
دنیا اس طرح فریب دیدے جیسے ان لوگوں کو فریب دے چکی ہے جو امم ماضیہ اور ازمنہ سابقہ میں تم
سے پہلے موجود تھے - یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کا دودہ دوہ لیا تھا - اس کی عزتوں کو
پہنچے ہوتے تھے - اس کے گنے ہوتے درہموں کو فانی اور انہوں نے اس کے نئے لباس کو پُرانا کر دیا تھا
اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قبریں تو مسکن ہیں مال جو کچھ باقی ہے وہ وارثوں کیلئے میراث ہے
نہ یہ پہچانتے ہیں کہ کون ہمارے پاس آیا - نہ کسی رونیوالے کی طرف اعتنا کرتے ہیں نہ کسی بلانے
والے کی آواز کا جواب دیتے ہیں - تم دنیا سے حذر کرو یہ بڑی مکارہ ہے - یہ سخت فریب دینے
والی ہے - دے دیتی ہے اور پھر چھین لیتی ہے - پہناتی ہے اور پھر اتروالیتی ہے - اس
کی آسائشوں کو ہمیشگی نہیں - اس کا رنج و تعب منقضی نہیں ہوتا - نہ اس کمبخت کی بلائیں
فرونشینی اختیار کرتی ہیں - **زاہدوں کی صفت میں فرماتے ہیں** - وہ
گروہ ہیں - تو دنیا والوں میں سے مگر اس دنیا کے اہل نہیں - وہ اس دنیا میں اس
شخص کی طرح رہتے ہیں جو دنیا سے ہو - دنیا سے کسی قسم کا علاقہ نہ رکھتا ہو - بخلاف دنیا

اس طرح ایک دوسرے کے مزاحم ہونے لگے جیسے کہ پیاسے اونٹ اپنی آبگاہون پر وارد ہوکر ایک دوسرے کی مزاحمت کیا کرتے ہین - حتّےکہ میری نعلین کے تسمے ٹوٹ گئے - ردا میرے کاندھے سے گرپڑی - ضعیف آدمی اس ہل چل مین پس گیا - اور لوگونکی خوشی کی اس بیعت مین یہ نوبت پہنچی - کہ چھوٹے تو خوشوقت ہوئے - کبیر السن بیچارے بیعت کے لئے آتے آتے راہ مین گرپڑے - بیمارون نے اس بیعت کے مقام تک پہنچکر رنج اُٹھایا (ہلکان ہوگئے) اور اس بیعت کے لئے لڑکیون تک نے اپنے گھونگٹ اُلٹ دیئے ۔

خطبہ حضرت امیر علیہ السلام

بیشک خوفِ خدا درستی اور راستی کے دروازے کی کُنجی ہے - آخرت کے لئے ایک ذخیرہ ہے ہر ایک غلامی سے آزادی دینے والا اور ہر ایک ہلاکت سے رستگار کرنیوالا ہے - اِس تقویٰ اور اتقا کے سبب سے ہر ایک طلب کرنیوالا اپنے مطلوب پر فائز ہو جاتا ہے - اور ہر ایک عذاب سے بھاگنے والا نجات پا جاتا ہے - وہ طرح طرح کی بخششون اور عجیب عجیب انعامات تک پہنچایا جاتا ہے - پس تم عمل کرو کیونکہ عمل اوپر لے جایا جاتا ہے - توبہ کے ساتھ نفع اُٹھایا جاسکتا ہے دعا سُنی جاتی ہے - ابھی انسان کی حالت آرام مین ہے (اسے اضطراب لاحق نہین ہوا) اور کرام کاتبین کے) قلم جاری ہین - (وہ اس کے نامۂ اعمال کی تحریر سے فارغ نہین ہوتے کیونکہ یہ زندہ ہے - لہذا جہانتک نیکیان کمائی جاتین کمائے) تم اعمال کی طرف جلدی کرو کہ مدّت عمر سرنگون ہے - مرض اعمال سے روکنے والے ہین اور موت ابھی ابھی گرفتار کرکے لیجانیوالی ہے بیشک موت تمہارے لئے شکنندۂ لذات ہے - تمہاری خواہشات کو مکدر کرنیوالی ہے - تمہارے مقصود کو دور کرنیوالی ہے - وہ زیارت کرنیوالی ہے مگر دوستی کے طریقہ سے نہین وہ ایک ہمسر ہے مگر مغلوب ہونیوالی نہین - ایک قاتل ہے جس سے خون بہا نہین لیا جاسکتا - اس کی رسیون نے تمہین لنگار رکھا ہے - اس کی مصیبتین تمہین پکڑے ہوئے ہین - اس کے تیرون کے پیکان تمہاری طرف پھینکے گئے ہین - تمہارا قصد کر رہے ہین - اس کا قہر تمہارے لئے شدید ہے - اس کی دشمنی

جانتا ہے - انکے اسرار انکے بھید تجھپر ظاہر ہین اور انکے دلونمین تیری ہی حسرت و تمنا ہے (اگر تیری جدائی اُنہین متوحش کر رہی ہے تو تیری یاد ان سے مالوس ہے اور اگر ان پر مصیبتین نازل ہوتی ہین تو وہ اس بات کا علم رکھتے ہوئے تیری ہی پناہ مین آتے ہین کہ تمام کامون کی مہار تیرے ہی ہاتھ مین ہے - اور انکے صادر ہونیکی جگہہ تیرے ہی حکم مین ہے - بارالہا اگر مین اپنے سوال کرنے سے عاجز اور درماندہ ہوجاؤن یا اپنی حاجت کے سبب سے حیران ہوجاؤن تو مجھے میری مصلحتون پر رہنمائی کر میری ہدایتون کی طرف میرے دل کو تھام لے - تیری یہہ ہدایتیں کچھ عجیب نہین ہین نہ تیرا کفایت کرنا کوئی نیا کام ہے بارخدایا مجھے اپنی معافی کے طریقہ پر اُٹھالے اپنی عدالت کے طریقہ پر مجھے بار نہ کر ❊

حضرت ثانی کی تعریف مین بطور ایہام فرماتے ہین "فلان شخص کے شہرون کی آبادی خدا کے لئے ہو کہ اس شخص نے کجی اور ضلالت کی قیمت کی (کجی اور ضلالت فی الدین کو خرید لیا) ستونِ (ظلم) کا معالجہ کیا (خلافت اوّل کی بنا ڈالی) سُنّت اور طریقہ (غصب خلافت) کو قائم کیا فتنہ و فساد کو اپنا جانشین کیا - ایسی حالت مین دنیا سے گیا کہ (اطاعت الہی سے) بالکل پاکدامن تھا - (طاعت شیطان مین) قلیل العیب تھا - نہایت ہی عمدہ اور بہتر فتنہ کے ساتھہ دین مین پہنچا (جو خلافت اول ہے) اور نہایت ہی بد اور شریر فتنہ پر سبقت کی (جو خلافت ثالث ہے) اپنے ہوا و ہوس کی وجہ سے خدا کی اطاعت ادا کی - اور اپنے حق کے سبب سے خدا سے اتقا کیا (نہ کہ محض للہ متقی بنا) وہ دنیا سے کوچ کر گیا اور ایسے مختلف رستون مین لوگون کو چھوڑ گیا کہ نہ جس مین گمراہ ہدایت پا سکتا ہے نہ کسی ہدایت یافتہ کو یقین کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے

اپنی خلافت کی بیعت کے بارہ مین ارشاد فرماتے ہین "تم نے بیعت کے لئے میرا ہاتھ پھیلا دیا مین نے اسے کھینچ لیا - تم نے میرا ہاتھ کھینچا مین نے اسپر قبضہ کر لیا - پھر تم میرے گرد ہو کر

کرتے ہین ان لوگون سے ملاقات کریگا جو کار دنیوی سے فارغ ہوکر کار آخرت مین مشغول ہین - وہ لوگ اپنے وطن مین ایک دوسرے سے محبت کرنے کے خواہشمند نہین وہ ایک دوسرے سے ہمسایونکی طرح مواصلت نہین کرتے حالانکہ انکے درمیان ہمسائگی کی نزدیکی اور مکانات کا قرب موجود ہے - یہ ایک دوسرے کی زیارت کرکسطرح سکین - انکے اعضا کو سینونکی بوسیدگی نے پیس رکھا ہے - سخت سخت پتھرون اور مٹی نے انکے جسمون کو کھالیا ہے - اور گویا تم بھی اسی حالت کی طرف پلٹ چکے ہو جسمین وہ لوگ موجود ہین - اِس خوابگاہ (قبر) کی عوض تمہین بھی رہن کرلیا گیا ہے - اور اس امانت گاہ نے تمھین ایک جگہ جمع کرلیا ہے - اس وقت کیا حال ہوگا تمہارا جب تمہارے کام انجام کو پہنچ جائینگے - تمہین تمہاری قبرین باہر نکال کر پھینکدینگی - اس وقت ہر ایک نفس آزمایا جایگا کہ کیا چیز اس نے اپنی آخرت کے لیے روانہ کر رکھی ہے - اور پھر وہ نفس خداوند عالم کی طرف (حساب کے لیے) لوٹائے جائینگے جو انکا سچا حاکم اور مالک ہے پھر وہ چیز ان سے گم ہوجائے گی انکے کام نہ آئیگی جس کے سبب سے اپنے خدا پر افترا کرتے تھے

اللھم انت آنس الآنسین باولیائک واحضرھم بالکفایۃ للمتوکلین علیک - تشاھدھم فی سرائرھم وتطلع علیھم فی ضمائرھم وتعلم مبلغ بصائرھم - فاسرارھم لک مکشوفۃ وقلوبھم الیک ملھوفۃ ان اوحشتھم الغربۃ انسھم ذکرک وان صبت علیھم المصائب لجاؤا الی الاستجارۃ بک علما بان ازمۃ الامور بیدک - ومصادرھا عن قضائک اللھم ان فھمت عن مسئلتی او عمھت عن طلبتی فدلنی علی مصالحی وخذ بقلبی الی مراشدی - فلیس ذلک بنکر من ھدایاتک ولا ببدیع من کفایاتک - اللھم احملنی علی عفوک ولا تحملنی علی عدلک **ترجمہ** پروردگارا! تو تمام اُنس رکھنے والون سے زیادہ اپنے دوستون سے مانوس ہے جو لوگ تجھپر توکل کیے ہوتے ہین تو انکی کفایت کے لیے سب دوستون سے پہلے موجود ہے - تو ان لوگون کی پوشیدگیونکا مشاہدہ کرتا ہے - تو انکی ضمیرون اور انکی دلی باتون سے واقف ہے - تو انکی نگاہونکی حدونکو

وافتتن بذم من منعنی ترجمہ اور اس شخص کی مذمت مین مفتون ہو جاؤن جو دست کرم
کو مجھ سے روک لے + وانت من وراء ذالک کلہ - ولی العطاء والمنع ترجمہ حالانکہ ان
سب کے پیچھے تو ہی مالک ہے چاہے عطا کرے چاہے نہ کرے + انک علی کل شیئ قدیر + ترجمہ
بیشک تجھے ہر ایک چیز پر قدرت حاصل ہے +

یہ دنیا ایک ایسا مکان ہے جسے بلاؤن نے گھیر رکھا ہے - اور مکر و حیلہ کے ساتھ مشہور و
معروف ہے (اس کی بیوفائیان مشہور ہین) اس کے حالات ہمیشہ (ایک طریقہ پر) نہین
رہتے - نہ اسمین آجانے والے صحیح و سالم رہ سکتے ہین - اس دنیا کے حالات مختلف ہین
اس کی دفعات متغیر ہین - اس کا عیش ناپسندیدہ ہے - اور امان اس گھر مین معدوم
ہے - اہل دنیا اس دنیا مین - ایسے نشانے ہین جنہین ہدف بنا دیا گیا ہے - وہ دنیا انہین
اپنے تیرون کی بوچھار کرتی ہے - اور اپنی موت کے ساتھ انہین فنا کر دیتی ہے - بندگانِ
خدا! آگاہ ہو جاؤ - تم اس دنیا مین ایسے رستے پر کھڑے ہو - جس پر سے تمہارے قبل
بہت سے لوگ گذر گئے ہین جنکی عمرین تم سے زیادہ طویل تھین - انکے مکانات تم سے
زیادہ آباد تھے - اور تمہاری بہ نسبت انکی نشانیان عدم سے بہت دور تھین - پھر یکایک
انکی آوازون نے ایسی حالت مین صبح کی کہ بالکل بیٹھی ہوئین تھین - انکی نخوتون کی
ہوائین تموّج سے علیحدہ تھین - انکے جسم بوسیدہ تھے - انکے مکانات خالی پڑے تھے - اور
انکے آثار و نشانیان بالکل منہدم ہو چکے تھے - ان لوگون نے اپنے بڑے بڑے مضبوط محلون
اور بچھے ہوئے نرم و نازک فرشون کو پتھرون - پتھرونکی دیوارون - زمین سے چسپان
ہو جانے والی لحد والی اور ایسی قبرون سے بدل لیا جن کی عمر کی بنیاد خرابیون پر رکھی گئی ہے
اور جن کی بنیادین خاک ہو جانے کے لئے باندھی گئی ہین - ان قبرونکی جگہ قریب ہی ہے
اور انکا ساکن عالم غربت مین ایسے اہل محلہ کے درمیان جانیوالا ہے جو اس سے وحشت

ایسی آگ کی طرف کھینچتا ہے۔ جسے ایک قہار جبار نے اپنے غضب اور غصہ کے ساتھ بھڑکا رکھا ہے۔ تو تو ایک لوہے کے ٹکڑے کی اذیت سے نالہ و زاری کرے اور میں اس جبار کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلوں سے فریاد نہ کروں اب یہ امر بھی ایک عجیب ہے کہ شب آئندہ کو بھی میرے بھائی عقیل میرے پاس آئے اور ایک برتن کو لپیٹے ہوئے لائے۔ جسمیں حلوئی تھا۔ مین نے اسے (حلوے کو) ایسا مکروہ سمجھا تھا گویا اس میں سانپ کا لعاب دہن ہے یا اسکی قے ملی ہوئی ہے۔ مین نے اسے کہا کہ یہ کیسی میرے کام کا صلہ اور بدلہ ہے یا زکوٰۃ ہے یا صدقہ ہے۔ اور یہ تمام ہم اہلبیت پر حرام ہیں اس نے جواب دیا کہ یہ نہ وہ بلکہ یہ ایک ہدیہ ہے مین نے اس سے کہا اے عقیل! مردہ فرزند کی ماں تجھے مردہ دیکھے۔ کیا تو میرے پاس اس لئے آیا ہے کہ از راہ دین و شریعت مجھے فریب دے۔ کیا تو مخبوط الحواس ہے؟ مجنون ہے؟ کیا تو بیہودہ گو ہے؟ قسم خدا کی اگر وہ ہفت اقلیم مجھے عطا کی جائیں جو آسمان کے نیچے ہیں اس لئے کہ میں ایک چیونٹی کے حق میں خدا کی نافرمانی کروں اس طرح کہ ایک جو کے چھلکے کو اس سے چھین لوں تو میں ہرگز یہ فعل نہ کرونگا بیشک تمہاری دنیا میری نگاہ میں اس چھلکے سے بھی کم ہے جو ایک چیونٹی کے منھ میں ہوتا ہے۔ جیسے وہ دانت کے کنارے سے کاٹ کر منھ میں رکھ لیتی ہے۔ علی کو اس نعمت سے کیا کام؟ جو فنا ہونیوالی ہے۔ اس لذت سے کیا غرض جو باقی نہیں رہیگی۔ ہم لغزشوں کی برائی اور عقل کی بے ہوشی سے خدا سے پناہ مانگتے ہیں اور اسی سے مدد کے طالب ہوتے ہیں ❊

اللھم صُن وجھی بالیسار ❊ ولا تبدل وجھی بالاقتار ❊ ترجمہ یارالٰہا! میری آبرو کو تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ ❊ اعتبار کی عوض تنگدستی عطا نہ فرما ❊ فاسترزق طالبی رزقک ❊ واستعطف شرار خلقک ❊ ترجمہ (مبادا) میں ان لوگوں سے رزق طلب کروں جو تجھ سے اپنی روزی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ تیری بدترین مخلوق سے مہربانی کی خواہش کروں وابتلی بحمد من اعطانی ❊ ترجمہ (دنیا والوں میں سے) اس شخص کی تعریف اور حمد و ثنا میں مبتلا ہو جاؤں جو مجھے کچھ عطا کرے

جو تیرے واسطے باقی رہے - اپنے سفر کے لئے تیار ہو جا - برق نجات کی روشنی پر نظر کر - اور اپنے بوجھ
اُٹھا نیوالے اونٹون کے تنگ کس لے ॰

قسم خدا کی اگر مین درخت سعدان کے بہ پہلو کانٹون پر سو کر رات گذارون - اگر زنجیرون مین
باندھ کر میری گردنمین طوق پہنا دیتے جاتین - تو میرے نزدیک یہ امر اس سے زیادہ محبوب ہے کہ مین
بروز قیامت ایسی حالتمین خدا اور رسول خدا سے ملاقات کرون - کہ مین نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو
اور کسی کے مال و متاع کو غصب کر لیا ہو - مین اپنے ایسے جسم کو آرام پہنچانے کے لئے کیون کسی پر
ظلم کرون - جو کہنہ اور بوسیدہ ہونے کے لئے عجلت کر رہا ہے جو مدتون تک ہزارون من مٹی
کے نیچے پڑا رہیگا - قسم خدا کی مین نے اپنے بھائی عقیل کو دیکھا جو بالکل بینوا اور محتاج تھا
حتیٰ کہ اس نے تمہارے گندم مین سے (بیت المال کے اس حصے مین سے جو فقط تمہارے
لئے باقی تھا) مجھ سے ایک صاع گندم کی درخواست کی - مین نے اس کے بچون کو بھی دیکھا کہ فقر
اور فاقہ کے مارے انکی رنگتین خاکستری ہو رہی تھین - انکے چہرے گویا وسمہ اور نیل سے سیاہ
ہو رہے تھے (وہ عقیل) میرے پاس آتے - حالانکہ مجھ سے تاکیداً درخواست کر چکے تھے - اور
پھر اسی گفتگو کا اعادہ کیا جسے مین مکرر سن چکا تھا - اب مین نے اس کی باتون پر کان لگائے
اور معًا میرے کانون نے یہ گمان کر لیا - کہ مین اس (عقیل) کے ہاتھ اپنے دین کو بیچ رہا ہون
اور اپنے طریقہ کو چھوڑ کر اس کی قید مین گرفتار ہو رہا ہون اب مین نے ایک لوہے کے ٹکڑے کو
اسکے امتحان کے واسطے گرم کیا - اس گرم شدہ قطع حدید کو اس کے جسم کے قریب لے گیا - تاکہ اس سے
اسے عبرت حاصل ہو - اس نے اس کی سوزش کو محسوس کر کے ایسی فریاد کی - جیسے نہایت ہی
دردمند فریاد کیا کرتا ہے - اور قریب تھا کہ داغ دینے سے اُسکا بدن سوختہ ہو جاتے
یہ دیکھکر مین نے کہا اے عقیل اپنے فرزندون سے بچھڑ کر رونے والیان تجھپر روئین - ایک ایسے
لوہے کے ٹکڑے سے فریاد کرتا ہے جسے آدم زاد نے محض خوش طبعی کے لئے گرم کیا ہے - اور مجھے

بدی کا حکم کرتا۔ (کیونکہ حالت موجودہ مین گو تو اپنے پروردگار کا کسی وقت ہیں ہم پایہ نہیں مگر پھر بھی
اسکی نافرمانی کئے جاتا ہے۔ مین سچ کہتا ہون کہ دنیا نے تجھے مغرور نہین کیا بلکہ تو ہی) دنیا پر فریفتہ
ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس دنیا نے تیری آنکھون کے سامنے سے پردے اُٹھا دئے ہین۔ طرح طرح کی نصیحتین
تیرے لئے ظاہر کر رکھی ہین۔ تجھے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے وہ کمی جو تیرے نفس
مین ہونیوالی ہے وہ بلائین جو تیرے جسم پر نازل ہونیوالی ہین۔ جن کا تجھ سے اس دنیا نے
وعدہ کر لیا ہے۔ یہ بالکل سچی ہے۔ انہین ضرور وفا کریگی۔ ان وعدون مین اسنے بالکل دروغ گوئی سے
کام نہین لیا۔ تجھے کسی قسم کا فریب نہیں دیا افسوس دنیا کی طرف سے تیرے سامنے پیش ہونے
والا ناصح خدعہ و فریب کے ساتھ متہم ہوتا ہے اس کی سچی سچی خبر دینے والا جھٹلایا جاتا ہے اگر
تو ویران شہرون اور سنسان مکانون سے اس دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو انہین خدا کی یاد دلانے
ایک شفیق اور مہربان دوست کے درجے کو طے کرتے ہوئے مواعظ و نصائح تک پہنچانے اور
برائیون سے منع کرنیمین نہایت ہی اعلیٰ اور عمدہ پائیگا واہ کیا اچھا ہے اس شخص کا مکان
جو اس دنیا مین گھر بنانے پر راضی نہیں ہوتا کیا خوب ہے اس شخص کا محل جو اس دنیا کو اپنی منزل
سمجھ کر اسمین متوطن نہین ہوتا۔ بیشک کل کے دن نیک بختان دنیا وہی لوگ ہین جو آج اس
دنیا سے فرار کر رہے ہین۔ جسوقت ایک ہولناک آواز دنیا کو متزلزل کر دیگی۔ قیامت اپنی سختیون
اور شدتون کے ساتھ ثابت اور ظاہر ہو جاویگی۔ ہر ایک عبادتگاہ کے ساتھ اسکا اہل ملحق ہو جائیگا
ہر ایک معبود کے ساتھ اس کی عبادت کرنیوالا ملاقات کریگا۔ ہر اطاعت کئے جانے والے کے ساتھ
اس کی اطاعت کرنیوالا قائم ہوگا۔ اس روز کوئی ہوا کو شگافتہ کرنیوالی نظر اور زمین مین چلنے والے
قدمون کی آہستہ روی اس کے عدل و انصاف مین جاری نہو گی (اسے عدل و انصاف سے باز
نہ رکھ سکے گی) مگر یہ کہ اس کا حق اسے ضرور ملیگا۔ افوہ! اس روز کسقدر حجتین ہین جو باطل
ہین۔ کسقدر عذر و معذرت کے رشتے ہین جو منقطع ہین۔ اب تو اس کام کو اختیار کر جسکے
سبب سے تیرا عذر قائم رہے۔ تیری حجتین ثابت رہین۔ اس ناپائدار دنیا سے وہ چیز حاصل کر

حرارت میں بیٹھے ہوتے دیکھتا ہے اسپر سایہ کرلیتا ہے۔ کیکو کسی درد مین مبتلا پاتا ہے ایسا درد جو اس کے بدن کو سخت اذیت پہنچاتا ہے تو اسپر رحم کر کے آنسو بہانے لگتا ہے پھر کس چیز نے تجھے تیرے درد کے واسطے صبر عنایت کردیا تجھے تیرے مصائب پر قوی بنا دیا تجھے تیرے نفس پر رونے دھونے سے معزور کردیا۔ حالانکہ اپنا نفس تجھے نہایت ہی عزیز ہونا چاہتے اور ہے (مگر قوۂ احساس نہیں ہی جس سے یہ جہالت کا درد محسوس ہو سکے) افسوس رات کا خوف عذاب خداوندی کو تیرے سامنے پیش کر کے تجھے کیون بیدار نہیں کرتا؟ حالانکہ تو اپنی معصیتوں اور اپنے گناہون کے سبب سے ورطہ قہر خداوندی مین گرا ہوا ہے۔ اب تو مستقل ارادے اور عقل کی کوشش سے اپنی کاہلی و سستی اور دل مین قائم ہو جانے والے ضعف کی بیماری کا علاج کر کس شخص نے تیری نگاہون مین تیری غفلتون کو بیداری ثابت کر دیا ہے؟ تو خداوند عالم کا مطیع ہو جا۔ اس کی یاد سے مانوس ہو۔ تو اپنے ذہن مین اس حالت کا تصور تو کر کہ تو اس سے روگردان ہو رہا ہے۔ وہ تیری طرف رُخ کر رہا ہے تجھے اپنی معافی کی طرف بلا رہا ہے۔ تیرے گناہون کو اپنے فضل و کرم کی چادر مین ڈھانک رہا ہے۔ اور تو اس سے مُنھ پھیرتے ہوتے اس کے غیر کی طرف متوجہ ہے۔ بلند و برتر ہے وہ خدا جو قوی اور قادر ہے۔ وہ تجھپر اور تیری فروتنی پر جو ضعیفی ہے کسقدر کرم اور رحم کرتا ہے۔ پھر تیری دلیری گناہون پر کسقدر بڑھی ہوتی ہے۔ حالانکہ تو اس کی چادر رحمت کی پناہ مین مقیم ہے۔ اسکے وسیع و فراخ فضل و کرم کے دامن مین پلٹنے والا ہے۔ اس نے اپنے فضل و کرم کو تجھ سے روک نہیں لیا۔ تجھ سے اپنے پردہ پوشش کو علیحدہ نہیں کیا۔ تو ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے لطف و کرم کے سبب سے نعمتون سے خالی نہیں ہے۔ جنہین وہ تیرے واسطے ظاہر کرتا رہتا ہے یا تیرے بہت سے گناہونکی پردہ پوشی کرتا ہے۔ یا بہت سی بلاؤن کو تجھ سے روکتا ہے۔ اب تیرا اس کے ساتھ کیا گمان اور خیال ہے اگر تو اس کی اطاعت کرے۔ قسم خدا کی اگر دو برابر کی قوت والون اور برابر کی قدرت رکھنے والون مین یہ صفت (قوت و قدرت) ہوتی تو بیشک تو پہلا حاکم ہوتا جو اپنے نفس کو اخلاق فمیمہ اور اعمال

ہو رہے ہین۔ تسکین الٰہی انپر نازل ہو رہی ہے۔ آسمان کے دروازے انکے واسطے کھلے ہوئے ہین۔ اور انکے مقامات کرامت اور رحمت کی منزلین ان کے لئے تیار کی گئی ہین۔ جنکی پروردگار عالم نے انہین اطلاع فرماتی ہے۔ خداوند عالم انکی کوششون سے راضی اور خوشنود ہے۔ اور انکے مدارج کو اس نے نہایت ہی پسندیدہ بنا رکھا ہے۔ اس کی درگاہ مین دعا کرکے معافی کی ہواؤن کو یہ لوگ استشمام کر رہے ہین یہ لوگ اس کے فضل و کرم کے مرہون ہین۔ اسکی عظمت و جلالت کے سامنے ذلت اور خواری کے اسیر ہین۔ اندوہ و الم کی طویل مدت نے انکے دلون کو زخم زخم کر رکھا ہے۔ اور روتے روتے انکی آنکھون مین جراحتین نمودار ہو گئی ہین۔ طاعت الٰہی کے ہر ایک دروازے کی طرف رغبت کرنیکے لئے انکے پاس ایک کھٹکھٹانیوالا ہاتھ ہے۔ (جو ایک جوّاد کے دروازۂ جود و کرم کو کھٹکھٹا رہا ہے) یہ لوگ اس شخص سے سوال کرتے ہین۔ جس کے جود و کرم کی وسعت گاہین تنگ نہین۔ نہ اسکی درگاہ مین حاضر ہونیوالے نا امید ہوکر پھرتے ہین۔ اب تو بھی اعمال نفسانی کا اپنے نفس سے حساب لے۔ کیونکہ تیرے نفس کے سوا جتنے نفوس ہین ان سے بھی ایک دوسرا شخص جو تیرا غیر ہے حساب لینے والا ہے

آیۂ شریفہ یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم (اے انسان ضعیف البنیان تجھے کس چیز نے تیرے کرامت والے پروردگار کی اطاعت سے مغرور کر رکھا ہے) کی تلاوت کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا۔ انسان نہایت ہی نرم و نازک (یا لکل بے حقیقت) چیز ہے جس سے براہِ حجت و برہان یہ سوال کیا گیا ہے۔ وہ فریفتہ ہو جانے والی مخلوق ہین سے براہ عذر و معذرت نہایت ہی قطع شدہ مخلوق ہے وہ جہالت کے سبب سے اپنے نفس کے ساتھ نہایت ہی شدید (ظالم) ہے۔ اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے پروردگار کی عبادت سے مغرور کر دیا۔ کس چیز نے تجھے گناہون پر جری اور دلیر بنا دیا۔ کس شئے نے تجھے تیرے نفس کی ہلاکت سے مانوس کیا۔ کیا تیرے درد کے لئے صحت نہیں ہ کیا تیرے خواب کے لئے بیداری نہ ہوگی ہ کیا تو اپنے نفس پر اتنا بھی رحم نہین کرتا جتنا کہ اس کے غیر پر کرتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات تو کسی شخص کو آفتاب کی

نجات کی خوش خبری دیتے ہین۔ اور جو وسطِ راہ سے تجاوز کرکے اِدھر اُدھر کی راہین اختیار کرتا ہے
اسکے رویہ کی یہ لوگ مذمت کرتے ہین۔ اِسے ہلاکت سے ڈراتے ہین۔ انہیں اوصاف محامد کے سبب سے
یہ لوگ ان تاریکیون کے چراغ اور ان شبہات اور گمراہیون کے لئے راہ نما ہین۔ حقیقۃً ذکر خدا کے قابل
کچھ ایسے لوگ ہین جنہون نے اس ذکر کو مال و متاع دنیوی کے بدلے اختیار کیا ہے۔ انہین کوئی تجارت
اور کسی قسم کی بیع و شری یادالٰہی سے روک نہیں سکتی۔ وہ اسی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن کاٹتے ہین
اور غافل انسانون کے کانون مین محرمات الٰہی سے باز رکھنے والی آوازین پہنچاتے رہتے ہین۔ عدل
اور انصاف کا حکم دیتے ہین اور خود بھی اسپر مامور ہوتے ہین۔ افعال بد سے لوگون کو منع کرتے ہین اور
خود بھی ان سے باز رہتے ہین۔ گویا انہون نے اپنی مدت دنیوی کو آخرت کی طرف روانہ ہوکر قطع کر دیا
ہے۔ حالانکہ وہ دنیا ہی مین موجود ہین (مگر علائق دنیوی سے کوئی علاقہ نہین رکھتے) اور علاوہ
ازین گویا وہ ایک مُدت دراز تک عالم برزخ مین رہ کر اہل برزخ کے پوشیدہ اسرار سے مطلع ہوگئے
ہین اور قیامت نے اپنے وعدون کو انپر ثابت اور محقق کر دیا ہے۔ لہذا وہ اہالیان برزخ اور قیامت
کے حالات پر پڑے ہوئے پردے اہل دنیا کے سامنے سے اُٹھا رہے ہین۔ گویا وہ ایسی اشیا کو دیکھ
رہے ہین جنہیں اور لوگ نہین دیکھتے اور ایسی آوازون کو سُن رہے ہین جنہیں اور لوگ نہیں سن سکتے
اگر تو اپنے عقل کے آئینہ مین ان کے مقامات محمودہ اور مجلسہائے شائستہ کی تصویر کھینچے جبکہ انکے
اعمال کے دفتر کھلے ہوئے ہون (وہ خود اپنے افعال پر منصفانہ نگاہین ڈال رہے ہون) اپنے
نفسون سے ہر ایک صغیرہ اور کبیرہ پر حساب لینے کا ارادہ کر رہے ہون) جنپر وہ مامور ہین اور انکے
بجالانے مین کوتاہی کی ہے یا جس سے منع کئے گئے ہین اور انہین افراط کی ہے۔ انکی پشت انکے وبال کا
بوجھ اُٹھا رہی ہو اور وہ اس بوجھ کو اُٹھاتے ہوئے استقلال کو ہاتھ سے دیچکے ہون باآواز بلند
نہایت ہی درد آمیز طریقہ سے گریہ کر رہے ہون۔ اپنے محاسبہ کے مقام مین کھڑے ہون پشیمانی اور
اعتراف گناہ کے مقام مین کھڑے ہوئے اپنے پروردگار کے سامنے نالہ و زاری کر رہے ہون تو اس
حالتمین تو انہیں ہدایت کی نشانیون اور تاریکیون کے چراغ کی مانند دیکھے گا۔ کہ فرشتے انکے گرد جمع

کش مکش کی حالت مین دنیا کے فراق اور عزیز و اقربا کے چھوڑنے پر مستعد تھا ہی کہ ناگاہ اس کے غم و رنج
کا ایک اور عارضہ اسے لاحق ہو گیا۔ اسکی نفیہ ذکر نیوالی عقلین حیران ہو گیئن۔ اس کی زبان کی رطوبت
خشک ہو گئی۔ اسلئے کس قدر ایک بلانیوالے کی بات کے جواب دینے کا اہتمام کیا کیونکہ یہ اسے پہچانتا تھا۔ مگر
عاجز ہو ہو کر رہ گیا۔ آنیوالے نے کسقدر اسے آوازین دین جن سے اسکا دل دردمند ہو گیا کیونکہ یہ انہین
سُنتا تھا۔ مگر جواب دینے کے لئے اسکی زبان نہ چل سکی۔ گنگ ہو کر رہ گئی۔ یہ آواز دینے والا یا تو کوئی اس کا
بزرگ تھا (باپ وغیرہ) جسکی یہ تعظیم کرتا تھا۔ یا کوئی اسکا خورد تھا۔ (اولاد وغیرہ) جس کے ساتھ یہ نہایت
مہربانی سے پیش آتا تھا۔ اور بیشک موت کی سختیان ایسی ہی ہین بہت مشکل ہے کہ انکا بیان کما حقہ ہو سکے
یا انکی شرح اہل دنیا کی عقلون پر راست آجائے ❖

آیہ مبارکہ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله" (بہت سے ایسے بندے ہین۔ جنہین خرید و فروخت
ذکر الٰہی سے نہین باز رکھتی) کی تلاوت کے بعد حضرت نے فرمایا۔ بیشک پروردگار عالم نے اپنی یاد کو دلو
کیلئے ایک جلا بنا دیا ہے۔ جبکہ وہ گران گوشی کے بعد اس ذکر الٰہی کے سبب سے (اوامر و نواہی خداوندی کو)
سنتے ہین۔ اُسی کے سبب سے اندھے پن کے بعد انہین بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ دشمنی اور عداوت کے بعد اسی کے
سبب سے (انبیا و اوصیا کے) مطیع و منقاد ہو جاتے ہین۔ جبکہ مرسلین کی بعثت مین وقفہ ہوتا ہے تو اس وقت
پروردگار عالم کے جسکی نعمتین ایک طول طویل زمانے مین معزز اور بزرگ ہین۔ کچھ بندے ایسے ہوتے ہین
جن کے پردہ دل سے وہ اپنی راز کی باتین کرتا ہے۔ انکی عقلون کے باطن مین ان سے کلام کرتا ہے (اپنے معارف
و حقائق کو القا کرتا ہے) وہ کبھی اپنے کانون کبھی اپنی آنکھون کبھی اپنے دلون مین اس کے نور کی معرفت
اختیار کرتے ہین (آثار گذشتگان کو سنکر عبرت پکڑتے ہین۔ زمانے کی رنگتون کو دیکھتے ہین۔ کائنات پر ایک
گہری نظر ڈال کر وجود خالق کا دل سے اقرار کرتے ہین) لوگون کو ایام گذشتہ مین انعام و انتقام الٰہی کی یاد
دلاتے ہین۔ اس باری تعالیٰ کے مقام اور مرتبہ کی شناخت کرکے انہین ڈراتے ہین۔ یہ لوگ گویا خضر بیابان
ہین جو شخص میانہ روی اختیار کرتا ہے۔ اس کے طریقہ و روش کی یہ لوگ تعریف اور ثنا کرتے ہین۔ انہین

روغن والی تصویرون کو کھا لیا - جو نعمتون مین پلے تھے - جو عزتون مین پرورش پاتے ہوتے تھے رنج کی گھڑی کبھی خوشی ہی مین گذارتے تھے - جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تھی تو خوشنودیون کی طرف پناہ لے جاتے تھے - کیونکہ وہ اپنی خوش گذرانی کو تلف نہ کرتے تھے - اپنے لہو و لعب مین سخت بخل سے کام لیتے تھے (انہین اپنے عیش و طرب کا ترک گوارا نہ تھا) وہ اپنی دنیوی زیبائش کو دیکھ دیکھ کر ہنستے تھے اور دنیا ان کے آخرت سے غافل کردینے والے عیش کی فراہمی کو دیکھ دیکھ کر انپر خندہ زنی کر رہی تھی - کہ ناگاہ زمانے نے اپنے خار و خاشاک سے انہین زد و کوب کر ڈالا - گردش ایام نے انکی قوتین توڑ دین - موت نے نہایت ہی قریب سے انپر قہر آلود نگاہ ڈالی - انہین ایسے آلام مین مبتلا کر دیا جس سے وہ واقف ہی نہ تھے - انہین غم و رنج کا ہمراز بنا دیا جسے وہ اپنے نزدیک بھی نہ آنے دیتے تھے - امراض کی سستیان انمین پیدا ہوتین - حالانکہ وہ صحت سے مانوس تھے (بالکل صحیح و سالم تھے) اب جیسا کہ اطبا نے انہین عادی بنا رکھا تھا یہ اسی عادت کی طرف پناہ گزین ہوئے کہ امراض حار کی تسکین ادویہ باردہ سے ہو جائیگی - اور مادہ باردہ کا قلع قمع ادویہ حارہ سے ہو رہیگا - مگر ٹھنڈی دوائین انکی گرمی کو بجھا نہ سکین بلکہ اور آگ بھڑک اٹھی - مادہ باردہ (بلغم و سودا) کو گرم دواؤن سے ذرا بھی حرکت نہ ہوتی بلکہ اور ہیجان پیدا ہو گیا مرکبات معتدلہ (گرم اور ٹھنڈی ملی ہوتی دواؤن) نے بھی کچھ نفع نہ بخشا بلکہ ہر ایک صاحب درد عضو کو ان گرم و سرد طبیعتون کی بدولت مدد مل گئی - اس کا درد اور بھی بڑھ گیا غرض مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی - اب طبیب بھی عاجز آ گیا تیماردار بھی اسے بھول بیٹھے (جاؤ خدا کے حوالے) اہل و عیال اس کے اس طرح درد سے تھک کر بیٹھ رہے - اب جو شخص اسکی نسبت کچھ سوال کرتا ہے تو وہ کچھ جواب نہین دیتے - اب آنے جانے والون نے اس کے سامنے ہی اس امر پر بحث شروع کی جسے عزیز و اقربا چھپا رہے تھے - کوئی کہتا تھا - بھائی مقدرات الہی مین کیا چارہ ہے - کوئی عزیز و اقربا کو اسکی صحت کی امید دلاتا تھا - کوئی انہین اسکی موت پر دلاسہ اور تسلی دیتا تھا - انہین یاد دلاتا تھا کہ اس سے پہلے مرنے والون پر بھی آخر تم نے صبر کیا ہے اب اسی کی پیروی کرو - وہ مریض اسی

کے مقام تک پہنچ گئی - اب اگر وہ بولنا چاہین تو اس شے کی صفت بیان کرنے سے جسکا مشاہدہ اور معائنہ
کر رہے ہین عاجز اور درماندہ ہوجاتین اگرچہ اب ان لوگونکے آثار دیکھے نہین جاتے - انکی خبرین منقطع
ہین - مگر عبرت کی آنکھین انکی طرف رجوع ہوتی ہین اور عقل کے کان انکی باتون کو سنتے ہین - وہ کلام
کرتے ہین مگر زبان سے نہیں بولتے (زبان حال انکی شاہد حال ہے) دیکھو! وہ کہتے ہین کہ وہ رنگ و روغن
والی صورتین زشت ہوگئین - وہ نرم و نازک بدن مٹی مین اٹ رہے ہین اب ہم نے ایک کہنہ اور
بوسیدہ لباس پہن لیا ہے - اور خوابگاہ کی تنگی نے ہمین شکنجون مین ڈال رکھا ہے - ہم ایک دوسرے
سے وحشت کی میراث پا رہے ہین - ہماری خاموش منزلین ہمپر منہدم ہوئی جاتی ہین جس نے ہمارے
جسمونکی نزاکت اور اُسکی خوبیون کو بالکل مٹا دیا ہے - ہماری خوش آئند صورتین کہ وہ ہین ویران
مکانونمین ہماری اقامت حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے - ہم اپنے کرب کیلئے کوئی کشائش نہین پاتے
نہ ہم ان تنگیون سے نکل کر وسعتون مین آسکتے ہین - اب اگر تو اپنے ذہن مین انکی تصویر کھینچے - یا
پردے تیری آنکھون کے سامنے سے اُٹھا دئے جاتین تو وہ تجھے عجیب حالت مین نظر آتین گے کہ تو
دیکھے گا انکے کانون مین حشرات الارض نے سوراخ کر لئے ہین - وہ اب بالکل بہرے ہین مٹی
کا سرمہ انکی آنکھون مین گھلا ہوا ہے - اور وہ سر کی ہڈیون مین پیوست ہوکر رہ گئین ہین اپنی
تیزی اور فصاحت و بلاغت کے بعد انکی زبانین انکے دہنون مین ٹکڑے ٹکڑے ہین - انکے سینون
مین بیدار رہنے والے دل بالکل مردہ پڑے ہین - انکے ہر ایک عضو پر ایک نت نئی کہنگی اور بوسیدگی
وارد ہوکر اسے فاسد اور بد ہیئت کرتی رہتی ہے - آفت کے رستون کو انکی طرف آسان کرتی ہے
اور وہ ان آفتون کے لئے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہین نہ تو انکے ہاتھ ہین جو بلاؤن کو دفع کرسکین
نہ دل ہین کہ فریاد کر لین - بے شک اگر تو تصور سے کام لیگا تو لاریب بہت سے دلون کو درد مند
اور بہت سی آنکھون کو خونبار دیکھ لیگا - جنہین کسی خرابی اور رسوائی سے چھٹکارا نصیب نہین -
اور نہ انکی کوئی سختی اور صعوبت دفع ہوسکتی ہے - آہ! اے پنہان ہون جسمین چاند کے ٹکڑے
ہزار ہا نسبت ہے آسمان کو ایسی زمین سے کیا! اس زمین نے کسقدر نازہ بتازہ جسمون اور رنگ

کچھ بادشاہ تھے کچھ رعایا۔ مگر اب سب کے سب عالم برزخ کے شکم مین چلے گئے۔ اور یہی عالم برزخ مین ان پر مسلط کردی گئی۔ جس نے انکے گوشت کو کھالیا۔ انکا خون چوس لیا۔ اور انہون نے ایسی حالت مین صبح کی کہ قبرون کے تنگنائون مین پڑے ہین قوۃ نامیہ بالکل نابود ہے بے حس و حرکت ہین۔ ایسے غائب ہین کہ تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتے۔ نہ انہیں آلام دنیوی کا ورود ڈرا سکتا ہے۔ نہ دنیا کے حالات کی ناخوشی انہین غمگین اور اندوہناک کرتی ہے۔ انہین دنیا کی لرزشون کا ذرا خوف نہین وہ دنیا کی سخت سے سخت اور شدید سے شدید آوازون پر بھی کان نہین دھرتے۔ وہ ایسے غائب ہین جن کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ ایسے حاضر ہین جن کے حاضر ہونیکی امید نہین ان لوگونکا دنیا مین بڑا مجمع تھا مگر اب پراگندہ ہین یہ باہم الفت اور محبت رکھتے تھے مگر اب ایک دوسرے سے جدا ہین انکی موت پر ایک طویل زمانہ گزر جانے اور انکی دوری منزل سے یہ بات پیدا نہین ہوتی کہ انکی خبرین کور اور مجہول ہین یا انکے مکانات کی زبانین گنگ ہوگئی ہین۔ نہین! یہ بے سبب نہین خالی گھرون کے سناٹے۔ مکان بھی یاد کیا کرتے ہین مکینون کو۔ لیکن انہون نے موت کا پیالہ پی کر گویائی کو گونگے پن قوت سامعہ کو بہرے پن اور حرکات کو سکون کے ساتھ تبدیل کرلیا۔ گویا یہ لوگ پہلے ہی سے اس خواب غفلت مین مدہوش ہوجانے کے لئے تیار تھے۔ یہ ایسے ہمسائے ہین جو آپس مین ذرا بھی انس نہین رکھتے۔ یہ ایسے دوست ہین جو کبھی ایک دوسرے کی زیارت نہین کرتے۔ تعارف اور ملاقات کے حلقے انکے درمیان مندرس اور کہنہ ہوگئے۔ عطوفت و مہربانی اور بھائی بندی کے اسباب ان سے منقطع ہورہے ہے۔ یہ سب کے سب اکیلے اور تنہا ہین حالانکہ ایک جگہ رہتے ہین۔ ایک دوسرے سے دور رہتا ہے حالانکہ یہ آپس مین دوست ہین نہ یہ لوگ رات کے لئے صبح کو جانتے ہین اور نہ دن کے لئے شام کو۔ دن رات مین سے ہر ایک واحد (دن ہو یا رات) جسمین یہ رحلت کرتے ہین۔ انکے لئے ہمیشہ اور یکسان ہے۔ انہون نے اپنے دار آخرت کی ہلاکتون کو بچشم خود دیکھا اور انہین ان علامات آخرت سے بھی شدید پایا جنہین دیکھ دیکھ کر ڈرا کرتے تھے اور اس مقدار سے بھی عظیم محسوس کیا جسے یہ اپنے تصور مین قائم کیا کرتے تھے۔ اب یہ دونو غائتین (سعادت و شقاوت) انکے لئے منزلگاہ تک کھینچی گئین اور یہ منزلگاہ انتہائے خوف و رجا

تلاوت کے بعد حضرت نے فرمایا تعجب ہے اس شخص کی حالت پر کہ اپنے عزیز و اقربا کی کثرت اور آبا و اجداد
کی عزت پر فخر کرتا ہے۔ اسکا مطلب کسقدر عقل سے دور ہے۔ وہ قبرونکی زیارت کرنیوالا ہے اور پھر
کسقدر غافل ہے۔ اسے ایک کام درپیش ہے جو کسقدر سخت اور مشکل ہے۔ حقیقۃً یہ لوگ موت کو یاد
کرنیوالون سے اپنے آپ کو خالی سمجھتے ہین۔ حالانکہ ان تک مکانات بعیدہ مین پہنچے ہوتے ہین۔ آیا
یہ لوگ اپنے آبا و اجداد کے قتل ہونیکے مقامات پر فخر کرتے ہین۔ اپنے ہلاک ہونیوالونکا شمار کرکے انکی
کثرت کا اظہار کرکے خوش ہوتے ہین یہ لوگ انکے جسمون کو واپس لانا چاہتے ہین جو زمین مین پڑے ہین
انکی حرکات کو دیکھنا چاہتے ہین جو اب بالکل ساکن ہین۔ وہ مردمان گذشتہ اگر جائے عبرت بن جائین
تو اس سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ وہ انکے لئے محل افتخار ہون (تم انکے حالات سے عبرت اور نصیحت حاصل کرو)
یہ لوگ جو انکے سبب سے (ان پر فخر کرکے) حقارت اور ذلت کے نواح مین خیمہ زن ہوتے ہین (کیونکہ
پروردگار عالم اس افتخار کو دوست نہین رکھتا) تو اس سے تو یہی مناسب ہے کہ انکی وجہ سے عزت کے مقام
مین کھڑے ہو جائین (اگر انکے حالات سے عبرت حاصل کرلین گے تو بیشک ایک معزز مقام انکے لئے
تیار ہو جائیگا) انہوں نے انکی طرف نابینا آنکھوں سے دیکھا اور وہ نہایت نادانی اور سخت جہالت کی حالت
مین انکے پاس سے سفر کر گئے اب یہ لوگ اگر ان سے انکے ٹوٹے ہوتے مکانون کے صحنون ساکنین سے خالی
رہ جانیوالی اور ویران منزلون کی نسبت (جنکی یہ حالت انکے بعد ہی ہوئی ہے) سوال کرین تو
بیشک وہ یہی کہین گے۔ کہ ہم تو گمراہی کی حالت مین زیر زمین چلے گئے مگر تم بھی جاہل ہو کر ہمارے پیچھے
پیچھے چلے آرہے ہو۔ تم لوگ انکی کھوپریونکو روند رہے ہو۔ انکے خاک ہو جانیوالے جسمون پر کھڑے
ہوتے ہو۔ جن مقامات کو وہ چھوڑ کر چلے گئے وہان اپنے جانورون کو چراتے ہو جن مکانون کو
انہون نے خراب کر دیا ہے انمین سکونت کر رہے ہو۔ اور بیشک تمہارے اور انکے درمیان جتنے بھی
دن ہین وہ گریہ کرنے والے) اور تم پر نوحہ کرنے والے ہین۔ سنو! وہ لوگ جو تم سے پہلے چلے گئے ہین
تمہارے لئے انجام کار ہین۔ (آخر تم بھی انہین کے پاس جا رہو گے) تمہارے ہی منزلون کے پیشوا ہین۔
یہ وہ لوگ ہین جنکے واسطے عزت اور اختیار کے مقامات اور فخر و افتخار کے ہاتھ پھیلے تھے۔ انہین سے

کلام ۲۰۸ امام علیہ السلام

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی توصیف مین فرماتے ہین "آپنے اپنی عقل کو زندہ کیا اپنے نفس کو مار ڈالا حتی (کہ ان ریاضتون سے) آپکا بدن نہایت لاغر ہوگیا قوائے قویہ نہایت ضعیف و نحیف ہوگئے انکا مادہ غلیظ بالکل لطیف اور مجرد ہوگیا اور ایک نہایت ہی درخشندہ اور نہایت چمکدار نور (روح القدس) آپکے لئے چمکا جس نے آپکو معرفت الہی کی راہ بتائی اور راہ ترقیات معارف پر سالک کر دیا۔ حجابہائے الہیہ کے دروازوں تک آپ کو باب السلام (کنہ عبودیت و ربوبیت) اور دار الاقامتہ (مقام قاب قوسین او ادنی) تک پہنچا دیا۔ مقام دار امن و راحتہ مین اسکے پاؤن آرام و اطمینان بدنی کے ساتھ قائم و ثابت ہوگئے اس عمل کے سبب سے جسے اسکے قلب نے استعمال کرکے اپنے پروردگار کو راضی اور خوشنود کر لیا۔

کلام ۲۰۹ امام علیہ السلام

اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دلاتے ہین "پروردگار عالم تم سے شکر نعمت کا طالب ہے۔ تمہین اپنے امر (خلافت) کی میراث (بنی امیہ سے) دینے والا ہے۔ تمہین اس مدت میدان ریاضت مین اسنے مہلت دے رکھی ہے۔ تاکہ تم باہم منازعہ کرکے گوئے سبقت (سلطنت) لے جاؤ۔ اب تم اپنی کوششون کے زیر جامون کی گرہین مضبوط باندھ لو اپنی خوراکین کم کر دو۔ شادی کا ارادہ اور ولیمہ کی دعوت یہ دونو آپسمین جمع نہین ہونیکے (ایسا ہی شکم سیریان بھی جہاد کے ساتھ مجتمع نہین ہو سکتین۔ جبکا پیٹ ٹھنسا ہوا ہو وہ کیا جہاد کیلئے تلوار اُٹھا سکیگا) افوہ رات کا سونا اور دن کے ارادون کو کسقدر توڑنیوالا ہے۔ اور تاریکیہائے راتین ہمتات کی یاد داشت کو کسقدر محو کرنیوالی ہین (لذت و راحت و دولت و سلطنت کوشش اور تلاش کے بغیر میسر نہین ہوتی۔ غفلتین ارادون کو شکستہ کر دیتی ہین۔ رات کو پاؤن پھیلا کر سونا ہمتون کو قاصر کر دیتا ہے۔ جیساکہ شادی کا عزم اور ولیمہ کی دعوت وقت واحد مین جمع نہین ہو سکتے اسی طرح گوہر مقصود کی تلاش کا ارادہ اور رات کی نیند اکٹھے نہین ہوا کرتے۔ تلاشی کو

نیند ہی نہین آتی

کلام ۲۱۰ امام علیہ السلام

سورۂ مبارکہ الہٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر (تمہین مال و اولاد کی کثرت نے لہو و لعب مین ڈالدیا اطاعت الہی سے روگردان کر دیا حتی کہ تم نے قبرون کی زیارت کی ایسی حالتین تمہین موت آگئی) کی

رنج والم کی حالتین صبر کرا اور نہایت متاسفانہ اور افسوسناک طریقہ سے مرجا۔ اب (یہ باتین سنکر) مین نے نگاہ دوڑائی۔ تو اہلبیت کے سوا کسیکو اپنا معین مددگار اور دشمن کو دور کرنیوالا نہ پایا۔ مگر مین نے انکی (اہلبیت کی) موت سے بخل کیا (اور اچھا نہ سمجھا کہ یہ چند متبرک نفوس اس لڑائی جھگڑے مین کٹ جائیں) اب مین نے کدورت آمیز آنسو بہانے کے لیے آنکھون کو بند کرلیا ولی سوزش چھپانیکے واسطے لعاب دہن پی کر رہ گیا۔ اور خشم وغضب کو فرو کرنیکی خاطر ایسی ناگوار طریقہ سے صبر کیا جو درخت خطل سے بھی زیادہ تلخ اور تیز چھریون کی برش سے زیادہ قلب کو اذیت پہنچانے والا ہے بعض جگہ ایسی کلام کے متعلق بصرہ پر چڑھائی کرنے والونکی بابت مرقوم ہے۔ فرماتے ہین "یہ لوگ مسلمانونکے بیت المال پر جو میرے ہاتھ مین تھا میرے عمال اور تمام ان اہل شہر (بصرہ) پر چڑھ آئے جو بالکلیہ میرے مطیع تھے اور مجھسے بیعت کئے ہوئے تھے۔ انکے کلمات کو پراگندہ کردیا۔ مجھ پر انکے اجتماع کو فاسد اور خراب کردیا میرے شیعون پر دوڑ پڑے۔ ایک گروہ کو تو انھون نے مکروفریب کے ساتھ قتل کیا۔ دوسرے گروہ نے اپنی شمشیرین دانتون سے کاٹ لین (نہایت ہی خشمناک حالت مین تلوارین علم کرلین) انھون نے جنگ کی اور نہایت ہی صادق اور سچے اعتقاد کے ساتھ ملاقات پروردگار عالم پر فائز ہو گئے

جب جنگ جمل مین طلحہ اور عبدالرحمن بن عتاب ابن اسید کے قتل کی خبر حضرت کو پہنچی تو فرمایا "ابو محمد (طلحہ) نے اس غربت اور تنہائی کے مکان مین صبح کی آگاہ رہو۔ قسم خدا کی مین اس امر کو مکروہ سمجھتا تھا۔ کہ قریش ستارون کے تنکم کے نیچے (کھلے میدان مین) قتل ہون۔ مگر افسوس اولاد عبد مناف کی طرف سے مین نے اپنے بارے مین نہایت بغض وکینہ اور ظلم وستم کا ادراک کیا۔ اور گروہ حجاج کے بزرگ ایسے امر کی طرف گردنین اٹھاتے ہوئے مجھ سے رم کرگئے۔ جسکے وہ ہرگز قابل اور سزاوار نہ تھے۔ لہذا اسوقت انکی گردنین ٹوٹ گیئن ٭

ہمہ تن مصروف ہون) اب تم مجھ سے اسطرح کلام نہ کرو جیسا کہ ظالم بادشاہون کے سامنے کلام کیا کرتے ہین۔ تم کبھی میرے سامنے ان الفاظ سے اپنے نفس کی حفاظت نہ کرو۔ جن سے غضبناک اور صاحب سطوت بادشاہون کے سامنے حفاظت کیا کرتے ہین۔ چاپلوسی۔ تصنّع اور نفاق کے ساتھ مجھ سے اختلاط نہ کرو۔ کبھی گمان بھی نہ کرو کہ اس حق مین جو میرے سامنے بیان کیا جائیگا مجھے کسی قسم کی گرانی محسوس ہوگی۔ خیال بھی نہ کرو کہ مین اپنے نفس کے لئے بزرگی اور عظمت کا طالب ہون۔ کیونکہ جس شخص کے سامنے امر حق بیان کیا جاتے یا کوئی انصاف کی بات پیش کیجاتے اور یہ دونو باتین اسے ناگوار گذرین۔ تو بیشک ان دونو پر عمل کرنا کبھی اسے ناگوار ہوگا۔ لہذا ہرگز قول حق اور منصفانہ مشورے سے میرے سامنے کف لسان پر عملدرآمد نہ کرو کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ میرا نفس خطاؤن سے مبرّا نہین ہے نہ میرا فعل خطا سے امن مین ہے۔ مگر خداوند عالم میرے نفس کی اس چیز سے حفاظت کرتا ہے جس پر وہ مجھ سے زیادہ قابض ہے۔ اب تم سمجھ لو۔ کہ ہم اور تم دونو بندے ہین دونو اس پروردگار کے غلام ہین جس کے سوا کوئی پروردگار نہین۔ ہم اپنے نفسون پر اسقدر قادر نہین ہین جتنا کہ وہ اس نے ہمین ایسے مقام (جہالت) سے نکال دیا جسمین ہم موجود تھے اور ایسی راہ (علم) پر کھڑا کردیا جس کے سبب سے ہم صالح ہوگئے۔ ہماری ضلالتون کو ہدایتون سے بدل دیا اور اندھے پن کی عوض ہمین بصیرت و بصارت عطا فرمادی ۞

بارالہا! مین تجھ سے اس گروہ قریش کے لئے انتقام طلب کرتا ہون۔ کیونکہ ان لوگون نے میرے رحم (قرابت پیغمبر) کو قطع کیا۔ میرے ظرف کو اوندھا کردیا۔ اور اس حق پر مجھ سے نزاع کرنے کے لئے جمع ہوگئے۔ جسکا مین اسنے زیادہ مستحق تھا۔ اور مجھ سے کہنے لگے کہ بیشک یہ خلافت تیرا حق ہے اگر تو اسے لیلے (کیونکہ تو پیغمبر کا بازو ہے تیری خلافت پر نص موجود ہے) مگر انکو حق یہی ہے کہ تجھے اس سے روک دیا جائے (کیونکہ اجماع باطل ہوچکا ہے) اب تو نہایت ہی

صحاب مین سے ایک شخص نے طول طویل تقریر کی جسمین بہت کچھ حضرت کی مدح وثنا کی - اور اپنی اطاعت
وفرمانبرداری کا اظہار کیا - حضرت نے اسکی یہ تقریر سنکر فرمایا "جس شخص کے دلمین جلال خداوندی
کی بزرگی قائم ہے - جس شخص کے دلمین خدا کا مرتبہ بلند ہے (اسکی عظمت و جلالت کے آثار اس کے
دلمین نقش ہوچکے ہین) اسکا حق یہی ہے کہ ماسوای اللہ اسکی نگاہون مین حقیر ہو (کیونکہ وہ اسکی عظمت
وبزرگی کا قائل اور معتقد ہوچکا ہے) اور سب سے زیادہ یہ حق اس کے ذمے واجب ہے جسپر خداوند عالم کی
عظیم الشان نعمتین نازل ہوئی ہون جس شخص پر انعام واحسانِ خداوندی نہایت ہی لطیف اور نیک ہو
کیونکہ کسی شخص پر خداوند تعالی کی باعظمت نعمتین نازل نہین ہوتین مگر یہ کہ اسکے ذمے اس معطی
برحق کا حق نہایت ہی بزرگ ہوجاتا ہے - اور خوب جان لو کہ بندگان صالح کے نزدیک بدترین
حالات حکام یہ حالتین ہین کہ جن سے یہ گمان ہو کہ رعایا پر افتخار جتانا انکے نزدیک عمدہ چیز ہے
اور انکے امور کی بنا تکبر پر قائم ہوتی ہے - سنو! حقیقۃً مین اس امر کو مکروہ سمجھتا ہون جس سے تمہارے
گمانوں مین یہ امر جولانیان دکھاتے کہ مین اپنی مدح وثنا کے سننے کا مشتاق ہون نہین ہرگز ہرگز یہ گمان
نہ ہونا چاہیے کہ مجھے اپنی ستائش کے سننے کا شوق ہے مین اس بات کو خود مکروہ سمجھتا ہون (بحمد اللہ
مین ایسا نہین - اور اگر (بر تقدیر) مین اس بات کو اچھا بھی سمجھتا (کہ میری مدح وثنا ہو
اور مین سنا کرون) تو بیشک خداوند عالم کے مقابلے مین اپنی پستی اور فروتنی کا اندازہ کرکے
اس فعل کو ترک کر دیتا - کیونکہ اپنی عظمت اور کبریائی کے باعث وہی اس مدح وثنا کا مستحق
حقیقی ہے - اکثر اوقات لوگ بلاؤن سے نجات حاصل کرنیکے بعد (جب ذرا انہین کچھ دنیوی
اغراز حاصل ہوجاتا ہے) مدح وستائش کو خوشگوار سمجھتے ہین - مگر تم ہرگز میری تعریف
اور ثنا نہ کرو - مجھے ذرا بھی نہ سراہو - کیونکہ خلق اللہ اور خدا کے وہ حقوق جنکی ادائگی سے
مین فارغ نہین ہوا ہون - ان سے بچنے کے لئے اور وہ فرائض جن کا بجا لانا اور جاری کر دینا میرا
فرض ہے انکے ادا کرنیکے واسطے مین تمہاری اور خداوند تعالی کی طرف اپنے نفس کو خارج
کر رہا ہون (ان حقوق خداوندی وخلق اللہ کے ادا کرنے اور ان فرائض کے بجا لانے مین

پذیر ہو سکتے ہین - اب جسوقت کہ رعایا نے اپنے حاکم کا حق ادا کر دیا اور حاکم اپنی رعایا کے حق سے
سبکدوش ہو گیا - اب لوگون کے درمیان حق کا غلبہ ہو گیا - دین کے رستے قائم ہوتے - عدالت کی
علامتین سیدھی ہو گئین - طریقہ حسنہ دینیہ اپنے طریقون پر جاری ہو گئے - اس غلبہ حق کے ساتھ
زمانے کی صلاح ہو گئی - بقائے دولت مین طمع کیگئی - اور دشمنون کی حرص مایوس ہو کر رہ گئی
اور جسوقت کہ رعیت نے اپنے حاکم پر غلبہ کیا - اس سے سرکشی اختیار کی یا حاکم نے اپنی رعایا کے ساتھ
ظلم کیا - تو ایسے مقام مین تدبیرین اور رائین مختلف ہو گئین - ظلم و ستم کی نشانیان ظاہر ہو گئین
دغل و فساد دین مین بکثرت ہونے لگا - جادۂ شریعت کو چھوڑ دیا گیا - ہوا و ہوس کے ساتھ عمل
ہونے لگے - احکام و فرمان معطل ہو گئے - نفسانی بیماریان بڑھ گئین لوگ ایک عظیم الشان حق
کے معطل ہو جانے اور ایک زبردست باطل کی پیروی سے کچھ متوحش اور متنفر نہین ہوتے - اب
یہان ابرار اور نیک بندے ذلیل و خوار ہین اشرار کا غلبہ ہے - اور خداوند عالم کی عقوبتین بندونکے
نزدیک ہوتی جا رہی ہین - اب تمپر واجب ہے کہ اس حق کے ادا کرنے اور اس کی ادائگی مین ایک
دوسرے کی مدد کرنے کی نصیحت کرو - کیونکہ کوئی شخص اس سے سبکدوش نہین ہے - اگرچہ خوشنودی
خدا مین اسکی حرص بڑھی ہوتی ہو عمل کرنے مین اس کی کوشش اور تلاش اطاعت خداوندی کی
اس حقیقت اور کنہ کو کیون نہ پہنچ جاتے جو اس خالق اکبر کے قابل ہے - مگر حقوق واجبہ بندون پر
یہی ہین کہ وہ اپنی طاقت کے موافق نصیحت کرین - اور اپنی بساط کے مطابق حق کے قائم کرنے
مین ایک دوسرے کی اعانت اور مدد سے کام لین - کوئی شخص اس بات سے بلند و برتر اور مستغنی نہین
ہے کہ پروردگار عالم نے جو اپنا حق اسپر قائم کر دیا ہے اسکے ادا کرنے مین اس کی مدد کیجائے (وہ
ضرور اس امر مین دوسرے کا محتاج ہے) گو اس شخص کی قدر و منزلت امر حق مین کتنی ہی بڑی
ہوتی ہو اس کی فضیلت دین مین مقدم ہی کیون نہو - اور کوئی شخص اس بات سے عاجز
اور پست نہین ہے کہ وہ امر حق مین کسی کی مدد کرے یا اسکی اعانت کی جاتے - گو لوگ اسے حقیر
سمجھین اور آنکھین اس کی طرف حقارت آمیز نگاہون سے دیکھین - اس کلام کو سنکر حضرت کے

حمد و صلوٰۃ کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہتے کہ پروردگار عالم نے تمہارے امور کی سرداری کے
لئے میری نسبت تم پر ایک حق واجب کیا ہے - اور جیسا کہ تم پر میرا حق ہے ویسا ہی مجھ پر بھی تمہارا
حق ہے - پس یہ حق ایک دوسرے کی توصیف کرنے کے لئے فراخ ترین اشیا ہے اور ایک دوسرے
کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تنگ ترین اشیا (زبانوں کے ساتھ وصف حق کی شرح نہایت
وسیع ہے اور صاحب حق کے لئے حقیت کا ادا کرنا نہایت مشکل) کسی شخص کا حق دوسرے
کے ذمے نہیں ہے اِلّا یہ کہ اس کے ذمے بھی اس کا کچھ نہ کچھ حق ہو اور جو کسی کا حق اس پر
جاری ہے - وہی حق اس کے لئے دوسرے پر موجود ہے - اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اسی کا حق دوسروں پر
واجب ہو اور اس کے ذمے کسی کا حق نہ ہو - تو یہ تو حق سبحانہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص اور
خالص ہے نہ کہ بندوں کے لئے - کیونکہ وہ اپنے بندوں پر قدرت اور اختیار رکھتا ہے - اور
جس چیز پر بھی اس کا حکم جاری ہوا ہے - عدالت کے ساتھ جاری ہوا ہے لیکن اس نے بندوں پر
اپنا یہ حق واجب کیا ہے کہ اس کی اطاعت کریں - اور اس اطاعت کی جزا میں (اپنی عدالت
کے سبب سے) اپنے فضل و کرامت اور اس مزید توسع اور وسعت سے کام لیکر جو اسے زیبا ہے
بندوں کے لئے دوگنا ثواب مقرر فرمایا ہے - پھر پروردگار عالم نے اپنے حقوق میں سے کچھ حقوق
بعض انسانوں کے لئے بعض پر مقرر کئے ہیں - انہیں ان کے رشتوں میں مساوی کیا ہے اور بعض
حقوق بعض کے مقابلہ میں واجب کئے ہیں - جبتک کوئی شخص اس حق کو نہ ادا کرے جو اس کے
ذمے واجب ہے اسوقت تک اپنے حقوق کے طلب کرنیکا استحقاق نہیں رکھتا - اور ان حقوق میں
سے نہایت ہی بزرگ حق - حاکم کا حق ہے رعیت پر اور رعیت کا حق ہے حاکم پر - جسے پروردگار
عالم نے واجب کیا ہے - یہ ایک فریضہ ہے جو اس سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے تمام حکام و رعایا
کے لئے تمام رعایا و حکام پر فرض ہوا ہے - اور انہیں حقوق کو پروردگار عالم نے انکے دین کے
لئے باعث عزت اور باہمی محبتوں کے لئے ایک نظام قرار دیا ہے - اب خوب سمجھ لو کہ حکام کے بغیر
رعایا کی صلاح نہیں ہوا کرتی اور نہ رعایا کی استقامت اور راستی کے بغیر بادشاہوں کے کام اصلاح

الحمد للہ الذی لم یصبح بی میتاً ولا سقیماً ولا مضروباً علی عروقی بسوءٍ ولا ماخوذاً باسوء عملی ولا
مقطوعاً دابری ولا مرتداً عن دینی ولا منکراً لربی ولا مستوحشاً من ایمانی ولا ملتبساً عقلی ولا معذباً
بعذاب الامم من قبلی اصبحت عبداً مملوکاً ظالماً لنفسی لک الحجۃ علیّ ولا حجۃ لی لا استطیع ان اخذ الا
ما اعطیتنی ولا اتقی الا ما وقیتنی اللھم انی اعوذ بک ان افتقر فی غناک او اضل فی ھداک او اضام
فی سلطانک او اضطھد والامر لک اللھم اجعل نفسی اول کریمۃ تنتزعھا من کرائمی واول ودیعۃ
ترتجعھا من ودائع نعمک عندی اللھم انا نعوذ بک ان نذھب عن قولک او نفتتن عن دینک او تتابع
بنا اھواءنا دون الھدی الذی جاء من عندک ترجمہ حمد و تعریف اسی خدا کے لیئے ہے جس نے مجھے
ایسی حالت مین داخل صبح کیا کہ نہ مردہ ہون نہ مریض ہون - اور نہ میرے رگ و ریشہ پر برائی کی چوٹ لگی
پڑی ہے نہ مین اپنی بد عملی مین ماخوذ ہون نہ میری نسل قطع کی گئی ہے نہ اپنے دین سے پھرا ہوا
ہون نہ اپنے پروردگار کا منکر ہون نہ اپنے ایمان سے رم کر رہا ہون نہ میری عقل شک و شبہ مین
گرفتار ہے نہ اپنے پہلی امتون پر نازل ہونیوالے عذاب سے معذب ہون مین نے ایسی حالت مین صبح
کی ہے کہ بندہ ہوں غلام ہون اپنے نفس کے واسطے ظالم ہون (الہی) تجھے مجھ پر حجت حاصل ہے اور
میرے پاس کوئی حجت نہین - تیرے عطیہ کے سوا مین کسی چیز کے لے لینے کی قدرت نہیں رکھتا مین
بچ نہیں سکتا مگر ایسی چیز سے جس سے تو بچاتے بارالہا مین تجھ سے پناہ مانگتا ہون اس بات سے کہ باوجود
تیری تونگری کے محتاج ہوں - یا تیری ہدایت کے ہوتے ہوتے گمراہی اختیار کرون - یا تیری سلطنت
کے باوجود مظلوم ہوجاؤن[1] یا کسی کا مقہور ہون حالانکہ حکم تیرے ہی واسطے ہے پروردگارا میری
روح کو میری ان بزرگ نعمتون مین اول بزرگ نعمت بنا دے جنہیں تو سلب کرتا ہے اور تیری نعمتونکی
امانتین جو میرے پاس موجود ہین جنہین تو واپس لے لیتا ہے ان امانتون مین میری روح کو درجہ
اولیت عطا کر پروردگارا ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ تیرے قول اور حکم سے نکلین
یا تیرے دین سے سرکشی کرین یا ہماری خواہشین ہمین مطیع و تابعدار بنالین بغیر اس ہدایت کے
جو تیری بارگاہ سے (ہمارے درمیان) آئی ہے ✦

[1] یعنی جبتک میری روح قبض نہ ہوں تمام نعمتین میرے پاس باقی رہین ۱۲

اور ہر ایک طالب شغل کے واسطے موجب شفا ہے۔ خوب جان لو کہ خداوند عالم کے خالص بندے اسکے علم کے محافظ ہین۔ اس کے مستورات (معارف پوشیدہ) کی حفاظت وصیانت کرتے ہین۔ اسکے چشموں کو جاری کرتے ہین۔ آپسمین مدد کرنیکے لئے ایک دوسرے سے توصل محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہین۔ شراب معرفت کے چھکا دینے والے جام ایک دوسرے کو پلاتے ہین۔ اور خوب سیراب کرکے واپس ہوتے ہین۔ انکے معرفتوں مین کسی قسم کا شک و شبہ مخلوط نہیں ہوتا۔ انمین غیبت اور دوری پیش قدمی نہین کرتی (وہ ہر وقت خداوند جل و علا کی حضور مین حاضر ہین) پروردگار عالم نے انکی خلقت وجبلت اور انکے اخلاق کو اسی حالت سے وابستہ کیا ہے۔ وہ (اپنی خلقت اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے) آپسمین محبت کرتے ہین اور اسی سبب سے مقام وصال مین موجود ہین۔ انکی قدر ومنزلت دوسرے انسانوں کی نسبت اس تخم کی مانند ہے جسے چن کرلے لیا گیا ہو اور باقی کو پھینک دیا ہو۔ اب یہ نقص وعیب سے الگ ہوکر بالکل خالص ہے۔ اور اس امتحان وانتخاب نے اسے بالکل پاک وپاکیزہ کردیا ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ کرامت اور بندگی کو قبول کرے۔ سختیوں اور مصیبتوں سے حذر کرے گو وہ ابھی آئین ہی ہون۔ نیز اسے چاہئے کہ اپنے تھوڑے سے ایام (عمر) اور اس منزل دنیا مین اپنے نہایت قلیل قیام پر نظر ڈالے۔ حتی کہ اس منزل کو ایک دوسری منزل کے ساتھ بدل ڈالے۔ اور اس مکان کے لئے کچھ کام کرے جسکی طرف رجوع کرنیوالا ہے وہ اعمال بجالاتے جن کے سبب سے اپنے جائے انتقال کی معرفت حاصل ہو۔ وہ صاحب قلب سلیم جس نے اپنے رہنما کی اطاعت کی۔ ہلاکت کی طرف لے جانے والے رہبر سے پرہیز کیا۔ اس شخص کی بینائی اور شناسائی کے سبب سے جس نے اس کو بصارت عطا کی ہے (ہدایت کی راہ بتاتی ہے) اس راہ نما کی اطاعت کی وجہ سے جس نے اسکو حکم دیا ہے سلامتی کے رستے پر چلا قبل اس سے کہ ہدایت کے دروازے (موت کے سبب سے) بند ہوجائیں اسکے اسباب منقطع ہورہین راہ حق تلاش کرنے مین عجلت کی۔ باب توبہ کے کھل جانیکی التدعا کی۔ اپنے افعال سے گناہوں کو زائل کردیا۔ راہ حق پر کھڑا ہوگیا اور عین وسط راہ (میانہ روی) کی طرف اسے ہدایت کردی گئی۔ ایسا شخص بیشک خوش نصیب ہے اور اسی شخص کے لئے جنت کی خوشخبری ہے ؎

جہالت کی تاریکیاں ڈھانک نہیں سکتیں وہ انوار کے ساتھ روشن نہیں ہوتا (وہ بذاتہ نور محض ہے جسمیں کسی قسم کی زیادتی اور نقص واقع نہیں ہوتا) نہ رات اسے پوشیدہ کر سکتی ہے (کسی حجاب میں محجوب نہیں ہو سکتا) نہ کوئی دن اسپر جاری ہوتا ہے (تجدد نور سے کوئی تازہ بینائی اسے حاصل نہیں ہوتی) اسکا ادراک نگاہوں کے ساتھ نہیں ہوتا۔ نہ اسکا علم اخبار (خبر دینے) کے ساتھ قائم ہے (اسکا علم کسی کے خبر دینے کا محتاج نہیں) **بعض جگہ اسی خطبہ مین رسول اللہ کا ذکر ہے** انہین ایک روشنی اور ضیا کے ساتھ خداوند عالم نے مبعوث فرمایا۔ برگزیدگی اور انتخاب مین آپ کو مقدم کیا۔ کشائشوں کو آپکے ساتھ جمع فرمایا۔ آپکے سبب سے غلبوں کو شکست دی۔ صعوبتوں (امارہ نفس امارہ کی سرکشیوں) کو آپکا مطیع بنا دیا۔ ناہموار زمینیں آپکے سبب سے ہموار اور نرم ہوگئیں۔ حتی کہ گمراہی اور ضلالت کو داہنے بائیں سے الگ اور جدا کر دیا۔

مین شہادت دیتا ہوں کہ وہ (خداوند تعالی) عادل ہے اس کا ہر ایک فعل عدل ہے وہ حاکم ہے اور اُس کا ہر ایک حکم قطعی اور یقینی ہے۔ اور مین شہادت دیتا ہوں کہ محمد اسکے بندے ہیں اس کے رسول ہین۔ اسکے بندوں کے سردار ہین۔ جسوقت کہ پروردگار عالم نے مخلوق کو اصلاب ارحام مین منتقل فرمایا تو آپ کو بہترین اصلاب ارحام مین جگہ دی۔ آپ کی اصل مین کسی زانی کو حصہ نہین دیا۔ نہ کسی فاسق و فاجر کو آپکے سلسلہ مطہرہ مین جگہ دی۔ خبردار ہو جاؤ کہ خداوند عالم نے عبادت کے لئے اہل عبادت عقائد حقہ دینیہ کے لئے ستون (انبیا و اوصیا علیہم السلام) اور ہر ایک اطاعت کے لئے حفاظت کرنے والے قرار دئے ہین۔ بیشک تمہارے واسطے ہر ایک طاعت کے وقت اللہ تعالی کی جانب سے ایک معین و مددگار مقرر ہے۔ جو تحریراً و تقریراً حق کو بیان کرتا رہتا ہے اور دلوں کو اسی پر ثابت اور قائم رکھتا ہے۔ ہر ایک اکتفا کرنے والے کے لئے باعث کفایت

کردیتی جو اسے اٹھائے ہوتے ہے۔ یا اپنے مقامات سے ہٹ جاتی۔ سبحان اور پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے زمین کی حفاظت کی جبکہ محیط ہونیوالے پانی لہرا رہے تھے۔ اسے خشک کردیا جبکہ اس کے اطراف مین رطوبت پھیلی ہوئی تھی ہے۔ اسے اپنے خلقت کے لئے آرامگاہ بنایا ایک عظیم الشان اور راکد دریا پر اسے انکی نشستگاہ کے لئے پھیلا دیا۔ وہ دریا بالکل تھما ہوا ہے۔ وہ ایک حالت پر قائم ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ مین سرایت نہین کرتا۔ حالانکہ تند و تیز آندھیان اسے صدمہ پہنچاتی ہین۔ اور گرانے والے (برسنے والے) بادل اسے جنبشین دیتے رہتے ہین۔ اور بیشک اس نظارہ مین اس شخص کے لئے خاص عبرت ہے۔ جو خدا سے ڈرنے والا ہے ✤

یا الٰہا! تیرے بندو مین سے جس بندے نے ہماری سچی۔ حق سے انحراف نہ کرنیوالی امور دین و دنیا کی اصلاح کرنیوالی۔ خلق خدا کو ضرر نہ پہنچانے والی گفتار کو سنا۔ اور سننے کے بعد اس سے انکار کیا تو اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے تیری (تیرے مجاہدین) کی نصرت سے روگردانی کی تیرے دین کو غلبہ دینے سے سست ہوگیا۔ اب اے شہادت دینے والوں کے سردار ہم اس شخص کے لئے تیری اور تمام اس مخلوق کی جو تیری زمین اور تیرے آسمانوں مین ساکن ہے۔ شہادت طلب کرتے ہین۔ پھر تو (اس شہادت کے بعد) اپنے مجاہدین کو اس کی نصرت سے بے نیاز کرنیوالا اور اس بندے کو اس کے گناہ مین ماخوذ کرنے والا ہے ✤

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہین جو اپنی مخلوقات کی مشابہت اور مماثلت سے بلند و برتر ہے۔ توصیف کرنیوالوں کے اقوال پر غالب ہے۔ دیکھنے والون کے لئے اپنی تدبیروں کے عجائبات کے سبب سے ظاہر ہے۔ وہم کرنیوالونکی فکر سے اپنی عزت و غلبہ کے جلال کی وجہ سے پوشیدہ ہے۔ حاصل کرنے زیادہ ہونے اور کسی علم سے فائدہ اٹھانے کے بغیر عالم ہے۔ بغیر کسی قسم کی فکر اور خطرے کے تمام امور کا معین اور مقدر کرنیوالا ہے۔ ایسا خدا ہے جسے ظلمت اور

اس کے سبب کی معرفت (جس لئے یہ کلام دہن اقدس رسول سے نکلا ہے) کے بغیر اس کی توجیہ کرنے لگا اور (یہ امر بھی قابل غور ہے کہ) تمام اصحاب ایسے نہ تھے جو حضرت سے سوال کرنے اور حضرت کے کلام کو سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے تھے۔ حتی کہ وہ دوست رکھتے تھے (انکی تمنا ہوتی تھی) کہ کوئی اعرابی یا تازہ وارد شخص آکر حضرت سے سوال کرے تاکہ وہ بھی سن لیں (جو کچھ حضرت اس سائل کے جواب میں ارشاد فرمائیں) اور ایسے کلام ذو معنی میں سے مجھ تک کوئی شے نہ پہنچی تھی۔ مگر یہ کہ میں حضرت سے اس کی بابت سوال کرتا تھا۔ اور حضرت جو کچھ ارشاد فرماتے تھے اسے یاد رکھتا تھا۔ یہ ہیں وہ وجوہات جن کے سبب سے لوگ اختلاف میں پڑے ہوتے ہیں۔ اور یہ ہیں انکی روایتوں کے مختلف ہوجانیکے اسباب۔

اس کی سلطنت کے اقتدار اور اس کی لطیف صنعتوں کے عجائبات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ زخار متلاطم۔ اور فراہم ہو کر ہیبتناک آواز نکالنے والے دریا کے پانی سے زمین خشک کو پیدا کیا پھر اس پانی سے طبقات پیدا کئے اور انہیں جمع ہونے کے بعد طبقات ہفت آسمان سے ممتاز کردیا وہ اسکے حکم سے استادہ اور اپنی ہیئت پر قائم ہوگئے (جو انکے لئے قرار دیگئی تھی) کبود اور سیلان کرنیوالا پانی تسخیر شدہ دریا انہیں اُٹھاتے ہوئے ہے۔ جو اس کے حکم کا ماننے والا ہے اسکی ہیبت وسطوت کا مطیع ہے۔ اور اس کے خوف کے سبب سے روان ہونے سے بالکل ساکن ہے۔ پھر زمین کے پتھروں۔ اسکے بلند بلند پشتوں اس کے ٹیلوں اور اس کے پہاڑوں کو خلق کیا انکے قائم ہونے کی جگہ میں انہیں ثابت اور برقرار کیا۔ انکی جائے قرار میں انہیں قائم کردیا۔ انکی چوٹیاں کرہ ہوا میں گذر کر گئیں اور انکی جڑیں پانی میں پیوست ہوگئیں۔ پس پہاڑوں کو زمین کی ہمواریوں سے بلند کیا۔ انکی بنیادیں اطراف زمین کے پشتوں اور اس کے علاقوں کے مقامات میں پھیلا دیں ان پہاڑوں کی چوٹیاں بلند کیں اور زمین سے انکی بلندیوں کو بہت دراز کردیا۔ انہیں زمین کے لئے ستون اور نگاہبان بنایا۔ انہیں میخوں کی طرح زمین میں گاڑ دیا زمین اپنی حرکت سے ساکن ہوگئی۔ اور اسبات سے محفوظ ہوگئی کہ اپنے ساکنین کو متحرک کرتی یا انہیں اس پانی میں غرق

جسے خداوند عالم محفوظ رکھے - ان چار قسم کے راویون مین سے ایک یہ قسم ہے - جس کا بیان ہوا +
دوسرا راوی وہ ہے جس نے رسول اللہ صلعم سے کسی بات کو سنا - مگر اسے اسیطرح یاد نہ رکھا جیسا کہ
رسولخدا نے فرمایا تہا - اب اس نے اس حدیث کو بیان کرنے مین غلطی کی مگر دانستہ جھوٹ نہین
بولا - اب یہ شخص جو کچھ اس کے پیش نظر ہے اسی کو روایت کرتا ہے - اسی پر عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ
مین نے اس حکم کو رسولخدا سے سنا ہے - اب اگر مسلمانون کو علم ہو جائے کہ یہ شخص غلطی کا مرتکب ہوا
ہے - اسکے اس کلام کو قبول نہ کرین - اور اگر اس شخص کو بھی اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو البتہ
اسے ترک کر دے - تیسرا شخص وہ ہے جس نے رسولخدا سے کسی بات کو سنا کہ آپ اسکا حکم کرتے
تھے - پھر آپنے اس سے منع کر دیا - اور اس شخص کو علم نہین ہے - یا اس نے کسی بات سے منع کرتے
سنا کہ پھر حضرت نے اس پر عمل کرنیکا حکم دے دیا اور یہ شخص اس آخری حکم کو نہین جانتا - لہذا
اس شخص نے منسوخ کو تو یاد رکھا اور ناسخ کی حفاظت نہ کی - اگر اسے معلوم ہو جاتے کہ یہ حکم منسوخ
ہے تو بیشک اسے چھوڑ دے - اور مسلمان بھی اگر اسکی زبان سے یہ حکم سننے کے وقت معلوم کر لین
کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے تو اس پر عمل نہ کرین - اب آخری چوتھا شخص وہ ہے جس نے کہ خدا و رسول پر
کبھی جھوٹ نہین بولا - کیونکہ وہ جھوٹ سے بغض رکھتا ہے - خداوند عالم سے ڈرتا ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کی تعظیم کرتا ہے - کبھی غلطی نہین کرتا - بلکہ جس بات کو جس طریقہ پر رسولخدا
سے سنا اسی طرح یاد رکھا - یہ شخص وہی چیز لایا جس طریق پر کہ اس نے سنا - نہ اسمین زیادتی کی نہ نقصان
ناسخ کی حفاظت کی اسپر عمل کیا - منسوخ کو یاد رکھا - اس سے پرہیز کیا - عام و خاص کو پہچانا ہر ایک
شئے کو اس کے مقام میں رکھا - محکم و متشابہ کی معرفت حاصل کر لی - کبھی رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ
کے کلام بلاغت نظام کے دو پہلو ہوا کرتے تھے - ایک تو کلام خاص ہوتا تھا (چند آدمیون کے لئے مختص
تھا) اور ایک عام (جو تمام آدمیون سے عام طور پر تعلق رکھتا تھا) اب اس شخص نے اس کلام کو سنا
پر نہین جانتا کہ خداوند عالم نے اس سے کیا مراد لی ہے - اور حضرت کا اس سے کیا مطلب ہے - اس سننے
والے نے اس کلام کو اٹھا لیا (یاد رکھا) اور اس کے معنی کی شناخت - اس کے مقصود کی پہچان

زیبا نہیں) اس لئے کہ خداوند تعالیٰ آئمہ حق اور پیشوایانِ عادل پر فرض کردیا ہے۔ کہ وہ ضعیف اور محتاج نفوس کے سبب سے اپنے نفس پر سختیاں کریں تاکہ فقیر کا فقر اور محتاج کی محتاجی اسے مضطرب نہ کردے۔

ایک سائل نے سوال کیا کہ یا حضرت یہ جھوٹی اور مختلف حدیثیں جو لوگوں میں مشہور ہیں انکی نسبت کچھ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا لوگوں کے ہاتھ میں حق ہے۔ باطل ہے۔ صدق ہے کذب ہے۔ ناسخ ہے منسوخ ہے۔ عام ہے۔ خاص ہے۔ محکم ہے۔ (جس کے معنی ظاہر ہیں) متشابہ ہے (جسکے معنی ظاہر نہیں) محفوظ ہے اور موہوم ہے (یہ آیات کلام الہٰی میں جو ان روشوں پر لوگوں کے درمیان موجود ہیں) بالتحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے زمانہ میں آپ پر جھوٹ بولا (ایک جھوٹی حدیث کو آپ سے نسبت دی) آپ اسی وقت خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ تو اسے لازم ہے کہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔ اب یہ جان لے کہ حدیث کو تجھ تک پہنچانے والے چار قسم کے لوگ ہیں پانچواں نہیں۔ اول شخص منافق جو ظاہرًا ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔ بتکلف اسلام کے ساتھ آراستہ ہے۔ گناہ سے پرہیز نہیں کرتا۔ نہ گناہ میں کسی قسم کا حرج دیکھتا ہے دانستہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ اب اگر لوگوں کو علم ہوجاتے کہ یہ منافق ہے کاذب ہے۔ تو اسکی بات کو قبول نہ کریں اس کے قول کی تصدیق نہ کریں۔ لیکن وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ رسول کا صحابی ہے۔ اس نے رسولخدا کو دیکھا ہے۔ آپ کے اقوال کو سنا ہے۔ احکام خدا کو آپ سے لیا ہے۔ پس اسکے قول کو لے لیتے ہیں۔ اور حقیقۃ یہ ہے کہ پروردگار عالم نے تجھے منافقین کی حالت سے اچھی طرح خبر دے ہی دی ہے۔ انکی تعریف بیان کرہی دی ہے پھر یہ لوگ (منافقین پیشوایان ضلالت اور مکر و بہتان کے ساتھ جہنم کی طرف بلانیوالوں کے مقرب خاص ہوگئے ان ائمہ ضلالت نے ان لوگوں کو صاحب اختیار بنادیا۔ انہیں لوگوں کے امور پر قبضہ دیدیا انہیں لوگوں کی گردنوں پر حاکم بنادیا۔ اور انکے اقوال باطلہ کی بدولت خوب دنیا کو کھایا (یہ جھوٹی حدیثیں گھڑنیوالے انکے لئے دنیا کمانیکا وسیلہ بن گئے) اور عوام الناس اموال دنیا اور بادشاہوں کے ساتھ ہوتے ہی ہیں۔ سوائے اس شخص کے

آپ نے فرمایا "ایہا الناس! میرا حکم اُس چیز پر جسکو تم نہ چاہتے تھے جاری رہا ہے۔ میں دوست رکہتا تھا حتی کہ دشمن کی لڑائی نے تمہیں سست اور ضعیف کر دیا۔ قسم خدا کی اس جنگ نے تمہیں ناخوش کیا اور ترک کر دیا حالانکہ یہ تمہارے دشمن کو زیادہ سست اور ضعیف کرنیوالی تھی (اگر تم ذرا بھی مردانگی سے کام لیتے تو دشمن ایسا ہو جاتا مگر افسوس تمہاری ہمتیں ہی ٹوٹ گئیں) افسوس کل تک میں تمہارا امیر تھا اور آج ایسی حالت میں صبح کی ہے کہ تمہارا محکوم ہوں کل تک میں تمہیں باز رکہتا تھا آج تم مجھے باز رکہتے ہو۔ حقیقۃً تم نے حیات دنیا کو دوست سمجھا۔ اور اب مجھے قدرت نہیں کہ تمہیں اس شے پر بار کر دوں جس سے تم کراہت کرتے ہو"

بصرے میں آپ علا ابن زیاد الحارثی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے جو آپکے صحابی تھے۔ اور فرمایا تو نے اس دنیا کے مکان کو وسیع کرنیکے لئے کیا کچھ کیا۔ حالانکہ تو آخرت کے گھر کو وسیع و فراخ کرنیکے لئے زیادہ محتاج ہے۔ ہان اگر تو چاہے کہ اس (وسعت مکان دنیاوی) کے سبب سے آخرت میں بھی ایک وسیع مکان کا مالک ہو تو اس مکان میں مہمانوں کی ضیافت کر۔ صلۂ رحم بجا لا۔ لوگوں کے حقوق اس مکان میں رہ کر بوجہ شرعی ادا کر۔ اس وقت البتہ تو اپنی مراد کو پہنچ جائیگا۔ علا نے یہ سنکر عرض کی۔ میں آپ سے اپنے بھائی عاصم ابن زیاد کی شکایت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کیو ہے؟ اس نے کہا کیا عرض کی وہ ایک عبا پہنے ہوئے دنیا سے عزلت گزین ہو گیا ہے۔ فرمایا اُسکو ہمارے پاس لاؤ۔ جس وقت وہ حاضر ہوا تو فرمایا اے اپنی جان کے دشمن تجھے خبیث شیطان نے حیران کر رکھا ہے۔ تو اپنے اہل و عیال و اولاد پر بھی رحم نہیں کرتا۔ کیا تو دیکھتا ہے کہ پروردگار عالم نے طیبات دنیا کو تیرے لئے حلال کیا ہے اور پھر وہ اس بات کو بھی مکروہ سمجھتا ہے کہ تو انمیں سے کچھ حاصل کرے۔ تو اس عمل اور اس سمجھ کے باعث پروردگار کے سامنے نہایت ذلیل ہے" اس نے عرض کی یا امیر المومنین! میرا یہ عمل آپکے ہی عمل کی مانند ہے آپ بھی تو موٹا اور چھوٹا کپڑا پہنتے ہیں۔ بالکل بے مزہ اور بد ذائقہ کھانا نوش فرماتے ہیں۔ یہ سنکر فرمایا "وائے ہو تجھ پر میں تیری مانند نہیں ہوں (تجھے میری ہمسری

ہین جو کامل ہوچکا ہے - لہذا اس امر مین بھی مجھے تمہاری احتیاج نہین جسکی تقسیم سے خداوند عالم
فارغ ہوچکا ہے (یہ مساوی تقسیم اسی کی جاری کی ہوتی ہے) اور اس بارے مین اسکا حکم نافذ
ہوچکا ہے - اب تمہارا اور تمہارے اغیار کا کوئی حق نہین کہ مجھے اس معاملہ مین معتوب کرین -
خداوند عالم ہماری اور تمہاری جانون کو امر حق کی طرف گرفت کرے - ہمارے اور تمہارے دلون
مین صبر کو القا کردے" پھر فرمایا "خداوند عالم اس شخص پر رحمت نازل کرے - جس نے حق کو دیکھا
اور اس کی اعانت کی یا ظلم وجور پر نظر کی اور اسے حق کی طرف پھیر دیا - اور صاحب حق کے لئے
حق کے ساتھ یاور ہوگیا

جنگ صفین مین آپکے صحاب مین سے ایک گروہ اہل شام کو سب وشتم کرتا تھا آپنے یہ خبر سنی تو
فرمایا "مین تمہارے لئے اس امر کو مکروہ سمجھتا ہون کہ تم دشنام دینے والے بن جاؤ - لیکن اگر تم
انکے اعمال بد کا بیان کرو - انکی خرابیون کا ذکر کرو تو البتہ یہ گفتار نہایت درست ہے اعتذار کے
لئے نہایت بلیغ ہے - اب تم جو انہین دشنام دیتے ہو تو اس کی بجاتے یہ کہو - پروردگارا! ہمارے
اور انکے خون کو بہنے سے بچا - ہمارے اور انکے درمیان صلاح کردے انہین انکی گمراہی سے امر
حق کی طرف ہدایت فرما! تاکہ حق کو وہ پہچان لے جو اسے نہین پہچانتا - اور وہ شخص گمراہی اور
دشمنی سے باز رہے جو ضلالت وعداوت کی حرص کرتا ہوا اس کی پیروی کر رہا ہے ✣

جنگ صفین مین آپنے ایک روز ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام لڑائی مین بہت ہم
تیز دستی سے کام لے رہے ہین - تو صحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا "تم میری طرف سے اس لڑکے
کی حفاظت کرو مبادا کہین اسکی مصیبت مجھے توڑ ڈالے - کیونکہ مین ان دونو (حسنین علیہما السلام
کی موت کے بارے مین نہایت بخیل ہون (مجھے انکی موت گوارا نہین" تاکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ کی نسل قطع نہ ہوجائے

جنگ صفین مین جب آپکے صحاب امر حکمین کے بارے مین مضطرب ہوتے اور آپ پر زور ڈالا تو

مشکلہ نہین اچانک آلین گے۔ تم ناگہانی طور سے سخت خوف کے مقامات مین پھنس جاؤ گے۔ لہذا علائق دنیوی کو بہت جلد قطع کر ڈالو۔ اور پرہیزگاری کے توشہ سے قوت حاصل کر لو*

جب طلحہ و زبیر نے حضرت سے بیعت کرنیکے بعد آپکو سرزنش کرنی شروع کی کہ کس لئے ہمارے مشوروں کی کاربند نہیں ہوتے اور کیون امور خلافت مین ہماری مدد نہیں لیجاتی۔ اسوقت حضرت نے فرمایا کہ تم ایک معمولی سی بات پر خشمناک ہو گئے۔ اور بہت سی نیکیون کو پس پشت ڈال دیا۔ کیا تم مجھے اطلاع نہین دو گے؟ کہ کس چیز مین تمہارا حق ہے جس سے مین نے تمہین دور کر دیا ہے۔ وہ کونسا حصہ ہے؟ کہ مین نے تم سے علیحدہ کر کے اپنے لئے اختیار کر لیا۔ یا کوئی ایسا حق ہے؟ کہ مسلمانون مین سے کسی شخص نے مجھے پہنچایا کہ مین اس کے نافذ کرنے سے عاجز تھا یا اس کے حکم سے جاہل تھا یا اسکے باب مین مین نے خطا کی تھی۔ قسم خدا کی نہ مجھے خلافت کی رغبت تھی۔ نہ اس ولایت کی حاجت لیکن تم لوگون نے مجھے اسکی طرف دعوت دی اور مجھے اسپر سوار کر دیا۔ جب خلافت میرے قبضے مین آئی تو مین نے کتاب اللہ کی طرف نظر کی کہ کیا چیز اس نے ہمارے لئے برقرار رکھی ہے اور کس بات کا ہمین حکم دیا ہے۔ مین نے اسی کی پیروی کی اور جو کچھ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے طریقہ اختیار کیا تھا اسی کی اقتدا کی اب مجھے اس امر پر وہی کتاب سنت مین تمہاری رائے کی ہرگز احتیاج نہیں ہے نہ مین تمہارے کسی غیر کی رائے کا محتاج ہون۔ کوئی حکم ایسا واقع نہیں ہوا جسے مین نہ جانتا ہون اور اس کے بارہ مین تم سے اور اپنے بھائی مسلمانون سے مشورہ کرون۔ اگر ایسا واقع ہوتا (مجھے تمہارے مشورہ کی احتیاج ہوتی) تو مین تم سے اور تمہارے اغیار سے اس معاملہ مین کبھی روگردانی نہ کرتا۔ ہان یہ مساوات کے بارہ مین جو تم ذکر کر رہے ہو (کہ ہمین بھی مال غنیمت وغیرہ مین سب اور لوگون کی برابر حصہ ملتا ہے) سو یہ ایک ایسا امر ہے جسمین مین نے اپنی رائے سے حکم نہیں کیا نہ اپنی خواہش نفس سے اس کا مرتکب ہوا ہون۔ بلکہ مین نے اور تم دونو نے اس حکم کو پالیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لاتے تھے۔ جس سے آپ فارغ کر دئے گئے

یاد سے خالی نہین ہوا - آپ پر اور آپکی دختر - پاکیزہ گہر پر میری طرف سے اس طرح سلام ہو کہ جیسے کوئی شخص اپنے دوست کو وداع کرتے ہوتے سلام کیا کرتا ہے - جو اس کی ملاقات سے غضبناک اور دل تنگ نہین ہوتا - اگر مین آپکی زیارت سے واپس ہو جاؤن تو کسی ملال کی وجہ سے واپس نہین جاؤنگا اور اگر مین آپکی زیارت کے لئے ٹھیرا ہوں تو اجر سے بدگمانی کی وجہ سے نہین جس کا پروردگار عالم نے صبر کرنے والون سے وعدہ کیا ہے (بے صبری کی وجہ سے میرا قیام ہوگا بلکہ شدت محبت کا یہی مقتضا ہے)

ایہا الناس! دنیا ایک مجازی گھر ہے - اور آخرت دار القرار ہے - تم اپنی گزرگاہ سے اپنی قرارگاہ کے لئے توشہ حاصل کرو - اپنے پردہ ہائے غفلت کو اس ذات کے سامنے پارہ پارہ نہ کرو جو تمہاری پوشیدگیوں سے واقف ہے - دنیا سے اپنے دلوں کو نکال لو - قبل اس کے کہ تمہارے بدن یہان سے خارج ہون تم اس دنیا کی تکلیفون سے آزمائے گئے ہو تم غیر دنیا (آخرت) کے لئے خلق کئے گئے ہو - افسوس! جب کوئی شخص مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کہ اس نے کیا ترکہ چھوڑا اور فرشتے دریافت کرتے ہین کہ اس نے کونسا ذخیرہ اپنے آخرت کے لئے روانہ کیا - تمہارے آبا و اجداد پر رحمت خدا نازل ہو - تم اپنے اموال کے بعض حصے کو آگے روانہ کرو (راہِ خدا مین صرف کرو) تاکہ تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہو جائے - اپنے تمام مال کو دنیا مین نہ چھوڑو - مبادا تمہارے لئے ایک بال ہو جائے ۔

اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے "خداوند تعالی تم پر رحمت نازل کرے - تیار ہو کیونکہ تمہارے درمیان کوچ کی آواز بلند کر دی گئی ہے اپنی اقامت دنیا کو بہت کم کر دو - اور نہایت ہی عمدہ توشہ حاصل کر کے اس مقام کی طرف رخ کرو جو تمہارے سامنے موجود ہے - یاد رکھو! دشوار گزار گھاٹیان ہولناک اور خوفناک منزلین تمہارے پیش نگاہ ہین - انمین وارد ہونا اور انکے نزدیک کھڑا ہونا لابدی ہے (لہذا زاد راہ کے بغیر گذارہ نہیں) خوب جان لو! کہ موت تمہارا ملاحظہ کر رہی ہے - تم سے قریب ہی ہے - گویا تم اس کے پنجے مین گرفتار ہو - وہ تمہارے درمیان آویختہ کئے کارہائے

ایک شخص ہی کیوں نہ مرتکب گناہ ہو۔ مگر سب سے اس کے کردار کی نسبت باز پرس ہو گی) ناقہ صالح کو ایک ہی شخص نے تو پے کیا تھا مگر خداوند عالم نے اپنے عذاب کو سب کیلئے عام کر دیا۔ کیونکہ وہ بھی عموماً اس شخص کے اس ارتکاب پر راضی تھے (ورنہ اسے اسکی حرکت سے نہ روکتے) جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے فعقروھا فاصبحوا نادمین۔ ان سب نے اس ناقہ کو پے کیا اور ایسی حالت میں انہوں نے صبح کی کہ قوم کی قوم (علامات عذاب کا مشاہدہ کر کے) نادم اور پشیمان تھی (فقط ایک شخص کے گناہ میں سب کو ملوث کر لیا) ایہا الناس! جو شخص طریق واضح پر سالک ہوا۔ وہ چشمے پر پہنچ گیا۔ اور جس نے (راہ مستقیم کی) مخالفت کی وہ ہلاکت کے بیابان میں گر پڑا۔

حضرت سیدۃ النساء العالمین کے دفن کے وقت آپ نے فرمایا جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے راز کی باتیں عرض کیا کرتے تھے۔ سلام ہو آپ پر اے رسولخدا میری طرف سے اور آپ کی اس دختر کی طرف سے جو آپکے پہلو میں وارد ہونیوالی ہے اور آپ سے ملحق ہونے کے لیے جلدی کر رہی ہے۔ یارسول اللہ آپ کی برگزیدہ دختر کے انتقال سے میرا صبر کم ہو گیا۔ اس کی مصیبت کی وجہ سے میری چستی و چالاکی جاتی رہی (میں ضعیف ہو گیا) مگر ہاں میرے واسطے اسی امر کی پیروی موجود ہے کہ آپ کی بزرگ فرقت پر صبر کیا۔ آپ کی سنگین اور سخت مصیبت کے وقت صبر و شکیبائی سے کام لیا میں نے اپنے ہاتھوں سے آپکو لحد میں رکھا۔ اور میرے ہی گلے اور سینے کے درمیان آپ کی روح روانہ ہوئی (بوقت انتقال آپکا سر میرے سینہ پر تھا۔ پھر جب میں نے اس مصیبت پر صبر کیا تو اب بھی صبر کرونگا) فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک امانت واپس لے لی گئی۔ ایک یادگار اور نشانی اٹھالی گئی اب میرا حزن و ملال دائمی ہے۔ اب میری راتوں میں نیند کہاں۔ جبتک کہ پروردگار عالم میرے لئے اس مقام (بہشت) کا ارادہ کرے جس میں آپ مقیم ہیں عنقریب آپکی دختر آپکو آگاہ کرے گی آپ اس سے اچھی طرح سوال کیجے۔ آپ میری موجودہ حالت کو ان سے دریافت فرمائے (کہ جفاکار امت نے کیا کیا سلوک کئے ہیں) حالانکہ ابھی آپکے انتقال کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور زمانہ آپکی

بے دانش (مگر کمال دانش کی قوت اور استعداد لئے ہوئے) تھا تحقیقاً پروردگار عالم پر وہ اعمال مخفی نہین ہین جو بندے اپنے دن اور اپنی رات مین بجالاتے ہین وہ از روئے بصیر ہونے کے اعمال بندگان مین نفوذ کر گیا (وہ انکے اعمال کا پورا پورا عالم ہے) اور از راہ علم ان اعمال کا احاطہ کر لیا۔ سنو! تمہارے اعضا اس کے گواہ ہین تمہارے آلات (قویٰ) اس کے لشکر ہین۔ تمہاری ضمیرین (قوائے باطنی) اس کے جاسوس ہین اور تمہاری خلوتین اس پر آشکار ہین ٭

کلام امام علیہ السلام

قسم خدا کی معاویہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور زیرک نہین۔ مگر وہ مکار ہے فسق و فجور کرتا ہے اگر یہ باتین قبیح نہ ہوتین۔ تو مین (امور دنیاوی مین ظاہر پرستون کے نزدیک) مدبر ترین مردم ہوتا۔ لیکن ہر ایک مکار اور ظالم فاسق و فاجر ہے اور ہر ایک فاسق و فاجر کافر ہر ایک مکار اور ظالم کے واسطے ایک نشان ہوگا جس سے وہ قیامت مین پہچانا جائیگا۔ قسم خدا کی مین مکارون کی مکاریون سے غافل نہین کیا گیا ہون۔ اور کسی شخص کی سخت گیری کے سبب سے مین ملزم نہین ہوا

کلام امام علیہ السلام

ایہا الناس! چونکہ ہدایت کے رستون پر چلنے والے قلیل ہین لہذا تم اس سبب سے طریق ہدایت سے وحشت نہ کرو۔ کیونکہ لوگ ایسے دستر خوان پر جمع ہو رہے ہین جسمین شکم سیری (عیش دنیا) کا زمانہ بہت کوتاہ ہے اور اسکی بھوک (زحمت حساب و عذاب آخرت) بہت طویل ہے۔ ایہا الناس! خداوند عالم اپنے عذاب پر لوگونکو جبھی جمع کرتا ہے جب وہ گناہوں پر راضی ہوجاتے ہین (چاہے

اپنے اہل وعیال کو اس کا حکم کرتے تھے اور بنفس نفیس اس کی مشقتوں پر صابر تھے ۔
پھر اہل اسلام کے لئے نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ بھی تقرب خداوندی کا وسیلہ قرار دی گئی ہے ۔ جو شخص زکوٰۃ بطیب خاطر ادا کرتا ہے وہ اس کے لئے کفارہ بنا دی جاتی ہے آتش دوزخ کو روکتی ہے ۔ اور اس سے رہائی عطا کرتی ہے ۔ اب کوئی شخص اپنے نفس کو زکوٰۃ کا مطیع نہ بنائے (زکوٰۃ نکالتے وقت اس کا نفس متالم ہو) زکوٰۃ نکالتے وقت اپنے حزن واندوہ کو زیادہ نہ کرے کیونکہ جو شخص قلبی سرور کے ساتھ زکوٰۃ نہیں ادا کرتا ۔ اور پھر ایسی چیز کی امید رکھتا ہے جو اس سے افضل و بہتر ہے تو ایسا شخص یقیناً طریقہ پیغمبر سے جاہل ہے ۔ اس کے ثواب میں خسارہ ہے ۔ وہ گمراہ کار ہے ۔ اور ایسے شخص کی پشیمانی اور ندامت بہت طویل و دراز ہے ۔ پھر امانتوں کا ادا کرنا بھی تم پر لازم ہے ۔ کیونکہ جو شخص امین نہیں وہ یقیناً زیان کار اور ثواب اخروی سے بے بہرہ ہے ۔ یہ اداے امانت ایسی چیز ہے کہ پروردگار عالم نے اسے (اپنے علم و تقدیر میں) قائم ہونے والے آسمانوں بچھی ہوتی زمینوں طویل و دراز اور راستی کے ساتھ نصب ہو جانیوالے پہاڑوں کے سامنے پیش کیا کہ تم امانت کو ادا کر سکتے ہو؟ تم امین بن سکتے ہو) اور ان سے زیادہ طویل و عریض و بلند کوئی مخلوق نہیں ہے مگر انہوں نے انکار کر دیا ۔ (وہ اس کی قابلیت ذاتی اور استعداد جبلی نہ رکھتے تھے کیونکہ کمالات علمیہ و عملیہ میں ترقی کرنیکا حوصلہ تو خواہ خلقاً ہو خواہ تدریجاً انسان کامل ہی کے لئے ہے ۔ ان اشیا کا انکار اس وجہ سے نہیں تھا کہ یہ امر انکے قبضۂ قدرت میں تھا اور پھر اپنی عظمت قدرت کے سبب سے انحراف کیا نہیں اگر یہ بات ہوتی) اگر کوئی چیز اپنے طول و عرض و قوت و غلبہ کے سبب سے حکم الہی سے انحراف کر سکتی ہے تو البتہ یہ آسمان و زمین اور پہاڑ بھی امتناع کرتے (فی الحقیقۃ یہ قوتیں اس انکار کا سبب نہیں ۔ بلکہ ذاتی قابلیت نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے انکار کیا اور اسی عدم استعداد پر نظر کر کے) وہ امانت میں خیانت کرنے کی عقوبتوں سے ڈر گئے ۔ اور اس شئے کو جان لیا جس سے وہ شخص جاہل ہے جو ان سے نہایت ہی ضعیف اور کمزور ہے ۔ وہ انسان ہے ۔ اور بیشک یہ انسان بڑا ہی اپنے نفس پر جبر کرنے والا اور

مدد سے مجادلہ و جنگ کرے اسکے لئے فتح و فیروزی ہے جو شخص اس پر عمل کرے۔ اس کے واسطے ایک شتر بارکش ہے۔ جو شخص فہم و فراست کے ساتھ نظر کرے۔ اس کے خاطر ایک نشانی ہے۔ جو اسے پہن لے اس کے واسطے ایک ڈھال ہے۔ جو شخص اس کی بات کان مین رکھے اسکے واسطے علم ہے۔ روایت کرنیوالے کے لئے حدیث ہے اور حاکم کے لئے ایک بردست حکم۔

حضرتؑ نے اصحاب کو وصیت فرماتے ہین۔ "تم لوگ حکم نماز کی اطاعت کے لئے معاہدہ کرو اسکی حفاظت کرو۔ اسے کثرت کے ساتھ بجا لاؤ۔ اسکے وسیلے سے تقرب الہی کو تلاش کرو کیونکہ یہ نماز مومنین کے لئے ایک نوشتہ ہے جسکا وقت معین کیا گیا ہے۔ کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا؟ جسوقت ان سے دریافت کیا گیا کہ "تمہین کس چیز نے راہی جہنم کیا" انہون نے کہا کہ ہم نماز پڑھنے والون مین سے نہ تھے۔ یاد رکھو کہ نماز گناہون کو اسطرح گراتی ہے جیسے درختون سے پتے جھڑا کرتے ہین۔ گناہون کو اس طرح کھول دیتی ہے جیسے گلے سے گلوبند کھول دیتے ہین۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اسے ایک ایسے چشمے سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے دروازے پر ہی ہو اور وہ اسمین دن رات پانچ مرتبہ غسل کیا کرے۔ پھر امید نہین کہ کسی قسم کا میل اس کے جسم پر باقی رہ جائے مومنین مین سے ان لوگون نے اس نماز کا حق پہچانا ہے جنہیں متاع دنیوی کی زینت اور مال و اولاد کی طرف سے حاصل ہونیوالی آنکھوں کی ٹھنڈک اس سے باز نہین رکھ سکتی۔ پروردگار عالم فرماتا ہے۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ایسے بھی لوگ ہین جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت یاد الہی اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے باز نہین رکھتی۔ جب جناب رسولخدا کو جنت کی بشارت دی گئی اور یہ حکم الہی پہنچا وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا تو اپنے اہل کو نماز کا حکم کر اسکی مشقت کا متحمل ہوجا" تو حضرت نماز گذاری کے سبب سے بہت دردمند رہتے تھے (کثرت نماز سے آپکا جسم نہایت رنج اٹھاتا تھا)

جو ایک نور ہے۔ جسکے چراغ گل نہیں ہو سکتے۔ وہ ایک چراغ ہے کہ جسکا بھڑکنا موقوف نہیں ہوتا
ایک سمندر ہے جسکی تہ نہیں مل سکتی۔ ایک سنہ ہے کہ جسپر چلنے والا گمراہ نہیں ہو سکتا۔ ایک
شعاع ہے جسکی روشنی تاریک نہیں ہوتی۔ وہ فرقان (حق و باطل کا جدا کرنیوالا) ہے جسکی
دلیلوں کی چنگاریاں کجلا نہیں سکتیں۔ وہ ایک ایسی بنیاد ہے جس کے ارکان منہدم نہیں ہو سکتے
ایک شفا ہے جس کے امراض کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ ایک ایسا غلبہ ہے جس کے انصار مغلوب
نہیں ہوتے۔ وہ ایک ایسا حق ہے جس کے مددگار کبھی مخذول نہیں ہو سکتے۔ وہ معدن ایمان
ہے۔ وسط ایمان ہے۔ اسمیں علم کے چشمے ہیں۔ علم کے دریا ہیں۔ عدل و انصاف کے باغ ہیں عدل
و انصاف کے حوض ہیں۔ وہ اسلام اور اسکی بنیاد کا پایہ ہے۔ اسمیں حق کی سیلگاہیں ہیں۔ اور
حق کے سبزہ زار ہیں۔ ایک ایسا بحر ہے کہ پانی نکالنے والے اسے خالی نہیں کر سکتے۔ ایسے چشمے
ہیں کہ پانی کھینچنے والے انمیں سے ایک قطرہ بھی کم نہیں کر سکتے۔ آبگاہیں ہیں کہ وارد ہونیوالے
جنہیں نقصان ہی نہیں پہنچا سکتے۔ منزلیں ہیں کہ جن کے رستے مسافروں کو گمراہ ہی نہیں کر سکتے
نشانیاں ہیں کہ سیر کرنے والے جن سے کور ہی نہیں ہو سکتے۔ ایسے بلند مقامات ہیں کہ قصد کرنے
والے جن سے منحرف ہو ہی نہیں سکتے۔ خداوند عالم نے اسے (قرآن کو) تشنگی علما کے لئے سیرابی
قلوب فقہا کے واسطے بہار اور صلحا کے طریقوں کی خاطر نہایت عمدہ مقصد بنا دیا۔ وہ ایک
ایسی دوا ہے جس کے بعد کوئی درد باقی نہیں رہتا۔ اور ایک ایسا نور ہے۔ جس کے ساتھ
ظلمت کا ذرا بھی ملاپ نہیں پروردگار عالم نے اسے ایک
ایسی رسی قرار دیا جس کے حلقے نہایت مضبوط ہیں ایک ایسی پناہ گاہ بنایا جسکی چوٹی بلند ہے
جو شخص اسکی طرف متوجہ ہو۔ جو شخص اسمیں داخل ہو۔ جو شخص اسکی پیروی کرے۔ جو شخص
اسے اپنے اوپر لازم کرلے جو شخص اسکے ساتھ کلام کرے۔ جو شخص اس کے ساتھ دعوی کرے ان
سب اشخاص کیلئے یہ عزت ہے۔ سلامتی دینے والا ہے۔ راہ نما ہے۔ معذرت ہے۔ برہان اور
دلیل ہے۔ ایک زبردست شاہد ہے۔ جو شخص اسے اٹھاتے اسکا اٹھانیوالا ہے۔ جو شخص اسکی

آسانیوں کے واسطے صعوبتیں اور سختیاں کہاں؟ نہ اسکی روشنی کے واسطے تاریکی۔ نہ اسکی راستی کے لئے کجی۔ نہ اسکی شاخ مین پیچیدگیان۔ نہ اسکی وسیع و فراخ راہ کے واسطے کوئی رنج اور تعب نہ اسکے چراغ گل ہو سکتے ہین۔ نہ اسکی شیرینیوں مین تلخیون کی آمیزش ہے۔ اسلام کیا ہے؟ ایسے ستون ہین جنکی جڑون کو اس خالق اکبر نے طریقہ حقہ مین پیوستہ کر دیا ہے۔ انکی بنیادین انکے واسطے قائم اور ثابت کر دی ہین ایسے چشمے ہین جن سے ہزارون چشمے نکل رہے ہین۔ ایسے چراغ ہین جن کی لوئین افروختہ ہین۔ ایسے منارے ہین کہ جو اپنے مسافرون کیلئے مقتدا بنے ہوئے ہین۔ ایسی نشانیان ہین کہ انکے سبب سے انکے رستون کا قصد کیا جاتا ہے۔ ایسی آبگاہین ہین جو اپنے وارد ہونیوالون کو سیراب کر دیتی ہین۔ پروردگار عالم نے اس اسلام کو اپنی خوشنودی کا منتہا اپنے ستونوں کی بلندی اور اپنی اطاعت کا رکن قرار دیا ہے۔ یہ دین اسلام خداوند عالم کے نزدیک مضبوط ارکان والا بلند بنیاد والا۔ برہان روشن۔ آتش شعلہ ور صاحب قہر و غلبہ بادشاہ۔ ایک بلند نشانی۔ اور گرد و غبار سے پاک ہے تم اس سے مشرف ہو جاؤ سعادت حاصل کرو سکا اتباع کرو۔ اسکے حقوق کو بجا لاؤ۔ اور اسے اس کے مقام ہی مین رکھ دو +

اب سنو! کہ خداوند عالم نے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ کو حق کے ساتھ اسوقت مبعوث فرمایا جبکہ انقطاع (وقت موت) دنیا سے قریب ہو گیا تھا۔ اور وہ آخرت کی طرف مشرف ہونیکے لئے رخ کر رہی تھی۔ اسکی زیبا تشین درخشندگیون کے بعد تاریک ہو چکی تھین۔ اور اہل دنیا درد و شدت کی پنڈلیون پر قائم تھے۔ اسکے نرم و نازک فرش درشت اور کھردرے ہو گئے تھے۔ اسکی مدتون کی بربادی اسکی نیستی کی علامتون کے نزدیک ہونے۔ اہل دنیا کے گذرنے اسکے حلقون کے ٹوٹنے اسکے وسائل کے پراگندہ ہونے اسکی نشانیون کے مٹ جانے اسکی پوشیدگیوں کے اظہار اس کے درازی کے کوتاہ ہونیکے وقت مین اس کی بندشین کھلنے ہی کے قریب تھین۔ پروردگار عالم نے آپکو اپنی رسالت کا پہنچانیوالا۔ آپکی امت کے لئے کرامت و رحمت۔ آپکے اہل زمانہ کے لئے فصل بہار مددگار و نیکی کے لئے باعث رفعت و بلندی اور آپکے انصار کے لئے باعث شرف قرار دیا۔ پھر آپ پر کتاب نازل فرمائی

اور بھڑکتی ہوئی آگ کی گرمی سے بچانے والی ہے۔ جس شخص نے خوف خدا کو اختیار کیا۔ تو قریب آجانے والی سختیاں اس سے دور ہو گئیں۔ تلخکامیاں بخشنے والے امور اس کے لئے شیرین اور خوشگوار ہو گئے۔ جمع ہونیکے بعد رنج واندوہ کی موجیں اس کے واسطے کشادہ ہو گئیں۔ زحمت دینے والی دشواریاں اسکی خاطر سہل اور آسان ہو گئیں۔ قحط اور کمیابی کے بعد ابر کرم کا پانی اس کے واسطے جاری ہو گیا۔ وہ رحمت جو اس سے متنفر تھی اسپر جھک پڑی نعمتوں اور آسائشوں کا پانی زمین کی تہ مین پہنچ جانے کے بعد اس کے واسطے ابلنے لگا۔ برکت اور خیر کی گھٹائیں اس پر برس پڑین جبکہ وہ نہ برسنے کی قسم کھا چکی تھین۔ تم اس خدا سے ڈرو جس نے اپنے مواعظ سے تمہین نفع پہنچایا۔ اپنے رسول کو بھیجکر تمہین نصیحتین کین۔ اپنی نعمتون کے سبب سے تمپر احسان کیا۔ اب تم اپنے نفسون کو اسکی عبادت کے لئے آرام کر لو۔ اور اسکے حق اطاعت کو ادا کرتے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ پھر تم اس بات کو سمجھو کہ یہ دین اسلام خدا کا دین ہے اور ایسا دین ہے جسے اس نے اپنے نفس کے لئے انتخاب کر لیا ہے اپنی آنکھون کے سامنے اسے پرورش کیا ہے۔ اپنی بہترین مخلوق کے لئے اسے خالص کر دیا ہے اپنی محبت پر اس کے ستون قائم کئے ہین۔ اس کی عزت کے سبب سے تمام ادیانِ باطلہ کو ذلیل اور اس کی بلندی کے سبب سے تمام باطل ملتون کو پست کر دیا۔ اسکی بزرگی و کرامت کی وجہ سے اسکے دشمنونکی توہین کی۔ اسکی نصرت اور امداد کرکے اسکے دشمنون کو مخذول و منکوب کیا اس کے ارکان کے ساتھ ضلالت کے ستون منہدم کر دئے اسکے چشمون اور حوضون سے ہر ایک پیاسے کو سیراب کیا۔ اور ان حوضون کو اس کے پانی کھینچنے والون کے سبب سے لبریز کر دیا۔ پھر اسلام کو ایسا بنایا۔ کہ جس شخص نے اس سے تمسک کیا اس کے واسطے انکساری اور ذلت نہین۔ نہ اسکے حلقے کھل سکتے ہین نہ اسکے بنیاد کے لئے انہدام اور بربادی ہے۔ نہ اسکے ستونون کے واسطے زوال ہے۔ اس کا شجر اکھڑ نہین سکتا اس کی مدت منقطع ہونیوالی نہین۔ اسکے رستے مٹ نہین سکتے۔ اس کے درخت کی شاخین قطع نہین ہو سکتین اس کے رستے تنگ نہین۔ اس کی

کی طلب کر رہا ہون

وہ سنسان بیابانون مین حیوانات وحشی کی آوازوں کو سُنتا ہے - وہ خلوتون مین بندونکے گناہون سے واقف ہے - اسے بڑے بڑے اور زخار دریاؤن مین مچھلیون کی مختلف حالتین معلوم ہین - وہ تیز و تند ہواؤن اور آندھیون کے سبب سے واقع ہونیوالے پانی کے تلاطم کو جانتا ہے - اور مین شہادت دیتا ہون کہ محمدؐ خدا کے برگزیدہ ہین - اسکی وحی کے سفیر ہین وہ اسکی رحمت کے رسول ہین - حمد و صلوٰۃ کے بعد - ایہا الناس مین تمہین اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون جس نے تمہاری خلقت کی ابتدا کی اور اسی کی طرف تمہارا مرجع اور معاد ہے - تمہارے مطالب کی برکت و فیروزی اسی کے ساتھ ہے - اور وہی تمہاری خواہشات کا منتہا ہے - تمہارے رستون کی راستی اسی کی طرف ہے - اور تمہارے خوف و خطر کی پناہ گاہ وہی ہے - یاد رکھو کہ تقوائے الٰہی تمہارے قلوب کے درد کی دوا ہے تمہارے دلون کے اندھے پن کے لئے بصیرت ہے - تمہارے جسمو نکے امراض کی شفا ہے - تمہارے سینون کے فساد کی اصلاح کرنیوالا ہے - تمہاری آنکھونکے پردون کو جلا دینے والا ہے تمہارے دلی خوف کے لئے باعث امن ہے تمہاری ظلمت ضلالت کی سیاہی کی روشنی اور ضیا ہے پس تم اطاعت خداوندی کو اپنے جبہ سے نزدیکتر اپنا پیرہن بناؤ - بلکہ پیرہن سے بھی نزدیک اپنے باطن (قلب) مین داخل کر لو - اپنی پسلیون کے درمیان (جو دل کی جگہ ہے) روح لطیف کی طرح اسکی حفاظت کرو - اسے اپنے امور پر مسلط کر کے اپنا بادشاہ منزل آخرت مین وارد ہونے کے وقت اسے اپنی آبگاہ (چشمہ) اور اپنے مطالب حاصل کرنیکے لئے اسے شفیع بنا لو - اپنے خوف و دہشت کے دن کے لئے اسے ایک ڈھال مقرر کرو - اپنی قبرون کی تاریکیون کے لئے اسے روشن چراغ بناؤ - اپنی وحشت اور تنہائی کے دلول کے لئے تسکین دینے والا اور اپنی آخرت کی منزلون کے اندوہ و تعب کے لئے اسے ایک فرحت قائم کر لو کیونکہ یہ خداوند تعالیٰ کی اطاعت احاطہ کر لینے والے مہلکات انتظار کئے ہوئے خوف

(رکوع و سجود کے لئے) نرم ہین۔ اور تمہاری گردش کا مقام بالکل کشادہ ہے اور تمہارے حرکت کرنیکا مقام وسیع و فراخ ہے۔ قبل اس سے کہ تمہین موت آجائے تم مرگ کے پنجے مین گرفتار ہو جاؤ۔ موت کا تمپر نازل ہونا ایک امر یقینی ہے۔ تم اسکا بالکل یقین رکھو۔ اور اسکے آنے کا انتظار نہ کرو

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ مین سے جو لوگ دین و کتاب الہی کے حافظ تھے۔ انہون نے جان لیا تھا کہ مین نے کبھی ہرگز خدا اور رسول کے احکام کو رد نہین کیا۔ بیشک مین نے اکثر اُن مقامات مین نفس رسول کو اپنے نفس پر مقدم سمجھا ہے جہان سے بڑے بڑے پہلوان لوٹ آتے تھے۔ اور میرے پاؤن شجاعت اور جوانمردی کی حالت مین واپس ہوتے تھے۔ اسوجہ سے پروردگار عالم نے میرا اکرام کیا مجھے مکرم سمجھا۔ اور واقعاً حضرت کی روح مبارک اس حالت مین قبض کی گئی ہے کہ آپ کا سر میرے سینہ پر تھا۔ دہن مبارک کا خون (لعاب) میرے ہاتھون پر روان ہوا۔ اور مین نے ان خون آمیز ہاتھون کو (خیر و برکت کے لئے) اپنے چہرے پر پھیر لیا۔ مین حضرتؐ کے غسل کی طرف متوجہ ہوا اور ملائکہ اس کام مین میرے مددگار تھے۔ اہل بیت اور تمام جن و انس و ملائکہ نے آواز گریہ بلند کی۔ ملائکہ کا ایک گروہ (پڑھنے کے لئے) نیچے آتا تھا اور ایک گروہ اوپر جاتا تھا۔ میرے کانون نے انکے ہمہموے سے مفارقت نہین کی (انکی آوازین برابر میرے کانون مین آیا کین) یہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم نے حضرتؐ کو ضریح اقدس مین پنہان کیا۔ اب کون شخص زندگی اور موت کی حالت مین مجھ سے زیادہ حضرت کا حقدار ہو سکتا ہے۔ تم اپنی آنکھون اور اپنی بینائی سے کام لیکر جہاد کی طرف عجلت اور سرعت سے کام لو۔ اور یہی سزاوار ہے کہ تمہاری نیتین دشمن کے جہاد مین راست اور درست رہین قسم اس خدا کی جسکے سوا کوئی خدا نہین کہ مین طریقہ حق پر قائم ہون۔ اور وہ لوگ (بنی اُمیہ) باطل کی لغزش گاہون پر کھڑے ہوتے ہین۔ مین ان اقوال کو زبان سے نکال رہا ہون جنہین تم سُن رہے ہو۔ اور پروردگار سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت

ہوتے ہے) تم اسکی مضبوط رسیوں کے ساتھ چسپاں ہو جاؤ۔ اسکی حقیقتوں سے (جو اعتقادات یقینیہ و یقینیہ ہین) متمسک ہو رہو یہ (تقوی) تمہین اس روز راحت و آرام کے مکانون۔ وسعت اور کشائش کے شہرون حفاظت کے قلعون اور عزت کی منزلون کی طرف راجع کر دیگا جسدن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی اطراف عالم تاریک ہو جائین گے ان اونٹنیونکا گران بہا بچے دنیا بالکل بیکار اور معطل ہو جائیگا جو بچہ دینے کے قریب ہی ہون۔ صور اسرافیل پھونکا جائیگا اور ہر ایک روح بدن سے نکل جائیگی ہر ایک زبان گونگی ہو گی۔ بڑے بڑے بلند پہاڑ اور سخت سخت پتھر ہموار اور نرم ہو جائین گے سخت پتھرون کی تو یہ حالت ہو گی جیسے چمکدار سراب ہوا کرتا ہے۔ اسکے قرار کی جگہ ہموار اور پست ہو جائیگی۔ نہ اس روز کوئی شفیع ہو گا جو شفاعت کرے۔ نہ کوئی عزیز و قریب ہو گا جو عذاب کو دور کرے۔ نہ کوئی عذر خواہ ہو گا جو کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکے ؞

خطبہ علیہ السلام

پروردگار عالم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اسوقت مبعوث فرمایا جبکہ راہ خدا کا نشان قائم نہ تھا ہدایت کی چمکدار علامتین غائب تھین۔ ظاہر اور واضح رستہ (اسلام) نظرون سے پوشیدہ تھا۔ بندگان خدا! مین تمہین خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ تمہین دنیا سے ڈراتا ہون کیونکہ یہ کوچ کرنیکا گھر ہے۔ یہ کدورتون کا محل ہے۔ جو شخص اسمین سکونت رکھتا ہے۔ وہ مسافر ہے۔ اور جو شخص اسمین مقیم ہے وہ اس سے دور ہوا ہے۔ یہ آناً فاناً کشتی کی طرح اپنے رہنے والون کو ایسی حالت مین حرکت دیتی ہے کہ باد تند و تیز اسے بھنور مین لاکر توڑ ڈالے (اب مسافرون کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بعضے تو غرق ہو کر ہلاک ہو جاتے ہین اور بعضے موجون کے پیچ و تاب پر سوار ہوتے ہین اور ہوا انہیں کہین سے کہین پہنچا کر بالکل عالم تنہائی مین چھوڑ دیتی ہے) اب جو انمین سے غرق ہوا تو اسکی تلافی مافات کسیطرح نہین ہو سکتی۔ اور جس نے انمین سے نجات پائی وہ بھی ہلاکت کی طرف جا رہا ہے۔ (کیونکہ موت سے کسی حالت مین نجات نہیں) بندگان خدا! تم اسوقت عمل و عبادت مین کوشش کرو۔ جبکہ تمہاری زبانین کھلی ہوئی ہین تمہارے بدن صحیح و سالم ہین تمہارے اعضا

وہ ریت کے چمکدار اور شفاف ذرے جنپر پانی کا دھوکا ہوتا ہے ۱۲

کی طرف ہدایت کی عدل و قسط کے ساتھ حکم دیا۔ درود ہو خدا کی طرف سے اسپر اور اسکی آل پر
بندگان خدا! خوب سمجھ لو کہ خداوند عالم نے تمہین یونہی عبث اور فضول پیدا نہیں کیا۔ نہ تمہین
بغیر کسی نگہبان کے رہا کر دیا ہے۔ وہ اپنی ان نعمتون کی مقدار جانتا ہے جو تمپر نازل ہوتی ہین
اور احسان جو تمپر ہوتے ہین اس نے انکا احصا کر لیا ہے اب تم اسی سے فتح و نصرت کی طلب و
اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اور عطیہ و بخشش کو اسی سے مانگو۔ تمہین کسی پردے نے اس سے
قطع نہیں کر دیا ہے (تمہارے اور اسکے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے) نہ اسکے سامنے حاضر
ہونیکا دروازہ تمہارے لیئے بند کیا گیا ہے۔ بیشک وہ ہر ایک مکان اور ہر ایک وقت اور زمانہ
مین موجود ہے وہ ہر انس و جن کے ساتھ ہے۔ عطا و بخشش اس کے کرم مین رخنہ اندازی نہیں کر سکتے
نہ جود و کرم اسکے خزانہ کو ناقص کر سکتا ہے۔ سوال کرنیوالا اسکے خزانے کو ختم نہیں کر سکتا عطیات
اور بخششین اسکی نعمتون کو اتمام تک نہین پہنچا سکتین۔ جود و کرم مین اسے ایک شخص دوسرے
سے منحرف نہیں کر سکتا (کہ اسے دے اور دوسرے کو نہ دے) نہ کوئی آواز اسے دوسری آواز
کی سماعت سے روک سکتی ہے بخشش و عطا اسے چھین لینے سے مانع نہیں ہو سکتی (وہ انعام
بھی دیتا ہے اور چھین بھی سکتا ہے) غصہ و غضب اسے رحمت سے روگردان نہیں کر سکتے
اور نہ رحمت اسے عذاب سے حیران کر سکتی ہے (یہ نہیں ہو سکتا کہ رحمت اسے عذاب سے روک سکے)
اسکی ذات کا پوشیدہ رہنا اسے ظہور سے پنہان نہین کر سکتا نہ اس کا ظاہر ہونا اس کی پوشیدگی کو
قطع کرنے والا ہے۔ وہ ہر ایک شے سے بحسب قومیت نزدیک ہے۔ اور پھر (بحسب ذات) بعید ہے
وہ بلند ہے اور قریب ہے۔ وہ ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے۔ مخفی ہے اور آشکار ہے۔ وہ ہر ایک چیز
سے نزدیک ہے اور کوئی شے اس سے نزدیک نہین۔ اس نے خلقت کو ایک حالت سے دوسری
حالت مین لا کر پیدا نہین کیا۔ نہ کسی ضعف و ناتوانی کے باعث انکی مدد طلب کرنیکے لیے خلق کیا
ہے۔ بندگان خدا! مین تمہین خوف خدا کی وصیت کرتا ہون۔ کیونکہ یہ پرہیزگاری ایک مہار ہے
(جو تمہین جنت کی طرف لیجاتی ہے) اور ایک ستون ہے (جو تمہین جہنم مین گرنے سے روکے

ہین - اگر انہین حاکم بنا دیا جائے تو حکومت مین اسراف سے کام لیتے ہین - یہ لوگ ہر ایک حق کے لئے باطل - ہر ایک راستی کے لئے کجی ہر ایک زندہ کے لئے کشندہ - ہر ایک دروازے کے لئے کنجی - اور ہر ایک رات کے لئے چراغ مہیا کرتے ہین (انہین طرح طرح کے فریب آتے ہین اور کوئی مکاری ایسی نہین جو انکی ذات مین موجود نہو) وہ لوگونکی طمع کو نا اُمیدی سے پیوست کرتے ہین (جب کسی شخص نے کوئی کام شروع کرنیکا ارادہ کیا اور انہونے بھانجی ماری کہ اس مین تمہین خسارہ رہیگا نقصان اُٹھاؤگے اور اس کی علت غائی فقط یہ ہے (تاکہ انکا بازار خوب گرم ہو - اور اپنے مال و متاع کو اس بازار مین رواج دین (دوسرا شخص فائدہ نہ اُٹھانے پائے) وہ ایک بات کہتے ہین اور ایسے لوگون پر شتبہ کر دیتے ہین کسی کام کی تعریف و توصیف کرتے ہین اور روپیہ سمیٹتے ہین - راہ باطل کو آسان کرتے ہین اور مقامات عنیقہ کو اپنے پہلو مین رکھتے ہین - یہ لوگ شیطان کی جماعت ہین - آگ کے چشمے ہین - یہ سب کے سب شیطانی گروہ ہین - اور خبردار ہو جاؤ کہ شیطانی گروہ مین جتنے بھی ہین وہ زیان کار اور نقصان رسیدہ ہین ٭

خطبہ

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہین جس نے اپنی بادشاہت کے آثار اور اپنی کبریائی کے جلال کو ظاہر فرمایا اور اس طرح ظاہر فرمایا کہ عقلون کی آنکھون کو اپنی قدرت کے عجائبات سے حیران کر دیا - اور نفوس کی فکرونکے خطرات کو اپنی صفت کی حقیقت کے پہچاننے سے منع کر دیا مین شہادت دیتا ہون کہ سوائے اس خداوند عالم کے کوئی خدا مستحق ستائش نہین - اور ایسی شہادت دیتا ہون جو اعتقادی ہے - ریب و ریا سے خالی ہے - یقینی ہے - اور اطاعت و عبادت سے معمور ہے - مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسکے بندے ہین اسکے رسول ہین - انہین ایسی حالت مین مبعوث فرمایا جبکہ ہدایت کی نشانیان منہدم ہو چکی تھین دین کے رستے معدوم تھے - آپنے حق کو آشکار اور ظاہر کیا - خلقت کو نصیحتین کین - راہ راست

اتمام منت و احسان اور اسکی حبل المتین سے تمسک کرنیکا سوال کرتا ہون - اور شہادت دیتا ہون
کہ محمد اسکے بندے ہین اس کے رسول ہین - آپنے خوشنودی خدا کے لئے ہر قسم کی سختی اور مصیبت
کو برداشت کیا - اور اسی کی رضا کو مد نظر رکھکر ہر ایک غم و غصہ کو نوش فرمایا - خویش و اقارب نے
آپ سے اختلاف کیا - بیگانے اور غیر مخالفت پر جمع ہوتے - اور طائفہ عرب نے اپنی نگاہون کو
آپکی طرف (لڑائی کے لئے) منعطف کردیا (اپنی سواریوں کے شکم پر اس سے محاربہ کرنیکے
لئے قمچیاں ماریں (اس سے لڑنیکے لئے اپنے گھوڑون اور اونٹون کو دوڑاتے ہوئے لاتے) حتی کہ
مقامات و منازل دور و دراز سے اپنی عداوتون کو لاکر اس کے مملکت کے صحن مین کھڑا کر دیا
بندگان خدا! مین تمہین خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون - تمہین اہل نفاق سے ڈراتا
ہون - کیونکہ وہ لوگ گمراہ ہین گمراہ کرنیوالے ہین - وہ خود لغزش مین گرفتار ہین اور دوسرے کو
بھی لغزشوں مین آلودہ کرتے ہین - وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہین - اور طرح طرح کے فتنے و
فساد برپا کرتے ہین - وہ ہر ایک تکیہ گاہ مین تمہاری گرفتاری کا قصد کرتے ہین - اور ہر ایک
گذرگاہ مین تمہارا انتظار کر رہے ہین انکے دل دردآلود ہین - انکی صورتین پاک صاف ہین باطن
مین نہایت تیزی کے ساتھ چلتے ہین اور بظاہر نہایت آہستہ آہستہ جنبش کرتے ہین انکا کسی کی
توصیف کرنا درد کی دوا ہے - انکا قول شفائے امراض ہے مگر انکے افعال درد بیدرمان
ہین - وہ خوشحال لوگوں کے حاسد ہین - بلا و مصیبت کے محکم کرنیوالے اور امیدوں سے ناامید کرنے
والے ہین - انکے لئے ہر ایک رستے مین کوئی نہ کوئی گرا پڑا موجود ہے (ایک ایک شکار مل ہی
جاتا ہے) اور ہر ایک دل کی طرف انکے لئے ایک شفاعت کرنیوالا موجود ہے (کسی نہ کسی طرح لوگوں کے
دلوں مین گھر کر ہی لیتے ہین) اور ہر ایک سوزش دلی مین انکے لئے آنسو موجود ہین (انکی ظاہری
مسکینی پر ہر ایک کو ترس آجاتا ہے) وہ حمد و ثنا کو آپسمین بطور قرض استعمال کرتے ہین اور اسکے
جزا کے امیدوار ہین (انکی دلی خواہش یہی ہے کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو) سوال کرتے
ہین تو الحاج و زاری سے کام لیتے ہین - اگر کسی کو ملامت کرین تو اس کا ایک ایک عیب ظاہر کرتے

(بلکہ دلداری کرتا ہے) کسی امر باطل میں داخل نہیں ہوتا۔ نہ راہ حق سے خارج ہوتا ہے۔ اگر خاموش ہے تو یہ خاموشی اسے غمگین نہیں کرتی۔ اگر ہنسے تو اسکی آواز بلند نہیں ہوتی (فقط زیر لب تبسم ہوتا ہے) اگر اس پر ظلم کیا جائے تو صبر کرتا ہے یہانتک کہ پروردگار عالم اسکی طرف سے انتقام لیلے۔ اس کا نفس اس کی طرف سے رنج میں رہتا ہے۔ اور لوگ اس کے سبب سے راحت پاتے ہیں۔ وہ آخرت کے لئے اپنے نفس کو رنج و تعب میں ڈالتا ہے اور لوگوں کو اپنے نفس سے راحت پہنچاتا ہے۔ جو شخص اس سے دور رہتا ہے وہ بھی اس سے دوری اختیار کرتا ہے وہ دنیا سے پرہیز کرتا ہے۔ اسکی آلائشوں سے بالکل پاک صاف ہے۔ جو شخص اس سے نزدیک ہوتا ہے وہ بھی اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ وہ ہر ایک کا دل سوز ہے۔ ہر شخص سے بلا تمنّ پیش آتا ہے۔ اس کا لوگوں سے دور رہنا کبر و رعونت اور عظمت کی وجہ سے نہیں اسی طرح ان سے نزدیک ہونا مکر و فریب کی راہ سے ہے۔ راوی بیان کرتا ہے۔ کہ ہمام نے یہ کلمات سنکر ایک ہولناک چیخ ماری اور اس چیخ کے ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا (اللہ اللہ کیا متبرک اور خدا رسیدہ نفوس تھے) یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا۔ قسم خدا کی میں اس کے لئے اسی بات سے ڈرتا تھا اور اسی لئے جواب میں درنگ کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ حد سے بڑھی ہوئی نصیحتیں اپنے اہل کے ساتھ یہی کام کیا کرتی ہیں۔ اسوقت ایک کہنے والے نے کہا یا امیرالمومنین آپنے اس عمل کو کیوں نہ کیا۔ ان نصیحتوں نے آپ میں یہ تاثیر کیوں نہ دکھائی۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھپر ہر ایک موت کے لئے ایک وقت معیّن ہے جس سے درگذر نہیں ہو سکتی۔ اور ایک سبب ہوا کرتا ہے جس سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا میں اب تجھے مہلت دیتا ہوں پھر اس قسم کلام کا اعادہ نہ کرنا۔ کیونکہ اس کلام کو شیطان نے تیری زبان پر جاری کیا تھا ❊

اس خطبہ میں حضرت نے منافقین کا حال بیان فرمایا ہے۔ میں خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اس نے بندوں کو اطاعت اور اپنی معصیت سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور میں اسکے

اسے تنگ کرے اور اُسے دوست سمجھے جیسے وہ متقی) مگروہ سمجھتا ہے تو وہ کبھی یہ مکروہ اور
خراب شے اسے عطا نہیں کرے گا۔ (وہ اپنے نفس امارہ کا ہرگز پابند نہ ہوگا) اسکی آنکھوں کی
ٹھنڈک اسی (عزت آخرت) میں ہے جو کبھی زائل نہ ہوگی۔ وہ اس چیز سے پرہیز کرتا ہے
جو باقی رہنے والی نہین۔ اس نے حلم اور علم کو باہم ملا رکھا ہے۔ قول کو فعل کے ساتھ مرکب
کر دیا ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ اسکی آرزو قریب ہے۔ اسکی لغزشین تقلیل ہین۔ اسکا قلب خاشع
ہے۔ اسکا نفس قانع ہے۔ اسکی خواہش بہت تھوڑی ہے۔ اسکی روزی آسان ہے۔ اس کا
دین محفوظ ہے۔ اسکی شہوات نفسانیہ مردہ ہین۔ اس کے غصہ کا جوش فرو ہو چکا ہے
لوگ اس سے خیر کے ہی اُمیدوار ہین اس کے شر سے امین ہین۔ اگر وہ غافل انسانون مین
نشست و برخاست کرے تو ذاکرین (خدا کو یاد کرنے والون) مین لکھا جائیگا (کیونکہ اسکا دل
ذکر الٰہی مین محو ہے) اور اگر مجلس مذاکرہ علما مین بیٹھے تو غافلون کی فہرست مین اس کا نام
درج نہ ہوگا (گو وہ بظاہر انکے اقوال کو سُن رہا ہے اور خاموش ہے۔ مگر دل مین یاد الٰہی لبریز
ہے) جو شخص اس پر ظلم کرے اسے معاف کرتا ہے۔ اپنے حق کے غصب کرنے والے پر بخشش کرتا ہے
جو شخص اس سے قطع رحم کرے وہ اس کے ساتھ صلۂ رحم بجا لاتا ہے۔ فحش سے دور ہے۔ اس کا
قول نہایت نرم ہے۔ اسکی بدی لوگوں سے علیحدہ ہے۔ اسکی نیکیان لوگون کے لئے حاضر اور موجود
ہین۔ اس کی خیر لوگون کی طرف رخ کر رہی ہے۔ اسکی شرارتین انکی طرف سے پشت کئے ہوئے
ہین۔ وہ بلاؤن کے وقت صاحب قرار و تمکین ہے۔ شدائد و مصائب کے وقت صابر ہے
حالت خوشحالی مین شاکر ہے۔ جس سے بغض رکھتا ہے اسپر ستم نہین کرتا۔ جس شخص کو دوست
رکھتا ہے اس کے بارہ مین گناہ کا ارتکاب نہین کرتا۔ قبل اس سے کہ حق پر شہادت دے اسکا
اعتراف اور اقرار کر لیتا ہے۔ جو چیز اسے سونپ دی جائے اسے ضائع نہیں کرتا۔ نہ اس چیز کو
بھولتا ہے جس کا اسکے سامنے ذکر کر دیا گیا ہو۔ وہ لوگون کو بُرے القاب کے ساتھ نہیں پکارتا
نہ اپنے ہمسائے کو ایذا پہنچاتا ہے مصیبت کے وقت دوسرون کو شماتت اور ملامت نہین کرتا

خیال کرتا ہے - حالانکہ اس جماعت کو کسی قسم کا مرض ظاہری لاحق نہین - اور وہ دیکھنے والا
کہہ اُٹھتا ہے کہ یہ لوگ بالکل حیران پریشان ہین حالانکہ انہیں ایک امر بزرگ نے حیران
کرر کھا ہے - (جو شوق و اشتیاق لقائے پروردگار عالم ہے) یہ اپنی تھوڑی سی عبادتوں پر راضی
نہیں ہوتے - نہ عبادت کثیر کو کثیر سمجھتے ہین - وہ ہر وقت اپنے نفس کو تاخیر و تقصیر عبادت کا
اتہام لگاتے رہتے ہین - وہ اپنے اعمال کی طرف سے خوفناک ہین (کہ دیکھئے قبول بھی ہوئے ہین
یا نہیں) اور جسوقت انمیں سے کسی شخص کی عصمت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ ان الفاظ سے خوف کرتا
ہے جو اس کی نسبت استعمال کئے جاتے ہین - اور وہ کہتا ہے کہ مین اپنی نفس کی حالت اپنے غیر
سے اچھی طرح جانتا ہون اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کی حالت کا عالم ہے
بار الہا! تو مجھ سے ان اقوال کی نسبت مواخذہ نہ کرنا جو ان لوگونکی زبانون سے نکل رہے ہین
مجھے اس سے افضل و بہتر بنا دے جیسا کہ یہ حضرات گمان کرتے ہین - اور میرے وہ گناہ بخش دے
جنہیں یہ لوگ نہین جانتے - انہین سے ایک شخص کی یہ حالت ہے - کہ تو اسے دین مین قوی دیکھیگا
نرمی کے وقت صاحب احتیاط پائے گا - اسکا ایمان عین الیقین ہوگا - علم کی حرص بڑھی ہوئی
ہوگی - بردباری مین علم کا جلوہ ہوگا - عین بے نیازی اور بے پرواتی کی حالت مین میانہ روی
اور اعتدال سے کام لیگا - اسکی عبادت مین خضوع و خشوع ظاہر ہوگا - عین احتیاج کی حالت
مین صبر و شکیبائی ظاہر کریگا - عین شدت اور سختی کے وقت صبر پر کاربند رہیگا - اکل حلال
کی طلب کریگا ہدایت مین خوشحال ہوگا - طمع کو معیوب سمجھے گا - اعمال صالحہ بجا لائیگا اور نہایت
ہی خوف کی حالت اسپر طاری ہوگی - وہ شام کریگا مگر ایسی حالت مین کہ اسکی ہمتین شکر نعمت
خالق ادا کرنے ہی مین مصروف ہونگی - اسے صبح ہوگی اور ایسی حالت مین ہوگی کہ اسکے ارادے
یاد الہی کے لئے ہی کمر بستہ ہونگے - وہ نہایت ہی خوف کی حالت مین سوئے گا - اور نہایت
فرحناک حالت مین صبح کریگا - حذر اور خوف ان غفلتون سے ہوگا جن سے اسے ڈرایا گیا ہے اور فرحت
وانبساط اس فضل و کرم کے سبب سے ہونگے جو اسے حاصل ہوتے ہین - اگر اس کا نفس اس چیز کے لئے

ساتھ برائی ہی نہیں کرتے) ان کے جسم (کثرت عبادت و خوف سے نحیف ہیں - انکی حاجتیں (دنیا میں)
نہایت ہی تھوڑی ہیں (فقط قوت لایموت کے متمنی ہیں وہ بھی کبھی دو سے کبھی تین تیسر)
انکے نفس نہایت ہی پاک و پاکیزہ ہیں - اس چند روزہ دنیا میں مصائب پر صبر کرنا عاقبت
میں انکے لئے راحت ابدی ہے - اور نہایت ہی نفع بخش تجارت ہے - جسے انکے پروردگار نے
انکے واسطے میسر کیا ہے - اہل دنیا ان سے میل ملاپ پیدا کرنا چاہتے ہیں - مگر یہ انکی ملاقات کا ارادہ
نہیں کرتے - دنیا نے انہیں شدائد و مصائب میں اسیر کر رکھا ہے اور انہوں نے اپنی خواہشات
نفسانی و لذات کو دنیا پر فدا کر دیا ہے (اس سے بالکل ترک تعلق کر چکے ہیں) رات کے وقت
انکے قدم نماز کے لئے صفیں باندھ کر اجزائے قرآن کی تلاوت میں مصروف ہوتے ہیں - نہایت
ہی عمدگی کے ساتھ قرأت کرتے ہیں - اس قرآن کی سبب سے اپنے نفوس کو رنج و آلام میں ڈالتے
ہیں (اسے پڑھتے ہیں اور روتے ہیں) اور اس کے سبب سے اپنے اپنے جہل کے درد کی دوا کو پیدا
کرتے ہیں - جب کسی ایسی آیت پر گذرتے ہیں جس میں جنت کا شوق دلایا گیا ہے تو اسی آیت
پر ثواب کی طمع کرتے ہوتے ٹھیر جاتے ہیں - از روئے اشتیاق کے اس کے حصول کی کوشش
کرتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں گویا وہ شے جسکی بشارت دی گئی ہے بالکل آنکھوں کے سامنے موجود ہے
اور جب کوئی ایسی آیت نگاہ سے گذرتی ہے جسمیں دوزخ سے خوف دلایا گیا ہے - تو بگوش دل
اسے سنتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ گویا جہنم کے افروختہ ہونیکی آواز اور دوزخیوں کی شیون انکے
کانوں کی جڑوں میں موجود ہیں پس یہ لوگ اپنی کمریں اطاعت خداوندی کیلئے خم کرتے ہیں
اپنی پیشانیوں اپنی ہتیلیوں اپنے زانوؤں اور اپنے پاؤں کے سروں کو سجدوں کیلئے فرش کر دیتے
ہیں - اور خداوند تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری گردنیں عذاب کی زنجیروں سے کھول دی جائیں یعنی
عذاب دوزخ سے آزادی عطا فرمائی جائے - دن کے وقت یہ لوگ بردبار ہیں - عالم و دانا ہیں
ابرار ہیں - پرہیزگار ہیں - انہیں خوف خدا اس طرح کاہیدہ کرتا ہے جیسے چوب تیر کو رندہ
کر کے باریک کر دیا کرتے ہیں - دیکھنے والا انکی طرف دیکھتا ہے - اور انہیں دردمند اور مریض

صفات متقین

حضرتؑ کے ایک صحابی ہمام نہایت ہی عابد و زاہد تھے - انہوں نے ایک دفعہ حضرتؑ سے دریافت فرمایا کہ آپ متقین کے ایسے اوصاف بیان فرمائے جنہیں مین گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ لون - حضرتؑ نے اس کے جواب مین ذرا تامل کیا پھر فرمایا "اے ہمام خدا سے ڈر اور نیک کام مین مشغول ہو کیونکہ اللہ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے" ہمامؒ نے ان الفاظ پر قناعت نہ کی یہانتک کہ حضرتؑ کو قسم دی کہ آپ ضرور کچھ اور بیان فرمائے - یہ سنکر حضرتؑ نے خداوند تعالی کی حمد و ثنا کی - نبیؐ پر درود بھیجا اور فرمایا - حمد و صلوٰۃ کے بعد اے ہمام تجھے جاننا چاہئے کہ پروردگار نے موجودات کو اپنی مصلحت ایجاد کے موافق ایجاد کیا - وہ انکی اطاعت سے بے نیاز اور انکی معصیت سے بے خوف تھا کیونکہ نافرمان کی نافرمانی اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی نہ مطیع کی اطاعت اسے کچھ فائدہ دے سکتی ہے پھر انکے درمیان انکی معاش کو تقسیم کیا - اور دنیا مین انہیں ان کے مناسب مقامات پر ساکن کر دیا اب ان موجودات مین جو متقی ہین وہ صاحب فضائل و کمالات ہین - انکی گفتار درست اور صواب ہے - انکی پوشاک میانہ روی اور اعتدال ہے - اور رفتار انکی تواضع اور فروتنی ہے - وہ چیزین جو خداوند عالم نے ان پر حرام کی ہین - انہوں نے اپنی نگاہین ان سے ڈھانک رکھی ہین وہ اپنے کانون کو ہی علم پر ٹھیراتے ہین - (اُسی بات کو سنتے ہین) جو انکے لئے نفع بخش ہو انکے نفس انکے سبب سے اس طرح بلاؤن مین گرفتار ہین گویا کہ فراخی و آسائش مین نازل ہوتے ہین (وہ اپنے نفوس کے لئے بلاؤن کو عین خوشی اور آسائش سمجھتے ہین) وہ مدت معین جو خداوند عالم نے انکے لئے مقرر کر دی ہے اگر نہوتی تو انکی روحین ثواب خداوندی کے شوق اور عذاب خدا کے خوف سے سبب سے ایک لحظہ بھر کے لئے بھی ان جسمون مین نہ ٹھیرتین - انکے نفوس مین خلاق عالم کی عظمت نقش ہو گئی ہے - اور اس کے سوا ہر ایک شے انکی آنکھون مین حقیر جچ رہی ہے - اب جنت کے ساتھ انکی کیفیت ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص اس مین رہ کر اسکی نعمتوں کے مزے لے چکا ہو - اور جہنم کے ساتھ انکی حالت اس شخص کی سی ہے - جو اسمین رہ کر اس کے عذاب کا ذائقہ چکھ چکا ہو - ان لوگون (متقیون) کے قلوب دنیا مین محزون اور غمگین رہتے ہین - لوگ انکی برائیون سے امن مین ہین (وہ کسی کو

شکر اسکے قبضہ قدرت مین ہین - وہ صاحب غلبہ و حکمرانی ہے اس نے تم سے قرض طلب کیا ہے حالانکہ زمین و آسمان کے خزانے اس کے تصرف مین ہین - وہ بے نیاز ہے حمید ہے - اب اسکے سوا کوئی بات نہین کہ وہ تمھین آزمارہا ہے کہ دیکھین کون شخص تم مین سے اعمال نیک بجالاتا ہے اب تم اپنے اعمال کی طرف جلدی کرو - اور مکان خداوندی (بہشت) مین خدا کے خالص بندون اور اسکے ہمسایون کے ساتھ ہوجاؤ - وہ ایسے ہمسائے ہین کہ پروردگار عالم اپنے رسولون کو انکا رفیق بناتا ہے - اپنے فرشتون کو انکی زیارت کے واسطے بھیجتا ہے - وہ انکے کانون کو اس بات سے عزیز اور مکرم رکھتا ہے کہ وہ کبھی آتش دوزخ کی آواز سنین (انکے کان کبھی دوزخ کی دہشتناک آوازون کو نہ سنینگے) انکے بدنونکی اس بات سے حفاظت کرتا ہے کہ کسی زحمت اور تعب کے متحمل ہون (انکے بدن کسی رنج و زحمت کا تحمل نہ کرینگے انہین کسی قسم کی تکلیف نہوگی) یہ خدا کا فضل و احسان ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے - اور وہ خدا بڑے عظیم الشان فضل و کرم کا مالک ہے - مین نے تم سے ایسی باتین بیان کین جنہین تم سن رہے ہو (مین نے اپنا فرض ادا کردیا اب تمہین اختیار ہے کہ عمل کرو یا نہ کرو) اور ہمارے تمہارے نفسون کے لئے وہی خدا مستعان ہے وہی ہمین کافی ہے اور وہی نہایت عمدہ وکیل اور صاحب اختیار ہے*

برج ابن مسہر طائی ایک خارجی تھا - اور شاعر تھا - ایک دفعہ اس نے "لا حکم الا اللہ" کہا جو خوارج کا تکیہ کلام تھا - او حضرت نے اس کی زبان سے یہ کلمہ سن لیا - سنکر آپنے فرمایا "خاموش ہو اثرم[۱] خدا تیری صورت کو مسخ کرے - قسم خدا کی خلیفہ حق آشکار ہوا اور اسکے لشکر مین تو ایسی حالت مین تھا کہ تیری شخصیت نہایت گمنامی کی حالت مین تھی (تو اس قدر حقیر اور پست مرتبہ تھا کہ کوئی تجھے جانتا تھا) تیری آواز نہایت خفی تھی (کوئی تیری بات کو توجہ سے نہ سنتا تھا) حتی کہ سر لشکر باطل (معاویہ) نے فریاد بلند کی اب تو اس طرح ظاہر ہوا جیسے بکری کے سینگ چانک ظاہر ہوجاتے ہین (پردہ خفا سے نکلکر یکبارگی تجھے یہ قدرت حاصل ہوگئی کہ تو یہ کلمات زبان سے نکالے)*

[۱] اثرم اس شخص کو کہتے ہین جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے ہون ۱۲

جاتا ہے - ریگ گرم کی سوزش اور احراق سے کسطرح بلبلا اُٹھتا ہے - پھر کیا حال ہوگا ایسے شخص کا
جب وہ آتشین تودون کے درمیان - دہکتے ہوئے پتھرونکا ہم خواب اور شیطان کا ہم نشین ہوگا
کیا تمہین علم ہے؟ کہ ایک فرشتہ (مالک دوزخ) جب آتش دوزخ پر غضبناک ہوتا ہے - تو اسکے
غضب سے اسکے بعض حصّے بعض حصّونکے التہاب اور جوش کو توڑ ڈالتے ہین (غالب آجاتے ہین) اور
جب وہ اس (آتش دوزخ) پر جھنجتا ہے تو جہنم کے شُعلے اس کی چیخ سے فریاد کرتے ہوئے دوزخ
کے دروازون مین لپکنے لگتے ہین - اے عمر رسیدہ بوڑھے شخص جس کے ساتھ بوڑھاپا مخلوط
ہوگیا ہے - تیرا اسوقت کیا حال ہوگا جبکہ آگ کے طوق تیری گردن کی ہڈیون مین جگہ لے لین گے
طوق و زنجیر تجھ سے پیوست ہو جائین گے یہانتک کہ تیرے بازوؤن کے گوشت کو کھالین گے
بندگان خدا! خدا سے ڈرو! خدا سے ڈرو! ابھی تم سقم و بیماری سے پہلے صحت کی حالت مین
صحیح و سالم ہو - تنگی اور ضیق سے پہلے وسعت اور فراخی تم کو حاصل ہے لہذا تم اپنی گردنون کی
بندشین کھولنے مین کوشش و سعی کرو - قبل اس کے کہ وہ گرہین مضبوط طریقہ سے لگا دی جائین
اپنی آنکھین کھولو - (شب زندہ دار رہو) اپنے اپنے شکم کو (روزے رکھ رکھ کر) دبلا اور لاغر بناؤ
اپنے قدمون کو (راہ خدا مین) استعمال کرو - اپنے اموال کو (خدا کی راہ مین) نفقہ کرو - تم اپنے بدنون پر
قبضہ کرکے انکے ساتھ اپنے نفسون پر جود و بخشش کرو (اپنے نفسون کو آخرت مین آرام دینے کے
لیے ان بدنون کو عبادت الٰہی مین گُھلا دو) اور ہرگز ہرگز اس امر مین بخل نہ اختیار کرو - پروردگار
عالم فرماتا ہے ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم - اگر تم خداوند عالم کی نصرت کروگے تو وہ تمہاری
نصرت کریگا - تمہارے قدمون کو ثابت اور قائم رکھے گا - پھر فرماتا ہے من ذا الذی یقرض اللہ
قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ ولہ اجر کریم " کون شخص ہے کہ جو خداوند عالم کو بطور قرض حسنہ قرض دے -
اور وہ (خداوند عالم) اس (قرض) کے معاوضہ کو اس کے لیے دگنا کردے - اور ایسے شخص کے واسطے
اجر کریم ہے " سنو! خداوند عالم نے کسی ذلت و خواری کی وجہ سے تم سے مدد نہین مانگی - اور اپنے
خزانہ کی کمی پر تم سے قرض کا طالب نہین ہوا - اس نے تم سے مدد طلب کی ہے حالانکہ زمین و آسمان کے

اپنے ید قدرت میں لے رکھا ہے - تمہارے حالات کے تغیر و تبدل اس کی مٹھی میں ہیں - اگر تم اپنے
اعتقادات کو پوشیدہ رکھتے ہو تو اسے انکا علم حاصل ہو چکا ہے - اور اگر تم آشکارا طور سے اعمال
بجا لاتے ہو تو انہیں اس نے لکھ لیا ہے - سنو! اس کام کے لئے اس نے حفاظت کرنیوالے بزرگ ملائکہ
(کراماً کاتبین) کو موکل کر دیا ہے - جو کسی واقع ہونے والے اور محقق عمل کو (صغیرہ ہو یا کبیرہ)
قلم انداز نہیں کرتے نہ کسی واقع نہونے والے اور باطل فعل کو اپنے دفتر میں رقم کرتے ہیں -
خوب جان لو! جو شخص خدا سے ڈرتا ہے - وہ اسکے لئے فتنہ و فساد سے نکلنے کی جگہ اور
ظلمت کو نور بنا دیگا - اور اسے ایسی جگہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکن کریگا کہ اسکا نفس جس کا
مشتاق ہے - اسے اپنے نزدیک ایسے مکان کی منزل کرامت میں نازل فرمائیگا - جسے اس نے
خاص اپنے نفس کے لئے (اپنے مقرب اور مخلص بندوں کے لئے) بنایا ہے - جس مکان کی
چھت اس کا عرش ہے جسکا نور اسکی خوشنودی ہے - جس کے زوار اس کے ملائکہ ہیں - جس
کے رفقا اور مصاحب اس کے رسول ہیں اب تم آخرت کے لئے مہیا
اور تیار ہو جاؤ - اپنی موت طبعی پر مرگ ارادی کے ساتھ سبقت کرو - کیونکہ عنقریب لوگوں کی
آرزوئیں منقطع ہونگی - موت انہیں گرفتار کر لیگی - اور توبہ کا دروازہ انکے لئے بند ہو جائیگا -
حقیقتاً تم نے ایسی حالت میں صبح کی ہے جسکی طرف رجوع کرنیکے لئے تم سے پہلے لوگ درخواست
کر چکے ہیں (انہیں آرزو ہی رہی کہ ہمیں توبہ پر قدرت حاصل ہو ہم اپنے کئے سے پشیمان ہوں
اور حتی الامکان تلافی مافات کر لیں) تم مسافر ہو - اس مکان سے سفر کرنے کے لئے تیار
ہو جو تمہارا اصلی گھر نہیں ہے - تمہیں کوچ کرنیکا اذن مل چکا ہے - اور تم یہاں سے فقط زاد راہ
حاصل کرنے پر مامور ہوتے ہو - خوب جان لو کہ یہ نازک اور باریک جلد آتش دوزخ کی
برداشت نہیں کر سکتی - تم اپنی جانوں پر رحم کرو - تم نے تو اکثر نفوس کو مصائب دنیا
کے وقت آزما لیا ہے - پھر تم نے اپنے ہی میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ ایک پھانس کے
چبھ جانے سے کیسی جزع فزع کرتا ہے - کسی عضو سے ذرا سا خون نکل آنے پر کسطرح گھبرا

خلق اللہ کے لئے حجت خداوندی ہے۔ ان سے اس کا اقرار اور عہد لیا گیا ہے۔ لوگوں کے نفوس
اس کے بدلے گروی رکھے ہوتے ہیں (کہ اگر وہ اس کے عہد پر قائم نہ رہیں گے تو انہیں عذاب
نصیب ہوگا) اس نے معارفِ قرآنی کو (زبان فیض ترجمان رسول کے ساتھ) تمام کر دیا
اس دین کو جو اس (قرآن) سے منسوب ہے گرامی قدر سمجھا۔ اور ایسی حالت میں اپنے پیغمبر صلی
اللہ علیہ وآلہ کی روح قبض فرمائی۔ جبکہ ہدایت قرآنی کے احکام کو خلق اللہ تک پہنچانے
سے فارغ ہوچکے تھے۔ اب تم انہیں اوصاف بزرگی کے ساتھ اس سبحانہ تعالیٰ کو یاد کرو
جیسے ساتھ جو اس نے اپنے نفس کو یاد کیا ہے۔ اس نے اپنے دین میں سے کوئی شے تم پر
پوشیدہ نہیں رکھی۔ نہ کوئی شے ایسی چھوڑی ہے جس سے وہ راضی ہو یا اسے مکروہ سمجھے مگر
یہ کہ اس کے واسطے ایک ظاہر نشان مقرر کر دیا ہے۔ اور ایک محکم نشانی مقرر فرمادی ہے
جو یا تو مکروہات سے باز رکھتی ہے۔ یا اسکی مرضی کی طرف بندوں کو بلاتی ہے۔ پس اسکی رضا
اور اس کا غضب گذشتہ اور زمانہ آئندہ میں ایک ہیں (کسی قسم کا تغیر و تبدل اسکے احکام میں
ہو نہیں سکتا) یاد رکھو کہ وہ چیزیں جو تم سے پہلے تھیں۔ اور جنہیں خداوند عالم دشمن سمجھتا ہے
اگر تم انہیں بجالاؤ تو کبھی تم سے راضی نہ ہوگا۔ اور وہ امور جو تم سے قبل تھے جنہیں وہ دوست
رکھتا ہے۔ اگر تم ان پر عمل کروگے تو کبھی تم پر غضبناک نہ ہوگا۔ ہمیں کوئی شک نہیں کہ تم لوگ
ظاہر بظاہر نشان قدم (سنت پیغمبر) پر چل رہے ہو۔ اور ایسی قول کا اعادہ کرتے ہوئے کلام
کر رہے ہو۔ جو تم سے پہلے لوگ کہا کرتے تھے (کہ ہم طریقہ نبی اور ما جاء بہ النبی پر ایمان لاتے ہیں
لہذا تم بھی انہیں لوگوں کی طرح سنت پیغمبر اور احکام الٰہی کی متابعت کرو) بیشک پروردگار
عالم کا جود و کرم تمہاری ضروریات دنیا کے لئے کافی ہوچکا ہے۔ اس نے تمہیں شکران نعمت
کی تحریص کی ہے۔ تمہاری زبانوں کے لئے شکریہ نعمت کو واجب کر دیا ہے۔ تمہیں زہد و تقوی
کی وصیت کی ہے۔ اور اسے اپنی رضا و مقصود کا منتہا اپنی مخلوقات کے لئے مقرر کیا ہے
اب تم اس خدا سے ڈرو جسکی آنکھوں کے سامنے تم حاضر ہو۔ جس نے تمہاری وجود کی کاکلوں کو

سوار قیس ابن سعدؓ کی ماتحتی مین دیئے دس ہزار سوار ونکا سالار ابو ایوب انصاری کو مقرر کیا۔ باقی فوج دیگر امرا کی سپرد کی۔ اور آپ صفین کی طرف مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے مگر افسوس کہ ابھی جمعہ بھی نہ آنے پایا تھا کہ ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ نے سر مبارک پر ضرب لگائی تمام لشکر لشکرگاہ سے واپس آگیا۔ اسوقت ہم بعینہ ان بکریون کی مانند تھے جن کا کوئی گلہ بان نہ ہو اور بھیڑئے ہر طرف سے انہیں لیے جارہے ہون ✤

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

حمد و تعریف اسی خداوند عالم کے لئے مختص ہین جو بغیر دیکھنے کے پہچانا گیا ہے جو کسی قسم کے رنج اور تعب سے متاثر ہوئے بغیر پیدا کرنیوالا ہے۔ اپنی قدرت کاملہ سے خلقت کو ایجاد کیا اپنے قہر و غلبہ سے تمام خداؤن کو بندہ بنالیا (بندون کو اپنے قہر و غلبہ کے اظہار کے لئے خداوند بنایا) تمام بزرگونکا اپنے جود و کرم کے سبب سے سردار ہوگیا۔ (کم رتبہ بندون کو اپنے جود و کرم کے اظہار کے لئے بزرگ اور سردار بنایا) وہ خدا جس نے اپنی خلقت کو دنیا مین ساکن کیا۔ جن و انسان کی طرف اپنے رسول بھیجے تاکہ انکے لئے دنیا کے پوشیدہ پردون کو ظاہر کرین۔ انہین دنیا کی مضرتون سے ڈرائین۔ دنیا کی عبرت انگیز مثالین انکے سامنے بیان کرین۔ دنیا کے عیب انہین دکھائین اسکی صحتین اسکی بیماریان اس کے حلال و حرام اور وہ چیزین جو مطیع و فرمانبردار کے لئے خداوند عالم نے مقرر کی ہین وہ اشیا جو نافرمانون کے لئے مہیا ہین جنت اور نار عزت و خواری ان سب باتون سے عبرت دلانے کے لیے انکے گرد ہون۔ مین اسکی حمد کرتا ہون اسی کی ذات کی طرف رخ کئے ہوئے ہون۔ جیسا کہ وہ اپنے بندونکی طرف رخ کرکے نعمتین عطا فرماکر ان سے حمد اور شکرانہ کا طالب ہوا اسنے ہر ایک چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کردی۔ ہر مقدار کے لئے ایک مدت معین فرمائی۔ اور ہر مدت معین کے لئے ایک نوشتہ تحریر فرمادیا (جسمین تغیر و تبدل نہین ہوسکتا) لبعض خطبہ مین ذکر قرآن مذکور ہے قرآن (معروف کا) حکم کرنے والا منکرات سے منع کرنیوالا ہے۔ بلحاظ زبان) خاموش ہے (بروئے بیان حجت الہی) ناطق ہے

دنیا کی طرف منھ کر کھا تھا۔ اب اس نے اسکی طرف سے پشت پھرانی اور کفر و ضلالت جو اسکی طرف سے پشت پھرائے ہوتے تھے۔ اب وہ اسکی طرف منھ کر رہے ہین کیونکہ خلیفہ حق کی اطاعت نہیں کیجاتی۔ جو دنیا بطریق احسن حاصل ہو۔ بندگان نیک کوچ کرنے کا عزم بالجزم کئے ہوتے ہین۔ اور باقی نہ رہنے والی دنیا کے مال قلیل کو فانی نہ ہونیوالی آخرت کے مال کثیر کے عوض بیچ ڈالا ہے۔ ہمارے وہ بھائی جن کا خون جنگ صفین مین بہ گیا۔ انھوں نے ہمین کس قدر ضرر پہنچایا (کسقدر اپنی جدائی کا رنج دیا) وہ آج کے دن زندہ نہ ہوتے جو غم و غصہ کو نوش کرتے اور کدورت آمیز پانی پیتے۔ قسم خدا کی انھوں نے تو پروردگار عالم سے ملاقات کی۔ اس نے ان کے اجر کو وفا کیا۔ انہیں انکے خوف کے بعد دار الامن مین جگہ دی۔ کہان ہین میرے وہ بھائی جو راہ خدا مین سوار ہوتے تھے۔ اور راستی عقائد حقہ پر گذر گئے۔ کہان ہین عمار کدھر ہے ابن تیہان۔ کسطرف ہے ذو الشہادتین (خزیمہ جسے رسولخدا دو عادل کے برابر سمجھتے تھے) کہان ہین انکی مثالین اور کسطرف ہین انکے دینی بھائی جو خدا کی راہ مین قسمین کھاتے ہوتے تھے۔ اور جن کے سر فاسق و فاجر شامیوں کی طرف بھیجے گئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ فرما کر حضرت نے ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور بہت دیر تک روتے رہے پھر فرمایا "آہ! وہ میرے دینی بھائی جو قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور اس کے معانی کو اپنے دل میں نقش کر لیتے تھے وہ امور واجبات مین تفکر سے کام لیتے ہوتے انہین قائم کرتے تھے۔ وہ سنت پیغمبر کو جلاتے تھے۔ وہ بدعتوں کو دور کرتے تھے۔ جب انہیں جہاد کی طرف بلایا جاتا تھا تو نہایت خوشی سے قبول کرتے تھے۔ اپنے پیشوا پر بھروسا رکھتے تھے اور اسکے اوامر و نواہی کی اطاعت کرتے تھے۔ اس مقام پر پہنچکر حضرت نے بآواز بلند فرمایا الجہاد الجہاد بندگان خدا خبردار ہو جاؤ مین آج لشکر کو تیار کرنیوالا ہون اب جو شخص خدا کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کرے وہ نکل آئے۔ راوی (نوف) بیان کرتا ہے کہ حضرت نے امام حسین کو اس وقت دس ہزار سوار ونکا سر لشکر مقرر فرمایا۔ دس ہزار

قوم نے تصرف کیا۔ بیشک ازمنہ گذشتہ مین تمہارے لئے بہت عبرتین موجود ہین کہان ہے قوم عمالقہ[۵۱] اور ابنا العمالقہ کہان ہین فراعنہ[۵۲] اور ابنار الفراعنہ۔ کہان ہین رس کے شہرون کے رہنے والی قومین[۵۳] اور وہ گروہ جو انبیا کو قتل کرتے تھے۔ مرسلین کے طریقون کی روشنی کو بجھاتے تھے سنّت جبارین کو زندہ کرتے تھے۔ کدھر ہین وہ بادشاہ جو بڑے بڑے لشکرون کے ساتھ چڑھائی کرتے تھے جنہون نے ہزار در ہزار فوجون کو شکست دی بیشمار لشکر جمع کئے۔ اور بہت سے شہرونکی بنا قائم کی۔

بعض خطبون مین حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اوصاف کے متعلق

یہ عبارت درج ہے "بیشک اس نے (حضرت صاحب الزمان نے) حکمت کے سپر کو زیب بدن کر لیا اس نے حکمت کی کما حقہ معرفت اور اس سے فراغت حاصل کرنے کے لئے اسکی طرف رخ کر کے اسے بمع اسکے تمام آداب کے حاصل کیا۔ اور اس (حضرت صاحب الامر) کے نزدیک یہ حکمت ایک گم شدہ چیز تھی جسے تلاش کیا۔ اور ایک ایسی ما یحتاج تھی جسکا خدا سے سوال ہوتا تھا۔ پس وہ (صاحب الامر) بھی نظرون سے پوشیدہ ہے جبتک دین اسلام ننگا ہو کر پوشیدہ ہے اس اسلام نے اپنی دم کا حصّہ زیرین زمین پر ٹیک رکھا ہے۔ اپنے سینہ کو زمین سے ملا دیا ہے۔ اور تھکے ہوئے اونٹ کی طرح لوگون کے لئے بالکل بیکار ہے۔ وہ (صاحب الامر) حجج خداوندی کا ایک جلیل الشان بقیہ ہے۔ وہ اسکے انبیا کے خلفا مین سے ایک خلیفہ ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ ایہا النّاس! مین نے تمہارے سامنے ان پند و نصائح کو نشر کیا ہے جن کے ساتھ انبیا علیہم السلام اپنی امتون کو وعظ کیا کرتے تھے۔ اور ان تمام حقوق کو ادا کر دیا جنہین اوصیائے پیغمبران ادا کیا کرتے تھے۔ مین نے اپنی نصیحتون سے تمہین ادب سکھایا۔ مگر تم ہی سیدھے نہ ہوئے مین نے تمہین طرح طرح کے زجر و توبیخ کے ساتھ حق کی طرف ہنکایا۔ مگر تم ہی ایک جگہ جمع نہ ہوتے خدا کے بندو! کیا میرے سوا کسی اور امام کی توقع رکھتے ہو۔ جو تمہین طریقہ حقہ پر چلائے۔ اور تمہین راہ راست دکھا دے۔ خبردار ہو جاؤ کہ قوت اسلامی نے جو اطاعت پیغمبر کے سبب سے

[۵۱] عملیق کی اولاد مین سے ایک زبردست گروہ تھا ۱۲ [۵۲] عمالقہ کی اولاد جو حجاز مین حکمرانی کرتی تھی ۱۲ [۵۳] فراعنہ شاہان مصر ۱۲ یہ قومین صنوبر پرستی مین مشغول ہوتی تھین صنوبر وہ درخت تہا جسے یافث ابن نوح نے نہر رس کے کنارے پر لگایا تہا

کے ایک زبردست اور عظیم الشان نشانی دکھائی۔ ایہا المتکلف! اب اگر تو اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرنیکے لئے متحمل شدائد ہونے مین صادق ہے۔ تو جبرئیل و میکائیل اور ان ملائکہ مقربین کے لشکروں کی معرفت کی تکلیف برداشت کر جو اسکے اطراف عالم قدس مین موجود ہین اور خضوع و خشوع کی حالت مین زمین کی طرف جھکے جاتے ہین انکی عقلین اس بات سے حیران ہین کہ اس احسن الخالقین کی کنہ کو معین کر دین۔ (پھر جب وہ اسکی کماحقہ توصیف و تعریف نہین کر سکتے تو تیری کیا مجال ہے کہ اس راہ مین ذرا بھی زبان ہلا سکے) اور یاد رکھ کہ صفات کے ساتھ وہ شے پہچانی جاتی ہے اس کا ادراک کیا جاتا ہے۔ جو صاحب ہیئت و اشکال اور صاحب اعضا و آلات ہو۔ یا وہ شخص صفات سے پہچانا جا سکتا ہے جسکی مدت معین فنا کو پہنچے اور وہ گذر جائے (جو چیز کہ صاحب شکل و عضا ہوتی ہے۔ وہ ہیئت و شکل و عضا کے ساتھ مدرک ہوتی ہے۔ یا جو شخص کہ منقضی اور فانی ہے وہ اپنی چند سال کی مدت بقا کے ساتھ جو گذر گئی یا گذر جائیگی۔ ادراک کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ہر ایک چیز جو صاحب کیفیت و مقدار و زمانہ ہو۔ عقل اور خیال اسے ان اوصاف کے ساتھ معلوم کر سکتے ہین۔ لیکن پروردگار عالم ان حالتون سے بالکل مُبرّا و منزہ ہے پھر کیونکر مدرک باوصاف ہو سکے) بیشک وہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہین۔ اس نے اپنے نور سے ہر ایک تاریکی کو روشن اور ہر ایک نور کو اپنی پیدا کی ہوئی ظلمت سے تاریک کر دیا۔ بندگان خدا! مین تمہین اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ جسنے تمہین لغمتون کے لباس فاخرہ پہنا رکھے ہین۔ جسنے تمہارے اسباب معاش کو وسعت عطا فرماتی ہے۔ سنو! اگر کسی شخص کو دنیا مین ہمیشہ رہنے کے لئے کوئی وسیلہ دستیاب ہوتا اور موت کے دفع کرنے کے لئے کوئی رستہ ملجاتا۔ تو وہ شخص حضرت سلیمان ابن داؤد علیہما السلام ہوتے۔ جن کے لئے مرتبہ نبوت اور تقرب خداوندی کے باوجود جن و انسان کی مملکت بھی مسخر کر دی گئی تھی۔ جسوقت انھون نے اپنے دنیاوی حصّہ کو پورا کیا۔ اور اپنی مدت زندگانی تمام کی تو امراض نیستی کے کمانداروں نے ان پر موت کے تیر چلائے۔ اور انکی مملکت نے ایسی حالت مین صبح کی کہ انکے وجود سے خالی تھی۔ انکے مکانات بیکار پڑے تھے۔ جنپر ایک دوسری

صعود کرنے کا مقام نہ قرار دیتا۔ انکے ستارون کو نشانیان قرار دیا کہ اطراف و اکناف عالم کے
وسیع و فراخ رستون مین مختلف ہونیوالے مقامات مین حیران و سرگردان لوگ ایسے رہنمائی
طلب کرتے ہین۔ رات کے تاریک پردون کی نہایت ہی گہری سیاہی انکے نور کی روشنی کو روک
نہین سکتی اور نہ اندھیری راتونکے سیاہ لباس قمر کی اس روشنی کو روک سکتے ہین جو آسمانون مین
پھیلی ہوتی ہے۔ پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جسپر ہموار زمین کے قطعات اور ایک دوسرے سے متصل
ہونیوالے سیاہ پہاڑون کے ٹیلون مین پوشیدہ کر لینے والی رات اور چاند سے بڑھی ہوتی تاریکی
مخفی نہین رہ سکتی۔ بارش برسانے کے لئے افق آسمان مین جو رعد کی گرج پیدا ہوتی ہے۔ وہ شئے
جسکے سبب سے بادلون کی بجلیان پھیل جاتی ہین۔ وہ پتے جو زمین پر گرتے ہین جنہین انکے گرنے
کے مقام سے تند و تیز آندھیان اور آسمان کی متواتر بارشین کہین سے کہین اُڑا لے جاتی
ہین۔ انہین سے کوئی بات ایسی نہین جو اسپر پوشیدہ ہو۔ قطرات باران کے زمین مین گرنے
کے مقام بادلون مین انکے قائم رہنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ وہ چیونٹی کی خوابگاہ اور اس کے
رفتار کے مکان سے واقف ہے۔ اسے معلوم ہے کہ پشہ کے لئے کسقدر خوراک کافی ہو سکتی ہے
اسے علم ہے کہ عورت اپنے شکم مین کیا اُٹھائے ہوتے ہے (لڑکی ہے یا لڑکا) حمد و تعریف اسی خدا وند
عالم کے لئے زیبا ہے جو عرش و کرسی ارض و سما جن و انس کی خلقت سے پہلے موجود تھا۔ نہ وہ کسی
وہم کے ساتھ مدرک ہو سکتا ہے نہ کوئی عقل اس کے ادراک پر قادر ہو سکتی ہے۔ سائل کا
سوال اسے کسی دوسرے کام سے نہین روکتا۔ اور نہ کوئی بخشش اسکے خزانہ قدرت کو کم کر سکتی
ہے۔ وہ آنکھ کے ساتھ دیکھا نہین جا سکتا۔ وہ کسی مکان مین محدود نہین۔ ازواج (جفت)
کے ساتھ اس کی توصیف نہین کیجا سکتی۔ وہ کسی آلہ کی مدد سے خلقت کو پیدا نہین کرتا۔ جو اسکا
ظاہری و باطنی حس کا ادراک نہین کر سکتے۔ نہ انسانون پر اسکا قیاس کیا جا سکتا ہے۔ وہ خدا جسنے
حضرت موسیٰ کے ساتھ ایسا کلام کیا جو کلام کرنیکا حق ہوتا ہے۔ مگر اس گفتگو مین (ہمارے تمہارے
جیسی زبان) اور لہوات[۱] سے کام نہین لیا اپنی علامات و شواہد مین سے بغیر مدد جوارح و آلات

[۱] لہوات جمع لہاۃ اماۃ اس گوشت کو کہتے ہین جو حلق کے قریب لٹکا ہوا ہے جیسے ''کوا'' کہا جاتا ہے ۱۲

منتہی ہے - مین اس کے عظیم الشان احسان اس کی روشن برہان اور اسکی بابرکت فضل و امتنان پر اسکی حمد کرتا ہون - یہ ایسی حمد ہے جو اسکے حق کی بجا لانیوالی - اسکے شکر کی ادا کرنیوالی اسکے ثواب سے نزدیک کرنیوالی اور اسکے مزید احسان و انعام کی موجب ہے - مین اس سے اعانت اور مدد طلب کرتا ہون جیسے وہ شخص کیا کرتا ہے جو اسکی جود و بخشش کا امیدوار ہو - اپنی منفعت کا آرزومند ہو - شدائد دنیا کو دفع کرنیکے لئے اسی کے ذات پر توکل اور اعتماد رکھتا ہو - اسکے کرم و عطا کے سبب سے اسکا معترف ہو قول و فعل کے ساتھ اس کی اطاعت کرتا ہو - اور مین اس شخص کی مانند اسپر ایمان لایا ہون جو اسکے کرم کا امیدوار ہو - حالت ایقانی مین اسکی طرف رخ کر رہا ہو اطاعت کرتا ہوا اس کے سامنے خاضع اور خاشع ہو جس نے اس کے لئے اسکی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے اپنی نیت کو خالص کر لیا ہو - اسکی بزرگی اور عظمت جبروت کا اعتقاد کرتا ہوا اسکی تعظیم کرتا ہو - اور نہایت ہی کوشش اور رغبت کے ساتھ اسکی طرف پناہ لے جا رہا ہو وہ خدا ئے بزرگ و برتر کسی شے سے متولد نہین ہوا کہ عزت مین اس شے کا مشارک ہو - نہ اس نے اپنے لئے بیٹا پیدا کیا جو اس کی ارث پا کر ہلاک ہونیوالا ہو - نہ کوئی وقت اسپر مقدم ہے نہ زمانہ - نہ اسکو کوئی زیادتی عارض ہوتی ہے نہ نقصان - بلکہ ان چیزون کے سبب سے عقلون پر (اسکا وجود) آشکار اور ظاہر ہے جو اس نے ہمین دکھا دی ہین جیسے کہ اس کی محکم اور استوار تدبیرون کی علامتین (کہ تدبیر تکوینی مین خلقت اس سے تخلف ہی نہین کر سکتی) اور قضائے مبرم یہ باتین اس کے وجود پر دلالت کرتی ہین - اسکی مخلوقات مین سے اس کے وجود اور اسکے خالق ہونے پر شہادت دینے والا ایک یہ امر بھی ہے - کہ مضبوط اور ثابت شدہ آسمانون کو بغیر قائم ہونے والے ستونون اور بغیر کھمبون کے پیدا کر دیا - انکو موجود ہو جانیکے لئے آواز دی - انہون نے اس کی دعوت کو پوری پوری اطاعت و متابعت کے ساتھ قبول کیا - نہ کچھ توقف کیا نہ درنگ - اگر وہ اسکی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے - انکی یہ اطاعت طوع و رغبت کے ساتھ نہ ہوتی - تو ہرگز انہین مقام عرش نہ بناتا - انہین اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنی خلقت کے اعمال صالح اور کلمات پاکیزہ کے

نیرنگِ فصاحت

(ترجمۂ)

نہج البلاغت

جلدِ ثانی

نوف بکالی جو قبیلہ ہمدان کے گروہ بکال میں سے ایک شخص تھا اور حضرت کا صحابی تھا وہ بیان کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک روز کوفہ میں ایک پتھر پر کھڑے ہو کر خطبہ خوان ہوتے۔ اس پتھر کو حضرت کے لئے جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا یہ شخص (جعدہ) حضرت کا بھانجا ام ہانی دختر ابی طالب کے شکم سے تھا۔ اسوقت حضرت ایک پشمینہ کا جبہ پہنے ہو تھے شمشیر پہلو میں لٹکی ہوتی تھی جسکا پرتلا خرما کی چھال کا تھا۔ پاؤں میں نعلین تھیں جو خرمے کی ہی چھال سے بنی ہوتی تھیں۔ اور پیشانی مبارک (کثرت سجود سے) ایسی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے اونٹ کے زانو پر زمین پر رگڑنے سے گٹا پڑجاتا ہے۔ آپنے حاضرین کو مخاطب پاکر فرمایا۔ حمد و ستائش اسی پروردگار کے لئے زیبا ہیں جو تمام خلائق کا مرجع اور ہر ایک کام کا

ہوتے۔ بیشک آج کے روز شیطان نے انہیں ہزیمت دی اور متفرق کر دیا۔ اور کل بروز قیامت وہ ان سے بیزار ہوگا اور یہ اس سے خلوت اختیار کریں گے۔ اب ان کے لئے یہی کافی ہے کہ ہدایت سے خارج ہو گئے ضلالت اور کوری میں گر پڑے۔ وصل حق ہونے سے منع کئے گئے اور بیابان حیرت و گمراہی میں رہ کر سرکش اور نافرمان بن گئے ؞

نہیں آتی جو تمہیں (مدافعہ دشمن کے لئے) تیز و طرار کر سکے کیا یہ مقام تعجب نہیں ؟ کہ معاویہ نہایت ہی سفیہہ ستمگاروں کو بلاتا ہے - اور وہ بغیر کسی قسم کے احسان و انعام و بخشش کے اسکی متابعت کرتے ہیں - اور میں تمہیں انعام اور احسان کے ٹکڑوں کی طرف بلا رہا ہوں حالانکہ تم اہل اسلام کے خلف ہو معقول انسانوں کی اولاد ہو مگر پھر بھی مجھ سے متفرق ہوتے ہو اور برابر مجھ سے اختلاف کئے جاتے ہو - میرا کوئی حکم تمہارے لئے ایسا صادر نہیں ہوتا جو موجب خوشنودی ہو اور تم اسپر رضامند ہو جاؤ اور نہ کوئی ایسی چیز جو باعث غضب ہو اور تم اسپر اجتماع کر لو (میرا کوئی امر و نہی خواہ تمہیں پسند ہو یا ناپسند مگر تم اس سے لامحالہ انحراف کرو گے) اور یاد رکھو کہ بہترین اشیا جسکی ملاقات کا مجھے اشتیاق ہے میرے نزدیک موت ہے (کیونکہ اسی کے سبب سے میں تمہاری بیجا مخالفتوں سے نجات پا کر بہشت بریں کی سیر کرونگا) میں نے تمہیں کتاب خدا کا سبق دیا - تمہاری تعلیم میں حجت و برہان کے ساتھ ابتدا کی تمہیں اس چیز کو سمجھوا دیا جسکا تم انکار کرتے تھے جس سے تم جاہل تھے - میں نے تمہیں وہ چیز (شراب معارف دینیہ) پلا دی جسے تم اپنے لبوں سے دور رکھتے تھے جو تمہیں ناگوار خاطر تھی - کاش اندھا شخص بینا ہو جاتا اور خواب غفلت کا سرشار جاگ اٹھتا - اور دیکھ لیتا کہ وہ قوم جسکا پیشوا معاویہ اور معلم ابن نابغہ (عمرو عاص) ہے کسقدر جہل خداوندی کے قریب ہے - کس درجہ خدا کو بھولی ہوئی ہے ؞

حضرت نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو خبر لانے کے لئے بھیجا کہ اس سپاہ کوفہ کا احوال معلوم کرے جس نے جماعت خوارج سے ملحق ہونیکا ارادہ کیا ہے - اور جو حضرت کی طرف سے بہت وہشتناک ہے جب وہ شخص واپس ہوا تو آپنے فرمایا "کیا وہ لوگ اپنے آپ کو امن میں سمجھکر وہیں خیمہ زن ہیں یا خوف کی حالت میں کوچ کر گئے" اس شخص نے عرض کی "یا امیر المومنین وہ سب کے سب روانہ ہو گئے" حضرت نے فرمایا "وہ رحمت خدا سے دور ہوں جیسے کہ قوم ثمود دور ہو گئی - تمہیں آگاہ ہونا چاہئے کہ اگر نیزے انکی طرف سنوار کر دئے جاتے اور شمشیریں انکے سروں پر گرتیں تو بیشک وہ اپنے اس کئے سے پشیمان

ہے جسکا خفا اور پوشیدگی کے ساتھ وصف نہیں کیا جا سکتا (چونکہ وہ ہماری ظاہری آنکھوں
کو نظر نہیں آتا اور ان سے پوشیدہ ہے اسلئے اسے لطیف نہیں کہتے - بلکہ وہ شدت ظہور کے سبب سے
ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے) وہ نہایت ہی بزرگ اور عظیم الشان سلطنت کا مالک ہے، مگر (معاذ اللہ)
ظالم و جابر نہیں - وہ بصیر ہے مگر چشم حاسہ کے ساتھ موصوف نہیں (وہ ہماری تمہاری جیسی آنکھیں
نہیں رکھتا) وہ رحیم ہے محسن ہے مگر اس رحمت و احسان کے سبب سے اسے سوزش قلبی لاحق نہیں
ہوتی - اسکی عظمت کے سامنے تمام نفوس ذلیل اور خاضع ہیں - اور اسکی وہابت مخافت کے سبب سے
تمام قلوب ترسناک ہیں ✿

امام علیہ السلام

حضرت اپنے صحاب کی مذمت میں فرماتے ہیں "جو امر کہ گذر گیا اور جو فعل کہ مقدر اور مشخص کر دیا گیا ہے
میں اسپر خدا کی حمد کرتا ہوں اور اس پر بھی اسکی تحمید و تقدیس کرتا ہوں کہ مجھے تمہارے ساتھ مبتلا کیا
اے میرے حکم کی اطاعت نہ کرنیوالے اور میری دعوت کو قبول نہ کرنیوالے گروہ اگر تمہیں محاربہ دشمن سے
مہلت دی جاتی ہے تو تم لہو و لعب اور ہوا و ہوس میں مشغول ہو جاتے ہو - اور تمہیں ساتھ لے کر
دشمن سے جنگ کی جاتی ہے تو مقابلے میں ضعیف و سست ہو جاتے ہو - اگر لوگ اپنے امام کے پاس جمع
ہوں تو تم میں تفرقہ پڑ جاتا ہے - اور اگر کسی مشقت و محنت کی طرف بلانیوالی آواز کو قبول بھی کرتے ہو
تو پھر بہت ہی جلد رجعت قہقہری کر جاتے ہو - تمہارے دشمن کے لئے کوئی مربی باقی نہ رہے - وہ جہاد
جو تمہارے ذمے واجب ہے یعنی نصرت حاصل کرنیکے لئے جس چیز کا تم انتظار کر رہے ہو وہ تمہاری موت
اور ذلت ہے - (تم جو جہاد اور نصرت میں سستی اور کاہلی سے کام لے رہے ہو اسکا انجام تو موت اور خواری ہے)
قسم خدا کی اگر میرا روز موعود (موت) آجائے اور بیشک وہ ضرور آئیگا - تو وہ ایسی حالت میں میرے اور
تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کریگا کہ میں تمہاری مصاحبت کے لئے دشمن ہونگا اور تمہارے سبب سے
کسی قسم کی قوت و شوکت مجھے حاصل نہ ہوگی (تم میری زندگی تک مجھ سے برگشتہ رہوگے سب مجھے دشمن سمجھو
اور تمہارے سبب سے میں کبھی صاحب شوکت نہ ہو سکونگا) خدا کے بندو! کیا دین میں اتنی بندش کی قوت
نہیں ہے؟ جو تمہیں ایک جگہ جمع کر دے - کیا تمہیں اپنے امثال و اقران کو دیکھ کر بھی حمیت اور غیرت

طرف رغبت کرتا ہے یہ ظالم کبھی اسکی طرف راغب نہیں ہوتی۔ جو شخص اس پر غالب آیا (اسکے اموال
متاع پر قبضہ کیا) اسی کو مغلوب و مقہور کر دیا۔ قسم خدا کی جو کوئی گروہ اپنی زندگی میں تروتازہ
نعمتوں سے شاد کام رہا ہو یہ نعمتیں ان لوگوں سے ہرگز زائل نہیں ہوتیں۔ مگر انہیں گناہوں کے
سبب سے جنکا انہوں نے ارتکاب اور اکتساب کیا ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم اپنے بندوں پر ظلم نہیں
کرتا۔ اور جسوقت ان پر عقوبتیں نازل ہوں۔ نعمتیں زائل ہو جاتیں۔ اگر اسوقت خالص
دل سے اپنے پروردگار کے سامنے تضرع و زاری کریں تو بیشک پروردگار عالم اس چیز کو انہیں
واپس کر دیگا جو ان سے بھاگ چکی ہے۔ اور انکے ہر ایک تباہ ہو جانے والے امر کی اصلاح فرمادیگا
میں تم سے اسی امر کا خوف کرتا ہوں کہ تم کہیں ایام جاہلیت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ (جو خلفاے
گذشتہ کا زمانہ ہے) اب وہ امور گذر گئے جسکی طرف تم نہایت ہی توجہ سے مائل تھے اور میں تمہاری
ان حرکات کو نہایت ناپسند کرتا تھا۔ اب اگر تم پر تمہارا امر لوٹا دیا جائے تو بیشک تم نیک بخت
اور سعادت مند ہو جاؤ گے۔ اور مجھ پر تمہاری خاطر کوئی عمل واجب لازم نہیں۔ الا یہ کہ میں
تمہیں تمہاری اصلی حالت پر لوٹانے میں کوشش کروں اور جب میں نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا ہے
تو یہی) کہا کہ پروردگار عالم نے تقصیرات گذشتہ کو معاف کر دیا (اب آئندہ اس قسم کی تقصیر نہ کرنا مقتضی ہے)

اہل یمن میں سے ایک شخص ذعلب یمانی نے عرض کی "یا امیر المومنین آپنے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟"
حضرت نے فرمایا "کیا میں ان دیکھے خدا کی عبادت کرتا ہوں؟" عرض کی "آپنے اسے کیونکر دیکھا"
فرمایا "مشاہدہ و معاینہ کے ساتھ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں (وہ اس چشم حسی سے نظر
نہیں آتا) مگر قلوب مومنین حقائق ایمان کے ساتھ اس کا ادراک کرتے ہیں وہ ہر ایک چیز سے
نزدیک ہے مگر بلا مسّت و مماثت کے ساتھ قریب نہیں (جو کہ جسمیت کا خاصہ ہے) وہ ہر ایک سے
بعید ہے مگر تباین اور مفارقت زمانی و مکانی کے ساتھ بعید نہیں۔ وہ بغیر تردّد و فکر کے متکلم
ہے وہ بغیر تمنّا کے ارادہ کرنیوالا ہے۔ وہ خالق ہے مگر خود اعضا و جوارح سے منزّہ ہے۔ وہ ایسا لطیف

کرنا عسا دت مین داخل تھا۔ حالانکہ ہم نے پہلے ہی انکی سوء تدبیری اور احکام مین ظلم و جور کرنے کو حکم بالعدل اور عمل بالحق کے ساتھ بدلنے کی قید لگادی تھی۔ اب جب انہون نے احکام حقہ کو جو معروف و مستحسن ہین معکوس کر دیا۔ اور حق کے رستے سے خلاف کیا تو اپنے نفسون کا اختیار ہمارے ہاتھ مین ہے ؞

ایک کام اسے دوسرے کام سے روک نہین سکتا۔ نہ زمانہ اسے تغیر کر سکتا ہے۔ کوئی مکان اسپر حاوی نہین ہو سکتا۔ کوئی زبان اسکی کماحقہ توصیف نہین کر سکتی۔ نہ تو اس سے پانی کے قطرون کا شمار چھپا ہوا ہے نہ آسمان کے تارے اس سے پوشیدہ ہین۔ ہوا کا کرہ ہوا مین تموج۔ مورچہ کی سنگ سخت پر جنبش۔ اندھیری رات مین چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کی خوابگاہین انہین ایک بھی چیز اسکی نگاہ سے اوجھل نہین۔ وہ پتون کے گرنے کے مقام سے واقف ہے۔ وہ گوشہ چشم کے خفی سے خفی اشارے کو بھی جانتا ہے۔ مین شہادت دیتا ہون کہ سوائے اس خدا کے کوئی خدا نہین۔ کوئی اسکا عدیل اور ثانی نہین۔ نہ اسکی ذات مین کیطرح کا شک ہے۔ اس کا دین چھپا ہوا نہین۔ نہ اسکے ایجاد کرنے سے انکار کیا جاسکتا ہے۔ مین اس شخص کی مانند یہ شہادت دے رہا ہون جسکی نیت سچی ہو۔ جسکا باطن ریا سے پاک صاف ہو۔ جسکا یقین خالص ہو جسکی ترازو کا پلہ (اعمال صالحہ کی کثرت سے) بہت ثقیل اور بھاری ہو۔ اور مین شہادت دیتا ہون کہ محمد اسکے بندے ہین اور خلائق مین اس کے برگزیدہ رسول ہین اس کی (توحید کی) حقیقتون کو ظاہر کرنے کے لئے منتخب ہین اس کی بزرگ اور عظیم الشان کرامات (معجزون) کے ساتھ مختص ہین۔ اس کی نہایت ہی عمدہ اور مکرم رسالتون کے واسطے چنندہ ہین۔ آپ ہی کی ذات سے ہدایت کی علامتین روشن کی گئی ہین اور ضلالت اور اندھیرے کی سیاہیون پر آپ ہی کی وجہ سے جلا ہوتی ہے۔ ایہا الناس! جو شخص دنیا کا متمنی ہو اسکے ساتھ ہمیشہ بسر کرنا چاہتا ہو تو یہ دنیا ایسے شخص کو فریب دیتی ہے۔ اور جو شخص اسکی

ظلم جو بخشا نہیں جائیگا وہ تو شرک باللہ ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے - ان اللہ لا یغفران یشرک بہ پروردگار عالم اس بات کو کبھی نہ بخشے گا کہ اسکے ساتھ دوسرے کو شریک کیا جائے - اور وہ ظلم جسکو بخشدیا جائیگا - وہ بندے کا ظلم ہے جو وہ بعض قباحتوں صغائر کے وقت اپنے نفس پر کرتا ہے اب وہ ظلم جو ترک نہیں کیا جائیگا جسپر پورا پورا مواخذہ ہوگا وہ بندوں کا ظلم ہے جو وہ ایک دوسرے پر کرتے ہیں اور عقبی کا قصاص اور مواخذہ بہت سخت ہے (پناہ بخدا) وہ قصاص یہ نہیں کہ ایک چھری کا زخم لگا دیا اور یہاں تازیانے مار دئے گئے بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کے سامنے یہ قصاص نہایت ہی حقیر شمار کیا جاتا ہے - اب تم اپنے نفسوں کو دین الہی میں دورنگی (نفاق) سے دور رکھو کیونکہ امر حق میں وہ اجتماع (جہاد) جسے تم مکروہ سمجھ رہے ہو اس تفرقہ سے ہزار درجہ بہتر ہے جو باطل کی دوستی میں لاحق ہوتا ہے - اور بیشک پروردگار عالم نے گذشتہ و موجودہ اشخاص میں سے کسی کو اس تفرقہ میں بہتری اور بہبودی عطا نہیں فرمائی - خوشا حال اس شخص کا جس کا عیب اسے لوگوں کے عیوب کیطرف نظر کرنے سے منع کرتا ہے (وہ اپنے ہی عیب کو پیش نظر رکھے) اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنے گوشہ تنہائی میں بیٹھا ہے - جو کچھ خدا نے دیا ہے کھا پی کر شکر بجا لائے اپنے پروردگار کی اطاعت میں مشغول رہے - اپنی خطاؤں پر گریاں ہو وہ اپنے ہی نفس کے کسی شغل (عبادت) میں مصروف ہے - اور لوگ اسکی ذات سے راحت و آرام میں ہیں

معاملہ حکمین کے متعلق حضرت ارشاد فرماتے ہیں تمہارے سرداروں کی رائے اس امر پر متفق ہوگئی کہ وہ دو آدمیوں کو (طرفین سے) انتخاب کریں - چنانچہ یہ انتخاب ہوگیا اور ہم نے ان دونوں شخصوں (عمرو عاص و ابوموسی اشعری) سے عہد کر لیا کہ اپنے آپ کو قرآن کا پابند کریں اسکے احکام سے تجاوز نہ کریں - انکی زبانیں قرآن کے ہی ساتھ رہیں اور وہ قرآن کے ہی موافق حکم دیں انکے قلوب قرآن کی ہی متابعت کریں - اب وہ حکم قرآن میں حیران ہوگئے حق کو چھوڑ دیا حالانکہ اسے دیکھ لیا تھا - مگر انکی خواہش نفسانی ہی ظلم و جور تھا اور احکام میں کجی

حرام وہی ہے جسے اس نے حرام فرمایا ہے۔ تم نے امور کا اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے۔ اپنے دانت عین
پیوست کرتے ہین (انہیں اچھی طرح جان چکے ہو) اور تم ان لوگونکی حالت سے نصیحت حاصل
کر چکے ہو جو تم سے پہلے تھے تمہارے لئے مثالین بیان کر دی گئیں ہین۔ تم ایک واضح اور روشن
امر کی طرف بلائے گئے ہو اب وہی شخص اس نصیحت کو یاد نہیں کہ سکتا ہے جو بہرا ہو۔ اور
وہی شخص چشم پوشی کریگا جو اندھا ہو۔ اور پھر یہ بھی خوب سمجھ لو کہ جس شخص کو نازل ہونیوالی
بلائین۔ اور تجربے نفع نہ پہنچائین۔ تو وعظ و نصیحت مین سے کوئی چیز اسے نفع نہیں پہنچا سکتی
نقصان اور ضرر اسکے سامنے موجود ہے یہانتک کہ وہ اس چیز کو پہچان لیگا جس کے نفع کا انکار کرتا
تھا۔ اور اس چیز کا انکار کریگا جسے اپنے لئے ضرر پہنچانے والی سمجھتا تھا۔ یاد رکھو! آدمی دو قسم کے
ہین۔ ایک تو شریعت پیغمبر کی پیروی کرنیوالا دوسرا ایسی بدعت کا ایجاد کرنیوالا جس کے لئے پروردگار
کی جانب سے کوئی حجت شرعی مقرر نہین۔ اور نہ کسی حجت کی روشنی (حدیث پیغمبر) اس کے ساتھ
ہے۔ بالتحقیق پروردگار عالم نے کسی شخص کو اس قرآن کی مانند نصیحت نہیں کی۔ (قرآن سے بہتر
کسی شخص کے لئے نصیحت کا طریق ہو ہی نہیں سکتا) یہ خداوند عالم کی حبل المتین ہے۔ یہ نہایت ہی
باامن رستہ ہے۔ پژمردہ دلونکی بہارین اسی مین ہین۔ یہ علم و معرفت کا چشمہ ہے۔ آئینہ دل
کی جلا اس کے سوا کسی دوسری چیز سے ہو ہی نہین سکتی۔ مگر افسوس! اس کے معانی کے
یاد کرنے والے اسکے احکام پر عمل کرنیوالے چل بسے۔ اور وہ لوگ باقی رہ گئے جو اسے فراموش
کر چکے ہین۔ یا جان بوجھ کر فراموش کرتے جاتے ہین۔ پس اب اگر کسی شخص کو دیکھو کہ امر خیر بجا لا رہا
ہے تو اس کام مین اسکی اعانت کرو۔ اور اگر کسی شریر کو شرارتوں میں مشغول دیکھو تو اس سے
گذر جاؤ۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے "اے پسر آدم اعمال خیر کو بجا لا۔ فتنہ
و فساد کو چھوڑ دے پھر تو نہایت ہی خوش رفتار۔ اور وسط راہ مین چلنے والا ہو جائیگا۔ خبردار ہو جاؤ
ظلم کی تین قسمین ہین۔ ایک تو وہ ظلم جو بالکل بخشا نہیں جائیگا۔ دوسرا وہ ظلم جو ترک نہین کیا
جائیگا اسپر مواخذہ ضرور ہوگا۔ تیسرا وہ ظلم جو بخشا جائیگا۔ اور کسی قسم کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اب وہ

توپھر تم اسکی کتاب اسکے حکم کے رسنے اور طریقہ صالحہ عبادت پر قائم رہو۔ اس وتیرہ سے تجاوز نہ کرو اس طریقہ مین بدعتوں کے موجد نہ بنو۔ اس سے مخالفت نہ کرو۔ کیونکہ بروز قیامت خداوند عالم کے نزدیک عاصیان تعدی تجاوز کا مقصود و مطلوب بالکل منقطع ہے۔ پھر تم اخلاق مین تغیر و تبدل کرنے سے اپنے نفسوں کو دور رکھو۔ اپنے اخلاق کو جگہ بہ جگہ نہ پھراؤ (نفاق اختیار نہ کرو کہ کبھی تو راستگفتاری سے کام لیا کبھی دروغ سے) اپنی زبان کو یکسان رکھو۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی محافظت کرے۔ کیونکہ یہ زبان اپنے مالک سے بہت سرکشی کرتی ہے۔ قسم خدا کی مین کسی بندے کو نہیں دیکھتا ہون کہ وہ متقی ہو اور پھر یہ تقوی اسے نفع پہنچاتے جبتک اپنی زبان کو قابو مین نہ کرے۔ یادرکھو! مومن کی زبان اس کے قلب کے پیچھے ہے (وہ جو بات کہتا ہے دل سے کہتا ہے) اور منافق کا قلب اسکی زبان کے پیچھے ہے۔ (وہ ہمیشہ زبانی جمع خرچ کیا کرتا ہے) کیونکہ مومن جب کسی کلام کے ساتھ تکلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اسکی نسبت اپنے نفس مین اچھی طرح سوچ لیتا ہے۔ اگر وہ کلام بہتر ہوا تو اسے ظاہر کرتا ہے۔ اور اگر اسمین کسی قسم کا شر نظر آیا تو اسے ڈھانک لیتا ہے۔ اور منافق جو کچھ بھی اس کے منھ مین آیا بک دیا۔ وہ نہیں سمجھتا کہ کونسا کلام اسے نفع پہنچائیگا اور کونسا نقصان رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جبتک قلب کو استقامت نصیب نہیں ہوتی ایمان مستقیم نہین ہوتا اور قلب سوقت تک راست نہیں ہوتا جبتک کہ زبان سیدھی نہ ہو۔ اب جو شخص اس بات کی استطاعت رکھتا ہو (اسے اس بات کی تمنا ہو) کہ ایسی حالت مین خداوند عالم سے ملاقات کرے کہ اسکے ہاتھ مسلمانون کے خون اور انکے اموال سے پاک صاف ہون۔ اسکی زبان انکی نسبت غیبت و تہمت و فحش گوئی سے سالم ہو تو اسے ٹھیک یہی عمل کرنا چاہئے اور یہی بات اسپر واجب لازم ہے۔ بندگان خدا! جان لو کہ مومن اس برس بھی انہیں چیزون کو حلال جانتا ہے جو اگلے برس حلال تھیں۔ اور اس سال بھی انہیں چیزون کو حرام سمجھتا ہے جو اگلے سال حرام تھین اب لوگونے اس دین مین احداث کیا ہے اس احداث کے سبب سے وہ چیزین ہرگز تمہارے لئے حلال نہین ہو سکتین جو تمپر حرام کیگئی ہین۔ یادرکھو! حلال وہی ہے جسے خداوند عالم نے حلال کیا ہے اور

"تصدیق کی جائیگی سن لو! قیامت کے دن ایک منادی یہ ندا کریگا "آگاہ اور خبردار ہوجاؤ کہ ہر ایک
زراعت کرنیوالا اپنی زراعت کے حساب اور اپنے اعمال کی عاقبت مین گرفتار ہے۔ مگر زراعت
قرآن اس سے مستثنیٰ ہے" (قرآن کی زراعت مین تحصیل علم قرآن پر حساب نہین لیا جائیگا) اب
تم اسی قرآن کے کاشتکار اور اسی کی متابعت کرنیوالے بن جاؤ۔ اس سے اپنے پروردگار کے
وجود پر دلیلین قائم کرو۔ اپنے نفسوں کے لئے اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اپنی رائے اور اپنے
اجتہادات کو اسکے ساتھ قائم کرو۔ اسکے بارے مین اپنی ہوا و ہوس کو بالکل جھوٹا۔ فاسد و کاسد خیال
کرو۔ بندگان خدا۔ عمل کرو۔ عمل کرو! پھر اپنے انجام کار کو سوچو۔ اپنے عاقبت کا خیال کرو۔ راستی
کی طلب کرو۔ راستی کی طلب کرو۔ ایہا الناس! صبر۔ صبر۔ زہد زہد۔ خوب جان لو! تمہارے لئے
ایک منتہیٰ ہے۔ تم اسکی طرف منتہی ہوجاؤ۔ تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔ تم اس اپنی نشانی سے
ہدایت کی طلب کرو۔ اسلام کے لئے ایک نہایت اور غایت ہے۔ تم اس غایت کی طرف منتہی
ہوجاؤ۔ اپنے وہ حقوق جو خداوند عالم نے تمپر فرض کئے ہیں اپنے وہ انعام اور وظیفے جو تمہارے
لئے آشکارا کرتے ہین۔ انہین ادا کرکے انکا شکریہ بجا لاکر خداوند تعالیٰ کی طرف نکلو۔ میں بروز
قیامت تمہارے لئے ایک شاہد ہون۔ حجت و برہان ہون (بروز قیامت میری محبت تمہاری
نجات اور میری عداوت تمہاری ہلاکت پر شہادت دینے والی ہے) آگاہ ہوجاؤ کہ جو کچھ خدا کے
علم سابق میں تہا وہ واقع ہوگیا۔ جو اسکا حکم نافذ ہوچکا تہا وہ بتدریج متحقق ہوگیا (فتنہ و
فساد اور غصب حقوق کے بعد خلافت مجھ تک پہنچ گئی) بیشک مین وعدہ الٰہی اور اسکی حجت
(قرآن) کے ساتھ کلام کرنیوالا ہون۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم
استقاموا تتنزل علیہم الملآئکۃ ان لاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کُنتم توعدون
بتحقیق وہ لوگ جو کہتے ہین کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اسپر قائم بھی رہتے ہین۔ تو ان پر فرشتے
نازل ہوتے ہین (اور ان سے کہتے ہین) کہ تم خوف نہ کرو غمگین نہ ہو۔ تمہارے لئے اس
بہشت کی خوشخبری ہے جسکا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔ اب تم بھی یہی کہتے ہو کہ ہمارا رب اللہ ہے

بہت دور رہنے والی چیز ہے (اسکی آرزو کا ترک کرنا نہایت مشکل ہے) اور اپنی ہوا و ہوس کے سبب سے ہمیشہ معصیت کا مشتاق ہے بندگان خدا! تم یقین کر لو کہ مومن ہر صبح و ہر شام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے وہ ہمیشہ اسکی عیب گیری کرتا ہوا اسے سرزنش کرتا رہتا ہے - اور ہمیشہ اپنے لئے خیر اور کمال کا طلبگار رہتا ہے - اب تم ان لوگوں کی مانند ہو جاؤ جنہوں نے تم سے پہلے مغفرت الٰہی کی طرف سبقت کی ہے اور تمہارے سامنے گذر گئے ہیں انہوں نے دنیا سے اپنے خیموں کو اسطرح اکھاڑ لیا ہے جیسے کوچ کرنے کیلئے اکھاڑا کرتے ہیں - اور دنیا کو اسطرح لپیٹ دیا ہے جیسے منزلوں کو طے کر دیا کرتے ہیں - تم خوب جان لو! یہ قرآن ایسا ناصح ہے جسمیں ذرا بھی خیانت کی بو نہیں - یہ ایسا ہادی ہے کہ ہرگز گمراہ نہیں کرتا - یہ ایسا خبر دینے والا ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا کوئی شخص اس قرآن کا ہم جلیس نہیں مگر یہ کہ وہ ایسی حالت میں اس کے پاس سے اٹھے کہ یا تو اس کے کمال میں زیادتی ہو گئی ہو یا نقص آ گیا ہو - زیادتی تو ہدایت کی وجہ سے ہوتی ہے اور نقصان اندھے پن کے سبب سے خوب جان لو کہ علم قرآن حاصل کرنیکے بعد پھر انسان کو کسی علم کی احتیاج نہیں ہے - اور نہ کوئی شخص علم قرآن حاصل کرنے سے قبل تحصیل علوم سے مستغنی ہو سکتا ہے - تم اپنے دردوں کے لئے اسی سے شفا طلب کرو - اور اپنے نادانی آمیز اقوال سے بچنے کیواسطے اس قرآن سے مدد مانگو - کیونکہ اس قرآن میں بڑے سے بڑے درد کی دوا ہے - وہ درد کیا ہے؟ یہ ہے کفر - نفاق ضلالت - گمراہی - تم اسی قرآن کے ذریعے سے خدا سے سوال کرو اور نہایت محبت کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہو جاؤ - مگر تم اسکے وسیلے سے خلق خدا سے سوال نہ کرو - کیونکہ یہ قرآن ایسی چیز ہے جس کے علم کے وسیلے سے بندے اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں - خوب جان لو کہ وہ قرآن ایسا شفاعت کرنیوالا ہے - جو شفاعت کردہ شدہ ہے (اسکی شفاعت مقبول ہے) وہ کہنے والا ہے اور اس کے قول کی تصدیق کی جا چکی ہے - اور بروز قیامت جس شخص کی اس قرآن نے شفاعت کی تو اسکی شفاعت اس کے بارے میں قبول کیجائیگی - اور جس شخص کی نادانیوں اور جہالتوں کو بروز قیامت اس نے ظاہر کیا تو بیشک اس شخص کے ضرر پہنچانے پر اسکی

خدا کی جس نے رسول کو بحق و راستی مبعوث فرمایا اور تمام خلقت میں اسے برگزیدہ کر لیا - میں سوائے صدق و راستی کے کوئی بات زبان سے نہیں نکالتا - بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے مجھے تمام ان اخبار کی تعلیم کی ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ فلان شخص کی ہلاکت کا مقام ہے وہ اس میں ہلاک ہوگا - اور یہ فلان شخص کی نجات کا مقام ہے وہ اسمیں نجات پائیگا - اس خلافت کا مآل کیا ہوگا؟ یہ بھی مجھے بتا دیا ہے - اور کوئی امر ایسا باقی نہیں رہا جو میرے سر پر گزرے - مگر یہ کہ اسے میرے کان میں ڈال دیا ہے - اور اسکی خبر مجھ تک پہنچا دی ہے - ایہا الناس بقسم خدا کہ میں نے تمہیں کسی اطاعت خداوندی کی رغبت نہیں دلائی - مگر یہ کہ خود میں نے سب سے پہلے اسکی طرف سبقت کی ہے - میں نے کسی معصیت سے تمہیں نہیں روکا - مگر یہ کہ تم سے پہلے خود میں نے اس سے پرہیز کیا ہے ؛

خطبہ [illegible]

ایہا الناس! خدا کے بیان سے نفع حاصل کرو - اسکے مواعظ سے نصیحت پکڑو - اسکی نصیحتوں کو قبول کرو - کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے عذر عذاب کو تمہارے لئے ظاہر کر دیا ہے - تمپر اس نے حجت پکڑ لی ہے - اور ان اعمال کو بیان کر دیا ہے جو اسکے نزدیک پسندیدہ ہیں یا جن سے وہ کراہت رکھتا ہے - تاکہ اُن اعمال کو بجا لاؤ اور ان افعال سے بچو - سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے تھے - مکروہات کے سبب سے (وہ مکروہات جنہیں ہماری طبیعت مکروہ سمجھتی ہے جن کے بجا لانے میں مشقتیں اُٹھانی پڑتی ہیں) انسان جنت کا مستحق ہوتا ہے اور خواہشات کے سبب سے نار جہنم کا - خوب جان لو! اطاعت خداوندی میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کراہت طبع میں نہ حاصل ہوتی ہو (انسان ہر ایک طاعت خداوندی کو اپنے لئے دشوار اور مشکل سمجھتا ہے) اور نہ معصیت الٰہی میں کوئی ایسی چیز ہے - جو خواہش کے ساتھ نہ حاصل کی جاتی ہو - خداوند عالم اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی خواہشات نفس کو قطع کیا - اپنے نفس کی ہوا و ہوس کا قلع قمع کر دیا - کیونکہ یہ نفس قطع خواہشات سے

کیا کہ لوگوں کو اس امر میں مغالطہ میں ڈالدے جسے اس نے کھینچا ہے۔ تاکہ لوگونکی نگاہ مین اپنے کام کو مشتبہ کردے اور وہ شک و شبہ میں گرفتار ہو جائین۔ قسم خدا کی عثمان کی بابت ان کامون مین سے طلحہ نے ایک کام بھی نہین کیا یا تو یہ کہ جیسا یہ طلحہ گمان کرتا تھا کہ ابن عفان ظالم وجابر ہے۔ تو اسے لازم تھا کہ اسکے قاتلون کی اعانت کرتا۔ یا اسکے مددگاروں سے دشمنی کرتا۔ اور اگر وہ مظلوم تھا تو پھر اُسے یہ لازم تھا کہ اسے قتل سے باز رکھنے والونمین سے ہوتا اسکی جانب سے معذرت کرتا۔ اور اگر اسکی یہ دونو خصلتین اس کے نزدیک مشتبہ تھیں تو اسے لازم یہ تھا کہ اسے چھوڑ کر گوشہ گیر ہو رہتا ایک طرف بیٹھ جاتا۔ اور لوگون کو اس کے ساتھ ہی چھوڑ دیتا مگر اس نے ان تینوں کامون مین سے کوئی کام نہیں کیا۔ اور ایک ایسے امر کو لے آیا ہے جس کا دروازہ اسے معلوم نہین اور نہ جسمین اس کا عذر و انکار صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے ٭

اے وہ لوگو! جو آخرت سے غافل ہو جنکے اعمال و افعال کو بھلایا نہیں گیا ہے۔ اے اطاعت خداوندی کے ترک کرنیوالو جن سے اُس ترک طاعت پر مواخذہ کیا جائیگا میں کیونکر کس لئے نہیں خدا سے دور ہو جانیوالا اور اسکے غیر (شیطان) کی طرف رغبت کرنیوالا دیکھون۔ گویا تم چارپائے ہو۔ جنہیں چرانے والے نے وبا پیدا کرنیوالی چراگاہ اور درد پیدا کرنیوالی آبگاہ کی طرف چھوڑ دیا ہے۔ یہ حیوان ایسے ہین جنہیں محض چھُری کے لئے چارہ دیا گیا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ انکے ساتھ چارہ دیکر کیا ارادہ کیا گیا ہے۔ جب تک انکے ساتھ احسان کیا جاتا ہے۔ تو وہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ یکروزہ احسان انکے لئے ایک زمانہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور انکی پرورش انکے لئے ایک کار متعلقہ اور شغل ہے۔ قسم خدا کی اگر مین چاہوں تو ہر ایک انسان کو اسکے مخرج اسکی منزل اور اسکے تمام امور سے خبر دے سکتا ہوں میں ضرور ایسا ہی کرتا۔ مگر خوف کھاتا ہوں کہ یہ کہیں میرے بارہ مین کافر نہ ہو جائین مجھے رسول اللہ نہ سمجھ بیٹھین۔ آگاہ رہو مین نے اپنے دوستان خالص میں سے جنہیں اس کفر سے محفوظ سمجھا گیا ہے۔ ہر ایک شخص کو اس امر کی خبر پہنچا دی ہے۔ قسم اس

دلون مین ہوتی ہے اور اسی کی طرف رغبت کرتے ہو۔ اور وہ دنیا اس حالت میں صبح کرتی ہے۔ کہ تم پر غضبناک ہوتی ہے اور تمہیں راضی کردیتی ہے۔ یہ دنیا تمہارا گھر نہین یہ وہ تمہاری منزل ہے جسکے واسطے تم پیدا کئے گئے ہو۔ نہ ایسا مکان ہے جسکی طرف تم بلائے گئے ہو۔ آگاہ اور خبردار ہوجاؤ یہ دنیا تمہارے لئے ہرگز ہرگز باقی رہنے والی نہین۔ اور نہ تم اسکے واسطے باقی رہوگے۔ اگرچہ یہ تمکو فریب دے رہی ہے۔ مین نے تمہیں اس دنیا کی شرارتون سے ڈرایا ہے۔ تم اس تحذیر اور تخویف کو مدنظر رکھکر اسکے فریب مین نہ آؤ۔ اسکی طمع کو چھوڑ دو۔ اور اس گھر کی طرف سبقت نہ کرو جس کی طرف تم حقیقۃً بلائے گئے ہو۔ تم اپنے دل کے ساتھ اس دنیا سے روگردانی کرو اور یہی سزاوار ہے کہ تم مین سے کوئی شخص اس کنیز کی مانند گریہ نہ کرے جو کہ اس چیز کے لئے روتی ہے جس سے وہ منع کی جاتی ہے۔ تم اطاعت خدا پر صبر کرکے اور اس چیز کی کماحقہ حفاظت کرکے جسکی حفاظت ازروئے کتاب تم پر واجب لازم ہے۔ نعمات الٰہی کے اتمام کو طلب کرو۔ آگاہ ہوجاؤ۔ جب تم اپنے دین کے ارکان کی حفاظت کروگے تو اسوقت اگر اشیاء دنیا مین سے کوئی شے تمہارے پاس سے ضائع ہوجائیگی تو اس سے تمہین کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔ اور خبردار رہو تمہارے دین کے ضائع ہونے کے بعد کوئی وہ شے تمہیں نفع نہیں پہنچائیگی جسکی تم نے اپنے دنیاوی امور مین محافظت کی ہے۔ خداوند عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو راہ حق کی طرف کھینچ لے اور ہمین صبر و شکر کو القا فرمادے

طلحہ پسر عبید اللہ کا طلب خونِ عثمان سے کیا مقصد تھا؟ حضرت اسے بیان فرماتے ہیں ”مجھے جنگ و جدل سے خوف نہیں دلایا گیا۔ میں ضرب نیزہ و شمشیر سے ڈرایا نہیں گیا ہوں مجھ سے پروردگار عالم نے جس فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے میں اسی پر ثابت قدم ہوں۔ قسم خدا کی یہ طلحہ ہرگز اپنی تلوار کو برہنہ کرکے طلب خونِ عثمان مین عجلت نہ کرتا۔ مگر اسے یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہین مجھی سے اسکے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتے۔ کیونکہ وہ اس مظنہ سے بچ نہیں سکتا اور نہ اس سے زیادہ اُس گروہ میں کوئی اس خون پر حریص تھا۔ لہٰذا اب اس نے یہ ارادہ

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وحی خدا کے امین ہیں۔ پیغمبران خدا کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپکی رحمت کی بشارت دینے والے اور اسکی عقوبتوں سے ڈرانیوالے ہیں۔ ایہا النّاس! امر خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ مستحق وہی ہے۔ جو اس پر ان سب سے زیادہ قوی ہو۔ اور خدا کا حکم جو اس کے بارے میں ہے اسے سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اب اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ پردازی کرے تو پہلے اسے اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کیجائیگی اگر وہ باز نہ آیا۔ اور انکار کیا تو اس کے ساتھ مقاتلہ اور محاربہ کیا جائیگا۔ مجھے اپنی جان کی قسم اگر اسوقت تک امامت اور خلافت منعقد نہ ہو جبتک کہ عامۃ الناس اس پر حاضر نہ ہو جائیں (اسپر اجماع نہ کرلیں۔ امامت کا انعقاد اجماع عامۃ الناس پر ہی منحصر ہو) تو پھر تو تحقق امامت کی کوئی سبیل ہی نہیں کسی طرح امامت متحقق ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن انعقاد امامت کرنے والے اسپر بھی حکم لگاتے ہیں جو ان سے غائب ہے (شخص غائب کی طرف سے بھی وکیل بن جاتے ہیں) اب نہ تو اس شخص کے لیے اپنے قول سے پلٹنے کا موقع ہے جو حاضر تھا۔ اور نہ شخص غائب اپنا مختار ہے جو اپنے لئے کوئی دوسرا رستہ اختیار کرسکے۔ آگاہ ہو جاؤ! میں دو شخصوں سے مقاتلہ کرونگا۔ ایک تو وہ شخص جو مدعی خلافت ہے حالانکہ وہ اس کا مستحق نہیں اور دوسرا وہ شخص جو اس چیز سے اپنے نفس کو منع کرے جو اس پر واجب ہے۔ میں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور بندوں کے لیے یہ نہایت ہی عمدہ وصیت ہے اور خداوند عالم کے نزدیک اس کا انجام کار بہت ہی بہتر ہے اب تمہارے اور اہل قبلہ کے درمیان لڑائی کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اور اس علم کو وہی اٹھا سکتا ہے جو صاحب بصیرت ہو صابر ہو۔ مقامات حق کا عالم ہو۔ اب تم اسی رستے پر چلے چلو جسکا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اور اس مقام سے الگ ہو جس سے تم منع کئے گئے ہو۔ تم اس امر میں تعجیل نہ کرو جبتک امام کی جانب سے امر یا نہی صادر نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک امر جس سے تم انکار کرتے ہو تمہارے مصالح و فوائد پر نظر کرکے وہ ہمارے لئے موجود ہے (ہمیں ہر ایک قسم کی قدرت و قوت اور ہر طرح کا اختیار حاصل ہے) خبردار ہو جاؤ تم اس دنیا میں اس حالت میں صبح کرتے ہو۔ کہ اسکی تمنا تمہارے

اور طلب حق کے وقت میرے ارادوں کے منھ پر طمانچہ مارتے ہو۔ جب مین نے بھری محفل مین حجۃ اور دلیل کے ساتھ اس کی گوشمالی کی تو وہ مبہوت ہو گیا اور گویا کسی چیز سے واقف ہی نہ تھا کہ اس کے ساتھ مجھے جواب دے - بار الٰہا! مین اس قوم قریش اور انکے معاونین کے انتقام پر تجھ سے مدد چاہتا ہون - ان لوگون نے میرے حق قرابت کو قطع کیا - میرے مرتبہ عظیم کی تحقیر کی - مجھ سے اس امر پر تنازعہ کرنے کے لئے جمع ہو گئے - جو میرے ہی لئے تھا پھر کہنے لگے آگاہ ہو جا! تیرا امر خلافت کو طلب کرنا بحق ہے - اور یہ بھی واجب ہے کہ تو اسے ترک کر دے (ان دلائل کا بھی اعتراف کرتے تھے جو مین اپنے استحقاق پر پیش کرتا تھا - مگر پھر بھی غضب سے ہاتھ نہ اٹھایا) **بعض جگہ اسی خطبہ مین جمل والونکا ذکر ہے** وہ اپنے گھرون سے نکلے اور زوجہ رسولخدا کو اسطرح کھینچتے ہوتے لے گئے - جیسے کنیزون کو خریداری کے وقت کھینچا کرتے ہین - اسے لیکر بصرے کی طرف متوجہ ہوتے ان دونون (طلحہ و زبیر) نے اپنی بیویون کو تو گھرون مین پردے کے اندر بٹھا دیا - اور حرم محترم رسولخدا کو باہر لاتے جو نہ انہین زیبا تھا نہ انکے غیر کو - اور اُس لشکر مین لاتے جسمین کوئی شخص نہین تھا جس نے اپنی اطاعت مجھے عطا نہ کی ہو اور بطوع خاطر نہایت مردانگی سے میری بیعت نہ کی ہو پھر یہ لوگ میرے عاملون پر چڑھ گئے جو بصرے میں تھے اور مسلمانون کے بیت المال اور نیز دیگر رعایا کو گھیر لیا - ایک گروہ کو تو زجر و توبیخ کے ساتھ قتل کیا - اور دوسرے گروہ کو مکر و حیلہ کے ساتھ - پس قسم خدا کی اگر مسلمانون مین سے کسی تک انکی رسائی نہ ہوتی اور فقط وہ شخص ملجاتا - جس کے قتل پر یہ بغیر جرم و خطا کے تلے ہوتے تھے (فقط میری محبت کے سبب سے اس کا قتل جائز سمجھ رکھا تھا) جسوقت یہ اس مسلمان کے قتل پر تیار ہوتے اور نہ زبان سے نہ ہاتھ سے کسی طرح بھی اس کے قتل سے انکار نہ کرتے - تو بیشک انکے تمام لشکر کا قتل مجھ پر حلال ہو جاتا - اب تو انکے اتنے آدمیون کے قتل کی حلت کا ذکر چھوڑ کیونکہ انہون نے اسی تعداد کے موافق مسلمانون کو قتل کیا ہے - جسے لیکر ان پر چڑھائی کی تھی ✦

جسوقت مقام صفین مین قوم غدار سے ملا جنگ کا ارادہ کیا تو فرمایا بار الہا! اے بلند و بالا چھت (آسمان) گردون کج آفریدگار اور ایسے بام کے مالک جسے تو نے شب و روز کے ظاہر ہونے اور غائب ہونیکا مقام - شمس و قمر کی سیر گاہ اور سیار ستارون کے لئے مکان آمد و شد بنا دیا ہے - تو نے اُسکے ساکنین کو قبیلہ ملائکہ سے بنایا ہے جو کبھی تیری عبادت سے دلتنگ نہیں ہوتے - اے اس زمین کے پرورش کرنے والے - جسے تو نے لوگون کے لئے قرار - حشرات الارض - چوپائے اور وہ حیوان جو نظر آتے ہین یا نہیں نظر آتے ان سب کے لئے آرام گاہ بنا دیا ہے - اے ان پہاڑون کے پیدا کرنیوالے جنہین تو نے زمین کے لئے اوتاد (میخین) اور خلقت کے لئے باعث اعتماد مقرر کیا ہے (طرح طرح کے معدن اور چشمے مخلوق کی کار برآری کے لئے انہیں سے برآمد ہوتے ہین) اگر تو نے ہمین ہمارے دشمن پر غلبہ عنایت کیا - تو ہمین ظلم و ستم سے دور کر دے - راہ حق پر ہمین ثابت قدم رکھ اور اگر تو نے انہین ہم پر غالب کیا - تو ہمیں خلعت شہادت عنایت کر - اور دشمنوں کے ظلم و ستم سے ہمین بچالے - کہان ہین دین اسلام کی محافظت کرنے والون مین سے وہ لوگ جو ملامت سے منع کرتے تھے - اور نزول شدائد کے وقت غیرت سے کام لیتے تھے - دیکھو! اسوقت ننگ و عار تمہارے پیچھے ہے - اور جنت تمہارے سامنے موجود ہے ◆

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہین جسے موجودہ آسمان کا علم دوسرے آسمان کے علم سے نہیں روک سکتا اور نہ اس زمین کے حالات کی واقفیت اسے دوسری زمین کے احوال کو جاننے سے منع کر سکتی ہے - ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اے ابن ابی طالب تو اس خلافت پر بہت ہی حریص ہے مین نے کہا نہیں بلکہ تم مجھ سے بہت زیادہ حریص ہو اور پھر لطف یہ کہ مرتبہ خلافت سے نہایت ہی دور ہو اور مین اس سے نہایت ہی قریب بلکہ اس کے لئے مخصوص ہون - مینے اپنا حق لینے کے لئے طلب کیا ہے تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہو جاتے ہو

جس شخص کو پروردگار عالم نے اس دنیا کو بطور مال غنیمت عطا فرمایا ہے - اس پر حسد کر کے یہ لوگ اس دنیا کے طلب گار ہو رہے ہین - اس جماعت نے احکام اسلام کو اس کے پشت پر (جاہلیت وکفر) کی طرف لوٹانے کا ارادہ کیا ہے - اب تمہین لازم ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول کے ساتھ ہمارے طریقہ پر عمل کرو - رسول کے حق کو قائم کرو (جو کچھ حضرت نے وصیت کی ہے کہ میرے اہلبیت کی متابعت کرنا اسے ادا کرو) اسکی شریعت کو بلند و برتر بناؤ ٭

جب جناب امیر علیہ السّلام بصرے کے قریب پہنچے - تو اہل بصرہ نے ایک قاصد آپکے پاس روانہ کیا کہ حقیقت حال معلوم ہو - اور جان لیا جائے کہ حضرت کا عائشہ والوں سے محاربہ کرنا حق ہے یا ناحق تاکہ انکا شک زائل ہو جائے - تو حضرت نے اس قاصد سے کچھ ایسے کلمات ارشاد فرمائے جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ آپ سراسر حق پر ہین - پھر حضرت نے اس سے فرمایا کہ اب تو حق کی بیعت کر اُسنے جواباً عرض کیا - کہ مین ایک قوم کا قاصد ہون جبتک انکے پاس نہ پہنچ لون کسی تازہ امر کو ظاہر نہیں کر سکتا - حضرت نے فرمایا "وہ لوگ جو تیرے پیچھے رہ گئے ہین جنہوں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تو انکے لئے محل نزول بارش کو دریافت کرے - اب تو انکی طرف واپس ہو اور انہیں پانی اور تر و تازہ روئیدگی کی خبر دی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ تیری مخالفت کرینگے اور ایسے مکان کی طرف رخ کرینگے جو تشنگی کا مقام اور قحط کا موضع ہو (اگر واقعی امر یونہی ہے) تو پھر اسوقت کیا کریگا اسنے جواب دیا "مین انکا ساتھ چھوڑ دونگا اور انکی مخالفت کرتا ہوا اسی مقام پر جا رہونگا جہان پانی اور گھانس موجود ہے" یہ سنکر حضرت نے فرمایا "اب تو اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دے" اس نے عرض کی "قسم خدا کی اب مجھے قدرت نہیں رہی کہ اس حجت اور برہان کو سنکر بھی بیعت سے انکار کروں" یہ کہتے ہی حضرت کی بیعت کر لی - اس شخص کو کلیب جرمی کہتے تھے - یہ بنی جرم مین سے تھا ٭

اور عدم انتقام دونو مساوی ہین) اب تم ذرا صبر سے کام لو تاکہ لوگ آرام لے لین انکے دل اور انکی رائین اپنے مقام پر قائم ہوجائین (سب متفق الرائے ہون) پھر حقوق بآسانی لئے جاسکین گے ❊ تم میری طرف سے آرام کرو مطمئن ہوجاؤ اور دیکھتے رہو کہ میرا حکم تمہارے لئے کس چیز کو لاتا ہے تم کبھی وہ کام نہ کرنا جس سے قوۃ متزلزل ہوجائے۔ جو قوۃ و قدرت کو ساقط کر دے سُستی اور ذلت کا باعث ہو۔ مین عنقریب اس امر خلافت سے اس طرح تمسک کرونگا جس سے یہ محکم و استوار ہوجائے اور جب کوئی چارۂ کار نظر نہ آئیگا تو پھر آخرش دردکی دوا[ا] داغ ہے ❊

جب جمل والے (عائشہ اور اس کے پیرو کار) بصرے کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت نے فرمایا پروردگار عالم نے ہدایت کرنیوالے رسول کو کتاب ناطق (قرآن شریف) اور امر قائم (شریعت قائم) کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس سے تجاوز کرنے سے کوئی شخص ہلاک نہین ہوتا اِلّا وہ شخص جسکی استعداد ہلاکت انتہائی مرتبہ کو پہنچ چکی ہو۔ اور بیشک تلبیسات اور بدعتین ہلاک کرنیوالی ہین۔ مگر جسے خداوند عالم ان سے بچاتا ہے وہ ہلاک نہین ہوتا۔ اور بیشک سلطان الہی (خلیفہ برحق) کی اطاعت مین تمہارے امر کی حفاظت اور تمہاری شریعت کا بچاؤ ہے۔ تم اسکی اطاعت بغیر سرزنش اور بغیر جبر و اکراہ کے (خلوص دل سے) بجالاؤ۔ قسم خدا کی یا تو تم خلیفہ خدا کی اطاعت کرو یا پروردگار عالم تمہاری دینی سلطنت کو تمہارے غیر کی طرف نقل کردیگا پھر تا قیام حضرت صاحب الامر علیہ السّلام تمہاری طرف اسے منتقل نہ کریگا۔ حتی کہ امر خلافت تمہارے اغیار کی طرف ظاہر ہو اور مجتمع ہوجائیگا۔ یاد رکھو یہ لوگ میری خلافت پر غضبناک اور خشمناک ہو کر جمع ہوئے ہین (خونخواہی عثمان کا تو فقط بہانہ ہے) مین ابھی ان لوگونکی حرکات پر صبر کرتا ہون جبتک تمہاری جمعیت کو ضرر پہنچنے کا خوف مجھے نہ لاحق ہو۔ اور اگر ان لوگون نے اپنی رائے کا ضعف انتہا کو پہنچادیا اور اپنی ہی بیجا ضد پر اُڑے رہے۔ تو بیشک مسلمانون کے کامون کا انتظام بگڑ جائیگا۔ جنگ و جدل تک نوبت پہنچے بغیر نہ رہیگی۔

[ا] یہ ایک مثل عرب میں مشہور ہے۔ یعنی جب سیدھی انگلیون سے گھی نہ نکل سکا تو انجام کار اس درد کا علاج قتل و قتال کے داغ سے کیا جائیگا ۱۲

حق کے کہنے سے اگر کسی کو تکلیف پہنچے تو پہنچنے دو - پروردگار عالم نے مسلمان کی اذیت پہنچانے کو حلال نہیں کیا - لیکن اس شے کے ساتھ جسے اس نے واجب کیا ہے (حد شرعی و تعزیرات شرعی) تم اس امر کی طرف جلدی کرو جو عموماً تمام حیوانات اور خصوصاً تمہارے ایک ایک مرد کے لیے موجود ہے وہ امر کیا ہے! وہ موت ہے! مردانِ رفتہ تمہارے پیشرو اور پیشوا ہیں - اور قیامت کا دن تمہیں پیچھے سے ہنکار رہا ہے - تم علائق دنیوی سے سبکسار ہو کہ نہایت آسانی کے ساتھ اپنے یارانِ فگان سے ملاقات کرو (قیامت کے قائم ہونے میں کوئی دیر نہیں فقط اتنی دیر ہے کہ) تمہارا اول تمہارے آخر کا انتظار کر رہا ہے (جہاں وہ پہنچا اور قیامت موجود ہے) ❖

ومن کلام لہ علیہ السلام

جب آپ سے بیعت ہو چکی تو ایک گروہ نے آکر کہا کاش آپ ان لوگوں سے مواخذہ کرتے جنہوں نے عثمان پر چڑھائی کی تھی - آپ نے اس کے جواب میں فرمایا "اے بھائیو! جو کچھ تم جانتے ہو میں اس سے ناواقف نہیں ہوں - مگر مجھے انتقام کی قوت کیونکر حاصل ہو حالانکہ وہ قوم (جو قتل عثمان کے لیے جمع ہوتی تھی) نہایت صاحب شوکت ہے - یہ لوگ ہمیں پر مسلط ہیں ہم ان پر تسلط نہیں رکھتے - آگاہ رہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ ملکر تمہارے غلام بھی برانگیختہ ہوئے ہیں تمہارے بادیہ نشین اعراب صحرائی ان لوگوں کے ساتھ ملتفت ہو گئے ہیں - یہ لوگ تمہارے درمیان ہیں اور جس طرح بھی چاہتے ہیں تمہیں رنج پہنچاتے ہیں - جس چیز کا تم ارادہ کر رہے ہو کیا اس پر قدرت حاصل کرنے کے لیے کوئی موضع - مقام تمہاری نظر میں موجود ہے؟ تحقیقاً یہ کام (جس کے تم درپے ہو رہے ہو) زمانہ جاہلیت کے جاہلوں کا کام ہے - اس گروہ کی مدد کے لیے بہت سی کمک تیار ہے - اور لوگ اس امر میں جبکہ اسے حرکت دی جائے مختلف رائیں رکھتے ہیں - ایک گروہ تو اسے صواب و درست سمجھتا ہے - اور انہیں نگاہوں سے دیکھتا ہے جن سے تم دیکھ رہے ہو - اور ایک فرقہ کچھ اور ہی دیکھتا ہے جسے تم نہیں دیکھتے (وہ تم سے مخالف ہے وہ اس امر میں کوئی صواب نہیں دیکھتا) ایک اور بھی فرقہ ہے جو نہ اسے دیکھتا ہے نہ اسے اچھا سمجھتا ہے (اسکی نظر میں انتقام

پوشیدہ مقامات میں متفرق کردیگا۔ پھر چشمونکی مانند انہیں زمین میں روانہ کریگا۔ تاکہ انہیں سے ایک
قوم سے دوسری قوم کے حقوق لے لے۔ اور ایک قوم کو دوسری قوم کی ولایت میں متمکن کردے
قسم خدا کی یہ مال و متاع جو کچھ ان (بنی اُمیہ) کے ہاتھ میں ہیں اس بلندی و اقتدار کے بعد اسطرح
پگھلا دئے جائینگے جیسے چربی کو آگ پر پگھلا لیتے ہین۔ ایہا الناس اگر تم نے امام برحق کی نصرت
میں کوتی فروگذاشت نہ کی۔ اور باطل کے ست کرنے سے تم سُست نہ ہوتے۔ پھر نہ تو وہ شخص تمہاری
طمع کرسکتا ہے جو تمہارے مانند ہو۔ اور نہ تم پر وہ سخت قوت پکڑ سکتا ہے جو قوی ہو رہا ہے۔ مگر
تم تو بنی اسرائیل کی طرح گمراہ ہو رہے ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ میرے بعد تمہاری علالتین اور
سرگردانیان دو چند ہوجائینگی۔ تم نے حق کو پس پشت ڈالدیا۔ جو شخص نہایت ہی قریب ہے
اس کو قطع کرکے ایک نہایت ہی بعید شخص سے وصلت اختیار کی۔ خوب جان لو اگر تم اس شخص
کی پیروی کرتے جو تمہین بلارہا ہے تو وہ تمہیں رسول کے رستے پر سالک کرلیتا۔ تم راہ راست سے
بھٹکنے کی مشقتوں سے بچ جاتے۔ اور اس بار گران (پیروی باطل) کو اپنی گردنون سے الگ
پھینکدیتے ؛

اول زمانہ خلافت میں حضرت نے فرمایا ہے "بیشک پروردگار عالم نے ایک ہدایت کرنیوالی کتاب کو
نازل فرمایا۔ اور خیر و شر و حق و باطل کو اس میں ظاہر کردیا گیا۔ اب تم خیریت کا طریقہ اختیار کرو
تو ہدایت پاجاؤگے۔ اور شر کی طرف سے روگردانی کرلو۔ واجبات کا قصد کرلو۔ بیشک تم ان
فرائض کو تقرباً الی اللہ بجالاؤ تاکہ وہ تمہیں بہشت تک پہنچادین۔ تحقیقاً پروردگار عالم نے
اس شے کو حرام کیا ہے۔ جو مجہول نہین ہے (حسب ارشاد پیغمبر تمام مسلمان ان محرمات سے
واقف ہین) اور اس شے کو حلال فرمایا ہے۔ اور جو عیب دار اور ناقص نہیں۔ اور مرد
مسلمان کی عزت و حرمت کو تمام احترامات پر فضیلت دی ہے توحید باری کا اظہار کرنیوالے
اور صالح اعمال کی بجاآوری کے سبب سے مسلمانوں کے حقوق کو اسی جگہ ثبت کردیا ہے جہان ہونے
چاہئین۔ اب مسلمان وہ شخص ہے جسکی زبان اور جسکے ہاتھ سے مسلمان سالم رہین۔ اُلا یہ کہ امر

لفظوں مین کھنچی ہوئی تیرے سامنے موجود ہے) اگر تو ان تک پہنچنے کی تمنا میں اپنے نفس کو مشغول کرے تو البتہ انکے شوق مین تیری جان بدن سے روانہ ہوجاتے - اور انکی طرف پہنچنے مین تجھے ایسی عجلت لاحق ہو کہ ابھی ابھی اس مجلس سے کوچ کرکے اہل گورستان کی ہمسائگی اختیار کرے - خداوند عالم ہمین اور تمہین انہین لوگون مین سے بنا دے جو اپنی دلی تمنا کے ساتھ نیک بندون کی منزل کی طرف کوچ کرتے ہیں اور جو منزلین رحمت خداوندی کا اعلی نمونہ ہیں ❖

تمہارے خورد اپنے بزرگوں کی پیروی کرین - اور تمہارے بزرگ اپنے خوردوں کے ساتھ لطف و مہربانی پیش آئین - تم ایام جاہلیت کے جفاکارون کی مثال نہ بنو - جو نہ تو دین کا علم حاصل کرتے تھے - نہ خدا کی طرف سے کوئی عقل و علم (وحی والہام) رکھتے تھے - ان لوگوں کی مثال بالکل حیوانِ موذی کے بیضہ کی سی تھی جو آشیانہ ہی مین توڑ دیا گیا ہو - اب ظاہر اس کا توڑنا (چونکہ اس حیوان کو مضرت پہنچاتا ہے) وزر و وبال ہے - اور اسکی حفاظت اور پرورش کرنا (جس سے وہ حیوان موذی نکل آتے) سراسر باعث نکال - **بعض خطبہ میں ہے** میری قوم باہم الفت رکھنے کے بعد پھر ایک دوسرے سے جدا اور اپنی اصل (امام بحق) سے پراگندہ ہو گئی بعض تو انمین سے اسی درخت کی کسی شاخ سے متمسک ہو جائینگے (کسی نہ کسی امام کی بیعت کرلینگے) جسطرف وہ شاخ مائل ہو گی یہ بھی اسکے ساتھ ہی متوجہ ہونگے - بنا برین کہ عنقریب خداوند عالم انہیں بدترین یوم بنی اُمیّہ کے سبب سے جمع کریگا - جسطرح فصل خریف مین ابر کے نازک اور مہین ٹکڑے جمع ہوا کرتے ہین پروردگار عالم انکے درمیان الفت و محبت قائم کردیتا ہے - پھر ان سب کو ملا جلا کر ابر غلیظ کی مانند بنا دیتا ہے - پھر خداوند عالم ان لوگوں کیلئے ایسے دروازے کھول دیگا جو اپنے برانگیختہ ہونے کی جگہ سے اسطرح روان ہونگے جیسے شہر سبا کے دو باغوں کی سیل - اب نہ تو کوئی نشیب میں واقع ہونیوالا پہاڑ سالم رہیگا نہ کوئی ٹیلہ - پہاڑوں کا استحکام اور باہم اتفاق اور زمین کے پشتے اس سیل کے رستوں کو نہ روک سکین گے - پروردگار عالم انہیں پہلے تو وادیوں

مخلوق کے اوصاف سے عقول کو مقہور کر دیا۔ حالانکہ اس مخلوق کو آنکھوں کے سامنے ظاہر کر دیا ہے وہ اسے دیکھ رہی ہین۔ کہ وہ مخلوق حدود ذاتی کے ساتھ محصور ہے۔ عدم سے وجود مین آتی ہے اعضا و جوارح سے مرکب ہے اہین رنگتین بھی موجود ہین۔ مگر پھر اس کا وصف بیان نہین ہو سکتا علی ہذا نہ بالون کو بھی اس کے اوصاف کی تلخیص سے عاجز کر دیا ہے۔ اور اسکی توصیف کے درجہ تک پہنچنے مین تھکا کر بٹھا دیا ہے۔ تسبیح اور تنزیہ کے قابل وہی معبود ہے جس نے مچھلیوں اور ہاتھیوں سے لیکر چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں اور چھوٹے چھوٹے مچھروں کے پاؤن کو مضبوط اور محکم کر دیا اور اپنی ذات سے یہ عہد و البتہ کر لیا ہے کہ وہ بدن جنمین روح پھونکی گئی ہے انہین سے کوئی حرکت نہ کرے مگر یہ کہ موت اس کے لئے وعدہ گاہ بنائی گئی ہے۔ اور آخرکار اس دنیا سے نیست و نابود ہو جانا اسکے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔ **بعض جگہ اسی خطبہ مین بہشت کی تعریف مین فرماتے ہین** اگر تو اپنے دل کی آنکھوں سے کام لے اور اس چیز کو دیکھ لے جسکی تیرے سامنے تعریف بیان کیجاتی ہے تو بیشک تیرا دل ان عجیب غریب چیزون سے ہٹ جاتے جو لذات و خواہشات دنیوی کی صورت مین دنیا کی طرف نکالی گئی ہین۔ تو کبھی اسکی ظاہری زینتون پر مائل نہو۔ وہ درخت جن کے ریشے صاف و شفاف نہروں کے کنارون پر مشک کے ڈھیرون مین پنہان ہین۔ وہ انکی نرم و نازک اور سخت شاخین اور ان شاخوں مین تر و تازہ موتیون کے خوشون کی آویزش۔ ان میوہ ہاتے مختلفہ کا اپنے شگوفوں کے غلاف سے نکلنا۔ اگر ان باتون کی تامل سے کام لے اور ان درختون کی جنبشوں کا تصور کرے تو تیرا نفس دنیا سے بالکل غافل ہو جائیگا یہ میوے بغیر کسی مشقت کے چنے جاتے ہین۔ اور چکھنے والے کی خواہش کے موافق اسکے تصرف مین آتے ہین۔ اس جنت مین داخل ہونیوالوں کے لئے مکانات و قصور کی فضا مین عسل مصفےٰ اور شراب صافی کا دور ہوتا ہے۔ یہ بہشتی لوگ ایک ایسی قوم ہین کہ عزت و کرامت ہمیشہ انکے ساتھ ساتھ رہی ہے۔ حتی کہ اس دار القرار مین قائم ہوتے اور مراحل قیامت کے سفر کی نقل و حرکت سے بالکل پناہ اور امن مین آگئے۔ اے سننے والے یہ خوش آیند منظر جو تجھ پر ہجوم کر رہے ہین (جنکی تصویر

اسکی گردن کے جوڑ سے لیکر شکم تک ایک رنگ ہے جیسے یمنی وسمہ کا رنگ ہوتا ہے - یا لباس حریر ہے جو
پہنا گیا ہے - درانحالیکہ وہ ایک صیقل شدہ آئینہ ہے - اور گویا ایک سیاہ چادر کو اپنے اوپر لپیٹ لیا
گیا ہے - مگر یہ کہ اسکی رنگت کے پانی کی کثرت اور شدت براقیت ودرخشندگی سے یہ خیال کیا جاتا
ہے کہ چمکدار سبزہ اسکے ساتھ مخلوط ہے - اسکے کان کے شگاف کے برابر ہی باریکی سر قلم کی مانند
ایک سفید خالص خط بابونہ کی رنگت مین قائم ہے - وہ خط سفید باوجودیکہ اس سیاہی مین
ملا ہوا ہے جو اس جگہ موجود ہے - مگر پھر بھی چمکتا ہے - بہت کم رنگ ہونگے جن سے اس طاؤس نے
کوئی حصہ نہ لیا ہو - اس نے ہر ایک رنگ سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیا ہے اور پھر اپنی صفائی اپنی براقیت
اپنے لباس دیبا کے پرون کی درخشندگی اور اسکی خوش آئندگی کے ساتھ اس رنگ کو ظاہر کیا
ہے - اسکے پر ایسے ہین جیسے بکھرے ہوئے شگوفے جنہین نہ تو فصل بہار کی بارشون نے پرورش
کیا ہے نہ گرمیون مین چمکنے والے آفتاب نے - اور کبھی وہ اپنے ان پرون سے برہنہ بھی ہو جاتا ہے (اسکے
پر گر پڑتے ہین) اور اپنے لباس سے عریان رہ جاتا ہے - اسکے پر یکے بعد دیگرے گرتے ہین اور اسیطرح
پے درپے نکل آتے ہین - وہ اپنی جڑون سے اسطرح گر پڑتے ہین جیسے درختونکی ٹہنیون سے پتے پھر
قوت نامیہ کے فیضان سے اسی حالت کو پہنچ جاتا ہے جیسا کہ گر پڑنے سے پہلے تھا - اور اس دوبارہ
پیدائش مین تو پہلے رنگون کی مخالفت ہوتی ہے نہ کوئی رنگ اپنے مقام سے دوسری جگہ واقع
ہوتا ہے - اگر تو اسکے پرون کی جڑ کے بالون مین سے کسی بال کو غور سے دیکھے تو ایک مرتبہ تو تجھے
گل سرخ کی سی سرخی نظر آئیگی دوسری دفعہ زمرد کی سبزی معلوم ہوگی اور پھر جو دیکھو تو کندن
کی زردی بھی موجود ہے - اب گہری فکرین اور ہر ایک چیز کی تہ کو معلوم کر لینے والی عقلین کیونکر
اس جانور کے اوصاف بیان کرنے تک پہنچ سکتی ہین اور کسطرح اسکی انتہا تک رسائی ہو سکتی ہے
وصف کرنیوالون کے اقوال اسکے اوصاف کے موتیون کو کیونکر سلک نظم مین پرو سکتے ہین حالانکہ
اسکے اجزا (مو و بال و استخوان و گوشت و پوست وغیرہ) بہت تھوڑے ہین پھر بھی اوہام کو ادراک سے
اور زبانون کو اوصاف بیان کرنے سے عاجز کر رکھا ہے سبحان اور منزہ ہے وہ خدا جس نے اپنی

حرکت ہی ہے وہ اپنے طرح طرح کے رنگون پر ناز کرتا ہے - وہ اپنی حرکات مین خوشخرامی دکھاتا ہے
وہ مُرغ کی مانند جماع کرتا ہے - اور نہایت ہی قوی الشہوت نر کی طرح آلات نری سے مباشرت
کرتا ہے - اور جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہین کہ طاؤس ایک آنسو کے ساتھ جماع کرتا ہے جسے
اُسکی آنکھین گراتی ہین اور وہ پلک کے کنارون پر ٹھیر جاتا ہے - اسکی مادہ اُس آنسو کو پی لیتی ہے
اور بغیر نر سے جماع کئے فقط اسی آنسو کے پینے سے انڈا دیتی ہے - تو یہ گمان اس سے عجیب تر تو
نہین کہ کوّے کی نسبت کیا جاتا ہے (جیسا کہ عوام مین مشہور ہے - کہ یہ جماع نہین کرتا بلکہ اپنی
مادہ کی چونچ سے چونچ ملا کر تھوڑا سا پانی جو سنگدانہ میں جمع ہوتا ہے اسکے منھ مین گرا دیتا
ہے - اور وہ اس پانی کو پی کر انڈا دے دیتی ہے) کیا تو خیال کرتا ہے کہ اسکے پرون مین چھپی
ہوتی استخوان چاندی کے دندانے ہین - اور یہ عجیب و غریب دائرے جو ان پر اُگے ہوتے ہین
کیا تیرا خیال ہے کہ یہ خالص سونے کے حلقے ہین! زبرجد کے ٹکڑے ہین! اگر تو انہین زمین
کی روئیدگی کے ساتھ تشبیہ دے - تو یہی کہے گا کہ ہر ایک بہار کے مختلف شگوفون کا ایک گلدستہ
بنا لیا گیا ہے - اور اگر پوشش سے مشابہہ کیا جائے تو پھر یا تو وہ زربفت کے ٹکڑے ہین یا نہایت
ہی خوب اور خوش آیند یمنی چادر اور اگر زیورون سے تشبیہ دی جائے تو وہ ان نگینون کی مانند
ہے جنمین طرح طرح کے رنگ بھرے ہوئے اور نقرۂ مرصع بجواہر مین جڑے ہوتے ہون - وہ
نہایت ہی ناز و انداز کے ساتھ خوشخرامی میں مصروف ہوتا ہے - اپنی دم اپنے پرون کو
دیکھکر اپنے پیرہن کی خوش رنگیان اس کا حسن و جمال اور اس کے نقش و نگار ملاحظہ کرکے قہقہہ مارکر
ہنستا ہے - مگر جسوقت اسکی نظر اپنے پاؤن پر جا پڑتی ہے - تو ایک ایسی آواز نکالتا ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب کسی فریادرس کے سامنے اپنا درد دل اظہار کریگا اور اپنے سچے
درد کی شہادت دیگا - کیونکہ اسکے پاؤن سیاہ ہین اور اس مرغ کے پاؤن کی مانند ہین جو
نہ سیاہ ہو نہ سفید - اسکی پنڈلی کی ہڈی سے ایک پنہان خار نکلا ہوا ہے اس کی یال کے
مقام پر سبز اور منقش بالون کے گچھے نظر آرہے ہین - اسکی گردن کا مخرج کیسا چمکیلا ہے

اعتراف کرتی ہوئیں اسکی مطیع و فرمانبردار ہو رہی ہین اسکے وجود کا اقرار کر رہی ہیں اور ہمارے کانون
ہین اسکی وحدانیت کی دلیلوں کو نہایت زور شور سے پھونک دیا ہے - وہ روشن دلیلین جو اسنے
قائم کی ہیں انہین سے ایک یہ بھی ہے کہ مختلف صورتوں والے پرندون کو خلق کیا - انہین زمین کے
شگافون وسیع فراخ رستون مین واقع ہونیوالے رخنون - اور مضبوط و ثابت پہاڑون مین
ساکن کیا - انکے پر و بازو مختلف بنائے - ایک دوسرے سے نہ ملنی والی ہیئتین انہین عنایت کین
تسخیر کی مہارین ان پر تصرف کر رہی ہین (وہ اپنے خالق کی حکم کی فرمانبردار ہین) اور وہ وسیع
و فراخ کرہ باد کے شگافون اور فضائے کشادہ مین اپنے بازوؤن کو حرکت دینے والے ہین وہ
پہلے نیستی کے پردون مین چھپے ہوتے تھے - انہیں خلق کیا اور عجیب و غریب صورتونکے ساتھ خلق
کیا انہیں حقائق مفاصل سے مرکب کیا جو گوشت مین پوشیدہ رہتے ہین انمین سے بعض کو
اسکی ضخامت و جسامت خلقت کی وجہ سے بلندی کی طرف اور کرہ ہوا مین نہایت تیزی
کے ساتھ پرواز کرنے سے روک دیا - فقط اس قدر اجازت دیدی کہ وہ اپنے پرون کو اچھی طرح
حرکت دے سکے - اور اپنی لطیف و پاکیزہ قدرت اور دقیق و باریک صنعت سے کام لیکر مختلف
الالوانی کے ساتھ منتظم کر دیا - انمین سے بعض ایک ہی رنگ کے قالب مین ڈھلا ہوا ہے اور
انہین کوئی دوسرا رنگ مخلوط نہین جسمین اسے غوطہ دیا گیا ہو (بالکل یکرنگ ہے سیاہ یا سفید)
اور انمین سے بعض یکرنگی کی کیفیت مین تو ڈوبا ہوا ہے مگر اسکے برخلاف دوسرے رنگ کا طوق
اسے پہنا دیا گیا ہے - اور سب جانورون مین خلقت کے لحاظ سے نہایت ہی عجیب و غریب طاؤس ہے
جسے پروردگار عالم نے نہایت ہی مضبوط التعدیل و مساوات اعضا کے ساتھ خلق کیا ہے - اور اسکے
رنگوں کو نہایت ہی حسن کے ساتھ ایک دوسرے پر ترتیب دیا ہے اسے پر عنایت ہوتے ہیں جن کی
جڑین ایک دوسرے سے ملی ہین - اسے دم عطا ہوتی ہے - جس کے کھینچنے کی جگہ دراز کر دی گئی ہے
جب اپنی مادہ کے پاس آتا ہے تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا لیتا ہے - اسے بلند کرتا ہے وہ اسکے
سر پر سایہ کر لیتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کشتی کا بادبان ہے - اور کسی ملاح نے اس بادبان کو

ہین اور انکے لئے بھی علامتین مقرر ہین۔ اور شریر ترین مردم خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو ظالم پیشوا ہو۔ گمراہ ہو۔ لوگ اُسکے سبب سے گمراہی میں مبتلا ہون۔ طریقہ ماخوذہ پیغمبر کو زائل اور برطرف کردے۔ بدعات متروکہ کو از سر نو زندہ کرے۔ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز ظالم پیشوا اسطرح لایا جائیگا۔ کہ نہ تو اسکے ساتھ کوئی مددگار ہوگا نہ کوئی عذر کرنیوالا۔ وہ جہنم مین ڈالدیا جائیگا۔ اور جہنم میں گرکر اسطرح گردش کریگا۔ جیسے چکی گردش کیا کرتی ہے۔ پھر اسے قعر دوزخ سے بستہ کردیا جائیگا۔ مین تجھ سے سوال کرتا ہون تو خدا سے ڈر کر جواب دے۔ کیا تو اس اُمت کا امام مقتول ہونا پسند کرتا ہے۔ کیونکہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ اس اُمت کا وہ امام مقتول ہوگا جو قیامت تک کے لئے اس اُمت پر قتل وقتال کے دروازے کھول دیگا۔ اس کے امور کو مشتبہ کردیگا۔ اس مین فتنہ وفساد کو ثابت اور قائم کریگا۔ لہذا یہ لوگ حق وباطل مین (اس پیشوا کی بدولت) تمیز نہ کرسکینگے۔ یہ ان فتنوں کو ایک دوسرے پر ڈالینگے اور انہین بالکل مخلوط ہوجاتین گے۔ اب تو اس مروان (اپنے میر منشی اور وزیر) کے لئے چوپاؤن کا گلہ نہ بن کہ تیری اس بزرگی سن اور اس طوالت عمر پر تجھے جہان چاہے ہنکا لیجائے ۔

یہ سنکر خلیفہ صاحب نے جواب مین فرمایا "آپ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ مجھے اتنی مہلت دیدین کہ مین انکے مظالم سے نکل سکون (تلافی مافات کردون) حضرت نے فرمایا "مدینہ مین جو کچھ بیت المال مین موجود ہے۔ اسکے لئے مہلت کی ضرورت نہین (ابھی ابھی مستحقین کو تقسیم کردے) اور جو مال یہان سے غائب ہے۔ (دوسرے صوبوں مین پڑا ہوا ہے) اسکے لئے اتنی مہلت کافی ہے۔ کہ تیرا حکم وہانتک پہنچ جائے (تیرے عامل اگر تو حکم دیگا تو وہان تقسیم کردینگے) ۔

خلقت طاؤس کے بارے مین ارشاد فرماتے ہین۔ پروردگار عالم نے اپنی مخلوقات ذی روح وغیر ذی روح وساکن ومتحرک کو نہایت عجیب وغریب طریقہ سے پیدا کیا۔ اپنی لطیف و پاکیزہ صنعت اور عظیم الشان قدرت پر روشن اور ظاہر دلیلین قائم کردین۔ عقلین اس کی صنعتوں اور قدرتو

کی۔ اور کس شخص نے حاجت کے وقت تجھے تیری خواہش اور تیرے ارادے کے مقامات تعلیم کر دئے۔ بیشک بیشک شناسائی خالق بہت دور ہے۔ جو شخص اپنے صفات و حالات و آلات کے ادراک سے عاجز ہے۔ وہ اپنے خالق کی صفات کے پہچاننے سے عاجز ہے۔ اور نہایت ہی امر بعید ہے کہ وہ مخلوق کی صفات پر قیاس کر کے اوصاف خالق تک رسائی حاصل کرے ؛

جب خلیفہ ثالث کے عہد میں کھلم کھلا شرع کی مخالفت ہونے لگی تو لوگ آپکے پاس جمع ہوئے اور خلیفہ صاحب کی ان ناپسندیدہ حرکات کی شکایت کی۔ اور درخواست کی کہ آپ ہی ان حضرت کو سمجھائیں تو آپ خلیفہ صاحب کے پاس گئے اور فرمایا "لوگ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں اور مجھے اپنے اور تیرے درمیان سفیر بنا کر بھیجا اب مجھے نہیں معلوم کہ تجھ سے کیا کہوں۔ میں اس چیز کو نہیں جانتا جس سے تو جاہل ہو۔ میں کسی ایسے امر پر تجھے رہنمائی نہیں کرتا جسے تو نہ پہچانتا ہو۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی تو بھی جانتا ہے۔ ہم نے کسی چیز میں تجھ پر سبقت نہیں کی جس سے تجھے خبردار کریں ہم تجھ سے کسی امر میں جدا نہیں جو اسے تجھ تک پہنچائیں بیشک جو کچھ ہم نے دیکھا ہے وہی تو نے بھی دیکھا ہے۔ جو کچھ ہم نے سنا ہے وہی تو نے بھی سنا ہے۔ جیسا ہم نے رسول کی مصاحبت کی ہے ویسی ہی تو نے بھی کی ہے۔ ابن خطاب اور ابن ابی قحافہ عمل حق میں تجھ سے اولیٰ و افضل نہیں۔ تو رسول اللہ سے از روئے وصلت خویشی بہ نسبت ان دونوں کے قریب تر ہے۔ تو دامادی پیغمبر کی اس مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے جس تک وہ دونوں نہیں پہنچے۔ اب تو اپنے نفس کے بارے میں خدا سے ڈر خوف خدا سے کام لے۔ قسم خدا کی تو ایسا نہیں کہ اندھے پن سے تجھے بینا کیا جاتے۔ اور جہالت سے دانا بنا دیا جاتے۔ تحقیقاً طریقہ حق واضح و آشکار ہیں۔ دین کی علامتیں قائم ہیں اور البتہ قائم ہیں تو خوب جان لے کہ پروردگار عالم کے نزدیک افضل بندگان امام عادل ہے۔ جو ہدایت یافتہ ہو اور لوگوں کو ہدایت کرے۔ سنت معلومہ کو قائم کرے۔ بدعات مجہولہ کا قلع قمع کر دے۔ اور سنتیں جسقدر ہیں وہ سب روشن اور آشکار ہیں۔ انکے لئے نشانیاں مقرر ہیں۔ علی ہذا بدعتیں بھی ظاہر

تغیر اوقات اور ان سب حالتوں میں - بندگان خدا میں سے کسی بندہ کا اپنے پوشیدہ خیالات کو انبساط
دینا کسی بلندی میں کا نگاہ سے نزدیک ہو نا کسی لفظ کا منہ سے مکرر نکلنا - ایک لحظہ بھر کے لئے
کسی چیز کی طرف دیکھنا یہ سب امور اس عالم و دانا سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہ سکتے - وہ ہر ایک غایت
اور مدت سے پہلے ہے (کوئی شخص انتہا اور مدت اسکے لئے مقرر نہیں کر سکتا) وہ ہر ایک احصا و شمار سے
قبل ہے (کوئی شخص اسکی ابتدا و انتہا کو شمار نہیں کر سکتا) یہ حد مقرر کرنے والے لوگ جو اسکے صفت
مقدار مقرر کرتے ہیں - اسکے اقطار[1] کی انتہا قرار دیتے ہیں - اسکے لئے مسکنوں میں جگہ قائم کرتے ہیں
اسے مکانات میں متمکن بناتے ہیں - اسکی شان ان سب باتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے (کیونکہ یہ خسیس
اوصاف ممکنات سے تعلق رکھتے ہیں - واجب الوجود کو اس سے کیا علاقہ) اس قسم کی تعریف اور
حد تو مخلوق ہی کے لئے معین ہے اور اس (خدا) کے غیر کی طرف منسوب ہے - اس نے اپنی ازلیت کے اصول
اور ابدیت کے اوائل سے بغیر علت اور مبداء کے خلقت کو پیدا نہیں کیا (ہر ایک شے کی علت اور ہر ایک
چیز کا وہ خود مبداء ہے) بلکہ جس طرح اس نے چاہا خلقت کو پیدا کیا - اسکی حدیں صفتیں اور ہیئتیں
مقرر کر دیں جس نقش کا ارادہ کیا اسے کھینچ دیا - اور اسکی صورت میں سو سو حسن بھر دئے - کوئی شے (ممکنات
میں سے) ایسی نہیں ہے - جو اس کے ارادے سے سرکشی کر سکے - اور نہ کسی چیز کی اطاعت سے اسے کچھ نفع
پہنچتا ہے - اسے گذرے ہوئے مُردوں کا ایسا ہی علم ہے جیسے ان باقی ماندہ موجودہ زندوں کا
وہ چیزیں جو بلند اور رفیع آسمانوں میں ہیں ان پر اسکا علم ایسا ہی حاوی ہے جیسا کہ زمینوں کی
تہ میں چھپی ہوئی اشیا پر **بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے** - اے مخلوق مستوی الخلقۃ
اور رحم مادر کی تاریکیوں اور تہ بتہ پردوں میں رہنے والی چنیندہ مٹی سے تیری ابتدا کی گئی ہے پھر
تجھے ایک مقدار معلوم اور مدت مقسوم تک ایک مکان اور قرار گاہ میں رکھا گیا ہے - تو ایک جنین
کی حالت میں شکم مادر میں مکین تھی - نہ تو کسی بلانیوالے کو جواب دیتی تھی نہ کسی آواز کو سن سکتی تھی - پھر
تجھے اس قرار گاہ سے ایسے مکان کی طرف نکالا گیا - جسے تو نے کبھی نہ دیکھا تھا - تو اس کے منافع کے
رستوں کو بالکل نہ جانتی تھی - اب بتا - کس شخص نے تجھے تیری ماں کی چھاتیوں سے غذا حاصل کرنیکی ہدایت

[1] اقطار جمع قطر ۱۲

کہ اپنی کارروائیوں سے تعجب کو برطرف کرتا ہوا کجی اور اپنی طرف کو زیادہ ہی کئے جاتا ہے - قوم مخالفین نے
خدا کے نور (احکام ومعارف خدا) کو اس کے چراغ (پیغمبر و اہل بیت) سے بجھانیکا قصد کیا -
فوارہ علم کو اس کے چشمہ سے اُچھلنے سے روکا - اپنے اور میرے درمیان ہلاکت اور وبا کا پیدا کرنیوالا
پانی آمیختہ کردیا (فتنہ آمیز جنگ جدل قائم ہوئی) اگر ہم سے اور ان سے اِن بلاؤں کے رنج والم
دور ہوجاتے تو مین اُنہیں خالص حق پر قائم کردیتا - اور اگر ان سے اسکے برخلاف صادر ہو تو پھر تو
ایسے لوگوں کی گمراہیوں پر حسرت و افسوس کرکے اپنے نفس کو ہلاک کر - کیونکہ جو کچھ یہ لوگ عمل کرتے
ہین پروردگار اس سے واقف ہے - اُنہیں خاطر خواہ جزا ملجائیگی *

خطبہ [illegible] علیہ السلام

حمد و تعریف اُسی خدا کے لئے زیبا ہین - جو بندوں کا خالق ہے - وہ فرش رحمت کا بچھانے والا زمین
پست و ہموار مین پانی جاری کرنیوالا - مقامات بلند کا ظاہر کرنیوالا - نہ اسکی اولیت کے لئے کوئی ابتدا
ہے نہ اس کی ازلیت کے واسطے انقضا - وہ اوّل ہے جسکی ابتدا نہیں وہ باقی ہے جسکی انتہا نہین -
پیشانیان اسکے سجدون مین مصروف ہین اور لبون پر اسی کی وحدت کا کلمہ جاری ہے - اِس نے
خلقت کو پیدا کرکے ایک حد اور ایک ہئیت اسکے لئے مقرر کردی - اور اپنے آپ کو اسکی مماثلت و
مشابہت سے علیحدہ رکھا عقول و اوہام تعریف ذاتی و وصفی اور حرکات و تغیرات ذاتیہ و صفیہ
کے ساتھ اس پر قادر نہیں ہوسکتے - نہ اعضا و آلات قوائے ظاہری و باطنی کی مدد سے اسکی انتہا کو
سمجھ سکتے ہین - یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کب ہوا کس زمانے مین ہوا - نہ اسکے لئے یہ لفظ زبان سے
نکل سکتے ہین کہ وہ کب تک رہے گا - وہ ظاہر ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کس چیز سے ظاہر ہے - وہ
پوشیدہ ہے مگر نہیں کہا جاسکتا کہ کس شے میں پوشیدہ ہے - وہ کوئی بدن نہیں جو نیست و نابود ہو
وہ کسی پردے مین پوشیدہ نہین جو محاط ہوجائے ڈھانکنے والی رات - ٹھہری ہوئی تاریکی - اس پر
مہتاب کا ایک جانب سے دوسری طرف گردش کرنا - اسکے بعد نورانی آفتاب کا چمکنا - پھر غروب طلوع زمانہ
کی گردشین - سامنے آنیوالی رات کے پیش نظر ہونے اور روگردانی کرنیوالے دنکی روگردانی کے سبب سے

شبہ سے دانائی اور حکمت کی رکابوں سے تیرے پاؤں نکل جائیں گے) تو صواب سداد کے برخلاف ستیوں
کی طرف مہار اُٹھار ہا ہے اور وہ سوال کر رہا ہے جسکا موقع اور مصلحت نہیں۔ اسلئے تو مستحق جواب تو نہیں ہے
لیکن چونکہ تجھے احترام خویشی حاصل ہے (رسول خدا کی بیوی جناب زینب بنت جحش قبیلہ بنی اسد
سے اور بدین وجہ رسولخدا اس قبیلہ کے خویش ہیں) تجھے سوال کرنیکا حق بھی حاصل ہے (کیونکہ تو جاہل
ہے اور جاہل کو طلب علم لازم ہے) اور تو علم کا طالب بھی رہا ہے۔ لہذا اب معلوم کر حالانکہ از روئے
نسب ہم سب سے اعلیٰ ہوں۔ اور از روئے رشتہ کے رسولخدا سے نہایت ہی قریب بلکہ پیوست ہوں
پھر مجھ پر بلند ہونے کی آرزو کرنا ظاہر ہے کہ اس قوم کے نفوس نے بخل اختیار کیا حق بحقدار نہ پہنچایا۔ اور
ایک دوسرے گروہ (اہل بیت) نے اپنے نفسوں پر سخاوت کو اختیار کیا (مصلحت وقت دیکھکر ان سے
متعرض نہوئے) کہ حق و باطل میں حکم کرنیوالا خدا ہی عالم ہی ہے۔ قیامت کے روز اسکے حکم کی طرف
رجوع ہو گی۔ تو اس غارت[ف] کی حالت کو چھوڑ دے جس کے اطراف میں بہت سی فریادیں بلند ہو چکی ہیں۔
(خلفائے گذشتہ کے غضب سے قطع نظر کر) اب اس ابن ابوسفیان کی شان بزرگ کو دیکھو (جو خلافت کا
مدعی کا ہو رہا ہے) مجھے رولانیکے بعد اس زمانہ نے (معاویہ کی حالت پر تعجب دلا دلا کر) ہنسا دیا۔ اور
اگر دیکھا جائے تو قسم خدا کی یہ کوئی تعجب کا مقام بھی نہیں (کیونکہ دنیا کا شیوہ یہی ہے کہ ہمیشہ حق کے
خلاف ہو اور امر ناحق کی پرورش کرے) مگر میں پھر اس ابن ابوسفیان کی ہی حالت پر تعجب کرتا ہوں

ف یہ امرا القیس کا ایک شعر ہے جسکا پہلا مصرعہ حضرت نے لیکر دوسرے مصرعہ کی جگہ معاویہ کا حال بیان فرمادیا۔ پورا شعر یہ ہے
ودع عنک نہبًا صیح فی حجراتہ - ولکن حدیث ما حدیث الرواحل - اس کا قصہ یہ ہے کہ امرا القیس اپنے باپ
کے قتل ہونیکے بعد انتقام کے لئے روانہ ہوا۔ اور بنی جدیلہ میں سے ایک شخص مسمیٰ طریف کے پاس پہنچا۔ وہ بہت
اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ اس نے اسکی بہت کچھ مدح کی اور اُسی کے پاس پڑا رہا۔ پھر کچھ سوچکر کہ شاید اس شخص کے پاس
رہ کر مجھے کچھ عزت و آرام حاصل ہو جائے اور میں قصاص کو بھول جاؤں وہاں سے چلدیا۔ اور پوشیدہ طور پر
خالد نامی اپنے دوست کے پاس پہنچا۔ یہ دیکھکر بنی جدیلہ اس پر چڑھ دوڑے اور اسکے تمام اونٹ پکڑ لے گئے۔ جب خالد
کو یہ خبر پہنچی تو کہا امرا القیس سے کہ وہ اونٹ جن پر تو نے اپنا اسباب لاد رکھا ہے مجھے دے تاکہ میں جدیلہ کے پاس جاکر تیرے
اونٹ واپس لے آؤں۔ اس نے دیدیئے وہ اونٹ لیکر روانہ ہوا اور بنی جدیلہ سے جاکر کہا کہ تم نے اس شخص کے اونٹ کیوں
لے لئے جو میری پناہ میں ہے انہوں نے جواب دیا غلط ہے وہ تیری پناہ میں نہیں خالد نے کہا قسم خدا کی وہ میری پناہ میں ہے
دیکھو یہ اسکے اونٹ میرے پاس موجود ہیں۔ بنی جدیلہ نے یہ دیکھکر وہ اونٹ بھی اس سے چھین لئے امرا القیس کو جب یہ خبر معلوم ہوئی
تو قصیدہ نظم کیا جسکا ایک یہ شعر ہے مطلب جسکا یہ ہے۔ کہ ان اونٹوں کی غارتگری کے ذکر کو تو چھوڑ دے۔ جن کے اطراف میں
بہت سی فریادیں بلند ہو چکی ہیں غارتگروں نے اسکے لیتے وقت بہت کچھ شور مچایا ہے۔ مگر اب تو اس تازہ بتازہ بات کو سوچ کہ ان اونٹوں کی
حدیث کیسی عجیب و غریب ہے جیا تے دیکر چلتے بنے۔ کیسکو کانوں کان بھی خبر نہوئی۔ ایسا ہی حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ ان
پچھلے اتلاف حقوق کا ذکر چھوڑ دے۔ کیونکہ غاصبوں نے غضب کرتے وقت بہت کچھ شور مچایا ہے۔ کہیں سقیفۂ بنی ساعدہ میں
وضیفگا مشتی ہوئی۔ کہیں ماتخلافہ پر جھگڑے ہوئے۔ کہیں شوریٰ کا شور مچا۔ اب تو ان معاویہ صاحب کی طرف دیکھو کہ کیا مزے سے

رسول خدا صلعم نے لوگون کو ڈرایا اور اس مین نہایت سعی بلیغ کی۔ آپ نے اطاعت خدا کی تحریص و ترغیب دلاتی اور کامل طور سے دلائی - دنیا اور اس کے انقطاع اسکے زوال اسکے انتقال کو تمہارے سامنے کما حقہ بیان کیا۔ اب تم ان چیزون سے اعراض کرو جو اس دنیا مین تمہین خوشگوار معلوم ہوتی ہین کیونکہ اس کے مال و متاع مین سے بہت ہی تھوڑی چیز (کفن) تمہاری مصاحبت کریگی۔ یہ مکان غضب خداوندی سے نہایت ہی نزدیک ہے۔ اور خوشنودی الٰہی سے منزلون دور ہے۔ بندگان خدا تم اس دنیا کے آلام اسکے اشغال سے اپنے نفسون کو باز رکھو۔ کیونکہ تم نے اس کی جدائی کا یقین کر لیا ہے اور اس کے تغیر حالات کو اچھی طرح جانتے ہو۔ تم اس دنیا سے اس طرح حذر کرو جیسا کہ تمہارا ناصح مشفق (امام) اور تمہاری ہدایت مین طرح طرح کی ایذائین اُٹھانیوالا حذر کر رہا ہے۔ تم عبرت حاصل کرو کیونکہ تم نے اپنے سے پہلے زمانے والون کی قبرون کو دیکھا ہے۔ انکے وہ اعضا جو باہم وصل تھے۔ اب جدا جدا پڑے ہین۔ انکے کان انکی آنکھین بالکل نیست و نابود ہین۔ انکی عزت انکی بزرگی بالکل جا چکی ہے انکی نعمتین اور خوشحالیان قطع ہو چکی ہین۔ انکا اولاد کے قریب رہنا فقدان اولاد سے بدل دیا گیا ہے۔ بیویون کے ساتھ مصاحبت مفارقت ازواج سے بدل چکی ہے۔ اب نہ وہ (اولاد و ازواج کے سبب سے) ایک دوسرے پر فخر کر سکتے ہین نہ انہین نسل بڑھانے کی خواہش ہے۔ نہ ایک دوسرے کی زیارت کے خواہشمند ہین۔ نہ ایک دوسرے کی ہمسائگی کا دم بھرتا ہے۔ بندگان خدا تم اس طرح ڈرو جیسے اپنے نفس امارہ پر غالب آنیوالا۔ اپنی خواہشات کو روکنے والا۔ اور عقل و ہوش کے ساتھ نگاہ کرنیوالا ڈر رہا ہے کیونکہ امر دین واضح و آشکار ہے۔ ہدایت کی نشانی قائم ہے نجات کا رستہ نمایان ہے۔ اور خدا کی راہ بالکل سیدھی ہے

ایام خلافت ظاہری مین ایک شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ اس مقام خلافت کے سزاوار تو آپ ہی تھے پھر کیونکر قوم نے آپکو اس مقام سے علیحدہ کر دیا۔ حضرت نے جواب مین فرمایا "اے قبیلہ بنی اسد کے بھائی۔ بیشک تیرے سر کا تنگ ڈھیلا ہے (تیری معلومات بہت قلیل ہے تھوڑے سے

خداوند عالم کا ہمپر کسقدر عظیم اور بزرگ احسان ہے۔ کہ ہمین ایسا انعام بخشا جو پیشوا ہونیکے قابل ہے۔ تاکہ ہم اسکی متابعت کرین وہ ہمارا پیشرو ہے تاکہ اسکے نقش قدم پہ چلین۔ قسم خدا کی مین نے اپنے اس جبہ میں اس قدر رفو کرایا ہے کہ اب مجھے رفوگر سے بھی شرم آتی ہے۔ ایک کہنے والے نے مجھ سے یہ کہا بھی کہ اسے اب کیوں نہیں پھینکدیتے۔ مین نے اسے جواب دیا۔ میرے سامنے سے دور ہوجا۔ صبح کے وقت رات بخیر و عافیت گذارنے والی قوم حمد و ستائش کیا کرتی ہے۔"

پروردگار عالم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو ایک روشن نور۔ ایک ظاہر برہان۔ ایک واضح شریعت اور ایک ہدایت کرنیوالی کتاب کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اسکے اقربا بہترین اقربا ہیں۔ اسکا شجر عمدہ ترین شجر ہے جسکی شاخیں (اہل بیت) نہایت ہی معتدل ہین۔ انکے میوے (علوم) آویزان ہین۔ آپکا مولد مکہ معظمہ ہے اور مقام ہجرت طیبہ مطہرہ اسی مقام پر اسکا ذکر بلند ہوا اور اسی جگہ سے اسکی آواز اطراف دنیا میں پھیل گئی۔ خداوند عالم نے آپ کو حجۃ کافی موعظہ شافی اور تلافی مافات کرنیوالی دعوت کے ساتھ بھیجا۔ آپکے سبب سے ان رستون کو ظاہر کردیا جو ناواقفیت کی حالت میں پڑے ہوتے تھے آپکے واسطے سے ان بدعتون کا قلع قمع کردیا جو دین الٰہی میں داخل ہوگئین تھین۔ اور حق و باطل میں فیصلہ کرنیوالے احکامات کو آپکے سبب سے آشکارا کردیا۔ اب جس کسی نے اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کیا اسکی شقاوت ثابت ہوگئی اسکی نجات کے حلقے توڑ دئے گئے ہیں۔ اسکی ذلتین اور خواریان نہایت عظیم ہین۔ ایک طویل درانہ اندوہ اور ہلاک کرنیوالا عذاب اسکا مرجع بن گیا ہے۔ مین خدا پر توکل کرتا ہون۔ سب سے مجھے اعتماد ہے کہ میری بازگشت اسی کی طرف ہوگی۔ مین اس سے ایسے رستہ کا طلبگار ہون جو بہشت تک پہنچادے۔ اور اسکی رضامندی کے مقام تک سیدھا جاتا ہو۔ بندگان خدا! مین تمہیں تعرف خدا اور اطاعت خدا کی وصیت کرتا ہون کیونکہ یہ باتین بروز فردا باعث نجات ہین۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دینے والی ہین۔

یہ عرب مین ایک مثل ہے۔ اور اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو حصول راحت کے لئے مشقتون کا متحمل ہو۔ فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ میری دنیاوی مشقتون کے ثمرے آخرت مین ظاہر ہونگے ۱۲

اسے دیکھکر اپنی ازواج میں سے کسی ایک سے فرمایا کرتے تھے اس پردے کو میری نظر سے اوجھل کردو۔ کیونکہ میں جب اسکی طرف دیکھتا ہوں تو دنیا اور اسکی زینتوں کو یاد کرتا ہوں۔ آپنے دلی تنفر کے ساتھ دنیا سے اعراض فرمالیا تھا۔ اور اپنے نفس سے اسکی یاد کو بالکل بھلا رکھا تھا۔ آپ اس امر کو دوست رکھتے تھے کہ اس دنیا کی زینتیں آپکی نگاہوں سے غائب ہو جائیں۔ کہ مبادا اس کے حلہ ہائے فاخرہ کی طرف توجہ ہو اسے آرام کا گھر خیال کرلیا جائے۔ اور اسمیں مقام کی امید رکھی جاتے۔ لہذا آپنے اس دنیا کو اپنے نفس سے بالکل خارج کردیا۔ اسکی دوستی کو اپنے قلب سے اٹھا دیا۔ اسے اپنی نگاہوں سے غائب کردیا۔ اور ایسا ہی جو شخص جس چیز کو دشمن سمجھتا ہے۔ وہ اس بات کو بھی دشمن خیال کرتا ہے کہ اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جائے یا اسکے سامنے اس کا ذکر ہو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کیا تجھے دنیا کی برائیوں اور اس کے عیوب کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔ حالانکہ آپ مع اپنے خواص اور اہل کے اس دنیا مین بھوکے رہتے تھے۔ اور اسکی آرائشین بہ سبب بزرگی تقرب خدا آپ سے دور ہو گئی تھین۔ اب ہر ایک عقلمند کو اپنی ہوش اور عقل سے کام لیکر دیکھنا چاہئے کہ آیا حضرت اس امر کو گرامی اور عزیز سمجھتے تھے یا ذلیل و خوار اگر کوئی شخص کہے کہ توہین کرتے تھے تو قسم خدائے بزرگ و برتر کی وہ جھوٹا ہے۔ اور اگر کہے کہ اسکا اکرام کرتے تھے۔ تو جان لینا چاہئے کہ پروردگار عالم نے اسکے غیر کی اہانت کی ہے جبکہ دنیا کو اس غیر کے لئے بچھا کر اپنے نزدیک ترین اور مقرب بندوں سے اسے دور کردیا ہے ؞

اب ہر ایک پیروی کرنیوالے کو لازم ہے کہ وہ اپنے نبی کی پیروی کرے انہی کے قدم بقدم چلے۔ اسی مقام میں داخل ہو جہاں وہ داخل ہوتا ہے۔ ورنہ ہرگز ہلاکت سے امان نہیں پائیگا۔ اسلئے کہ پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کو عقوبتوں سے ڈرانیوالا۔ جنت کی بشارت دینے والا اور قیامت کے لئے ایک نشان مقرر فرمایا ہے۔ آپ دنیا سے ایسی حالت میں سدھارے ہیں جبکہ بھوکے تھے۔ اور نہایت ہی سلامتی کے ساتھ آخرت میں وارد ہوتے ہین۔ آپنے (دنیا میں ٹھہرنے کے لئے) کبھی ایک پتھر کو دوسرے پتھر پر نہیں رکھا۔ (عمارتیں تعمیر نہیں کیں) حتی کہ اپنے رستے پر گزر گئے۔ اور خداوند عالم کی طرف سے بلانے والے (موت) کی آواز کو قبول کیا ؞

کرتے تھے۔ بھوک انکے لئے نانخورش تھی رات کے وقت کا چراغ انکے لئے قمر تھا جاڑے کے موسم مین زمین کے مشرق و مغرب انکے لئے سایے کا کام دیتے تھے انکے میوے اور خوشبوئین وہی روئیدگی تھی جنھین زمین چوپاؤن کے لیے اُگاتی ہے نہ انکی بیوی تھی جس کے سبب سے مفتون ہوں (فتنون مین مبتلا ہوں) نہ اولاد رکھتے تھے جو انہیں محزون اور غمگین کرے۔ نہ مال دنیا تھا جو آخرت سے رو گردان کردے۔ نہ انہیں کسی قسم کی طمع دامنگیر تھی جو ذلیل و خوار کردے۔ دونون پاؤن سواری کا کام دیتے تھے۔ اور دونوں ہاتھ خادم کا۔ اب اگر تیری مرضی ہو تو انہین کا پیرو ہوجا +

اور اے نادان شخص (کیون کہین جاتا ہے) اپنے طیب و طاہر نبیؐ کی ہی پیروی کر۔ اس لئے کہ ہر ایک پیروی کرنے والے کو انہین کی پیروی لازم ہے۔ اور جو شخص عزت کا طلبگار ہو اسے لازم ہے کہ اپنے ہی پیغمبر سے منسوب ہوجائے۔ کیونکہ محبوب ترین بندگان خداوند عالم کے نزدیک وہی ہے۔ جو اپنے اس پیغمبر کی تاسی اور پیروی کرنیوالا۔ اور قدم قدم پر آپکی متابعت کرنیوالا ہو۔ اس لئے کہ آپ نے بقدر کفاف دنیا سے تناول کیا ہے۔ اور گوشہ چشم عاریتہً بھی اسے سیر دیکھ نہیں کیا (بھولے بھی اس دنیا پر نگاہ نہیں ڈالی) آپ بدن کے لحاظ سے دنیا مین سب سے زیادہ لاغر تھے۔ اور از روئے شکم دنیا والون میں سب سے زیادہ بھوکے تھے دنیا آپکے سامنے پیش کیگئی۔ مگر آپنے اسے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اور جان لیا کہ پروردگار عالم نے اس چیز کو دشمن رکھا ہے نہایت حقیر اور کوچک سمجھا ہے لہذا آپنے بھی اسے دشمن ہی رکھا حقیر اور کوچک ہی سمجھا اگر (خدانخواستہ) یہی بات ہم مین ہوتی کہ جس چیز کو پروردگار عالم دشمن رکھتا ہے اسے دوست سمجھتے۔ اور جس چیز کو وہ کوچک سمجھتا ہے اسکی تعظیم کرتے تو ہمین مخالفت خداوندی اور اسکے حکم کی نافرمانی کے لئے یہہ بات کافی ہوتی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ حالت تھی کہ آپ فرش فروش اور میز کرسی بغیر) زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔ جیسے غلاموں کی نشست ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھ سے اپنا جوتہ سی لیتے تھے اپنے ہاتھ سے اپنا کپڑا دھوتے تھے۔ آپ ننگی پیٹھ والے استر پر سوار ہوتے تھے اور دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کرتے تھے۔ آپکے مکان کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جسمین کچھ تصویرین کھنچی ہوئی تھین

ہو جائے کہ پھر کہیں اپنے لئے اُمید گاہ نہ دیکھے اور ایسا ہی اُمید وار رحمت کی مانند وہ شخص ہے
جو بندگان خدا میں کسی بندے سے خوف کرتا ہے تو اس بندے کو ایسی ایسی چیزیں (مثل فرمانبرداری
و اطاعت) عطا کرتا ہے جو اپنے پروردگار کو عطا نہیں کرتا۔ ایسے شخص نے بندون کے خوف کو تو
نقد اور واقعی سمجھ لیا ہے اور اپنے خالق کے خوف کو محض ایک وعدہ اور امر احتمالی۔ ایسا ہی وہ شخص
جس کی آنکھون مین دنیا نہایت عظیم الشان بن گئی ہے۔ اور مقامات دنیا اس کے دل مین نقش
ہو گئے ہین وہ اطاعت خداوندی پر فرمانبرداری دنیا کو اختیار کرتا ہے۔ خدا سے منقطع ہو کر دنیا
کی طرف جا رہا ہے اور بالکل دنیا کا ہی غلام بن رہا ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے
حالات تجھے پیروی کے لئے کافی ہین دنیا کی مذمت اسکے عیب۔ اسکے کثرت قبائح اسکی برائیوں اور اسکے معائب کے
لئے تیرے واسطے کافی دلیل اور برہان ہین اس لئے کہ اطراف دنیا (مال متاع دنیا) آپکی ذات مبارک
سے علیحدہ کر لئے گئے اور اس کی وسعتین اغیار کے لئے پھیلا دی گئین (اس سے معلوم ہوا کہ دنیا نہایت
ہی بری چیز ہے۔ ورنہ خداوند عالم اپنے محبوب کو اس مین سے کافی حصہ نہ دیتا؟) شیر خواری دنیا (لذات
دنیا) حضرت کی ذات سے اُٹھا لی گئی۔ اور اسکی زینتون اور زیبا ئشون مین سے کچھ بھی حصہ آپکو
نہیں دیا گیا جناب موسیٰ علیہ السّلام نے ایک دفعہ فرمایا تہا پروردگارا مین ہر ایک چیز مین جو کچھ خیر قلیل و کثیر مجھ پر
نازل کی ہے تیرا ہی محتاج ہون اور قسم خدا کی موسیٰ علیہ السّلام نے صرف ایک روٹی کا سوال کیا تھا کیونکہ
آپ اکثر بقولات ارضیہ پر ہی گذارہ کیا کرتے تھے اور ان بقولات کی سبزی دُبلے پن اور لاغری گوشت کے
سبب سے شکم مبارک کے باریک پردے مین سے نظر آیا کرتی تھی۔ اب اگر تو چاہے اور تجھ سے ہو سکے
تو اسی جناب کی پیروی کر۔ داؤد علیہ السلام جو نہایت ہی خوش آواز اور قاری اہل جنت تھے خرما
کی چھال کی زنبیلین اپنے ہاتھ سے بنا کرتے تھے۔ اور اپنے صحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ ان کے بیچنے
مین تم مین سے کون میری کفایت کریگا (کون انہین بیچ کر لائیگا) اور انکی قیمت مین سے فقط ایک
جو کی روٹی کھایا کرتے تھے۔ اب اگر تیرا دل چاہے تو انہین حضرت کی اقتدا کر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام (وقت استراحت) پتھر کو تو اپنا تکیہ بناتے تھے۔ اور ہمیشہ موٹا جھوٹا کپڑا اپنا

اس کی توصیف کہانتک کرین کیونکہ وہ تو تیری زبردست سلطنت کا کرشمہ ہے۔ حالانکہ اس مخلوق میں سے بہت سی چیزیں ہماری نظروں سے غائب ہیں ہماری آنکھیں انکے دیکھنے سے قاصر ہیں ہماری عقلیں انکے ادراک سے پہلی ہی منتہی ہو چکی ہیں۔ ہمارے اور انکے درمیان میں پوشیدگیوں کے پردے حائل ہیں۔ اور وہ اشیا انسے زیادہ بزرگ اور عظیم القدر ہیں جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔ اب جو شخص اپنے قلب کو دوسرے اشغال سے فارغ کرلے اپنی فکر و نظر کے ساتھ عمل کرے اور دیکھے کہ تو نے کیونکر اپنے عرش کو قائم کیا اور کسطرح اپنی مخلوق کو خلق کیا اپنے آسمانوں کو کسطرح ہوا میں معلق کیا۔ اور کیونکر متلاطم پانی پر اپنی زمین کو بچھایا۔ تو بیشک اسکی نظر تھک کر واپس آئیگی عقل مغلوب ہوگی۔ قوۂ سامعہ سرگردان ہوگی اور فہم و فراست کو حیرانی لاحق ہوجائیگی۔ **ایک مقام پر اسی خطبہ میں ہے**۔ بندہ اپنے گمان میں دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی رحمت کا اُمیدوار ہے اس کا یہ گمان بالکل جھوٹا ہے۔ قسم خدائے بزرگ و برتر کی عجب بات ہے کہ اسکے اعمال میں اسکی اُمید نہیں ظاہر ہوتی (دعویٰ تو یہ ہے کہ مین رحمت الٰہی کا اُمیدوار ہوں اور اعمال میں کسیطرح کی اصلاح نہیں ہی بدکاریاں برابر قائم ہیں پھر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ وہ رحمت الٰہی کا اُمیدوار ہے) بندگان خدا! تم جھوٹ سے ڈرو۔ اس سے پرہیز کرو۔ اسلیئے کہ ہر ایک اُمیدوار رکھنے والا ثواب کا طلبگار ہوتا ہے۔ اور ہر ایک خائف اسکی عقوبتوں سے بھاگنے والا۔ جو شخص اُمید رکھتا ہے اعمال میں ہی اسکی اُمید پہچانی جاتی ہے۔ مگر لوگوں کا خداوند تعالیٰ سے اُمید رکھنا انکے اعمال پر نظر کرکے سخت معیوب معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک خوفِ بلا لوگوں کے اعمال سے تحقیق ہوجاتا ہے۔ مگر خوف خدا ہی متحقق نہیں۔ اسے یہ لوگ بازیچہ طفلان سمجھ رہے ہیں (مقام تعجب ہے)، کہ بندہ نہایت ہی امر بزرگ (ثواب آخرت) میں پروردگار سے اُمید رکھتا ہے اور بندگان صاحب دولت سے نہایت ہی چھوٹے کام میں۔ پھر ان بندوں کو وہ چیزیں (مثل خضوع و خشوع و فرمانبرداری) عطا کرتا ہے جو خدا کو نہیں عطا کرتا۔ ایسے شخص نے پروردگار عالم جلّ شانہٗ کی شان کو کیا سمجھ رکھا ہے کہ بندوں کے واسطے جو اعمال (فرمانبرداری و اطاعت) کرتا ہے وہ اسکے لئے نہیں بجالاتا۔ کیا تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ تیری خداوند عالم سے اُمیدواری جھوٹی ثابت ہوجائے۔ یا تو ایسا

اس کا حکم حکم ہے اور حکمت - اسکی خوشنودی امان ہے اور رحمت - وہ علم کے ساتھ حکم دیتا ہے اور اپنے حلم کے ساتھ بخش دیتا ہے - بارالہا! تو ہر ایک نعمت پر حمد و تعریف کا مستحق ہے جسے تو لے لیتا ہے اور عطا کرتا ہے - بیماری سے صحت دینا - امراض میں مبتلا کرنا ان سب امور پر بیشک تیرا شکریہ زیبا ہے (کیونکہ یہ تیری مصلحت اور حکمت کے مطابق واقع ہوتے ہیں) میں تیری ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جو تجھے سب تعریفوں سے زیادہ خوشنود کرنیوالی ہے - تمام مدائح سے زیادہ تو اسے دوست رکھتا ہے اور وہ تیرے نزدیک افضل ترین محامد ہے - میں ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جو ہر اس مقام کو پُر کرے جسے تو نے پیدا کیا ہے - اور اس حد تک پہنچ جائے جسکا تو نے ارادہ کیا ہے - وہ ایسی حمد ہے جو تجھ سے پوشیدہ اور مستور نہیں - اور کسی نقص اور قصور کی وجہ سے تیرے تقرب سے محروم نہیں ہو سکتی - میں تیری ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جسکا شمار منقطع نہیں ہوتا جسکی قوت اور حالت تزاید کبھی فانی نہیں ہوتی - ہم تیری بزرگیوں کی انتہا کو نہیں جانتے صرف اتنا جانتے ہیں کہ حی القیوم ہے - نہ تو کبھی اونگھتا ہے اور نہ خواب غفلت میں سرشار ہوتا ہے - کوئی نظر اس مقام تک نہیں پہنچی جسے حق معرفت کہہ سکیں اور نہ کوئی فکر تیری کُنہہ کا ادراک کر سکا - ہاں تو نے تمام بصیرتوں کو معلوم کر لیا اور تمام عمروں کا احاطہ کر لیا - (ہر ایک مدت بقائے عمر تیرے ہی علم میں ہے) اور ہر ایک جنبش کرنیکو کامل اختیار اور بالائے اقتدار کے ساتھ گرفت کر لیا - تیری مخلوقات میں ہم کس کس چیز کو دیکھیں - اسکی عجیب و غریب صنعتوں پر جو تیری قدرت سے واقع ہوتی ہیں کہاں تک تعجب کریں

احکام خداوندی دو قسم کے ہوتے ہیں اول حکم ارادی تکوینی ایجادی دوم حکم تکلیفی ایجابی - اسمیں سے اول اللہ کرتے تو انبیا کے توسط کی کوئی ضرورت نہیں اس کے ارادے کے خلاف کوئی شے ظاہر نہیں ہو سکتی اور نہ اسمیں عصیان اور نافرمانی کو استہ مل سکتا ہے - وہ لامحالہ واقع ہو کر ہی رہتا ہے - چنانچہ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے انما امرنا لشیء اذا اردناہ ان یقول لہ کن فیکون جب ہم نے کسی شے کا ارادہ کیا تو حکم کر دیا اور کہہ دیا کہ ہو جا وہ اسی طرح ہو گئی دوسری قسم جو ہے وہ انبیا کے توسط سے انجام پاتی ہے اور اس حکم سے مقصود کبھی تو شے مامور بہ کا وقوع مدنظر ہوتا ہے اور مشیت الہی اسی کی مقتضی ہوتی ہے تو وہ شے بغیر کسی عصیان و نافرمانی کے موجود ہو جاتی ہے - مثلاً وہ امور جنکی اپنے اطاعت گزار بندوں انبیا و اوصیا و اولیا کو تکلیف دی ہے وہ تجنبیہ انکی ذات سے سرزد ہوتے ہیں کیونکہ انکے وقوع میں اس کی مشیت اور اس کا ارادہ بھی شامل ہے اور کبھی اس حکم سے محض نفس حکم مطلوب ہوتا ہے اور نظر بہ مصالح و منافع بندگان یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ مامور بہ واقع بھی ہو جائے - مثلاً حکم فرمایا لا تقربا ہذہ الشجرۃ - اور ظاہر ہے اسکی حکم خلاف ورزی ہوئی مگر اس حکم میں اس کی مشیت اور اس کا ارادہ شامل نہیں - ورنہ کبھی اس حکم کے خلاف واقع ہی نہ ہو سکتا - اور یہی سبب ہے کہ جو بسا اوقات مامور بہ واقع نہیں ہوتا - اگر اس کا ارادہ بھی اس میں شامل ہو تو یقیناً ہو کر رہے - اور انہیں دونوں مذکورہ قسموں کی طرف امام علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے تحفت بقدر الکفایۃ ۱۲

مٹی کا مکان اور کوئی کمل کا خیمہ (مکان شہری صحرائی) باقی نہ رہیگا جسمین ظالم اور ستمگار حزن و ملال کو داخل نہ کردین اور اپنی عقوبت اور شدائد کو سمین نہ ڈال دین - اسوقت ان لوگون کیلئے نہ تو آسمان مین کوئی عذر خواہ باقی رہیگا نہ زمین مین کوئی یار و مددگار تمنے امر خلافت کیلئے غیر مستحقین کو چن لیا ہے - اور اسے (خلافت کو) ایسی جگہ ڈال دیا ہے جو کسی طرح اسکے قابل اور لائق نہین (یہ تم نے صریحًا ظلم کیا ہے) اور عنقریب خداوند عالم اس شخص سے انتقام لیگا جس نے ظلم کیاہے - از راہ ظلم کھلانے والے سے کھلانیکا اور پلانیوالے سے پلانیکا اول الذکر کو رنج و الم کے حنظل تلخ کھلائے جائینگے! اور موخر الذکر کو غم و غصہ کی شراب زہر مار کرائی جائیگی - امن و امان کے بدلے خوف اور وہم کا پیراہن انکی زیب بدن کیا جائیگا - اور صحت و سلامتی کی عوض زخم شمشیر کی چادر اُڑھائی جائے گی بیشک یہ لوگ گنہگاریوں کے بوجھ اُٹھانیوالے اونٹ اور گناہون کے توشہ بردار ہین ❋

مین قسم کھاتا ہون اور پھر قسم کھاتا ہون کہ بہر صورت بنی اُمیہ میرے بعد طعمہ خلافت کو اس طرح منہ سے باہر پھینکدینگے جیسے سینہ کا بلغم پھینک دیا جاتا ہے اس کی شیرینیوں کو نہ چکھ سکین گے - اور کبھی اسکے طعام کو نہ کھاسکین گے جبتک شب و روز کی گردش باقی ہے ❋

مین نے تمہاری مجاورت اور ہمسائگی کا حق اچھی طرح ادا کیا - اپنی طاقت کے موافق تمہارے پشت سر کا احاطہ کیا (تمہارے لئے حصار بن کر محافظت کی) تمہین ذلت و خواری اور ظلم و ستم کے حلقون سے آزاد کردیا - اس لئے کہ مین نے تمہاری تھوڑی ہی سی نیکی پر شکر کیا (تھوڑی بہت جو کچھ بھی تم نے اطاعت کی اسی کو غنیمت سمجھا) اور اس چیز سے چشم پوشی کی جسے آنکھون نے دیکھا اور بدنون نے ان منہیات کثیرہ کی شہادت دی (تم خلفائے جور کی متابعت مین حاضر ہوتے انکے امور باطلہ کی پیروی کی - فی الجملہ چونکہ تم منکرات سابقہ سے تقریبًا دست بردار ہوا اس لئے تمہارے ساتھ احسان کیا گیا - اور اسی کے شکریہ مین تمہین ہدایت کی راہ دکھائی گئی) ❋

چھپا نہین سکتین - اور نہ مضبوط و محکم دو منزلہ اور مقفل دروازے تمہیں ان کی آنکھوں سے پنہان کر سکتے
ہین - یاد رکھو کل کا دن (قیامت) بہت ہی قریب ہے - آج کا دن مع اس چیز کے جو اسمین موجود ہے
گزر جائیگا - اور کل کا دن آجائیگا جو اس سے بالکل ملحق ہے - تم مین سے ہر ایک شخص گویا تنہا اپنی اُس
منزل تک پہنچ چکا ہے - جو زمین مین موجود ہے اور اس گڑھے مین چلا چکا ہے - جو اسکی فرودگاہ ہے
آہ! اُف رے تنہا مکان - وہ وحشتناک منزل - وہ غربت مین اکیلا مقام - اب گویا یہ نظارہ میرے
سامنے ہے کہ صور اسرافیل کی آواز تمہارے کانون مین پہنچی ہے - قیامت نے تمہیں گھیر لیا ہے -
تم اپنی قبرون سے باہر نکل رہے ہو - تاکہ تمہارے مقدمات کا فیصلہ ہو حق کو باطل سے جدا کر دیا جائے
اور اب تمہاری یہ حالت ہے کہ تمام باطل ہوسین تم سے زائل ہو چکی ہین - تمہارے تمام اسباب
نیست و نابود ہو چکے ہین - تم اپنے حقوق کے مستحق ہو - اور وہی احکام تمہارے لیے صادر ہوئے
ہین جن کے تم قابل اور لائق ہو - بندگان خدا! تم اس پند و وعظ سے نصیحت حاصل کرو تغیرات
زمانہ سے عبرت پکڑو اور اس انذار و تخویف سے فائدہ اٹھاؤ +

پیغمبر اسلام

پروردگار عالم نے پیغمبر آخر الزمان کو اسوقت مبعوث فرمایا جبکہ ایک عرصہ سے بعثت انبیا موقوف تھی
امتیں مدت دراز سے خواب غفلت مین پڑی تھیں اور ملل ماضیہ کی شریعتوں کے محکم احکام بالکل
شکستہ ہو رہے تھے - وہ بزرگ (پیغمبر) آیا اور ایسی تصدیق ساتھ لایا جو ان (امتون) کے پاس
موجود تھی (توریت انجیل وغیرہ) اور ایسا نور اپنے ہمراہ لایا جسکے ساتھ اقتدا کی جاتی ہے اور
جسے قرآن کہتے ہین - اب تم اس قرآن سے گویائی کو طلب کرتے ہو (کہ وہ خود بخود اپنے احکام
و معارف بیان کرے) سنو وہ گویا اور بولنے والا نہین ہے (اسکی زبان مین ہون) اور مین
تمہیں اسکے احکام سے خبردار کرتا ہون - آگاہ رہو - اسمین آئندہ واقعات کا علم گزرے ہوئے
لوگون کے قصے تمہارے دردکی دوا تمہارے امور کا انتظام یہ سب باتین موجود ہین +
بعض جگہ ایسی خطبے ہین جو اسوقت (سلطنت بنی امیہ کے زمانے مین) کوئی

عزت قلعہ ہے۔ اور فسق و فجور نہایت ہی بُری سرائے ہے اور نہایت ہی ذلیل قلعہ۔ وہ اپنے ساکنین کو عقوبتوں سے نہیں بچا سکتا۔ اور نہ کسی پناہ لے جانے والے کی محافظت کر سکتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تقویٰ کے سبب سے گنہگاریوں (کے عقربوں) کے نیش کاٹ دئے جاتے ہیں۔ اور یقین صادق کے ساتھ منتہائے مرتبہ (بہشت) دریافت کر لیا جاتا ہے ❊

بندگان خدا! اپنے عزیز ترین اور دوست ترین نفوس (عقل) کو مدنظر رکھکر خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو۔ بیشک خداوند عالم نے راہ حقہ کو تمہارے لئے واضح اور آشکار کر دیا ہے۔ اسکے طریقے روشن کر دئے ہیں۔ کہ یہ شقاوت ہے اور یہ سعادت دائمی۔ تم اپنے باقی رہنے والے دنوں کے لئے ان فنا ہو جانیوالے ایام میں توشہ اور زاد حاصل کرو کیونکہ تمہیں اس (زاد و توشہ) کا رستہ دکھا دیا گیا ہے تم (دنیا سے) کوچ کرنے پر مامور ہو۔ تم ان ٹھیرے ہوئے سواروں کی مانند ہو جنہیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ ہمیں کسوقت کوچ کا حکم مل جائیگا ❊

آگاہ رہو وہ شخص دنیا کے لئے کیا کر سکتا ہے جو آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایسے مال کی محبت میں کیا کریگا جو عنقریب اس سے چھین لیا جائیگا۔ اور اس کا ضرر اسکا حساب اسکے ذمہ باقی رہ جائیگا۔ بندگان خدا! جبکا پروردگار عالم نے تم سے وعدہ کیا ہے (عذاب ہو یا ثواب) اسکے لئے کوئی ترک کرنے کی جگہ نہیں (وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا) اور نہ وہ شر و عقاب جس سے تمہیں باز رکھنا چاہتا ہے کوئی رغبت کرنیکی جگہ ہے۔ (عذاب خداوندی نہایت ہی شدید ہے کون عاقل اسپر رغبت کر سکتا ہے) بندگان خدا! تم اس دن سے ڈرو جس روز تمہارے اعمال کی تفتیش کیجائیگی جسدن زلزلے اور سخت زلزلے آئیں گے۔ جس دن بچوں پر بھی بڑھاپا چھا جائیگا۔ بزرگان خدا خوب جان لو! تمہارے نفس ہی تمہاری نگہبانی کر رہے ہیں (تمہارے ایک ایک فعل کو دیکھ رہے ہیں یہ بروز قیامت گواہی دیں گے) تمہارے اعضا تمہاری نگہداشت میں مصروف ہیں۔ اور سچے ملائکہ تمہارے محافظ ہیں جو اعمال (نیک و بد) کی محافظت کر رہے ہیں۔ انہوں نے تمہارا ایک ایک سانس شمار کر لیا ہے۔ رات کی بدت بڑھی ہوئی تاریکیاں تمہیں انکی نگاہوں سے

غافل کر دینے والی خواہشوں کے ساتھ محرمات الٰہی کو حلال کرینگے۔ شراب کو نبیذ (آب خرما و انگور) کے ساتھ۔ رشوۃ کو ہدیہ و تحفہ کے ساتھ اور سود کو بیع کے ساتھ مشتبہ کر کے حلال کر لینگے۔ پیشکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ اسوقت یہ لوگ کونسی منزل میں نازل ہونگے (انہیں کونسی جماعت میں شمار کیا جائے) آیا دین میں فتنہ و فساد پھیلانے والو نمیں یا منزلت ارتداد و مرتدین میں (انہیں فاسق و فاجر سمجھا جاتے یا مرتد اور کافر) حضرت نے فرمایا یہ لوگ دین میں فتنہ و فساد پھیلانے والے (فاسق و فاجر) سمجھے جاتیں۔ (مرتد اور کافر نہ سمجھا جائے)

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے زیبا ہے جس نے حمد کو اپنی ذکر کی مفتاح اپنے افضال و انعام کی زیادتی کا سبب اور اپنی عظمتوں اور نعمتوں کے لئے ایک رہنما بنا دیا۔ بندگان خدا! باقی رہنے والوں کے ساتھ بھی زمانے کی وہی رفتار چلی جا رہی ہے۔ جو گذشتگان کے ساتھ تھی جس شخص نے اس سے منہ پھیر لیا۔ وہ پھر واپس نہیں آئیگا۔ اور جو شئے (زندگی و عیش و عشرت) اسمیں باقی ہے وہ ہمیشہ نہ رہیگی اسکا انجام کار اول کی ہی مانند ہے (اول عدم تھا آخر بھی عدم ہے) اسکے امور ایک دوسرے پر سبقت کر رہے ہیں۔ اور اسکی نشانیاں ایک دوسرے کی اعانت کر رہی ہیں۔ (قیامت تم سے بہت نزدیک ہے) گویا تم میدان قیامت میں کھڑے ہو تمہیں ایک ہنکانے والا اسطرح ہنکا رہا ہے جیسے ساربان اُن اونٹنیوں کو ہنکایا کرتا ہے جنکا دودھ خشک ہو چکا ہو۔ اب اگر کسی شخص نے اپنے آپ کو ایسی شغل میں مشغول کر لیا جو زیبا نہیں ہے۔ تو بیشک وہ تاریکیوں میں حیران و سرگردان ہو گیا۔ ہلاکت میں مخلوط ہو گیا۔ اسکے شیاطین (نفس امارہ) نے اسے سرکشی و نافرمانی کی طرف کھینچ لیا۔ اور بد اعمالیوں کو اسکے لئے مزین کر دیا پس بہشت ان لوگوں کے واسطے ہے۔ جو اطاعت خدا کی طرف سبقت کریں اور دوزخ کی آگ ان اشخاص کے لئے عاقبت میں مہیا ہے۔ جو اسکی اطاعت اور بندگی میں تقصیر سے کام لیں ✦

بندگان خدا! خوب جان لو کہ تقویٰ اور پرہیزگاری ایک سرائے اور نہایت ہی مضبوط اور صاحب

پھر آیا جاتا ہے اسکا کثرت کے ساتھ زبانوں پر جاری اور کانوں میں داخل ہونا (ازروئے سماعت) اسے کہنہ نہیں کرتا (بلکہ وہ ہمیشہ تر و تازہ اور نیا رہتا ہے) جو اسکا متقی ہوا وہ صادق ہے - اور جس شخص نے اس پر عمل کیا اس نے جنت کی طرف سبقت کی - اسوقت حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا - اور عرض کی ہمیں آئندہ فتنوں کی خبر دیجئے اور آیا کبھی آپنے رسول اللہ سے بھی انکے بارہ میں کچھ سوال کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا جسوقت پروردگار عالم نے یہ آیت نازل کی الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون (کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ فقط اتنا کہدینے پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائینگے حالانکہ ابھی انہیں اختلاف خواہشات و فساد رائے کے ساتھ آزمایا نہیں گیا ہے) تو اسوقت میں نے جان لیا - کہ جبتک پیغمبر ہمارے درمیان موجود ہیں فتنہ و فساد ہم میں نازل نہیں ہوگا (جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اے رسول جبتک تو انمیں موجود ہے پروردگار عالم انہیں معذب نہیں کریگا) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ یا حضرت یہ فتنہ کیا چیز ہے - جسکی پروردگار عالم نے آپکو خبر دی ہے - آپنے فرمایا اے علی عنقریب میری امت میرے بعد مفتون ہوجائیگی (اختلاف خواہشات اور فساد رائے میں مبتلا ہوگی) یہ سنکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ بروز احد جب مسلمانوں میں سے شہید ہونے والے شہید ہوگئے اور میں درجہ شہادت سے منع کیا گیا تو یہ بات مجھے سخت ناگوار ہوئی اور میں نہایت ہی ملول و غمگین ہوا اسوقت آپنے فرمایا تھا کہ میں تجھے اپنے بعد شہادت کی بشارت دیتا ہوں یہ سنکر حضرت نے ارشاد کیا کہ بیشک میں نے ایسا ہی کہا تھا اور ایسا ہی وقوعہ بھی پیش آئیگا - مگر اے علی تم اسوقت کیونکر صبر کروگے - میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو کوئی صبر کا موقع نہیں ہے بلکہ خوشخبری اور شکر کا مقام ہے - پھر فرمایا اے علی یہ قوم میرے بعد اپنے اموال میں مفتون ہوجائیگی - یہ لوگ اپنے دین کے سبب سے اپنے پروردگار پر منت رکھیں گے (خدا پر احسان جتائیں گے کہ ہم بھی گوشت خوار مسلمان ہیں) پھر (خیر سے) اسکی رحمت کے بھی تمنا کرینگے - اور (بدالسنت خود) اسکی سطوت اور غضب سے ایمن ہونگے - یہ لوگ جھوٹے شبہات اور

چھیننے کے لئے بلائی جائے تو ہرگز ایسا نہیں کریگی۔ (کیونکہ میرے غیر سے اسے مطلق دشمنی نہیں) مگر اس پر بھی اسکا پہلا احترام باقی ہے (کیونکہ زوجہ پیغمبر ہے) اور بروز حساب خود خداوند عالم اس سے حساب کتاب لیگا (یہ بر سبیل اعتذار فرمایا ہے کیونکہ گو وہ عقاب نبوی کی مستحق تھی مگر آپنے اس سے تعرض نہیں کیا) **بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے** - ایمان ایک نہایت ہی روشن رستہ اور نہایت ہی نورانی چراغ ہے - ایمان کے ساتھ نیکیوں پر استدلال کیا جاتا ہے - اور نیکیاں ایمان پر دلالت کرتی ہیں - ایمان کے ساتھ علم کی عمارت تعمیر ہوتی ہے اور علم کے ساتھ موت کے بعد آنیوالی عقوبتوں سے خوف کیا جاتا ہے - موت کے ساتھ دنیا ختم کردیجاتی ہے - اور ترک دنیا کے ساتھ مثوبات آخرت کی طرف منھ کردیا جاتا ہے - اور قیامت (آخرت) میں جنت متقین کے واسطے آراستہ کیجائیگی اور گمراہوں کے واسطے جہنم کے شعلے ظاہر ہونگے - بیشک مخلوق کے لئے کوئی ایسی جگہ باقی نہیں جو انہیں قیامت کی طرف جانے سے پناہ دے - وہ قیامت کی ریاضتوں اور مخصوص کے میدان (دنیا) میں نہایت سرعت کے ساتھ اپنی غایت اقصی کی طرف چلے جارہے ہیں - **بعض جگہ اسی خطبہ میں عبارت بھی ہے** - بیشک لوگ اپنے مستقر (قبروں) سے باہر آگئے اپنے انتہائے مرجع کی طرف رجوع ہوگئے (خواہ بہشت ہو خواہ دوزخ چونکہ یہ امر ایک یقینی ہے لہذا بصیغہ ماضی بیان ہوا) اور ہر ایک مکان (بہشت و دوزخ) کے لئے اسکا اہل معین ہے - اس مکان سے انہیں بدلہ نہ جائیگا - اور کسی دوسرے مقام کی طرف منتقل کئے جائینگے (خالدین فیہا ابدا) اور بیشک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صفات خدا میں سے دو صفتیں ہیں - یہ دونوں صفتیں کسی شخص کو موت سے نزدیک نہیں کرتیں اور نہ کسی کے رزق کو کم کرتی ہیں (کہ اس خوف کمی رزق اور نزدیکی مرگ کے سبب سے ان پر عمل نہ کیا جائے) تمہیں لازم ہے کہ کتاب اللہ کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ یہ حبل المتین ہے - ایک روشن اور ظاہر نور ہے - نفع پہنچانیوالی شفا ہے - پیاس کی بجھانیوالی اور سیراب کرنیوالی ہے - اس سے تمسک کرنیوالا لغزشوں اور خطاؤں سے دور ہے - جو اس سے تعلق کرے اسکے لئے نجات ہے - اسمیں کوئی کجی نہیں جسے سیدھا کیا جائے - اسمیں کوئی انحراف نہیں جس سے منھ

اکٹھا کر کے بیٹھے رہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ میں اس خدائے سبحان کی تسبیح کرتا ہوں۔ جس نے انکے لئے رات کو دن بنایا۔ طلب معیشت کا وقت قرار دیا اور دنکو انکے آرام و قرار کا وقت معین فرما دیا۔ انکے بدن کے گوشت ہی سے انکے لئے پر و بازو تجویز فرما دئے۔ جب طیران اور پرواز کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ انکی مدد سے اوپر (فضائے آسمان میں) جا سکتی ہیں۔ انکے پر کیا ہیں گویا کانوں کے پر ہیں۔ نہ تو انکے اور جانوروں جیسے پر ہیں نہ ان پر کثرت سے بال اُگے ہوتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی کاواک سی ہڈی ہے۔ مگر کیا تو انکی ظاہر لوگوں کے مقامات کو دیکھ رہا ہے۔ وہ اسبات کی نشانی اور علامت ہیں کہ انکے بھی دو پر ہیں۔ مگر نہ ایسے رقیق اور باریک جو آسانی سے پارہ پارہ ہو جائیں۔ اور نہ ایسے غلیظ اور دبیز جو اڑتے وقت کسی قسم کا ثقل محسوس ہو۔ یہ جانور اُڑتے ہیں اور انکے بچے انکے ساتھ لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ انہیں کو اپنا ملجا و ماوا سمجھتے ہیں۔ جب اسکی ماں نیچے زمین پر آتی ہے تو بچہ بھی ساتھ آتا ہے۔ اور جب بلند ہوتی ہے تو وہ بھی ساتھ ہی بلند ہوتا ہے۔ اور جبتک کہ اعضا قوی اور مضبوط نہ ہو جائیں اسکے پر اسکے اڑان کو نہ سنبھال سکیں وہ اپنی زندگانی کے رستوں کو نہ جانے اپنے نفع کے منافع کو نہ پہچانے اسوقت تک اپنی ماں سے مفارقت نہیں کرتا ٭

پاک اور پاکیزہ ہے وہ خدا جس نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جو اسکے غیر نے اسکے سامنے رکھ دیا ہو۔ ہر ایک چیز کو پیدا کر دیا ٭

اس خطبہ میں حضرت اہل بصرہ کو مخاطب کر کے آئندہ حوادثات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اب اس وقت جس شخص کو یہ قدرت حاصل ہو اور اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ اپنی ذات کو خدا سے وابستہ کر دے (اسی پر توکل کرے) تو بیشک اسے ایسا کرنا چاہئے۔ اگر تم نے میری اطاعت کی تو میں تمہیں انشاءاللہ جنت کے رستے پر ثابت قدم رکھونگا۔ اگرچہ اس رستے میں شدید اور سخت مشقتیں ہیں اور بے شمار تلخیاں چکھنی پڑتی ہیں۔ ہاں وہ فلاں عورت (عائشہ) اسے عورتوں کی رائے کے ضعف نے گرفتار کر لیا ہے۔ اور حسد اسکے سینے میں اس طرح جوش کھا رہا ہے جیسے دیگ آہنگر کی بھٹی میں جوش کھایا کرتی ہے۔ جو چیز کہ میری طرف آئی ہے (امامت) اگر وہ میرے غیر کے پاس ہوا اور پھر وہ اس کے

پہنچ جائیں تو وہ مخلوقات کے ساتھ مشابہ اور مماثل ہو جاتے - نہ اسکی تعیین و مقدار مقرر کرنیکے لئے اوہام اسپر واقع ہوتے ہین - (کوئی وہم تجویز نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا ہے ایسا ہے - ایسی صورت پر اتنی مقدار ہے) اگر ایسا ہو تو پھر تو وہ ممثل و مانند مخلوق ہو جاتے - اس نے بغیر تمثیل و بغیر مشورت مشیر اور بدون اعانت معاون خلق کو پیدا کیا - اسکی مخلوق محض اس کے حکم اور ارادہ نافذہ سے اتمام کو پہنچی کیونکہ اسے اسپر قدرت تامہ حاصل ہے - لہذا مخلوق نے اسکے امر تکوین کو قبول کیا - بغیر کسی قسم کی مدافعت کے موجود ہو گئی - اور بغیر کسی قسم کے تنازعہ کے اسکے فرمان کے سامنے سر اطاعت و انقیاد جھکا دیا ٭

اسکی لطیف اور پاکیزہ صنعتوں عجیب و غریب حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے جو اس نے ان شپرکوں کی خلقت میں علوم و معارف مشکلہ ہمیں دکھائے ہیں - اس عجیب غریب مخلوق (شپرک) میں یہ بات کسقدر تعجب انگیز ہے کہ ہر ایک حیوان کی آنکھیں روشنی میں کھلتی ہیں - مگر انکی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں وہ تاریکی جو ہر ایک ذی حیات کی بصارت کو سمیٹ لیتی ہے - انکی آنکھوں کو کشادہ کرتی ہے - انکی آنکھیں کیوں کور ہو گئیں؟ انہیں کیوں اتنا سجھائی نہیں دیتا؟ کہ ہم اس روشن کرنیوالے اور منور آفتاب سے اس نور کو طلب کریں جسکے سبب سے ہم اپنی معاش کی راہوں میں ہدایت پائیں - اور اس آفتاب کی روشنی کے ظہور سے اپنے منافع و مصالح سے واصل ہوں - ہاں بیشک ضیائے آفتاب کی لمعانیت نے انہیں تابش آفتاب کی درخشندگی میں آمد و رفت سے باز رکھا ہے - انہیں انکے پوشیدہ مکانات میں پنہاں کر دیا ہے - اور یہ آفتاب کی روشنی میں چلنے پھرنے سے ممنوع اور معذور ہین - انہوں نے دن میں اپنی پلکوں تک حدقہ ہائے چشم ڈال رکھے ہین (آنکھیں بند کر رکھی ہیں) اور رات کو اپنے لئے چراغ بنا لیا ہے - اور اسی کی روشنی میں اپنے رزق کے طلب کیلئے رستہ طے کرتی ہین - انکی آنکھوں کو رات کی شدید تاریکیاں (شکار کے دیکھنے سے) منع نہیں کر سکتیں - اور نہ بڑھی ہوئی ظلمتوں میں یہ اپنی پرواز اور رفتار سے باز رہتی ہیں - مگر جہاں آفتاب نے رات کے تاریک پردے کو اٹھایا - سپیدہ صبح ظاہر ہوا آفتاب کی نورانی کرنیں سوسماروں پر انکے سوراخوں میں داخل ہو کر پھیلیں - اور انہوں (چمگادڑوں) نے اپنی پلکوں پر گوشہ ہائے چشم کو ڈال لیا - اور رات کی تاریکی میں جو کچھ معاش حاصل کی ہے اسی پر

ناظر کو دیکھ لینا چاہئے کہ وہ اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے۔ یا رجعت قہقہری کرتا ہوا اسکی خلاف سمت میں قدم زن ہو رہا ہے۔ خوب جان لے کہ ہر ایک چیز کا ظاہر اسکے باطن کی مانند ہے۔ اگر ظاہر پاک و پاکیزہ ہے تو باطن بھی مطہر ہوگا۔ اور اگر ظاہر میں ہی خباثتیں بھری ہوئی ہیں تو باطن میں پہلے ہونگی۔ اور اسی قول کا موید وہ ارشاد ہے جو رسول صادق نے فرمایا ہے۔ کہ پروردگار عالم بندہ کو دوست رکھتا ہے (اسے افعال نیک کی توفیق دیتا ہے) مگر اسکے گذشتہ عمل بد کو بغض کی نگاہوں سے دیکھتا ہے (لیکن نظر بر عاقبت اسکے گذشتہ اعمال بد معاف کر دیے گئے ہیں اور ظاہر اسکی عاقبت بالکل پاک ہے) اور بندے کے افعال نیک گذشتہ کو دوست رکھتا ہے اور اسکے بدن[1] (آخری اعمال بد) کا دشمن ہے (لہذا اب اسے اعمال خیر کی توفیق نہ دیجائیگی۔ عاقبت میں مخذول ہوگا۔ چونکہ اسکا باطن ناپاک اور خبیث ہے اسلئے ظاہر میں بھی یہی حالت نظر آ رہی ہے) اور خوب جان لے کہ ہر عمل ایک ریگ روئیدگی ہے کوئی روئیدگی پانی سے بے نیاز نہیں اور پانی ہمیشہ مختلف ہوا کرتے ہیں۔ پس جسکو پاک پاکیزہ پانی سے سینچا گیا ہے۔ تو اسکا درخت بھی مطہر ہے۔ اسکے میوے بھی شیریں ہیں۔ اور جسکی آبیاری بدبودار اور کثیف پانی سے ہوتی ہے اسکا درخت بھی خبیث اور نجس ہے اور اسکے ثمر بھی تلخ ہیں ٭

ومن خطبة له علیه السلام

اس خطبہ میں حضرت نے خفاش (شپرک) کی عجیب و غریب خلقت کا بیان فرمایا ہے۔ حمد اور تعریف اسی خدا کے لئے ہے جسکی کنہ معرفت تک رسائی کرنے سے تمام اوصاف عاجز اور درماندہ ہیں۔ (کسی صفت کے ساتھ اسکی کنہ کو معلوم نہیں کیا جا سکتا کوئی وصف ہم ایسا بیان اور تجویز نہیں کر سکتے۔ جو اسکی حقیقت تک پہنچا دے) اسکی عظمت اور بزرگی نے عقول کو توڑ دیا ہے۔ اور اسکی سلطنت اور قیومیت کی انتہا تک پہنچنے کے رستے انہیں نصیب نہیں ہوا۔ وہ خداوند عالم تحقیق شدہ ہے۔ ظاہر ہے۔ اور اس ہر ایک چیز سے زیادہ واضح اور بین ہے جسے آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔ عقلیں اسکی حد تک نہیں پہنچ سکتیں کیونکہ اگر اسکی انتہا

---

[1] چونکہ افعال قبیحہ قوائے بدنیہ سے صادر ہوتے ہیں کہ قوائے عقلیہ سے لہذا بدن فرمایا ۱۲

اپنے نشیب و فراز کو سمجھتا ہے۔ خدائے برتر کی جانب سے ایک منادی پیغمبر بھیجا گیا کر رہا ہے۔ اور ایک محافظ (وصی برحق) نگہبانی میں مصروف ہے۔ تم اس منادی کی آواز کو سنکر قبول کرو اور اس محافظ کی پیروی کرو۔ ظالم اور فاسق فتنہ و فساد کے دریاؤں کی شناوری کرنے لگے شریعت اور طریقہ دین کو چھوڑ کر بدعتوں کے ساتھ متمسک ہوتے۔ مومن انقباضی حالت میں خاموش ہوگئے۔ اور جھوٹے گمراہ بولنے لگے خوب سمجھ لو کہ ہم پیغمبر کے شعار (نہ باطل) ہیں ہم اسکے سچے اصحاب ہیں۔ ہم اسرار پیغمبر کے خزانے ہیں۔ ہم مکان علم پیغمبر کے دروازے ہیں دروازوں کے بغیر دوسری طرف سے مکان میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص غیر دروازے سے داخل ہوگا وہ سارق اور چور کہا جائیگا۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے - اہل بیت پیغمبر میں ایمان کی کرامتیں ہیں۔ وہ رحمت الٰہی کے خزانے ہیں انکی تقریر صداقت آمیز ہے۔ اگر خاموش رہیں تو اس وجہ سے نہیں کہ کوئی دوسرا ان سے علم میں افضل ہے بلکہ یہ خموشی عین مصلحت اور حکمت ہے۔ پس پیشوائے قوم کو چاہیئے کہ اپنی قوم اور اپنے اہل کے سامنے راست گفتاری سے کام لے۔ اپنی عقل اور فہم کو انکی اصلاح کے لئے) حاضر رکھے۔ اور لازمی بات ہے کہ وہ قافلہ سالار اہل آخرت سے ہو۔ کیونکہ وہ آخرت کی ہی طرف ہدایت کرنیکے لئے وارد ہوا ہے۔ اور آخرت ہی اسکا مرجع و معاد ہے (جو شخص کہ اہل آخرت سے نہیں بلکہ ابنائے دنیا میں ہے۔ آخرت کی اسے کچھ بھی خبر نہیں وہ جاہل و گمراہ ہے اور بندگان خدا کا ہادی و پیشوا نہیں بن سکتا) دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنیوالا ہے ایک عمل کی ابتدا میں اندازہ کر لیتا ہے کہ یہ عمل اسے نفع پہنچائیگا یا نقصان۔ اگر اسے نفع بخش سمجھتا ہے تو بجا لاتا ہے اور اگر ضرر کے پہلو دیکھتا ہے تو باز رہتا ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے عمل کرنیوالا اس مسافر کی مانند ہے جو غیر رستے پر سفر کر رہا ہو۔ اُسکی رستے سے علیحدگی دم بدم اسے منزل مقصود سے دور کرتی ہے اور عامل بالعلم میں سیر کرنیوالے کی مانند ہے جو ٹھیک اور واضح رستے پر چل رہا ہو۔ اب ہر ایک

اپنے پروردگار سے ملاقات کرے اور اس خصلت سے توبہ نہ کی ہو۔ وہ خصلتیں یہ ہیں
کہ پروردگار عالم نے اپنی عبادت جو اسپر فرض کی ہے یعنی دوسرے کو شریک کرے یا
(ریاکاری کے ساتھ عبادت کرے کیونکہ یہ بھی شرک باللہ ہے) یا اپنے نفس کی ہلاکت کے
وقت غصہ کو فرو کرے (جو امور کہ دنیا و آخرت میں ہلاکت نفس کا باعث ہوں ان پر ذریعہ
بھی غصہ ظاہر نہ کرے) یا یہ کہ ایک امر کا اقرار کرے اور پھر اس کے برخلاف عمل میں لائے
(فعل موافق قول نہ ہو) یا یہ کہ کسی حاجتمند کی حاجت کو دین میں بدعت کا اظہار کر کے
پورا کرے (جیسے کہ جھوٹی شہادت دینا۔ حکم کرتے وقت رشوت کا لینا وغیرہ وغیرہ) یا یہ
کہ دو صورتوں کے ساتھ آدمیوں کے ساتھ ملاقات کیا کرے (کبھی دوستی کے ساتھ کبھی دشمنی
کے ساتھ۔ ایسا شخص لوگوں کو فریب دینے والا اور مکار ہے) یا دو زبانوں کے ساتھ
آدمیوں کے درمیان گردش کرے (جب کبھی سامنے ہو تو مدح و ثنا اور جب کبھی پیٹھ پیچھے ہو
تو مذمت بیشک نفاق اسی کو کہتے ہیں) اب تو ان خصلتوں کو جان لے۔ کیونکہ مثل
اور شبیہ مماثل اور متشابہ کی طرف راہنما ہوتی ہے اکثر بات اپنے جذبات کے ہی مطابق
ہوا کرتے ہیں۔ ایسی خصلتوں والے لوگ جو خلفائے ظلم و جور ہیں انکے اظہار نام سے
غرض کیا۔ کیونکہ الکنایۃ ابلغ من التصریح مشہور ہے)

یہ بھی جان لے کہ چوپایوں کی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی ہے کہ وہ اپنی شکم پری کر لیا
کریں۔ اور درندوں کا مقصد یہ ہے۔ کہ اپنے غیر سے دشمنی رکھیں اسے ضرر پہنچائیں۔
اور عورتوں کی غایت اصلی یہی ہے۔ کہ وہ اس زندگی دنیا کی زیب و زینت بنیں۔ اس
دنیا میں فساد پھیلائیں۔ اور بیشک مومنین مسکین ہیں بیشک مومنین ناصح مشفق
ہیں بیشک مومنین (عذاب خدا سے) خائف اور ترسناک ہیں ٭

عقلمند اور صاحب خرد انسان دل کی آنکھوں سے اپنی عاقبت اور اپنے انجام کو دیکھتا ہے

بچتے ہوئے اس وسیع دین کو اختیار کیا جو عقل اور شریعت کے موافق ہے - اب ایسے شخص کو لازم ہے کہ حق سے عدول کرنے - کلام کو تغیر دینے (جھوٹ بولنے) اور صداقت سے ڈرنے کے سبب سے اپنے نفس کے ضرر کے لئے گمراہوں کی اعانت نہ کرے ؀

اے سننے والے - دنیا کی مستیوں سے ہوش میں آ ہوش میں اپنی غفلت سے بیدار ہو اپنی سرعتوں اور جلد بازیوں کو کوتاہ کر (جو حصول دنیا کے لئے عمل میں آ رہی ہیں) نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان سے جو کچھ تیرے پاس پہنچا ہے اسمیں وقت فکر و نظر سے کام لے - اس چیز کے بارے میں جس سے تو ناچار ہے - اور جس سے کسی طرح گلو خلاصی نہیں ہو سکتی - جو شخص فرمان پیغمبر کی مخالفت کرتا ہے تو اسکی مخالفت کر جو شخص ارشاد پیغمبر کے غیر کی طرف بلاتا ہے - تو اس شخص کو اسی چیز (محبت دنیا) پر چھوڑ دے جس پر وہ اپنے نفس کے لئے راضی ہو گیا ہے - تو اپنے حسبی اور نسبی فخر و مباہات کو چھوڑ - اپنی کبر و بزرگی الگ ڈال - اپنی قبر کو یاد کر قبر کو - کیونکہ یہی تیری گزرگاہ ہے اور یاد رکھ جیسی جزا دیگا ویسی ہی جزا پائیگا - اور جو کچھ بوئے گا وہی کاٹے گا - اور آج کے روز جو کچھ تو نے ذخیرہ آگے روانہ کر لیا بروز قیامت اسی پر وارد ہوگا - لہٰذا تو اپنے قدموں کے لئے آخرت میں جگہ مہیا کر اور وہ توشہ روانہ کئے جا جو کل کے روز تیرے کام آئے - الحذر الحذر اے نصیحتوں کے سننے والے الحذر - تلاش کر تلاش کر اے غافل آخرت کی معاش کو تلاش کر یاد رکھ خبر رکھنے والے شخص کی مانند (جو خدا و رسول کے آگاہ کئے ہوئے ہیں) کوئی شخص احوال آخرت کی تجھے خبر نہیں دیگا ؀

خداوند تعالی کے وہ احکام جو لوح محفوظ میں ثبت ہیں - جن پر ثواب دیا جاتا ہے جنکی بناپر عذاب کیا جاتا ہے - جن کے سبب سے وہ راضی ہوتا ہے - اور جنکی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے ان احکامات میں سے ایک یہ بھی ہے - کہ اگرچہ بندہ اپنے مقدور بھر سعی اور کوشش کرے - تمام نقائص سے اپنے اعمال کو خالص اور بری رکھے - مگر یہ بات اسے کچھ نفع نہ پہنچائیگی اگر وہ ان خصلتوں میں سے (جنکا بیان ہوتا ہے) ایک خصلت کے ساتھ بھی دنیا سے نکل کر

ہی عمدہ آثار و اعلام فانی نہ ہونگے اور اسکے عجائبات کبھی منقضی ہونگے ۔

اس اسلام پر نعمتوں کی بہاروں کی بارشیں برس رہی ہین - اسمیں تاریکیوں کو دور کرنیوالے روشن چراغ ہین - اسلامی کنجیوں کے بغیر سعادت کا دروازہ اور خزانہ کھل نہیں سکتا اور نہ اسکے چراغوں کے بغیر جہالت کی تاریکیوں کے پردے اٹھ سکتے ہیں - پروردگار عالم اس (اسلام) کو اسلئے عرصہ شہود میں لایا ہے کہ محارم و منہیات سے پرہیز کیا جائے - اور اسے اسلئے مہیا کیا ہے کہ اسکے محل رعایت کی رعایت مدنظر رکھی جائے (کہ جو اسکے احکام و آداب ہیں) اس (اسلام) میں طالبان شفا کے لئے شفا ہے اور خواستگاران کفایت (مطالب دنیا و آخرت کے لئے) کفایت

اس شخص گمراہ کو خداوند عالم کی طرف سے مہلت دی گئی ہے وہ عذاب خدا سے غافل رہنے والوں کے ساتھ بلندی ہدایت سے پستی ضلالت کی طرف گریگا - وہ گنہگاروں کے ساتھ عالم صبح میں داخل ہوگا بغیر اس راہ راست کے جو مقصد تک پہنچانیوالی ہو اور بغیر اس امام و پیشوا کے جو اسے نجات کی طرف کھینچنے والا ہو بعض مقام پر اسی خطبہ میں ہے - حتی کہ پروردگار عالم نے انکی جزائے معصیت پر سے پردے اٹھائے اہنیں (موت کے باعث) غفلت کے پردوں سے باہر نکال لیا - انہوں نے آخرت کی طرف رخ کیا حالانکہ (دنیا میں) اسکی طرف پشت کئے ہوئے تھے - اور دنیا کی ان دولتوں کی طرف سے پیٹھ پھیرلی جنکی طرف دنیا میں منہ کئے ہوئے تھے - مگر انہوں نے اپنی خواہشوں کے موافق جو کچھ حاصل کیا اس سے منتفع نہو سکے اور اپنی حاجتوں کے موافق جو کچھ بھی پیدا کیا اس سے کچھ بھی انہیں نفع نہ پہنچا - بالتحقیق میں اس منزلت اور اس حالت سے تمہیں اور اپنے نفس کو ڈراتا ہوں - ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے سبب سے نفع حاصل کرے - بصیر اور بینا وہی شخص ہے جس نے قول حق کو سنا - اسمیں فکر کی حوادث روزگار پر گہری نظر ڈالی اور بصیرت حاصل کی - زمانے کے عبرت انگیز حالات سے منتفع ہوا ہلاکت کے مقامات میں گرنے سے اجتناب کرتے ہوئے - ضلالت کی گھاٹیوں میں گم ہوجانیسے

جھکتی ہے اور اُسی کیطرف رجوع کرتی ہے۔ (اسکے ذاتی خواص یہی ہیں۔ پھر جن دو چیزونکے خواص ذاتی میں اسقدر تباین ہو وہ کیونکر متحد ہو سکتی ہیں) جس شخص نے صفات زائدہ بر ذات کے ساتھ اسکا وصف بیان کیا تو اس نے گویا اسکے ایک حد مقرر کردی اور جس نے حد قائم کی اس نے گویا اسکو شمار کرلیا۔ اور جس شخص نے اسے شمار کرلیا تو گویا اس نے اسکی ازلیت کو باطل کردیا۔ جس شخص نے سوال کیا کہ وہ اب کیونکر ہے کس حالت میں ہے تو وہ صفات زائدہ کے ساتھ اسکے وصف کا طلبگار ہوا۔ اور جس شخص نے یہ دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے۔ تو گویا اس نے اس کے لئے ایک مکان مقرر کردیا۔ وہ پروردگار عالم ہے اور کسیکو (اسکی کنہ) معلوم نہیں۔ وہ رب الارباب ہے اور کسی کا مربوب (پرورش کردہ شدہ) نہیں وہ قادر ہے۔ مقدور نہیں (کوئی دوسرا شخص اسپر کسی قسم کی قدرت نہیں رکھتا) **بعض خطبوں میں یہ عبارت بھی ہے** ۔ جو قتل عثمان کے بعد آپکی زبان سے نکلی ہے "آفتاب عالم افروز طالع ہوا۔ حق اور عدالت کی چمکدار بجلیاں چمکیں۔ خلافت واضحہ بالنص والوحی ظاہر ہو گئی۔ منحرف شدہ دین راست ہو گیا۔ اور پروردگار عالم نے ایک قوم ہوا پرست کو گروہ حق پرست کے ساتھ اور ایام شقاوت کو ایام سعادت کے ساتھ ایسی حالت میں تبدیل کردیا جبکہ ہم ان تغیرات کا اسطرح انتظار کر رہے تھے۔ جیسے قحط سالی میں باران رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔ خوب جان لو کہ ائمہ خلق اللہ کے لئے اس ذات وحدہ لاشریک کی طرف سے قائم مقام اور خلیفہ ہیں۔ بندوں پر اسکی طرف سے کار فرما اور حکمران ہیں۔ وہی شخص داخل بہشت ہوگا جو انکی حقیقت سے واقف ہو جائے اور یہ اسے پہچان لیں۔ اور وہی شخص فی النار ہے جو انکی صداقت کا انکار کرے اور یہ بزرگوار اس سے اخلاص اطاعت سے منکر ہوں۔ بیشک پروردگار عالم نے تمہیں اسلام کے لئے مخصوص کیا ہے اور اسی اسلام کے لئے وہ تم سے خلوص کا طالب ہے۔ کیونکہ یہ اسلام سلامتی اور نجات کا نام ہے اور کرامتوں کا جمع کرنیوالا پروردگار نے اس کے طریقہ کو برگزیدہ کیا۔ علم ظاہری (معجزات و کرامات) و احکام باطنی (احکام یقینیہ عقلیہ) کے سبب سے اسکی حجتوں اور برہانوں کو ظاہر کردیا۔ اسکے نہایت

حمد اور تعریف اسی پروردگار عالم کے لئے مختص ہے جسکی مخلوق اس کے وجود پر ایک دلیل ہے،
جسکی ازلیّت کے لئے یہ کافی برہان ہے کہ اسکی خلقت محدث ہے اور ایک ابتدا رکھتی ہے
جسکی مخلوقات کا ایک دوسرے کی صورت سے مشابہ ہونا صاف بتا رہا ہے۔ کہ اُس کا مثل
و مانند کوئی نہیں۔ مدرکات میں سے کوئی قوۂ مدرکہ اسکا احساس و ادراک نہیں کرسکتی اور
کوئی پردہ اُٹھانیوالا اسے ظاہر نہیں کرسکتا۔ کیونکہ صانع اور مصنوع حاد (گھیر لینے والے)
اور محدود (گھیرے ہوئے) رب (پرورش کنندہ) اور مربوب (پرورش یافتہ) میں بہت
بڑا فرق ہے۔ وہ احد ہے صفت وحدت کے ساتھ متصف ہے، مگر وہ وحدت نہیں جو اعداد
کی طرف راجع ہو بلکہ وحدت غیر عددی۔ وہ مخلوق کا ایجاد کرنیوالا ہے۔ مگر یہ ایجاد ان
معنی میں نہیں کہ اسے اس کے سبب سے کوئی حرکت (عقلیہ و حسیہ) لاحق ہوتی ہو۔ یا اسے
کوئی تعب و رنج پہنچا ہو (اسمیں کسی قسم کا کوئی بھی تغیر پیدا نہیں ہوا کیونکہ حرکت اور تغیر
ممکنات کے خواص ہیں اور ذات واجب الوجود کے لئے ممتنع) وہ ہر ایک آواز کو سنتا ہے
وہ کل امور کو دیکھتا ہے۔ مگر وہ اس سماعت و بصارت میں کسی آلہ کا محتاج نہیں۔ وہ ہر جگہ
موجود ہے مگر ملاقات عقلی و حسّی کے ساتھ نہیں (کیونکہ وہ اسکی جنسیت سے بالکل علحدہ
ہے پھر غیر جنس کے ساتھ ملاقات کیسی) وہ ہر ایک چیز سے جدا ہے مگر نہ ایسی مسافت کے
ساتھ جسے عقل و حس معلوم کرسکے (کیونکہ علت و معلول میں کوئی فاصلہ نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ
وجودِ علت بغیر معلول کے رہ جاتا ہے) وہ ظاہر ہے (ہر صاحب فہم کے سامنے اپنی آثار کے
سبب سے آشکار ہے) مگر کسی رویت عقلی و حسّی کے ساتھ آشکار نہیں۔ وہ پوشیدہ ہے۔ مگر
اپنی لطافت اور خفائے ذاتی کے سبب سے پنہاں نہیں۔ (بلکہ اس کا ظہور عین باطن ہے اور اسکا
باطن عین ظہور ہو الظاہر و ہو الباطن) وہ ہر ایک شے سے (اپنے خواص ذاتی کے سبب)
جدا ہے۔ کیونکہ اسے ان اشیا پر غلبہ حاصل ہے۔ اُن پر قدرت رکھتا ہے (یہی اسکے خواص
ذاتی ہیں) اور ہر ایک شے (اپنے خواص ذاتیہ کے سبب سے) اس سے علحدہ ہے۔ کیونکہ وہ اسکے سامنے

(خلقت کے کاموں میں چلانہ ہوگی) اہل حکمت و معرفت نہایت ہی کم ہونگے۔ ظالموں کا بول بالا ہوگا۔ یہ فتنہ اپنے ظلم کے تیشوں سے صحرا نشینوں کو ٹکڑے ٹکڑے کریگا۔ اور اپنے مرکبوں کے سینوں سے انہیں ریزہ ریزہ کردیگا (تفرقہ ڈالدیگا) تنہا رہ جانے والے شخص اس کے غبار میں ضلع تع اور تباہ ہوجائیں گے (جو شخص اس سے علیحدہ رہیگا اس کے ہمراہ نہ ہوگا برباد ہوجائیگا) اور سوار (اسکی کمک کرنیوالے) اسکے رستوں میں ہلاک ہونگے۔ ان پر نہایت ہی تلخ حکم وارد ہوگا اور انکا بالکل قلع قمع ہوجائیگا یہ فتنہ تازہ خون کو دوہیگا۔ دین کے نشانوں میں رخنہ اندازی کریگا۔ یقین کے گلو بند کو کھول ڈالیگا (احکام یقینیہ دینیہ برطرف کردیتے جائینگے) عقلمند لوگ اس سے بھاگینگے اور ناپاک خصلت طبیعتیں اسکو رواج دینگی۔ یہ فتنہ صاحب رعد ہے (گرجنے والا ہے) صاحب برق ہے (جلانیوالا ہے) اپنی پنڈلی کو کھولنے والا (اپنے سکاروں کی تلاش کرنیوالا ہے) اس کے عہد میں تمام رشتے اور رحم قطع ہوجائیں گے دین اسلام اس سے مفارقت کریگا۔ اس سے بیزار رہنے والا بیمار اور اسکی گرفت کرنیوالا خود گرفتار ہے۔ **اسی خطبہ میں بعض جگہہ یہ بھی ہے** ان حالات مذکورہ کے وقت مسلمان یا تو مقتول ہونگے جنکا خون رائگان جائیگا (کسی کو خونبہا لینے کی جرأت نہوگی) یا خوفناک ہوکر جائے پناہ تلاش کرینگے انہیں عہد بتایا گیا ہوں۔ اور ایمان کی مکاریوں سے (بطور مکر اپنے آپکو صاحب ایمان ظاہر کرکے) فریب دیا جائیگا۔ پس تم فتنہ کی علامتیں اور بدعت کے نشان نہ بنو اور اس چیز کے ملازم ہوجاؤ جسپر جماعت حقہ کی حبل المتین بندھی ہوتی ہے۔ اور اطاعت (خدا و ندی) کے ارکان اسپر بنا کیئے گئے ہیں تم مظلومی کی حالت میں پروردگار کی طرف رخ کرو۔ ظالم کی حیثیت سے اسکے سامنے نہ جاؤ۔ شیطان کے درجوں اور ظلم و عدوان کے مقاموں سے بچو اپنے شکم میں حرام کے لقمے داخل نہ کرو۔ کیونکہ تم اس شخص کے سامنے موجود ہو جس نے معصیت کو تمپر حرام کیا ہے۔ اور اطاعت کے رستے تمہارے لئے سہل اور آسان کردیئے ہیں۔

اب اے گروہ عرب! خوب سمجھ لو کہ تم تیر بلیات کا نشانہ بن رہے ہو۔ تم ان طرح طرح کی دنیاوی نعمتوں کی مستیوں اور غفلتوں سے پرہیز کرو۔ اور اس عذاب عقاب سے ڈرو جو ہلاک کرنیوالا ہے۔ تم اشتباہ و التباس کے غبار میں ثابت قدمی طلب کرو۔ فتنہ و فساد کی کجی سے الگ ہو جبکہ اس فتنہ کے امور پنہاں ظاہر ہوں۔ اسکی پوشیدگیاں ظہور میں آئیں اسکا قطب سیدھا ہو جائے (اس کے امیر مسلط ہوں) اسکی آسیا گردش کرنے لگے (اسکی فوجیں حرکت کریں) یہ فتنہ پوشیدہ رستوں میں ظاہر ہوکر علانیہ اور آشکارا قباحتوں کی طرف رجوع کریگا (ابتدا میں اسکی مقدار تھوڑی ہوگی مگر انجام کار حد سے زیادہ بڑھ جائیگا) اسکی جوانی ایک طفل نوخیز کی سی جوانی ہے (جو ضعف کے بعد قوت پکڑتا ہے) اسکے اثر سنگ سخت کے آثار کی مانند ہیں (جسپر پڑ گئے اسے توڑ ڈالا) یہ ظالم گروہ ایک دوسرے سے بطریق عہد و پیمان میراث پائیں گے۔ انکا اس و رئیس اور پہلا شخص نفس آخر کو اپنے طریقہ پر کھینچنے والا ہے۔ اور یہ آخری شخص اسی پہلے کا مطیع اور اقتدا کرنیوالا۔ یہ لوگ اس دنیائے دنی کی لذتوں میں نہایت اشتیاق کے ساتھ راغب ہونگے اور کتوں کے مانند اس گندے مردار کی حرص کرینگے۔ اور عنقریب (بروز آخرت) ماموم امام سے بیزار ہو جائیگا ایک دوسرے سے عداوت و دشمنی کے ساتھ علیحدگی اختیار کرینگے اور وقت ملاقات (بروز قیامت) ایک دوسرے پر لعنت کریگا۔

پھر اس فتنہ کے بعد ایک اور خلقت میں زلزلہ ڈالدینے والا ہلا دینے والا فتنہ ظاہر ہوگا۔ وہ بھاگنے والوں کو توڑ ڈالیگا حق کی طرف راست ہونے کے بعد قلوب باطل کی طرف مائل ہونگے اور ضلالت سے ملامت رہنے کے بعد لوگ گمراہی میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اس فتنہ کے ہجوم کے وقت خواہشیں مختلف ہونگی۔ اسکے ظہور کے وقت تدبیریں مشتبہ ہو جائینگی۔ جو شخص اسکے قابو میں آئیگا اسے توڑ ڈالیگا۔ اور جو شخص اسکے انہدام کی فکر کریگا اسی کو منہدم کر دیگا اس فتنہ آمیز زمانے میں لوگ ایک دوسرے کو اسطرح کاٹیں گے۔ جیسے طویلے میں گدھے ایک دوسرے کو کاٹا کرتے ہیں جسوقت انکی پچھاڑیاں کھل جاتیں۔ اسی زمانے میں امور کے چہرے کور ہو جائینگے

کی اطاعت کے قریب ہو گئے ✤

جس وقت پروردگار عالم نے اپنے رسول کی روح کو قبض فرمایا - تو ایک قوم اپنے پچھلے پاؤں پر (زمانہ جاہلیت کی طرف) لوٹ گئی - شیطانی رستوں نے انہیں ہلاک کر دیا - ان لوگوں نے گمراہوں کی دوستی پر اعتماد کیا اور پیغمبرؐ کے خویش و اقربا کو چھوڑ کر دوسروں کی اعانت کرنے لگے - اس سبب (نجات) کو چھوڑ دیا - جسکی مودۃ اور محبت پر مامور ہوتے تھے - بنائے خلافت کو اسکی ستون اصل سے نقل کر کے دوسرے غیر مستحق محل میں اسکی بنا قائم کی - یہ لوگ گناہ کے معدن ہیں - ہر ایک دریائے ضلالت میں داخل ہونے والے کے لئے دروازے ہیں - حیرت اور سرگردانی (کے میدانوں) میں انکی آمد و رفت ہے - آل فرعون کا طریقہ اختیار کر لیا - مثل لذات دنیا میں گرفتار ہو کر عذاب خدا سے غافل ہیں - دنیا کی طرف سے منقطع ہونیوالا دولت دنیا سے پیوست ہے اور دین سے علیحدگی اختیار کرنیوالا دنیا سے دور ہے ✤

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

میں خداوند عالم سے ان اشیا پر اعانت طلب کرتا ہوں جو شیطان کی دور کرنیوالی ہیں اس کے دام فریب میں گرفتار ہونے سے روکتی ہیں - اس کے حیلوں اور مکاریوں سے بچاتی ہیں - اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں اس کے برگزیدہ ہیں اس کے خالص کئے ہوتے ہیں کسی شئے کے ساتھ اسکی فضیلت کو برابر نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی شخص پر اسکی فضیلت کے برابر ہونیوالی شئے کے فقدان پر جبر کیا جا سکتا ہے جن شہروں پر ضلالت کی تاریکیاں چھا رہی تھیں جہالتوں کا غلبہ ہو رہا تھا - ظلم و ستم کمال کو پہنچ چکے تھے - لوگ (ان شہروں کے ساکن) حرام کو حلال کر رہے تھے - حلیم اور بردبار لوگوں کی ذلت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے تھے - سستی کے زمانہ میں بسر کر رہے تھے (جو پیغمبروں کی بعثت میں واقع ہو رہی تھی) کفر اور طغیان پر جان دی جا رہی تھی وہ (شہر) اس (نور خدا کی روشنی) کے سبب سے چمک اٹھے ✤

نہیں پاتا (مطلوب نہیں ملا کرتا۔ اور یہ گھبرانا کیا معنی) آج کے دن سے کل کی صبح قریب ہی تو ہے اے میری قوم۔ یہ ہے وہ زمانہ جس میں ہر ایک وعدہ شدہ شے وارد ہو گی (وہ ظاہر ہو گا جسکا وعدہ کیا گیا ہے) اور وہ امر موعود اسطرح ظاہر ہو گا۔ کہ تم اسے پہچان ہی نہ سکو گے۔ آگاہ ہو جاؤ جس شخص نے اس زمانہ میں ہم اہلبیت میں سے ان وقوعات کا ادراک کیا۔ وہ اس ظلمت کی راہوں میں روشن چراغ لئے ہوئے سیر کریگا۔ اور اس صفت کو دیکھکر وہ لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ جو صفات تقویٰ وصلاح سے متصف ہیں۔ یہانتک کہ وہ (قائم آل محمدؐ) گرفتاران ظلم وستم کی گردنوں سے طوق نکال دیگا۔ انہیں ان سختیوں سے آزاد کریگا۔ باغی اور طاغی جماعتیں اس کے سبب سے برہم ہونگی وہ دین وایمان کے تفرقوں کو جمعیت سے بدل دیگا جبکہ یہ لوگوں میں سے پوشیدہ ہونگے۔ کوئی پیچھے آنیوالا اس کے اثر اور نشان کو نہ دیکھ سکیگا خواہ کتنی ہی دقت نظر اور تامل سے کام لے۔ اس فتنہ میں جمع ہو جانیوالے ذہن اسطرح تیز کردیے جائینگے جیسے کہ آہنگر شمشیر وخنجر کو صیقل کیا کرتا ہے۔ انکی آنکھیں قرآن سے روشن کردی جائینگی۔ قرآن کی تفسیر انکے کانوں میں ڈال دی جائیگی۔ جب یہ لوگ حکمت اور دانشمندی کی شراب پی لیں گے تو شراب علم ومعرفت کے پیالوں پر جھک پڑیں گے **اسی خطبہ میں فرماتے ہیں**۔ اس گروہ جبار کی بھی عمر دراز ہے تاکہ اپنی ذلت وخواری اتمام کو پہنچا دیں۔ اور اپنے موجودہ حالات کے تغیر کے مستوجب ہو جائیں (خداوند عالم انہیں بہت مہلت دیگا۔ تاکہ اچھی طرح سے گنہگار ہو کر اپنی نعمتوں کے زوال کا باعث ہو جائیں) حتیٰ کہ مرگ انکے لئے سزاوار ہو۔ اور دوسری قوم میں انکے فتنوں سے راحت پا کر انکی جنگ کی برداشت کے لئے بلند ہو جائیں۔ ان آخرالذکر لوگوں نے اپنے صبر میں کوئی بات خدا کے لئے اٹھا نہیں رکھی۔ اور راہ حق میں اپنے نفوس کی بخشش کو بڑا نہیں سمجھا۔ حتیٰ کہ انکی بلاؤں کی مدتوں کو قطع کرنیکے لئے خدا کا حتمی حکم انکے موافق صادر ہو گا ان لوگوں نے اپنی بینائیوں کو شمشیروں پر اٹھا لیا۔ اور اپنے واعظ کے حکم سے اپنے پروردگار

ہمیں اور تمہیں مغفرت عطا فرمائے اگر ہم اس لغزش گاہ میں ثابت قدم رہیں تو فہو المراد اور اگر ہمارا پاؤں پھسل گیا تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہم شاخوں کے سائے میں تھے (جو کبھی یہاں ہے کبھی وہاں) ہواؤں کے چلنے کی جگہ میں تھے (جنکے جھونکے اِدھر اُدھر اڑاتے رہتے تھے) اور ایسے بادلوں کے سائے میں تھے جو فضائے آسمان میں ایک دوسرے سے پیوست نہیں اور جنکے سائے کے نشانات زمین میں بالکل محو ہیں اور سوائے اسکے نہیں نیست کہ میں تمہارا ایک ہمسایہ تھا۔ میرے بدن نے چند روز تمہاری مجاورت میں بسر کئے۔ انجام کار تم اسے روح سے خالی پاؤگے۔ یہ متحرک شے ساکن ہو جائیگی۔ یہ گویا زبان بالکل بند ہو گی۔ میری یہ سیرت میری یہ حالت۔ خموشی کے ساتھ میرا سر در گریبان ہو جانا۔ میرے اعضا کا حرکت سے باز رہنا۔ میری یہ سب حالتیں تمہیں نصیحتیں کرنیوالی ہیں اگر تم سمجھو۔ اور وہ لوگ جو بلاغت آمیز کلام اور سننے کے قابل قول سے عبرت حاصل کیا کرتے ہیں۔ میرے یہ حالات مذکورہ انکے لئے اعلیٰ درجہ کے واعظ ہیں (اچھا خدا حافظ) اب میں تمہیں وداع کرتا ہوں۔ اور اس شخص کی مانند وداع کر رہا ہوں۔ جسکی ملاقات کا روز فردا کہیں انتظار کیا جا رہا ہو۔ تم نے میرا زمانہ دیکھ لیا ہے میرے اسرار نہاں اور اعتقادات دلی تم پر کھلے ہوتے ہیں۔ اب میری جگہ خالی ہو جائیگی اسوقت میری قدر و منزلت کو پہچانوگے اور جب کوئی غیر میرا جانشین ہوگا پھر مجھے یاد کروگے ⁂

زمانہ آئندہ میں واقع ہونے والے فتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوتے فرماتے ہیں اُس قوم گمراہ نے طریقہ ہائے ہدایت کو چھوڑتے ہوتے ضلالت کے رستے اختیار کئے۔ طریق وسطیٰ عدلیہ کو چھوڑ دیا اور چپ راست کو ہی اخذ کر لیا۔ اب تم اس چیز کے آنے میں عجلت نہ کرو جو آنیوالی ہے اور اس کے آنے کی بالکل توقع ہے۔ اور کبھی اس چیز میں سستی نہ کرو جسے آنیوالا زمانہ لگا لئے آرہا ہے۔ کیونکہ اکثر عجلت کرنیوالا جس چیز کے حصول کو دوست رکھتا ہے۔ ایسے

(مگر انکے لئے سوائے بغاوت و طلب ریاست کے اور کوئی شبہ نہیں) قسم خدا کی میں وہ شخص نہیں ہوں جو ماتم کی آواز پر کان لگا کر کسی کی موت کی خبر سنتا ہے اور روتا ہوا (پرسے کے لئے) حاضر ہوتا ہے (میں وہ شخص نہیں ہوں کہ مسلمانوں کی ہلاکت کی خبر سنوں اور انکی سوگواری و گریہ زاری میں مشغول ہو جاؤں۔ میں ہرگز خاموش نہ بیٹھونگا۔ دشمن کو فرصت نہ دونگا اور اسے بہت جلد اس کے کیفر کردار کو پہنچا دونگا)

شہادت سے کچھ پیشتر حضرت نے فرمایا ہے "ایہا الناس! ہر شخص اُس شے سے ملاقات کرنے والا ہے جس سے اسباب دنیوی جمع کرتے وقت وہ کراہت ظاہر کر رہا ہے۔ مگر موت سے فرار ممکن نہیں۔ ہر شخص کی مُدت عمر اس کے نفس کو موت کی طرف ہنکانیکا مقام ہے اور موت سے بھاگنا عین الحاقِ مرگ ہے۔ میں نے اپنی عمر کا ایک ایک روز اسی تفحص اور تجسس میں گذار دیا کہ شاید اسی میں وہ امر (موت) مخفی ہو۔ مگر پروردگار عالم نے انکار کیا اسے پوشیدہ ہی رکھا ہیہات وہ ایک علم مخزون ہے (خزانہ الٰہی میں پوشیدہ ہے۔ اور سوائے اسکے کوئی اسپر مطلع نہیں ہو سکتا مگر ہاں میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی شئے کو اس پروردگار یکتا کا شریک بنانا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنت کو ضائع نہ کرنا۔ ان دونوں عمودونکو قائم رکھنا۔ ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہنا۔ مذمت اور عیب سے تم دور رہیں جبتک تم ان دونوں چراغوں سے نہ بھاگو۔ اور یہ دونوں ہر ایک شخص پر اسکی طاقت و وسعت کے موافق بار کئے گئے ہیں اور مردمان بے عقل (دیوانوں نابالغ لڑکوں) کے لئے تخفیف مدنظر رکھی گئی ہے۔ کیونکہ تمھارا پروردگار رحیم تمھارا دین مستقیم اور تمہارا امام علیم و دانا ہے (معارف و احکام میں کسی شخص پر سختی نہیں کی بلکہ ہر ایک کو بقدر وسعت و طاقت تکلیف دیگئی ہے) میں کل تو زمانہ پیغمبر میں تمہارا مصاحب تھا۔ آج تمہارے امتحان کا سبب ہوں (میں امام برحق ہوں تم میری اطاعت و غیر اطاعت میں آزمائے جارہے ہو) اور کل جو میری موت کا روز ہے میں تم سے مفارقت کر جاؤنگا۔ پس خداوند عالم

شخص کو نہ پہچانو جس نے اسے الگ ڈال رکھا ہے۔ تم ان باتوںکو انہیں لوگوں سے دریافت کرو جو کتاب اللہ کے اہل ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ علم کی زندگی ہیں (احیائے علوم انہیں کے دم سے ہے) اور جہل کے لئے موت۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو تمہیں ان امورات کی خبر دیتے ہیں وہ اپنے علم کی بنا پر احکام الٰہی نافذ کرتے ہیں۔ انکا جھوٹی باتوں سے خموش رہنا انکے ادراک کی بنا پر ہے۔ انکا ظاہری تقویٰ و زہد اعتقاد باطنی سے وابستہ ہے۔ یہ ایسے لوگ دین کے مخالف نہیں ہوتے نہ اسمیں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ (دین) انکے درمیان ایک سچا شاہد اور خموشی کے ساتھ بولنے والا ہے ؛

بصرے والوں کے ذکر میں بیان فرماتے ہیں۔ اُن دونوں (طلحہ و زبیر) میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے امارت کی امید رکھتا ہے۔ اور اپنے مصاحب سے علحدہ ہو کر اسے اپنی ہی طرف معطوف کرنا چاہتا ہے۔ افسوس یہ دونو شخص حبل المتین سے متوسل نہیں ہوتے نہ کسی سبب سے اپنے آپکو خدا کی طرف کھینچتے ہیں۔ انمیں سے ہر ایک متنفس اپنے مصاحب کیلئے حسد کا اُٹھانیوالا ہے اور عنقریب انمیں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے لئے حسد کے پردوں کو اُٹھائیگا۔ انکا حسد کھلم کھلا ظاہر ہو جائیگا۔ قسم خدا کی اگر یہ اس چیز (امارت) تک پہنچ جائیں جسکا ارادہ کر رہے ہیں۔ تو بیشک انمیں سے ہر ایک دوسرے کی جان لے لے اور ایک دوسرے کو قتل کر ڈالے ؛ باغی گروہ کھڑا ہو چکا ہے۔ اب کہاں ہیں امور خیر کے عامل۔ کدھر ہیں امر بالمعروف کا حکم کرنیوالے۔ آئین شریعت کی راہیں انکے سامنے رکھدی گئی ہیں۔ زبان پیغمبر سے انہیں پہلے ہی خبر مل چکی ہے (کہ یا علی انک ستقاتل الناکثین و القاسطین و المارقین) اے علی عنقریب تو بیعت توڑنے والوں ظلم کرنیوالوں۔ اور خلیفہ برحق کے مجادلہ کو حلال سمجھنے والوں کے ساتھ مقاتلہ کریگا) یاد رکھو ہر ایک ضلالت کے لئے علت ہوتی ہے (مگر انکی ضلالت کی علت حسد کے سوا اور کچھ نہیں) ہر ایک عہد توڑنیوالے کے واسطے ایک شبہہ ہوتا ہے

علیحدہ ہوجائینگے۔ گویا وہ خود کتاب اللہ کے امام ہیں اور یہ کتاب انکی پیشوا نہیں انکے پاس کتاب خدا کا نام ہی نام باقی رہیگا۔ فقط اس کے خط اور حرکات کو ہی پہچانیں گے۔ بندگان صالحین کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائینگے۔ انکی سخنان راست کو کذب علی اللہ سے منسوب کرینگے انکو نیکیوں پر بدکاریوں کا عذاب دیا جائیگا ۞

ایہا الناس۔ بیشک تم سے پہلے جو شخص تھے وہ اپنی طول طویل تمناؤں اور موت کو دور سمجھنے کے سبب سے ہلاک ہوتے ہیں۔ انپر وہ موت نازل ہوگئی جسکا وعدہ کیا گیا تھا اور جسکے سامنے کوئی عذر پیش نہیں جا سکتا۔ نہ وہ کسی کی توبہ کو قبول کرتی ہے۔ اور توڑ دینے والی مصیبتیں اور شدید سے شدید عقوبتیں اس کے ہمرکاب ہوتی ہیں ۞

ایہا الناس! جس نے خدا سے نصیحت کو طلب کر کے اسے قبول کر لیا۔ توفیقات الٰہی اس کے شامل حال ہیں۔ اور جس شخص نے اقوال خدا کو اپنا رہنما بنایا وہ خاص طریقہ مقربین پر روانہ کر دیا جائیگا۔ اور بیشک اسکا ہمسایہ (اسکی عبادت سے نزدیک ہونیوالا اس کے خوف عذاب سے) امان اور پناہ میں ہے۔ اور دشمن خدا ہمیشہ خائف اور ترسان۔ جس شخص نے خدا کی عظمت و جلالت کو پہچان لیا پھر اپنے آپ کو عظیم الشان سمجھنا اسے زیبا نہیں ہے کیونکہ جو لوگ اسکی بزرگیوں کو جان چکے ہیں۔ انکی رفعت بھی ہے کہ اس کے سامنے جھک جائیں۔ اور جن لوگوں نے اسکی قدرت کا علم حاصل کر لیا ہے۔ انکے لئے بھی امر موجب سلامتی ہے۔ کہ اسکے مطیع و منقاد ہوجائیں۔ اب تم امام برحق سے اسطرح نفرت نہ کرو۔ جیسے ایک تندرست شخص خارش کے بیمار سے اور ایک صحیح البدن انسان امراض ساریہ کے مریض سے وحشت اور تنفر کیا کرتا ہے۔ خوب جان لو! تم کبھی رشد اور ہدایت کو نہ پہچانوگے جبتک اس شخص کو نہ جان لو جس نے رشادت اور ہدایت کو ترک کر کے گمراہی اختیار کی ہے۔ تم ہرگز عہد و پیمان کتاب خدا کو اخذ نہ کر سکو گے جب تک کتاب خدا سے بدعہدی کرنیوالے نفس کی معرفت حاصل نہ کرو۔ تم کبھی اس کتاب سے تمسک نہ ہو سکو گے جبتک اس

اُس مرسل برحق کو قرآن عنایت فرمایا جس نے اس کے اعجاز ظاہر کیے۔ اسکی حقیقت کو محکم اور استوار کر دیا تاکہ جاہل بندے اپنے پروردگار کو پہچانیں منکرین وجود باری اور دہریے اس کے وجود کا اقرار کریں اور اعتقاد نہ رکھنے والوں کے دلوں میں اسکی ہستی کے نقش قائم ہوجائیں۔ وہ خدا جو ہر ایک عیب و نقص سے مبرّا و منزّہ ہے اپنی کتاب کے ذریعے سے اپنے بندوں پر ظاہر و آشکار ہوا۔ بغیر اس بات کے کہ اس کو (ان ظاہری آنکھوں سے) دیکھ سکیں۔ ہاں اس قرآن کے ذریعے سے بھی تجلّی دکھا کر اپنی قدرتیں دکھادیں۔ اپنی سطوتوں سے ڈرادیا۔ اور بتادیا کہ ان لوگوں کے آثار کسطرح محو کیے ہیں جو اپنے ظلم و ستم سے لوگوں کو مٹا رہے تھے۔ اور کسطرح ان لوگوں کو قتل کیا ہے جو دوسروں کو نہایت ہی سختی اور عذاب کے ساتھ قتل کر رہے تھے ۞

ایہا الناس! عنقریب میرے بعد ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جسمیں کوئی شے حق سے زیادہ پوشیدہ۔ باطل سے زیادہ ظاہر اور خدا و رسول پر افترا کرنے سے زیادہ اور کثیر نہ ہوگی۔ اس زمانہ والوں کے نزدیک کتاب خدا کی کما حقہ تلاوت سے بیشتر کسی جنس کی کساد بازاری نہ ہوگی۔ اور تحریف مواضع قرآن سے زیادہ کسی شے کا رواج نہ ہوگا۔ انکے شہروں میں امر معروف (حکم خدا) سے بڑھکر کوئی چیز قبیح نہ ہوگی۔ اور نہ امور منکرہ (محرمات الٰہی) سے زیادہ کوئی امر معروف (عمدہ) سمجھا جائیگا۔ کتاب خدا کے اُٹھانے والے اسے پھینکدینگے اس پر عمل نہ کرینگے۔ حفّاظ اور تلاوت کرنیوالے اسکے احکام کو بھلادینگے۔ اس زمانہ میں یہ کتاب اور اس کے اہل (علما) دونوں کے دونو لوگوں سے دور ہونگے شہر بدر کردئے جائینگے اور دونو ایک ہی رستے میں ایک دوسرے کے ہم سفر اور مصاحب ہونگے۔ کوئی پناہ دینے والا انہیں پناہ نہ دیگا۔ یہ دونو دوست اس زمانہ میں لوگوں کے درمیان موجود ہونگے۔ انکے ساتھ ہونگے مگر دونو حالتوں میں نہونیکے برابر۔ اس لئے کہ ضلالت اور گمراہی کبھی ہدایت سے موافقت نہیں کرتی گو (اتفاق زمانہ سے) دونو ایک جگہ جمع ہوجائیں ۞

اس زمانہ میں لوگ کتاب خدا اور اس کے اہل (علما) سے مفارقت اختیار کرینگے۔ گروہ اسلام سے

غلبۂ اسلام کے بارے میں فرمایا۔ بیشک وہ اپنے وعدوں کا وفا کرنیوالا ہے۔ وہ اپنی سپاہ کا مددگار ہے
دین اسلام کے بزرگ اور صاحب اختیار کا مرتبہ رشتہ مروارید کی مانند ہے جو موتی کے دانوں
کو ایک جگہ جمع کر کے باہم پیوست کر دیتا ہے۔ اگر یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے متفرق ہو کر
کہیں کہیں بکھر جائیں گے پھر اجتماع کامل نصیب ہو گا۔ آج کے روز اہل عرب اگرچہ قلیل ہیں
لیکن اسلام کی شوکت انہیں کثیر ظاہر کر رہی ہے۔ یہ اپنے اجتماع کی وجہ سے یقیناً دشمن پر غالب
ہونگے۔ اب تو انکے لئے قطب آسیا بن جا اور آسیائے جنگ کو گروہ عرب کے ساتھ گردش دے
اور اپنے سوا کسی دوسرے شخص کے ماتحت بنا کر انہیں لڑائی کی آنچ سے گرم کر۔ کیونکہ اگر تو مدینہ سے
باہر چلا گیا۔ تو عرب کے تمام قبیلے اطراف اکناف سے ٹوٹ پڑیں گے۔ اسوقت پیچھے رہ جانے
والی عورات سپاہ کی حفاظت تجھپر اس شئے سے مقدم ہو جائیگی جو تیرے سامنے (جنگ فارس)
موجود ہے۔ اور دوم یہ امر ہے کہ جب ایرانی کل کو تجھے دیکھینگے تو آپس میں یہی کہیں گے کہ بس
یہی ان عربوں کا سردار ہے اگر تم نے اسے کاٹ چھانٹ دیا تو پھر راحت ہی راحت ہے بیشک
یہ اقوال تیری لڑائی پر انہیں حریص کر دینگے۔ وہ تیری گرفتاری کی حد سے بڑھی ہوئی طمع کرینگے
اور یہ جو تو نے بیان کیا کہ ایرانی فوج مسلمانوں پر چڑھائی کر رہی ہے۔ تو پروردگار عالم ان کی
اس حرکت کو تجھ سے بھی زیادہ مکروہ سمجھتا ہے۔ اور بیشک وہ جس امر سے کراہت رکھتا ہے اسکے
تغییر پر پورا پورا قادر ہے۔ رہا تیرا یہ قول کہ حملہ ور قوم کا شمار بہت بڑھا ہوا ہے انکی تعداد
بے اندازہ ہے۔ تو یوں خیال کر کہ ہم گروہ صحابہ نے عہد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ میں کبھی دشمن
کے ساتھ کثیر التعداد سپاہی لیکر جنگ نہیں کی بلکہ ہمیشہ خداوند عالم کی اعانت اور اُسی کی
نصرت کے بھروسے پر کفار سے قتل و قتال کرتے رہے ہیں ❊

خداوند عالم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو نہایت راستی کے ساتھ اس لئے مبعوث فرمایا کہ اپنے بندوں کو
بتوں کی پرستش سے اپنی عبادت اور شیطان کی پیروی سے اپنی اطاعت کی طرف نکال لے جائے

ایہا الناس تم اس دنیا میں وہ نشانہ ہو جس پر موت تیر اندازی کر رہی ہے۔ اس کے ہر ایک گھونٹ میں کدورت ہے۔ اس کے ہر لقمہ میں پھندہ ہے۔ آخری فراق کے سوا تم اسکی کسی نعمت کو نہیں پہنچ سکتے۔ تم میں سے کوئی معمر شخص کسی دن اپنی عمر کا حصہ اس کی تعمیر و لہو میں صرف نہیں کرے گا مگر آخر کار ضرور موت اسے منہدم کر دیگی۔ اس کے ماکولات میں سے کوئی شے اس کے لئے تازہ نہ ہوگی۔ البتہ وہ رزق جو اس سے پہلے موجود تھا ضرور آخر ہو جائیگا۔ اس کا کوئی اثر (اولاد) زندہ نہ ہوگا مگر ہاں مر ضرور جائیگا۔ کوئی تازہ مال اس کے لئے پیدا نہ ہوگا۔ بلکہ مال نو کہنہ ہو جائیگا۔ وہ گھاس جو اسنے اکٹھی کر رکھی ہے۔ تلف ہو جائیگی اور تازہ گھاس اس کے لئے نہ اُگے گی۔ ہمارے اصول (آباؤ اجداد) گذر گئے۔ ہم انکی فرع (اولاد) موجود ہیں تو کیا اصل کے زائل ہو جانے پر فرع باقی رہ سکتی ہے؟ **پھر فرماتے ہیں**۔ جبتک طریقہ پیغمبر کو ترک نہیں کیا گیا کوئی بدعت دین میں پیدا نہیں ہوئی۔ تم ان بدعتوں سے پرہیز کرو شریعت کے وسیع و فراخ رستے کو اپنے لئے لازم سمجھ لو۔ کیونکہ وہ امور جو خدا اور رسول کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں نہایت ہی افضل ہیں اور (بندگانِ ہوا و ہوس کی) اختراعات اور بدعتیں جتنی بھی ہیں سب کی سب شرارت آمیز ہیں ؎

جب خلیفہ ثانی نے عجمی سپاہ کے مقابلے میں بنفس خود جانا چاہا اور اس امر میں حضرت سے مشورہ لیا۔ تو آپنے فرمایا "دین اسلام کا غالب آنا اور مغلوب ہو جانا کچھ سپاہ کی کثرت و قلت پر منحصر نہیں۔ یہ اسلام اس خدا کا دین ہے۔ جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا ہے۔ اور سپاہ اسلام اُس خدا کی فوج ہے جس نے اس کی ہر جگہ مدد اور اعانت کی اسے ایک بلند مرتبہ پر پہنچا دیا۔ انکا آفتاب وہاں طالع ہو گیا جہاں ہونا لازم تھا۔ ہم لوگ اس عدہ خداوندی پر کامل یقین کے ساتھ ثابت ہیں جو اسنے

بصیرت طلب کرنے والونکی نابینائی کو اُٹھالیا گیا ہے - بالتحقیق کہ امام (پیشوائے خلق او عیبائے رسول) قبلیہ قریش سے ہونگے - جو اس سلسلہ میں ہاشم کے نونہال ہیں امامت سوائے بنی ہاشم کے اور کسی کے واسطے زیبا نہیں - اور نہ اغیار بنی ہاشم ولاۃ وخلفائے رسول ہونیکی صلاحیت رکھتے ہیں - بعض جگہ اسی **خطبہ میں** ہے لوگوں نے دنیا کو اختیار کرلیا - آخرت کو چھوڑ دیا - شراب صافی کو ترک کیا - دُرد آشام بن گئے گویا میں ان کے امام فاسق کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ محرمات الٰہی کا مصاحب ہے - امور حرام سے الفت اور محبت کر رہا ہے - حرام ہی سے موافقت کرتا ہے حتیٰ کہ ارتکاب محرمات کرتے کرتے اس کے سر کے بال سفید ہوگئے ہیں - اس کی خلقت حرام ہی سے رنگی ہوتی ہے اور پھر ان ناموں کی طرف نہایت غیظ و غضب کی حالت میں رخ کر رہا ہے - کف اس کے منہ سے جاری ہیں اسکی حالت بالکل اس دریائے مواج کی مانند ہے جسے کسی چیز کے غرق ہوجانے کی پروانہ ہو - یا خشک گھاس میں بھڑکنے والی آگ سے مشابہ ہے جسے اُس چیز کا ذرا بھی درد نہیں ہوتا جسے جلا دیتی ہے -

کہاں ہیں وہ عقلیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشن ہیں - کدھر ہیں وہ آنکھیں جو پرہیزگاری کی علامتوں کو دیکھنے والی ہیں - کسطرف ہیں وہ قلب جو خدا کے لئے ہبہ ہوگئے ہیں - جنکا عزم اطاعت الٰہی کے لئے کمربستہ ہے - وہ دیکھیں کہ یہ دنیا والے کسطرح دنیا پر ہجوم کئے ہوتے ہیں - اور اموال دُنیا پر کسطرح ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں اُن لوگوں کے لئے بہشت اور دوزخ کی بیرقیں بلند کردی گئی ہیں مگر یہ (بدنصیب) جنت سے منہ پھرائے ہوتے اپنی بدکرداریوں کے ساتھ ساتھ جہنم کی طرف رخ کررہے ہیں انکے پروردگار نے انہیں بلایا - یہ اس سے پشت پھرا کر بھاگے اور جب شیطان نے انہیں دعوت دی تو اسے قبول کر کے اسی کی طرف منہ کرلیا -!

کو ہم پر پھیلا دے - اپنی برکت اپنی رحمت اپنے رزق کو ہم پر نازل کر دے - ہم پر وہ بارش برسا جو نافع ہو سیراب کنندہ ہو روئیدگیوں کو اگانے والی ہو - اور تو اس بارش کے سبب سے اس چیز کو اگا دے جو فوت ہو گئی ہے - اس شے کو زندہ کر دے جو اب بالکل مردہ ہے - ہم تجھ سے ایسی منفعت آمیز بارش کی طلب کرتے ہیں - جس سے کثیر التعداد میوے پیدا ہوں تو اس کے سبب سے ہماری ہموار زمینوں کو سیراب کر دے - ہماری پست زمینوں میں سیلاب جاری ہوں - درختوں میں پتیاں نکل آئیں - نرخ ارزاں ہو جائے کیونکہ تو اپنی مشیت پر قادر و توانا ہے +

اس نے رسولوں کو اپنی وحی کے ساتھ مخصوص کر کے مبعوث فرمایا - انہیں اپنی مخلوقات کے لئے حجت مقرر کیا - اور کوئی عذر ان کے لئے باقی نہ رکھا تا کہ انکی (مخلوق کی) حجت اسپر لازم و واجب ہو جاتے - پس ان رسولوں نے خلقت کو نہایت راست گفتاری کے ساتھ راہ راست کی طرف دعوت کی - خبردار ہو کہ خداوند عالم نے اپنے رسول بھیجکر جیسا کہ حق ہوتا ہے خلقت کے احوال کو آشکارا کر دیا نہ اس لئے کہ وہ انکے اسرار محفوظ سے جاہل تھا جنہیں یہ چھپاتے ہوتے تھے - اور انکی پوشیدہ ضمیر و سِرّ سے ناواقف تھا - بلکہ اس لئے کہ انکا امتحان لے انہیں آزمائے کہ کون اعمال صالحہ میں مصروف ہوتا ہے - تاکہ ثواب جزائے اعمال ہو اور عقاب بدکرداریوں کے مساوی ہو جائے +

کہاں ہیں وہ لوگ جو ہمارے بغیر راسخون فی العلم ہونیکے مدعی ہیں - یہ ہم پر جھوٹ بولتے ہیں ہم پر ظلم کرتے ہیں اس لئے کہ پروردگار عالم نے ہمیں (رتبہ امامت کے ساتھ) رفیع المنزلت بنا دیا ہے اور انہیں (اس رتبہ سے) گرا دیا ہے - ہمیں یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں محروم کیا ہے - ہمیں اپنی رحمت میں داخل کیا ہے - اور انہیں خارج کر دیا ہے ہماری رہنمائی سے ہدایت کے طلبگاروں کو ہدایت عطا کی گئی ہے - اور ہمارے سبب سے

لیتا ہے۔ خیرات کے خزانوں کا سدّ باب کر دیتا ہے۔ تاکہ توبہ کرنیوالا اب بھی توبہ کر
ترک گناہ کا ارادہ کرنیوالا اب بھی گناہ ترک کرے۔ یاد کرنیوالا اب بھی یاد کرلے
اب بھی وہ شخص اپنے آپکو گناہوں سے روکے جو روکنے کے لئے مستعد ہوا ہے۔ اور حقیقۃً
پروردگار نے استغفار کو فراوانیٔ رزق کا سبب اور خلقت کے لئے رحمت کا وسیلہ بنایا ہے
جیسا کہ فرماتا ہے استغفروا ربکم انہ کان غفارا ویرسل السماء علیکم مدرارا الخ تم اپنے
پروردگار سے طلب مغفرت کرو۔ کیونکہ وہ غفار ہے بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے
تم پر بارش برساتا ہے الخ پس رحمت خدا ہے اس شخص پر جس نے اپنی توبہ و پشیمانی کی طرف
رخ کیا اپنے گناہوں سے معافی طلب کی اور اپنی مدت کے لئے جلد جلد مستعد ہو گیا۔
بار الٰہا! ہم چوپاؤں اور اطفال کی فریاد و زاری سننے کے بعد اپنے جھتوں اور اپنے
گھروں سے تیری رحمت کی طرف نکل آتے ہیں۔ تیری رحمت کی ہی رغبت کرنے والے
ہیں۔ تیرے انعام و افضال کے اُمیدوار ہیں۔ تیرے عذاب اور تیری عقوبت سے
خائف ہیں۔ بار الٰہا! اپنی بارشیں ہم پر برسا دے۔ ہمیں نا امید نہ کر۔ ہمیں قحط اور
گرانی سے ہلاک نہ کر۔ اور اے ارحم الراحمین تو ان اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر
جو ہمارے نادانوں سے وقوع میں آتے ہیں۔ پروردگارا! ہم تیری طرف نکلے
ہیں۔ اور وہ شکایت پیش کرتے ہیں جو تجھ سے مخفی نہیں اور ہم ایسی حالت میں نکلے
ہیں جبکہ تنگیوں اور دشواریوں نے ہمیں مضطر کر دیا ہے۔ تنگی لانیوالی قحط سالیاں
ہم پر آ چکی ہیں۔ مشکل حاجتوں نے ہمیں سست اور ضعیف کر دیا ہے۔ سخت سے
سخت بلائیں ہم سے پیوست ہو گئی ہیں۔ خداوندا! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں
نا اُمید ہو جانے والوں کی حالت میں اپنے مکانات کی طرف نہ بھیج۔ ہمیں اندوہ ناک
صورتوں کے ساتھ واپس نہ فرما ہمیں ہمارے گناہوں کے سبب سے جواب نہ دے
اور ہمارے اعمال بد کی مقدار کے موافق ہم سے مواخذہ نہ فرما۔ بار خدایا! اپنی بارش

نیکیوں کا انکے غیر مستحق مقام میں رکھنے والا - نا اہلوں کو سونپنے والا جو کچھ یہ فعل کر رہا ہے - ان افعال میں سوائے ازیں اس کے لئے اور کوئی حصہ نہیں کہ مردمان لئیم اسکی تعریف کریں - شریر لوگ اسکی صفت وثنا میں مشغول ہوں - جہال اسکی مدح کیا کریں - مگر سیوقت تک جبتک کہ یہ ان پر احسان کر رہا ہے - افسوس! یہ اپنے ہاتھ سے کیا بخشش کر رہا ہے - ذات خدا کی طرف سے تو بخل اختیار کئے ہوئے ہے (مستحقین کے ساتھ احسان نہیں کرتا پھر اسکی بخشش کس کام کی) جس شخص کو پروردگار عالم مال عطا کرے اسے یہی چاہئے کہ قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحم بجا لائے - اس نیک مال سے برادر مومن کی ضیافت کرے - اسیروں کو اور دستگیر ونکو فدیہ دیکر چھڑائے - اس مال ہی سے محتاجوں اور قرضداروں کو عطا کرے اور جزائے نیک حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو ان حقوق اور ضرر حوادث روزگار پر صابر رکھنے کی کوشش کرے - کیونکہ ان خصائل حمیدہ پر فائز ہو جانا شرف بزرگی ہائے دنیا اور حصول نیکوئی ہائے آخرت کا سبب ہے *

بارش کی طلب میں حضرت نے ارشاد فرمایا ہے - آگاہ رہو - یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے - یہ آسمان جو تم پر سایہ کئے ہوئے ہے یہ دونوں کے دونو تمہارے پروردگار کے مطیع اور فرمانبردار ہیں - ان دونوں نے کبھی ایسی صبح نہیں کی ہے جسمیں تمہارے ساتھ دلسوزی کر کے اپنی منفعتیں اور برکتیں تمھیں عطا نہ کی ہوں - یہ بخشش و عطا نہ تو اس لئے ہے کہ یہ تمھارا تقرب تلاش کرتے ہوں نہ کوئی ایسا نفع ہے جس کی یہ تم سے امید رکھتے ہوں - بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ان دونو کو تمہاری نفع رسانی کا مامور کیا گیا ہے - انہوں نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی ہے - یہ تمہارے مصالح کی حدود پر کھڑے کر دئے گئے ہیں سو کھڑے ہیں - اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ بدکاریوں کے وقت خداوند عالم بندونکو میوہ جات کی قلت میں مبتلا کرتا ہے - باران رحمت کو روک

لیکے اُس گناہ کو ڈھانک لیا جو اسکے بھائی کے عیب سے بھی بہت بڑا تھا۔ اور ایسا شخص کیونکر کسی گناہ پر کسی کی مذمت کر سکتا ہے کہ جبکے مثل کا وہ خود مرتکب ہو رہا ہے اور اگر وہ بعینہ اس کا مرتکب نہیں ہوا ہے تو پھر اس گناہ کے علاوہ کوئی اور خدا کی نافرمانی کی ہے۔ جو اس گناہ سے بھی سخت تر ہے۔ قسم خدا کی اگر کبیرہ میں خدا کی نافرمانی نہیں کی اور فقط صغیرہ میں کی ہے۔ تو ہر آئینہ لوگوں کی عیب جوئی پر جرأت کرنی اس گناہ سے بزرگتر ہے ؛

اے بندۂ خدا کسی گناہ کے سبب سے کسی کی عیب جوئی نہ کر شاید وہ بخشدیا گیا ہو۔ تو اپنے نفس سے صغیرہ پر بھی بے خوف نہ رہ کیا عجب ہے کہ اسی کے سبب سے معذب کر دیا جاتے اب بہتر یہی ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی کے عیب پر مطلع ہو تو اپنے عیوب پر نظر کر کے اسکی عیب جوئی سے باز رہے۔ وہ نعمت سلامتی از گناہ کا شکر بہ ادا کرے یہ شکریہ اسے ان گناہوں سے روکیگا جن میں اس کا غیر مبتلا ہے ؛

ایہا الناس! جس شخص نے اپنے اعتقادات مستحکمہ فی الدین اور درستی راہ کو شناخت کرلیا تو اسے لازم ہے کہ پھر اس کے بارے میں لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ خبردار ہو کہ تیر انداز تیر چلاتا ہے تو کبھی اس کے تیر خطا بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن تیر کلام جو تو نے دوسرے کی طرف پھینکا وہ اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ چاہے وہ کلام حق ہو یا باطل۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کلام باطل اپنے کہنے والے کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور خدا سننے والا اور حاضر و ناظر ہے۔ خبردار ہو جا کہ حق و باطل کے درمیان فقط چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔ حضرت سے اس کلام کے معنی پوچھے گئے تو آپنے اپنی چار انگلیوں کو کانوں اور آنکھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا۔ باطل تو یہ ہے کہ تو کہے کہ میں نے ایسا سنا اور حق یہ ہے کہ تیرا قول ہو کہ میں نے یہ امر بچشم خود دیکھا ؛

خدا کی ہر آتینہ وہ تمہیں اطراف زمین مین منتشر کردیگا - حتیٰ کہ تھوڑے سے آدمیوں کے سوا تم میں سے کوئی باقی نہ رہیگا اور اُنکی مقدار بھی ایسی ہوگی جیسے آنکھ میں سرمہ اور یہ حالت برابر رہیگی حتیٰ کہ طائفہ عرب کی طرف اس سے دور ہو جانیوالے بُردبار لوگ واپس آجائیں پس تم سُنن قائمہ آثار بیّنہ کو اپنی ذات سے لازم سمجھ لو اور اس عہد و پیمان قریب کے ملازم ہو جاؤ - کہ اہل بیت نبوت سے باقی رہنے والا امام جسپر قائم ہے خوب جان لو کہ شیطان نے اپنی راہیں تمہارے لیے اسی واسطے آسان کر رکھی ہین کہ تم اس کے تابع اور مطیع ہو جاؤ (اسے اپنا پیشوا تسلیم کر لو) *

مجلس شوریٰ میں آپنے ارشاد فرمایا "مجھ سے پہلے کسی شخص نے حق کی طرف بلانے صلہ رحم بجالانے اور بخشش و احسان کرنے میں سرعت سے کام نہیں لیا ہے - تم میرے قول کو سنو - میرے کلام کو حفظ کرو - کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کے دن کے بعد تم اس امر خلافت کو ایسی حالت میں دیکھو - کہ اسمیں تلواریں کھینچی جائیں - عہد شکنیاں ظہور میں آئیں - حتیٰ کہ تم میں سے بعض لوگ اہل ضلالت و گمراہی کے امام اور اہل جہالت و نادانی کے پیرو ہو جائین *

لوگوں کے عیب بیان کرنیکی ممانعت میں ارشاد فرماتے ہیں "گناہوں سے بچنے والے اور وہ لوگ جن پر سلامتی از گناہ کا احسان کیا گیا ہے انکے لیے یہی سزاوار ہے کہ صاحبان گناہ و معصیت پر رحم کرین - اور بیشک عصمت کا شکریہ اُنپر غالب ہوتا ہے اور اُنہیں دوسرے کے عیب بیان کرنے سے منع کرتا ہے - پھر وہ عیب دار شخص جس نے بھائی نے کوئی عیب کیا ہے وہ کیونکہ اس امر کا سزاوار نہیں ہے اور وہ کیونکر ایسے عیوب میں مبتلا ہونے پر سرزنش کر سکتا ہے - کیا وہ خداوند عالم کی پردہ پوشی کو یاد نہیں کرتا - کہ

نہ کیا اور دنیا و آخرت کی سلامتی کو اپنے نفس سے دور کر دیا ۞

اس خطبہ میں آئندہ پیش آنیوالے عظیم حوادثات کیطرف ارشاد فرمایا ہے۔ جس زمانہ میں کہ لوگ ہدایتوں کو اپنی خواہشات کی طرف مائل کریں گے۔ قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویلیں کریں گے تو امام زمانہ انکی خواہشوں کو ہدایت کی طرف اور انکی رائے کو قرآن کی سمت معطوف کریگا۔ **اسی خطبہ میں فرماتے ہیں** حتیٰ کہ جنگ تم کو اپنی شدتوں پر کھڑا کر دیگی۔ اسکی کچلیاں ظاہر ہو رہی ہونگی (وہ تمہیں کھا جانیکے لئے تیار ہو گی) اسکی چھاتیاں ہلاکت کے دودھ سے بھری ہوئی ہونگی۔ اس کا یہ دودھ پلانا (مال غنیمت کی امید دلانا) ظاہر میں شیریں معلوم ہو گا۔ مگر انجام کا اسکا تلخ ہو گا (قتل کر دتے جاؤ گے) خبردار ہو کہ وہ لڑائی کل ہی ہے اور عنقریب زمانہ تمہارے سامنے ایک ایسی چیز پیش کریگا جسے تم پہچان نہ سکو گے۔ امام عادل گروہ عمال کو ان کے اعمال بد میں ماخوذ کریگا اس امام عادل کے لئے زمین اپنے جگر کے سفید و سرخ ٹکڑوں کو ظاہر کریگی (سونے اور چاندی کی کانیں برآمد ہونگی) اور اپنے خزانوں کی کنجیاں اسے سپرد کر دیگی وہ امام عادل تمہیں دکھا دیگا کہ طریقہ پیغمبر کی عدالت کیسی ہے۔ اور وہ امام قرآن اور سنت پیغمبر کو زندہ کریگا **پھر فرمایا**۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ شام میں ایک شخص اپنے گلے کو جمع کرنے کے لئے چرواہے کی طرح آواز دے رہا ہے۔ اور اپنے علموں کے ساتھ نواحی کوفہ میں قیام پذیر ہوا چاہتا ہے اور وہ کوفہ کی طرف اس طرح رخ کر رہا ہے جیسے زہریلے پشہ ہجوم کیا کرتے ہیں وہ زمین پر سر ہائے کشتہ گان کا فرش کر رہا ہے بالتحقیق کہ اس کا گوشہ دہن لقمہ اموال سے پر ہو گا۔ وہ زمین میں نہایت سختی کے ساتھ سیر کریگا۔ اس کے ماتحت ایک دیر تک جولانیاں دکھانے والی اور بڑی بڑی حملہ آور فوج ہو گی۔ قسم

خونِ عثمان ہوتے ہیں۔ تو پھر تو خون بہا انہیں سے طلب کیا جائیگا۔ اور بے شک انکی پہلی عدالت یہی ہے کہ اپنے نفسوں کے ضرر پر حکم لگائیں۔ لاریب میری بصیرت میرے ساتھ ہے۔ میں نے کسی امر کو مشتبہ نہیں کیا۔ اور نہ مجھ پر کوئی امر مشتبہ کیا گیا ہے۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ گروہ باغی ہے۔ اس میں فتنہ وفساد کی بدبودار کالی مٹی بھری ہوئی ہے۔ عداوت وکینہ کے عقرب کا زہر لبریز ہے۔ اور شبہ اور جہالت کے منظلمے اس گروہ سے ملے ہوتے ہیں۔ بیشک شبہ خون عثمان صریح البطلان ہے۔ باطل بیخ وبنیاد سے زائل ہے اور اسکے برانگیختہ کرنیوالی زبان قطع کی جا چکی ہے قسم خدا کی میں لشکر کے سیلاب سے جنگاہ کے حوض لبریز کردونگا۔ اور میں ہی اسکا پانی کھینچنے والا ہونگا جو اسپر وارد ہوکر سیراب ہونگے پھر وہاں سے پلٹ نہ سکینگے۔ اور اس حوض پر وارد ہونے کے بعد ٹھنڈے اور شیریں چشموں کا پانی نہ پی سکیں گے۔ **پھر فرمایا ہے۔** تم نے میری طرف رخ کیا جیسے کہ آہوان وشتران بچہ دار اپنے بچوں کی طرف رخ کرتے ہیں اور کہنے لگے ہم بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ ہم بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ میں نے اپنے ہاتھ کو کھینچ لیا مگر تم نے انہیں بیعت کے لیے پھیلا دیا۔ میں نے تمہاری بیعت سے دستکشی کی مگر تم نے بسرعت میرے ہاتھ کو کھینچ لیا۔ بارالہا! ان دونو شخصوں (طلحہ وزبیر نے مجھ سے قطع تعلق کر کے مجھ پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ ان دونو نے میری بیعت کو توڑ ڈالا لوگوں کو مجھ سے جنگ کرنیکے لئے ترغیب دی۔ تو ان کے عقدوں کو کھولدے (جو انہوں نے مجھ سے لڑائی کے لئے باندھے ہیں) اور انکے لئے اس شے کو محکم واستوار نہ کر جس کے سبب سے یہ میرے مقابلے میں نہایت عجلت سے کام لے رہے ہیں اور انہیں اس شے میں برائی دکھادے جسکی آرزو کر رہے ہیں اور جسپر انکا عملدرآمد ہے۔ میں نے قبل از جنگ انسے ثبات بیعت کو طلب کیا (چاہا کہ اپنی بیعت پر ثابت وقائم رہیں) میں نے قبل از محاربہ انکے ساتھ آہستگی اور درنگ سے کام لیا مگر انہوں نے نعمت اطاعت خدا اور رسول کا شکریہ ادا

میں اس کے لئے کافی ہوں۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا "او مغیرہ تو ایک ملعون اور دُم بریدہ کا خلف ناخلف ہے اور ایک ایسے خاندان سے ہے جسکی نہ اصل ہے نہ فرع پھر تو مجھے کفایت کر سکیگا۔ قسم خدا کی جسکا تو یاور و مددگار ہو خداوند عالم کبھی اسے غالب کریگا۔ اور وہ شخص کبھی اُٹھکر کھڑا نہ ہوگا جس کا تو اٹھانیوالا ہو۔ جا ہماری مجلس سے دور ہو یہاں سے جا۔ کل خدا تجھسے تیرے مقصود کو دور کرے۔ جہانتک تجھ سے ہوسکے میری دشمنی میں کوشش اور سعی کرلے۔ خدا تجھ پر عقوبتوں کو باقی نہ رکھے اگر تو اپنی جد و جہد کو میری دشمنی کے لئے باقی چھوڑے ۞

تم نے بے سمجھے بوجھے میری بیعت نہیں کی (جیسا کہ خلافت اول میں ہوئی تھی) اور میرا اور تمہارا معاملہ واحد نہیں ہے۔ کیونکہ میں تو محض خدا کے لئے تمہاری اعانت کا ارادہ کرتا ہوں اور تم اپنے نفسوں کے منافع کے واسطے میری مدد کا ارادہ کرتے ہو ایہا الناس اپنے نفسوں پر میری اعانت کرو۔ مجھے اپنے نفسوں پر مقدم سمجھو۔ قسم خدا کی میں مظلوم کے لئے عادلانہ رفتار اختیار کرتا ہوں۔ میں ظالم کو ناک سے کھینچکر اُنکا راہِ حق کی طرف وارد کرونگا۔ اگرچہ وہ اس امر سے کراہت کرے ۞

طلحہ و زبیر کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں "قسم خدا کی کسی تقصیر کی وجہ سے انہوں نے میری اطاعت سے انکار نہیں کیا۔ اور نہ اپنے اور میرے درمیان عدالت کو دخل دیا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ مجھ سے اس حق (مددگاری عثمان) کو طلب کرتے ہیں جسے انہوں نے خود ترک کردیا ہے۔ اور مجھ سے اس خون کا قصاص لینا چاہتے ہیں جسے انہوں نے خود بہایا ہے۔ اگر میں اس امر میں انکا شریک ہوتا جب بھی انکے لئے اس کا حصہ ثابت ہے (خون عثمان پھر بھی انکے ذمے باقی رہتا ہے) اور اگر میری شرکت کے بغیر یہ مباشر

افسوس! تم اپنے درمیان ایک دوسرے کے حسد پر صلح کر رہے ہو۔ تمہاری کوڑی پہ سبزہ اُگا ہوا ہے (یہ تمہاری مصالحت کوڑی کے سبزے کی مانند ہے جو بظاہر تو سبز و شاداب ہے۔ مگر باطناً مضر اور تلخ ہے) تم دنیوی تمناؤں میں تو ایک دوسرے کے دوست ہو مگر تحصیل اموال میں ایک دوسرے سے دشمنی اور عداوت کر رہے ہو بے شک شیطان نے تمہیں حیران کر دیا ہے۔ تمہیں دنیا کے فریب دے دے کر گمراہ کر رکھا ہے۔ اب میرے اور تمہارے نفسوں کا اللہ ہی مددگار ہے۔

جب خلیفہ ثانی نے روم پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور آپ سے بھی مشورہ لیا۔ تو آپ نے فرمایا نواحی اسلام کو غلبۂ دشمن سے بچانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ ہی ضامن اور کفیل ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے انہیں اسوقت فتح دی ہے۔ جب انکی تعداد نہایت قلیل تھی۔ اور کسی طرح فتح نہیں پا سکتے تھے۔ انہیں اسوقت مغلوب ہونے سے روکا ہے جب یہ کسی طرح روکے نہ جا سکتے تھے۔ اور وہ خداوند عالم حی لا یموت ہے (جیسے اسوقت موجود تھا ویسے ہی اب بھی قائم ہے) اب اگر تو خود دشمن کی طرف کوچ کرے۔ اور منکوب و مخذول ہو جائے تو یہ سمجھ لے کہ پھر مسلمانوں کو انکے اقصائے بلاد تک پناہ نہ ملیگی۔ اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہوگا جسکی طرف وہ رجوع کریں۔ لہذا تو دشمنوں کی طرف اُس شخص کو بھیج جو آزمودہ کار ہو۔ اور اس کے ماتحت اُن لوگوں کو روانہ کر جو جنگ کی سختیوں کے متحمل ہوں۔ اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں اب اگر خدا نے غلبہ نصیب کیا تب تو یہ وہی چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو بن ہی جائیگا۔

جب آپکا عثمان سے تنازعہ ہوا تو مغیرہ ابن اخنس نے عثمان سے کہا کہ تیری طرف سے

بعد موقوف کردیا۔ وحی اس کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔ اس نے خدا کی راہ میں ان لوگوں سے
جہاد کیا جو خدا سے پشت پھیر لئے ہوتے تھے۔ اسکے حکم سے عدول کر رہے تھے **پھر
ارشاد کیا** یہ دنیا کوئی چیز نہیں اگر ہے تو اتنی کہ نابینا اپنی بصارت کا منتہٰی اسی کو
سمجھتا ہے۔ اور وہ چیز جو اس کے علاوہ ہے اُسے نہیں دیکھتا۔ اور صاحب بصیرت
کی نگاہیں اس میں نفوذ کرتی ہوتی حقیقت امر کو دیکھ لیتی ہیں۔ اسے معلوم ہوجاتا ہے
کہ اصلی مکان تو اس کے علاوہ ہی ہے۔ اب صاحب بصیرت دنیا سے دین کی طرف
اپنی نگاہوں کو بلند کرتا ہے اور نابینا کی نگاہیں دنیا ہی کی طرف اونچی ہوتی ہیں۔ اول
الذکر اس دنیا سے آخرت کے لئے توشہ جمع کرتا ہے اور موخر الذکر جو کچھ کماتا ہے دنیا ہی
کے لئے کماتا ہے **پھر گہر فشانی کی ہے** تم خوب جان لو کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس سے
اس کا مالک سیر اور شاد کام ہو کر ملول نہ ہو جاتے۔ سوائے حیات کے۔ کہ بے شک صاحب
حیات موت میں راحت نہیں پاتا (اسمیں شک نہیں کہ حیات من حیث اہا حیات کمال
راحت ہے اور موت بحیثیت موت رنج و تعب ہے۔ اور ارشاد بالا اس امر کے منافی نہیں ہے
جو حالت حیات میں عوارض خارجیہ مثل مرض و فقر و ذلت کی وجہ سے آلام و رنج لاحق
ہوتے ہیں) یہ جو کچھ بیان کیا یہ بمنزلہ حکمت ہے اور ایسی حکمت جو مردہ قلوب کو جلانے
اور کور آنکھونکو روشن کرے۔ یہ حکمت بہرے کانونکو شنوا کرنے والی ہے۔ یہ تشنگانِ
علم کو سیراب کرنے والی ہے۔ اس حکمت میں دنیا سے بے نیاز ہوجانے کے جوہر ہیں اور
یہی عذاب آخرت سے سلامتی بخشنے والی ہے۔ اور وہ حکمت کیا ہے؟ وہ کتاب اللہ ہے
جس کے سبب سے تم بینائی حاصل کرتے ہو۔ جس کے سبب سے امر حق پر تمہاری قوۃ ناطقہ
رواں ہوتی ہے۔ تم اسکی وجہ سے امور حقہ کو سنتے ہو اس کتاب کے بعض مقام بعض کے
مفسر ہیں ایک دوسرے کے تصدیق کرنے والے ہیں۔ وہ احکام و معارف الٰہی میں مختلف
نہیں۔ اور وہ اپنے ملازم کو خداوند عالم سے جدا نہیں کرتی ✤

رکھتے تھے۔ وہ بڑی بڑی مضبوط بنائیں (عمارات) تعمیر کرتے تھے۔ مال کثیر جمع کر رہے تھے
مگر انکے مکانوں کی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ خود اپنے ساکنین کے لئے قبروں کا کام دے رہے
ہیں۔ اور جو کچھ جمع کیا تھا وہ سب برباد ہو چکا ہے۔ انکے اموال ورثا میں تقسیم ہو رہے ہیں
انکی بیویاں دوسرے شخصوں کے تصرف میں پہنچی ہیں۔ اور اب انکی یہ حالت ہوگئی ہے کہ نہ تو
اپنی نیکیوں میں کچھ زیادہ کر سکتے ہیں نہ اپنے افعال بد سے توبہ کرکے رضائے الٰہی کو پا سکتے
ہیں۔ یاد رکھو! جس شخص نے تقویٰ کو اپنے دل کے لئے شعار بنا لیا۔ اس نے اپنے ایام مہلت
میں تقدم اختیار کیا اپنے اوقات عمل میں رستگار ہو گیا اب تم بھی اس زہد و تقویٰ کے لئے
جہاں تک ہو سکے کوشش کرو اور جنت کے واسطے وہ اعمال بجا لاؤ جو اس کے لئے عمل میں لائے جاتے
ہیں اس لئے کہ دنیا تمہارے ہمیشہ کے قیام کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ تم آہیں مجازاً پیدا
کر دیئے گئے ہو تاکہ اس دنیا میں رہ کر آخرت کے توشہ اعمال مہیا کر لو۔ لہٰذا تم دنیا کی طرف
عجلت کرو عجلت اور مرکب ہائے دنیا کو زوال کے قریب ہی سمجھ لو۔

دنیا اور آخرت اسی خداوند حقیقی کی تابع ہیں انکی مہاریں اسی کے قبضہ اختیار میں ہیں۔
آسمانوں اور زمینوں نے اپنی کنجیاں اسی کے حوالے کر رکھی ہیں۔ سرسبز اشجار صبح و شام اسکو
سجدہ کرتے ہیں۔ اور اسی کے حکم سے ان درختوں کی شاخوں میں آگ کے روشن شعلے ٹھہر رکھتے
ہیں۔ اسی کے حکم سے انہیں پھل آتے ہیں اور تو انکے رسیدہ پھلوں اور پکے ہوئے میووں کو کھاتا
ہے پھر فرماتے ہیں۔ خدا کی کتاب تمہارے درمیان ہے وہ ایسی بولنے والی ہے کہ کبھی
اسکی زبان نہیں تھکتی۔ وہ ایسا مکان ہے کہ اسکے ارکان منہدم نہیں ہوتے۔ وہ ایسی
غالب ہے کہ اسکے دوست اور مددگار کبھی مغلوب نہیں ہوتے۔ پھر فرمایا ہے پروردگار
عالم نے پیغمبر صلعم کو اسوقت مبعوث فرمایا جبکہ ارسال پیغمبران میں بہت وقفہ ہو چکا تھا
اور فصاحت و بلاغت کی بابت تنازع اور مشاجرے ہو رہے تھے۔ ارسال رُسل کو اسکے

نہ رشوت لینے والا۔ تا اینکہ حقوق کو باطل کر دے اور ان حقوق کے ساتھ ایسے مقامات میں کھڑا جاتے جو انکے قابل نہیں (حقوق کو اہل حق سے چھین کر غیر مستحقین تک پہنچا دے) نہ طریقہ پیغمبر کو چھوڑنے والا۔ تا اینکہ تمام اُمت کو ہلاک کر ڈالے ٭

میں پروردگار عالم کی اِس لئے حمد کرتا ہوں کہ اس نے قابل مواخذہ سے مواخذہ کیا۔ اور مستحق کرامت کو اپنی کرامت عطا فرمائی۔ اور اِس لئے کہ اِس نے فقر و فاقہ میں (اپنی حکمت و مصلحت کے سبب سے) مبتلا کیا۔ وہ ہر ایک امور پنہان سے خبردار ہے۔ وہ ہر ایک امر نہاں سے واقف ہے۔ وہ ان خیالات کو جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہیں وہ ان امور کا عالم ہے جنکے لئے آنکھیں دزدیدہ نگاہی سے کام لیتی ہیں۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اسکے اور کوئی خدا نہیں۔ اور بے شک ہم اقراری ہیں کہ محمدؐ اس کا برگزیدہ اور منتخب بندہ ہے ہماری یہ شہادت ایسی شہادت ہے جسمیں ہر ایک پوشیدہ و عیان۔ اور قلب اور زبان برابر ہیں۔ خدا کی قسم یہ ایک عظیم الشان کام ہے۔ بازیٔ طفلان نہیں۔ یہ سراسر راست اور حق ہے۔ اسمیں جھوٹ کو ذرہ بھر دخل نہیں۔ وہ کیا امر ہے وہ موت ہے کہ سننے والا اسکی طرف بلانیوالی کی آواز کو سنتا ہے اور اسکی طرف ہنکانے والا نہایت عجلت سے کام لے رہا ہے اے شخص مخاطب خبردار رہ کہ انسانونکا خدم و حشم تیرے نفس کو فریب نہ دیا رہے بے شک تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جو تجھ سے پہلے تھا جس نے بہت سامال جمع کیا تھا۔ جو اس کے کم ہو جانے سے حذر کرتا تھا۔ وہ اپنی بڑھی ہوئی آرزوؤں کے باعث فکر عاقبت سے امن میں تھا۔ وہ اپنی موت کو دور سمجھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ موت اسے کیونکر آسکتی ہے۔ مگر اسی موت نے آخر کار اسکو جلا وطن کر دیا۔ اسے اسکی امن کی جگہ سے پکڑ لیا۔ وہ موت کی لکڑیوں (تابوت) پر بار کر دیا گیا۔ لوگ اسے کاندھوں پر اُٹھاتے ہوتے اپنی انگلیوں سے تھامے ہوتے ایک دوسرے کے سپرد کر رہے تھے کیا تم نے اِن لوگوں کو نہیں دیکھا جو بڑی بڑی آرزوئیں

تقویٰ و صلاح اختیار کرے البتہ خداوند عالم اس کے لئے آسمان و زمین میں کشادگی و وسعت ظاہر کر دیگا تو سوائے حق کے کسی سے مانوس نہ ہونا اور سوائے باطل کے کسی سے وحشت نہ کرنا۔ اگر تو انکی دنیا کو قبول کر لیتا تو البتہ تیرے ساتھ دوستی سے پیش آتے۔ اگر دنیا کو ان سے قرض لے لیتا تو تجھے اپنی مضرتوں سے پناہ دیدیتے ٭

اے نفوس مختلفہ اے قلوب متفرقہ۔ اے وہ لوگو جن کے بدن حاضر ہیں اور عقلیں غائب ہیں میں تمھیں حق کی طرف مائل کرتا ہوں اور تم اس سے تنفر کر رہے ہو۔ تم اس (حق) سے اسطرح وحشت کرتے ہو جیسے کہ شیر کی آواز سے بکری۔ ہیہات ہیہات نہیں ہو سکتا کہ عدالت کی پوشیدگیوں کو تمھاری امداد سے ظاہر اور حق کی کجی کو تمہارے سبب سے سیدھا کر دوں۔ بار الہا! تو خوب جانتا ہے کہ جو کچھ مجھ سے (مجاہدہ و محاربہ) واقع ہوا وہ رغبت سلطنت و حکومت کی وجہ سے نہیں ہوا۔ نہ مال و متاع دنیوی کی زیادتیوں میں کسی چیز کی خواہش سے اسکی وجہ محض یہ تھی کہ میں تیرے دین کی علامتوں کو لوٹا دوں (آشکارا کر دوں) تیرے بندوں کے درمیان صلاح ظاہر کروں۔ تیرے مظلوم بندے امن میں آجائیں۔ اور تیری وہ حدود قائم ہو جائیں جو معطل پڑی ہیں۔

پروردگارا! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے حق کیطرف رجوع کر کے اسے قبول کیا ہے۔ اور حقہ کو بگوش دل سنا ہے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے کسی شخص نے نماز میں مجھ سے سبقت نہیں کی۔ ایہا الناس! تم خوب جانتے ہو کہ یہ امر سزاوار نہیں ہے کہ مسلمانوں کی فروج انکے خون انکے اموال غنائم انکے احکام انکی امامت پر وہ شخص مقرر ہو جو بخیل ہے۔ حتی کہ انکے اموال میں اسکی حرص واقع ہو جائے۔ نہ وہ شخص جو جاہل ہے حتی کہ اپنی نادانیوں سے انہیں گمراہ کر دے نہ ظالم و جابر تاکہ انکو اپنے جور و ستم سے مستاصل کر دے نہ دولتوں اور امارتوں سے ڈرنے والا حتی کہ ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری کو اپنی دوستی کے لئے انتخاب کر لے (جو اسکی نظر میں معزز معلوم ہو)

(وہ دھوکے میں آکر کسی کو ساکن بہشت نہیں کرتا) اور نہ سوائے اسکی طاعت و عبادت کے اسکی خوشنودیوں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ لعنت ہے خدا کی ان شخصوں پر جو دوسروں کو تو معروف (نیکیوں) پر عمل کرنیکا حکم دیتے ہیں اور خود اسکے تارک ہیں۔ اور خدا لعنت کرتا ہے ان لوگوں پر جو دوسروں کو منہیات سے منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں رہتے ؞

جس زمانے میں کہ عثمان نے ابوذرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو مدینہ سے ربذہ کی طرف جلاوطن کیا اور یہ بھی منادی کردی تھی کہ کوئی شخص انکی مشایعت کو نہ جائے۔ مگر حضرت اسکے ساتھ دور تک تشریف لیگئے اور فرمایا اے ابوذر تو محض خدا کی ہی وجہ سے خشمناک ہوا تھا اب اسی سے امیدوار رہ جسکی خاطر تونے خشم اختیار کیا۔ اس قوم نے تیری طرف سے اپنی دنیا کا خوف کھایا دیہ خیال کرلیا کہ اس کے سبب سے اور لوگونکو ہمارے معائب پر توجہ ہوکر ہماری دنیا میں فرق نہ آجائے) اور تونے انکی طرف سے اپنے دین کا خوف کیا۔ اب تو اس چیز کو انہیں کے ہاتھوں میں چھوڑ دے جسکے زوال سے یہ خائف ہو رہے ہیں اور تو اس چیز کو لیکر فرار کرجا کہ جسکے زائل ہوجانیکا تجھے انکی طرف سے خوف ہے۔ کیونکہ بہت سی چیزیں انہیں اس دین کی طرف محتاج کرینگی جو انہیں دنیا کی طرف سے منع کرتا تھا۔ اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو تجھے اس دنیا سے بے نیاز کردینگی جو تجھے دین سے منع کرتی تھیں اور تجھے عنقریب معلوم ہوجائیگا۔ کہ فردائے قیامت میں کون سیراب ہے اور کون دوسرے کے عیش و آرام پر حسد کرنے والا۔ اگر آسمان و زمین کے دروازے بندے کے لئے بند کرتے جائیں (چاروں طرف سے تنگی ہی تنگی نظر آئے) تو اس بندے کو چاہئے کہ

ف۱ عاملان عثمانی کے ظلم و ستم کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی تھی۔ اور جوش ابوذری کے سبب سے غیظ و غضب بھی طاری ہوگیا تھا۔ لہذا اس جرم میں پہلے تو خلیفہ صاحب مسمی بہ نعثل نے لاتوں اور گھونسوں سے خبر لی۔ پھر جلاوطنی کا پروانہ صادر کردیا۔ فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۲

بالکل قلیل ہے اور وہ فرض عمل و عبادت معین ہے اور تغیر و تبدل سے محفوظ اور بسا اوقات کار و بار مین رنج اُٹھانے والا اس رنج کا ضائع کرنیوالا ہے اور بسا اوقات حد سے زیادہ سعی اور تلاش کرنے والا زیان کار ہوتا ہے اور خسارے مین رہتا ہے ✦

تم لوگون نے ایسے زمانہ مین صبح کی ہے کہ ادبار کے سوا اس مین کسی خیر و برکت کی زیادتی نہین ہوتی اور سوائے شر و مضرت کے کوئی چیز پیش نہین آتی اور شیطان ہے کہ آدمیون کے ہلاک کرنے مین اس کی طمع بڑھتی جاتی ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ شیطان کی معاش کے وسیلہ قوت پذیر ہین اس کے مکر و حیلہ ہر جگہ پہنچ گئے ہین اور اب شکار کر لینا اُس کے لئے نہایت آسان ہو گیا ہے ✦

تو چارون طرف انسانون مین اپنی نگاہین دوڑا یا تو اس فقیر کو دیکھے گا جو فقر و فاقہ کے رنج و تعب سے مرا جاتا ہے یا وہ دولتمند نظر آتے گا جس نے شکر نعمت الٰہی کو کفران کے ساتھ بدل دیا ہے یا وہ بخیل دکھائی دیگا جو مال خدا مین بخل اختیار کر رہا ہے یا اس متمرد اور سرکش کا معائنہ کریگا جس کے کان وعظ و نصیحت کے سننے سے بھاری (بہرے) ہو رہے ہین ✦

کہان ہین تمھارے اخیار کدھر ہین تمھارے صلحا کس طرف ہین تمھارے آزاد اور بخشنے والے کس جگہہ ہین وہ تمھارے تجارت مین پرہیز کرنے والے اور اپنے مذاہب پاک و پاکیزہ رکھنے والے؟ کیا یہ سب کے سب اس دنیائے دنی عجلت کرنے والی اور مکدر جگہہ سے کوچ نہین کر گئے اور تم جیسے پس ماندون کو لوگون کے درمیان نہایت ہی بے برکتی اور فرومایگی کی حالت مین نہین چھوڑا؟ انکی مذمت مین جب تمھارے لب ملتے ہین تو یا تو انکی حقارت اور بے قدری مقصود ہوتی ہے یا اُنکے ذکر سے درگذر کرنا (کہ جانے بھی دو کیا ذکر لیکے بیٹھے ہو) فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون فتنہ و فساد آشکار ہو گیا ہے اور کوئی انکار کرنے والا اسے تغیر دینے والا نہین نہ کوئی منع کرنے والا ممنوع شوندہ ہے اب اس حالت مین تم ارادہ رکھتے ہو کہ رحمت خداوندی کے مجاور ہو کر اس کی سرائے قدس (بہشت) مین مقیم ہونے ہوئے اسکے نزدیک عزیز ترین احباب بنجاؤ حاشا ثم حاشا یہ تمنا بالکل بیکار ہے۔ پروردگار عالم اپنے بہشت کی طرف سے فریب نہین کھا سکتا

مقدار کا اندازہ اچھی طرح سے جانتا ہوں میں حقیقت دنیا پر نظر کرنے والا ہوں۔ میں نے اسکی عین حقیقت کو دیکھ لیا ہے ؞

اسی خطبہ میں ترکوں کا ذکر فرماتے ہیں میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ان کے مُنہ کیا ہیں گویا ڈھالوں پر ڈھالیں رکھی ہوئی ہیں۔ حریر نازک و دیبا انکی پوشش ہے انکے نجیب نفیس اور کوتل گھوڑے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ اسوقت خونریزیاں شتدادپر ہونگی اور یہاں تک ہونگی کہ زخمی لوگ کشتوں پر رستہ چلیں گے اور اسیر ہوجانیوالوں سے فراریوں کی تعداد بہت کم ہوگی یہ سنکر ایک صحابی نے عرض کی یا امیر المومنین آپ کو علم غیب عطا ہوا ہے حضرت سائل کے اس تعجب اور جہالت پر ہنسے یہ شخص گروہ بنی کلب سے تھا۔ آپنے اس سے فرمایا اے گروہ بنی کلب کے بھائی میں نے جو کچھ خبر دی ہے یہ علم غیبی نہیں ہے جو خدا تعالیٰ سے مختص ہے یہ تو صاحب علم (پیغمبر) کا لکھایا ہوا ہے علم قیامت اور ان چیزوں کے علاوہ جن کا پروردگار عالم نے ذکر فرمایا ہے اور کوئی علم غیب نہیں چنانچہ فرماتا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ۔ آلایہ علم قیامت اسی کے پاس ہے پس وہ سبحانہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رحمہائے مادران میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی حسین ہے یا زشت رو۔ سخی ہے یا بخیل۔ شقی ہے یا سعید اسے معلوم ہے کہ کل بروز قیامت کون شخص آتش جہنم کا ایندھن بنے گا اور کون شخص جنت میں انبیا کا مصاحب ہوگا یہ ہے علم غیب جسے سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا اس کے ماسوا جو علوم ہیں وہ سب خدا نے اپنے نبی کو تعلیم کئے ہیں اور آنحضرت نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں اور دعا فرمائی ہے کہ میرا سینہ ان علوم کو حفظ کرلے اور میرے اطراف دل اسپر مشتمل ہوجائیں ؞

بندگان خدا تم اس دنیا سے جو تم نار کھتے ہو تم اس میں تھوڑی مدت کے لئے مہمان ہو ضیافت کا وقت بالکل محدود ہے اور جلد منقضی ہوجائیگا۔ تم قرض دار ہو اور تقاضا کرنے والے تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ دنیا میں تمھاری عمر تمھاری مدت بہت ہی ناقص ہے

اے احنف گویا مین اس شخص غائب کے ساتھ ہون اور وہ ایسے لشکر کے ساتھ حرکت کر رہا ہے کہ
جس کے انبوہ سے نہ تو غبار اُٹھتا ہے نہ شور و غوغا بلند ہوتا ہے نہ مرکبون کی لجامون کی کھڑکھڑاہٹ
سُنائی دیتی ہے۔ نہ گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازین کانون مین آرہی ہین وہ اپنے پاؤن
سے نہایت خشم کی حالت مین زمین کو پامال کر رہے ہین گویا ان کے قدم شتر مرغ کے قدمون
کی طرح دبیز اور سطبر ہین +

سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس کلام سے حضرت نے حبشی غلامون کے امیر کی طرف اشارہ
کیا ہے جو برقعہ نامی ایک شخص تھا یہ شخص شہر رے کا باشندہ تھا اور چونکہ ہر وقت برقعہ
پہنے رہتا تھا لہذا اسی نام سے مسمیٰ ہوگیا اس نے ۲۵۵ھ مین بصرہ کا رخ کیا اور یہان آکر تمام غلامان
حبشی کو جو شہر کے کارندے تھے اپنی طرف دعوت کی اُنہون نے اس کے حکم سے اور ایک جماعت سے
مل کر اپنے تمام مالکون کو قتل کر دیا اور سب نے اس کے پاس جمع ہو کر بیعت کر لی پھر بلاد عباسیہ
کی طرف رخ کیا اس کے سبب سے بصرے میں بڑے سخت کشت و خون ہوتے لشکر بھاگ نکلے رعیت
تباہ ہو گئی اس کا اصلی نام علی بن محمد علوی تھا اس کے لشکر مین تمام حبشی بھرے ہوئے تھے
اور سب کے سب پیادہ اور پابرہنہ تھے +

پھر حضرت نے فرمایا ویل ہو تمھارے ان کوچون کے لئے جو آباد اور معمور ہین ویل ہو تمہارے
اُن گھرون کے لئے جو طلاکاری مین غرق ہین ان کے بالاخانے کرگس کے پرون کی طرح ہو کر جو
ہین جن کے ناودان خرطوم فیل کی مانند بلند اور طویل ہین +

وائے ہو اس گروہ کے جور و ستم و خرابی پر جس کے کُشتون پر گریہ نہ کیا جائے گا وہ تو تمام
غلام ہین نہ اہل رکھتے ہین نہ عیال نہ عزیز و اقارب کشتون پر رونیوالا پھر کون ہے) اور اس
کے غائب کی تلاش نہ کی جائے گی۔ (انکا شمار بڑھا ہوا ہے جب کوئی شخص مفقود ہوگا فوراً دوسرا
اس کا جانشین ہو جائے گا اس کے تجسس کی پروا ابھی نہ کیجائیگی)
ہین دنیا کو مُنھ کے بھل گرانے والا ہون (دنیا کے ظاہر و باطن مجھے خوب معلوم ہین) میں اسکی

اور اس انبوہ بزرگ شان و مرتبہ کے ملازم ہو جاؤ (جو راہ عدل کو اختیار کر رہا ہے کیونکہ اس گروہ پر خدا کا ہاتھ ہے اس جماعت کی مفارقت سے حذر کرو کیونکہ اس گروہ سے تنہائی اختیار کرنا جو محافظ و نگہبان ہے شیطان کا غلام بنا دینا ہے جیسا کہ بکری گلے سے جدا ہو کے بھیڑئیے کا شکار ہو جاتی ہے - آگاہ رہو کہ جو شخص لوگوں کو اس خصلت (خوارج کی طرف) بلاتے اسے قتل کر ڈالو اگرچہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہی کیوں نہ چھپا ہوا ہو (چاہے میں ہی کیوں نہ ہوں) اور حکم تو اسی لئے مقرر کئے گئے تھے کہ اس شے کو جلائیں جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اور اسے مار ڈالیں جس کی موت کا حکم قرآن دے رہا ہے اور وہ زندہ کرنا یہی تھا کہ وہ قرآن پر متفق ہو جانے اور اس قرآن سے علیحدہ ہو جانا اور افتراق کر لینا ہی موت ہے اگر قرآن انکی طرف لے جاتا تو ہم انکی متابعت کرتے اور اگر انھیں ہماری طرف کھینچتا تو وہ ہماری اطاعت میں رہتے تمھارے لئے باپ نہوں (میں تو اس معاملہ میں تمھارے واسطے کسی امر بد کی طرف نہیں آیا تھیں تمھارے کاموں میں فریب نہیں دیا تمھارے امور کو تمیز مشتبہ نہیں کیا تمھارے ہی بزرگوں کی رائے ان دو شخصوں کے اختیار کر لینے پر مجتمع ہو گئی تھی اور پھر ہم نے ان دونوں شخصوں سے عہد و پیمان لیا کہ قرآن سے تجاوز نہ کریں - مگر یہ قرآن سے عدول کر کے گمراہ ہو گئے حق کو ترک کر دیا حالانکہ وہ اسے دیکھ رہے تھے انکی نفس کی خواہشیں اس ظلم و ستم کا باعث ہوئیں - وہ انھیں خواہشوں پر گذر گئے حالانکہ ہم نے سابقاً ہی ان دونوں شخصوں کی رائے بد اور ظلم و جور کو حکومت بالعدل اور قصد بالحق سے مستثنی کر دیا تھا (ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ رائے بد اور ظلم و جور کے ساتھ حکم جاری ہو عدل اور حقیقت کا لحاظ رکھا جائے اگر ان دونوں باتوں کے برخلاف ظلم و جور اور اپنی رائے بد سے کام لیں گے تو ہم قبول ہی نہیں کرنے کے)

—(○○○○○)—

حضرت بصرہ میں آئندہ عظیم الشان لڑائیوں اور قتل و قتال کی نسبت خبر دیتے ہیں

کہ تمھارے فاسد گمانوں مین مین نے خطا کی اور گمراہ ہو گیا تو پھر تمام امت محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ کو میری گمراہی کے سبب سے کس لئے گمراہ سمجھتے ہو میری خطا پر ان سے کیون مواخذہ
کر رہے ہو میرے گناہ کے سبب سے انھیں کس لئے کافر شمار کر رہے ہو تمھاری تلوارین جو تمھاری
کاندھون پر ہین تم تو انھیں اُنھیں مقامات میں رکھ رہے ہو جو گناہ اور ستم سے بری
ہیں اور بیگناہ ہون کو اس شخص کے ساتھ مخلوط کئے دیتے ہو جو تمھارے گمان فاسد
مین گنہگار ہے۔ حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ رسول اللہ نے زنا محصنہ کے ارتکاب کرنے
والے کو سنگسار کیا ہے پھر اس پر نماز بھی پڑھی ہے اس کی میراث اسکے وارثون کے
حوالے کی ہے اور ایسا ہی قاتل کو قتل کر کے اس کی میراث کا اسکے ورثا کو مالک بنایا ہے سارق
کے ہاتھ کاٹے ہین زانی غیر محصن کے تازیانے لگائے ہین اور پھر ان مین مال غنیمت کو تقسیم
کیا ہے مسلمان عورتوں کا انکے ساتھ نکاح بھی کیا ہے پس رسول اللہ نے ان کو ان کے
گناہون مین پکڑا ہے ان پر حد جاری کر کے حق خدا کو قایم کیا ہے مگر ان کے حصون کو
نہیں روکا اور درمیان اہل اسلام سے انکو خارج نہین کیا (پھر تم محض گناہ کے توہم پر مسلمانون
کو کافر کہتے ہو ان کے خون اور مال کو مباح سمجھ رہے ہو تم خلاف طریقہ پیغمبر چل رہے ہو تم پیغمبر
کے معتقد نہین۔ کافر ہو گئے ہو اور تمھارے ساتھ جہاد واجب ہے) تم بیشک بدترین
مردم ہو اور تم ان لوگون سے بھی بدتر ہو جنھین شیطان نے اپنے بھٹکنے کے مقام پر
بھٹکا دیا ہے۔ اور اپنی گمراہی کی سیر ان کے حوالے کر دی ہے بالتحقیق میری شان
پر نظر کر کے دو گروہ ہلاک ہون گے ایک تو محب مفرط جسکو بے اندازہ اور بیجا محبت
اسے غیر حق کی طرف لے جاتی ہے دوم مبغض مفرط جس کا میرے ساتھ حد سے بڑھا ہوا
بغض اسے حق پر قایم رہنے نہین دیتا اور میرے بارے مین بہترین مردم وہ لوگ ہین
جو درمیانی رستے کو اختیار کر رہے ہیں (میری امامت و خلافت و علم و ایمان و عدل
و عصمت کا بطریق عدل اعتقاد رکھتے ہین) اور تم بھی اپنے لئے اسی طریقہ کو لازم کر لو

جب حضرت نے مال غنیمت کو مساوی تقسیم کیا۔ کسی کو رورعایت نہ کی تو اسوقت لوگونمین چہ میگوئیان ہونے لگین کیونکہ انہیں حکومتہائے سابقہ کا چسکا پڑا ہوا تھا حضرت نے بھی یہ سنا تو فرمایا کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ اس شخص پر جسپر مین حاکم ہوا ہون ظلم و جور کے ساتھ نصرت اور فتح حاصل کرون۔ قسم خدا کی جبتک شب روز کا اختلاف باقی ہے اور جبتک آسمان مین ایک ستارہ دوسرے ستارے کے قرب کا قصد کر رہا ہے مین کبھی ظلم و جور کے نزدیک نہ جاؤن گا۔ اگر میرا مال بھی ہوتا تو بھی مساوی ہی تقسیم کرتا اور پھر یہ مال تو خدا کا مال ہے اس مین کیونکر مساوات کو ملحوظ نہ رکھون خبردار ہو جاکہ مال کا غیر مستحق کو عطا کرنا تبذیر ہے اس کو بے مصرف صرف کر دینا ہے اور اسراف بھی اور بحکم خدا یہ دونو حرام ہین جیسا کہ فرمایا ہے ولا تبذر تبذیرًا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین مال کو اس کے مصرف سے علیحدہ صرف نکرہ کیونکہ ایسے لوگ تبذیر کرنے والے اخوان الشیاطین ہین اور پھر فرماتا ہی لا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین اسراف نہ کرو کیونکہ پروردگار عالم مسرفین کو دوست نہین کہتا خوب سمجھ لو کہ مال کا غیر مستحق کو عطا کرنا دنیا مین تو ایسے شخص کو بلند کرتا ہے مگر آخرت مین پست کر دیتا ہے لوگون کے درمیان تو اسے گرامی قدر بناتا ہے مگر خدا کے سامنے اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ کوئی شخص بھی مال کو اس کے غیر مستحق مقام مین نہین رکھتا اور نہ ان لوگون کو سپرد کرتا ہے جو اس کے اہل نہین مگر یہ کہ پروردگار عالم اس معطی کو ان لوگون کے شکریہ سے محروم کر دیتا ہے اور اس کے اغیار سے انکی محبت بڑھ جاتی ہے اگر کسی روز اس کا نعل (پاؤن) لغزش کھا جاتے تو وہ انکی مدد کا محتاج ہوتا ہے اور اسوقت یہ لوگ اس کے لئے بہت برے دوست ثابت ہوتے ہین اور اسے سرزنش کرنے والے بن جاتے ہین ❊

حضرت خوارج سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین اگر تم میری مخالفت محض اسی وجہ سے کر رہے ہو

ہاں اگر وہ اتباع قرآن و حدیث کو اس معاملہ مین مرکوز خاطر رکھیں تو ہم رضامند ہین) لیکن اب تمھارا یہ قول کہ مینے کس لئے تمھارے اور اُنکے درمیان مدت تحکیم کو قرار دیا اس کی وجہ یہ ہے اور اس لئے مین نے ایسا کیا تا کہ جاہل بحق ظاہر اور عالم بحق ثابت ہو جائے اور شاید کہ پروردگار عالم اس صلح سے اس امت کے کام کی اصلاح کر دے اے شخص مخاطب تو اس مصالحت سے غضب و غصّہ مین گرفتار نہو حتی کہ تو ظہور حق کی طلب مین تعجیل کرے اور اول ضلالت کا تابع ہو جائے (تو اس مصالحۃ کی حکمتون کے ظاہر ہونے سے پہلے ہماری مخالفت پر کمر بستہ نہو اور گمراہی اوّل قوم کی متابعت نہ کر جو بغیر ظاہر ہونے امر حق کے ہماری مخالفت مین کوشش کرتے ہوتے اور مجادلہ سے پیش آرہی ہے۔ بیشک افضل الناس خدا کے نزدیک وہی ہے جو عمل بالحق کو دوست رکھے اگرچہ امر حق کے اختیار کرنے مین اس کا نقصان نہو اور باطل کی طرف توجہ نہ کرے اگرچہ باطل اسکے لئے منفعتون کی راہین کشادہ کر دے اور اس کے مال کو زیادہ کرے تم تا بکجا متحیر رہو گے یہ حیرت تمھین کہان سے لاحق ہو گئی ہے اس نے تمھین ایک حیران قوم کی طرف حرکت کرنے کے لیے مستعد کر دیا ہے اس قوم کے لوگ حق کو نہین دیکھتے ظلم و جور کی انھیں ترغیب دی گئی ہے وہ اس ظلم و جور سے عدول نہین کرتے۔ وہ علم کتاب (قرآن) سے دور ہین۔ وہ راہ راست سے باہر نکلے ہوئے ہین۔ آہ! تم لوگ بھی ایسے نہین ہو کہ تمھارے عہد و پیمان کا اعتبار کیا جائے اور نہ تم اپنے عہود و اقوال کے ساتھ معلّق ہو جاؤ نہ تم مین ایسے اخوان و انصار ہین جن کے ساتھ تمسک کیا جائے۔ افسوس ہے تم پر۔ تمھین دل تنگی نصیب ہو مجھے تمھاری طرف سے بڑی سختیان پہنچی ہین۔ مین ایک روز تمھین بلاتا ہون۔ ایک روز تم سے اپنے راز بیان کرتا ہون مگر تم بلانے کے وقت مردان آزادراست گفتار نہین ہو اور رازداری کے وقت معتمد اور بیلے خیانت دوست ثابت نہین ہوتے۔

قیامگاہ سے ہلتے ہی نہین جب تک ان لشکروں کے آگے نہ گرا دئے جائیں جو پے درپے تعاقب کرتے ہوتے چلے آرہے ہین اور جن کے شتر سواروں کا غول پس پشت سے آرہا ہے۔ یہ اسوقت تک اپنے مکانوں سے جنبش نہ کرینگے جبتک کہ انکے شہر اس فوج کو نہ کھینچ لیں جس کے عقب مین اور بہت سی سپاہ چلی آرہی ہو اور جبتک گھوڑے اپنے سُموں سے اُن میںون کو نہ کوٹ ڈالین اور جبتک ان کے حیوانات کی شب و روز کی چراگاہون کے اطراف کو پامال نہ کردین۔ انھیں حرکت ہوگی ؛

جنگ صفین میں مقدمہ حکمین کے وقت حضرت نے فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے مردوں کو حاکم نہین کیا۔ بلکہ ہم نے قرآن کو حاکم مقرر کیا ہے اور یہ قرآن میان دفتین ایک خط نوشتہ شدہ ہے۔ یہ اپنی زبان سے گویا نہین ہوتا اس کے لئے ترجمان اور مترجم کا ہونا ضروری ہے۔ مردوں کے سوا اس کی طرف سے کوئی اور کلام نہین کرسکتا اور جب اس قوم نے ہمکو اس امر کی طرف بلایا کہ قرآن کو ہمارے درمیان حاکم قرار دے تو ہم وہ گروہ نہیں بنین گے جو قرآن سے روگردانی کرتا ہو۔ پروردگار عالم نے فرمایا ہے فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول اگر تم کسی شے مین تنازعہ کرو تو اس قضیہ کو اللہ و رسول کی طرف رجوع کردو اور اب رجوع بخدا یہی ہے کہ ہم کتاب خدا کو حکم مقرر کرین اور رجوع بالرسول یہ ہے کہ اس کے طریقہ کو اخذ کرین اس کی احادیث پر کاربند ہوں اور اگر راستی کے ساتھ کتاب اللہ مین حکم کیا جائے تو اسی قرآن کی رو سے اطاعت کے لئے ہم لایق ترین مردم مین دنقر آن ہماری ولایت وخلافت کے لئے بین دلیل ہے اور اگر سنت رسول اللہ کے ساتھ حکم کیا جائے جب بھی ہم ہی اولیٰ ترین مردم ہین کیونکہ رسولخدا نے بمقام غدیر خم ہماری خلافت کا اعلان کردیا ہے ؛

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسانون کو حکم مقرر کرنے پر راضی نہین کہ جس طرح وہ چاہیں حکم کرین

ورشت آوازین نکالین نعرہ زنی ہوتی ہے کیونکہ اس سے بزدلی پاس نہین آنے پاتی اپنے علموں کے گرداگرد رہو انھین کسی نامناسب مقام کی طرف مائل نکرو انھین خالی نہ چھوڑو اور علمبردار وہی شخص ہوں جو تم مین مانے ہوئے شجاع اور دلیر ہین - وہ بلیات کو تم سے دور کرینگے کیونکہ نزول وقائع و شدائد جنگ پر صبر کرنیوالے بہادر ہی اس قابل ہین کہ علمون کے گرد جمع ہوں اور انھیں چپ و راست و پس و پیش سے تھامے رہین اور ایسے ہی لوگ نہ تو اس طرح پسپا ہوتے ہین کہ اپنے رائتون کو دشمن کے حوالہ کردین نہ اس قدر آگے بڑہ جاتے ہین کہ انھین بالکل تنہائی کی حالت مین چھوڑ دین یہ بھی ضرور چاہئے کہ انسان اپنے مدمقابل کو کفایت کرجائے اور اپنے بھائی کو اپنے نفس کی برابر جانے اس دشمن کو ہرگز نہ چھوڑے جو اس برادر سے دوچار ہورہا ہے - یہانتک کہ اس کا مدمقابل اور اس بھائی کا مدمقابل دو نو اسی کی طرف ٹوٹ پڑین قسم خدا کی اگر تم دنیا کی تلوارون سے فرار کرگئے تو شمشیر آخرت سے سالم نہ رہوگے تم اشراف عرب ہو تم ذی قدر و ذی منزلت ہو - سمجھ لو فرار کرنے مین غضب الٰہی ہے ذلت و خواری اس کے ساتھ لازم ہے اور ننگ و عار ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائیگا یہ بھی یاد رکھو کہ فرار کرنیوالا اپنی عمر کا حصہ زیادہ نہیں کرلیتا نہ وہ اپنے اور یوم موت کے درمیان حائل ہو کر موت کو روک سکتا ہے کون شخص خدا کی طرف سفر کرنیوالا ہے اس پیاسے کی طرح جو چشمہ پر وارد ہونے کے لئے جلدی جلدی قدم بڑھا رہا ہو - خوب جان لو کہ جنت جسے کہتے ہیں وہ انھین نیزون کے سائے مین ہے جو آج میدان جہاد مین چمک رہے ہین اسی میدان مین بزرگان و اخیار کی آزمایش ہورہی ہے - بارخدایا! اگر یہ رد کردین اور گفتار حق کو قبول نہ کرین تو انکی جمعیتون کو پریشان کر - ان کے کلمات کو ایک دوسرے سے جدا کردے انھین ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک فرما - یہ اپنے مقام سے حرکت نہین کرتے جبتک کہ نیزون کی متواتر طعنین انکی جان نہ لے لین اور تلوار کی ضرب ان کے مغز سر کو نہ نکال دے ان کے استخوان کو فاسد نہ کردے ان کے پاؤں اور بازو قطع ہوجائین یہہ اپنی

ہنگام جنگ حضرت نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا جو شخص کہ دشمن کی ملاقات کے وقت فی نفسہٖ ثبات قلب دیکھے اور اپنے کسی بھائی مین بزدلی کے آثار ملاحظہ کرے تو اسے لازم ہے کہ وہ اپنے بھائی سے دشمن کو دفع کرے اس زیادتی شجاعت کی روسے اسکی مدد کرے جو بافضال خدا حاصل ہوتی ہے اور اس امر مین ایسی ہی کوشش کرے جیسا کہ اپنے نفس سے دشمن کو دفع کرنے کے لئے کرتا ہے کیونکہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو اسکو بھی ایسی بزدل کی مانند بنا دیتا اور جب ایسا نہین بنایا تو اظہار تشکر الٰہی کے لئے بزدل کو دشمن سے چھڑانا لازم وواجب ہے حقیقت یہ ہے کہ موت نہایت سرعت کے ساتھ طلبگار ہے نہ اسپر راضی رہنے والا اس سے فوت کر سکتا ہے نہ اس سے بھاگنے والا (یہ دونو ن کے لئے موجود ہے۔ مگر عزت کی موت یہی ہے کہ انسان جہاد مین قتل ہو کر مر جائے قسم اُس خدا کی جس کے قبضہ قدرت مین ابن ابی طالب کی جان ہے کہ تلوار کے ہزار ہزار زخم کھا کر مرنا بستر پر مرنے سے نہایت آسان ہے۔ پھر فرماتے ہین گویا مین دیکھ رہا ہون کہ تم سوسماروں کی طرح آپسمین اژدحام کئے ہوئے سخت آوازیں نکال رہے ہو۔ حالانکہ تم نے امر حق کو اخذ نہین کیا اور نہ کسی ظلم کو روکا ہے۔ یاد رکھو نجات کی راہین تمہارے لئے کھُلی ہوئی ہین جو شخص جہاد مین کوشش کرکے اسمین داخل ہو اس کے لئے رستگاری اور نجات ہے اور جہاد سے توقف کرنیوالے کے لئے ہلاکت موجود ہے

اپنے اصحاب کو جہاد پر برانگیختہ کرنے کے لئے ارشاد فرماتے ہین زرہ پوشون کی صفین آگے بڑھاؤ۔ جو زرہ پوش نہین ہین وہ پیچھے رہین اپنے دانتون کو ایک دوسرے سے پیوست کر لو کیونکہ یہ بات دشمن کی تلوار مغز سر سے دور رکھتی ہے نیزون کے پہلوؤن سے لپٹے رہو نیزہ بازی کے وقت چوبہائے نیزہ تمھاری بغلون مین ہون انیان باہر نکلی رہین کیونکہ اسی طریقہ سے دشمن کو چھید لیا جاتا ہے آنکھیں بند کر لو اور دشمن پر جا پڑو اسی سے ثبات دلی نصیب ہو گا اور یہی امر دھڑکتے ہوتے دلون کو ساکن کر دے گا سخت اور

قرآنوں کو نیزوں پر بلند کیا تو کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہین یہ ہماری دعوت کے شریک ہیں ہماری طرح اقرار شہادتین کرتے ہین یہ ہم سے طلبگار ہین کہ لڑائی ترک کی جائے یہ کتاب اللہ کی طرف رخ کرکے جنگ و جدل سے آرام و راحت چاہتے ہین - اب یہی رائے بہتر ہے کہ ان کے التماس کو قبول کر لیا جائے اور اب انھین ضیق حرب سے کشادگی دیدی جائے اسوقت مین نے تم سے کہا تھا یہ (قرآن کا نیزوں پر علم کرنا) ایک ایسا امر ہے جو ظاہر تو ایمان معلوم ہوتا ہے مگر اس کے باطن مین ظلم اور حیلہ و فریب پوشیدہ ہین اسکا اوّل تو یہ ہے کہ تم انپر رحم کرو اور آخر یہ ہے کہ تمھین پشیمانی اور ندامت نصیب ہو تم اپنے کام مین مشغول رہو اپنے طریقہ کے ملازم رہو دانتوں کو پیس پیس کر مشقت جہاد کا تحمل کرتے رہو تم اس شخص کی آواز پر توجہ نہ کرو جو حیوانات کی طرح صدا دے رہا ہے اگر اسکا جواب دیا جائیگا تو وہ گمراہ کر دیگا اور اگر اُسے ترک کر دیا جائیگا تو وہ ذلیل و خوار ہوگا ہم جب رسولخدا کے ساتھ رہتے تھے اور باپ بیٹوں بھائیوں عزیزوں کے درمیان سلسلۂ قتال جاری تھا اس حالت مین ہر ایک مصیبت و شدت پر ہم نے جس چیز کو مقدم رکھا وہ ایمان تھا وہ حق پر گذر جانا تھا - وہ امر خدا کے سامنے گردن جھکا لینا تھا وہ سخت سے سخت جراحتوں پر صبر کرنا تھا (ہمین ہر ایک مصیبت میں یہ خیال رہتا تھا کہ ہم ان امور پر ثابت قدم رہین) اب ہم نے اس حالت مین صلح کی کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ دین اسلام مین اس شے پر مقاتلہ کرتے تھے جو دین اسلام میں داخل ہو گئی تھی وہ کیا چیز تھی انحراف از حق کجی از راہ راست اشتباہ حق و باطل - تاویل قرآن بمعانی باطلہ اور جس زمانہ مین ہم نے صلح کی کہ شاید پروردگار عالم اسی کے سبب سے ہمارے امور متفرقہ کو جمع کر دے ہم اس کے سبب سے بقیہ دین و شریعت اسلام کے نزدیک ہو جائیں جو ہمارے درمیان باقی ہے ہم نے اس کی طرف رغبت ظاہر کی اور اس کے دوسرے رخ سے اپنے آپ کو باز رکھا *

رستے میانہ اور راست ہین جس نے ان رستون کو اختیار کیا وہ اپنے مقصود (سعادت ابدی) سے ملحق ہوگیا اور جس نے ان سے توقف کیا وہ گمراہ و پشیمان ہوا تم آج کے دن عمل کرلو عبادت کرلو اور اس روز کے لئے ذخیرہ جمع کرلو جس روز بندہون کے اعمال اور افعال کے ذخیرے کھلین گے اور اعمال نیک بد پوشیدہ و پنہان ظاہر ہون گے اور جس شخص کو حالت حیات مین عقل حاضر (امام زمانہ کی نصیحت) نفع نہ بخشے پھر روز قیامت عقل بعید اسے نفع پہنچانے مین بالکل عاجز اور نایاب ہے تم اس آگ سے ڈرو جس کی حرارت نہایت سخت اور شدید ہے جس کا قعر نہایت گہرا ہے جس مین رہنے والون کا زیور لوہا ہے اور ان کے پینے کے لئے چرک ریم تیار ہے۔ آگاہ رہو کہ زبان صالح اور راست گفتاری انسانون مین سے جس شخص کو پروردگار عالم عطا فرمائے تو یہ اس کے لئے اس مال سے بہتر ہے جسے اس کے بعد وہ شخص ورثہ لے جاتے جو کبھی بھولے سے بھی اس کا ذکر خیر نہین کرتا ؀

جب خوارج کی جماعت علیحدہ پڑی ہوئی تحکیم کا انکار کرکے حضرت پر طعنہ زنی کر رہی تھی تو آپ ان کی لشکرگاہ مین تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تم لوگ بالتمام ہمارے ساتھ جنگ صفین مین حاضر تھے انہون نے عرض کی۔ بعض ہم مین سے حاضر تھے اور بعض غیر حاضر۔ پھر ارشاد کیا اچھا تم اپنی دو صفین مرتب کرلو ایک مین حاضرین جنگ صفین ہون دوسرے مین وہ لوگ جو غیر حاضر تھے تاکہ مین تم سے کچھ مناسب باتین کرون۔ ان لوگون نے شور و غوغا بلند کیا آپنے فرمایا اپنے شور و شر سے باز رہو میرے قول کی طرف کان لگاؤ اپنے دلون کو میری طرف پھیر دو اور جس شخص کو اپنی شہادت کے لئے طلب کرون وہ اپنے علم کے موافق بیان کرے۔ یہ فرماکر حضرت نے بہت کچھ ارشاد فرمایا۔ بعض فقرے یہ ہین جب لشکر معاویہ نے از روئے حیلہ و فریب و مکر و خدعہ

لاغر ہوگئے تھے دعائیں کرتے کرتے انکے ہونٹھ سوکھ گئے تھے شب بیداریوں سے زردیاں ان پر چھا گئی تھیں۔سجدونکا غبار انکے چہرون پر موجود رہتا تھا وہ لوگ میرے بھائی تھے جو چلے گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہین اور ان کی جدائی پر اپنے ہاتھون کو دانتون سے کاٹا کرین +

ایہا الناس! شیطان اپنی راہین تمھارے لئے آسان کر رہا ہے اسکا ارادہ ہے کہ تمھارے دین کی ایک ایک گرہ کھول ڈالے تمھارے عقلوات کے عقدون کو فاسد کردے تمھاری جماعت میں تفرقہ انداز ہو اور تفرقہ اندازی کے ساتھ فتنے تم مین برپا کردے تم اس کے وسوسون سے منھ پھیر لو تم اس کے نفخات کو اپنے دلوں مین نہ آنے دو تم اس شخص کی نصیحت قبول کرو جو وعظ و پند کو تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہے ان نصیحتون کو اپنے نفوس کی گرہ مین باندھ لو اور ہمیشہ انھین لازم سمجھو +

ایہا الناس! مین تمھیں ان پیغامون کو یاد دلا رہا ہون جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ خدا کی طرف سے پہنچاتے تھے بموجب حدیث نبوی لا یودی عنی الا انا او رجل منی میری طرف سے حق پیغمبری سوائے میرے یا اس شخص کے جو مجھ سے ہو کوئی ادا نہین کر سکتا مین تمھین وعدہ ہائے خداوندی کے اتمام کی یاد دلا رہا ہون (بموجب فرمان باریتعالی من المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ مومنین مین سے اکثر ایسے لوگ ہین کہ ان لوگوں نے جو پیمان کو جو خداوند تعالی سے کئے ہین پورا کرتے ہین اور بموجب حدیث نبوی علی قاضی دینی و منجز وعدی علی میرے دین کا قاضی اور میرے وعدون کو وفا کرنے والا ہے) مین تمھین تمام کلمات الہی کی تعلیم دے رہا ہون۔اور ہم اہلبیت کے پاس حکمت وعلم کے دروازے ہین بموجب ارشاد پیغمبر انا مدینۃ العلم و علی بابہا) امور شرعیہ کی روشنیان ہین۔آگاہ رہو کہ شرائع دین پیغمبر (آئمہ ہدی) فی الحقیقۃ ایک ہین دین کے

تو ہم آپ کو قتل کریں گے لہذا آپ اضطراراً اس امر پر راضی ہوئے اسی جماعت کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا ہے اور اس جملہ کی تشریح پہلے بھی گزر چکی ہے پھر فرمایا

آگاہ رہو قسم خدا کی جبوقت کہ مین نے تمکو محاکمہ کا حکم دیا اس حکم دینے کے بعد بھی مین تمھین اسی (محاربہ) پر سوار کر دیتا جس سے تم کراہت کرتے تھے اور اسی مین خداوند عالم بہتری اور بھلائی کے آثار پیدا کر دیتا اگر تم سیدھے رہتے تو ہدایت پاتے اگر کجی اختیار کرتے مین تمھین سیدھا کر دیتا اگر انکار کرتے تو مین تمھارا تدارک کرتا اور بیشک یہ نہایت محکم رائے تھی مگر مین کس طرح ایسا حکم دیتا کس کے بھروسے پر یہ فرمان نافذ کرتا (جو لوگ ظاہری انصار و اعوان کہلاتے تھے انکی تو یہ حالت تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ سے رخ پھرلتے ہوتے محاکمہ پر تلے ہوتے تھے) میرا ارادہ تھا کہ امت کی ضلالت کے آلام کا تمھارے ساتھ علاج کرون مگر تم تو خود میری نافرمانی کے درد مین گرفتار ہو پھر لوک خار سے خار کیونکر نکلے حالانکہ خار نکالنے والا جانتا ہے کہ یہ نیش خار بھی خلش کئے بغیر نہ رہے گا اور گمان غالب ہے کہ اس کی نوک ٹوٹ کر بھی بدن مین پیوست ہو جائے ٭

پروردگارا! اس درد شدید ضلالت کا علاج کرنیوالے طبیب بھی اب ملول و غمگین ہو گئے اور ان دور تگ کنوؤن سے طول طویل رسیون کے ساتھ آب ہدایت نکالنے والے بالکل خستہ و ماندہ ہو کر رہ گئے کہان ہین وہ گروہ جنھیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے وہ قرآن کو پڑھتے تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کے لئے برانگیختہ ہوتے تھے اور اپنی دودھ دینے والی اونٹنیونکو انکی اولاد سے جدا کر دیتے تھے وہ اپنی تلوارین نیاموں سے کھینچ لیتے تھے وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ ہو کر اطراف زمین پر چھا جاتے تھے اسپر قبضہ کر لیتے تھے بعض اُمنین سے ہلاک ہو جاتے تھے بعض نجات پا جاتے تھے نہ زندہ رہنے والون کی زندگی پر انھین خوشخبری کی آرزو تھی نہ مرنے والوں کی تعزیت مین مصروف ہوتے تھے انکی آنکھیں روتے روتے تباہ ہو گئی تھیں ان کے شکم روزہ رکھتے رکھتے

یوں ہی چھوڑ چھاڑ کر ایک دستہ فوج کے ساتھ باہر نکلوں اور دستۂ فوج کے پیچھے ہو لوں جسے آگے روانہ کر رکھا ہو اور اس طرح آواز نکالوں جیسے خالی ترکش میں تیر لبے پر کی آواز ہوتی ہے ہاں خوب سمجھ لو میں قطب آسیائے دین ہوں یہ آسیا میرے ہی گرد پھرتی ہے اور میرے ہی سبب سے پھرتی ہے جب تک میں اپنے مکان میں قایم رہوں اور جس وقت اپنی جگہہ سے علیحدہ ہو جاؤں تو اس آسیا کی حرکت حیرت میں گرفتار ہو جاتی ہے اس کے آٹا گرنے کا ظرف بالکل مضطرب ہو جاتا ہے خدا کی قسم میرے سفر کرنیکی رائے نہایت بری رائے ہے واللہ اگر مجھے دشمن سے لڑتے ہوتے شہادت کی آرزو نہوتی گو میرے لئے دشمن سے مقابلہ کرنا مقدر ہو چکا ہے تو میں مرکب پر سوار ہو کر تم سے دور ہو جاتا تم میں سے کسی کو مصاحبت کے لئے طلب کرتا جب تک بھی باد جنوب باد شمال کا اختلاف باقی ہے کیونکہ تم لوگ طعن کرنے والے ہو۔ عیب لگانے والے ہو حق سے منھ پھیرنے والے ہو اور نہایت ہی ڈرپوک اور بزدل ہو بے شک اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ از روئے اعداد و شمار تم کثیر التعداد نظر آؤ اور دل تمھارے بالکل ہی تھوڑے اور ضعیف ہوں میں نے تمھیں ایسے رستہ پر چھوڑ دیا ہے جو نہایت ہی واضح اور آشکارا ہے اس راہ میں سوائے گمراہ جبلی کے کوئی ہلاک نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو جو اس طریقہ پر قائم رہا وہ جنت میں داخل ہو گیا جس نے ذرا بھی لغزش کھائی اس کے لئے دوزخ کی آنچ تیار ہے ✤

اصحاب امیر المومنین میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ پہلے تو آپنے جنگ صفین میں ہمیں حکم مقرر کرنے سے منع کیا پھر آخر میں اسی کا حکم دیا ہم نہیں جانتے کہ اس امر و نہی میں کونسی شے باعث ثواب ہے یہ سنتے ہی حضرت نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور تاسف سے فرمایا یہ جزا اس شخص کی ہے جو عقد کو توڑ ڈالے یعنی وہ جماعت صفین میں ترک حرب پر اصرار کر رہی تھی۔ محاکمہ پر راضی ہو رہی تھی امیر المومنین نے یہ سمجھ کر لیا تھا کہ اگر لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھایا

کلام امام علیہ السلام

تم دین حقہ کی نصرت کرنے والے ہو۔ تم برادران دینی ہو۔ یوم دشواری وشدت میں تم ایک دوسرے کی سپر ہو لوگون کے نزدیک تم ایک دوسرے کے بھیدون سے واقف ہو ہین تمھاری مدد کے سبب سے اس شخص کے ساتھ حرب وضرب سے پیش آتا ہون جو حق سے پشت پھراتا ہو اور تمھاری ہی امداد کے سبب سے ان لوگونکے مطیع ہو جانیکی امید ہے جو لڑائی بھڑائی سے پیش آتے ہین۔ اب تم ان نصیحتون کو قبول کرکے جو مکر و فریب سے خالی ہین۔ شک و شبہہ سے بچی ہوتی ہین۔ میری اعانت کرو خدا کی قسم مدد کے لئے مین مستحق ترین مردم ہون اور میری اعانت ان کے نفس پر بھی مقدم ہے +

کلام امام ہمام علیہ السلام

جب حضرت نے لوگون کو بلاکر جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب لائی اور لوگ یہ سنکر تھوڑی دیر کے لئے بالکل خاموش ہوگئے تو اسوقت آپ نے فرمایا۔ کیا چیز ہے جس نے تمھین گونگا بنادیا تمھاری زبانین لال ہوگئیں یہ سنکر ایک جماعت نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ جہاد کے لئے روانہ ہون گے تو ہم بھی آپکے ساتھ حاضر ہین حضرت نے فرمایا۔ کیا ہوگیا تم تو سعادت و رشادت کے لئے بالکل حد راستی سے گذر گئے تم تو کسی مقصد مین بھی راہ یافتہ نہین ہو کیا یہ بات مناسب حال ہے کہ اس سفر مین مین باہر نکلون؟ نہین نہین اس سفر مین وہ جائے گا جسے مین پسند کرون وہ تمھارے ہی دلیرون مین سے کوئی ہوگا اور تمھارے ہی جنگ آزما بہادرون مین سے کوئی انتخاب کیا جائے گا لشکر و شہر کی حفاظت بیت المال کی نگہبانی خراج زمین کا جمع کرنا۔ مسلمانون کے قضیون کو چکانا طلب کرنے والون کے حقوق کی نگہداشت اتنے کام ہین مجھے سزاوار نہین کہ مین انھین

چھوڑ دو اس حالت مین کہ کوئی بھی انکا نگہبان ہو نہ تمھارا کوئی جانشین ان کی حفاظت کے لئے تیار ہو اور بے شک تم مین کوئی شخص اگر اپنے غیر کی طرف التفات نہ کرے تو اس کا نفس ہی اسے مہموم اور رنجیدہ کر سکتا ہے۔ مگر افسوس! جو کچھ تم نے یاد کیا تھا بالکل بھلا دیا جس شے سے تمھیں ڈرایا گیا تھا تم اسی سے اپنے آپ کو امن مین سمجھنے لگے اب تمھاری تدبیر تم سے سرگردان ہو گئی اور تمھارے امور منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ اب تو میری دعا ہے اور مین اسی بات کو دوست رکھتا ہون کہ پروردگار عالم میرے اور تمھارے درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگون کے ساتھ ملحق فرما دے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہون وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی رائین اور تدبیرین میمون و مبارک تھین وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباریون کے مالک تھے وہ راست گفتار تھے وہ بغاوت اور جور و ستم کے ترک کرنے والے تھے۔ گذر گئے ورآنحالیکہ انکے پاؤن طریقہ اسلام پر مستقیم تھے۔ وہ راہ واضح پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبیٰ مین فتح و فیروزی حاصل کی نیک اور گوارا اکرامتون سے فیضیاب ہو گئے۔ قسم خدا کی اب تم پر ایک درشت خو بلند قامت اور جور و ستم کرنے والے کا بیٹا مسلط ہو گا وہ تمھارے سبزہ زارون کو کھا جائے گا تمھاری چربیون کو پگھلائے گا۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

(۲۰۹)

جس خدا نے تمھین مال و متاع عنایت فرمائے ہین اس کے لئے تم نے نہ تو انھین اموال کو بچایا نہ اس کی خاطر اپنے نفسون کو ہلاک کیا جس نے تمھین خلق کیا ہے۔ تم اسی پروردگار کے سبب سے بندگان خدا مین معزز و مکرم ہوا اور پھر خدا کا اس کے بندون مین اعزاز و اکرام نہین کرتے۔ اس کے خاص بندون کے بارے مین اس کی عزت کو نگاہ مین نہین رکھتے تم اپنے منزلون سے پہلے ان لوگون کی منزلون سے عبرت حاصل کرو جو تم سے پہلے گذر چکے ہین اور عبرت سیکھو کہ تم اپنے نزدیک ترین بھائیون سے قطع ہوئے جا رہے ہو۔

تر و تازہ ہو ہو کر ہماری طرف رخ کریں ہمارے مویشیوں کی زندگی ہو جائے وہ لوگ جو ہم سے دور رہتے ہیں اس سے منتفع ہوں ہمارے گرد و نواح کے رہنے والے اس سے امداد طلب کریں ہماری یہ آرزو قبول کر کیونکہ تیری برکتیں نہایت وسیع ہیں فقیر اور محتاج مخلوق اور حیوانات وحشی پر تیری بزرگ بخششوں کا دروازہ کھلا ہوا ہے خداوندا ہم پر وہ بارش نازل ہو جو بالکل بھگو دینے والی ہو برسے متواتر برسے اور یہانتک برسے کہ سیال ہو جائے وہ ایک دوسرے کی مزاحم ہو اور ایک قطرہ دوسرے کو دفع کر رہا ہے اس کی بجلیاں بارشوں کے بغیر نہوں اسکا ابر متفرق - پراگندہ اور بے آب ہو اس کے بادلوں کی پھوار ٹھنڈی ہواؤں کے ساتھ ہو جو زراعت اور میووں کے لئے مفید ہے تاکہ اس کے نباتات کے سبب سے مردمان قحط کشیدہ فراوانیاں اور خوشحالیاں حاصل کریں خشک سالی کے مارے ہوئے اس کی برکت سے زندہ ہو جاتیں اور بے شک جب لوگ بالکل مایوس ہو جاتے ہیں تو تو ہی باران رحمت نازل کرتا ہے تو اپنے ابر رحمت کو پھیلا دیتا ہے اور تو ہی مولا ہے تو ہی حاکم ہے اور تو ہی حمید و محمود ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے جناب محمد مصطفٰے کو پیغمبر بنا کر بھیجا درآنحالیکہ وہ حق کی طرف خلقت کو بلانے والا اور اس مخلوق پر شاہد تھا اس اولوالعزم پیغمبر نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو بغیر تانی و تقصیر کے خلقت تک پہنچا دیا اور بغیر سستی و عذر کے راہ خدا میں دشمنان خدا سے محاربہ و جہاد کیا وہ پیشوا ہے اس شخص کا جو پرہیزگار ہے متقی ہے وہ بینائی بخشنے والا ہے اس شخص کو جو طالب راہ ہدایت ہو رہا ہے ✣

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں وہ شئے جسکی پوشیدگیاں تم سے لپٹی ہوتی ہیں اگر تمکو بھی ویسا ہی علم ہو جیسا کہ مجھے حاصل ہے تو البتہ تم ابھی خاک کے ڈھیروں اور قبروں کی طرف نکل جاؤ اپنے اعمال پر دن رات گریہ کرو اپنے نفسوں کے ضرر پر سینہ زنی کرو تم اپنے اموال کو بغیر کسی حفاظت و

مین حیران و سرگردان ہین زنان پسر مردہ کی طرح فریاد کر رہے ہین اپنی چراگاہونین تردد
کرکے پھر پھر کر ملول ہوتے جاتے ہین (ایک تنکا گھاس کا میسّر نہین آتا) انکی آبگاہوں مین پانی
نایاب ہے اور اس کے سبب سے الم رسیدہ ہوئے جاتے ہیں - پروردگارا! بکریونکی نالہ وزاری پر
رحم کر اونٹون کی آرزومندی پر ترحم فرما - بارالہا ان کی حیرتون اور پریشانیوں پر کرم کر جو
باہر نکلتے ہی انھین لاحق ہوتی ہین انکی آہ وزاری پر توجہ کر جو گھرونمین داخل ہوتی ہے
انھیں عارض ہوجاتی ہے - بارالہا! ہم اسوقت تیری رحمت کی طرف اپنے گھرون سے باہر
نکلے ہین جب قحط سالی کے مارے ہوتے اونٹ ہمارے گرد جمع ہوتے ہین اور ان مواخذات
نے ہم سے مخالفت کی ہے جن سے بارش کا گمان تھا اب توہی نا امیدون کے لئے اُمید بن!
اور التماس کرنے والون کی توہی کفایت کر ہم تجھے ایسی حالت مین پکار رہے ہین جبکہ لوگو نپر
مایوسی چھا رہی ہے ابرنے بارشون کو ہم سے موقوف کر دیا ہے چرندے ہلاک ہوچکے ہین
پروردگارا تجھ سے ہم منت کرتے ہین - ہمارے اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر ہمین ہمارے گناہونمین
گرفتار نہ کر تو اپنی رحمت کو ہم پر پھیلا دے برسنے والے بادل ہمپر چھا جائیں بارشین برسین
اور خوب برسین خوشنمائی و تبدگی ظاہر ہو ایسی بارش ہو ایسی بارش ہو کہ وہ چیزین زندہ
ہوجائیں جو قحط آب سے مردہ ہوچکی ہین اور وہ زراعتیں سرسبز نظر آئیں جو مُرجھا کر فوت
ہوگیئں ہین - بارالہا! ہم تجھ سے ایسی بارش کی طلب کرتے ہین جو زندگی بخش ہو ایک جہان کو سیراب
کردے پاک و پاکیزہ ہو برکت والی ہو - خوشگوار ہو وسعت و فراخی لانیوالی ہو ہری ہری
گھانس کو اُگاتے شاخون مین میوے نمودار کردے انکے پتے سبز و شاداب ہوجائیں تو اپنے
ضعیف بندون کو بلند کردے اور تیرے شہرونکے ساکن جو مردہ ہوچکے ہیں پھر تیرے فضل و
کرم سے زندہ ہوجائیں - بارالہا! ہم تجھ سے ایسی بارش طلب کرتے ہیں کہ ہماری بلند زمینیں
اس کے سبب سے سرسبز پتیاں ظاہر کرین - ہماری چھوٹی چھوٹی نہرین جاری ہوجائیں اور
ان کے سبب سے ہمارے اطراف و جوانب مین بکثرت آبپاشی ہو جائے ہمارے میوے پھر اسی طرح

سبب سے آخرت مین زیادتی ہوگئی وہ اس سے بہتر ہے کہ آخرت مین نقص آتے اور دنیا مین ترقی زیادتی
ہو کیونکہ اکثر ناقص شدہ چیزین فائدہ مند ہین اور اکثر زیادتیان نقصان آمیز ہین اور بیشک
وہ چیز جسپر تم مامور ہو اس سے نہایت وسیع ہے جس سے تمھین منع کیا گیا ہے حلال اشیا
ان سے کہین زیادہ ہین جو تمپر حرام کی گئین ہین تم ان زیادہ چیزون کے سبب سے کم کو ترک کردو
اور امور ضیقہ کو ان چیزون سے بدل ڈالو جو صاحب سعت ہین یہ امر یقینی ہے کہ پروردگار عالم
تمھاری روزی کا متکفل ہے اور تم محض عمل و عبادت کے لئے مامور ہوئے ہو۔ اب تمھین سزاوار
نہین کہ تم طلب روزی کو جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے اولی او بہتر سمجھو اور ایسے اس عمل پر
مقدم سمجھو جو تمپر فرض کیا گیا ہے +
باوجود ان باتون کے بھی قسم خدا کی تم لوگون مین شک ظاہر ہو رہا ہے اور یقین معیوب سا
خیال کیا جا رہا ہے اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ روزی جس کا ضامن خداوند جل و علی ہے اسکی
طلب تمپر فرض ہے اور جو شے حقیقتاً تمپر فرض ہے (عبادت) وہ تم سے اٹھالی گئی ہے۔
بندگان خدا تم اعمال کی طرف جلدی کرو ناگہانی موت سے ڈرو اس لئے کہ عمر رفتہ کے واپس
آنے کی اتنی بھی امید نہین جتنی کہ رجعت رزق کی امید ہے۔ وہ رزق جسے زمانے نے فوت
اور گم کر دیا ہے۔ امید ہے کہ وہ کل کو زیادہ ہو جائے گا اور عمر کا وہ حصہ جو کل گم ہو گیا آج اسکے
واپس آجانے کی آس نہین۔ آیندہ کے لئے امید ہے مگر گذشتہ کے لئے بالکل ناامیدی اب تم
خدا سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہوتا ہے۔ اور سزاوار ہے کہ تم نہ مرو الا یہ کہ دائرہ اسلام مین
رہ کر موت اختیار کرو +

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بارش کی طلب مین حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔ پروردگارا خشکی کی وجہ سے ہمارے
پہاڑ شق ہو گئے ہماری زمین غبار آلود ہو گئی۔ ہمارے چوپائے پیاسے ہین اپنی خواب گاہون

کھینچ لیتا ہے یہ وہ کھانے والا ہے جس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا یہ وہ پینے والا ہے جو کبھی سیراب ہی نہیں ہوتا اور دنیا کے رنج و تعب میں سے یہ امر کسقدر رنجدہ ہے کہ انسان مال جمع کرتا ہے اور خود نہیں کھاتا۔ مکان بناتا ہے مگر اُس میں سکونت میسر نہیں ہوتی وہ اس حالت میں جزلسئے الہی کی طرف جاتا ہے کہ نہ تو اپنا جمع کیا ہوا مال اُٹھا سکتا ہے نہ مکانات کو اپنے ساتھ منتقل کر سکتا ہے اب تغیرات دنیا کو دیکھو! تو ایک شخص کو دیکھتا ہے کہ جسکی حالت فقر و فاقہ کے سبب سے نہایت قابل رحم تھی وہ اب دولت و مال کے سبب سے محسود مردم ہو رہا ہے اور جو محسود مردم تھا اس کی حالت نہایت ہی قابل ترحم ہے اور یہ امر صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ قابل رحم شخص ستم کشی کی سختیوں کا متحمل ہوا اور اس محسود شخص نے صاحب نعمت کی نعمتوں کو یہ ستم چھین لیا۔ اب عبرتہائے دنیا بھی قابل غور ہیں تم نے دیکھا ہوگا کہ ایک شخص اپنی آرزوؤں پر فائز ہوا چاہتا ہے اور اپنی تمناؤں کے بالکل قریب ہے ناگہاں موت آئی اور اُس کی آرزوؤں کو قطع کر دیا اب کوئی آرزو وہی نہ رہی جس تک پہنچنے کی تمنا ہو اور کوئی آرزومند ایسا نہیں جسے موت نے چھوڑ دیا ہو سبحان اللہ اس دنیا کی خوشحالیاں کسقدر فریب دینے والی ہیں۔ اسکی سیرابیوں میں کسقدر تشنگیاں مضمر ہیں اس کا سایہ کتنی جلد دھوپ سے مبدل ہو جائیگا اور بیشک آنے والی شئے ایسی نہیں جو پلٹ سکے اور نہ کوئی گذشتہ ہے جو پھر واپس آجاتے ؁

سبحان اللہ! ملحق ہو جانے کے سبب سے شخص زندہ کسقدر مردے کے قریب ہے اور منقطع ہو جانے کے سبب سے مردہ زندہ سے کسقدر دور اور بعید ہے انواع عذاب میں کوئی عذاب عذاب الہی کے سوا نہیں اور نہ اقسام ثواب میں ثواب خداوندی کے سوا کوئی ثواب ہے دنیا کی ہر ایک چیز سننے کی حالتیں دیکھنے سے بزرگتر ہے (جسقدر کہ اُس کے اوصاف سُنے جاتے ہیں مشاہدہ حقیقی کے نزدیک انکی کوئی وقعت نہیں) اور آخرت کی ہر ایک چیز کا معائنہ اوصاف شنیدنی سے بہت بالا ہے (دیکھنے سے اسکے جو اوصاف معلوم ہوتے ہیں وہ سماعت سے نہیں ہوتے) اب سزاوار ہے کہ تمھیں دیکھنے کی بہ نسبت سننا اور غیب کی نسبت خبر ہی کفایت کرے۔ تم خوب جان لو کہ دنیا میں جو شئے ناقص ہی اور اُس کے

صلی اللہ علیہ و آلہ اس کے بندے ہین اس کے رسول ہین یہ دونو شہادتین اعتقاد کو بلند کرتی ہین اعمال و عبادات کو رفیع الدرجات بنادیتی ہین یہ دونو شہادتین جب میزان مین رکھدی جاتین تو اس کا پلہ نہایت بھاری ہو جاتا ہے اعمال و عبادات گرانقدر ہو جاتے ہین اور جب میزان سے یہ دونو شہادتین اُٹھالی جاتین تو اس کا پلہ نہایت سبک ہو جاتا ہے

بندگان خدا! مین تمھین تقویٰ خدا کی وصیت کرتا ہون جو آخرت کے لئے زادہ راہ ہے۔ جو پناہ کا مقام ہے۔ یہ توشہ منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔ یہ توشہ حوائجات پر ظفر پانے کے لئے مقام پناہ ہے بلانے والے کی آواز کا سب سے زیادہ سننے والا اس کی طرف بلاتا ہے اور اعلیٰ حفاظت کرنے والا (پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ) اس کی حفاظت کرتا ہے بلانے والے نے اسے سنادیا اور اس کی حفاظت کرنے والا رستگار ہو گیا۔

بندگان خدا! بے شک تقویٰ الٰہی نے محارم الٰہی کو اس کے دوستون سے منع کر دیا ان کے دلون کو خوف و خشیۃ خدا کا ملازم بنادیا۔ اس کے سبب سے انکی راتین نماز گزاریون کے لئے بیداریون سے بدل گئین روزہ داری کے سبب سے ان کے ایام کو تشنہ کر دیا اور یہ لوگ اس تعب تشنگی و نیا کے سبب سے راحت آخرت کے مستحق ہو گئے۔ اُنھون نے موت کو بہت نزدیک سمجھا اور عبادت کو ترقیاں دیتے رہے دنیا کی آرزوؤں کو جھوٹا سمجھا اور آخرت پر ہی نگاہین رکھیں۔

خوب جان لو! یہ دنیا فنا کا گھر ہے یہ رنج و تعب کا مکان ہے یہ متغیر ہو جانیوالا مقام ہے یہ عبور کر جانے کی جگہہ ہے اور اسی فنا کے سبب سے زمانہ اپنی کمان کو زہ کر رہا ہے اس کی بلاؤن کے تیر خطا نہیں ہوتے اس کی جراحتون کا علاج نہیں ہو سکتا۔ زندہ کو موت کے گڑھے مین پھینک دیتا ہے تندرست کو مریض بنادیتا ہے اور نجات یافتہ کو ہلاکت کی طرف

سب کے سب معائب مین ایک دوسرے کی مثال ہو لہذا کسی کی جرات نہیں پڑتی کہ دوسرے کے سامنے اس کے عیوب کا اظہار کرے کیونکہ یہ خوف ہے کہ وہ میری قلعی کھولدے گا) اس صورت مین البتہ ترک آخرت و محبت دنیا پر تم لوگوں مین خالص دوستی پیدا ہو گئی اور تم مین سے ہر ایک کا دین اسی قدر رہ گیا ہے کہ اسے فقط زبان سے چاٹ لیا جائے (فقط زبانوں ہی زبانوں پر دین کا نام ہے اور دل اعتقاد سے خالی ہین) تمھاری یہ خصلت اس غلام کی خصلت سے مشابہ ہے جو اپنے آقا کے کاروبار سے فارغ ہو چکا ہو اور اس کی خوشنودی حاصل کر لی ہو (جیسا کہ وہ شخص اب مطمئن ہے اور کسی کام کو ہاتھ نہین لگاتا تم بھی ایسے ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہوئے فراغت کے ساتھ باطمینان خاطر بیٹھے ہو ؎

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اسی خداوند جل و علا کے لئے زیبا ہے جو حمد کو نعمت کے ساتھ اور نعمت کو شکر کے ساتھ وصل کر دیتا ہے۔ مین اس کی نعمتوں پر بھی اس کی ویسی ہی حمد و ثنا کرتا ہوں جیسا کہ اس کی بلاؤن پر مین ان نفوس پر حاوی ہو جانے کے لئے اس سے مدد مانگتا ہوں جو سستی سے کام لیتے ہین اس امر کے بجا لانے مین جس پر مامور ہین اور جس بات سے انھین ممانعت کی گئی ہے اسی کی طرف دوڑتے ہین مین ان گناہوں سے استغفار کرتا ہوں جن کا اسکے علم نے احاطہ کر لیا ہے اور اس کی کتاب ان کا احصار کر چکی ہے اس کا علم وہ علم ہے جو کسی شے مین قاصر نہین اور اس کی کتاب وہ کتاب ہے جس نے کسی چیز کو شمار کئے بغیر باقی نہین چھوڑا مین اس پر اسطرح ایمان لایا ہوں اس کے وجود کا اس شخص کی مانند اعتقاد کر رہا ہوں جس نے امور غائبہ کا آنکھوں سے معائنہ کر لیا ہو اور ان چیزوں پر مطلع ہو گیا ہو جن کا وعدہ کیا گیا ہے یہ ایمان اور اعتقاد مشترک ہونے سے روکتا ہے اور شک کو یقین سے بدل دیتا ہے۔ مین شہادت دیتا ہوں کہ اس معبود برحق کے سوا کوئی معبود نہین وہ تنہا اور یگانہ ہے کوئی اسکا شریک نہین اور محمد

اُسے بجالاؤ تم خدا سے اسی شئے کا سوال کرو جو تم سے اداے حقوق واجبہ کی نسبت اس نے سوال کیا ہے موت کی آواز کو بگوش دل سنو (آمادۂ مرگ رہو) قبل ازین کہ موت تمھیں بلاے (آثار و علامات مرگ تم پر ظاہر ہوں) بالتحقیق دنیا مین رہ کر اس کی طرف رغبت نہ کرنے والوں کے قلوب روتے رہتے ہین گو ہنسی کے سامان ان کے لئے مہیا رہین انکا حزن و ملال بہت بڑھا ہوا ہے اگرچہ اسباب فرحت و شادی فراہم ہو جائیں۔ نفس امارہ پر ان کا غصّہ طاری ہی رہتا ہے سامان خوش حالی اس چیز کے سبب سے جو ان کے رزق مین مقرر کی گئی ہے حاصل ہوں ہوا کرین *

ایہا الناس! موت کا نقش تمھارے دلون سے مٹ گیا ہے۔ تم جھوٹی آرزوؤں کے لئے ہر وقت حاضر ہو آخرت سے زیادہ دنیا تم پر مسلّط ہو رہی ہے۔ دنیاوی امور کارہاے آخرت سے زیادہ تمھیں متحرک کر رہے ہین۔ خوب سمجھ لو کہ از روے دین اسلام تم آپس مین بھائی بھائی ہو تمھیں کوئی شئے ایک دوسرے سے متفرق اور جدا نہیں کر سکتی مگر تمھارے دلونکی پوشیدہ خباثت اور تمھارے قلوب کی برائیاں تمھیں پراگندگیوں پر آمادہ کرتی ہین تمھیں کیا ہو گیا ہے فہوس مال دنیا کا تھوڑا سا حصّہ جب تمھیں ملجاتا ہے بے اندازہ فرحناک ہو جاتے ہو پھولے نہین سماتے اور وہ اجر کثیر آخرت جس سے تم محروم کر دئے جاتے ہو تمھیں ذرا بھی اندوہناک نہین کرتا۔ اگر دنیا کی ذرا سی چیز تمھارے پاس سے فوت ہو جاتی ہے تو وہ تمھیں مضطرب اور پریشان کر دیتی ہے۔ اس کا قلق و اضطراب تمھاری صورتون سے ظاہر ہونے لگتا ہے انتہائی بے صبری تمھارے چہرون پر برس جاتی ہے اس چیز کے سبب سے جو تم سے لے لی گئی ہے۔ گویا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ دنیا تمھاری ہمیشہ کی سکونت کا مقام ہے اور اس کے مال و متاع ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمھارے پاس باقی رہین گے تم مین سے کسی فرد واحد کو وہ کونسی چیز اس سے منع کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کا اس کے ان عیوب کے ساتھ استقبال کرے جن سے وہ ڈرتا ہے اس کے عیوب کو اس کے سامنے ظاہر کرے) مگر یہ بات ہے کہ اُسے بھی یہ خوف لگا ہوا ہے کہ میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے گا (چونکہ تم

ملک الموت کا ذکر فرماتے ہین جسوقت کہ ملک الموت کسی مکان مین داخل ہوا اسوقت آیا تو کسی حواس ظاہری سے اسکا احساس کر سکتا ہے ؟ یا جب وہ کسی کی روح قبض کرتا ہے تو اسے دیکھتا ہے وہ کس طرح شکم مادر مین اطفال کی روح قبض کرتا ہے کیا وہ اعضائے مادر مین سے کسی عضو مین داخل ہوتا ہے یا روح اپنے پروردگار کے حکم سے اُس کی (ملک الموت کی) اجابت کرتی ہے کیا وہ (ملک الموت) اس طفل کے ساتھ احشائے مادر مین ساکن و قایم ہے پھر وہ شخص کیونکر اپنے خدا کی صفات بیان کر سکتا ہے جو اپنی مثل مخلوق کے اوصاف بیان کرنے سے عاجز ہو اللہ اکبر یہ ہے فلاسفران ربانی کی کنہ شناسی +

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

مین تمکو دنیا سے ڈراتا ہوں یہ وہ مکان ہے جسکی بنیادین اکھڑنے والی ہین یہ عیش و آرام کا گھر نہین - یہ لوگوں کو فریفتہ کرنے کے لئے مزین ہو رہی ہے یہ اپنی آرائشون سے لوگون کو فریب دیتی ہے یہ وہ مکان ہے جو اہل دنیا کے لئے خوار ہے انکی ذلت و خواری کا سبب ہے اس کے حلال حرام سے ملے ہوئے ہین اس کی بھلائیان شرارت آمیز ہین - اسکی شیرینی مین تلخیون کی آمیزش ہے اسے پروردگار عالم نے اپنے دوستون کے لئے خالص نہین کیا انھیں اسی لئے دنیاوی شوکتیں عطا نہین ہوئین اور اپنے دشمنون کے ساتھ بخشش ہائے دنیا مین بخل کو دخل نہین دیا بہبودیاں یہان نایاب ہین - شرارتیں مہیا اور آمادہ ہین اس کے اموال کا اجتماع نیست ہونے والا ہے اسکا ملک سلب کر لیا جائیگا - اسکی عمارتیں بہت جلد خراب ہو جائینگی +

اب بتاؤ اس مکان مین کون سی خوبی ہے جسکی بنیادین خراب ہوکر شکستہ ہو جائیں اس عمر مین کونسی بھلائی ہے جو آہستہ آہستہ توشہ راہ کی طرح فنا ہو جاتے اس زمانہ مین کیا بہتری ہے جو مسافر کی مسافت کی طرح منقطع ہو رہا ہے +

ایہا الناس ! پروردگار عالم نے تمھارے مطالب مقاصد مین سے جو کچھ تمپر واجب و فرض کیا ہے

نہین سمجھا گیا (جیسا کہ زندگی مین جب کسی جگہہ مقام کرتے تھے طرح طرح کے مہمانیون سے انکی تواضع کی جاتی تھی) اب تو ان کی قبرین پتھرون کے ڈھیر ہین۔ مٹی ان کے لئے کفن کا کام دے رہی ہے اور بوسیدہ ہڈیان ان کی ہمسایہ ہین اب وہ ایسے ہمسایہ ہین کہ لاکھ لاکھ پکارو مگر ایک جواب نہ دین گے۔ انپر کتنا ہی ظلم کیا جائے مگر منع نہین کر سکتے اور نہ رونے کے لئے انکی آنکھ مین تراوت باقی ہے۔ اگر اہل دنیا اب ان کے ساتھ احسان کرین تو انہین خوشی حاصل نہین ہوتی اور اگر دست کرم کو روک لین تو وہ مایوس نہین ہوتے وہ سب ایک جگہہ (قبرستان) مین جمع ہین مگر پھر علیحدہ علیحدہ ہین (کوئی کسی کا شریک حال ہی نہین) وہ آپس مین ہمسایہ ہین پھر ایک دوسرے سے الگ الگ ہین (ایک کو دوسرے کی خبر ہی نہین) وہ آپس مین نزدیک ہین مگر ایک دوسرے کی زیارت نہین کر سکتے وہ آپسمین خویش و قریب ضرور ہین مگر ایک دوسرے کے نزدیک نہین آتا وہ بردبار ہین کینہ انکے دلون سے نکل چکا ہے وہ نادان ہین حسد ان سے بالکل زائل ہو گیا ہے انکا ورغفین خوفناک نہین کر سکتا انکے مٹا دینے کی اُمید نہین رکھ سکتا ان لوگون نے روئے زمین کو تہ زمین سے تبدیل کر لیا ہے۔ وسعت کی عوض تنگی قبول کی ہے اپنے اہلیت پر وحشت کو مقدم کیا ہے اور اپنی روشنیان تاریکیون سے مبدل کر لی ہین اب یہ لوگ پا برہنہ و تن برہنہ پھر زمین پر آئین گے جیسا کہ اس سے مفارقت کی ہے اور پھر اس زمین سے اپنے اعمال کے ساتھ حیات دائمی اور ہمیشہ باقی رہنے والے مکان کی طرف کوچ کرینگے جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین جیسا کہ ہم نے اول خلق کو ظاہر کیا ہے اسی طرح اسکو لوٹا دینگے (جیسا کہ ہم کو انکی ابتدائی پیدائش پر قدرت حاصل تھی ویسے ہی انکے اعادہ پر بھی ہے) یہ وعدہ ہے جو ہم پر لازم ہے اور بے شک ہم ہر ایک کام کے کرنے والے ہین ٭

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اُنہوں نے کس کس طرح دنیا کی بندگی نہ کی کن کن طریقوں سے دنیا کو اختیار نہ کیا مگر آخر کار دنیا
سے کوچ کر گئے نہ تو زادراہ میسر ہوا جو منزل تک پہنچا دے نہ کوئی سواری میسر ہوئی جو قطع مسافت
مین کام آتے - کیا تمھین خبر پہنچی ہے؟ کہ دنیا نے انکے لئے ایک لمحہ کے واسطے بھی بخشش و عطا سے
کام لیا یا کسی قسم کی معاونت سے ان کی اعانت کی یا ان کے ہمراہ ہو کر کسی قسم کا احسان کیا
نہین نہین بلکہ سخت سخت مصائب کو ان کے شامل حال کر دیا - انہیں طرح طرح کی کوفت
پہنچا کر مضمحل بنا دیا - حوادثات زمانہ سے وہ بالکل مضطرب ہو کر رہ گئے انھین نتھنوں تک
خاک مین آلودہ کر دیا - چکمہ ہائے پائے شتر سے خوب ہی زدوکوب کیا - اور حوادثات زمانہ کو ان پر
مسلط کر ہی دیا بے شک تم نے اس شخص کے لئے دنیا کی ناشناساتی کو دیکھ لیا ہے جو اس کا تقرب
تلاش کر رہا تھا اسے ہی اختیار کرتا تھا اسی کی طرف مائل تھا حتیٰ کہ وہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے جدائی اختیار کرتے ہوئے کوچ کر گیا - کیا سوائے گرسنگی کے ایسے لوگوں کو اور بھی
زادراہ دنیا کی طرف سے میسر ہوا کیا سوائے تنگی اور ضیق کے انھیں اور بھی کہین جگہ دی
کیا سوائے ظلمت اور تاریکی کے کچھ اور بھی ان کے لئے ظاہر کیا - کیا سوائے پشیمانی کے کوئی اور
چیز بھی انکی متعاقب ہوتی اب کیا تم اس دنیا کو اختیار کرتے جس مین یہ یہ صفات
موجود ہین؟ کیا تم دنیا کی اب بھی طمع کروگے؟ کیا تمھین اس کی طرف سے اطمینان کلی حاصل
ہے؟ کیا تم اسیر حرص کروگے خوب جان لو کہ دنیا اس شخص کے لیے نہایت ہی برا مقام ہے
جو اسے محل تہمت و اتہام نہ سمجھے اور اس مین رہ کر خوف و بیم مین اپنی زندگی نہ گذارے افسوس
ہے تم کاروبار دنیا مین اس قدر مشغول ہو حالانکہ جانتے ہو کہ تمھیں اسے چھوڑ جاؤگے اِس سے
کوچ کر جاؤگے تم ان لوگوں کی نصیحتین مان رہے ہو جو تم سے پہلے کہا کرتے تھے کون ہم سے زیادہ
زبردست اور شدید القوۃ ہے - سخوا وہ لوگ انکی قبروں کی طرف سوار کر دئے گئے اور
انہیں سوار نہین کہا گیا (جیسا کہ حالت حیات مین جب مرکب پر بیٹھتے تھے تو کہا جاتا تھا
کس قدر صاحب شوکت سوار ہین) انھین ان کی قبرون مین منزل دی گئی اور انہین مہمان

کچہ ہے (اس دنیا کا یہی وطیرہ ہے اس کی دوستی کا بالکل اعتبار نہ کرنا چاہئے اور اگر ایک جانب سے
دنیا اس کے لئے شیرین اور خوشگوار ہو تو لازمی ہے کہ دوسری طرف سے تلخیاں پہنچاتے
کوئی شخص دنیا مین اپنی خوشی و وسعت کی مرادون کو نہین پہنچا مگر یہ کہ دنیا ایسے مصائب
وحوادث کی شقتون کا متحمل بنا دے اور اس دنیا مین کوئی امن کے بازوؤں مین شام
نہین کرتا مگر یہ کہ خوف و بیم کے ساتے مین صبح کرتا ہے یہ دنیا سخت دھوکے دینے والی ہے
یہ سراسر فریب ہے جو اشیا اس مین موجود ہین سب کی سب فانی ہین جو اس کا ملازم
ہوا اسی کو نیست نابود کر دیا اور اس دنیا مین توشہ و زاد راہ کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ
تقوی ہے اور سوا زہد و تقوی کے کسی چیز مین بہتری اور بھلائی نہین۔ جس شخص نے مال و متاع
دنیا مین بہت قلیل حصہ لیا اس نے اشیا مین بہت بڑا حصہ لے لیا جو اسے عقوبتون سے
امن دینے والی ہین اور جس شخص نے بہت سا مال دنیا جمع کیا اس نے وہ چیزین بہت بڑی
مقدار مین اکھٹی کر لین جو اسے ہلاک کرنے والی ہین اور بہت جلد اس کے پاس سے زائل اور گم
ہو جاتین گی جس شخص نے دنیا پر بھروسا کیا وہی درد رسیدہ بن گیا جو شخص دنیا مین مطمئن
اور صاحب آرام بنا اس نے اسی کو زمین پر پچھاڑ دیا جو صاحب جاہ و منزلت ہوا اسی کو حقیر اور
پست کیا۔ جس شخص نے نخوت کی اسی کو اس دنیا نے ذلت و خواری مین گرفتار کر دیا۔ دنیا کی بادشاہتین
لٹنے والی ہین اس کے عیش مکدر ہین اس کی شیرینیان ناگوار ہین اس کی حلاوتین تلخ ہین
اس کی غذائین زہر ہین اس کے اسباب کھٹکنے والے ہین اس کی زندگی موت ہے اس کی
صحت و سلامتی عین مرض ہے۔ اسکی سلطنت کھینچ لی گئی ہے۔ قاہر دنیا مقہور ہے اسکے اموال
معرض نکبت مین آئے ہوئے ہین اور اس دنیا کا ہمسایہ آوارہ و پریشان ہے *

ایہا النّاس! کیا تم ان لوگون کے مساکن مین سکونت گزین نہین ہو جن کی عمرین تم سے بہت
زیادہ طویل تھین۔ جن کے آثار تم سے زیادہ باقی رہنے والے تھے جن کی آرزوئین حد سے زیادہ
بڑھی ہوئی تھین جن کا شمار تم سے بہت زیادہ تھا جن کے لشکر بہت زیادہ فراہمی اور انبوہ کثیر تھے

حمد خدا و نعت رسول کے بعد یایہا الناس حقیقۃً مین تمھیں دنیا سے ڈرا رہا ہوں کیونکہ یہ دنیا شیرین ہے اور سبز باغ دکھا رہی ہے۔ شہوات کے باعث اسکا طواف کیا جا رہا ہے جلدی زائل ہو جانے والی نعمتوں کے سبب سے محبوب ہے تھوڑی سی زندگی کے ساتھ خوش آیند ہے اس نے آرزوؤں کے ساتھ آرایش کر رکھی ہے مکر و فریب کے ساتھ مزین ہو رہی ہے اس کی شادیاں اور فرحتین ہمیشہ نہیں رہین گی اور نہ اس کے آلام و مصائب سے پناہ مل سکتی ہے یہ دنیا فریبی ہے مکار ہے ضرر پہنچانے والی ہے آخرت سے منع کرتی ہے بہت جلد زائل ہو جاتی گی یہ اب اتمام کو پہنچی یہ اب ہلاک ہوئی یہ اکالہ ہے اپنے شکارون کو کھا جانیوالی ہے اور اپنے گرفتارون کو ہلاک کرنے والی ہے یہ دنیا جب اپنی طرف رغبت کرنے والون کی انتہائی آرزو تک پہنچ جاتی ہے تو پھر اس مثال سے تجاوز نہیں کر سکتی جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ہشیما تذروہ الریاح وکان اللہ علی کل شیء مقتدرا اس پانی کی مثال ہے جسے ہمنے آسمان سے نازل کیا اور نباتات ارضیہ اس کے ساتھ ممزوج و مختلط ہو گئی (چارون طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگا) پھر اس شاداب گیاہ نے ایسی حالت مین صبح کی کہ سوکھ کر ریزہ ریزہ ہو گئی اور ہواؤن نے اسکو ادھر اُدھر منتشر کر دیا بے شک خداوند جل و علی ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے بعینہ یہی عالم دنیا کا ہے ابھی سرسبز تھی ابھی خشک پڑی ہے اور خرمن ہستی کو فنا کی ہوائین اڑائے لئے جاتی ہین کوئی ایسا شخص نہیں جس نے دنیا مین کوئی ساعت خوشی کے ساتھ گذاری ہو اور معًا اس کے بعد ہی آنسو کا تار نہ بندھ گیا ہو کوئی متنفس ایسا نہین جس کے ساتھ اس دنیا نے اپنی مسرتون کے ساتھ ملاقات کی ہو اور پھر اسے اپنی مضرتون اور سختیون کے مزے نہ چکھا دئے ہون کسی شخص پر وسعتہائے دنیا کی بارشین نہین برستین مگر یہ کہ فورًا اسپر بلاؤن کی بادل چھا جاتے ہین انسان دنیا طلب کے لئے یہی سزاوار ہے کہ جب اس کے لئے دنیا اس حالت مین صبح کرے کہ اس کی یار و مددگار ہو تو لازم ہے کہ اسکے واسطے دشمنی کی حالت مین شام

کیونکہ جہاد رکن اعلائے اسلام اور کلمہ اخلاص ہے اور ایمان انسان کی فطرت مین داخل کیا گیا ہے نماز کا قایم کرنا کیونکہ یہ رکن عظیم ملت و مذہب ہے زکواۃ کا ادا کرنا کیونکہ یہ ایک فریضہ واجبہ ہے ماہ رمضان کے روزے کیونکہ یہ عذاب خداوندی کے لئے سپر ہین خانہ کعبہ کا حج و عمرہ بجا لانا کیونکہ یہ فقر و فاقہ کو دور کرتے ہین۔ گناہون کو محو کر دیتے ہین صلہ رحم بجا لانا کیونکہ اس سے مال زیادہ ہوتا ہے مرگ مین تاخیر ہوتی ہے پوشیدہ طور سے صدقہ دینا کیونکہ یہ گناہون کو ڈھانک لیتا ہے صدقہ علانیہ کیونکہ یہ بری حالت کی موت کو دور کرتا ہے خلقت کے ساتھ احسان اور نیکی کرنا کیونکہ یہ مکانہائے ذلت و خواری مین گرنے سے روکتا ہے ؎

ایہا الناس تم ذکر خدا مین کوشش کرو کیونکہ یہ بہترین اذکار ہے اس سے بہتر کوئی ذکر نہین تم اس چیز بہشت کی طرف رغبت کرو جسکا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے اور بیشک اسکا وعدہ بالکل سچا وعدہ ہے تم اپنے نبی کی ہدایتون کے مقتدی بنو کیونکہ یہ عمدہ ترین ہدایات ہین اپنے نبی کی راہنمائی کی اقتدا کرو کیونکہ یہ بہترین راہنما ہے تم قرآن کا علم حاصل کرو کیونکہ افضل ترین حدیث یہی ہے اسی مین غور و فکر کرو کیونکہ یہ قرآن ہی مردہ قلوب کے لئے باد بہاری کا کام دیتا ہے اپنے مرض ظلمت جہل کے لئے اسی قرآن کے نور سے شفا طلب کرو کیونکہ یہ سینون کا شفا دینے والا ہے اس کی عمدہ طریقون سے تلاوت کرو اسے سمجھو اس سے نصیحتین سیکھو کیونکہ یہ قرآن سب قصون سے زیادہ نفع دینے والا ہے اور بیشک وہ عالم جو اپنے علم کے اضداد پر عمل کرتا ہے اس متحیر جاہل کی مثال ہے جو اپنے جہل سے کبھی ہوش مین نہین آتا بلکہ خدا کی حجت ایسے عالم پر نہایت عظیم ہے حسرت و ندامت اس کے لئے لازم تر ہے اور بیشک جناب باری کے نزدیک غایت درجہ مین مستحق ملامت ہے ؎

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

کوئی وقت معین ہے کہ اس کے بعد فنا کر جائے (ہمیشہ زندہ رہینگے اور ہمیشہ اسی عذاب میں گرفتار رہینگے ❊

ذکر جناب رسالتمآب صلعم اس بزرگوار اور نفس قدسی نے دنیا کو نہایت حقیر اور پست جانا اسے نہایت ذلیل اور خوار سمجھا امر دنیا کو اپنے نفس کے لیے آسان کر لیا اور دوسری نگاہوں میں بھی اُس کی مذمت کر کر کے اسے آسان کر دیا اور سمجھ لیا کہ پروردگار عالم نے چونکہ مجھے برگزیدہ فرمایا ہے لہذا آرائش دنیا کو (جو نہایت ہی ذلیل چیز ہے مجھ سے دور کر دیا اور میرے اغیار (کفار) کے لیے جنھیں وہ نہایت ہی حقیر سمجھتا ہے اس دنیا کی بساط کو پھیلا دیا آپ نے دل (غیرت) کے ساتھ اس دنیا سے روگردانی کی دنیا کی یاد کو اپنے نفس سے بالکل بھلا دیا اور اسی بات کو اچھا سمجھا کہ دنیا کی زینتیں اس کی نگاہوں سے غائب ہو جائیں تاکہ دنیا کے کسی لباس کی آرزو نہ ہو اور اس کی آسودگیوں کی بالکل تمنا نہ کی جائے اس ذات مقدس نے اپنے پروردگار کی رسالت کی کما حقہ تبلیغ کی اور لوگوں کے لئے کوئی عذر باقی نہ چھوڑا اپنی امت کو نصیحتیں کیں عذاب الٰہی سے ڈرایا جنت کی بشارتیں دیں اور اسی کی طرف دعوت دی ❊

ایہا الناس! اب تم خوب سمجھ لو کہ ہم اہل بیت شجرہ نبوت ہیں رسالت کے اترنے کے مقام ہیں ملائکہ کی آمد و شد کے محل ہیں علم کے معدن ہیں اور حکمت و معرفت کے چشمے ہیں جو ہمارا دوست ہے جو ہمارا مددگار ہے وہ رحمت الٰہی کا اُمیدوار ہے اور ہمارا دشمن ہم سے بغض رکھنے والا قہر الٰہی کا انتظار کر رہا ہے ❊

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار سبحانہ تعالیٰ کا تقرب ڈھونڈنے والے جس چیز کو اپنے تقرب کا وسیلہ بناتے ہیں ان وسائل میں سب سے افضل یہ امور ہیں خدا و رسول پر ایمان لانا جہاد فی سبیل اللہ

وہ ان کی بنیادوں سے اکھاڑ دیتے جائیں گے اور وہ جبار و قہار اپنی بزرگی و ہیبت اور صولت و شوکت کے باعث ان پہاڑوں میں سے بعضوں کو بعض کے ساتھ کوبیدہ کر دے گا۔ زمین میں جو کچھ بھی ہے سب نکال لیا جائیگا۔ پھر خلقت کو از سر نو زندہ کریگا جبکہ ان کی ہڈیاں تک بوسیدہ ہو گئی ہونگی پھر اُن کے اعمال مخفیہ اور افعال پوشیدہ پر سوال و جواب کر کے ان کو ممتاز بناتے گا ان کے دو فرقے کر دئے جائینگے۔ ایک فرقہ پر انعام و اکرام نازل ہوں گے اور دوسرے سے انتقام لیا جائیگا۔ اب اہل طاعت و عبادت کو اپنے جوار رحمت میں جزائے نیک عطا کرے گا انھیں اپنے بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکن فرمائیگا کہ نہ تو اس مکان سے انھیں کوچ کرنیکی ضرورت ہوگی نہ اُنکے حالات تغیر و تبدل قبول کریں گے نہ انھیں کسی قسم کا خوف عارض ہوگا نہ بیماریاں اُن تک رسائی کر سکیں گی نہ ہلاکت انھیں لاحق ہوگی نہ سفر کرنا انھیں اس مکان سے باہر نکال سکے گا اور اہل معصیت کی یہ کیفیت ہوگی کہ انھیں نہایت ہی بُرے مکان میں اوتارا دیا جائے گا۔ زنجیروں سے ان کے ہاتھ گردنوں سے باندھ دیتے جائیں گے ان کی پیشانیوں کو قدموں سے پیوست کر دیا جائے گا پگھلے ہوئے تانبے کا لباس ان کے لئے تجویز ہوگا اور دہکتی ہوئی آگ کے ٹکڑے اُنھیں پہنائے جائیں گے یہ ایسے عذاب میں ہونگے جس کی آگ نہایت شدید ہوگی اور ایسے مکان عذاب میں ہوں گے جس کے دروازے ان پر بالکل بند کر دئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے جو ان کے جلانے پر حریص ہوگی اس سے ہولناک آوازیں پیدا ہونگی خوفناک صدائیں نکلیں گی اور اس کے شعلے دمبدم تیزیاں اور درخشندگیاں دکھائینگی اس آگ میں قیام کرنے والا باہر نہیں نکالا جائیگا۔ اسکو اس اسیری سے رہائی دینے کے لئے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس آگ کی بندشیں اور قیود شکستہ نہوں گی اس مکان کے لئے کوئی مدت ہی معین نہیں کہ اس کے بعد نیست و نابود ہو جائے اور نہ اس قوم کے لئے

واضح طریقون ۔ مشتبہ مقامات غرض جسطرح بھی ہوا اندوختہ کرنے سے غرض رکھی اس طرح جمع کرنے کے گناہ اس کی ذات سے چسپان ہو چکے ہین اور وہ اس مال کے فراق پر مطلع ہو گیا ہے یہ مال اسکے پس ماندگان کے لیے رہ جائے گا وہ اس مال کے سبب بعیش و آرام اپنا زمانہ گذارین گے اس کے پھل وہی کھائین گے اب یہ مال اسکے اغیار کو گوارا در ۔ اس کا وبال اور بار اس کی پشت کے لئے مبارک ہو اب آثار مرگ اس کے بدن مین برابر ساعت بساعت ترقی کر رہے ہین یہانتک کہ اس کے کانون پر مسلط ہو گئے اور اہل وعیال کے درمیان اس کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ نہ زبان سے کچھ کہہ سکتا ہے نہ کانون سے سن سکتا ہے ۔ وہ گوشۂ چشم کو ان لوگون کے چہرون کی طرف نظر کرنے کے لئے حرکت دے رہا ہے اور یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ ان لوگون کی زبان کی حرکتون کو تو دیکھتا ہے مگر اُنکے الفاظ انکی باتین نہین سن سکتا اب موت نے اپنی پیوستگی کو اور زیادہ کر دیا اسکی آنکھون پر بھی قبضہ کر لیا جیسا کہ کانون پر کر رکھا تھا روح اُس کے جسم سے نکل گئی وہ اپنے اہل وعیال مین ایک مردار کی مانند رہ گیا اب وہ لوگ اس کی جانب سے وحشت کر رہے ہین اس کے پہلو سے دور بھاگ رہے ہین اس کے قریب سے دور دور ہو رہے ہین کوئی پاس آنے کا روادار نہین اب یہ نہ گریہ کرنیوالے کی مساعدت کر سکتا ہے اور نہ کسی پکارنیوالے کا جواب دے سکتا ہے پھر اسکو زمین کے آغوش مین لٹانے کے لئے اُٹھایا گیا اسے اس کے اعمال کے حوالے کر دیا اور اس کی زیارت سے بھی منقطع ہو گئے (اس کی ملاقات سے ہاتھ دھو بیٹھے) جبتک دنیا کی نوشتہ شدہ عمر انجام کو پہنچے خلقت کے کام مقدار ہائے معینہ تک پہنچ جائین ۔ آخر مخلوقات انکی حالت اولیہ سے لاحق ہو خدا کا وہ حکم نازل ہو جائے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اور وہ حکم یہی ہے کہ خلقت حساب و کتاب کے لئے نئے سرے سے پیدا کی جائے +

اس نوشتہ کے پورا ہو نیکے وقت پروردگار عالم آسمان کو جنبش دیگا اسے شق کر دیا جائے گا زمین متزلزل کر دی جائے گی ۔ لرزے کھائے گی زمین کے پہاڑ جڑ سے ہلا دیے جائین گے

نفیس نفیس قصر تیار کئے۔ نہریں بہائیں۔ زراعتیں سرسبز کیں۔ پھر تو زمانہ میں سے تیار
کئے پھر تو نے ایک بلانے والے کو بھیجا جو ان نعمتوں کی طرف دعوت کرے مگر اس مخلوق نے
اس بلانے والے کی آواز کو قبول نہ کیا اور نہ اس چیز کی رغبت کی جس کی تو نے رغبت دلائی
تھی اور نہ جس چیز کا تو نے شوق دلایا تھا اس کے لئے اشتیاق ظاہر کیا۔ مگر ہاں ان لوگوں
نے دنیا کے مردار پر توجہ کی اسے کھا کھا کر رسوائیوں میں گرفتار ہوئے اس مردار کی محبت پر
اپنا اتفاق ظاہر کیا۔ اسی مردار خوری پر آپس میں مصالحت کر لی۔ کیونکہ جو شخص جس چیز سے
عشق رکھتا ہے تو اس کی عیب بینی سے اس کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اسکا قلب مریض ہو جاتا
ہے وہ ایک مریض آنکھ سے دیکھتا ہے اور بہرے کان سے سنتا ہے۔ ایسا شخص بندۂ دنیا ہے
اور اس چیز کا غلام ہے جو اس کے ہاتھ میں موجود ہے جس طرف وہ مائل ہوتی ہے وہ بھی اسی
طرف جھکتا ہے اور جدھر وہ رخ کرتی ہے یہ بھی ادھر ہی متوجہ ہوتا ہے وہ خدا کی جانب سے
منع کرنے والے کے منع کرنے سے باز نہیں رہتا اور نہ اس شخص کی نصیحت قبول کرتا ہے جو خدا
کی جانب سے اسی کام پر مامور ہوا ہے حالانکہ یہ شخص گرفتاران غفلت کو اس حیثیت میں
دیکھ رہا ہے کہ وہ چیز جس سے وہ جاہل تھے (موت) ان پر کس طرح نازل ہوتی ہے دنیا کا فراق
جس سے اپنے آپ کو امن میں سمجھ رہے تھے کس طرح انھیں عارض ہوا ہے اس چیز (آخرت)
کی طرف کس طرح وارد ہوتے ہیں جن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پھر موت ان میں زیادتی کے
ساتھ داخل ہوتی ہے انہیں سے ایک شخص اور اس کی گفتار کے درمیان مانع اور حائل ہو جاتی
ہے حالانکہ وہ اپنے اہل وعیال عزیز واقارب کے درمیان موجود ہے (مگر کوئی اس کو اس
حالت سے نجات نہیں دے سکتا) ابھی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اپنے کانوں سے سنتا ہے
اس کی عقل صحیح ہے۔ اس کی فہم و فراست باقی ہے اور وہ فکر کرتا ہے کہ میں نے کس چیز میں
اپنی عمر کو فنا کیا۔ کس کام میں میرا زمانہ صرف ہوا اب وہ اپنے اموال کو یاد کرتا ہے جنھیں
اس نے جمع کیا اور جمع کرنے میں مطلق حلال و حرام کا لحاظ نہیں کیا حلال و حرام کے

غیب تیرے سامنے آشکار ہے تو ہمیشہ سے ہے اور تیرے لئے انقضا نہین تو ہر چیز کا منتہا ہے تجھ سے گریز نہیں ہو سکتی ہر ایک شے کے لئے تو ہی معاد ہے تیرے حساب سے خلاصی نہین ہو سکتی ہر ایک متحرک کی پیشانی تیرے قبضہ قدرت مین ہے اور تیری ہی طرف ہر نفس کی بازگشت ہے سبحان اللہ مین تیری خلقت کو کس قدر عظیم دیکھ رہا ہون اور اس عظمت پر تیری قدرت کے پہلو مین کسقدر چھوٹی ہے یہ تیری بادشاہت جسے مین دیکھ رہا ہون کس قدر خوفناک اور ڈرانے والی ہے اور پھر تیری اس سلطنت کے مقابلے مین کسقدر حقیر ہے جو نگاہون سے غائب ہے - دنیا پر تیری نعمتین کس قدر تمام ہو رہی ہین اور نعمات آخرت کے مقابلے مین یہ نعمات دنیا کس قدر ہیچ اور ناچیز ہین ٭

اسی خطبہ مین فرماتے ہین تونے ملائکہ کو اپنے آسمانون مین ساکن انھین اپنی زمین سے بلند فرمایا وہ تیری ذات کو سب مخلوقات سے زیادہ پہچاننے والے ہین (کیونکہ ان مین مادہ کا نام ہی نہین جسکی کثافت مانع تعقل ہو) وہ تمام مخلوق سے زیادہ تجھ سے خوف کرتے ہین اور وہ تجھ سے قریب ترین مخلوق ہین نہ انھون نے پشت پدر مین قرار لیا نہ رحم مادر مین مکین ہوئے نہ قطرہ ناچیز سے انکی خلقت ظہور مین آئی نہ حوادثات زمانہ نے انھین متفرق کیا ہے اب وہ فرشتے باوجودیکہ ان کا مکان تیرے نزدیک ہے ان کی منزلت تجھ سے نہایت ہی قریب ہے ان کی خواہشین تیری ہی عبادت مین جمع ہوتی ہین - وہ کثرت تیری ہی اطاعت مین مصروف رہتے ہین وہ تیرے حکم سے مطلق انحراف نہین کرتے پھر بھی اگر وہ تیرے اس کنہ کا معائنہ کرین جو ان سے مخفی ہے تو بے شک وہ اپنے اعمال کو حقیر سمجھین اپنے نفسون کی عیب جوئی کرین اور مان لین کہ انھون نے وہ عبادت نہین کی جو تیری عبادت کا حق ہے اور وہ اطاعت نہین بجالاتے جسے حق اطاعت کہہ سکتے ہین تو پاک و سبحان ہے تو خالق ہے تو معبود ہے تونے اپنی خلقت کا عمدہ امتحان لیا اونے بہشت کو پیدا کیا اس مین کھانے پینے کے سامان مہیا کئے حور و غلمان کو خلق کیا

شدت احتیاج سے مرجائیں گے راستی پیوند نہین ہوگی کذب اور دروغ کے دریا الہرین لیں گے محبتین زبانوں پر ہی رہ جائیں گی دلونمین آتش عداوت مشتعل ہوگی زنا کی اولاد پھیلے گی عصمت و عفت کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اسلام کا لباس اس طرح پہنا جائے گا جیسے دیوانے الٹی پوستین پہنا کرتے ہین (اسلام کا لباس کفر و زندقہ کے دیوانوں کی کوشش سے مبتدل ہوجائے گا +

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ہر ایک شے اس پروردگار کے سامنے جھکی ہوتی ہے۔ ہر ایک چیز اسی کے سبب سے قایم ہے وہ ہر ایک فقیر کو غنی اور بے نیاز کرنیوالا۔ ہر ذلیل و خوار کو عزت بخشنے والا ضعیف کی قوت۔ ہر ایک خائف کا پناہ دہندہ جو اس سے بات کرتا ہے وہ اسے سنتا ہے اور جو خاموش رہتا ہے وہ اسکے راز دلی سے واقف ہے۔ ہر ایک عیش کرنے والے اور زندہ رہنے والے کی روزی کا وہی ذمہ دار ہے اور ہر ایک مرنے والا اسی کی طرف منقلب ہوتا ہے بارالہا! آنکھوں نے تجھے نہین دیکھا کہ وہ تیری حقیقت اور ماہیت کی خبر دے سکین بلکہ تیری خلقت مین جو تیرا وصف کرنے والے ہین تو ان سب سے پہلے ہے تونے اپنی وحشت اور تنہائی کے دور کرنیکے لئے خلقت کو پیدا نہین کیا نہ اپنی کسی غرض اور منفعت کے لئے انمین عمل و اثر کیا ہے (انہین ایجاد کیا ہے) جسکو تونے طلب کیا وہ تجھ پر سبقت نہین کرسکا اس کی طاقت نہین ہوتی کہ تجھ سے متاخر ہوجائے اور جس شخص کو اپنے قبضہ تصرف مین لیا اس کی مجال نہین ہوتی کہ تجھ سے فرار کرجائے جو شخص تیری نافرمانی کرے اس کے اس فعل سے تیری بادشاہت مین نقص نہین آتا اور جو شخص تیری اطاعت کرے اس کی فرمانبرداری سے تیرا ملک زیادہ نہین ہوسکتا جو شخص تیرے حکم کو دشمن سمجھتا ہے وہ اسے رد نہین کرسکتا اور جو شخص تیرے فرمان سے روگردانی کرے وہ تجھ سے مستغنی اور بے نیاز نہین ہوسکتا۔ ہر ایک راز تجھ پر ظاہر ہے۔ اور ہر ایک

جیسے خرمن کو ریزہ ریزہ کردیتے ہین اور وہ تم مین سے مومن کو اس طرح چن لے گی (اور رنج پہنچائے گی) جیسے کہ مرغ چھوٹے چھوٹے دانون مین سے بڑے دانے کو انتخاب کرلیتا ہے۔ یہ راہین تمھین کہان لے جائین گی یہ تاریکیان تمھین کہانتک حیران کرینگی یہ کذب و دروغ تمھین کس چیز پر فریفتہ کرین گے۔ تم کہان لیجائے جاؤ گے اور کس طرف لوٹو گے۔ کیونکہ ہر ایک مدت کے منقضی ہونے کے لئے ایک زمانہ معین ہے اور ہر ایک غیبت کے بعد رجعت ہے ان احوالات مین گرفتار ہوکر قیامت مین تمھارا کیا حشر ہوگا اور کون سی عقوبت مین گرفتار ہوگے اب تم اپنے خدا کے خلیفہ کے اقوال کو سنو انہین قبول کرو اپنے قلوب اس کے سامنے حاضر کرو اگر وہ تمھین آواز دے اور پکارے تو فوراً خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ اور کاروان سالار کو یہی لازم ہے کہ وہ قافلے والون کے ساتھ سچ بولے اپنے پراگندہ ہوجانے والون کو جمع کرے اپنے ذہن کو (ان کی بہتری کی تدبیرون کے لئے حاضر رکھے اور بے شک تمھارے قافلہ سالار نے تمھارے واسطے امر (مخفی) کو اس طرح ظاہر کردیا ہے جیسے گردن کے مہرہ کو چیر کر نکال لیتے ہین اور اس کے پوست کو اس طرح شگافتہ کردیا ہے جیسے درخت کی چھال کو گوند نکالنے کے واسطے شگافتہ کردیتے ہین تمھین معلوم ہونا چاہئے کہ جب یہ فتنے برپا ہون گے اس وقت باطل اپنے ماخذ (ظلم و ستم) کو اخذ کریگا۔ جہالتین اپنے مرکبون پر سوار ہونگی۔ بغاوتین ترقیان کرین گی دین و مذہب کی رعایت کرنیوالون کا گروہ نہایت قلیل رہ جائیگا۔ زمانہ حیوانات درندہ اور گزندہ کی طرح خلقت پر حملہ کرے گا اور خاموشی کے بعد شتر مست کی طرح آواز نکالے گا لوگ فسق و فجور پر رشتہ مواخات قایم کرین گے دین و مذہب سے ہجرت کرجائین گے۔ دروغگوئی مستحسن سمجھی جائے گی اور سچائی پر غیظ و غضب نازل ہوگا جب ایسا زمانہ آئیگا تو اولاد اپنے آبا و اجداد پر شہادت اور سختی کرے گی۔ برساتین گرمیون سے بدل جائین گی۔ مردم لیئم ترقی کرینگے کریم اور سخی بندون کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائے گی اس زمانے کے لوگ بھیڑئے بن جائین گے سلاطین وحشی و درندے ہونگے۔ مردمان متوسط حرام خوری پر کمر باندھین گے فقیر اور محتاج

ان مکانوں کو ڈھونڈتا ہے۔ جہاں حیرانیاں مکین ہو رہی ہیں نہ مقامات و مکان ایسے
ہیں جو ضیائے علم و حکمت سے روشن و منور نہیں ہوتے علوم ثاقبہ کی چقماق سے اُنہوں نے
آگ نہیں بھڑکائی۔ مشتاقان اشتیاق علم افروختہ نہیں ہوا اور اس باب میں انکی مثال بالکل
سخت پتھروں اور چرنے والے جانوروں کی سی ہے بیشک صاحبان بصیرت پر اسرار علوم
منکشف ہو گئے۔ گم شدگان کے لئے راہ حقیقت آشکارا ہو گئی قیامت نے اپنے چہرے
سے نقاب اُٹھا لیا اس کی علامتیں اور نشانیاں بالکل نمودار ہو گئیں جنہیں ہر شخص دیکھ
سکتا ہے بشرطیکہ چشم بصیرت رکھتا ہو مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی جو تمہیں ان جسموں کی طرح
نہ دیکھوں جن کی روحیں پرواز کر چکی ہیں۔ نہ تم میں عقل ہے نہ ادراک تم نصیحتوں سے متاثر ہوتے
ہو نہ مواعظ سے یا تمہیں وہ روحیں نہ سمجھوں جو بدنوں سے بالکل علیحدہ ہیں (تم دشمنوں کے خوف
سے بالکل مردہ ہو رہے ہو) افسوس میں تمہیں صلاح و تقویٰ سے الگ رہ کر عبادت کرتے ہوئے
دیکھ رہا ہوں (تم بغیر ثبات قدم کے جہاد میں مصروف ہوتے ہو تم وہ تجارہ ہو جو کسی طرح کا نفع
حاصل نہیں کر سکتے۔ تمہارا جاگا سوتا ہے تمہارا حاضر غائب ہے تم میں جو صاحب نظر ہے بالکل
اندھا ہے تمہاری قوت سامعہ بہری اور قوۂ ناطقہ بالکل گونگی ہے تم کس خواب غفلت میں پڑے
ہو گمراہیوں کے علم قایم اور برپا ہو چکے ہیں اس کی شاخیں اطراف و اکناف میں پھیلتی جاتی
ہیں وہ تمہارے اموال کو اپنی خواہش اور اشتہا کے موافق وزن کریں گی اور اپنے زور بازو سے
تمہیں جہاں تک بھی ہو گا زد و کوب کرنے میں کوتاہی نہ کریں گے اس آنے والی ضلالت کا امیر
(معاویہ) ملت اسلام سے خارج ہے وہ ضلالت اور گمراہی پر قایم ہے اس وقت (جبکہ اس کا
زمانہ آئیگا) تمہارے مال و منال میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی مگر اسقدر جیسے کہ دیگ میں
کھرچن رہ جاتی ہے یا وہ درخت میوہ دار جسے باد تند جھٹکے دے دے کر بے ثمر کر چکی ہو اور پھر
اسے ہلایا جائے شاید ایک آدھ پھل ہاتھ آئے تو آئے وہ آنے والی ضلالت تمہیں اس طرح
مل ڈالے گی جیسے چمڑے کو دباغت دیا کرتے ہیں۔ تمہیں اس طرح پامال کر دے گی

جو ضعون سے دور پھینکدیا ہوا اور انھین آنگاہوں سے بالکل منع اور دور کر دیا ہو ۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اسی خدا کے لیے سزاوار ہے - جو اپنی مصنوعات کے سبب خلقت مین مشہور و معروف ہے جو اپنی حجج و براہین کے سبب خلقت کے دلون پر ظاہر ہو رہا ہے اس نے بغیر فکر و تفکر کے خلقت کو پیدا کیا کیونکہ افکار صاحبان ضمیر کے ہی لائق ہین (جن کے لیے قوائے مدرکہ باطنیہ موجود ہین) اور خداوند تعالی فی نفسہ صاحب ضمیر نہین - اس کے علم نے پردہ ہائے غیب کے باطن کو شگافتہ کر دیا - اس کا علم عقدہ ہائے مستورہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے ۔

جناب رسالتمآب کا ذکر فرماتے ہین اسی خداوند عالم نے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ کو برگزیدہ فرمایا شجرہ انبیا سے (جو عقول مجردہ ہین من حیث العقل) روزنہ روشنی سے (جو نفوس نوریہ ہین من حیث النفس) ان گیسوؤں سے جو پیشانی کے اوپر بل کھاتے ہوتے ہین (جو طبائع مطہرہ ہین من حیث الطبع) وسیع و فراخ سیلگاہ کی ناف سے (جو ملائکہ عادلہ ہین من حیث الاخلاق) ظلمت اور تاریکی کے چراغون سے جو انبیا و رسل علیہم السلام ہین) حکمت کے چشموں سے (جو طل وادیان حقہ سابقہ ہین من حیث الدین و الشریعۃ والسنۃ) **پھر فرمایا** وہ اپنے معالجے کی رو سے طبیب حاذق ہے (امراض مہلکہ نفسانیہ کا علاج کرنے والا ہے) اس نے علم کا مرہم (زخمہائے دلی کے مندمل کرنے کے لیے) نہایت شنوا ہے اس نے اپنے داغ دینے والے آلات (پند و نصائح) کو آتش حکمت پر گرم کر لیا ہے جس مقام پر چاہتا ہے انکا استعمال کرتا ہے اندھے ہو جانے والے قلوب اور حق سے بہرے ہو جانے والے کان اور اقوال صدق و راستی سے گنگ ہو جانیوالی زبانین یہ امراض مہلکہ ہیں وہ انھین زخموں کو اپنے مرہم سے مندمل کرتا ہے اور انھین کے دور کرنے کے واسطے آلات داغ (پند و نصائح) سے کام لیتا ہے - اس طبیب کی یہ صفات ہین جو معالجہ کرنے کے لیے ان مقامات کو تلاش کرتا ہے جہاں غفلتین ہجوم کر رہی ہین

بھی تم سے خوفناک تھا جو بالکل نہ ڈرتا تھا اور تمھیں اسپر حکومت و امارت حاصل ہوگئی تھی مگر افسوس

ہے کہ اب تم خدا سے عہد کرنے والون کی پیمان شکنی دیکھ رہے ہو اور غضبناک نہین ہوتے حالانکہ تم

اپنے بزرگون سے کسی شخص کی عہد شکنی کو ننگ و عار سمجھتے ہو احکام خدا و رسول و وصی رسول کی

وساطت سے تمپر صادر ہوتے تھے اور پھر تم سے تمہارے مقلدین تک پہنچتے تھے اور وہ مرافعات

کیلئے پھر تمہاری طرف رجوع کرتے تھے اب تم نے اپنی منزلت مین ظالمون کو جگہہ دیدی تم نے

اپنے امور کی مہار کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ تم نے خدا کے احکام انہین سونپ دئے جو لوگ شک

و شبہہ پر عمل کرتے ہین۔ اور خواہشہائے نفسانی جن کی سیرگاہین بنی ہوتی ہین۔ قسم خدا کی

اب ان ظالمون کا خوف تمہین ہر ایک ستارے کے نیچے پراگندہ اور متفرق کر دیگا اور

پروردگار عالم تمھین ان کی سلطنت کے ضرر کیلئے جمع فرما دیگا۔ اگرچہ تم اطراف و اکناف

عالم میں منتشر ہو جاؤ مگر ظالمون کی اذیتین تمھین پہنچ کر رہین گی یہ امر مقدر ہو چکا ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایکروز جنگ صفین مین حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا مین نے صفوف جنگ سے تمہاری جولانیون

تمہاری گریختگیون اور تمہارے انحراف کو دیکھا شام کے صحرا نشینون اور رذیل لوگون سے تم

بھاگ نکلے حالانکہ تم عمدہ ترین عرب ہو مسند شرف و بزرگی کے صدر نشین ہو۔ تم عرب کی ناک ہو

تم زبردست اور عظیم پہاڑ ہو (جو کبھی لاکھ لاکھ حرکتوں سے کبھی جنبش نہ کھاتے تھے میرے

سینہ کو اگر کوئی چیز شفا دے سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ مین انجام کار دیکھ لون کہ تم نے انکی

صفوں کو توڑ دیا ہے جیسا کہ وہ صفوں کو پراگندہ اور منحرف کر چکے ہین تم نے انکو مورچون

سے ہٹا دیا ہے جیسا کہ وہ تمھین ہٹا چکے ہین۔ تمہارے تیر اور تلوارین انہین مستاصل کر رہی

ہین اور تمہارے نیزے انکے سینون سے پار ہو رہے ہین اور انکی یہ حالت ہو رہی ہے کہ انکا

ایک دستہ دوسرے پر اس طرح سوار ہے جیسے وہ تشنہ اونٹ جنھین اُن کے

اس کی طرف سبقت کرنے والے صاحب قدر و صاحب نفاست اس کے سوار نہایت شریف
یہ فضیلتین اسی کے لئے مخصوص کی گئی ہین - تصدیق اس کا رستہ ہے دلائل صحیحہ اس کی
علامتین ہین - موتو قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) یہی اس کی غایت ہے دنیا اس کی
ریاضت کا میدان ہے - قیامت اس کے گھوڑے دوڑانے کا مقام ہے اور بہشت اس کے
محل ہین ✤

اسی خطبہ مین جناب رسالتمآب کا ذکر فرماتے ہین ہر ایک خواہش رکھنے والے کے لئے
آتش شوق و شعلہ عشق الٰہی کو بھڑکا دیا - ہر ایک مجوس تاریکی ضلالت و جہالت کے لئے ہدایت کی
نشانیان روشن کین - بار الٰہا! وہ تیرا امین ہے اور غبن و خیانت سے بالکل محفوظ ہے - وہ قیامت
کے روز تیرے بندون کے اعمال پر شہادت دینے والا ہے تو نے خلقت پر کمال احسان و انعام
فرما کر اسے مبعوث کیا تو نے اپنے بندون پر غایت درجہ مرحمت فرما کر اسے رسول بالحق بنا کر
بھیجا - پروردگارا! اپنے عدل کا صدقہ اسے حصہ وافر عطا کر اپنی فضل و کرم کا تصدق
اس کے اعمال خیر کی المضاعف جزا کرامت فرما - پروردگار کمالات کاملین کی بنا پر اس کے
کمالات کی بنیاد کو بلند کر اپنے حضور ان نعمتوں کو مکرم فرما جو اس کے لئے مہیا کی ہین اس کی منزلت
کو اپنے نزدیک مشرف کر دے اسے مدارج عالیہ عنایت فرما اور تمامی خلقت پر اسے بلندی اور
بزرگی عطا کر دے اُسی کے زمرے مین ہمین بھی محشور فرما مگر اس حالت سے کہ نہ ہم ذلیل و خوار ہون
نہ اپنے افعال پر نادم ہون - نہ راہ راست سے بھٹکے ہوتے ہون نہ ہم نے اس کے عہد کو توڑا
ہو نہ گمراہ ہوئے ہون اور نہ بلاؤن کے ساتھ ہمارا امتحان لیا گیا ہو ✤

اسی خطبہ میں اپنے اصحاب سے خطاب فرماتے ہیں کرامت خداوندی کے باعث
تم اس منزل تک پہنچ گئے تھے کہ تمھاری کرامتون سے تمہارے خادم بھی مکرم ہو رہے تھے اور
تمھارے کرم کا فیض ہمسایون تک پہنچ رہا تھا تم ان شخصون پر بزرگی حاصل کر رہے تھے جن پر تمھین
فضیلت میسر نہ تھی نہ اس کے نزدیک تمہارا کوئی احسان تھا تمہارے تسلط کے سبب وہ شخص

اور تم اسی پر مامور ہوتے ہو کہ ارتکاب مناہی سے تائب ہونے کے بعد لوگون کو منہیات سے باز رکھنے کی کوشش کرو ۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے مختص ہے جسنے دین اسلام کو ظاہر اور واضح کیا اور اس کے چشمون کو ہر ایک وارد وصادر کے لئے آسان کر دیا (یہ چشمے پیغمبر اور اس کی عترت طاہرہ ہین جنمین سے ہر ایک منبع علم اور سہل الماخذ ہے) جس شخص نے چاہا کہ وہ اسلام پر غالب آجائے اسی پر اس کے ارکان کو غالب کر دیا (یہ ارکان پیغمبر اور اوصیائے پیغمبر ہین جنہون نے معجزات قاہرہ اور دلائل و براہین سے ہر ایک مخاصمہ کرنے والے کو مغلوب مقہور کر دیا) جو شخص اس اسلام کے ساتھ متمسک ہو جو شخص اس مین داخل ہو جائے اس کے لئے اسے امن دینے والا اور سلامتی عطا کرنیوالا بنا دیا جو شخص اس اسلام کی جرح وقدح مین کلام کرے یہ اُس کے لئے ایک زبردست برہان اور حاکم جو اس سے مخاصمہ کرے اس کے واسطے ایک حجت دلیل اور شاہد جو شخص اس سے روشنی حاصل کرے اس کے لئے نور جو شخص اس کے معارف کو سمجھے اس کے لئے فہم و عقل ہر ایک تدبیر کرنے والے کے لئے حقایق اشیا کا راہنما ۔ متلاشی فہم و فراست کے لئے اعلے نشان ۔ بینائی کا عزم کرنے والے کے لئے تبصرہ وعظ و نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے عبرت ۔ تصدیق کرنیوالے کے لئے نجات ۔ متوکل کے لئے سبب وثوق و اعتماد جو شخص اپنے امور کو اس کے حوالے کر دے اس کے لئے راحت ابدی اور ہر ایک صابر کو ضرر سے بچانے کے لئے ایک زبردست سپر یہ بزرگیان ہین جو خداوند عالم نے اس کو عطا فرمائی ہین اس اسلام کی راہین نہایت روشن اس کے اسرار بالکل واضح ۔ اس کی صداقت کے نشان کج فہمون کی سرکوبی کرنے والے ۔ اسکے چراغ منور اور درخشان اس کی ریاضتون کے میدان صاحب کرامت ۔ اس کا مطلوب اور اس کی غایت نہایت بلند اس کا بازار طرح طرح کے ہنرون کا مجمع

امر خیر مین نفوذ کر جاتین اور سب سے زیادہ سننے والا وہ کان ہے کہ ناصح کی نصیحتین اس کے قلب مین نقش ہو جاتین - ایہا الناس اپنے دلون کے چراغون کو نصائح واعظ کی شمع کی لو سے روشن کر لو اور اس صاف شفاف چشمہ سے اپنے دل بھر لو جو کدورتون سے بالکل مبرا و منزہ ہے بندگان خدا! تم اپنی جہالتون کی طرف رخ نہ کرو اپنی خواہشات کے شکار نہ بنو کیونکہ اس تنزل (غصب خلافت) مین قیام کرنے والا عنقریب ایسی حالت مین واصل جہنم ہوگا کہ اس کے بوجھ کو اپنی پشت سے جگہہ بجگہہ اور مکان در مکان نقل کرے گا (باپ سے بیٹے کو سلطنت پہنچے گی) ان تدبیرون اور شیطنتون کے سبب سے جو اس کے لیے پے در پے حادث ہوتی ہین اور وہ تدابیر یہ ہین کہ ان چیزون کو آپس مین ملائے جو ملصق نہین ہو سکتین اور ان اشیا کو آپس مین نزدیک کرے جو قریب نہین ہوتین (معویہ لوگون کو مال حرام پر فریفتہ کر کے سلطنت کو اپنی اولاد اور نسل مین باقی رکھنے کی تدبیرین کرے گا اور یہ امر مشیت ایزدی کے خلاف ہے) خلافت بنی جلد بنی عباس مین پہنچے گی اور وہان سے اپنے اصلی مکان کی طرف عود کرے گی انشاء اللہ) خدا اور خدا سے ڈرو اُس شخص کے پاس اپنی شکایتین لیجاؤ جو تمھارے سوزش سینہ کی شکایات کو دفع نہین کر سکتا اور نہ اپنی تدبیر سے ان عقدون کو کھول سکتا ہے جو تمھارے لیے محکم و استوار ہو گئے ہین (کوئی شخص اندوہ آخرت کا دفع کرنیوالا اور حلال مشکلات دینیہ نہین ہو سکتا یہ خاص امام برحق کا کام ہے) خوب جان لو امام کے ذمے سوائے اس کے اور کچھ نہین جو پروردگار نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے اور وہ اتنی باتین ہین - پند و نصائح مین مبالغہ کرے نصیحتون مین انتہائی کوشش پر کاربند ہو - احیائے سنت نبی کا عامل ہو مستحقین حدود پر حدین جاری کرے - اور حصون کو انکے حصے وارثون تک پہنچا دے - تم علم حاصل کرنیمین جلدی کرو قبل اس کے گلشن علم پر خزان آجائے (امام برحق رحلت فرما جائین) اور قبل اس سے کہ تم اپنی خواہش نفسانی مین مشغول ہو کر جنبندہ اور عمدہ علوم سے انحراف کرو - اور اہل علم سے روگردان ہو جاؤ امور منکرہ سے ایک دوسرے کو منع کرو اور خود بھی ان سے باز رہو - کیونکہ تمھین یہی حکم ہے

پروردگار عالم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو مبعوث فرمایا وہ جمیع انبیآ کی تبلیغ کی) شہادت دینے والے تھے۔ وہ بشیر و نذیر تھے وہ عالم طفلی مین بہترین مردم تھے وہ سن کہولت مین برترین خلائق تھے وہ ارحام و اصلاب کی رو سے اطہرالمطہرین اور امت بخشش کے لحاظ سے سب بخشش کرنے والون سے زیادہ جواد و کریم تھے ٭

ایہا الناس دنیا اپنی لذتون مین تمہارے لیے شیرین نہین ہوتی اور تم اس کی پستان کا دودھ پی کر توانا اور مضبوط نہین ہوتے مگر بعد پیغمبر تم نے یہ منافع حاصل کیے (کیونکہ وہ تمھین ارتکاب ملاہی و مناہی دنیا سے منع فرماتے تھے اور انکے بعد تم نے دنیا کے میوون سے لذتین حاصل کین ایسی حالت مین کہ اس کی مہار جولانیون پر ہے (کوئی اس کی مہار تھامنے والا نہیں) اور اس کی کاٹھی کا تنگ بالکل مضطرب اور متحرک ہے، دنیا کی حرام چیزین ان گروہونکے نزدیک بمنزلہ درخت سدر (بیری) ہو رہی ہین جسمین کانٹے ہون اور اس کے پھل نہایت آسانی سے چن لیے جاتے ہون اور اس کی حلال اشیا لوگون کے درمیان سے معدوم اور مفقود ہو گئی ہین خدا کی قسم تم نے اس حالت مین دنیا کے پھل کھاتے ہین کہ اس کا سایہ ایک وقت معدود تک پھیلا ہوا ہے ابتو زمین تمہارے لیے موانعات سے خالی ہے (جتنا چاہو ظلم کرو) تمہارے دست تسلط اس مین کشادہ ہین اور تمھارے مقتدایان حقیقی کے ہاتھ تم سے باز رکھے گئے ہین تمہاری شمشیرین ان پر مسلط ہین اور انکی تلوارین تم سے اُٹھالی گئی ہین۔ آگاہ ہو جاؤ ہر ایک خون کا خون بہا چاہنے والا موجود ہے اور ہر ایک حق کے لیے کوئی نہ کوئی طالب ہے اور بیشک ہمارے خون کا انتقام لینے والا گویا اپنے نفس کے حق مین حکم کرنیوالا ہے وہ خدا ہے اور ایسا خدا ہے کہ جس کا مطلوب اسے عاجز نہین کر سکتا (اسے کامل دسترس حاصل ہے) اور نہ اس سے بھاگنے والا اسے فوت کر سکتا ہے (وہ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے) اے بنی امیہ مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ عنقریب تھوڑے ہی سے عرصہ مین تم اس خلافت و سلطنت کو اپنے اغیار (بنی عباس) کے ہاتھون اور اپنے دشمنون کے گھرون مین پاؤ گے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ بیناترین چشم وہ آنکھ ہے جس کے گوشے

علامنین ہین اور حقیقتہً ہم آزمایش کرنے والے اور ممتحن ہین +

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد تمہین معلوم ہونا چاہئے کہ پروردگار عالم نے سرور دو جہان محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسوقت مبعوث فرمایا جب عرب مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جسنے قرآن کو پڑھا ہو اور نہ کوئی نبوت اور وحی الٰہی کا مدعی تھا اس پیغمبر عربی (روحی لہ الفداء) نے اپنے تابعین کے ساتھ ان لوگون سے جہاد کیا جو نافرمانیان کرتے تھے حالانکہ آپ انہیں مکان نجات کی طرف چلانا چاہتے تھے ان کے سامنے قیامت کے مناظر کو پیش کرتے تھے کہ اس کی عقوبتیں ان پر نازل ہونگی تھکا ہوا شخص فرو ماندہ ہوجاتا تھا اور وہ شخص جسے بار گمراہی شکستہ کر رکھا ہو کھڑا ہوتا تھا۔ آپ اس سے مجادلۂ حسنہ کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اپنی انتہا اور غایت (اسلام) کو پہنچ جاتے۔ مگر سوائے ہلاک ہونے والے شخص کے کہ اس کی شکستگیان درست نہین ہوتی تھین اور یہ مجادلہ برابر جاری رہا حتیٰ کہ ان لوگون کو انکی نجات کے مکان دکھائے انھین اُن کے مراتب و منازل مین جگہہ دی ان کے عیش و آرام کی آسیا گردش کرنے لگی اور ان کے نیزون کی انیان سیدھی ہو گئین۔ قسم خدا کی مین ان (جنود کفر و ضلالت) کے ہنکانیمین مصروف تھا حتیٰ کہ انہون نے پشت دکھائی تاب مقاومت نہ لاسکے اور مطیع و رام ہونے کے گہوارے مین جمع ہوگئے مین ان سے جہاد کرنے مین کبھی ضعیف نہین ہوا نہ مجھ سے بزدلی ظہور مین آئی نہ اُن سے مقابلہ کرنیمین خیانت کی اور نہ کبھی سُستی اور کاہلی کو دخل دیا قسم خدا کی مین ہرآئینہ باطل کو شگافتہ کرونگا جبتک کہ حق کو اس کے شکم اور اس کے درمیان سے خارج اور علیحدہ نہ کرلوں +

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اور ہر ایک آنے والی چیز قریب الوقوع اور نزدیک ہے ÷

اسی خطبہ مین ارشاد فرمایا ہے وہ شخص عالم و دانا ہی جو اپنی قدر پہچانے اور انسان کی جہالت کے لئے یہی امر کافی ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ جانتا ہو بے شک اور بے شبہہ پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ بغض رکھنے کے قابل وہ بندہ ہے جسے اس نے اس کے نفس ہی پر اس کی حالت پر چھوڑ دیا ہو ۔ اب اس بندے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ راستے کے درمیانی حصہ کو چھوڑ کر بیرونی حصہ کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ وہ بغیر راہنما کے سفر کرتا ہے ۔ اگر اسے زراعت دنیا کی طرف بلایا جائے تو خوشی خوشی جاتا ہے اور کام کرتا ہے ۔ اگر اسے چمن بندی آخرت کی طرف بلائیں تو ہزار ہزار سستیاں اور کاہلیاں پیدا ہوتی ہیں گویا اس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ عمل دنیا اس پر واجب ہے اور وہ اعمال جنہیں تاخیر کی گئی ہے اس کے ذمے سے بالکل ہی ساقط ہیں ÷

پھر اسی خطبہ مین فرماتے ہین اس پر آشوب زمانے مین سوائے اس مومن کے کسی کو نجات میسر نہین ہو سکتی جو بالکل گمنام و نشان ہو اگر کسی مجلس مین حاضر ہو تو کوئی اسے نہ پہچانے اور اگر غائب ہو تو کوئی اسے دریافت اور تلاش کرے ایسے مومن ہدایت کے چراغ اور شب تاریک مین روشن نشان ہین وہ فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے خلقت مین گردش نہین کرتے اور نہ سفاہت اور بیہودہ گوئی کے ساتھ کسی کے عیب لوگون کے سامنے بیان کرتے پھرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جن کے لئے پروردگار عالم اپنی رحمت کے دروازے کھولدے گا اور اپنی عقوبت کی اذیتون کو ان سے دور فرمادے گا ÷

ایہا الناس! تم پر عنقریب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ اسلام کو بہین (فتنہ و فساد سے) اس طرح بھر دین گے جیسے کوزہ اور برتن اس چیز سے بھر جاتا ہے جو اسمین موجود ہو ÷

ایہا الناس پروردگار عالم نے اس بات سے تمھین پناہ دی ہے کہ وہ تمپر ظلم و جور کرے ۔ ہان تمھین آزمائش امتحان اور ابتلا سے پناہ نہین دی گئی ہے جیسا کہ اس جل سبحانہ نے فرمایا ہے "ان فی ذالک لآیات وان کنا لمبتلین" اس امر مین (گرفتاری مردم مین) بہت زبردست

کے ساتھ ایک ایسا گروہ جہاد فی سبیل اللہ کرے گا جو متکبرین کے نزدیک ذلیل و خوار زمین مین مجہول
القدر و الحال اور آسمان مین مشہور و معروف ہوگا اے ولایت بصرہ! ویل ہو تجھپر جسوقت کہ وہ
عقوبت الٰہی کا لشکر آئے کہ نہ تو اس کے گھوڑون کے پاؤن کا غبار نظر آئیگا نہ اسکے اسلحہ کی جھنکار
سنائی دے گی اے ولایت بصرہ عنقریب تیرے رہنے والے موت احمر مین گرفتار ہون گے نیلوا
کے گھاٹ اُترین گے اور غبار آلود گرسنگی (قحط و گرانی) ان پر مسلط ہوگی ۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

تارکین دنیا۔ زاہدین اور اس سے مُنھ پھیر لینے والون کی طرح دنیا کی طرف نگاہ کرو۔ کیونکہ
خدا کی قسم یہ دنیا اپنے پاس اقامت کرنیوالون اور ساکن رہنے والون کو بہت جلد دور کر دیتی
ہے۔ صاحبان دولت۔ والیان نعمت اور اہالیان ہیبت کو بڑے بڑے صدمہ پہنچاتی ہے
جس نے اس سے روگردانی کی وہ پھر نہین لوٹے گا۔ اس نے اپنی جوانی اور صحت و زندگی کی طرف
سے پیٹھ پھیر لی۔ اور یہ بھی تو معلوم نہین کہ اس دنیا مین کیا کیا صدمے پیش آئین گے تاکہ انکا انتظار
کرین۔ انکا پہلے سے تدارک کیا جاتے۔ دنیا کی خوشحالیان رنج و اندوہ کے ساتھ ملی ہوتی ہین دنیا
مین مردون کی قوت ضعف اور سستی کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے۔ اب یہی لائق ہے اور
یہی چاہیئے کہ دنیا کی وہ آرائشین جو دلون کو لبھا لیتی ہین جن کا تمھین بہت کم حصہ نصیب
ہوا ہے۔ تمھین فریب دہندہ تم مفتون نہ ہوجاؤ خدا اس بندے پر رحمت نازل کرے
جس نے امر دنیا مین غور و فکر سے کام لیکر عبرت حاصل کی اور عبرت کے ساتھ ہی اسکی آنکھین
روشن ہوگئین اسے معلوم ہوگیا کہ دنیا مین جو کچھ موجود ہے قلیل مدت مین ناپید ہوجائے گا
گویا اس کی ہستی فی الحقیقۃ نیستی ہے اور تھوڑا سا وقت گذر جانے کے بعد آخرت مین جو شے موجود
ہو وہ ہمیشہ رہیگی وہان کی ہستی کے لئے نیستی کا نام ہی نہین وہ ہر ایک چیز جو محدود ہے اور گنی چنی ہوئی ہے
(عمر دنیا) وہ منقضی ہونیوالی ہے اور وہ شے جسکی توقع اور امید کی جارہی ہے (آخرت) وہ ضرور آئے گی

سختی سے مُنہ مارنے لگے اس کے فتنہ آمیز اور نکیلے دانت ابنائے زمانہ کو گزند پہنچائیں لڑائی کی موجیں جنبش کریں دلوں میں اس کے ظلم و ستم کی گرفت ظاہر ہو اور راتوں میں اس کے جور و الم کی گزندگی۔ میری نگاہوں میں ہے کہ اس کی زراعت سرسبز ہو اسکے رسیدہ میوے نہال ہوجائیں۔ اس کا گلو شقشقہ شتر مست کی طرح آواز دینے لگے اس کی تلواروں کی بجلیاں چمکیں اس کے فتنہ ہائے مشکلہ کے علم بستہ ہوجائیں۔ اور اس کے فتنے شب تیرہ و تار اور بحر مواج و متلاطم کی طرح نظر آنے لگیں۔ شہر کوفہ توڑ دینے والی آندھیوں سے شگافتہ ہوجائے تند اور سخت ہواؤں کا اسپر گذر ہو۔ تھوڑے ہی زمانہ میں گروہ مردم دوسرے گروہ کے ساتھ لپٹ جائے۔ مردم استادہ تلواروں سے ریزہ ریزہ ہوں اور ریزہ ریزہ ہو کر زیر خاک پنہان ہوجائیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں بھی مثل سابق احوال آئندہ کی نسبت گہر فشانی فرمائی ہے۔ بروز قیامت مناقشہ حساب و جزائے اعمال کے لئے پروردگار عالم اولین و آخرین کو جمع کرے گا وہ نہایت خضوع اور فروتنی کے ساتھ ایستادہ ہوں گے پسینہ انکے لئے لجام ہوگا (پیشانی سے بہ بہ کر منہ تک آئیگا) زمین انھیں اپنے زلزلہ سے لرزائے گی ان سب میں بہتر وہ شخص ہوگا جسکا پاؤں کوئی مقام اور مکان رکھتا ہو اور وہ اپنے مقام پر نہایت ثبات کے ساتھ قایم ہو اور وہ اپنے نفس کے لئے وسعت و فراخی دیکھ رہا ہو۔

پھر اسی خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں زمانہ آئندہ میں شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح فتنہ ظاہر ہونگے کوئی مرد قایم انکی مقاومت کی تاب لا سکے گا اور نہ کسی لشکر کا علم انھیں روک سکے گا وہ تمھاری طرف اس طرح آئیں گے جیسے نکیل والی اور لدی پھندی اونٹنی جس کی مہار کھینچنے والا اسے سختی سے چلا رہا ہو اور جس کا سوار نہایت تیزی کے ساتھ اسے دوڑا رہا ہو۔ فتنہ پرداز ایک قوم ہوگی جس کی حرص بہت زیادہ ہوگی اور ماحصل نہایت قلیل ہوگا اس قوم

نعمتین اور بخششیں کامل ہوگئین اور مین نے تمھیں اس چیز کو بھی دکھادیا ہے۔ جس کی تم آرزو رکھتے ہو (جو قایم آل محمدؐ کا ظہور ہے)

قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ کلام بلاغت نظام اپنے اصحاب مخلصین سے ارشاد فرمایا ہے اپنے قلیل زمانہ حکومت کی بھی خبر دی ہے اور نیز مُردہ دلونکو حضرت قایم کے ظہور کا مژدہ سُنا کر خوش وقت فرمایا ہے جسے ایک بہت جلد اور یقیناً پوری ہونیوالی پیشینگوئی کہنا چاہیے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ مین حضرت نے اکثر واقعات اور فتنہ ہائے عظیمہ کا ذکر فرمایا ہے فرماتے ہین وہ بزرگ و برتر وہی ذات ہے جو ہر ایک اوّل سے اوّل اور ہر ایک آخر سے آخر ہے۔ اسکی اولیّت واجب کر رہی ہے کہ اس کے لیے کوئی اوّل نہو اور اس کی آخریت سے لازم آرہا ہے کہ اسکا کوئی آخر نہو مین شہادت دیتا ہون کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ ایسی شہادت ہے جو سرًّا وعلانیةً ہر حالت مین موافق ہے۔

ایہا الناس! کہین میری عداوت اور مجھ سے مخالفت تمھین جرم اور گناہ مین مبتلا نہ کردے تم کہیں میری نافرمانی کرنے سے ہلاکت تک پہنچ جاؤ۔ جب تم مجھ سے کوئی کلام سنو تو اسے سُنکر آپس مین اشارہ بازی نکرو ایک دوسرے کی طرف نگاہین نہ دوڑاؤ۔ قسم اس خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا جس نے انسان کو پیدا کیا مین تمہین اُن چیزون کی نبی صلعم کی معرفت خبر دیتا ہون جن کا نہ تو پہنچانے والا (پیغمبر) معاذ اللہ کاذب اور دروغگو ہے نہ سُننے والا (امیر المومنین) جاہل (جو کچھ مین تمھین خبر دیتا ہون یہ وحی خدا ہے اس مین دروغ و افترا کو دخل نہین) گویا مین ایک گمراہ ہوجانیوالے کی طرف دیکھ رہا ہون جو شہر شام مین حیوانونکی طرح آواز نکال رہا ہے اسنے نواحی کوفہ مین اپنے علم بلند اور ظاہر کیے ہین مین دیکھ رہا ہون کہ عنقریب اسکا مُنہ درندون کی طرح کھُل جاتے اس کی سرکشیان شدید ہوجاتین وہ زمین مین نہایت

شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے
ہیں اس کے رسول ہیں اس نے ان کو بھیجا ہے درآنحالیکہ وہ اس کے حکم کو آشکار کرنے والے
اور اسی کی یاد میں لبوں کو جنبش دینے والے ہیں انھوں نے نہایت ہی امانت کے ساتھ حق
رسالت ادا کیا اور خلقت کو ہدایت کرتے ہوئے دنیا سے انتقال فرما گئے وہ ہمارے درمیان
حق کی نشانی کو (جو قرآن و اہلبیت ہیں) اپنا خلیفہ چھوڑ گئے جس نے اس نشانی پر سبقت
اور تقدیم کی وہ دین سے خارج ہو گیا جس شخص نے خلاف ورزی اختیار کی وہ ہلاک ہوا
اور جس شخص نے انھیں لازم سمجھتے ہوئے انکی متابعت کی وہ حق سے ملحق ہو گیا۔ اس نشانی حق
کی دلیل مراہمائی ثانی فی الکلام بے ساختہ تھی۔ وہ بہت دیر کے بعد لوگوں میں کھڑی ہوئی
اور کھڑے ہوتے ہی بہت جلد گذر گئی۔ جس وقت تمہاری گردنیں اس کے لئے نرم ہو گئیں (تم
نے اطاعت کے لیے سر جھکائے) اور اپنی انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا (اس کی حقیقت
اور خلافت کا اعتقاد کرتے ہوئے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے) اس کی موت آئی اور لے
دنیا سے لے گئی (یہ حضرت اپنی ذات مقدس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں) اب تم اس کے بعد
دنیا میں اسوقت تک ٹھیرو جبتک خدا کو منظور ہو حتی کہ تم میں سے کسی ایسے شخص کو ظاہر کر دے
جو تمھیں ایک حلقہ میں جمع کرے اور تمھاری پراگندگیوں کو فراہم کر دے (تمھارے دین و دنیا
کا انتظام کرے اور یہ قائم آل محمد کی طرف اشارہ ہے) تم اس امام سے جو حاضر ہو اور
انتظام امور دنیا کا اقبال نہ کرتا ہو کبھی اپنے امور کی طمع نہ کرنا اور اس امام سے کبھی مایوس
نہ ہونا جو تم سے غائب ہو اور پشت پھیرے ہوئے ہو کیونکہ شاید اس امام غائب کا ایک پاؤں اپنی جگہ
(سلطنت ظاہری) سے ہٹا ہوا ہو اور دوسرا قدم اپنے مقام (سلطنت باطنی) پر قائم ہو اور پھر
اس کے دونوں قدم رجوع کریں یہانتک کہ اپنے دونوں قدموں (سلطنت ظاہری و باطنی) کو
برقرار اور ثابت کرے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے اہل بیت کی مثال آسمان کے ستاروں
کی سی ہے جہاں ایک ستارہ غروب ہوا دوسرا طالع ہو گیا اور تم میں لوگو گویا خدا کی جانب سے

اس کے تیر قطع ہونے والے ہیں اس کی نعمتیں اس کی آرائشیں قریب بہ زوال ہیں اس کی منفرتین سختیاں اور برائیاں بہت جلد تمام ہو جائیں گی دنیا کی ہر ایک مدت اچھی ہو یا بری انتہا کو پہنچنے والی ہے اور ہر ایک دنیا میں رہ کر زندگی کرنیوالا ابھی ابھی موت اور فنا کی طرف پہنچا جاتا ہے کیا آثار اولین سے تمھیں بصیرت حاصل نہیں ہوتی کیا تمہارے گذر جانیوالے آباؤ اجداد کے حالات میں تمہارے لئے مقام عبرت ہے۔ ہاں ضرور ہے بشرطیکہ تم عقل سے کام لو۔ کیا تم اپنے گذشتگان کو نہیں دیکھتے کہ اب واپس نہونگے کیا تم اپنے پیچھے باقی رہنے والوں پر نظر نہیں ڈالتے کہ یہ باقی نہ رہیں گے افسوس کیا تم دنیا والوں کے حالات نہیں دیکھتے جنھیں انھیں نیرنگیوں میں صبح ہوتی ہے شام ہو جاتی ہے کہیں مردہ پڑا ہوا ہے۔ عزیز و اقارب رو رہے ہیں اپنے بیگانے ماتم پرسی اور تسلی و تشفی میں مصروف ہیں۔ کہیں بیمار اور مریض کراہ رہا ہے۔ لوگ عیادت کو چلے آرہے ہیں اور ایک دوسرا شخص ہے (جو ہزار ہزار حسرتوں کو سینہ میں چھپائے ہوئے) دم توڑ رہا ہے۔ ایک انسان ہے کہ دنیا کو طلب کر رہا ہے اور موت اسکی طالب ہے وہ موت سے غافل ہے مگر موت اس سے غافل نہیں اور یہ شخص اسی اثر ماضیہ پر قایم ہے جس پر ایک باقی رہنے والا چلا جائیگا آگاہ رہو جب تم اعمال قبیحہ کے لئے جلد جلد اٹھو تو اسے یاد کر لو جو لذتوں کا برباد کرنیوالا خواہشات کو برائیوں میں ڈبونے والا اور آرزوؤں کو قطع کرنیوالا ہے وہ حقوق خداوندی جو تمہارے ذمے واجب ہیں اور اس کی نعمتیں اور احسانات جن کا شمار نہیں کیا جاتا تم انکے ادا کرنے اور ان کا شکر بجا لانے کے لئے اسی حق سبحانہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار ہو +

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد و ستائش کا مستحق وہ خداوند سبحانہ ہے جس نے اپنے فضل و احسان کو دنیا پر پھیلا رکھا ہے اور جس کے دست کرم اس دنیا پر سایہ کئے ہوئے ہیں میں جملہ امور و صحت و مرض و شدت و رخا میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حقوق کی محافظت کے لئے اسی سے مدد کا طلبگار ہوں میں

جاتا رہا) اور دوسرا اپنی دنیا کے لئے روتے (کہ ان کے ظلم وجور نے اس کا مال ومتاع غارت کردیا) اور جب تک کہ تمہارے ایک نفس کی خدمت انکے ایک نفر کے لئے خدمتگاری غلام وخواجہ کی مانند ہوجاتے کہ جو وقت سامنے آجاتے اطاعت کرے اور جو وقت غائب ہو غیبت میں مشغول ہو اور جب تک کہ تمہارے بزرگ اور تم سے بہتر خدا کا اعتقاد رکھنے والے ان فتنون میں مفتوں ہوجاتیں پس اگر خداوند عالم تمہین ان ظالمون کے ظلم سے) عافیت عطا فرماتے تو اسے قبول کرو اور شکر خدا بجالاؤ۔ اور اگر مبتلا کرکے تمہارا امتحان لے تو صبر سے کام لو اور بیشک عاقبت کی نیکیاں پرہیزگارون ہی کے واسطے مہیا ہین

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

مین خداوند تعالی کا شکر کرتا ہون اس عمل پر جو واقع ہوچکا ہے اور مدد چاہتا ہون ان اعمال خیر کے لئے جو واقع ہونے والے ہین جس طرح مین تندرستی بدن کا سوال کرتا ہون اسی طرح سلامتی دین کی طلب کرتا ہون۔ بندگان خدا مین تمہین اس دنیا کے ترک کی وصیت کرتا ہون جو تمہین ترک کررہی ہے اگرچہ تم اس کے چھوڑ دینے پر راضی نہین ہو یہ تمہارے بدنوں کو کہنہ کئے دیتی ہے اور تم ان کے نئے ہونے کو دوست رکھتے ہو۔ گویا تمہاری اور اس دنیا کی مثال مسافروں کی سی ہے وہ کسی رستے پر چلے گویا انہون نے اسے قطع کردیا کسی نشان کا قصد کیا اور اس تک پہنچ گئے اور یہ بات بہت قریب ہے کہ کسی انتہا کی طرف روانہ ہونے والا اس کی طرف روانہ ہوتا ہے حتی کہ اس تک پہنچ جاتا ہے اور یہ امر نہایت ہی بعید ہے کہ ایک شخص جس کے لئے ایک دن ہے وہ باقی رہے اور اس دن سے تجاوز نکرے حالانکہ بسرعت طلب کرنے والا (جو کہ موت ہے) اسے دنیا مین چلا رہا ہے یہانتک کہ وہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے پس تم دنیا کی عزتون مین دنیا کے فخر مین دل نہ لگاؤ اسکی نعمتون اس کے زیورات کے سبب سے عجب وکبر اختیار نکرو دنیا کی مضرتون اور سختیون مین مبتلا ہوکر جزع فزع نہ کرو کیونکہ اسکی عزتین

پروردگار عالم سے مین برہان اور دلیل پر قایم ہوں مین اپنے پیغمبر کی جانب سے راہ راست پر کھڑا ہون اور بالتحقیق مین ایک روشن رستے پر ثابت ہوں اور اس رستے کو نہایت درستی کے ساتھ طے کر رہا ہون تم اپنے بنی کے اہلبیت پر نظر کرو۔ انہیں دیکھو ان کے طریقہ سے لازم اور پیوستہ ہو جاؤ ان کے آثار و رفتار کی پیروی کرو۔ کیونکہ یہ لوگ تمھین ہدایت کے رستے سے نکال کر ہلاکت کی طرف نہ پہنچا ئین گے۔ جہان یہ ٹھیرین وہان تم بھی ٹھیر جاؤ جب یہ اُٹھین تم بھی کھڑے ہو جاؤ ان سے مقدم نہ ہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے ان سے بہت پیچھے نہ رہجاؤ ورنہ ہلاک ہو رہو گے مین نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب کو دیکھا ہے تم مین کوئی بھی توانکی نظیر دکھائی نہیں دیتا وہ اس حالت مین صبح کرتے تھے کہ اُلجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے انکی راتین قیام و سجود مین گذرتی تھین۔ کبھی ان کی پیشانیان صرف سجود ہوتی تھین کبھی رُخسارے۔ وہ اپنی معاد کے ذکر سے ایسے ہو جاتے تھے جیسے بقیۂ تنہ خرما (ان مین ذرا بھی حس و حرکت نہ رہتی تھی) سجدون کے طول سے انکی آنکھون کے درمیان (پیشانیون پر) گھٹے پڑ پڑ کے ایسے ہو گئے تھے جیسے بکریوں کے زانو جب خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھین اشکبار ہوتی ہوتین جیب و دامن کو تر بتر کر دیتی تھین وہ خوف عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے جیسے سخت آندھی کے وقت درخت جنبش کیا کرتے ہیں ؎

کلام امام ہمام علیہ السّلام

قسم خدا کی بنی امیہ سلطنت وحکومت پر برابر قایم رہین گے جب تک کہ محرمات الٰہی کو حلال نہ کردین اور عقد تکالیف شرعیہ کو مُکلّفین کی گردنوں سے نہ کھولدین اور اسوقت تک ان کا دَور دَورہ رہیگا جب کہ کوئی کچا مکان اور بالوں کا خیمہ ایسا نہ ہے جسمین انکا ظلم داخل ہو لیا ہو اور انکی بدسلوکیان خلقت کو گھرون سے نہ نکالدین اور جب تک کہ دو رونے والے ظاہر ہو جائین۔ ایک اپنے دین کے لئے گریہ کرے (کہ انکی بیدینی سے اس کا دین

متفرق و پراگندہ دیکھتا ہوں تم اپنی مجلسوں کی طرف رجوع کرتے ہو اور ایک دوسرے کو اپنی نصیحت سے فریب دیتا ہے - میں تمہیں صبح کے وقت سیدھا کرتا ہوں اور شام کے وقت پھر ٹیڑھی کمان کی پشت کی مانند ہو کر میرے پاس آتے ہو - اے حاضرین مردم جن کے بدن ان سے غائب ہیں جن کی عقلیں مختلف ہیں جن کی خواہشیں ان کے بزرگوں کو فتنہ و فساد میں مبتلا کر دیا ہے تمہارا صاحب تمہارا امیر تمہیں اطاعت خداوندی کی طرف بلاتا ہے اور تم نافرمانی اور عصیان سے کام لیتے ہو اور امیر اہل شام (معاویہ) خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور شام والے اس کی اطاعت کرتے ہیں - قسم خدا کی (تمہارے ان افعال سے بیزار ہو کر) میں دوست رکھتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے اس طریقہ سے تمہارا معاوضہ کر لے کہ دینار (طلائے مسکوک) کی عوض درہم (نقرۂ مسکوک) مجھے میسر ہو اور دس نفر تم سے لے اور فقط ایک ہمراہی شامی میرے حوالے کر دے اے اہل کوفہ! میں تو تمہاری تین خصلتوں اور دو خصلتوں کے سبب سے تم میں مبتلا ہو رہا ہوں حالانکہ تم صاحب گوش ہو مگر امر حق کے سننے سے تمہارے کان بہرے ہیں - سچی بات میں تمہاری زبان گنگ ہے حالانکہ تم صاحب زبان ہو تم دیکھتے ہو صاحب البصار ہو اور اندھے بنے ہوئے ہو نہ تم دوستوں کی ملاقات کے وقت مردان راست گو اور آزاد ہو اور نہ بلاؤں کے وقت موثق اور معتمد بھائی - تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہو جائیں (تم ہمیشہ فقیر رہو) تمہاری مثال اُن اونٹوں کی سی ہے جن کے ساربان ان سے غائب اور دور ہوں جب وہ ایک طرف سے جمع ہوتے ہیں تو دوسری طرف سے متفرق ہو جاتے ہیں خدا کی قسم میں تمہیں اپنے عالم خیال میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر حرب ضرب کی سختی ہو اور تلوار کی لڑائی گرم ہو جائے تو تم مقابلہ سے ہٹ جانے والی عورت کی طرح ابن ابی طالب سے علیحدہ ہو کر گُرشتہ ہو جاؤ گے - قسم خدا کی جاتب

حاشیہ صفحہ گذشتہ عرب میں ایک شخص تھا اس کی اولاد دس فرقوں میں متفرق ہو گئی تھی چھ فرقے قبائل یمن سے اور چار فرقے قبائل شام سے ہو گئے - کتب تاریخ میں اس کا قصہ مشہور ہے - اور "ایادی سبا" عرب میں ایک ضرب المثل ہو گئی ہے ۱۲

گئی ہیں۔ حقد و حسد کو آپ کے سبب سے دفن کر دیا عداوتوں اور فتنہ پاشی فساد لئے کے شعلے آپ کی وجہ سے منطفی ہو گئے مواخات کے سلسلے قائم ہوئے مشرکین و کفار کی جماعتیں آپ کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق ہو گئیں۔ ذلت و خواری کو آپکے سبب نایاب کر دیا عزت بیہودہ ذلیل ہو گئی آپکا سخن بیان الکلام خداوندی ہے اور آپ کی خاموشی ہزار ہزار نصائح آمیز زبان

اللھم صل علی محمد و آل محمد ۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

اگرچہ خداوند عالم نے ظالم کو مہلت دی ہے مگر اس کا اس ظالم کو گرفت کر لینا فوت نہیں ہوا اور وہ اس کی تاک میں ہے اس کی گذرگاہوں پر کھڑا ہے اور اس کا وہ مقام جو مجرائے آب دہن (ٹیٹوا) ہے پکڑنے کے لئے تیار ہے قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ قوم (بنی امیہ) تم پر غلبہ حاصل کرے گی اس لحاظ سے نہیں کہ وہ اولی بالحق یا ورحقدار ہے بلکہ اس سبب سے کہ یہ قوم اپنے امیر کی دعوت باطلہ کی نہایت سرعت کے ساتھ اطاعت کرتی ہے اور تم میری دعوت حقہ کو نہایت آہستگی کے ساتھ قبول کرتے ہو میں نے تمکو جہاد کے لئے کوچ کر نیکا حکم دیا تم نے کوچ نہ کیا۔ میں نے امر حق کو تمہارے کانوں تک پہنچایا تم نے سُنی اَن سُنی کر دی میں نے تمہیں آشکارا اور پنہاں طریقوں سے بلایا تم نے جواب بھی نہ دیا میں نے تمہیں نصیحتیں کیں مگر تم نے قبول ہی نہ کیں تم میرے پاس مثل غائب کے حاضر ہو (تمہاری حاضری اور غیر حاضری دونو برابر ہیں) تم مثل آقا کے بندے ہو (ہو تو بندے مگر مزاج آقا کے سے رکھتے ہو۔ مجھ سے بیعت کر رکھی ہے پھر مجھی پر حکومت کرنی چاہتے ہو) میں کلمات اور نصائح کو نمبر تلاوت کرتا ہوں تم اس سے بھاگتے ہو میں تمہیں کامل مواعظ کے ساتھ وعظ کرتا ہوں تم ان سے متفرق ہوتے ہو میں تمہیں اہل بغاوت و ضلال کے ساتھ جہاد کی ترغیب و تحریص دیتا ہوں مگر ابھی میرا قول تمام نہیں ہوتا یہانتک کہ میں تمہیں اولاد سبا کی مانند

اس مکان مین ساکن رہو جس مین طاعت خداوندی کے باعث رضا الٰہی چاہی گئی ہے اور خوب جان لو کہ تم اس وقت مقام مہلت و فراغت مین موجود ہو نامۂ اعمال کھلے ہوئے ہین ایمین قلم چل رہے ہین۔ بدن صحیح اور زند درست ہین زبانین کشادہ ہین توبہ مسموع ہے اور اعمال مقبول ہین۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ انسان گمراہ تھے حیرانیو نمین گرفتار تھے فتنہ و فساد مین مخبوط ہو رہے تھے خواہشات ہلاکت کی طرف کھینچ رہی تھین تکبر او خود پسندی نے لغزشین دے رکھی تھین اور نادانون کی نادانیان انھین گھیرے ہوئے تھین وساوس جہالت اور تردد فی الامر کے باعث لوگ حیران پریشان ہو رہے تھے پس رسول برحق نے ان کے نصیحت کرنے مین از حد مبالغہ کیا سبیل خدا کے سالک بنے اور خلقت کو راست گفتاری درست کرداری اور موعظہ حسنہ کی طرف دعوت دی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اُسی پروردگار کے لئے زیبا ہے جو اول ہے اور ایسا اول ہے کہ کوئی شئے اس سے قبل نہین آخر ہے اور ایسا آخر ہے کہ کوئی شئے اسکے بعد نہین ظاہر ہے اور ایسا ظاہر ہے کہ کوئی شئے اسپر غالب نہین۔ باطن ہے اور ایسا باطن ہے کہ کوئی چیز اس سے نزدیک نہیں۔

اسی خطبہ مین جناب سالتمآب کا ذکر فرمایا ہے انکا مستقر و مرتبہ (پروردگار عالم کے نزدیک) بہترین مستقر و مراتب۔ انکا منبت (اُگنے کی جگہ) اشرف ترین منابت ہے معدن ہائے کرامت اور سلامتی کے گہوارون مین ابرار و نیک بندون کے قلوب آپ کی طرف منصرف کیئے گئے ہین اور دوالابصار کی نگاہون کی مہارین آپ کی طرف پھیر دی

اپنے پیغمبرون کو ظاہر کیا ہے اور جس سے اپنے امینون کا انتخاب فرمایا ہے اس کی (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی) عترت بہترین عترت اس کے اہلبیت عمدہ ترین اہل بیت ہین اس کا درخت[1] (نفس نفیس) - بہترین اشجار ہے جس نے حرم کبریا مین نشو و نما پائی ہے اس کی کرامت اور رحمت کے سایہ مین بلند ہوا ہے اس کی بہت سی طویل اور بلند شاخین ہین اسمین بہت سے ثمر ہین جو ابھی رسیدہ نہین ہوئے پس آپ پرہیزگارون کے پیشوا ہین ہدایت یافتگان کے لئے روشنی چشم ہین آپکا وجود ایک ایسا چراغ ہے جس کی روشنی چمک رہی ہے اور ایسی روشنی ہے جسکا نور بلند ہو رہا ہے اور آپ ایسی آگ روشن کرنے والے ہین جس کی درخشندگیان درخشان ہو رہی ہین - آپ کا طریقہ متوسط اور میانہ روی ہے - آپ کی سنت رشد اور مسلک راہ ہدایت ہے - آپ کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور آپکا حکم عین عدل ہے - خدا تم پر رحمت کرے - تم آئمہ دین کی علامتہائے ظاہرہ پر عمل کرو شریعت کی راہ نہایت واضح ہے وہ تمھیں دار السلام کی طرف بلا رہی ہے تم

---

[1] اس درخت سے مراد روح اعظم او رحقیقت محمدی و اول مخلوق ہے جیسا کہ خصال مین جابر سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری ابتدعہ من نورہ و اشتقہ من جلال عظمتہ یعنی پہلے پہل خداوند عالم نے میرے نور کو خلق فرمایا جسے اپنے نور سے ایجاد کیا اور اپنی بزرگی عظمت سے مشتق اور ظاہر فرمایا +

بصائر الدرجات مین مروی ہے کہ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیۂ اصلہا ثابت و فرعہا فی السما کی نسبت سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ قسم خدا کی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس درخت کی اصل او حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس کی فرع اور باقی ائمہ اس کی شاخین ہین ائمہ علیہم السلام کا علم اس درخت کا میوہ ہے اور ان کے شیعہ اس کے پتے ہین - کیا تو اصل و فرع و میوہ و برگ کے درمیان کسی قسم کی جدائی اور تفرقہ دیکھتا ہے +

راوی نے عرض کی مین تو کوئی جدائی نہین دیکھتا ان چیزون کا مجموعہ درخت ہوتا ہے بعد ش امام نے فرمایا کہ قسم خدا کی جب مومن مرتا ہے اس درخت کا ایک پتہ گر جاتا ہے اور جب کوئی مومن متولد ہوتا ہے تو اس درخت مین ایک پتہ اُگ آتا ہے +

انھیں موت کا تلخ پیالہ پلا دیا جائے گا - سوائے تلوار کے انھیں دوسری چیز عطا نہ ہوگی اور سوائے خوف و بیم کے سوا انھیں کوئی چیز پہنائے جائے گی - اس زمانہ میں قریش اسبات کو دوست رکھیں گے کہ تمام دنیا و مافیہا کی عوض مجھے ایک مرتبہ دیکھ لیں اگرچہ وہ اتنا ہی وقت کیوں نہ ہو جتنا کہ بچہ شتر کے نحر ہونے میں صرف ہوتا ہے اس وقت انھیں میری قدر معلوم ہوگی اور اس وقت تمنا کریں گے کہ ان سے اس چیز کو بالکلیہ قبول کروں جس کے بعض حصوں کو آج طلب کر رہا ہوں اور یہ مجھے دینے سے انکار کرتے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

صاحب برکت و خیر و فضل و احسان وہ خدا ہے جس کی کنہ معرفت تک وہ ارادے اور عزم نہیں پہنچ سکتے جو دور دور بعید اشیا تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور نہ دقت نظر اور عقلوں کی دانائی اس تک پہنچ سکتی ہے وہ ایسا اول ہے جس کی بقا کے لئے کوئی نہایت اور انتہا نہیں کہ اس کی طرف وہ منتہی ہو نہ اس کے بقا کے لیے کوئی نہایت اور انتہا نہیں کہ اس کی طرف وہ منتہی ہو نہ اس کے بقا کے واسطے کوئی جزو آخر ہے کہ اس کے بعد اس کا وجود تمام اور منقضی ہو جائے۔

اسی خطبہ میں **فرماتے ہیں** انبیاء علیہم السلام کو امین بنایا اور بہترین امنا بنایا - عمدہ مستقر میں انھیں ٹھیرایا انھیں نفیس اور بزرگ اصلاب سے طیب و طاہر ارحام کی طرف منتقل کیا ہر ایک زمانہ میں جو گزرا ہے - انبیاء اقامت دین الٰہی - اس کی خلافت اور جانشینی کے لئے قایم ہوئے یہاں تک کہ خداوند سبحانہ تعالیٰ کی کرامت اور بزرگی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر تمام ہوگئی انھیں ظاہر کیا در آنحالیکہ ان کے اُگنے کی جگہ بہترین معاون ہے اور ان کے ٹھیرنے کے مکان نایاب ترین اصلہا واقع ہوا ہے - اور ایسا درخت ہے جس سے

لہ حضرت کی یہ پیشین گوئی کس قدر جلد پوری ہوئی - یاد کرو واقعہ حرا کو جو یزید پلید ابن معاویہ علیہ الہاویہ کے زمانہ میں گذرا ۱۲

جب کسی قوم کی طرف رخ کرتے ہیں تو اپنے آپ کو صلاح و امن کے ساتھ مشتبہ اور ملتبس کر لیتے ہیں اور جب اس سے منہ موڑتے ہیں تو اپنے شر و فساد سے آگاہ اور متنبہ کرتے ہیں۔ جب بالکل ہی سامنے آجاتے ہیں اس وقت لوگ خبردار ہوتے ہیں اور انہیں مکروہ اور برا سمجھنے لگتے ہیں اور حالات غیبت میں انہیں نیکوترین مردم سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہواؤں کی طرح پھرتے ہیں ایک شہر میں پہنچتے ہیں اور دوسرے شہر سے تجاوز کرتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ تمہارے لئے میرے نزدیک بدترین فتنہ بنی امیہ ہی کا ہے یہ اندھے اور تاریک فتنے ہیں عام لوگ ان کے وقت میں حق کی طرف اصلاً نظر نہیں کرتے ان کی بلائیں ہم اہل بیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جو شخص ان کے زمانہ میں چشم بینا سے کام لے وہ بلاؤں کا شکار اور ان کے عیوب سے نابینا ان کی شرارتوں اور بلاؤں سے سالم اور محفوظ ہے قسم خدا کی تم میرے بعد بنی امیہ کو بہت برے حاکم اور خداوند پاؤ گے۔ اس کاٹنے والی اونٹنی کی طرح جو اپنے منہ سے کاٹتی ہو اپنے ہاتھوں سے زمین کو کوٹتی ہو اپنے پاؤں سے لاتیں مار رہی ہو اور اپنے دودھ سے منع کرتی ہو ایسا ہی بنی امیہ منہ سے خلقت کو برا بھلا کہتے ہیں دست تسلط و جور سے لوگوں کو ذلیل اور پیوند زمین کئے دیتے ہیں ظلم و تعدی کے پاؤں سے لوگوں کو ان کے وطنوں سے دور پھینکتے ہیں اور کسی کو نفع نہیں پہنچاتے) وہ تمہیں برابر اذیت پہنچاتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک شخص کو بھی تم میں سے ایسا نہ چھوڑیں گے جو انہیں نفع نہ پہنچائے یا ان کے نزدیک اس کا نفس بے مضرت ثابت ہو۔ ان کی بلائیں برابر تم پر مسلط رہیں گی جب تک کہ تم میں سے ایک ایک شخص ان کا غلام اور خدمتگار ہو جائے اور جب تک تم ان کی اس طرح اطاعت نہ کرو جیسا کہ بندہ اپنے خدا کی اور غلام اپنے آقا کی اطاعت اور خدمت کیا کرتا ہے ہم اہل بیت ان فتنوں کے گناہوں اور وبال سے رستگار ہوں گے اور اس پر آشوب زمانہ میں کسی کو حق کی طرف دعوت نہ کر سکیں گے۔ پھر خداوند عالم تم سے اس فتنہ کو اس طرح قطع کرے گا جیسے خراب اور فاسد چمڑے کو کاٹ ڈالتے ہیں اس شخص کے سبب سے جو انہیں عزار اور رسوائی کے میدانوں میں چرانے والا اور شدت و دشواری کی طرف نکالنے والا ہے

سب سے خلیفہ مانو۔ تم نے جناب رسول خدا سے بارہا سنا ہو گا علی منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اور ہارون کی منزلت کو خود قرآن مجید نے واضح کر دیا ہے واجعل لی وزیراً من اہلی ہارون اخی حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کی وزارت کی درخواست کی ہے ٭

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

ایہا الناس بعد حمد و نعت تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے فتنہ و فساد کی آنکھوں کو نکال دیا ہے جبکہ تاریکیوں کی موجیں زوروں پر تھیں اور اسکے کُتّے کا مرض شدت پکڑ رہا تھا اور میرے سوا کوئی اس امر کی جرات نہیں کر سکتا اب تم مجھ سے سوال کرو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس سے کہ مجھے نہ پاؤ اور میں تم سے فوت ہو جاؤں قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم مجھ سے اُس چیز کا سوال نکرو گے جو تمھارے اور قیامت کے درمیان ہے اور نہ اس گروہ کے حالات دریافت کرو گے جس کے سو آدمی ہدایت پانے والے اور سو گمراہ ہیں الّا یہ کہ میں اُنکے آواز دینے والے ان کے کھونے والے انکے ہنکانے والے انکے شتر سواروں کی خوابگاہیں ان کے بوجھ رکھنے کے مقامات ان میں سے ازروئے قتل کے قتل ہو جانے والے۔ ازروئے موت کے مر جانے والے ان سب چیزوں کی تمھیں کماحقہ خبر دوں گا۔ اور اگر تم مجھے نپاؤ اور امور مکروہہ و کارہائے شدیدہ و عظیمہ نازل ہوں تو اکثر سائلین سر جھکا لیں گے (وہ حیران ہونگے کہ ہم کہاں جائیں کس سے پوچھیں کس طریقہ سے سوال کریں) اور بہت سے سوال کئے جانیوالوں کو اس کے جواب دینے میں خوف اور ترس لاحق ہو گا۔ اور یہ امر (سکوت سائل و خوف مسئول) اسوقت ہو گا کہ جب تمھاری لڑائیاں زوروں پر ہونگی تم جد و جہد سے دامن کشی کرو گے۔ دنیا تم پر بالکل تنگ ہو جائے گی۔ تم پر نازل ہونے والی بلاؤں کے ایام طویل و دراز ہو جائینگے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس شخص کو فتح و فیروزی بخشے گا جو تمھارے نیکو کاروں کا بقیہ ہو گا (یعنی اسے اشرار بنی امیہ کی موت کے بعد سلامتی دین و دنیا اور فتح و فیروزی نصیب ہو گی) اور فتنہ و فساد

بنا ہے مجھے اپنے سوا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز کر دے بیشک تو اپنی مشیتوں پر قادر اور قدرت رکھنے والا ہے ٭

کلام امام علیہ السّلام

عثمان کے قتل کے بعد جب لوگوں نے حضرت سے بیعت کا ارادہ کیا اس وقت آپنے فرمایا تم مجھے چھوڑ دو اور میرے غیر سے التماس کرو کیونکہ ہم ایک ایسے امر کی طرف رُخ کر رہے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں جس کے مختلف رنگ ہیں (ایسا کام ہے جو وجوہ مختلفہ اور حالات متلونہ کا احتمال رکھتا ہے) حالانکہ دل اس کے لئے قایم نہیں ہوتے اور عقلیں اور رائیں اسپر ثابت و قایم نہیں ہوتیں (کسی کے دل میں کچھ ہے کسی کے دل میں) کچھ تحقیق کہ ابر جہالت آفاق پر چھایا ہوا ہے اور شاہ راہیں متروک اور ناپید ہو گئی ہیں (چونکہ امر خلافت بالوحی اور بالنّص متحقق ہوا ہے نہ کہ بالاجماع و البیعۃ اور آپ ہر حالت میں خلیفہ الٰہی تھے خواہ بیعت ہو یا نہو اور اسی بیعت کی وجہ سے آپکا حق غصب ہوا لہٰذا اس بیعت سے من حیث البیعت آپنے اکراہ فرمایا نہ کہ خلافت سے اور اسی لئے فرمایا کہ تم دوسرے سے بیعت کرو کیونکہ میری خلافت تو اطاعت و اعتقاد دلی پر موقوف ہے نہ کہ بیعت ظاہری پر جو محض حرص طمع و جہالت سے ہوتی ہے) اور خوب جان لو اگر میں تمہارے التماس کو قبول کروں اور تم سے بیعت لے لوں تو تمھیں احکام خداوندی کا متحمل بناؤں گا جنھیں میں اچھی طرح جانتا ہوں اسوقت میں کسی کہنے والے کے قول کی پروانہ کرونگا نہ لوم لائم اور نہ کسی عتاب کرنے والے کے عتاب کا مجھے خوف ہوگا اور اگر تم مجھے ترک کر دوگے تو اس وقت میں تمھیں میں سے ایک فرد ہوں (اجرائے امر خلافت کی تکلیف مجھ سے ساقط ہو گی) اور امید ہے کہ میں تم سے زیادہ سننے والا اور مطیع بن جاؤں اس شخص کے لئے جسے تم اپنے امر کا والی قرار دو اور میں تمہارے لئے بحیثیت ایک وزیر کے اس سے بہتر ہوں کہ تمھارا امیر ہوں) تم مجھے خلیفہ بالوحی اور بالنص اور وزیر از جانب خدا تسلیم کر و یہ اس سے بہتر ہے کہ تم مجھے اپنی بیعت کے

ہونے کا مقام اجتماع خون کا محل ۔گوشت بن جانے والا خون ظاہر ہونے والی مخلوق ۔
حیوانات کے نیچے ۔ ان سب رموز کو اس کی حکمت اور دانائی گھیرے ہوئے ہے ۔ ان اشیائ
کے جاننے اور معلوم کرنے میں اسے کوئی مشقت اور محنت عارض نہیں ہوتی اور اس مخلوقات
کی نگاہ رکھنے میں جسے اس نے ایجاد فرمایا ہے اسے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوتا نہ اشیا کے
کامل کرنے سے اور مخلوقات کی تدابیر میں اسپر کوئی دل تنگی اور سستی طاری ہوتی ہے ۔
پروردگارا ! تو اسی قابل ہے کہ تیرا صفات جمیلہ کا ذکر ہو ۔ تیرے احسان و نعمت کو شمار کیا جائے
اگر تیری طمع کی جائے تو یہ بہترین طمع ہے ۔ اگر تجھ سے امید رکھی جائے تو عمدہ ترین امید ہے ۔
پروردگارا ! تو نے میرے لئے اپنی اس مدح کو بچھا دیا ہے جس کے ساتھ میں تیرے غیر کی مدح و ثنا
نہیں کر سکتا اور نہ اس مدح کے ساتھ میں تیرے سوا کسی دوسرے کی ثنا کر سکتا ہوں ۔ میں نے
اس مدح و ستایش کو (جس کا تو ہی سزاوار ہے) معدنہائے عیب و خسران اور مقامات
شبہہ و بہتان کی طرف متوجہ نہیں کیا ۔ تو نے میری زبان کو ستائشہائے مردم اور مربوبین
مخلوقین (جو بندوں کے پرورش کئے ہوئے ہیں) کی حمد و ثنا سے بالکل لوٹا دیا ہے ۔
پروردگارا ! ہر ایک مدح و ثنا کرنے والے کے لئے اس کے ممدوح کے پاس ایک اجر اور بزرگ
اجر ایک احسان اور بخششہائے بزرگ کا احسان ہوتا ہے اب میں تجھ سے امید رکھتا ہوں کہ
تو مجھے توشہ ہائے بخشش اور گنجہائے آمرزش کی طرف رہنمائی کر اور یہ مقام اے پروردگار اس
شخص کے لئے سزاوار ہے جس نے تجھے ایسی توحید کے ساتھ منفرد اور مخصوص کیا ہو جو تیرے
لایق اور قابل ہے جس کا تو اہل ہے اور جس نے تیرے سوا کسی غیر کو ان محامد اور مدائح کا سزاوار
نہ دیکھا ہو ۔
خداوندا ! مجھے تیری طرف حاجت ہے میں تیرا محتاج ہوں اور تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی
چیز اس احتیاج کا سدباب نہیں کر سکتی اس کی ضروریات دفع نہیں ہو سکتیں مگر تیری بخشش
بے اندازہ سے تیرے جود و کرم سے خداوندا مجھے اس مقام میں اپنی خوشنودی اور رضا کا جامہ

ہوئی ہیں وہ پوشیدہ کلام جن کی چوری سے سن لینے پر قوت سامعہ کانوں کو متوجہ کرتی ہے ان میں سے کوئی امر اسپر پوشیدہ نہیں اسے چھوٹے چھوٹے کیڑوں کے گرمائی مقامات معلوم ہیں وہ زیر زمین بسر کرنے والے حشرات الارض کی زمستانی قیامگاہوں سے اطلاع رکھتا ہے بیزبان حیوانوں کی نالہ وزاری کو سنتا ہے ہموار سے ہموار اور سبک سے سبک قدموں کی آواز بھی اسپر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی خوشوں کے غلافوں اور ان کے اندرونی حصوں میں میوؤں کے کشادہ ہونے اور بڑھنے کے مقامات۔ غارہائے کوہ میں حیوانات وحشی کے پوشیدہ ہونے کی جگہ اور پہاڑوں کی سیل گاہیں درختوں کی چھال اور ان کی شاخوں میں مچھروں کے چھپنے کے سوراخ ان میں سے کوئی امر اسپر مخفی نہیں - وہ شاخوں سے پتوں کے گرنے کے موقع ومحل اور مخلوط منی کے اصلاب کی راہوں سے آکر ٹھیرنے کے مستقر سے اچھی طرح واقف ہے۔ ابر کا ظاہر ہونا۔ اور آپس میں مل جانا قطرہ ہائے باراں کی ریزش اور ان کا اجتماع یہ ساری باتیں اسے معلوم ہیں وہ چیزیں جنھیں بگولوں کے دامن منتشر اور پراگندہ کر دیتے ہیں وہ اشیا جنھیں بارشیں اپنی سیلابوں سے محو اور فنا کر دیتی ہیں وہ اس کے علم میں موجود ہیں وہ ریگ کے ٹیلوں میں حشرات الارض کو پہچانتا ہے وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر پرندوں کے بسیرے کے مقاموں سے خوب ماہر ہے آشیانوں کی تاریکی میں خوش الحان جانوروں کی آوازیں اسپر ظاہر ہیں اور وہ مروارید جنھیں صدفوں نے اپنے سینہ سے لگا رکھا ہے اور موجیں انکی پرستاری پر کمر بستہ ہیں - ہرگز ہرگز اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں وہ اشیا جنھیں رات کی تاریکی نے ڈھانک لیا ہے یا وہ چیزیں جن پر آفتاب کی شعاعیں پرتو افگن ہیں۔ یا ان پر متواتر تاریکی یا درخشندگی نور کے پردے پڑے ہوئے ہیں کچھ بھی ہو مگر اس کی نظر سے کوئی چیز باہر نہیں چھوٹے سے چھوٹے قدم کا نشان ہر ایک آواز کی حرکت - ہر ایک کلمہ کی ترجیع - ہر ایک لب کی جنبش ہر انسان کے مستقر ہر ایک ذرہ کے وزن اور ہر ایک نفس ارادی کے ہمہمے وہ ان سب امور کا احاطہ کرنے والا ہے - ہر درخت کا میوہ جو زمین پر ہے - ہر برگ بخبۃ نطفہ کے قایم

زمین پر اُتار دیا تاکہ اپنی زمین کو ان کی نسل سے معمور کرے اور انکی ذات سے اپنے بندون
کے لئے حجۃ قایم فرمائے اور آدم علیہ السلام کی قبض روح کے بعد اپنے بندون کو اس چیز سے
خالی نہین رکھا جو اپنے پروردگار کی حجۃ و دلیل کی ان پر تاکید کرے بندگان خدا اور معرفت
الٰہی کے درمیان وصل قایم کردے بلکہ قرناً بعد قرن اپنے برگزیدہ انبیا اور اپنی رسالت کی
امانتون کے برداشت کرنے والے پیغمبرون کی زبانون سے حجج و دلائل کا اظہار کر کے بندون سے
عہد و پیمان لے لیا ہے حتی کہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکات کے
ساتھ اسکی حجت تمام ہو گئی اور عذر خداوندی (بر عذاب بندگان) اور تخویف الٰہی (بر معاصی) انجام
کو پہنچ گئے اس نے بندون کی روزی کو مقدر کیا کسی کے لئے زیادہ کسی کے لئے کم اور تنگی اور
فراخی پر بنا کر کے روزی کو تقسیم کیا اس کی یہ قسمت عین عدل ہے اور یہ طریقہ اسلئے اختیار کیا
ہے تاکہ وسعت و تنگی رزق سے اس شخص کا امتحان لے جس کے امتحان کا ارادہ کیا ہے اور اس
تقسیم سے یہ بھی مقصود ہے کہ اغنیا و فقرائے بندگان کے صبر و شکر کا امتحان لیا جائے پھر وہ
لوگ جو فقر و احتیاج پر باقی اور قایم تھے انھین وسعت رزق کے متصل و مقترن کیا ان
کی روزی پر جو حوادثات اور آفات واقع ہوتی تھین انہین سلامتی سے بدل دیا اور انکی روزی
کے غم و غصہ کو خوشی اور کشائش رزق سے مبدل فرمایا اور عمر کی مدت معین خلق فرمائی بعض
کے لئے طویل اور بعض کے لئے کوتاہ کسی کی مدت عمر کو مقدم کیا اور کسی کو موخر اور ان عمر کی
مدتون کے اسباب کو موت سے متصل کیا اور موت کو عمر کی طویل و دراز رسیون کے کھولنے والی
اور ریسمان عمر کے استحکام کو پارہ پارہ کرنے والی بنا دیا وہ پوشیدہ خطورات اور ضمائر جو دلون
مین گذرتے ہین وہ آہستہ آہستہ باتین کرنے والون کی سرگوشیان وہ گمان کرنے والون
کے گمانون مین گذرنے والے خطرے وہ عزائم الیقین کی بندشین وہ دزدیدہ نگاہی اور چور کی
چھپی پلکون کے اشارے ان سب امور سے وہ ذات عالم و دانا اچھی طرح واقف ہے اور وہ
نامعلوم امور جو دلون کے پردون مین لپٹے ہوتے ہین وہ باتین جو قعر ہائے پنہان مین چھپی

اس ترکیب سے پیدا کیا کہ سفید بادلون کے ٹکڑے جو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے الگ الگ
نظر آتے تھے انہین خلعت ترکیب بخشا یہانتک کہ ایک زبردست اور بزرگ ابر نے فضائے گردون
مین حرکت کی بجلیان چمکین جن کی درخشندگی نے اس ابر سفید کے بزرگ پہاڑ اور گھرے ہوئے
بادل مین ذرا بھی آنکھ نہ جھپکائی اس کوہ بزرگ کو متواتر پانی برسانے کے لئے روانہ کردیا اس کا
حصہ زیرین زمین کے نزدیک ہوگیا ہوائے جنوبی اس کی بارش کی دوشیدگی مین مشغول
ہوتی اور باران بے شمار کو باہر لے آئی اس ابر مطیر نے جسوقت اپنے سینہ کو زمین پر لگا دیا اور وہ بار
جو اس پر محمول تھا اسی قدر اسپر ڈال دیا جس کی برداشت مین وہ مستقل رہ سکتی تھی (اسقدر
بارش ہوئی جس کی وہ متحمل ہوسکتی تھی) تو پروردگار عالم نے خشک میدانون اور خشک زار پہاڑونکے
سینون سے تروتازہ اور ہری بھری روئیدگی کو نکالنا شروع کیا اور جب یہ حالت ہوئی تو زمین پر
ایک خوشنمائی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس لئے کہ اب وہ اپنے باغات کی نزہتون سے مزین ہو رہی
تھی اور باغات کے شگوفون کی سفید چادر جو یہ اوڑھے ہوتے تھی اور وہ زیور اور گلوبند جو تازہ
تازہ شگوفے اس کے لئے مہیا کررہے تھے ان آرائشون نے اسپر عجب کبر کو مسلط کردیا اور
خداوند تعالی نے اس نباتات کو آدمیون کے لئے کفایت کرنیوالی اور چارپایون کا رزق قرار
دے دیا اطراف زمین مین وسیع و فراخ راہین کشادہ کردین اور اس کی شاہراہون اور
رستون پر چلنے والون کے لئے نشان قائم کردئے پس جسوقت باری تعالی نے زمین کو بچھایا
اور اس کی تکمیل سے فارغ ہوا تو آدم علیہ السلام کو اپنی مخلوق مین برگزیدہ کیا اور اسے اول
خلقت بنی نوع انسان قرار دے کر اپنے بہشت مین سکونت کا امر فرمایا اس بہشت مین اس کی
روزی کو وسعت عطا فرمائی اور اس چیز کی طرف اشارہ کیا جس سے اسے ممانعت کی اور اسے
خبر دیدی کہ اس چیز کی طرف قدم بڑھانے اور متعرض ہونے مین معصیت خداوندی اور تیرے مرتبہ
منزلت کی ہلاکت ہے پس حضرت آدم علیہ السلام نے جس چیز سے انہین منع کیا گیا تھا اسکی طرف اقدام
کیا جیسا کہ باری تعالی کے علم سابق قدیم مین گذر چکا تھا اب آپ کو توبہ کے بعد بہشت سے

کی سرکشی فروتنی سے بدل گئی وہ ساکن ہوگیا اس کا ہیجان اور اسکے ایک دوسرے کو باہر
پھینکنے کی شدت کم ہوگئی جب زمین نے اپنے سینے سے پانی کو پامال کیا۔ اسکی رفتار مین نرمی
آگئی وہ خاضع وخاشع ہوگیا جب زمین نے اپنے شانون کو اسپر غلطان کردیا اب اس پانی نے
اپنی امواج کی آواز ہائے بلند کے بعد ایسی حالت مین صبح کی کہ وہ بالکل آرام سے تھا مغلوب تھا
ذلت کی لجام کے حلقہ مین گرفتار تھا مطیع ومنقاد تھا اور اس کی حالت بالکل ایک اسیر کی سی تھی
اس کی عظیم الشان موجون پر فرش ہوجانیوالی زمین ساکن ہوگئی اور اس سے نخوت غرور فخر وسرکشی
بلند بینی وتکبر اور گردن کی حد سے زیادہ بڑھ جانے والی بلندی ان سب چیزونکو بالکل برطرف کردیا
انے اس کی روانی کی شدتون سے بستہ کردیا اب پانی نے اپنے تلاطم کے بعد فروتنشینی اختیار
کی اور اپنی جست وخیز اور طغیانی کے بعد نچلا ہوکر بیٹھ گیا۔ جبکہ زیر اطراف زمین سے پانی کو
ساکن کردیا اور کوہ ہائے بلند کو دوشہائے زمین پر بار کیا تو اس کی (زمین کی) بینیون
(پہاڑون) مین سے پانی کے چشمے شگافتہ کئے پھر ان چشمونکو بیابانون کی فضا اور اس مین
کے شگافون مین متفرق کردیا اور پھر حرکت زمین کی اسکے بلند پتھرون اور بڑے بڑے زبردست
اور سر بلند پتھرون سے تعدیل کردی اب ان پہاڑون کے قیام اور پارہ ہائے ارض مین پیوست
ہوجانے سے زمین اضطراب اور حرکت سے ساکن ہوگئی اور پہاڑون کے بینی مین سوراخون مین
داخل ہونے اور زمین ہموار وناہموار کی گردن پر ان (پہاڑون) کے سوار ہوجانے نے بالکل ساکن
کردیا اب اس خداوند مطلق نے طرف بالائے ہوا اور زمین کے درمیانی حصّوں کو وسیع کردیا اور ہوا
کو ساکنین زمین کے لئے موضع نسیم ونفس بنا دیا اہل زمین کو زمین کی طرف علم سے موجود بنایا ایسی
حالت مین کہ وہ تمام منفعتہائے زمین پر مسلط اور متصرف ہین اور اس زمین بے آب وعلف کو بھی باقی
نہین چھوڑا جو حصول آب سے قاصر تھی چشمون کا پانی جسکی بلندیون پر نہین پہنچتا تھا اور نہرون کی
جدولین جس کی اونچائیون تک پہنچنے کا ذریعہ نہین باقی تھین ایسے مقامات کے لئے اس نے
زندہ کرنے والے ابر کو ایجاد کیا جو مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے نباتات کو اوگاتا ہے اور ابر کو

ان کے دلون کی منقطع ہونے والی استعداد اور امید وبیم خداوندی یہ دو باتین انھین عبادت پرآمادہ کررہی ہین - خوف باری تعالیٰ کے اسباب ان سے جدا نہین ہوتے جو انکی سعی کوشش مین ضعف آجاتے نہ کسی قسم کی طمع دنیوی نے انھین اسیر کیا ہے جو وہ امر آخرت کی کوشش کے بدلے دنیا طلبی اختیار کرین وہ اپنے اعمال گذشتہ کو بزرگ اور عظیم نہین شمار کرتے اگر انھین قابل وقعت اور کسی لائق سمجھتے تو بیشک امید ان کے حد سے بڑھے ہوتے خوف کو رفع کردیتی وہ تسلط شیطان کے باعث اپنے پروردگار کی اطاعت مین خلاف ورزی نہین کرتے ایک سے دوسرے کو کاٹنے پر آمادہ کردینے والی بدی انھین پراگندہ اور منتشر نہین کرسکتی ایک کا دوسرے پر حسد کرنا انپر حاکم نہین ہوتا وجوہ شکوک شبہات انھین مختلف اور منشعب نہین کرسکتے اور نہ ارادے اور عزم کے اقسام انہین باصناف مختلفہ منقسم کرسکتے ہین یہ نفوس قدسیہ بندگان ایمان ہین حق سے عدول کرنے کی طرف مائل ہونا ضعف وتساہل فی الاطاعت ان مین سے کوئی شے انہین حلقۂ بندگی سے آزاد نہین کرسکتی - طبقات آسمان مین بمقدار پوست حیوان بھی کوئی ایسا مقام نہین جہان کوئی سجدہ کرنیوالا متحرک ہوکر خدمت کرنیوالا فرشتہ نہ موجود ہو یہ فرشتے اپنی طول طویل اطاعت پروردگار کے باعث اپنے علم کو بڑھاتے ہین اور پروردگار عالم کی سلطنت ان کے دلون مین اس کی بزرگی اور عظمت کو زیادہ کرتی رہتی ہے (حضرت نے جو ملائکہ کے یہ اوصاف مختلفہ بیان فرمائے ہین ان سے غرض یہ ہے کہ لوگ اخلاق ملکوتی کی حرص اور اوصاف شیطانی سے پرہیز کرین)

اسی خطبہ مین زمین کی تعریف اور اسکے پانی پر بچھائے جانیکی نسبت بیان فرمایا ہے

سخت اور شدید موجونکے اضطراب - بزرگ وعظیم الشان دریاؤن کی بلندیون پر زمین کو بچھایا ایسی حالت مین کہ ان دریاؤن کی شدید موجین ایک دوسرے کے ساتھ طمانچہ زنی کررہی تھین ان عظیم الشان دریاؤن کے تیز رو گھوڑے جنبش کررہے تھے اور اس طرح کف ڈال رہے تھے جیسے مستی کے وقت شتر نر - اب زمین کے بوجھ اور ثقل کے سبب سے بحر متلاطم

شوق انکا سرور جو خداوند عالم کے سامنے موجود ہے انھیں اس شئے کی طرف تجاوز کرنے نہیں دیتا جو غیر خدا کے پاس ہے - اُنہون نے معروف الٰہی کی حلاوۃ اور شیرینی کا ذائقہ چکھ لیا ہے وہ اسکی دوستی کا چھلکتا ہوا ساغر پی چکے ہین اور انکے سویدائے قلوب مین اس کے خوف کا ریشہ مکین اور جاگزین ہے - اُنہون نے اپنی پشت کی راستی کو ایک طویل اطاعت کی طرف مائل کر رکھا ہے درازی رغبت و شوق نے ان کی سختی اور تضرع و زاری کو نیست اور فانی نہین کیا اور نہ بڑھے ہوئے تقرب نے علاقۂ خضوع و خشوع کو انکی گردنون سے علیحدہ کیا ہے عجب و تکبر ان پر مستولی نہین ہوا کہ وہ اپنی اطاعت گزشتہ کو کثیر اور قابل اطمینان تصور کر لین اور جلالت خداوندی نے ان کی اطاعت کے سبب سے ان کے اعمال حسنہ کی تعظیم کے لیے کوئی حصہ اور نصیب باقی نہین چھوڑا ہے یہ جد و جہد جو وہ ایک مدت دراز سے عمل مین لا رہے ہین اس کے سبب سے ان مین سستی اور کاہلی کا عمل دخل نہین ہوا نہ انکا شوق نقص پذیر ہوا ہے کہ ان امیدون سے مخالفت کرین جو انھین اپنے پروردگار کی ذات سے ہین اور یہ بھی نہین کہ اس درازی مناجات نے انکی زبانون کی رطوبتون کو خشک کر دیا ہو (وہ ہر وقت مناجات مین رطب اللسان رہتے ہین) کوئی دوسرا شغل انکا مالک نہین ہوا ہے جو سبب ہو کر انکی دعاؤن کی بلند آوازین منقطع ہو جائین نہ صف ہائے اطاعت سے انکے شانے مختلف ہوتے ہین (صف اطاعت سے ایک قدم پس و پیش نہین رکھتے) حکم خداوندی مین تقصیر اور کوتاہی کی راحت حاصل کرنے کے لیے انکی گردنین خم نہین ہوتین انکی غفلتون کی بلادت اور کُندی ان کے استحکام جد و جہد کے ساتھ قہر اور ظلم نہین کر سکتی اور خواہشات و شہوات کے فریب انکی ہمتون مین تیر اندازی نہین کر سکتے اُنہون نے اپنے یوم احتیاج کے لیے صاحب عرش کو ذخیرہ بنا لیا ہے وہ نہایت رغبت و شوق سے اس وقت کے لیے اس کی طلب کرتے ہین جبکہ خلقت جمیع خلائق سے منقطع ہو جائے گی (روز قبض جمیع ارواح ہوگا) وہ اس کی عبادت کی غایت مدت کو طے نہین کرتے (انکا یہ اعتقاد نہین کہ اس کی عبادت کی منتہیٰ کو پہنچکر حق عبادت ادا کر دین گے) اور نہ کسی قسم کی حرص انہین التزام اطاعت کی طرف رجوع کرتی ہے - مگر ہان

سے رضائے خالق سے منحرف نہین فوائد معونت و معیشت (معارف و علوم) مین انکی مدد کرتا
ہے اور ان کے دلون کو فروتنی سے آرام و تواضع اور خضوع و خشوع کی تعلیم کی ہے اپنی تمجید اور
ستائش کے اقسام کی طرف ان کے لئے آسانی اور سہولت کے دروازون کو کھول دیا ہے
اور اپنی توحید کی بلندیون پر انکے لئے ظاہر نشان اور مینارے قایم کئے ہین سنگین گناہون
کے اسباب انھین گناہون سے ثقیل اور سنگین نہین بنا سکتے (کیونکہ نفس امارہ جو سبب گناہ
ہے ان مین موجود نہین) نہ تعاقب کرنے والے دن اور رات انہین ایک حالت سے دوسری حالت
کی طرف کوچ کرنے پر آمادہ کر سکتے ہین شکوک ان کے پختہ اعتقاد کے ساتھ تنازعہ نہین کر سکتے
ہین اور نہ ظنون و اوہام اُن کے سچے یقین سے جنگ و جدل کر سکتے ہین ان کے درمیان حسد
کی چقماق آگ نہین بھڑکا سکتی اور معرفت خداوندی جو ان کے دلون سے ملاقی ہے اسے
انکی حیرت سلب نہین کر سکتی (انہین تردد اور شک معرفت الٰہی مین عارض نہین ہوتا) اور اس
کی بزرگی اس کی سلطنت کا خوف ان کے سینون مین جانشین ہے وسوسہ ہائے شیطانی ان مین
طمع نہین کر سکتے (انہین لاحق نہین ہو سکتے) جو ان کے بدلوان کے تدبرہ تفکر کو کو میدہ کر دے
ان فرشتون مین سے کوئی تو ابر ہائے غلیظ۔ کوہ ہائے بزرگ اور غبار تیرہ و تار کی خلقت کے
لئے ہے اور بعض ایسے ہین جن کے پاؤن سے زمین کی تہ کو شگافتہ کر رکھا ہے یہ فرشتے بیرقہا
سفید کی مانند ہین کہ مواضع شگاف ہوا مین نفوذ کئے ہوتے ہین ان کے نیچے طیب اور ساکن
ہوا ہے یہ بیرقین اس ہوا کی نگہبان ہین حدود تمناہی مین جہان بھی وہ پہنچے ہین یہ وہ ملائکہ
ہین جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہین کہ جن کے مقتدر اور صاحب تسلط پاؤن شگافہای ہوا
اور فضا ہائے عالم مین نافذ ہین۔ ریلح نفوس طیبہ انہین کے تصرف مین ہین کہ ہر مادہ مستعد
کے لئے انہین مستعد کرتے رہتے ہین) اس کی عبادت کے شغل نے ان فرشتون کو اور جمیع
اشغال سے خارج کر رکھا ہے۔ اعتقادات یقینیہ ان کے اور تقرب خداوندی کے درمیان وسیلہ
ہین یقین و شہود معرفت خداوندی نے ان سے دیگر علائق کو قطع کر رکھا ہے اور انکی رغبت انکا

معلق کیا۔ اس کی زیب و زینت کو اس کے ساتھ مربوط کیا ان روشن ستاروں اور چراغہائے کواکب سے جو دن میں پوشیدہ اور مخفی رہتے ہیں شیاطین سخن چین پر اس کے سوزان اور سوراخ کرنے والے تیر برساتے اور اسے (آسمان) کو اس امر پر جاری کر دیا کہ وہ اپنے حالات کا مسخر رہے۔ مثلاً ثوابت کا ثابت رہنا سیاروں کا سیر کرنا اور انکا ھبوط و صعود (اُتار چڑھاؤ) نحوست و سعادت ان میں سے کسی حالت میں فرق نہ آتے

ملائکہ کی تعریف میں ارشاد ہوا ہے پھر پروردگار عالم نے اپنے آسمانونکو کھولا اور اپنی سلطنت کے طبقات اعلیٰ کو آباد کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب مخلوق از قسم ملائکہ پیدا کی آسمان کی وسیع و فراخ راہوں کے شگاف اور مقامات خالیہ ان سے بھر دئے۔ اور تمام فضا ہائے آسمان کے سوراخوں کو اُن کے ساتھ لبریز کر دیا اور ان شگافوں کی وسیع و فراخ راہوں کے درمیان ملائکہ مسبحین کی طرف تکبیر آوازیں خطائر قدس (بہشت) پردہ ہائے حجاب اور بزرگی اعلیٰ آستانوں میں لہرا رہی ہیں یہ آوازیں جن سے کان بھرے ہوتے جاتے ہیں ان کے صاحب کے پشت سر میں شعاعیں اور نورانی درخشندگیاں ایسی ہیں جو ابصار کو ان تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہیں اور ان بینائیوں کو نہایت ہی حیرانی کی حالت میں ان کی حدود و جوانب سے دور رہنا پڑتا ہے۔ پروردگار عالم نے ان فرشتوں کو مختلف الصور اور متفاوت المقدار پیدا کیا ہے انھیں پر پرواز عنایت کئے ہیں اور وہ اس کی عزت و جلال کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں یہ عجیب و غریب مخلوق مصنوعات الٰہیہ کو جو اسکی خلقت میں ظاہر ہے اپنی طرف نسبت نہیں دیتی اور مصنوعات کا اعتقاد نہیں کرتی کہ یہ شے ہماری بنائی ہوتی ہے نہ یہ فرشتے ادعا کرتے ہیں کہ خلقت اشیا جو پروردگار عالم کے لئے مخصوص ہے اسمیں ہم بھی شریک ہیں بلکہ یہ ملائکہ اس کے مکرم اور گرامی قدر بندے ہیں کسی قول میں خداوند عالم پر سبقت نہیں کرتے اور دل و جان سے اسکے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ پروردگار عالم نے انھیں شکوک و شبہات سے معصوم بنایا ہے وہ معارف الٰہیہ میں مشکک نہیں اور کوئی فرد اُن میں

ہوا اس نے اشیا کی کجی کو سیدھا کر دیا ان کی غایتیں اور نہایتیں واضح و آشکار کر دیں اس
کے اضداد مین اپنی قوت و قدرت سے پیوند لگا دیا ان کے اسباب قرائن و عوارض کو وصل
کر دیا اور پھر انہیں بلحاظ اخلاق و صفات و اشکال و مقدار اجناس مختلفہ مین تقسیم
کر دیا یہ چیزین (فی الحقیقۃ) عجائب مخلوقات ہین جنکی خلقت کو اس نے محکم استوار کر دیا اور
اپنے ارادہ پر انھیں ایجاد و اختراع کیا۔

اسی خطبہ مین آسمان کی تعریف یون فرماتی ہے۔ آسمان کے کشادہ اور فراخ مقامات
کو بلا کسی رشتہ کے پیوست کر دیا جس طرح موتیونکو ایک لڑی مین پرو دیتے ہین اس کے ٹکڑون
(طبقات مختلفہ) کو باہم چسپان کر دیا اور اسے اور اس کے ازواج (نفوس) کو ایک دوسرے
سے واصل بنا دیا اور مزدبان آسمان کی دشواری کو ان فرشتون کے لئے آسان کر دیا جو اسکے
حکم سے زمین پر آتے ہین اور زمین سے اعمال کار ہائے خلق کے ساتھ اوپر جاتے ہین جس حالت
مین کہ یہ آسمان ایک دھوان تھا اسے ندا کی اور فوراً اس کے مقامات فراخ کے سوراخ ملتصق
اور باہمدگر چسپان ہو گئے پھر اس انجماع کے بعد اس کے بلند شدہ دروازون کو کھول دیا اور
روشن اور نگاہون مین سما جانے والے ستارون کو اس کے رخنون پر نگاہبانی کے لئے متعین
کر دیا (ممانعت شیطان کے لئے) اپنی قوت و قدرت سے اس کی نگہبانی کی کہ وہ اپنے
مکان سے اپنی خواہشات کے ساتھ حرکت کرے اور اسے حکم دیدیا کہ اپنے پروردگار کی
فرمانبرداری مین ساکن اور قایم رہے پھر آفتاب کو اس کے دن کے لئے ایک بینائی بخشنے والی نشانی
بنا دیا اور ماہتاب کو اس کی رات کے لئے ایک کلف (از نشان) قرار دیا پھر ان دونون کو ان
منازل مین جاری کیا جو ان کے مجریٰ ہین (ان کی حرکات خاصہ کے ساتھ انھیں جنبش دی)
ان دونو کی مقدار حرکت کو ان کے درجات کے مدارج مین معین اور مقدر کیا تاکہ ان کے
سبب سے دن اور رات کی تمیز ہو سنہ اور سال کے اعداد معلوم کئے جائیں اور ان کی مقدار حرکت
سے حساب اوقات کو جانچ لیا جائے پھر فضائے آسمان میں مدار آسمان (فلک) کو

تیری ہی مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں تجھے اپنے بتوں کے مساوی سمجھتے ہیں اپنے اوہام باطلہ کے سبب یور مخلوق سے تجھے آراستہ کر رہے ہیں اپنے فاسد گمانوں میں تجھے دیگر جسمدار حیوانات کی طرح صاحب اعضا اور صاحب اجزا سمجھ رہے ہیں اور وہ اپنی خراب عقلوں کے باعث مخلوقات مختلفہ بزرگ کوتاہ کی مثال پر تیری مقدار مقرر کر رہے ہیں کہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے +

پروردگارا میں شہادت دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق سے مساوی خیال کیا تجھے تیری مخلوق سے مشابہت دی تیرے لئے عدیل شریک مقرر کیا ایسا شخص یقیناً کافر ہے ان دلائل نقلیہ کے ساتھ جن پر تیری آیات محکمات نازل ہیں اور ان براہین عقلیہ کے ساتھ جن پر تیری حجتیں اور شواہد زبان نطق کشادہ کر رہے ہیں تو ایسا خدا ہے جسکی کنہہ اور نہایت عقل میں سما نہیں سکتی فکروں کے جاتے پرواز ہیں تو مکیف نہیں ہو سکتا قواے ادراکیہ تیرے لئے کوئی کیفیت ذہنی تجویز نہیں کر سکتے اور نہ وساوس قلوب تجھے محدود کر سکتے ہیں +

اسی خطبہ میں فرمایا ہے اس نے اپنی مخلوقات کے لئے ایک مقدار معین دنیا کے واسطے قرار دی اور اس تقدیر و تعیین کو محکم اور مضبوط کر دیا - اس کے لئے تدبیر کی اور عمدہ تدبیر کی اسے اس کی مطلوب اور نہایت کی طرف متوجہہ کر دیا اب یہ مخلوقات اپنی حدود و منزلت سے تجاوز نہیں کر سکتی اور نہ اپنی غایت مقصود کی طرف منتہی ہوتے بغیر اسے چارہ ہے اور جب کسی ارادے پر چلنے کا حکم دیا تو اسے دشوار نہیں بنایا اور کیونکر دشوار کر سکتا ہے حالانکہ تمام امور اسکی مشیت سے صادر ہوتے ہیں - وہ اقسام اشیا کو بغیر تامل فی الفکر کے جو ان کی طرف راجع ہو ایجاد کرنے والا ہے نہ کوئی قوۃ فکریہ اپنے ضمیر میں قائم کی ہے (کہ اس کے سبب سے خلقت اشیا ظہور میں آئی ہو) نہ اس نے حوادث زمانہ سے تجربہ حاصل کیا ہے نہ کوئی اسکا ایسا شریک ہے کہ عجیب غریب امور کی اختراع و ایجاد میں اس نے مدد کی ہو - اس کی مخلوق (اس کے محض ارادے سے) تمام ہو گئی اس کی اطاعت کو قبول کیا اس کی دعوت کا جواب دیا اور اس امر تکوین میں کوئی سستی کرنیوالی سستی اور تاخیر میں ڈالنے والا درنگ اس کے لئے ظاہر نہیں

سے اس کی کُنہہ معرفت تک رسائی نہیں ہوسکتی اور نہ صاحبان فکر کے دلمین اس کی قدرت و عظمت و جلالت و غلبہ کے اندازہ کرنے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے وہ ایسا خالق کامل ہے جس نے کسی مثال سے سبق حاصل کئے بغیر خلقت کو میدان ایجاد مین رکھ دیا نہ اس کے سامنے کوئی ایسا اندازہ موجود تھا جو (معاذ اللہ) اس سے پہلے خالق نے مقرر کیا ہوا اور پھر اس کو دیکھ کر اس نے خلقت کا اندازہ معین کیا ہو اس نے ہمین اپنی قوت اور اپنے تسلط کو دکھا دیا اور وہ وہ عجیب صنعتیں دکھائیں جو اس کی حکمت کی زندہ اور بولنے والی علامتیں ہین اس نے دکھا دیا کہ خلق اللہ اس احتیاج کا اعتراف کر رہی ہے کہ وہی اسے اپنی قوت و قدرت سے تھامے رہے یہانتک کہ وہ حجۃ اور برہان اضطراریہ کے ساتھ اپنی معرفت اور تصدیق وجود کے لیئے راہنما ہو گیا وہ عجیب و غریب صنعتین جنہیں اس نے پیدا کیا ہے اسکی حکمت کی علامتین ہیں اس کی صنعت کی نشانیان ہیں اور ہر ایک مخلوق اس کے وجود کے لئے ایک زبردست حجۃ اور بجائے خود دلیل ہے اگرچہ وہ مخلوق بے زبان ہے مگر اس کی حجۃ تدبر کے ساتھ ناطق ہے (وہ زبان حال سے کچھ کہہ رہی ہے) اور اس کی دلالت اپنے مبدا و معاد پر قایم ہے پروردگارا میں شہادت دیتا ہوں کہ جس شخص نے تجھے تیری مخلوق سے تشبیہ دی تیرے لئے بھی اسی طرح اعضائے متباینہ تجویز کئے مخلوق کے مفاصل جو تیری حکمت آمیز تدبیروں سے گوشت و پوست مین پوشیدہ اور مستور ہین اور اُن مین جو سوراخ ہین یہی سوراخ اور یہی مفاصل تیرے لئے بھی بیان کئے اس کے دلی اسرار نے ہرگز تیری معرفت کا اعتقاد نہین کیا ظاہر ہے کہ تیرے لئے مثل اور مانند نہیں مگر اس کا قلب اس یقین سے مس بھی نہین ہوا۔ گویا ایسے شخص نے یہ سچی پیشینگوئی اور سچی حکایت سنی ہی نہین کہ قیامت کے روز مشرکین اپنے خداؤن سے کہین گے قسم خدا کی ہم ایک ظاہر بظاہر گمراہی مین مبتلا تھے جو پروردگار عالم کے ساتھ تمھین مساوی و مشابہ کر دیا۔

پروردگارا! وہ جھوٹے ہین مفتری ہین اور حق سے عدول کرنے والے ہین جو تجھے

خوب جان لے کہ رسخون فی العلم وُہی لوگ ہین جنھیں اقرار توحید و رسالت نے غیب پر پڑے ہوئے پردون مین بشدت وسختی داخل ہونے سے بے نیاز کر دیا ہے اور جن امور غیب مستور کی تفسیر انھیں معلوم نہین انکا مجملاً ہی اعتقاد کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جس چیز کو انکا علم احاطہ نہیں کرسکتا وہ اس کے ادراک سے عجز کا اقرار کرتے ہیں اس لئے پروردگار عالم نے انکی مدح کی ہے اور جس کنہ حقیقت کے دریافت کرنے کی ان کو تکلیف نہین دی گئی یہ اسکے پیچھے نہیں پڑتے اور اسی ترک تعمق کو پروردگار عالم نے رسوخ قرار دیا ہے اور ان لوگونکی شان مین فرمایا ہے راسخون فی العلم

اب لے نادان سائل تو بھی اسی بات پر اقتصار کر عقل آرائی نکر تو پروردگار کی بزرگی وعظمت اور اس کی صفات کمالیہ کی مقدار کو اپنی عقل کے موافق نہ سمجھ (کہ میری عقل کی رسائی وہان تک ہوسکتی ہے۔ تیری کیا بساط ہے جو تو ان کا محیط ہوسکے) ورنہ تو ہلاک ہونیوالون مین سے ہوجائیگا ✦

سُن! وہ ایسا قادر اور قدرت والا ہے کہ اگر وہم وگمان نظر وفکر کے تیرون سے تیر اندازی کرین اس کی انتہائی طاقت دریافت کرنے کے لئے اگر قوۂ مفکرہ وساوس شیطانی سے بری ہوتی ہوئی اس کی سلطنت کے اسرار غائب کی گہرائیون تک پہنچنے کا ارادہ کرے اگر قلوب مشتاق نہایت ہی شدت کے ساتھ اس کی صفات کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے مشتاق اور مائل ہون اگر عقلون کی راہیں اس کی ذات کا علم حاصل کرنے کے لئے اسقدر باریک اور دقیق ہوجائیں جن سے زیادہ ممکن نہین تو وہ قادر مطلق اُن اوہام وعقول کو لوٹادیگا (یہ سب چیزین نہایت مایوسی کے ساتھ واپس آئینگی) حالانکہ یہ غائب از حواس تاریکیون کی جاہائے ہلاکت کو اس حالت مین طے کرچکی ہین کہ غیر خدا سے مُنھ پھراتی ہوئی اس کی طرف رُخ کئے ہوتے ہین اور یہ عقول اس وقت واپس ہوئی ہیں جب انہین ممانعت کی گئی ہے اور اُنہون نے خود بھی اقرار کرلیا ہے کہ بیشک جو بردا عتساف

مین نہاں نہ ہے جس سے دوسرے مکان کی طرف انتقال اور منتقل ہونا اس کے لئے جائز اور ممکن ہو اور پہاڑوں کے معدن جو اسی کے فیض و کرم سے جواہرات کو ظاہر اور خارج کرتے ہین دریا کے صدف جو اس کے فضل و جود سے بخشش کرنے والے لبون کو کشادہ کرتے ہوتے فلزات طلا و نقرہ موتیون کی لڑیون اور مرجان کے خوشون کو منظر عام مین لاتے ہین اگر یہ سب کے سب لُٹا دے تو یہ اثر اس کی بخشش مین کچھ محسوس نہوگا (اس کی فیاضیان فانی نہونگی) اور نہ اسکے وسیع و کشادہ عطا و کرم مین یہ اثر نفوذ کر سکے گا بے شک اس کے پاس انعام و اکرام کے خزانہ ہین جنہین لوگونکی خواہشین فانی نہین کر سکتین کیونکہ وہ ایسا سخی ہے ایسا جواد ہے کہ سائلین کا سوال جس کے بحر کرم مین سے ایک بوند بھر بھی کم نہین کر سکتا اور نہ زیادہ طلب کرنے والون کا بتیتر طلب کرنا اسے بخیل کر سکتا ہے

اب دیکھ! او سائل اس کی صفات مین سے قرآن مجید نے تجھے کس صفت کی طرف رہنمائی کی ہے تو اس کی پیروی کر اسی سے نور ہدایت کا طالب ہو اور جس چیز کے علم حاصل کرنیکا وسوسہ شیطان نے تیرے دلمیں ڈال دیا ہے اس کا علم کتاب اللہ مین تجھپر فرض نہین کیا گیا نہ سنت اور طریقہ آئمہ ہدیٰ مین اسکا کچھ اثر موجود ہے (پھر کیون اپنی حد سے بڑھتا ہے نہین جانتا قہر کی بجلیان تجھے سوختہ کر دین گی تجھے جو قرآن مین تعلیم دی گئی ہے اسپر عمل کر اس کے مخالف اعتقاد کو اپنے دل مین جگہ نہ دے مثلاً کلام مجید مین ہے ان اللہ سمیع و بصیر و علیم اب اس کا اعتقاد رکھنا لازمی ہے کہ خدا سننے والا ہے۔ دیکھنے والا ہے دانا اور علیم ہے لیکن چونکہ قرآن مین لامس۔ ذائق۔ شام اس کی صفات وارد نہین پھر تو کیون ایسی چیز کا اعتقاد کرتا ہے۔ ہان یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ پروردگار عالم شمومات و ملموسات و مذوقات کا عالم ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسمائے الٰہی جو کچھ قرآن و حدیث و ادعیہ مین وارد ہوتے ہین اُنھیں اسماسے اسے یاد کرنا چاہئے نہ کہ بالغیر دلو کان عند العقل صحیح) اب تو اس شئے کے علم کو (جس کا تجھے وسوسہ ہوا ہے) خدائے پاکیزہ و برتر پر ہی چھوڑ دے کیونکہ تمہارے حق اللہ تجھپر یہی ہے کہ تو قرآن و حدیث پر عمل کرے) اور اے شخص

نہین کرسکتا (دست کرم روک لینے سے جسکی دولت بڑھ نہیں سکتی) اور بخشش و جود اسکی دولت وثروت کو کم کرسکتے ہین (آفتاب کی کرنین ایک جہان پر پھیل پھیل کر روشنی بخش دیدۂ مردم ہوتی ہیں مگر اس سے آفتاب کے نور مین کسی قسم کا نقصان نہیں آتا) کیونکہ ہر ایک کریم اور بخشش کرنیوالے کا مال جود وکرم سے کم اور ناقص ہوتا ہے اور ہر ایک دست کرم کو روکنے والا سوائے اس پروردگار عالم کے مذموم ہے۔ خداوند عالم اگر بخشش کرے تو بھی جواد ہے اور نہ بخشے تو بھی کیونکہ وہ سائل اور سوال کی قابلیت سے اچھی طرح واقف ہے ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے جو شخص کہ جس چیز کی قابل نظر آیا

وہ اپنی نعمت ہائے فراوان اور بخشش ہائے زائدہ کے سبب سے ہر شخص پر احسان رکھنے والا ہے وہ منّان حقیقی ہے۔ مخلوق اس کی عیال ہے وہ انکے رزق کا ضامن ہے ان کی صالح ترین روزی کے وقت معین کرچکا ہے۔ اس نے راغبین معاش کے لئے بہت سی راہین واضح اور ظاہر کر رکھی ہین اور طالبین معاد کے لئے رستے کھول دیتے ہین وہ ایسا کریم بر حق ہے کہ اس کے کرم اور بخششین اس چیز میں بھی ظاہر ہین جسکا اس سے سوال نہ کیا گیا ہو (وہ ہر ایک شخص کی احتیاج سے واقف ہے اس کے یہان یہ بات نہیں کہ جس چیز کا سوال کیا جائے وہی ملے نہین جنکو جس چیز کی ضرورت ہے وہ خود بخود اس کے لئے مہیا کردیتا ہے اسکے نزدیک سائلین اور غیر سائلین سب برابر ہین) وہ اوّل ہے اور ایسا اوّل ہے کہ جس کے لئے ابتدا نہیں نہ اس کے لئے مبدا جس سے یہ لازم آئے کہ اس سے پہلے بھی کوئی چیز ہو گی وہ ایسا آخر ہے کہ جسکے لئے کوئی انتہا نہین جس سے یہ شبہہ ہو کہ اس کے بعد کوئی شے ہو گی ہو الاول الاوائل و آخر الاواخر وہ ابصار اور مردمک ہائے چشم کو لوٹا دینے والا ہے کہ وہ اُس تک پہنچ جائیں اور اسکو بدیدۂ ظاہر ادراک کرسکیں (وہ ظاہر ہے کسی ادراک و احساس سے متصور نہیں ہوسکتا کوئی قوۂ مدرکہ اسکو مطیع و مغلوب نہین کرسکتی اسکے لئے زمانہ کا اختلاف ضرر رسان نہیں کہ اس کی وجہ سے اسکی حالتین بھی متغیر ہو جاتین (زمانہ اسکا محکوم ہے وہ تاثیر زمانہ کا محکوم نہیں ہوسکتا) نہ وہ کسی خاص مکان

خوار کرنیوالا ہے جو اس سے دور رہ کر خود سری اور نافرمانی مین مبتلا ہو وہ اس شخص پر غالب ہے اسے مغلوب کرنیوالا ہے جو اس کی دشمنی پر کمر بستہ ہو رہا ہو جو شخص اسپر توکل اور بھروسا کرتا ہے وہ اس کے لئے کفایت کرنیوالا ہے۔ جو شخص اس سے سوال کرتا ہے اسکی استعداد کے موافق اسے عطا فرماتا ہے جو اسے قرض دیتا ہے (اس کے نام پر خیر و خیرات کرتا ہے) وہ اسکا اچھا عوض اور بدلہ عطا فرماتا ہے اور وہ شکر کرنیوالے کو جزا دینے والا ہے۔ بندگان خدا! تم اپنے نفسون کو وزن کر لو۔ تول لو۔ قبل اسکے کہ تم (بروز حساب) وزن کئے جاؤ تم اپنے نفسوں سے خود محاسبہ کرو قبل ازین کہ تم سے حساب لیا جائے تم توبہ و انابہ کی ہواؤن مین نفس کشی کرو قبل اس سے کہ تمھارے سانس کے رستون کو موت کا پھندا تنگ اور ضیق کردے تم فرمانبرداری اور اطاعت مین بسر کرو قبل اس سے کہ تمھین نہایت شدت کے ساتھ (آخرت) کی طرف روانہ کیا جائے یاد رکھو کہ جس شخص نے توفیق الٰہی اور عقل سلیم سے کام لیکر اپنے نفس پر توجہ نہ کی اسپر تسلط نہ ہوا تاکہ اس کے عقل و ہوش اسے وعظ و نصیحت کرنے والے ہوجاتے پھر ایسے شخص کیلئے کوئی دوسرا شخص زجر و توبیخ کرنیوالا اور نصیحت دینے والا پیدا نہیں ہوتا (جو اپنے نفس امارہ کا مطیع ہوجاتا ہے دوسرے کی نصیحتیں اس پر ذرا بھی اثر نہیں کرتین ؎

خطبۃ الاشباح

حضرت کا یہ خطبہ جلائل خطب مین شمار کیا گیا ہے امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ مسجد کوفہ مین ایک شخص خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا کہ مجھے پروردگار کی ان صفات سے آگاہی دیجیے جن کا ادراک حس ظاہری سے ہو سکتا ہے یہ سنتے ہی آپ پر ایک خوفناک غصہ کا عالم طاری ہوگیا اسیوقت اذان کا حکم دیا لوگ نماز کے لئے جمع ہوگئے۔ نماز پڑھائی اور نماز پڑھاتے ہی وہ خطیب منبر سلونی یون گہر افشانی کرنے لگا ؎

حمد اور ثنا اسی پروردگار کیلئے مختص ہے جسکا بخشش نہ کرنا اسکے مال کو زیادہ اور روانی جود

نہ بنالے کیونکہ اس کی کوئی ہستی نہیں ہے وہ ایک سایہ ہے جو ایک وقت معین تک زمین پر کھینچ دیا گیا ہے ؞

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

وہ پروردگار بغیر دیکھے کے (آثار صنائع سے) پہچانا گیا ہے وہ بغیر فکر اور تامل کے ایجاد کرنیوالا ہے وہ ہمیشہ سے اور اسوقت سے دائم و قایم ہے جب نہ برجون والے آسمان تھے نہ بڑے بڑے دروازون والے حجاب اور پردے۔ نہ اندھیری اور تاریک راتین تھین نہ ایستادہ اور رُکے ہوتے سمندر نہ گھاٹیوں والے پہاڑ تھے اور نہ وسیع و فراخ کجی آمیز رستے نہ بچھی ہوئی زمین تھی نہ صاحب قوت و قدرت مخلوق یہ ذات واجب الوجود ادراک عقول اوہام سے دور رہنے والی مخترع اور مبدء خلق ہے اور اس کی وارث ہے۔ یہی ذات معبود و مقصود خلق ہے اور رزق عطا کرنیوالی چاند اور سورج اس کے ارادے کے موافق دورہ کر رہے ہیں۔ ہر ایک نئی شے کو جامہ کہنگی پہنا رہے ہیں اور ہر مادہ ممکنہ کو وجود سے نزدیک کئے دیتے ہین اس آفریدگار مطلق نے مخلوق کے لئے انکی روزی کو مقرر کیا ہے تقسیم کیا ہے ان کے افعال کو گن لیا ہے ان کے اعمال کو شمار کر لیا ہے انکے نفسوں کے اعداد معلوم کر لئے ہیں انکی آنکھونکی پوشیدہ نگاہوں کو جان لیا ہے وہ ان تمام خطورات اور ضمائر پر مطلع ہے جو ان کے سینوں مین پیدا ہوتے ہیں وہ انکے مستقر سے واقف ہے۔ انکے رحم مادر سے دنیا مین آنے اور ظاہر ہونے کا عالم ہے یہانتک کہ وہ اپنی منتہائی غایت کو پہنچ جائیں وہ ایسا خدا ہے جس کے عذاب کی زحمت آخرت مین دشمنون (کفار اور مشرکین) کے لئے سخت اور شدید ہے گو ان کے لئے دنیا مین اسکی رحمت وسیع ہے اپنے دوستون کے لئے آخرت میں اسکی رحمتین نہایت وسیع و فراخ ہین گو دنیا مین انکے لئے سختی و صعوبت ہے وہ اس شخص پر قاہر و مسلط ہے جو اسکے مقابلے کے لئے کھڑا ہو۔ وہ اس شخص کو ہلاک کرنیوالا ہے جو اسکی مخالفت کا دم بھر رہا ہو وہ اس شخص کو ذلیل اور

ہلاکت کے جھنڈے لہرا رہے تھے اور یہ دنیا ایک دنیا دار کے لئے نہایت ہی بُرا مقام تھی اور
ایک طالب دنیا کی پیشانی پر نجاست کا داغ بن کر چمکتی تھی۔ اس کے ثمر اور پھل فتنہ و فساد تھے
اس کا طعام اور خوراک مُردار تھا خوف اور ترس ان کے بدن کے لئے پوشش تھی اور ان کے
کاندھوں کی ردائیں تلواریں تھیں۔ بندگان خدا تم عبرت حاصل کرو اور ان حالتوں کا
تصور کرلو جن میں تمہارے باپ اور تمہارے بھائی رہین اور گرفتار تھے اور انہیں فعال پر اب
ان سے حساب لیا جائے گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ دور و دراز مدتیں تم پر اور ان پر نہیں گذریں
اور نہ تمہارے اور انکے درمیان طویل زمانے اور قرن گذرے ہین اور نہ اس وقت سے جبکہ تم اپنے
بزرگوں کی اصلاب مین تھے آج کے دن تک کچھ ایسے بعید اور دور گئے ہو قسم خدا کی تمہارے
آبا و اخوان ماضیہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی شے (وعدہ و وعید سے) نہین
سُنائی اِلّا یہ کہ میں بھی اسی امر کو تمھیں سنا رہا ہوں (جو کچھ رسول اکرم تمہارے آبا و اجداد کے
سامنے بیان کرتے تھے وہی میں تمہارے آگے پیش کرتا ہون) اور آج کے دن تمہارے کان ان لوگون
کے کانون سے پست نہیں ہین جو کل موجود تھے انکے لئے آنکھین وا نہیں کی گیئن اس زمانہ میں اِن
کے قلوب ہدایت کی طرف مائل نہیں کئے گئے مگر یہ کہ تمھین بھی اسوقت اسی زمانہ کے مطابق عطا
کیا گیا ہے (ہادی اور راہ خدا کی طرف بلانے والا اسی نور کا ٹکڑا ہے جو پہلے موجود تھا تمہارے
احوال و اوصاف بھی تمہارے بزرگون کی مانند ہین اور یہ نصیحتیں بھی وہی ہین جو انھیں کی
جاتی تھین کوئی نئی بات نہیں ہے جس طرح وہ سُنکر اطاعت کرتے تھے تم بھی انہین کی پیروی کرو
قسم خدا کی تمہیں کو ایسی شے نہین دکھائی گئی ہے جس سے تمہارے گذشتگان جاہل ہون اور تم
کسی ایسی چیز کے ساتھ محفوظ اور موصوف نہیں ہو جس سے وہ محروم کئے گئے ہون۔ بالتحقیق (تسلط
معاویہ اور سلطنت بنی اُمیہ کے باعث) تم پر بلائیں نازل ہو رہی ہین جو ہر وقت متحرک ہین انکی
مہار استوار نہیں ہے اور ان کا تنگ (بند زیر شکم) نہایت ہی سُست اور کمزور ہے۔ پس
تمہیں وہ دولت و ثروت جس مین اہل غرور اور نادان صبح کر رہے ہین کہین فریفتہ اور مفتون

اپنے امر دین مین مختلف حجتوں اور قسم قسم کی دلیلوں پر اسے اطلاع حاصل ہے نہ یہ لوگ ارشاد
و وصیت پیغمبر کی پیروی کرتے ہین نہ یہ وصی پیغمبر کے عمل کی اقتدا کرتے ہین نہ یہ امر غیب (روز جزاء
سزا) پر ایمان رکھتے ہین نہ اپنے عیوب اور گناہون سے باز آتے ہین۔ امور باطلہ اور شبہات
مین عمل کرتے ہین اور خواہش ہائے نفسانیہ مین انکا سفر ہوتا ہے (انہین کی تگ و دو مین رہتے
ہین) انکے نزدیک مستحسن اور عمدہ چیز وہی ہے جو ان کی طبیعت کے موافق ہو اگرچہ شرع اسکی
قباحت کا فتوے لگاتے اور امر بد اور فعل قبیح وہی ہے جسے انکی طبیعتیں قبیح تجویز کریں (اگرچہ
شرع کی رو سے مستحسن اور عمدہ ہو) احکام مشکلہ مین اپنے نفس کی ہی طرف رجوع کرتے ہین
(اچھا یا برا جیسا کچھ اپنی سمجھ مین آتے گا اسی پر عمل کرین گے اگرچہ فرمان خدا و رسول کے خلاف
ہو) اور امور مبہمہ خفیہ (حقائق و معارف الٰہی) مین اپنی ہی باطل اور فاسد رائے کو دخل دیتے ہین
(اگرچہ مخالف عقل و نقل ہو) ان مین سے ہر شخص اپنے نفس کے لئے پیشوا ہے۔ جو مسئلہ نظر مین آتے
اس کے لئے اپنے نفس سے ہی اسباب دلائل محکمہ اور زبردست تمسک طلب کرتا ہے (مسائل
حرام و حلال مین اپنے دل ہی سے دلیلین گھڑتا ہے ارشاد خدا و رسول کی طرف متوجہ نہین ہوتا
بلکہ اپنے ہی ایجادی اور اختراعی قوانین پر اجتہاد کرتا ہے)۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسوقت مبعوث فرمایا جب پیغمبران سابق کو آتے
ہوئے مدت گذر چکی تھی۔ اُمتون کی غفلتین حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ فتنہ و فساد کے
زمانہ طویل ہو رہے تھے۔ حالتین پراگندہ تھیں اور لڑائیون کی آگ بھڑک رہی تھی اسوقت
دنیا کا نور (جو انبیا و اولیا ہین) منکسف اور مختفی و پنہان تھا۔ غرور اور فریب ظاہر ہو رہے
تھے۔ اس دنیا کے عیش کے پتوں پر خزان کا عالم طاری تھا۔ اسکے میوون کی منفعتیں ناامیدیون
مین گرفتار تھین آبرو و اعتبار زمین مین غرق ہو چکے تھے۔ ہدایت کی نشانیان مٹی ہوئی تھین

ذکر و نائل اس مین داخل ہو سکتا ہے (معارفِ احکام الٰہیہ شرعیہ جن مین عقل ادراک سے کام نہین لے سکتی انکی طرف اپنی رائے اور استحسانات عقلیہ کی بنا پر اقدام نہ کرو۔ کیونکہ معارف الٰہیہ کی معرفت بغیر الہام وحی کے ممکن نہین اور وحی و الہام انہین نفوس قدسیہ کے لئے مختص ہے جو موید من اللہ ہین۔ پس معارفِ احکام مین سوائے نفوس قدسیہ کے دوسرے کی طرف رجوع کرنا یقیناً گمراہی اور ضلالت ہے

اسی خطبہ مین فرمایا ہے حتی کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا بنی امیہ کے لئے اس طرح بندھ گئی ہے جیسے کسی اونٹنی کو زانو بند سے باندھ دیتے ہین وہ انہین اپنا دودھ پلاتی ہے انہین نفع پہنچاتی ہے انہین اپنے صاف اور شفاف چشموں پر وارد کرتی ہے اور اس امت سے انکا تازیانہ اور انکی تلوار علیحدہ نہین کیجا سکتی ایسا گمان کرنیوالا بالکل کاذب ہے۔ بلکہ یہ تو لذت زندگی کی ایک گٹلی ہے جسکا ذائقہ تھوڑی دیر تک چکھیں گے۔ پھر تمام کو پھینکدینگے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد تمھین جاننا چاہئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ظالمون اور ستمگران زمانہ (کی قوتوں) کو نہیں توڑا ہے مگر مہلت (از مرگ) اور وسعت بعیش دنیا کے بعد اور امم سابقہ مین سے کسی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو نہیں جوڑا ہے مگر بعد تنگی شدت و نزول بلا اب تم نے جو عذاب شدید کی طرف رخ کرلیا ہے اور مخاطبہ و مواعظہ کی طرف سے پشت پھرائے ہوتے ہو۔ مجھے اس کت پر سخت تعجب ہے یاد رکھو! ہر صاحب دل صاحب عقل نہین ہوتا نہ ہر صاحب گوش سننے والا اور نہ ہر ایک صاحب نظر دیکھنے والا ہوتا ہے (صاحب دل اور باخبر و بیہوش۔ صاحب گوش اور سامع صاحب چشم بینا وہی لوگ ہوتے ہین جو محبت دنیا سے دل برداشتہ ہوتے ہین جو آوازہ شہرت دنیا کو سماعت نہین کرتے اور آرائش دنیا کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہین) مجھے کسقدر تعجب ہے اور کوئی شے مجھے اس تعجب سے روک نہین سکتی۔ کہ یہ جماعت متفرقہ کسقدر خاطی ہے کسقدر غلط ہے باوجودیکہ

کے ایام مین اپنی فارغ البالی کے دنون مین اپنے عالم نفس مین عمل خیر مین مشغول ہوا سے زیبا
ہے کہ اپنے نفس اور قدم کی آسایش کے لئے اپنے مکان کو ہموار کرے اور اپنی اس سرائے فانی
مین سے اپنے اصلی مکان کی اقامت کے لئے توشہ اور زاد حاصل کر لے بندگان خدا! پروردگار عالم سے
اس شے کے بارے مین خوف کرو جسکی حفاظت کا اس نے اپنی کتاب مین حکم دیا ہے اور اس کے اُن
حقوق کا خیال کرو جسکا تمھین امین اور امانت دار بنا کر وہ حقوق تمھین سپرد کیے گئے ہین خوب
جان لو پروردگار سبحانہٗ تعالیٰ نے تمھین عبث طریقہ سے خلق نہین کیا نہ تمھین مہمل اور فضول طور سے
(ان ایام مہلت زندگانی مین) چھوڑ دیا ہے نہ تم جہالت اور اندھے پن کی حالت مین چھوڑے
گئے ہو اس نے تمھاری غایتون کو تم پر ظاہر کر دیا ہے۔ اسے تمھارے اعمال کا علم ہے اور اس نے تمھاری
عمرون کی مقدار مقرر کر دی ہے اس نے تم پر وہ کتاب نازل کی جو ہر ایک شے کا بیان کرنیوالی ہے
پھر ایک مدت تک پیغمبر کو تم لوگون مین زندہ رکھا حتیٰ کہ اس شے کے بارے مین اپنے دین کو
تمھارے لئے اور پیغمبر کے لیے کامل کر دیا ہے جو اپنی کتاب مین نازل فرمائی ہے یہ وہی دین ہے کہ
جسپر اپنے نفس کے لئے راضی ہو گیا ہے جو اسکا پسندیدہ اور برگزیدہ دین ہے اس نے تمھارے
لیے اپنے پیغمبر کی زبان سے اعلان کر دیا کہ یہ فعل و عمل میرا محبوب ہے اور اسے مکروہ سمجھتا ہون
اور یہ میرے اوامر و نواہی ہین اس نے تمھارے سامنے معذرت کو ڈال دیا۔ اور تم پر حجت پکڑ لی ہے تمھارے
سامنے اپنے وعید کو پیش کر دیا اور تمھین اس عذاب شدید سے ڈرا دیا جو تمھارے سامنے موجود ہے
اب اپنی بقیہ عمر کا تدارک کرو (کہ وہ بھی یونہی ضائع نہو جائے) اپنے نفوس کو اس بقیہ وقت کے
لئے وقف کر دو (اسے طاعت خداوندی مین صرف کرو) کیونکہ یہ ان ایام کے مقابلے مین
بہت ہی قلیل ہے جنمین تمپر غفلت طاری رہی اور وعظ و پند سے مُنہ پھیرتے رہے تم
اپنے نفسون کو (خواہشہائے دنیا کی) اجازت نہ دو کیونکہ یہ اجازت تمھین ستمگارون کے
مذہب اور طریقہ کی طرف لئے جاتی ہے۔ تم تقویٰ اور پرہیزگاری مین تساہل نہ کرو مبادا یہ
تساہل تمھین خداوند عالم کی نافرمانی مین داخل کر دے۔ بندگان خدا اپنے نفس کو نصیحت

اس کی صفات (کی کُنہ) تک نہین پہنچ سکتے نہ قلوب اس کی کسی کیفیت کا اعتقاد کر سکتے ہین نہ اسکا تجزیہ ہو سکتا ہے نہ اس کے لئے اعضا قرار دیئے جا سکتے ہین - نہ اسے آنکھین احاطہ کر سکتی ہین نہ قلوب (عقلین)

اسی خطبہ میں فرمایا ہے بندگان خدا اتم ان نصائح اور مواعظ سے نصیحت حاصل کرو جو آخرت میں تمھارے کام آنے والی ہین روشن علامتوں اور واضح نشانیوں سے عبرت حاصل کرو کرو (جو تمھاری آنکھون کے سامنے موجود ہین) وہ تخویفات جو حد کمال کو پہنچی ہوئی گناہوں سے منع کر رہی ہیں ان پر خیال کرو گناہون سے باز آجاؤ - اور مواعظ و نصائح سے منتفع ہو جاؤ (تم احوال رفتگان سے اسطرح عبرت حاصل کرو) گویا تم خود بھی درندۂ مرگ کے پنجوں میں گرفتار ہو اور حسرت و آرزو کی دلبستگیاں تم سے قطع ہو چکی ہین گویا امور کی سختیون اور شدتون نے تمھیں پکڑ لیا ہے - اور تم وارد ہونے کے مقام کی طرف ہنکاتے جا رہے ہو - ہر ایک نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا اور گواہ موجود ہے - وہ ہنکانے والا تو اسے محشر کی طرف لے جا رہا ہے اور گواہ اس کے اعمال پر گواہی دینے کے لئے تیار ہے -

اسی خطبہ میں تعریف جنۃ فرماتے ہیں بہشت مین درجے ہین جنمین سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور اس بہشت مین منزلین ہین جو ایک دوسرے کے ساتھ تفاوت رکھتی ہین (ہر شخص کو اسکے اعمال کے موافق درجہ عطا ہوگا -

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار عالم تمام سراٗر اور گہرائیوں کو جانتا ہے اسے تمام تخیلات قلوب کا علم ہے وہ ہر ایک شئے کو گھیرے ہوئے ہے وہ ہر ایک شے پر غالب ہے وہ ہر ایک چیز پر قوت رکھتا ہے اب زیبندہ ہے کہ تم مین سے ہر ایک عمل کرنیوالا قبل اس کے کہ اسکی موت کا وقت نزدیک ہو - پیشتر اس سے کہ وہ موت مین مشغول ہو جائے پہلے اس سے کہ اس کا مجرائے نفس گرفت کر لیا جائے اپنی مہلت

دنیا کو (بامید ثواب آخرت) اپنے لئے آسان سمجھ رہا ہے اسنے غور و فکر کی نظر ڈالی اور حقیقت امر
کو دیکھ لیا اپنے انجام کو یاد کیا اور اس کی معرفت میں سختکساری سے کام لیا۔ وہ اس آب خوشگوار
و شیرین سے سیراب ہو گیا کہ معرفت کے سبب جس پہ وارد ہونیکی راہیں اس پہ آسان ہوگئیں
اسنے شراب کافور مزاج کو پی لیا اور نہایت ہی اطمینان اور سکون قلب کی حالت میں راہ
چلتے ہموار پر سالک ہوا اس نے شہوات نفسانیہ کا پیرہن اتار دیا وہ تمام ہموم و آلام سے
علٰحدہ ہو گیا فقط ایک غم اپنے لئے خاص کر لیا (کہ قرب خداوندی دائمی نصیب ہو) وہ جہالت
کی تاریکی اور کوری سے خارج ہو گیا اور مشارکت اہل ہوا سے نکل گیا وہ ہدایت کے دروازوں کی
کنجیاں بن گیا (خلق کو ہدایت کی طرف راہنمائی کرنے لگا) اور ضلالت کے دروازوں پر (خلق اللہ
کے لئے) قفل جڑ دیئے اس نے ہدایت کا رستہ دیکھ لیا اور اسپر چل نکلا اسنے اس کی علامتوں
کو پہچان لیا اور حائل ہونے والی سختیوں اور شدتوں کو دفع کر دیا۔ اسنے عروۃ الوثقےٰ اور
اُن مضبوط رسیوں کو تھام لیا جو خالق و مخلوق کے درمیان سلسلۂ ارتباط ہیں اس شخص کے
لئے ضوء آفتاب کی طرح نور یقین آشکار ہے اس نے بلند ترین امور (ہدایت خلق) میں
ہر ایک وارد ہونیوالے کے واسطے حکم صادر کرنے کے لئے (ہر ایک اپنے پاس آنیوالے کو راہ ہدایت
دکھانے کے لئے) اور ہر ایک فرع کو اس کی اصل کی طرف پہنچانے کے لئے محض اللہ کے واسطے
اپنی ذات اور اپنے نفس کو قایم اور نصب کر دیا۔ ایسا بندہ ہر ایک تاریکی کا چراغ ہے ہر ایک حجاب
اور پردے کا اُٹھانیوالا ہے۔ ہر امر مشتبہ اور مبہم کا کھولنے والا ہے ہر ایک مشکل کو دور کرنے
والا اور ہر ایک بیابان میں راہ گم کرنے اور بھٹکنے والے کا رہبر ہے وہ وہی کہتا ہے جو اسے
سمجھایا گیا ہے (اس کی تقریر جہالت مبرّا ہے) وہ اسی امر پر خاموش ہو جاتا ہے جو اسے
تسلیم کرا دیا گیا ہے (نادانی اور جہل کی وجہ سے ساکت نہیں ہوتا) اسنے اپنے کو پروردگار کے
لئے خالص اور مختص کر لیا اور پروردگار نے اسے اپنا خالص (اور مقرب) بنا لیا۔ ایسا شخص
دین خدا کی اصل ہے اور زمین خدا کے لئے میخ اور قبہ کا کام دے رہا ہے اس نے عدل کو اپنے

کرنے والا سب سے زیادہ اپنے پروردگار کا مطیع ہے اور اپنے نفس کو فریب دینے والا سب سے بڑھکر اپنے رب کا گنہگار ہے مغبون (غبن شدہ) وہی ہے جو اپنے نفس کے ساتھ مکر کرے خوشحال اور مسرور وہ شخص ہے جس کے لئے اس کا دین صحیح و سالم ہو۔ سعید وہ بندہ ہے جو اپنے غیر سے وعظ اور نصیحت حاصل کرے جس شخص کو اس کا غرور اس کی خواہشیں فریب دئے دیں وہ بڑا شقی اور بدبخت ہے تم خوب جان لو۔ تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک میں داخل ہے۔ صاحبان ہوا و ہوس کی صحبتوں میں بیٹھنا ایمان فراموشی کا اعلیٰ سبب ہے۔ اور شیطان کے قلب میں حاضر ہوجانے کی پوری وجہ۔ تم کذب دروغ سے دوری اختیار کرو کیونکہ یہ صفت ایمان سے دور کرنے والی ہے۔ سچ بولنے والا نجات رستگاری اور کرامت کے کنارے پر بیٹھا ہوا ہے مگر دروغ گو اور کاذب وہاں قایم ہے جہاں بہت سے جلد چاہ ہلاکت میں گرے گا وہ خواری اور ذلت کے کنارے پر کھڑا ہوا ہے۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھاتا ہے۔ جیسے آگ لکڑی کو تم آپس میں بغض اختیار نہ کرو کیونکہ بغض ایک تیز اور سر اڑا دینے والی تلوار ہے تم خوب جان لو کہ آرزو اور امید عقل کو سہو میں گرفتار کرتی ہوئی ذکر آخرت کو بھلا دیتی ہے تم ان آرزوؤں کی تکذیب کرو کیونکہ یہ غرور ہیں اور صاحب آرزو مغرور ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا! بندوں میں سب سے زیادہ پروردگار کے نزدیک وہی محبوب ہے جس کے نفس پر پروردگار نے اس کی اعانت کی ہو (اسے نفس امارہ پر مسلط ہو نیکی توفیق عطا فرمائی ہو) اس نے حزن و اندوہ کو اپنا شعار اور خوف خدا کو اپنا لباس بنا لیا ہو اس شخص کے دل میں ہدایت کی شمع روشن ہے اور وہ آنے والے مہمان (موت) کی ضیافت کی تیاری کر رہا ہے اس نے امر بعید (موت) کو اپنے نفس سے نزدیک کر رکھا ہے (وہ موت سے بالکل نو سر ہے) اور رشد الہ

(حق کی) جھنڈیاں قایم ہوچکی ہیں آیات و نشانیاں بالکل واضح اور روشن ہیں مینار ہدایت
نصب شدہ ہیں اب تمھیں کس چیز نے بیابان گمراہی میں سرگردان کر رکھا ہے - بلکہ سخت تعجب ہے کہ تم
گمراہی میں گرفتار ہوئے ہو حالانکہ تمھارے نبی کی عترت تمھارے درمیان موجود ہے اور یہ لوگ
(اہل بیت) حق تک (پہنچا دینے) کی مہاریں ہیں یہ لوگ صدق و راستی کی زبانیں قرآن کی بہترین
منزل ہیں ان کے لئے ایسی قرآن کی منزل تجویز کرو (اپنے دل میں ان کی محبت کو جگہ دو کیونکہ
قرآن کے لئے بہترین منزل دل ہی ہے) اور ان کی طرف اس طرح وارد ہو جاؤ جیسے کہ پیاسے
اونٹ آب گاہوں پر وارد ہوتے ہیں (کیونکہ یہی لوگ منبع آبحیات علم ہیں) ایہا الناس
تم جناب رسول اللہ کے قول کو سنو کہ فرمایا ہے جو شخص ہم میں سے ارادی موت کے ساتھ
مرتا ہے اسے موت طبعی لاحق ہو جاتی ہے بظاہر اسکے حواس بیکار ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ مرا نہیں اور ہم میں جو
شخص اس موت طبعی کے باعث بیکار و کہنہ ہو جاتا ہے وہ فی الحقیقۃ ایسا نہیں ہے ایہا
الناس جس چیز کو تم پہچانتے ہی نہیں اس میں گفتگو نہ کرو کیونکہ بسا اوقات ان باتوں
میں امر حق ہوتا ہے جن کا تم انکار کرتے ہو اور اس شخص کو معذور رکھو جس پر تمھاری
کوئی حجۃ نہیں ہے اور وہ میں ہوں (جس شخص نے تمھیں طرح طرح سے نصیحتیں کیں اور
تم نے انکو نہ سنا اب اگر اس خلاف ورزی میں تمھیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ نہ کہنا کہ ہمیں
اس کا علم نہ تھا کیونکہ میں نے سب کچھ تمھیں تعلیم کر دیا ہے خداوند تعالی کی حجۃ ختم ہو چکی ہے اور
اب تمھاری کوئی حجۃ باقی نہیں رہی) کیا میں نے تمھارے درمیان ثقل اکبر (قرآن) پر عمل
نہیں کیا؟ تمھیں اس کی تعلیم نہیں دی کیا میں نے تمھارے درمیان ثقل اصغر (اہلبیت) کو نہیں چھوڑا
پرچم علم و بیرق ایمان کو تمھارے درمیان قائم کرتے ہوئے تمھیں حلال و حرام کی
حدوں پر کھڑا کر دیا ہے - میں نے تمھیں اپنے عدل سے عافیت کا لباس پہنا دیا اور قولاً و فعلاً احسان
کو تمھارے لئے فرش بنا دیا میں نے اپنے نفس کی جانب سے مکارم اخلاق کے اعلے نمونے تمھارے سامنے پیش کر دئے
تم اس چیز میں عقل و رائے کو استعمال نہ کرو جس کے کنہ میں بینا آنکھیں بھی نہیں پہنچ سکتیں اور نہ

نفس کے لئے لازم و واجب کر دیا اور اس کی پہلی عدالت یہ ہے کہ خواہشوں اور ہوا و ہوس کو دل سے دور کر رہا ہے وہ (دوسرے کے سامنے) امر حق کی توصیف کرتا ہے اور اُسی پر عمل کرتا ہے وہ کسی چیز کو جسمین خیر یقینی ہو ترک نہین کرتا مگر یہ کہ اُس کا قصد کرتا ہے (اُس کے حاصل کرنیکا عزم کرتا ہے) وہ کسی مظنہ خیر کو نہین چھوڑتا مگر یہ کہ اس کا ارادہ کرتا ہے وہ کتاب خدا پر نہایت مضبوطی سے اس کی لگام پکڑے ہوئے کمین اور سوار ہے (اس کے معانی و مفہوم کو خوب سمجھتا ہے) اور وُہی اس کی لگام کا کھولنے والا اور وُہی اس کا امام ہے (وہی اس کے مسائل و احکام بیان کرتا ہے) وہ شخص وہی مکان ڈھونڈھتا ہے جہان بار متاع قرآن کے رکھنے کا موقعہ ہو اور وہین منزل تلاش کرتا ہے جہان اس کی منزل ہو دلائل و احکام قرآنی کا واقف ہے اس کے احکام کو حسب مقام و موضع جاری کرتا ہے اور دلائل قرآن کو اس کے مدلولات مین ہی بیان کرتا ہے یہ توصفات تھین اولیائے خدا کی اب محبان شیطان کا افسانہ سُنو بندگان خدا مین سے ایک بندہ اور بھی ہے جو اپنے آپ کو عالم کہواتا ہے مگر فی الحقیقة وہ ایسا نہیں۔ اسنے نادانون سے نادانی جاہلون سے جہالت اور گمراہون سے گمراہی کو چُن لیا ہے۔ اسنے لوگون کے لئے ایک دام بچھایا ہے جو مکر و فریب کی رسیون اور تزویر آمیز اقوال سے بُنا ہوا ہے قرآن کو اپنی رائے پر محمول اور امر حق کو اپنی خواہش نفسانی کے موافق محرف کر رکھا ہے وہ بزرگ سے بزرگ عقوبتون کا جائے پناہ اور عظیم سے عظیم گناہ کا آسان کرنیوالا ہے وہ کہتا ہے کہ مین شبہات اور شک سے باز رہتا ہون مگر انھین گرفتار ہے اسکا قول ہے کہ مین بدعتون سے دور ہی اعتنا کرتا ہون حالانکہ انھین (بدعتون) مین سویا ہوا ہے اسکی صورت و شکل انسان کی سی ہے مگر اسکا قلب بالکل حیوانو نکا سا واقع ہوا ہے وہ ہدایت کے دروازے کو ہی نہیں پہچانتا جو اسکی متابعت کرے اسکی طرف چلے نہ وہ جہالت اور نابینائی کے دروازہ سے واقف ہے جو اپنے آپکو اس سے باز رکھے یہ شخص زندہ ہو کر مردہ ہے یہ جب ان دونون بندون کے حالات معلوم ہوگئے۔ حق و باطل کا فرق تمھین معلوم ہوگیا پس بندگان خدا اب تم کدھر چلتے ہو اور (اپنے امور دینی و دنیوی مین کس طرف رجوع کرتے ہو۔ حالانکہ

عمر عاص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا ہے سخت تعجب ہے پسر زانیہ اہل شام کو ور
غلاتا ہے اور میری نسبت ان سے کہتا ہے کہ میری خصلت میں مزاح اور شوخی ہے اور میں
ایک لہو ولعب میں مشغول رہنے والا آدمی ہوں اور ہمیشہ اسی عمل کی مزاولت کرتا ہوں بے شک
اسکا یہ قول باطل ہے اور نہایت گنہگاری کی حالت میں اسکے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں - یاد رکھو
بدترین قول جھوٹ ہے اور عمرو عاص پہلے درجے کا جھوٹا ہے وعدہ کرتا ہے اور مکر جاتا ہے
اس سے سوال کیا جاتا ہے وہ بخل کرتا ہے سوال کرتا ہے اور قسم دیتا ہے اپنے عہد میں خیانت کرتا
ہے قطع رحم کا مرتکب ہوتا ہے اگر جنگ میں حاضر ہو تو کسقدر حکم دینے والا اور جرءہ و توبیخ کرنیوالا ہے
مگر اسی وقت تک جب تک تلواریں میان سے نہ نکلی ہوں اگر یہ وہی شخص ہے جسکی یہ توصیف کی
گئی تو بیشک اسکا بزرگترین فریب یہ ہے کہ اپنی عورت (دبر) کو قوم کے لیے بخشش دیتا ہے قسم
خدا کی مجھے لہو ولعب سے موت کا ذکر منع کرتا ہے اور اُسے آخرت کا نسیان منع قول حق سے آمادہ
کر رہا ہے - اس شخص نے معاویہ سے بیعت نہیں کی جبتک اس سے قول نہیں لے لیا کہ کچھ انعام
دیا جاوے اور اس دین فروشی کی عوض کوئی عطیہ (شہر مصر) عنایت ہو

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

میں شہادت دیتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کوئی اسکا شریک نہیں ہے وہ اول ہے
اور کوئی شے اس سے قبل نہیں وہ آخر ہے اور کوئی اس کے لئے غایت نہایت نہیں وہم و گمان

اس بخشش کا قصہ یہ ہے کہ جنگ صفین میں ایسے بھی حضرت سے معرکہ آرائی کی سوجھی اور مقابلے پر آیا مگر تھوڑی
دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ میں اس قاتل مرحب کے ہاتھ سے جیتا نہیں بچونگا کوئی تدبیر کرنی چاہیے یہ سوچتے ہی گھوڑے
سے گر پڑا اور برہنہ ہو کر اوندھا لیٹ گیا حضرت نے اسکی یہ بیجا حرکت دیکھ کر اپنا مُنہ پھیر لیا - اس نے
اس فرصت کو غنیمت خیال کیا اور بھاگ نکلا - اس روز سے عرب میں اس کا یہ فریب بھی مشہور ہے لعنت
ہے خدا کی ۱۲

اے وہ خدا کے بندو جنہیں زندگی عطا کی گئی ہے اور وہ نعمتوں میں گذر رہے ہیں جنہیں تعلیم دی گئی ہے اور وہ اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتے ہیں انہیں مہلت عطا ہوئی ہے اور وہ غافل ہیں جنہیں سلامتی مرحمت کی گئی ہے اور وہ اپنے مبدا و معاد کو بھول بیٹھے ہیں انہیں ایک مدت دراز تک مہلت دی گئی ہے انہیں نہایت ہی عمدہ بخشش عنایت ہوئی ہے انہیں عذاب الیم سے ڈرایا گیا ہے اور ایک ثواب بزرگ کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ان گناہوں سے ان عیوب سے حذر کرو جو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں جو قہر الٰہی کا باعث ہوتے ہیں

اے دیکھنے والو۔ سننے والو۔ صحت و سلامتی میں گذران کرنے والو مال و متاع کے مالکو کیا کوئی گریزگاہ یا خلاصی یا پناہ یا کمیں گاہ یا فراریا مرجع ہے یا نہیں ؟ تمہاری بازگشت کس حالت میں ہوگی ؟ تم کس مکان کی طرف لوٹائے جاؤگے تم کس چیز پر فریفتہ ہو رہے ہو تم میں سے ہر ایک شخص کا رقد و قامت اس طویل اور عریض زمین میں حصہ (قبر ہی) وہ ایسی حالت میں اس حصہ کا مالک ہوگا کہ اس کے رخسارے پر خاک ڈالی ہوئی ہوگی۔

بندگان خدا اس زمانہ کو رائگاں نہ کرو اسوقت گلوگیر موت نے تمہیں چھوڑ رکھا ہے روح کو رہائی حاصل ہے اسوقت تم طلب کر سکتے ہو تمہارے بدن صحیح و سالم ہیں۔ بقیہ عمر کے گذرنے میں تاخیر ہے تم خود مختار ہو۔ توبہ کرنے کی مہلت ہے اور تمہارے زمانہ حاجات میں ابھی بہت وسعت ہے (تم اعمال و عبادات میں کوشش کرو) قبل اس سے کہ تنگئی احوال لاحق ہو تنگ و تاریک مکان میں اتار دیے جاؤ خوف اور اضمحلال تمہیں گھیر جائیں اور قبل اس سے کہ نظر سے غائب رہنے والی موت آجائے جس کا تم انتظار کر رہے ہو اور خداوند قوی و قادر کا عذاب تمہیں گرفت کرے

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جسوقت حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا بدن لرز گئے آنکھوں نے دریا بہادئے اور دل مضطرب اور بیقرار ہو کر رہ گئے۔

کلام امام علیہ السلام

گمان ہی نہیں کرتا اور کسی خطرے سے نہیں ڈرتا بس وہ فریب کھائے ہوئے اپنی گمراہی میں مرگیا اس نے تھوڑے سے عرصہ تک اپنی لغزشوں میں زندگی بسر کی اس نے کسی عوض اور بدلے کو حاصل نہ کیا اور کسی فریضہ واجبہ کو بجا نہ لایا وہ ابھی بقیہ سرکشی میں گرفتار تھا اپنے عیش و نشاط کے طریقہ پر سالک ہو رہا تھا کہ اچانک موت کی مصیبتوں نے پکڑ لیا اس نے مضطرب ہو کر سینہ زنی کرنے والی اور از راہ بے صبری فریاد کرنے والی عورت - مہربان باپ اور ہمزاد برادر کے درمیان بیماریوں اور دردوں کے حوادث اور رنج و آلام کی ناخوش آیند سختیوں میں صبح سے شام کی اور بیداری کی حالت میں رات گذری وہاں یہ رونے والے تو رو پیٹ رہے تھے اور یہ مرد غافل کر دینے والی موت کی بیہوشی توڑ دینے والی مصیبت و شدت - نالہ درد انگیز میں گرفتار تھا غم خیز طریقہ سے اسے (اس کے مقام سے) کھولا جا رہا تھا اور رنج دینے والی حالت میں اسے ہنکایا جا رہا تھا پھر یہ اپنے کفن میں اہل و اعیال سے ناامید ہو کر لپیٹ گیا اور دنیا سے اسکو کھول دیا گیا اسوقت یہ بالکل مطیع تھا اور ذرا سی ناہمواری بھی اسمیں باقی نہ تھی پھر یہ جنازے کی لکڑیوں پر ڈالدیا گیا اسوقت یہ اپنے مرض سے واپس ہو چکا تھا زار و نزار ہو رہا تھا اور بیماری کے ہاتھوں لاغری اس پر چھائی ہوئی تھی اسے اس کے خدمتگاروں یعنی بیٹوں اور مدد کرنے والوں یعنی بھائیوں نے کاندھے پر اٹھایا اور ایسی جگہ لے چلے جو اس کی غربت کا مکان تھا اور جہاں پھر دوبارہ اس کی زیارت نہ ہو سکتی تھی حتّٰی کہ جب شایعت کرنے والا پلٹا مصیبت کشیدہ واپس آیا یہ شخص اس کے گڑھے میں بٹھا دیا گیا - اب یہ امتحان اور آزمائش کی لغزش اور سوال کی دہشت سے آہستہ آہستہ بات کرتا تھا

سب سے بڑی اور زبردست بلا جو قبر میں ہے یہ ہے کہ جہنم کا کھولتا ہوا پانی مہیا کیا گیا ہے دوزخ کی آگ کباب کئے دیتی ہے اور آگ کے شعلے جوش کھا رہے ہیں - یہاں قبر میں عذاب میں راحت دینے والی سستی - عذاب کو زائل کرنے والی واگذاشت - عذاب کو منع کرنے والی قوت اور جلدی سے آجانے والی موت نہیں نہ وہ ہلکی ہلکی نیند ہے جو عذاب ساعات اور حالات مرگ کے درمیان آرام پہنچاتی ہے بے شک ہم خدا کی طرف پناہ لے جاتے ہیں -

پس تو اب اور بخشش کے لیے بہشت عذاب اور وبال کے نار جہنم حجت تمام کرنے اور منکرین سے دشمنی رکھنے کے لیے کتاب خدا کافی ہے

بندگان خدا میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جسنے تمہیں خوف دلا کر تمہارا عذر ہٹا دیا اور واضح و روشن طریقہ کے ساتھ تم پر حجت قایم کی اس نے تمہیں اس دشمنی سے ڈرایا ہے جو چھپے ہوئے رنگ سے تمہارے سینوں میں داخل ہوگئی ہے پنہاں طور سے تمہارے کانوں میں دعداوت کی آگ کو پھونک رہی ہے اس نے تمہیں گمراہ کر دیا ہے تمہیں مارڈالا ہے تم سے آرزوؤں کا وعدہ کیا ہے تمہیں تمناؤں میں ڈال رکھا ہے گناہوں کی برائیوں کو مزین کر دیا ہے اور مہلکات بزرگ کو تمہارے لیے آسان کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے مصاحب کو شقاوت کے اعلےٰ درجہ تک پہنچا دیا جو اسکی پیروی کے ہاتھ بکا ہوا تھا اسے مقید کر دیا جس چیز کو مزین کیا تھا اس کا انکار کر دیا جسے آسان سمجھا تھا اسکی دشواریاں سمجھادیں جس چیز سے بیخوف کر رہی تھی اسی سے ڈرانا شروع کر دیا۔

اسی خطبہ میں خلقت انسانکے بارہیں ارشاد فرماتے ہیں

یہ انسان وہ ہے جسے اس خلاق عالم نے ارحام کی تاریکیوں اور پردہ ہائے ارحام کے غلافوں میں پیدا کیا درانحالیکہ وہ ایک ڈالا ہوا قطرہ بیاہ کیا ہوا مضغہ تسکیم مادر میں رہنے والا بچہ تھا وہ شیر خوار ہوا کودک نادان بنا اور حد بلوغ تک پہنچا۔ پس خدائے برتر نے اسے ایک حفاظت کرنے والا قلب عطا کیا۔ بولنے والی زبان عنایت کی اور دیکھنے والی آنکھ مرحمت فرمائی تاکہ وہ عبرت حاصل کرتا ہوا عقل و فہم سے کام لے بے رغبت و متنفر ہوتا ہوا گناہوں سے باز رہے حتی کہ اس کے اعضا کا اعتدال قایم ہوگیا اس کی صورت اور شمائل بالکل راست ہوگئی اب اس نے متکبر ہوکر اطاعت سے سرکشی کی بیباک ہوکر اپنی ہوا و حرص کے ڈول سے پانی کھینچتے ہوئے اپنی دنیا کے واسطے سعی و تلاش اور جد و جہد کرتے ہوئے اپنی لذتوں کے سرور اور اپنی حاجتوں کے ظہور میں مست ہوکر گمراہ ہوگیا وہ کسی مصیبت کا

نہ ان کی لغزشوں کی پرا ہیوں میں رضا جوئی کا پرتو ہے کیا وہ لوگ تمہارے آباؤ اجداد نہ تھے کیا تم ان کے بیٹے ان کے خویش واقربا نہیں ہو؟ تم ان کے اعمال کی پیروی کرتے ہو ان کے طریقہ پر سوار ہو اور انہیں کے رستے کو روندتے ہوئے چلے جارہے ہو

افسوس! دل اپنے حصے حاصل کرنے میں سخت ہیں اپنی صلاح و اصلاح کے تارک ہیں اپنے محل اعمال سے الگ ہو کر چل رہے ہیں۔ گویا وہ ان کی منزل مقصود ہی نہیں گویا دنیا کے جمع کرنے میں ہی ان کی صلاح و اصلاح منحصر ہے۔

خوب جان لو کہ تمہیں پل صراط۔ اس کی لغزش کی جگہ۔ اس کی لغزشوں کے خوف اور اس امر کے نہایت ہی عظیم الشان خوف پر سے گذرنا ہے۔ پس تم اس ذی عقل کی طرح خدا سے ڈرو جس کے دل کو اس کے تفکر نے امر آخرت میں مشغول کر دیا ہے اس کے بدن کو خوف و اندوہ نے رنج میں ڈال رکھا ہے اس کی تھوڑی سی نیند کو تہجد گذاری نے بیداری سے بدل دیا ہے امید ثواب نے جس کی نہایت ہی گرم دن کو تشنہ کر رکھا ہے (صائم الدہر ہے) زہد و تقویٰ نے جس کی خواہشات کو روک دیا ہے ذکر خدا نے جس کی زبان کو ہر وقت متحرک کر رکھا ہے اور اس نے خوف و خطر سے امن رہنے کے لئے خوف خدا کو اپنا پیشوا بنا لیا ہے۔ واضح اور ظاہر رستے سے اس نے تشکیکات کو دور کر دیا ہے اور وہ نہایت ہی نزدیک رستے سے اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے۔ فریب اور غرور کی پیچیدگیوں نے اسے واپس نہیں لوٹایا مشتبہ امورات اس سے چھپے نہیں رہے۔ وہ شادی و خوشی کی بشارت و نعمت راحت جنت پر فائز ہوا قبر میں اس کی نیند نہایت ہی خوشتر نیند ہے اور (قیامت میں) اسکا دن نہایت ہی مامون و محفوظ ہے وہ نہایت ہی محمود طریقہ کے ساتھ اس سرائے عجلت (دنیا) کے پل سے عبور کر گیا اور نہایت ہی نیکیاں حاصل کر کے توشۂ آخرت آگے روانہ کر دیا اس نے خدا کا خوف کر کے زندگی میں پیش دستی کی اور زمانِ مہلت دنیا میں طریق عبادت پر نہایت سرعت کے ساتھ سالک ہوا طلب آخرت کی رغبت کی اور دنیا سے گریز کرتے ہوئے آخرت کی طرف روانہ ہو گیا وہ آج کے دن (دنیا میں) اپنی آخرت کا نگہبان رہا اور ہمیشہ اپنے پس و پیش پر نظر رکھی

تا کہ تم تاریکی اور سیاہی سے نکل آؤ اس نے اجساد کو ایسی حالت میں پیدا کیا ہے کہ اپنے
اعضا کو جمع کرنے والے تھے ۔ ترکیب اشکال ۔ اور مدتہائے عمر میں اپنے اطراف کے واسطے
ملائم تھے پھر پیدا کیا ایسے ابدان کے ساتھ جو اپنے منافع کے ساتھ قائم ہیں اور ایسے قلوب کے
ساتھ جو اس کی بزرگ نعمتوں میں اس کے احسانات کے اسباب میں اس کی عافیت کے جمع ہونے
کے مقامات میں اس کی بلاؤں سے منع کرنے والے مواضعات میں اپنی روزی کے طالب ہیں اس نے
تمھاری عمروں کو معین کیا اور ان کی مقدار تم سے پوشیدہ رکھی ۔ اس نے پہلے ان گذر جانے والوں
کے آثار عبرت کے لئے باقی رکھ چھوڑے ہیں جنھوں نے اپنی دنیاوی حصے کو حاصل کیا ۔ جن کے گلوگیر ہونے والی
موت کی مدت وسیع تھی ابھی وہ اپنی آرزوؤں تک پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ موت نے نہایت سرعت کے
ساتھ آلیا ۔ موت کی قطع و برید نے آرزوؤں کو ان سے قطع کر دیا انھوں نے صحت بدن کی حالت میں کوئی
سامان آخرت) مہیا نہ کیا اور اوائل زمانہ میں عبرت نہ حاصل کی کیا شباب کی طراوتوں کے مالک سوائے
جھکا دینے والے بڑھاپے کے اور کسی چیز کے منتظر نہیں ؟ صحت و تندرستی کی خوشی کے اہل دشوار اور شدید
امراض کے سوا کسی اور چیز کا انتظار کرتے ہیں ؟ کیا اوقات فنا کے علاوہ (مدت) بقا زندگی میں بسر
کرنے والوں کو کسی اور چیز کا انتظار ہے ؟ باوجودیکہ زوال اور رحلت و انتقال قریب ہے ۔ لرزہ ۔ دردو
قلق اضطراب ۔ الم مصیبت ۔ غصہ ہائے حزن و محنت ۔ فرزندزادوں ۔ خویش و اقربا و اعزہ و معاصرین
سے استعانت کی تمنا یہ سب باتیں بالکل نزدیک ہیں تو کیا عزیز و اقارب نے اس کے ضرر کو دفع کیا ؟ رونے
والوں نے کچھ نفع پہنچایا اسے اموات کے مکان میں چھوڑ دیا ایسی حالت میں کہ وہ اپنے اعمال کے بدلے
گروی ہے اسے ایک تنگ و تاریک خواب گاہ کے حوالے کر دیا ۔ درآنحالیکہ وہ بالکل تنہا ہے کیڑے مکوڑوں
نے اس کی جلد کو پھاڑ ڈالا ۔ غلبہ کرنے والوں نے اس کے نئے لباس کو کہنہ کر دیا تیز اور تند ہواؤں
نے اس کے آثار برباد کر دئے اور حوادث زمانہ نے اس کے نشانات کو مٹا ہی دیا ۔ تر و تازہ بدن متغیر
ہو گئے اور قوت والی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر رہ گئیں ۔ روحیں اپنے بوجھ کی سنگینیوں کی مرہون ہیں اور اپنے
اخبارات غیب (قیامت) کا یقین کرنے والی ہیں ان کے اعمال نیک میں زیادتی کی طلب نہیں ہوتی

عطا ہوئی تھی اور شک وشبہ کی تاریکیاں ان سے اٹھا دی گئی تھیں۔ انھیں اس مدت عمر اور مضطرب
الحال زندگی میں عمدہ اور نفیس گھوڑ دوڑ دوڑانے (عقل سے کام لینے) نیک تدبیریں طلب کرنے
اور طلب راہ خدا کی آگ روشن کرنے والے کی پیروی کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ کاش ان کے قلوب
صحیح اور صائب مثالوں اور شفابخش مواعظ سے متاثر ہوتے۔ گوش شنوا انھیں سنتے اور محتاط
عقلیں ان پر کاربند ہوتیں۔ بندگان خدا تم خدا سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے سنا اور خوف
کیا۔ ارتکاب گناہ کیا اور معترف ہوا اور ڈرا پھر عمل نیک کیا گناہ سے محترز ہوا طاعت وعبادت
کی طرف اقدام کیا اس نے موت کا یقین حاصل کر لیا اور یہ ایک نیک کام کیا۔ دوسروں کو نگاہ
عبرت سے دیکھا اور عبرت حاصل کی اسے خوف دلایا گیا اور اس نے ممانعت (از گناہ) کو قبول
کر لیا۔ بندگان خدا۔ تم اس شخص کی طرح تقویٰ اختیار کرو جسنے رسول اللہ کی اجابت کی آپ
کے قول کو سنا اور خدا کی طرف رجوع کی اپنی فطرت اصلی کی طرف راجع ہوا توبہ میں مشغول
ہوا۔ انبیاء کی پیروی کی اور عمل و اعتقاد میں ان کے موافق ہو گیا اسے حق کے آثار اور
نشانات دکھائے گئے اور اس نے حق کو پہچان لیا یہ بندہ اپنے مطلوب کا طالب ہو کر گناہوں
سے بھاگا اور نجات پا گیا۔ ذخیرہ آخرت کا فائدہ حاصل کیا اپنے باطن کو پاک اپنی روح کو طاہر
بناتے ہوئے آخرت میں اپنا مکان تعمیر کر لیا اس نے اپنی ضرورت کے موقعہ احتیاج کی حالت
اپنے رستے اور اپنے کوچ کرنے کے دن کے واسطے توشہ اور زاد راہ کو نظر میں رکھا اس ذخیرہ
کو پہلے ہی اپنے مقامی مکان میں روانہ کر دیا۔ بندگان خدا! خدا سے ڈرو اس چیز کے
سبب سے جس کے لئے تمہیں پیدا کیا ہے اور ہمیشہ خوف وحذر کرتے رہو اس عظیم الشان خوف
حواس کی ذات سے تمہیں پہنچایا گیا ہے اس کی قباحت کے خوف سے ڈرتے ہوئے اور اس کے
وعدوں کی حقیقت کی سچائی کا یقین کرتے ہوئے اس چیز کے مستحق ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے
اور اسی خطبہ سے متعلق ہے۔ ایہا الناس تمہیں کان عطا کئے گئے ہیں تاکہ تم اس چیز
کی حفاظت کرو کہ جو کان کے لئے ضروری اور لازمی ہے تمہیں آنکھیں عنایت فرمائی گئی ہیں

موت ہلاکت کو ترک نہیں کرتی اور نہ ان باقی رہنے والوں کو جرم و گناہ پر زجر و توبیخ کرتی ہے
ان سب کی حالتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور جب تک امر غایۃ منتہی اور نہایت تک
نہ پہنچ جائیں یوں ہی گذرتے رہیں گے اور یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا یہاں تک کہ تمام
امور منقطع ہو جائیں زمانے گذر جائیں حشر و نشر قریب ہو (اس وقت) پروردگار عالم تمام
انسانوں کو ان کی قبروں کے سوراخوں، طائروں کے آشیانوں، درندوں کے مسکنوں
اور ان مکانوں سے باہر نکالے گا جہاں وہ ہلاک ہوئے ہیں وہ حکم پروردگار کی اطاعت نہایت
تیزروی کے ساتھ روانہ ہونگے وہ اس کے معاد کی طرف رخ کریں گے گروہ در گروہ
گروہ ہونگے۔ ان پر خموشی کا عالم طاری ہوگا صف باندھے ہوئے میدان حشر میں کھڑے ہونگے۔ نظر ان سے تجاوز کر جائیگی
یہ ظاہر اور سری ہونگے اور پکارنے والے کی آواز انہیں سنوا دی جائے گی جس وقت طلب کیا جائے گا تو فوراً
حاضر ہونگے۔ فروتنی، مسکینی، اطاعت اور ذلت کا لباس انہیں ڈھانکے ہوئے ہوگا۔ وہاں
حیلے اور تدبیریں زائل ہو جائیں گی۔ آرزوئیں، امیدیں اور حسرتیں قطع ہوں گی دل اپنی حالتوں
کا اندازہ کرتے ہوئے حرص و ہوا سے گر جائیں گے اور آوازیں نہایت ہی پستی کے عالم میں
لرز جائیں گی ان کی چہروں پر جاری ہونے والا پسینہ لگام کی طرح منہ تک آئیگا اور ان
کا خوف و بیم نہایت ہی بزرگ ہوگا۔ ان کے کان اس بلانے والے کی سخت و درشت آواز
کی طرف مضطرب ہونگے جو انہیں خطاب فاصل کی طرف بلائے گا جہاں حق و باطل کا فرق معلوم
ہوگا محل جزا و عقوبت عذاب کی طرف دعوت دیگا اور بخشش صواب کے لئے طلب کرے گا یہ اہل محشر
وہ بندے ہیں جنہیں اس نے اپنی قدرت و قوۃ سے پیدا کیا ہے جبراً و قہراً ان کی تربیت کی ہے حقیقتاً
موت کی راہ سے ان کو گرفت کر لیا گیا ہے یہ قبروں میں دفن ہوئے ہیں۔ ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی
ہیں اور پھر ان کے ایک ایک فرد کو دوبارہ مبعوث کیا گیا ہے۔ ان کے اعمال کی ان کو جزا دی گئی ہے
اور عرض حساب میں آ کر یہ ممتاز ہوئے ہیں۔ انہیں۔ تاریکی جہالت سے نکلنے کی مہلت دی گئی تھی
واضح اور روشن رستے انہیں دکھا دئے گئے تھے خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے انہیں عمر

اسی کی استعانت کا خواہشمند ہوں کیونکہ وہ قاہر ہے قادر ہے اور اسی پر توکل کرتا ہوں کیونکہ وہی کافی ہے اور وہی ناصر ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں اس وحدہ لاشریک نے انھیں اپنے احکام کے اجرا اپنی حجت کو پہنچانے اور اپنے انذار و تخویف کی طرف تقدیم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

بندگان خدا! میں تمھیں وصیت کرتا ہوں تم اس خدا سے ڈرو جس نے تمھارے لئے بہت سی مثالیں قائم کر دی ہیں اور تمھاری موت کا وقت معین کر دیا ہے اس نے تمھیں آمد و شد کا لباس پہنا دیا ہے (جہاں چاہو سفر کرو) معاش کے رستے تمھارے لئے کھول دئے ہیں (زراعت، صناعت، تجارت جو چاہو کرو) اس نے تمھارے اعمال کو شمار کرتے ہوئے ان کا احاطہ کر لیا ہے (تمھارے خیر و شر سے واقف ہے) اور تمھیں ان اعمال کے جزا و سزا کے لئے منتظر کر دیا ہے۔ تمھارے لئے تمام اور کامل نعمتیں اور بلند و بزرگ بخششیں اختیار کر لی ہیں اور اعمال بد سے تمھیں ڈرا دیا ہے وہ تمھارے اعداد کا احصا کر چکا ہے اور اس دار الامتحان اور مکان عبرت میں تمھاری مدتوں اور عمر کے اوقات کو معین کر رکھا ہے۔ تم اس دنیا میں امتحان دے رہے ہو اور اعمال دنیا پر (بروز آخرت) تم سے حساب لیا جائے گا۔ آہ! یہ دنیا اس دنیا کے چشمے نہایت تاریک اور مکدر ہیں اس کے آبشار نہایت ہی گدلے اور غبار آلود ہیں اس کے منظر (بنظر ظاہر) نہایت خوش آیند اور فرحت بخش ہیں مگر انجام کار ہلاک کرنے والے۔ یہ دنیا مکار ہے۔ فریب دینے والی ہے اس کی روشنی بہت جلد اوجھل ہو جائے گی اس کا سایہ زوال پذیر ہے اور اس کی تکیہ گاہیں خراب اور برباد ہو جانے والی ہیں حتی کہ جب نفرت کرنے والا اس سے مانوس ہوا اور اسکا انکار کرنے والا اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو اس دنیا نے اسے لات ماری اپنے دام میں اسیر کر لیا اور اپنے تیروں سے اُسے ہلاک کر ڈالا اس دنیا نے انسان کی گردن میں موت کی رسی باندھ کر اسے ایک تنگ و تاریک خوابگاہ وحشت ناک منزل اور مکان کی طرف کھینچ لیا جہاں وہ اپنے اعمال کا معائنہ کرے گا اور عمل نیک کا ثواب اور اس کی جزا پائے گا یہی حالت پس ماندگان کی بھی ہونے والی ہے

تو نجات پا جاؤ گے - اگرچہ درجات عالیہ کے مستحق نہ ہو گے بلکہ ان خصائل کے سبب زہد تک پہنچنے کی بھی توفیق ہو جائے گی۔ بے شک پروردگار عالم نے اپنی بین اور روشن حجتوں اور ظاہر و واضح کتاب سے تمھارے عذر اور تمھاری حجتوں کو زائل کر دیا ہے۔ اس نے اپنی حجت تم پر تمام کر دی اور تمھاری کوئی حجت اس پر باقی نہیں رہی۔

کلام امام علیہ السلام

دنیا کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں میں اس مکان کی کیا توصیف کروں جس کے اول میں تو رنج و تعب ہے اور آخر میں فنا اس کی حلال چیزوں میں تصرف کرنے سے) حساب کا سامنا ہوتا ہے اور اس کے محرمات میں عذاب کا جو اس میں رہ کر غنی اور مستغنی ہو گیا وہ مفتون ہے معرض امتحان میں مبتلا ہے اور جو اس میں فقیر ہے وہ حزن و الم میں گرفتار رہے جس نے اس کے حاصل کرنے میں سعی اور کوشش کی اسی کے پاس سے فوت ہو گئی اور جو اس کی طرف سے منھ پھرا کر بیٹھا اس کی طرف متوجہ ہو گئی - جس نے اس دنیا کو گہری نگاہ سے دیکھا دنیا نے اسے بینا اور آگاہ کر دیا اور جس کی نگاہیں اس کی زینتوں اور آرائشوں ہی میں الجھ کر رہ گئیں اسے اس دنیا نے اندھا کر چھوڑا۔

خطبہ غرّا

حضرت کا یہ ایک مشہور و معروف خطبہ ہے اور اسے خطبہ غرا کہتے ہیں حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لیے مختص ہے جو اپنی قوت و قدرت کاملہ کی وجہ سے غالب ملبند اور ظاہر ہے اپنے فضل و فیض اور رحمت کے سبب سے نزدیک ہے وہ ہر ایک فائدے اور بزرگی کا عطا کرنے والا وہ ہر قسم کی سختیوں اور مصیبتوں کا دور کرنے والا میں اس کے پے در پے احسانات اور وسیع و فراخ نعمتوں پر نظر کر کے ان کا اعتراف کرتا ہوا اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں وہ مبدء اول ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں وہ ہادی ہے اور قریب ہے میں اسی سے ہدایت کا رستہ طلب کرتا ہوں - میں اسی سے مدد چاہتا ہوں

کو حمد اور تعریف کو مستحق خیال کرے نہ کہ پروردگار کو کیونکہ تو اپنے زعم فاسد میں اسے ایسی ساعت کی طرف ہدایت کرتا ہے جس میں اسے نفع پہنچے گا اور ضرر سے محفوظ رہے گا یہاں تک فرمانے کے بعد حضرت نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ایہا الناس تم تعلیم و تعلم نجوم سے پرہیز کرو سوائے ان چند قواعد کے جو برّی اور بحری سفر میں تمہارے کام آتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم نجوم کہانت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ منجم کی مثال بالکل کاہن کی سی ہے اور کاہن جادوگر اور ساحر ہے ساحر کافر ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے تم خدا کا نام لیکر چلے چلو۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

جب حضرت جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو عورتوں کی مذمت میں ارشاد فرمایا "معاشر الناس انہیں عورتیں ناقص الایمان ہیں۔ ناقص النصیب ہیں۔ ناقص العقول ہیں دلیل نقص ایمان تو یہ ہے انہیں اپنے ایام میں صوم و صلوٰۃ سے علیحدہ رہنا پڑتا ہے ناقص العقول یوں ہیں کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے اور نقص نصیب یہ ہے کہ میراث میں انہیں مردوں سے آدھا حصہ ملتا ہے تم شریر عورتوں سے تو بچو۔ مگر نیک عورتوں سے بھی حذر ہی کرتے رہو۔ کسی امر نیک میں بھی ان کی اطاعت نہ کرو۔ مبادا کسی امر بد میں تمہارے مطیع کرنے کی درپے ہوں اور زود فریب کسی نیک امر کی جھلک دکھا کر بدی میں گرفتار نہ کردیں۔

کلام امام علیہ السلام

ایہا الناس امیدوں کو کوتاہ کرنا۔ نعمت حاصل ہونے پر شکر بجالانا اور تمام محرّمات سے دور رہنا یہ امور لوازمات و معرفات زہد سے ہیں۔ اگر زہد کما حقہ تمہیں حاصل ہو اور تم اس سے دور رہو تو کم از کم اتنا تو ہو کہ منہیات دنیوی تمہارے صبر کو مغلوب نہ کریں اور تم نعمت کے حصول پر منعم کو نہ بھلاؤ کیونکہ یہ چیزیں بھی لوازمات زہد سے ہیں ان کے باعث وہ ہلاکت اخروی سے

عود کر اللہم اغفرلی ما وایت من نفسی ولم تجدلہ وفاءً عندی - خداوندا تو اس دعا سے کو بخش دے
جو میں نے اپنے نفس سے کیا ہے اور تو نے میری طرف سے اس کی وفا کو نہیں پایا (وہ وعدہ امور
طبیعیہ کی طرف سے بے اعتنائی اور علوم عقلیہ میں کامل محویت تھا جسے جہاد فی سبیل اللہ میں مانع
ہونے والی قوت غضبیہ نے وفا ہونے دیا اگرچہ جہاد فی نفسہ کمالات عقلیہ کے لئے ایک وسیلہ ہے لیکن
قوۃ غضبیہ بحیثیت غضب ایک گناہ اور علوم عقلیہ کے لئے ایک حجاب ہے) اللہم اغفرلی ما تقربت بہ الیک
ثم خالفنہ قلبی پروردگارا میرے اس عمل کو بخشدے جس کی وجہ سے میں نے تیرا تقرب حاصل کیا
اور پھر میرے قلب اور میری عقل نے اس کی مخالفت کی (مثلاً قتل کفار اگرچہ وجہ تقرب ہے لیکن فی
نفسہ قوۃ غضبیہ طبیعیہ کا ہیجان ہے عقل کے مخالف اور ایک قسم کا گناہ ہے حسنات الابرار
سیئات المقربین اسی نکات کو تو کہتے ہیں) اللہم اغفرلی رمزات الالحاظ وسقطات الالفاظ
وشہوات الجنان وھفوات اللسان خداوندا میری کن انکھیوں کے اشاروں میرے الفاظ کی لغزشوں
دلی خواہشوں (جو لذت دنیوی کے لیے پیدا ہوتی ہیں) اور ہفوات زبان کو بخش دے -

کلام امام علیہ السلام

حضرت نے جب خوارج کی سرکوبی کا عزم کر کے لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا کہ آپ اسوقت سوار
نہ ہوجیے بقاعدہ نجوم اگر اسوقت سفر ہوگا تو آپ دشمن پر فتح نہ پائیں گے اسوقت حضرت نے فرمایا کیا
تو گمان کرتا ہے کہ تو اس ساعت کو بتا سکے جس میں سفر کرنے والے کو نقصان نہ پہنچے - کیا تو ڈرا
سکتا ہے کہ فلاں ساعت میں سفر کرنے والے کو نقصان اور ضرر لاحق ہوگا - ؟ جو تیرے ان قوال کی
تصدیق کرے بے شک وہ قرآن کی تکذیب کر رہا ہے دیکھو کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے قل لا یعلم
من فی السموات ومن فی الارض الا اللہ اور پھر ارشاد فرماتا ہے وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو
وغیر ذالک) اور محبوب و مطلوب تک پہنچنے اور مکروہات کو دفع کرنے میں پروردگار کی مدد اور استعانت
سے بے پروا اور مستغنی ہوگیا - تیرے قول کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تیرے حکم پر عمل کرنے والا بھی

کی جو آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوگی اور کام آئے گی اور جن امور سے منع کیا گیا ان سے پرہیز کیا اس نے اپنا تیر نشانہ پر پہنچا دیا اور عمدہ عوض اور بدلے کو جمع کر لیا اپنی خواہش نفسانی سے عداوت رکھی اسکا تابع نہوا اور دنیاوی آرزوں اور حسرتوں کو بالکل جھوٹی سمجھا۔ صبر کو اپنی نجات کا بوجہ اٹھانے والے اونٹ بنالیا اور تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنے لئے توشہ و زاد سفر آخرت تجویز کیا طریقہ غرا پر سوار ہوا اور مسلک بیضا اور راہ روشن کے لئے لازم اور ملازم ہو گیا بقائے دنیا کی فرصت اور مہلت کو غنیمت سمجھا۔ اجل کی طرف مبادرت کی۔ ہر وقت آمادہ مرگ رہا اور اعمال صالحہ کو زاد راہ بنالیا۔

کلام امام علیہ السلام

عثمان کے زمانہ میں سعید ابن عاص کوفہ کا حاکم تھا اس نے اپنے لئے ایک ہدیہ بھیجا اور ایک خط تحریر کیا کہ میں نے سوائے خلیفہ عثمان کے اور کسی کے لئے اس سے بہتر ہدیہ اور تحفہ نہیں بھیجا جب آپنے اس خط کے یہ الفاظ پڑھے تو فرمایا بنی امیہ رسول خدا کی میراث میں سے مجھے اس طرح تھوڑا تھوڑا بھیجتے ہیں جیسے اونٹنی کو ایک دفعہ تھوڑا سا دودھ لیا جاتا ہے اور باقی دودھ اس کے تھنوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے قسم خدا کی اگر میں زندہ رہا اور ان کے لئے باقی رہا۔ بنی امیہ کو اس طرح پاش پاش کر دوں گا جیسے قصاب خاک آلودہ اوجھڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

حضرت ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے۔ چونکہ امید ہے کہ مومنین بھی حضرت کی تاسی اور پیروی کو نیک خیال فرمائیں گے لہذا اصل کلمات مع ترجمہ درج کئے جاتے ہیں اللھم اغفرلی ما انت اعلم بہ منی۔ پروردگارا میرے اس گناہ کو بخش دے جسے تو مجھ سے بہتر جانتا ہے فان عدت فعد لی بالمغفرۃ اگر میں گناہ کی طرف عود کروں تو تو اپنی بخشش اور مغفرت کے ساتھ میری طرف

[illegible handwritten marginal note]

کلام امام علیہ السّلام

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ بنی امیہ آپ کو بھی خون عثمان میں شریک قرار دیتے ہیں اُس وقت آپ نے فرمایا اور کیا میری حقیقی سلتوں کے علم نے انھیں اس تہمت سے منع نہیں کیا؟ کیا یہ جاہل میرے حالات سابقہ کو جانتے ہوئے بھی مجھے متہم کرنے سے باز نہ رہے وہ نہیں جانتے ہیں کیسا شجاع ہوں میں نے رسول کے زمانہ میں کس دلیری اور ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ پھر کیونکہ میں پوشیدہ طور پر کسی کے قتل میں شریک ہو سکتا ہوں۔ جو بزدلوں کی نشانی ہے (کیا میری زبان سے زیادہ پروردگار عالم نے انھیں وعظ نہیں کیا دکیا پروردگار نے غیبت کو منع نہیں فرمایا کیا ارشاد نہیں ہوا ان بعض الظن اثم کیا خدا کا یہ قول نہیں "ولا یغتب بعضکم بعض" کیا یہ اس کا کلام نہیں۔ "والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبو فقد احتملوا بہتاناً و اثماً مبیناً) میں امر حق سے خارج ہو جانے والے خارجیوں کے ساتھ مجادلہ کرنے والا ہوں میں شک کرنے والوں کا دشمن ہوں یہ دعوے جو بنی امیہ کر رہے ہیں اسے کتاب خدا پر عرض کیا جائے دکتاب خدا کی کوئی آیت اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کریں) اور بے شک قیامت کے روز بندوں کو انکے دلی خیالات پر جزا دی جائے گی۔ دبنی امیہ جو خون عثمان کا دعوے کر رہے ہیں فی الحقیقہ اس کی تہ میں خلافت اور حکومت کی ہوس پوشیدہ ہے)

کلام امام علیہ السّلام

خدا اس بندے پر رحمت کرے جس نے کلام حق سنا اور اسے کان میں رکھا اسے راہ حق کی طرف بلایا گیا وہ قریب آ گیا کسی ہادی اور رہبر نے اس کی کمر تھامی داس کی دستگیری کی) اور وہ ناجی ہو گیا اپنے پروردگار کے اوامر و نواہی کی محافظت کی اور اُس اپنے گناہوں کی عقوبتوں سے خوف کیا عمل خالص و بے ریا کی طرف اقدام کیا پیش دستی کی اور اعمال صالحہ بجالایا۔ اس نے وہ کمائی

کلامِ امام علیہ السلام

جنگ جمل میں جب مروان ابن الحکم اسیر ہوا تو اس نے حسنین علیہما السلام سے استدعا کی کہ اپنے پدر بزرگوار کی بارگاہ میں میری شفاعت کیجئے شاہزادوں نے اس کی درخواست کو قبول کیا اور حضرت کی خدمت میں گذارش کی آپ نے اسے رہا کر دیا پھر شاہزادوں نے التماس کیا یا امیرالمومنین وہ آپ سے بیعت کرنی چاہتا ہے اسوقت حضرت نے فرمایا کیا اس نے قتل عثمان کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی (جسے توڑ ڈالا) مجھے اس کی بیعت کی حاجت نہیں وہ یہود کے ساتھ بیعت کر چکا ہے (اسکا طریقہ یہودیوں کا ہے اگر وہ اپنے ہاتھ سے میری بیعت کرے گا تو اپنے دُبر کے ساتھ مکر اور غدر کریگا اس کے لئے ایک حکومت ہے وہ اسے اسطرح چاٹے گا جیسے کتا اپنی ناک کو چاٹا کرتا ہے وہ چار بھینسوں کا باپ ہے اور قریب ہے کہ امت کو اس کے اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ سے سرخ موت نصیب ہو وہ امت کو قتل کریں)

کلامِ امام علیہ السلام

جب لوگوں نے عثمان سے بیعت کی اس وقت حضرت نے فرمایا تم خوب جانتے ہو کہ میں اپنے غیر سے زیادہ حکومت اور بیعت کے لئے قابل اور مستحق ہوں اور خدا کی قسم میں (رضا و قدر خداوندی کو) تسلیم کرتا ہوں جب تک امور مسلمین سلامت رہیں (کسی طرح کا فتنہ و فساد دینوی ظاہری برپا نہو) اور اس کے ایام خلافت میں کھلم کھلا ظلم و جور نہو گو خاص مجھ پر ظلم و ستم ہوتے رہیں (کیونکہ مجھ پر تو پہلا ظلم یہی ہے کہ میرا حق چھین لیا گیا) اور میں اس تسلیم و رضا کو اس لئے اختیار کرتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالے کی جانب سے اس کا اجر و ثواب عطا ہو تقرب خداوندی نصیب ہو کیونکہ جس چیز کی زیب و زینت کے سبب تم اس کے طالب اور اسپر راغب ہو رہے ہو میں اس سے پرہیز کرتا ہوں۔

اے ان بچھی ہوئی زمینوں کے بچھانے والے! اے آسمان بلند و مرفوع کو بحالت خود رکھنے والے
اے ہر ایک نفس کو اس کی جبلت اور فطرت سعادت یا شقاوت پر پیدا کرنے والے پروردگار! اپنی
تحیات اور تحیات شریفہ اور برکات متزایدہ کو اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قایم
اور برقرار کردے جو خاتم الانبیاء ہے علوم سربستہ کا فاتح اور نہایت سچائی اور حق کے ساتھ امر حق کا اعلان
کرنیوالا ہے جو باطلوں کے جوش کا دافع اور بڑے بڑے سطوت و جبروت والے گمراہوں کا مغز پاش
پاش کرنے والا ہے پروردگارا! تو بھی اپنے اس نبی پر درود بھیج جیسا کہ اس نے رسالت کے سنگین بوجھ
کو اٹھایا۔ تیرے حکم پر قایم رہا۔ تیری مرضی اور خوشنودی کی طرف پیش دستی کرتا رہا اس نے قدم
بندگی پیچھے نہیں ہٹایا۔ اس نے ادائے رسالت میں سستی اور تساہل نہیں کیا۔ وہ تیری وحی کا
حافظ رہا۔ تیرے عہد و پیمان کو قایم رکھا۔ اور تیرے اجرائے احکام پر گذر گیا۔ حتی کہ متعلم کے لئے آتش
علم کے شعلوں کو ظاہر کردیا اور مخبوط اور غلط کاروں کے لئے ہدایت کے رستے روشن کردئے وہ قلوب
جو فتنہ و فساد اور گناہوں میں غرقابہ تھے اس کی بدولت ظاہر اور واضح نشانیوں اور روشن احکام کی
ہدایت پاگئے وہ تیرا امین ہے اور تو نے (وحی کے لئے) اسے امین مقرر کیا ہے وہ تیرے پوشیدہ اور
نہاں علم کا خازن ہے وہ قیامت کے دن تیرا گواہ ہے تو نے اسے صداقت اور حق کے ساتھ مبعوث
کیا ہے اور اپنی مخلوق کے لئے رسول مقرر فرمایا ہے پروردگارا اپنی رحمت کے سایہ میں اس کے مکان
کو وسیع فرما اور اپنے فضل و کرم سے اسے دہری دہری نیکیاں اور درجات عالیہ عنایت کر۔ اپنے مقربین کے
درجوں سے اس کے مدارج کو بلند کر اپنے نزدیک اس کی منزلت کو مکرم رکھ اور اس کا نور اس کے لئے تمام
کردے تو نے اسے شہادت مقبولہ اور اقوال مرضیہ کی رسالت پر مبعوث فرمایا اب اسے اسکی جزا دے
دلسے امت کے بارے میں حق شفاعت عطا فرما کیونکہ وہ صاحب نطق و عدل ہے اور حق و باطل
کو علیحدہ کرنے والا ہے۔ پروردگارا! ہمارے اور اس کے درمیان عمدہ عمدہ عیش و آرام کو جمع کر۔ اپنی
نعمتوں کو قایم رکھ اور وہ خواہشیں جن کی آرزو کی جاتی ہے اور وہ لذتیں جن کی تمنا ہے عنایت کر
عمدہ آسائشیں اور راحتیں انتہائی آرام اور نفیس نفیس کراموں کے تحفے عطا فرما دے۔

لئے ان سے بہتر اور نیک ہوں اور میرے عوض ابتر حاکم جابر مسلط فرمائے جوان کے لئے نہایت ہی بد ہو۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

اہل عراق کی مذمت میں فرمایا ہے۔ حمد خدا نعت رسول کے بعد اے عراق والو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم بالکل اس حاملہ عورت کی مانند ہو جو مدت حمل تمام ہوتی ہی اپنے حمل کو ساقط کر دے جنین مردہ گرادے پھر اس کا شوہر مرجائے اور اس کی بیوہ پن کی مدت دراز اور طویل ہو اور دور و نزدیک کوئی اس کا والی و وارث باقی نہ ہے قسم خدا کی میں اپنے اختیار اور ارادے سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں قضا و قدر کا حکم دیا ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مجھے دروغ گو کہتے ہو خدا تمہیں قتل کرے دنیا اور آخرت کی زندگی تم سے چھین جائے۔ تباہ تو میں نے کس کی نسبت جھوٹا اتہام کیا میں معاذ اللہ خدا پر کوئی جھوٹ اور افترا باندھ رہا ہوں۔ میں تو اس پر سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ پھر کیا نبی کی نسبت کچھ دروغ گوئی کرتا ہوں؟ جاہلو سب سے پہلے تو میں ہی اسکی تصدیق کرنیوالا ہوں قسم خدا کی ہرگز میں نے کسی کی نسبت جھوٹ نہیں بولا ہاں لیکن میرا ایک خاص لہجہ ہے اور ڈھلے ہوئے لفظ میرے منہ سے نکلتے ہیں جن کی سمجھ اور ادراک سے تم بہت دور ہو اور تم ہرگز اسکے اہل نہیں ہو تم میری گفتگو سمجھ ہی نہیں سکتے میری تکذیب کرنے والے کی ماں اس کے سوگ میں بیٹھی ہوئی فریاد کرے۔ میں تو پیمانے بھر بھر کر جواہر علوم اسے بخش دوں جن کی قیمت کا بھی طالب نہیں بشرطیکہ اس کا ظرف متحمل ہو اور بے شک وہ قیامت کے دن میرے قول کی تصدیق کو سن لیگا اسے معلوم ہو جائے گا اور اس تکذیب کا مزا چکھ لیگا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حضرت نے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے کا طریقہ تعلیم کیا ہے فرماتے ہیں

ایک دامن اسکا سی لیتا ہے تو دوسرا کھل جاتا ہے تم بالکل اُن اونٹوں کی شال ہو جن کے کوہان زخمی ہوتے ہیں جب تک ان کی خاطر مدارات نہ کی جائے وہ بوجھ ہی نہیں اُٹھاتے تم بالکل بوسیدہ کپڑے کی مانند ہو جب ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری جانب سے چل دیتا ہے یہی حال تمہارا ہے تم میں اجتماع کی صلاحیت ہی نہیں جب شام کے لشکروں میں سے ایک آدھ دستہ تمہارے قریب آجاتا ہے تو تم خوف کے مارے اپنے دروازوں کو بند کر لیتے اپنے حجروں میں اسطرح پوشیدہ ہوجاتے ہو جیسے سوسمار اپنے سوراخ میں یا کفتار اپنے بھٹ میں خدا کی قسم جس کی تم مدد اور نصرت کرو وہ ذلیل ہے تم اُسے لڑائی میں چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور مغلوب ہو کر اسے خواہ مخواہ ذلت نصیب ہوگی) اور جس شخص نے تمہیں دشمن کے مقابلے کے لئے بھیجا اس نے ایک تیر بے پیکان چلایا قسم خدا کی تم اپنے مکانوں کی فضا میں تو بہت جھتے ہو مگر میدان میں علم کے نیچے تمہاری تعداد بہت ہی قلیل ہوتی ہے بے شک میں اس چیز سے خوب واقف ہوں جو تمہارے فتنہ و فساد کی اصلاح کر سکتی ہے ۔تمہاری کجی کو سیدھا کر سکتی ہے ۔ جابر اور ظالم بادشاہوں کی سیاستوں کا تمہارے ساتھ عملدرآمد ہو سکتا ہے مگر میں اپنے نفس کو دا سار کر کے تمہاری اصلاح نہیں چاہتا خدا تمہارے چہروں کو ذلیل و خوار کرے تمہارے نصیب اور مقدر کو پست کردے تم بدبخت ہو جاؤ کیا تم حق کو اتنا بھی نہیں جانتے جتنا کہ باطل کو پہچانتے ہو؟ کیا تم الطال باطل میں اتنی کوشش بھی نہیں کر سکتے ۔جتنی کہ حق کو چھپانے کے لئے عمل میں لاتے ہو۔

کلام امام علیہ السلام

شب ضربت کی صبح کو آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ نیند نے میری آنکھوں پر غلبہ کیا ۔کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کی دیکھئے یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے یہ کجی اور بدی نصیب ہوئی ہے آپ نے فرمایا تو انھیں چھوڑ دے ان پر نفرین کر اسوقت میں نے کہا ۔پروردگار عالم ان کی عوض ایسے مصاحب اور اعوان و انصار عطا کر میرے

پیش کی اصحاب نے عرض کی یہ وہ برہان لائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرے سے ہیں پیغمبر کے خاندان اور قبیلہ سے ہیں ارشاد فرمایا وہ اس شجرے کے ساتھ تو متمسک ہوئے مگر اس کے ثمر کو ضائع کر دیا اگر قرابت اور توحد خاندانی کو دلیل خلافت پیش کیا گیا ہے تو اہل بیت سے زیادہ اس کا کون حقدار ہے مگر قریش نے اس شجرے کے ثمر یعنی حق اہل بیت نبوت کو ضائع کر دیا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو حضرت کی طرف سے مصر کا عامل تھا جب جنگ صفین کے بعد عمرو عاص نے اسے قتل کر کے مصر پر تصرف کیا اور حضرت کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا میرا ارادہ تھا کہ میں ہاشم ابن عتبہ کو والی مصر مقرر کر دوں اور بے شک اگر میں اسے وہاں کا حاکم بنا دیتا تو وہ اس ولایت کو دشمن کے لئے خالی نہ کرتا اور وہ اسے مہلت ہی نہ دیتا جیسا کہ محمد نے شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا شہر کو خالی کو چھوڑ دیا اور دشمن کو اس پر قبضہ کرنے کی مہلت مل گئی مگر ہاشم کی اس تعریف میں محمد کی مذمت پوشیدہ نہیں بے شک محمد میرا محبوب تھا وہ میرا ربیب[1] تھا میری زوجہ کا پسر تھا

کلام امام ہمام علیہ السلام

حضرت نے اپنے منافق اصحاب کی مذمت میں فرمایا ہے میں کہاں تک تمہاری خاطر و مدارات اس اونٹ والے کی طرح کئے جاؤں جو اپنے زخمی کوہان والے اونٹوں کی تواضع کیا کرتا ہے اور جس طرح پرانے لباس والا اپنے لباس کے ساتھ نرمی اور ملائمت کے ساتھ پیش آتا ہے اور جب

---

[1] محمد کی والدہ اسما بنت عمیس ابوبکر کے انتقال کے بعد حضرت کے حبالہ نکاح میں آئی تھی اس کے پاس ابوبکر کی دو اولادیں تھیں پسری اولاد میں محمد تھے اور دختری اولاد میں ام کلثوم تھی جس کا نکاح خلیفہ ثانی سے ہوا اور جس کا اصلی نام بعض نے دختر فاطمہ تجویز کر دیا ہے

ساتھ ہے تم ابن عم رسول اللہ (روحی لہا الفدا) کے ماتحت ہو دیکھتے کیا ہو دوبارہ دشمن پر پلٹ پڑو۔ لڑائی سے مُنہ نہ پھراو بھاگنے سے حیا و شرم کرو کہ بدنامی اور ننگ اس کا انجام ہے اور روز حساب اس کے بدلے آگ نصیب ہوگی اپنے نفس کو اسی کی خواہشوں سے خوش کرو اور بطیب خاطر موت کی طرف نہایت آسانی کے ساتھ چلے چلو تم دشمن کے لشکر کی اس زبردست سیاہی پر چھا جاؤ یہ طنابوں والا گنبد اور خیمۂ امعاویہ جو سامنے موجود ہے اُسکو گھیر لو اور اس میں بیٹھنے والوں پر تلواریں برسادو اس رواق کے اطراف میں ایک شیطان چھپا ہوا ہے جو آگے بڑھنے کے لئے پیش دستی کرتا ہے اور پاؤں کو ہٹنے کے لئے پس پشت ڈال دیا ہے دیہ ایک بزرگ سلطنت کیطرف دست درازی کررہا ہے اگر تم بزدلی سے کام کروگے اور اگر مرد میدان بن جاؤ گے تو بھاگنے کے لئے بنا رہی ہے) لڑو لڑو یہاں تک کہ قدرتی گرز تمہارے لئے آشکار ہوجائے اور امداد غیبی تمھیں مظفر و منصور کردے تم بہت بلند مرتبہ ہو پروردگار کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال اور جہاد کی مشقتوں کو ضائع اور برباد نہیں کریگا۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت کو خبر پہنچی کہ مہاجرین و انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوکر خلافت اور ابوبکر کی بیعت پر جھگڑا کر رہے ہیں اسوقت آپ نے فرمایا انصار کا اس بارے میں کیا قول ہے۔ عرض کی وہ کہتے ہیں منا امیر و منکم امیر ایک امیر ہم میں سے ہو ایک تم میں سے اسوقت ارشاد فرمایا مہاجرین نے کیوں یہ دلیل اور برہان پیش نہ کی کہ رسول خدا نے وصیت فرمائی ہے کہ ان (انصار) کے اچھوں سے نیکی کی جائے اور بروں کے افعال سے درگزر کی جائے اصحاب نے عرض کی اس میں ان کی عدم امارت کی کونسی دلیل ہے فرمایا اگر ان میں امارت ہوتی اور ان میں بھی کوئی امیر از خلیفہ ہوتا تو انہیں دوسروں کے سپرد کیوں کیا جاتا دکہ ان کے اچھوں سے نیکی اور بروں کے قصور سے درگزر کرنا) پھر فرمایا اچھا قریش نے کیا دلیل

دشوار کے خوف سے ہر ایک شے اس کی سطوت سے خائف ہے اپنی مخلوق کو کسی جوش دلانے والے مقابل کی استعانت یا کسی شریک کثیر الاعوان اور کسی نفرت والے کی ضد پر پیدا نہیں کیا مخلوقات اُس کی تربیت کی ہوئی ہے۔ خلقت کو اپنے رب مطلق ہونے کی وجہ سے پیدا کیا ہے اس نے چند ذلیل بندوں کو پیدا کیا اور پھر انہیں عزیز بنا دیا بے شک اسی کے لیے عزت ہے اور وہ رب العالمین ہے) اس نے کسی چیز میں حلول نہیں کیا اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس چیز میں موجود ہے وہ کسی چیز سے دور نہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں چیز سے دور ہے۔ مخلوق کی ایجاد اور تدبیر ایجاد نے اسے ماندہ اور خستہ نہیں کیا۔ اسے تھکا نہیں دیا اور نہ کسی شے کے پیدا کرنے سے اسے عجز و ضعف لاحق ہوا ہے اسے اپنے قضا و قدر میں شبہ اور شک واقع نہیں ہوتا بلکہ اس کی قضا یقینی ہے اس کا علم محکم ہے اس کا حکم لازمی اور استوار ہے اس کے انتقام سے امید رحمت ہے دکیونکہ انتقام گناہوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے اس کی نعمتوں سے ڈرنا چاہیے دکیونکہ دنیاوی نعمتیں حقیقت میں بلائیں اور امتحان کی کسوٹیاں ہیں

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین کے موقع پر ایک روز حضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے گروہ اسلام تم خوف خدا کو اپنے لئے شعار اور پیراہن بنالو۔ اور تسکین و آرام کو اپنی طرف کشش کرو (خوف خدا سے ڈرو جہاد فی سبیل اللہ میں تساہل نہ کرو اور جہاد میں قایم و ساکن رہو) تم دانتوں سے دانت ملاتے ہوئے دشمن پر حملہ کرو۔ کیونکہ یہ حالت دشمن کی تلواروں کو مغز سر سے دور رکھتی ہے ظاہری اور کوتاہ و ناقص زرہ کو تمام کرو۔ یعنی کہ دو توکل کی زرہ پہنو اور شمشیروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں میں جنبش دے لو جس سے جھنکار پیدا ہو جائے۔ دائیں بائیں کا خیال رکھتے ہوئے چاروں طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے نہایت سرعت کے ساتھ نیزہ بازی کیجئے اور دشمن کو تلواروں کی باڑھ پر دھر لو اور شمشیروں کو دشمن سے ملائے رہو تم خوب جان لو کہ پروردگار کی مدد تمہارے

افسوس کرتا ہوں جس کے لئے اس کی عمر ایک حجۃ و برہان ہے وہ اس مدت میں سعادت اور نیک بختی حاصل کر سکتا ہے (اور پھر نہیں کرتا) یہانتک کہ اس کا زمانہ اسے بدبختی اور شقاوت کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ ہم سوال کرتے ہیں کہ پروردگار عالم ہمیں اور نھیں ان شخصوں میں سے بنا دے جن کی نعمتیں انھیں تکبر اور طغیان میں مبتلا نہیں کریں اور کوئی دنیا دی (فائدہ) اور نفع انہیں عبادت پروردگار سے باز نہیں رکھ سکتا اور نہ جنکو موت کے بعد پشیمانی اور ندامت حاصل ہوتی ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور سپاس اُسی خدا کے لئے مخصوص ہے جسپر کسی حالت اور کسی صفت نے سبقت نہیں کی وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور باطن ہونے سے قبل ظاہر تھا اس کا کسی صفت سے متصف ہونا کسی دوسری صفت کے ساتھ متصف ہونے پر مقدم نہیں ہر ایک وہ شئے جسے اس پروردگار کے علاوہ واحد[1] کہا جا سکے قلیل ہے اور اس پروردگار کے ماسوا جو کوئی عزیز اور صاحب شوکت وقدرت ہے وہ ذلیل ہے۔ ہر ایک قوی اس کے علاوہ ضعیف ہے اور اس کے سوا ہر ایک قادر اور توانا عاجز ہے اسکا غیر ہر ایک سُننے والا بہت سی لطیف آوازوں کو نہیں سُن سکتا بہت ہی بزرگ اور عظیم آوازیں اسے بہرہ کر سکتی ہیں اور بہت سی دور کی آوازوں سے اسکی قوۃ سامعہ محروم رہتی ہے اس کے ماسوا ہر ایک ناظر بصیر اور دیکھنے والا بہت سے ہلکے ہلکے رنگوں اور لطیف لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہے۔ اس کے علاوہ جو چیز ظاہر ہے وہ ظاہر ہے (ہر شخص اس کی حقیقت اور کنہ کو جان سکتا ہے) اور اس کے سوا جو چیز پوشیدہ ہے وہ پوشیدہ ہے (بالکل مجہول ہے کوئی اسے جان نہیں سکتا مگر خداوند تعالیٰ اگرچہ پوشیدہ ہے لیکن اس کی نشانیاں عالم میں پھیل رہی ہیں اس نے اپنے مخلوق کو نہ کسی قوت اور سلطنت کی زیادتی کے لئے پیدا کیا اور نہ زمانہ کے حوادثات

---

[1] وحدۃ کی دو قسمیں ہیں۔ عددیہ اور غیر عددیہ وحدت غیر عددیہ خاص پروردگار عالم کے لئے مخصوص ہے اور وہی واحد حقیقی ہے نہ کہ وحدت عددیہ غیر خدا میں بھی پائی جاتی ہے ۱۲

کرو جو تمھارے لئے ہمیشہ باقی رہے گی تم کوچ کرو اور کوچ کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ اس میں دیر کرو کیونکہ بحکم خدا تمھاری فطرت ہی تمہیں رحلت پر آمادہ کر رہی ہے۔ تم موت کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہو جاؤ جس کا سایہ تم پر چھایا ہوا ہے تم وہ قوم ہو جاؤ جو آواز دینے اور پکارنے سے بہت جلد بیدار ہو جاتی ہے تم خوب جان لو دنیا تمھارا اصلی گھر نہیں تم اسکو تبدیل کر ڈالو (اعمال دنیا کی عوض اعمال آخرت بجالاؤ) کیونکہ پروردگار عالم نے تمہیں عبث اور فضول پیدا نہیں کیا ہے اور تمہیں یوں ہی مہمل طریقہ پر نہیں چھوڑ دیا۔ تم میں سے کسی شخص اور بہشت و دوزخ کے درمیان نازل ہونے والی مدت کے سوا کوئی حد فاصل نہیں۔ تمھاری عمر اور بقا کی مسافت جسے ایک ایک لحظہ فنا کئے دیتا ہے اور ایک ایک ساعت اسے منہدم کر رہی ہے بے شک قلیل مدت کی ہی سزاوار ہے اور ہم میں سے غائب ہو جانے والا جسے لیل و نہار کی نت نئی گردشوں نے منزل تک پہنچا دیا ہے اسی قابل تھا کہ بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جائے کیونکہ الیق لیل و نہار نہایت ہی تیزروی کے ساتھ جا رہا ہے اور جو شخص (دنیا میں آکر) نیک بختی وسعادت پر فائز ہوتا ہے یا بدبختی اور شقاوت کی طرف قدم بڑھاتا ہے وہ بہترین آمادگی کا مستحق ہے (اسے حوادثات زمانہ سے بچنے کے لئے تیار رہنا چاہئے) اور موت ہی ان حوادثات سے نجات دینے والی ہے اور عمدہ تیاری اور آمادگی یہی ہے کہ نیکیوں کی طرف رجوع کی جائے۔ جو بدکاریوں کی اذیتوں کو دفع کرنے والی ہیں جو شخص اپنے نفس کو نصیحت کرتا ہے توبہ کی طرف اقدام اور پیش دستی کرتا ہے اپنی خواہشوں کو مغلوب کرتا ہے وہ بندہ اپنے آپ کو پروردگار کے مواخذہ سے بچا لیتا ہے۔ اور دوسرے کی یہ حالت ہے کہ بیشک موت اس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس کی خواہشیں اور امیدیں فریب دے رہی ہیں شیطان اس پر موکل ہے جو معصیتوں اور نافرمانیوں کو مزین کرتا ہوا اُسے اُن کے ارتکاب پر آمادہ کرتا ہے توبہ کو بھلاتا ہوا تاخیر میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر وہ بندہ بے خوف ہو کر گناہ میں مصروف ہوتا ہے۔ شیطان اسے اسی حالت میں قائم اور برقرار رکھتا ہے یہاں تک کہ اچانک اور عین غفلت کے عالم میں پیغام اجل پہنچ جاتا ہے۔ پس ہر ایک اس غافل کی حالت پر کسقدر تعجب اور حسرت و

بعض اصحاب نے حضرت کو خبر دی کہ ابن ملجم وغیرہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ وقت فرصت میں اچانک آپ پر حملہ کرینگے اسوقت حضرت نے فرمایا۔ پروردگار کی ۔ ایک دشمن کے غدر و مکر کو روکنے والی سپر میری حفاظت کر رہی ہے جب میری موت کا وقت آجائیگا تو وہ علیحدہ ہو جائیگی مجھے موت کے سپرد کر دے گی اسوقت اجل کا تیر خطا نکریگا اور اس کا زخم مندمل نہوگا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

آگاہ ہو جاؤ دنیا وہ مکان ہے جس کے رہنے والوں کو اسی میں رہ کر اسکے عذاب وعقاب سے سلامتی حاصل ہو سکتی ہے (اعمال صالحہ اور توبہ و استغفار دنیا ہی میں ہو سکتے ہیں کیونکہ دنیا دار العمل ہے اور وہ شے جو اسی دنیا کے لئے حاصل کی جائے کبھی نجات نہیں دے سکتی یہ دنیا دار الامتحان ہے اسی دنیا میں اچھی طرح گرفتار کر کے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے اب جن لوگوں نے دنیا میں سے اسی کی آسائشوں کو حاصل کیا ہے وہ ان سے خارج کر دئے جائیں گے ان آسائشوں سے علیحدہ ہو جائیں گے اور ان کے حاصل کرنے پر ان سے حساب لیا جائے گا اور جنھوں نے دنیا میں سے اس کے غیر (آخرت) کے لئے کچھ کما لیا ہے وہ کمائی دنیا سے علیحدہ ہونے کے بعد) انھیں پہنچا دی جائے گی اور وہ ان کے لئے قایم رہے گی۔ بے شک دنیا عقلمندوں کے نزدیک شاخص[۱] کے سائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی جیسے ابھی تو پھیلا ہوا دیکھا تھا اور ابھی بالکل فنا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

بندگان خدا! خدا کے عذاب سے ڈرو تقوی اختیار کرو اور اعمال خیر کے ساتھ اپنی موت کی طرف عجلت کرو (موت آنے سے پہلے اعمال خیر میں کوشش کرو تاکہ مرنے کے بعد نیکوکاروں اور متقیوں کے دفتر میں تمھارا نام لکھا جائے) وہ چیز جو تمھارے پاس سے زائل ہو جانے والی ہے اس کی عوض وہ شے خرید

---

[۱] شاخص یعنی مسافر اور زوال آفتاب کو پہچاننے کا آلہ ۱۲

دین کے لیے ستون اور رکن نہوتا اور باغ ایمان کی شاخیں کبھی ہری نہ ہوسکتیں قسم خدا کی تم اپنی گردن کی رگوں میں سے خون نکال رہے ہو اپنے نفس کو ندامت اور پشیمانی کا تابع کئے لیتے ہو کیونکہ اگر تمہاری یہی حالت انکار جہاد قایم رہی تو تم خود اپنا خون بہاؤ گے اور دشمن سے مغلوب اور مقہور ہو کر پشیمانی اور ندامت اٹھاؤ گے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے یقیناً میرے بعد تم پر ایک شخص غالب ہوگا جس کا حلقوم کشادہ ہوگا اس کا شکم بہت بڑا ہوگا جس چیز کو پا جائے گا کھا لے گا اور جو چیز میسر نہوگی اسے طلب کریگا تم اسے قتل کر ڈالنا مگر تم اسے قتل نہیں کر سکو گے (یہ از قسم اخبار غیب ہے اور اس پیٹو کے تعین میں ارباب سیر و تاریخ مختلف ہیں کیا تعجب ہے۔ یہ معاویہ ہو کیونکہ جب سے رسول خدا نے بد دعا فرمائی کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ کہدیا کرتا تھا کہ بس اب یہ خوان اٹھاؤ گو میرا پیٹ نہیں بھرا مگر کھاتے کھاتے تھک گیا ہوں اور اسی نے بدعت سب و دشنام جاری کی۔ اغلباً حضرت کا اشارہ اسی کی طرف ہے جیسا کہ فقرۂ آیندہ سے اس کی توضیح ہوتی ہے)

خبردار ہو جاؤ وہ تم کو مجھے سب و شتم اور مجھ سے بیزاری کرنے کے لئے حکم دے گا۔ لیکن سبّ و شتم خیر تم (تقیۃً) اس پر عامل ہونا کیونکہ یہ امر میرے لئے درجات عالیہ اور تمہارے لئے (اس کے شر فساد سے) نجات کا سبب ہے اب رہی بیزاری قلبی۔ برأت تبرّا تم ہرگز مجھ سے بیزاری نہ کرنا کیونکہ (میری ولایت و محبت تمام اعتقادات و عبادات کی شرط ہے اور) میں فطرۃً دوسروں کو اسلام سکھانے کے لئے پیدا ہوا ہوں میں نے ایمان اور ہجرت کی طرف سبقت کی ہے (میں بالذات مومنین کے ایمان اور ہجرت پر مقدم ہوں جو خدائے تعالے کی طرف کرتے ہیں کیونکہ میری تولّا ان کے اعتقادات و عبادات کے لئے شرط ہے اور اسی تولّا کی وجہ سے یہ راہ خدا پر چل سکتے ہیں۔

لڑائی موافق حکم الٰہی ہے یا نہیں حضرت نے یہ اقوال سنے تو فرمایا لیکن تمہارا یہ قول کہ لڑائی میں اس قدر تساہل موت سے کراہت کرنے کی وجہ سے ہے قسم خدا کی مجھے کچھ بھی خوف نہیں ہے کہ میں موت کے اندر داخل ہوں جاؤں یا موت میری طرف چلی آئے - اب تمہارا یہ مقولہ کہ مجھے اہل شام کے معاملہ میں شک ہے خدا کی قسم میں کسی دن لڑائی سے باز نہیں رہتا مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی گروہ ہمارے ساتھ ملاقی ہو کر ہدایت پا جائے اور جہالت کی تاریکیوں سے میری روشنی ہدایت کی طرف چلا آئے (یہ تمام تساہل اسی وجہ سے ہے کہ شاید اب بھی مخالفین کچھ سمجھیں اور شاید اس توقف میں کسی گمراہ کو راہ ہدایت نصیب ہو) کیونکہ یہ ہدایت میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے کہ میں اس گمراہ گروہ کو اسی ضلالت کے عالم میں قتل کر دوں (میں تو یہی طمع رکھتا ہوں) اگرچہ وہ گروہ اپنے گناہوں کی طرف رجوع کرنے والا ہے نافرمانیاں ان کے خمیر میں داخل ہو چکی ہیں)

کلام امام ہمام علیہ السّلام

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے باپ بھائی بیٹوں اور اعمام کو قتل کرتے تھے اور (ان یدن) یہ امر ہمارے لئے ایمان و تسلیم و رضا کو زیادہ کرتا تھا راہیں ہمارے لئے روشن ہوتی تھیں۔ اور ہم شدت درد و الم میں صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے جہاد کی جد و جہد میں مصروف رہتے تھے ایک آدمی ہماری طرف سے نکلتا تھا ایک دشمن کی طرف سے وہ دونوں ایک دوسرے پر اس طرح نعرے مارتے ہوئے حملہ کرتے تھے جیسے نر گھوڑے یا نر اونٹ اور ان دونوں میں ہر ایک اپنے مدِ مقابل کو موت کا پیالہ پلا دیتا تھا اس حالت میں کبھی تو دشمن پر ہم غالب ہو جاتے تھے اور کبھی دشمن کا غلبہ ہو جاتا تھا جب پروردگار نے ہماری سچائی اور راستی کو آزما لیا تو ہمارے دشمن کے لئے ذلت اور شکست نازل فرمائی اور ہمارے واسطے فتح و نصرت حتیٰ کہ اسلام قائم اور برقرار ہو گیا اس کا حلقوم زمین پر ٹک گیا اور اس نے اپنے وطن دلوگوں کے دلوں میں اپنا گھر کر لیا مجھے اپنی عمر کی قسم اگر ہم بھی امر جہاد میں یوں ہی کاہلی اور کسل کو راہ دیتے جیسے کہ تم دے رہے ہو تو کبھی (خانہ)

عید قربان کا ذکر فرماتے ہوئے قربانی کی سنت ذکر فرمایا ہے اور قربانی کے جانور کے لئے یہ امر بھی لازمی ہے کہ اس کے کان اور آنکھ اچھی طرح دیکھ لئے جائیں (کان کٹے ہوئے ہوں آنکھ میں کوئی عیب ہو) اگر کان اور آنکھ سلامت ہیں تو قربانی کا جانور سالم ہے اور ناقص نہیں ہے اور اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اور مذبح کی طرف چلنے سے اپنے پاؤں کو کھینچے اور لنگڑائے تو وہ قربانی کی صلاحیت نہیں رکھتا

کلام امام ہمام علیہ السلام

(جنگ صفین کے بارے میں) میرے سامنے لوگ آ کر اس طرح ایک دوسرے پر برہم ہوتے تھے (اور اسقدر ہجوم کر رہے تھے) جیسے اپنے مقام پر وارد ہو کر پیاسے اونٹ جنہیں ساربان نے رہا کر دیا ہو اور اُن کے زانو کی رسیاں کھولدی ہوں حتی کہ اس ازدحام کو دیکھ کر میں یہ گمان کرتا تھا کہ یہ لوگ یا تو مجھے قتل کر ڈالیں گے یا آپس میں کشت و خون ہوگا اور ایک دوسرے کو قتل کرے گا۔ اب میں نے بھی اس آنے والے واقعہ کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھا اسی فکر میں میری نیند بھی اُڑ گئی مگر میں نے اپنے لئے سوائے ازیں کوئی وسعت نہ دیکھی اس کے سوا کوئی چارہ ہی نظر نہ آیا کہ یا تو (معاویہ والوں سے) قتال کروں یا ان احکام کا منکر ہو جاؤں جنہیں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے ہیں نظر بریں امور جنگ کی مزاولت اور ممارست میرے نزدیک عذاب کے سہہ لینے سے بہت آسان تھی اور دنیا کی سختیاں اور شدتیں آخرت کے شدائد سے سہل تر ہیں۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین میں جب آپ نے اپنے اصحاب کو باوجود بار بار اذن طلب کرنے کے لڑائی کی اجازت نہ دی اور یہ معاملہ طول پکڑ گیا تو بعض جہال نے یہ افواہ اڑائی کہ امیر المومنین شاید عاجزی کی وجہ سے اور مرگ کو مکروہ و برا سمجھ کر اپنے اصحاب کو اجازت نہیں دیتے یا حضرت کو شک واقع ہو گیا ہے کہ

وہ کسی کے ساتھ احسان اور نیکی کے ساتھ پیش نہیں آتی اور نہایت ہی سرعت اور تیزی کے ساتھ پشت پھرا رہی ہے آہ! یہ دنیا اپنے باشندوں کے لئے فنا کی قبریں تیار کرتی ہوئی اپنے ہمسایوں کو بھی جو اس کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں موت کی طرف کھینچ رہی ہے اس دنیا کی لذّتیں آخر میں نہایت ہی تلخ ہیں اور اس کی صاف و شفاف شرابیں وہاں بالکل دُرد آمیز اور مکدّر سمجھی جاتی ہیں اس دنیا کی کوئی شے باقی نہیں رہتی مگر یا تو ہاتھوں کے دھوون کی مانند اور یا اس جرعہ کے مثل جو کہ حالت سفر میں پانی کم ہو جانے کے وقت پانی تقسیم کرنے والے پیمانے میں باقی رہجاتا ہے۔ اگر کوئی تشنہ اور پیاس کا مارا ہوا ان دونوں چیزوں کو چوسے تو اپنی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ یہی حالت دنیا کی ہے۔ بندگان خدا! تم اس گھر سے کوچ اور رحلت کا ارادہ کرو جس کے مکینوں کے لئے زوال اور نیستی مقدر ہو چکے ہیں دیکھو کہیں دنیا کی آرزوئیں اور خواہشیں تم پر غالب نہ ہو جائیں اور تم اپنی مدت عمر کو طویل اور دراز سمجھو قسم خدا کی اگر تم اپنے بچہ سے علیحدہ ہونے والی ماں کی طرح فریاد کرو اور قمری کی طرح صدائے حزیں کو بلند کرو اور تم اسی طرح تضرع و زاری میں مشغول رہو جیسے رہبان اور گوشہ نشین مصروف رہتے ہیں اس کی قربت میں درجات عالیہ کو تلاش کرتے ہوئے یا ان گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے جنھیں کراماً کاتبین نے لکھ لیا ہے اور تمام ملائکہ و پیغمبر اُن پر شاہد ہیں تم اپنے مال اپنی اولاد سے درگذر کرو اور خدا کی طرف رجوع ہو جاؤ تو یہ تمام باتیں اس چیز کے سامنے بالکل حقیر اور قلیل ہیں جس کے ثواب کی میں تمھارے لئے امید کرتا ہوں اور جس کے عذاب سے تمپر خوف کر رہا ہوں قسم خدا کی اگر تمھارے قلب پگھل جائیں اشکوں کے عوض خون جاری ہو اور تمھاری آنکھیں اس حالت کے مشاہدے کی تاب نہ لاسکیں پھر تم اسی حالت سے دنیا میں زندہ رہو جب تک بھی دنیا باقی ہے پھر بھی تمھارے اعمال اگرچہ تم کتنی ہی کوشش کرو اور جدوجہد میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھو کبھی ان عظیم الشان نعمتوں کے مقابل نہیں ہو سکتے کہ جو پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوتی ہیں اور کبھی اس احسان نے مساوات کا مرتبہ نہیں رکھ سکتے جو ہدایت اور ایمان کی راہ دکھا کر تمپر کیا گیا ہے۔

پوشیدہ نہ رہتی اور اگر حق لباس باطل سے علیحدہ اور خالص رہتا تو معاندین کی زبانیں خلاف حق گفتار سے قطع ہو جاتیں لیکن پروردگار عالم نے خلقت ابوالبشر آدم میں یہ بات رکھدی ہے کہ اس میں کچھ تو حق ہو (جو علیین کی طینت ہے) اور کسی قدر باطل ہو (جو طینت سجین ہے) یہ دو توباتیں خلط ملط ہو رہی ہیں) اب اولیا شیطان (محبان شیطان جو سجین کی طینت رکھتے ہیں) پر تو شیطان قبضہ کر لیتا ہے۔ اور وہ لوگ اس کے فریب سے نجات پا جاتے ہیں جن کے لئے پروردگار کی طرف سے نیک خصلت نے سبقت کی ہے (جو لوگ احکام خدا اور عقل کے پابند ہیں۔ جن میں علیین کی طینت غالب ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین میں جب معاویہ کے لشکر نے فرات پر قبضہ کر کے آپ کی فوج پر پانی بند کر دیا اسوقت حضرت نے فرمایا۔ دشمن کے لشکر نے تم سے لڑائی کا طعام طلب کیا ہے (تم پر پانی روکدیا ہے اور قتل و قتال پر آمادہ ہے) اب تم یا تو اسی ذلت و خواری پر قایم رہتے ہوئے تاخیر کرتے رہو اور لڑائی نکرو یا اپنی تلواریں سونت لو اور ان کی پیاس دشمن کے خون سے بجھاتے ہوئے خود بھی آب فرات سے سیراب ہو جاؤ۔ یہ خوب سمجھ لو کہ اگر تم دشمن سے مقہور اور مغلوب ہوکر جیئے تو یہ زندگی عین موت ہے اور اگر دشمن پر مظفر و منصور ہوتے ہوئے مرگئے تو یہ عین حیات ہے (اگر جہاد کرتے ہوئے مرجاؤ تو حیات ابدی تمھارے لئے موجود ہے اور جہاد سے منھ پھرا کر جینے میں چندروزہ حیات دنیا تو سمجھ لو مگر آخرت میں خسارہ اور نقصان ہی نقصان نظر آجاتا ہے) آگاہ رہو۔ معاویہ نے ایک گمراہوں کی جماعت کو اکٹھا کر کے نیکی کے رستے ان پر مخفی اور پوشیدہ کر دیے ہیں اور ان گمراہوں کے حلقوم کو موت کے تیروں کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

آگاہ ہو جاؤ دنیا گذر رہی ہے اور اپنے گذرنے کا اعلان کر رہی ہے۔ وہ اپنے معروف کا انکار کر رہی ہے

سما نہیں سکتے) اب وہ آنکھ جس نے افراط نور کے باعث اسے نہیں دیکھا اسکو زیبا نہیں کہ وجود خالق کا انکار کرے (کیونکہ وہ اس کے آثار ظہور کو دیکھ رہی ہے اگرچہ اس کے نور کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی اور وہ دل جس نے اس کی علامات ظاہر کو پہچان لیا ہے اسے طاقت نہیں کہ اسکا نظارہ کر سکے (کیونکہ وہ اس کے نور کے دیکھنے سے کور اور نابینا ہے وہ اس کی نورانی شعاعوں سے معمور ہے اور شعاع اصل نور کے دیکھنے سے حقیقتاً معذور ہے) وہ اپنی بلندی اور برتری میں سبقت کر رہا ہے اور کوئی شے اس سے اعلےٰ اور برتر نہیں ہو سکتی وہ قریب سے قریب ہے اور کوئی شے اس سے زیادہ نزدیک اور اقرب نہیں ہو سکتی اس کی بلندی نے مخلوقات میں سے کسی شئے کو اس سے دور نہیں کر دیا۔ (بلندی اور برتری درمیان مخلوقات و خالق بُعد پیدا نہیں کر سکتی بلکہ مخلوق کو اس سے زیادہ نزدیک کر رہی ہے) اور نہ اس کے قرب نے مخلوق کو اس کے ساتھ ایک مکان میں مساوی کر دیا ہے (سبحان اللہ اعلےٰ سے اعلےٰ ہے اور پھر قریب ہے۔ نزدیک سے نزدیک ہے اور پھر بلند ہے) عقلیں اور دانائیاں اس کی صفات کی کُنہ اور تہ تک نہیں پہنچ سکتیں (کوئی عقل اسکا احاطہ نہیں کر سکتی) اور پھر باوجود اس کے کوئی شے اس کی معرفت سے انہیں (عقلوں کو) مانع نہیں ہے وہ خدا جس کے وجود کی علامتیں اس کے موجود ہونے پر شہادت دے رہی ہیں اور منکر سے منکر اور دہریہ کا قلب بھی اقرار کر رہا ہے۔ خالق کو مخلوق سے (ذات و صفات میں) مشابہت دینے والوں اور منکروں یعنی نیچریوں کے اقوال (خرافات) سے اس کی ذات بہت بلند اور نہایت ہی بالاتر ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بے شک فتنہ و فساد کی پیدائش حرص و ہوا کی پیروی اور ان احکام کے باعث ہوتی ہے جو خلاف شرع (وسادس شیطانی میں گرفتار ہو کر) ایجاد و اختراع کئے جاتے ہیں۔ کتاب خدا تو ان بدعتوں اور گمراہیوں) کی مخالفت کر رہی ہے اور وہ لوگ جنہیں دین الہٰی سے سروکار نہیں ان (احکام خلاف شرع اور حرص و ہوا) کی متابعت کر رہے ہیں اگر باطل حق کی آمیزش سے علیحدہ ہو جاتا طالبین پر راہ خدا

تو حوادثات نازلہ کے سبب سے پسی جا رہی ہے اور گویا تو زلزلوں پر سوار ہے (تو متحرک ہو رہی ہے تجھے ایک حالت پر قرار نہیں) اور بے شک میں جانتا ہوں کہ جس ظالم و جابر نے تجھ سے بدی کا ارادہ کیا اسے پروردگار نے (تہلکہ میں) مبتلا کر دیا۔

خطبہ حضرت امیر علیہ السلام

شام کی طرف سفر فرماتے وقت حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ حمد اور سپاس اسی خداوند حقیقی کے لئے سزاوار ہے جب تک کہ رات کی تاریکیاں ظاہر و پوشیدہ ہوں اور جب تک ستارے چمکتے اور غروب ہوتے رہیں بے شک تعریف اور حمد کا مستحق وہی خلاق ہے جس کے انعام مفقود نہیں ہوتے اور جس کے افضال کسی سے مشابہت نہیں رکھتے۔ اس حمد و سپاس کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے اپنے دو لشکروں کو (جو مقدمۃ الجیش ہیں) روانہ کر دیا ہے اور انھیں حکم دیدیا ہے کہ وہ فرات کے کنارے پر قیام کریں جب تک میری طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے اب میری صلاح یہ ہے کہ آب فرات سے گذرتے ہوئے تم مسلمانوں کے اس گروہ کی طرف جاؤں جو دجلہ کے سواحل پر آباد ہے اہل مداین سے ملوں ان کو دشمن کے مقابلے کے لئے تمہارے ساتھ تیار کردوں اور ان کی طاقتوں کو تمہاری امداد کے لئے آمادہ کر دوں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریفیں اسی خلاق عالم کو زیبا ہیں جو پردہ ہائے اختفا میں پوشیدہ ہے اور آثار ظاہرہ کی علامتیں اس (کے وجود) پر دلالت کر رہی ہیں چشم بینا اسے دیکھ نہیں سکتی (اس کے جلوے اس بینا

لہ حضرت نے اس موقع پر لفظ "نطفہ" فرمایا ہے۔ جس سے آب صاف فرات مراد لی ہے۔ سید رضی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب عبارت ہے اور فصحا اس تعبیر اور استعارے میں متعجب نظر آتے ہیں ۱۲

ئہ رویت کے معتقدوں کو سمجھنا چاہئے ۱۲

اور اکراہ نہیں کرتی وہ پروردگار جس کی رحمتیں زائل نہیں ہوتیں، جس کی نعمتیں مفقود نہیں ہو سکتیں
اَیُّہا النّاس تم سمجھ لو کہ دنیا وہ سرائے ہے جو عنقریب فنا ہونے والی ہے اور اس کے ساکن اس سے
باہر ہونے والے ہیں۔ اہل دنیا کے نزدیک یہ ایک شیریں اور سبز چیز ہے۔ یہ اپنے طالب کے لئے بعجلت
کرتی ہے اور بہت جلد اس کی طرف پہنچائی جاتی ہے (حالانکہ اس کی عجلت ہی فنا کی دلیل ہے مگر
طالب اس کی بقا اور ہمیشگی کا خیال کرتا ہے) لیکن ناظر اور صاحب بصیرت کے دل میں اس کی طرف سے
اور نزہتیں مشتبہ ہیں۔ تم نہایت عمدہ توشہ اور زاد (آخرت) لیتے ہوئے اس سے گذر جاؤ اس سے
بقدر کفاف ہی سوال کرو اور تم اپنی منزل پر پہنچنے سے زیادہ اس سے طلب ہی نہ کرو

کلام امام ہمام علیہ السّلام

جب حضرت جہاد کے لئے عازم شام ہوئے تو فرمایا پروردگارا میں مشقت و محنت سفر حزن واندوہ
واپسی سفر اور خلقت کی اہل اور نفس اور مال میں بدنظری سے تیری طرف پناہ لئے جاتا ہوں
پروردگارا سفر میں تو ہی مالک ہے اور تو ہی میرے اہل و عیال پر خلیفہ ہے (تیرے ہی بھروسے
پر چھوڑے جاتا ہوں اور تو ہی ان کا حامی و حافظ ہے اور یہ ہر دو صفتیں تیرے سوا کسی دوسرے میں
نہیں پائی جاتیں کیونکہ جو خلیفہ ہوتا ہے وہ مصاحب نہیں ہو سکتا اور جو مصاحب ہوتا ہے وہ خلیفہ
نہیں ہو سکتا تو ایام سفر میں میرا بھی مصاحب یعنی مالک ہے اور میرے اہل و عیال کا بھی خلیفہ
ہے یعنی محافظ یہ دونوں صفتیں ایک وقت میں بندے کی ذات میں جمع نہیں ہو سکتیں یہ تیرے ہی
لئے سزاوار ہیں)

کلام امام ہمام علیہ السلام

کوفہ کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اے سرزمین کوفہ گویا میں تیرے ساتھ قائم اور ہمتا دہ
ہوں اور تو بازار عکاظ[۱] کے چمڑے کی طرح کشیدہ ہو رہی ہے دارباب جور کے تصرف کی طرف اشارہ ہے)

۱۔ عکاظ مکہ میں ایک بازار تھا جہاں کا چمڑا بہت مشہور تھا۔ ۱۲

کلام امام ہمام علیہ السلام

ایک دفعہ بنی ناجیہ خوارج کے ساتھ اتفاق کرکے نافرمانی کرنے لگے ۔ یہ سب کے سب نصرانی تھے اور آپ کے سایہ حکومت میں امن چین کے ساتھ گذران کرتے تھے جب یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے معقل ابن قیس کو دو ہزار سواروں کا افسر مقرر کرکے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کردیا معقل مذکور نے انھیں دریائے فارس پر جالیا لڑائی ہوئی ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور تقریباً پانچ سو آدمی اسیر ہوئے اور معقل مذکور انھیں لئے ہوئے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ حضرت کی طرف سے عامل تھا وہاں پہنچکر ان اسیروں نے مصقلہ ابن ہبیرہ شیبانی سے رہائی کی درخواست کی اس نے ان قیدیوں کو پانچ لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کردیا اور وعدہ کیا کہ میں یہ قیمت اسقدر مدت کے اندر ادا کردوں گا معقل نے یہ کیفیت حضرت کی خدمت میں لکھ دی آپ اسوقت کے منتظر رہے جب مدت گذر گئی اور قیمت پہنچنے میں دیر ہوئی تو حضرت نے مصقلہ کو لکھا یا تو قیمت بھیج ورنہ خود حاضر ہو۔ وہ حاضر ہوا دو لاکھ درہم تو پیش کردئے اور باقی کے لئے مہلت طلب کی اور مہلت ملتے ہی معاویہ کی طرف بھاگ گیا اسوقت حضرت نے فرمایا خدا مصقلہ کا برا کرے اس نے کام تو سرداروں اور بزرگوں کا سا کیا (قیدیوں کو خرید کیا) مگر غلاموں کی طرح (اپنے مولا سے) بھاگ نکلا - مدح کرنے والوں کی زبان کھلی ہی تھی کہ انھیں خاموش کردیا اپنے مداح اور وصف کرنے والی کی تصدیق بھی نہ کی تھی کہ اپنی سرزنش اور توبیخ پر آمادہ کرلیا اگر وہ قایم رہتا اور نہ بھاگتا ہم اس سے اسی قدر قیمت لیتے جو اسے میسر تھی اور اس کے مال و دولت کے وافر ہوجانے کا انتظار کرتے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف کا وہی پروردگار سزاوار ہے جس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں جس کی نعمت سے کوئی شے خالی نہیں جس کی بخشش اور مغفرت سے کسی کو یاس نہیں جس کی عبادت سے کوئی تکبر

کلام امام ہمام علیہ السلام

حب حضرت نے جریر بن عبداللہ بجلی کو معاویہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا تو لوگوں نے قرائن سے معلوم کرکے خدمت میں عرض کی کہ معاویہ مطیع نہوگا۔ آپ اہل شام سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہوجائے حضرت نے فرمایا یہ میں بھی جانتا ہوں مگر بے شک اہل شام سے لڑائی کے لئے میرا مستعد اور آمادہ ہوجانا حالانکہ میرا قاصد جریر ان کے پاس موجود ہے گویا ان لوگوں کے لئے در صحبت کو بند کردینا ہے اور گویا میں اہل شام کو اگر وہ خیر و اطاعت کا ارادہ بھی رکھتے ہوں ان کے ارادوں سے روک رہا ہوں (میں تو اہل شام کے لئے در صحبت کھول رہا ہوں تاکہ انہیں پھر کلام کی گنجایش نہ رہے) لیکن جس قدر وقت کہ میں نے جریر کے لئے مقرر کیا ہے وہ اس کے گذرنے کے بعد بھی وہاں نہیں ٹھیر سکتا مگر ہاں یا تو معاویہ اسے فریب دے کر قید کرلے یا وہ نافرمان ہوجائے لہذا ابھی تو میری رائے توقف کی ہے (جب تک جریر کا حال معلوم ہوجائے) اب تم بھی توقف اور آرام کرو ہاں میں تمہاری تیاری جنگ کو برا اور مکروہ نہیں سمجھتا (تم شوق سے تیاریاں کرو لیکن ابھی چڑھائی نہیں ہوسکتی اور اندرونی طور پر آمادہ رہو) کیونکہ میں نے اس امر (تدبیر) کی ناک اور آنکھ کو گھس لیا ہے (میں نے قرائن احوال سے استشمام کرلیا ہے اور اصل حقیقت میری نگاہوں میں آچکی ہے) میں نے اس کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے (اس تجسس میں) مجھے دو ہی باتیں نظر آئی ہیں یا تو قتال اور لڑائی یا کفر (چونکہ دوسرا نتیجہ یعنی کفر مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ اب تم سمجھ لو کہ میں لڑائی اور جہاد کے لئے مستعد ہوں) اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ عثمان اس امت پر والی و حاکم تھا اس نے دین اسلام میں طرح طرح کی بدعتیں احداث و اختراع کیں۔ لوگوں کو اس پر طعن کرنے کا موقعہ ملا اور وہ طعنہ زنی کرنے لگے حتی کہ اس سے انتقام لیا اور اسکی حالت کو متغیر کردیا۔ اور اسے قتل ہی کر ڈالا۔

صحیح کی ہے جس میں اکثر ارباب زمانہ اس مرض میں مبتلا ہو کر اسی (غدر و بیوفائی) کو زیرکی اور دانائی سمجھے ہیں (جیسے کہ معاویہ و عمرو عاص و مغیرہ بن شعبہ وغیرہ) اور جاہل لوگ ان مکار اور غادر لوگوں کو حسن تدبیر اور خوبی رائے کی طرف نسبت دے رہے ہیں ان کے لئے اس امر میں نفع کیا ہے خدا انہیں قتل کرے (تاکہ لوگ ان کے دغدغہ اور فریب سے نجات پا جائیں) جو شخص امور کائنات کی مکاریوں اور تقلب سے آگاہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مکر و حیلہ کے کیا کیا طریقے ہیں مگر وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ پروردگار اس سے مانع ہے وہ اس کی ممانعت کرتا ہے اس لئے وہ خود دانستہ اس طریقہ کو ترک کرتا ہے جبکہ اسے کافی قدرت حاصل ہے اور جس شخص کے لئے منہیات دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں وہ مخالفت الہی کی پروا نہیں کرتا وہ اس فریب اور خدعہ کی فرصت کو غنیمت سمجھتا ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس! دو چیزیں بڑی خوفناک ہیں جن کا تمہاری طرف سے مجھے خوف لاحق ہے۔ اول تو یہ کہ حرص و ہوا کے پنجوں میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ کہیں تمہاری آرزوئیں دراز اور طویل ہو جائیں خوب سمجھ لو ہوا و ہوس کا اتباع امر حق سے روکتا ہے اور امیدوں کی درازیاں آخرت کو بھلا دیتی ہیں خبردار ہو جاؤ دنیا اور اس کی لذتیں دنیا والوں سے نہایت سرعت اور تیزی کے ساتھ روگردانی کر رہی ہیں اور کسی شخص کی دنیا باقی نہیں رہتی مگر مثل اس ظرف شراب کے جس میں سے پی پلا کر باقی لنڈھا دی گئی ہو اور اب اس میں حسرت و ندامت کے سوا کوئی اور چیز نظر نہ آتی ہو آگاہ ہو جاؤ آخرت تمہارے سامنے ہے ان دونوں (دنیا و آخرت) میں سے ہر ایک کے لئے چند پسر ہوتے ہیں پس تم آخرت کے پسر ہو جاؤ اور ابنائے دنیا نہ ہو کیونکہ ہر ایک بیٹا قیامت کے دن اپنی ماں کے ساتھ ملحق ہونیوالا ہے خوب جان لو! آج کا دن عمل کا دن ہے روز حساب نہیں اور کل (قیامت) کا دن یوم حساب ہوگا نہ کہ روز عمل۔

رئیس مقرر ہوا اب خواہ وہ شخص نکوکار ہو جس کے زمانہ امارت میں مومن اپنی آخرت کے لئے عمل کرے گا اور خواہ وہ امیر اور رئیس بدکار اور فاجر ہو اس کے عہد میں کافر مال دنیا سے متمتع ہوگا اور اس امارت میں خداوند عالم مرگ اور اجل کو پہنچا دیتا ہے (یعنی یہ بہت جلد فنا ہو جاتی ہے) اور اسی امیر کے سبب سے مال غنیمت و خراج جمع ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کیا جاتا ہے اسی کی وجہ سے رستے امن پذیر ہوتے ہیں اور قوی (ظالم) سے ضعیف (مظلوم) کا حق لیا جاتا ہے (یہ وہ فوائد ہیں جو بدیہی ہیں اور بغیر امیر اور رئیس کے قایم نہیں رہ سکتے اور نظام عالم کیلئے امیر اور رئیس کا ہونا ضروری اور لابدی ہے) حتیٰ کہ امیر نکوکار کے عہد میں مومن آسائش پاتا ہے (کافر کو اس عہد میں آرام نہیں مل سکتا) اور امیر فاجر کے عہد میں مطلقاً آسایش و آرام موجود ہے (خواہ کوئی شخص مومن ہو یا کافر کیونکہ اس عہد میں مومن بھی اپنے امر معاش کی طرف سے مطمئن رہتا ہے اگرچہ اعمال معاد میں زحمت اور مشقت ہوتی ہے اور فاجر کی آسایش تو فاجر کے زمانہ میں ظاہر ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ امیر و رئیس کے بغیر تو خلقت کو کسی حالت میں چارہ ہی نہیں اب اگر امیر نیکوکار اور متقی ہو تو اسکی وہ کیفیت ہوتی ہے اور فاجر کے زمانہ کی یہ حالت ہے)

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت نے خوارج کا یہ قول لاحکم الا اللہ سنا تو فرمایا میں تمھارے باب میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں اور ارشاد ہوا نیکوکار امیروں کے عہد میں متقی اور مومن عمل آخرت بجالاتا ہے اور فجار کے زمانہ میں شقی اور بدبخت (مال دنیا سے) متمتع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی مدت قطع ہوتی ہے اور موت گریبان گیر ہو جاتی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بے شک وفا اور ایفائے وعدہ صداقت اور راستی کی ہمزاد ہے میں کسی سپر کو نہیں دیکھتا ہوں جو وفائے عہد سے زیادہ (شر و نقصان سے) حفاظت کرنے والی ہو وہ شخص کبھی بے وفائی بدعہدی اور غدر نکرے گا جس کے سامنے مرجع (آخرت) کی تکلیفیں موجود ہوں۔ افسوس! ہم نے ایسے زمانہ میں

جو میرے حکم کی اطاعت نہیں کرتا اور نہ وہ جواب دیتا ہے جب میں اسے بلاتا ہوں تمھارے لئے باپ ہوں تم اپنے پروردگار کے دین کی مدد کرنے کے لئے کس چیز کا انتظار کر رہے ہو - کیا تمھارے پاس کوئی بھی ایسا دین نہیں ہے جو تمھیں (جہاد کے لئے) جمع کرے ؟ کیا تم میں ذرا بھی حمیت اور غیرت نہیں جو تمھیں خشمناک کر سکے - میں تم میں کھڑا ہوا مدد کے لئے فریاد کر رہا ہوں اور واغوثاہ وامدداہ کہہ کر تمھیں آواز دے رہا ہوں نہ تم میرے قول کو سنتے ہو نہ میرے حکم کی اطاعت کرتے ہو یہاں تک کہ بدانجامیوں کے امور ظاہر ہو جائیں (ان امور کا انجام بد ظاہر ہو جائے) پھر تم سے اس اپنے خون کی حفاظت کا سوال نہ ہوگا اور کوئی مقصود تمھیں حاصل نہ ہوسکیگا میں نے تمھیں تمھارے بھائیوں کی امداد کے لئے بلایا تم نے (اس دعوت کا انکار کرتے ہوئے) ایسی سخت اور درشت آواز نکالی جیسے سینہ پر زخم کھانے والا اونٹ آواز نکالتا ہے - تم اپنی جگہ سے حرکت کرنے میں) ایسے سست اور ضعیف ہو گئے جیسے زخمی پشت والا اونٹ ناتوان ہو جاتا ہے - تم میں سے - ایک تھوڑی سی ایسی ضعیف سست اور مضطرب سپاہ میری مدد کے لئے آمادہ ہوئی گویا وہ موت کی طرف ہانکی جا رہی ہے اور وہ اپنی موت کا نظارہ کر رہی ہے -

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین کے بعد جب معاملہ حکمین قرار پایا اور حضرت نے کوفہ کی طرف مراجعت فرمائی اسوقت ایک گروہ لشکر سے نکل گیا اور اسی گروہ کو خارجی کہتے ہیں - یہ لوگ صحرائے کوفہ کی طرف چلے گئے جسے صحرائے حرور کہتے ہیں اور وہاں جاکر پکارنے لگے لاحکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون الا ان علیاً و معویہ اشرکا فی اللہ یعنی خدا کے سوا اور کسی کے لئے حکم نہیں ہے اگرچہ مشرکین اکراہ کریں خبردار ہو جاؤ کہ علیؑ و معویہ دونوں کے دونو مشرک ہو گئے جنھوں نے امارت و حکومت کا دعا کرتے ہوئے امر حکمین قرار دیا جب حضرت کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ان کا یہ قول لاحکم الا اللہ و لو کرہ المشرکون بالکل سچ ہے مگر اس سے امر باطل کا ارادہ کیا گیا ہے اور فرمایا - آدمیوں کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں ہے کہ ان پر کوئی امیر اور

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

شبہہ کو شبہہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ حق کے مشابہ و مماثل ہے (باطل حق کے ساتھ اسی وقت مشابہ ہوتا ہے کہ جب کسی قسم کی مشابہت اور مماثلت پائی جائے اور اسی وجہ سے ضعیف العقول اور نادان لوگ اسے حق سمجھ لیتے ہیں اور جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا۔ اب خلافت باطلہ خلافت حقّہ سے بالکل علیحدہ ہو گئی کیونکہ ان دونوں میں کسی قسم کی مشابہت ہی نہیں جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے قد تبین الرشد من الغی ضلالت سے ہدایت بہت ہی واضح اور روشن ہے اب اس مقدمہ کے معلوم ہو جانے کے بعد جاننا چاہئے کہ اولیا اللہ (جو صاحب خلافت حقہ ہیں) کی ضیا اور روشنی (اس خلافت میں) یقینی ہے۔ (سائل کو ان کے احکام و مسائل کا یقین کلی ہو جاتا ہے اور کسی طرح کا شک اس میں باقی نہیں رہتا) اور ان کی دلالت (رہبری) ہمیشہ ہدایت کی طرف ہوتی ہے لیکن اعداء اللہ ان کا (امر خلافت میں دعوے کرنا صریحاً ضلالت ہے اور وہ ضلالت کی ہی طرف لے جاتے ہیں (اب تم یہ سمجھ لو اور یقین کر لو کہ میں ولی خدا ہوں میں تمہیں جہاد کی طرف دعوت دے رہا ہوں جو یقیناً سبیل ہدایت ہے) اب جو شخص (جہاد) میں موت سے ڈرتا ہے اسے موت سے کسی حالت میں نجات نہیں مل سکتی۔ اور جو شخص بقا کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا میں کبھی باقی نہیں رہ سکتا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

مقام عین التمر میں مالک ابن کعب حضرت کا عامل رہتا تھا اس کے پاس کلہم سو سوار تھے نعمان ابن بشیر سردار معاویہ نے دو ہزار سواروں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ مالک موصوف نے وہاں سے بھاگ کر حقیقت حال کو حضرت کے روبرو بیان کیا آپ نے یہ سنکر تمام لوگوں کو طلب کیا اور تمام واقعہ سُنا سنا کر مدافعہ کی طرف توجہ دلائی۔ الکوفی لا یوفی مشہور ہی ہے صرف چند آدمی حضرت کی اطاعت پر آمادہ ہوئے آپ کو بہت ملال ہوا اور کوفہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا میں ایسے آدمی پر مبتلا ہوں

مغلوب و مقہور کر لیا ہے کہ اب اس کا اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا گویا میں نقص و عیب کا مبتلا ہی نہیں پھر کیونکر کوئی شخص میرا عیب بیان کر سکتا ہے) ہر ایک ذلیل میرے نزدیک عزیز ہے تا اینکہ میں اس کے عیرت سے اسکا حق لے لوں اور ہر ایک قوی میرے نزدیک ضعیف ہے حتی کہ مستحق کا حق اس سے دلا دیا جائے (یہ وہ شخص جو اپنی قوۃ غضبیہ کا پابند ہو کر کسی کا حق چھین رہا ہے - میری عقل اور میری عدالت اسے مقہور و مغلوب کر سکتی ہے) ہم رضائے الٰہی کے پابند ہو کر اس قضا پر راضی ہیں اور ہم نے اس کے حکم کو (بسر و چشم) تسلیم کیا ہے (اور ہم بدون شائبۂ شرک کے) اس حکم کو اسی سے مختص سمجھتے ہیں - اب پیغمبرؐ کی وفات کے بعد جو ہم نے جہاد میں اور احقاق حق میں تاخیر کی اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ اغیار اس کے مستحق ہیں اور ہمیں وہ حق نہیں پہنچتا - بلکہ یہ رضا بقضائے الٰہی کا معاملہ تھا کیا تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بہتان باندھ رہا ہوں کیا میں معاذ اللہ دروغ کو ان کی طرف نسبت دے رہا ہوں (اپنے آپ کو ان کا خلیفہ بلا فصل ثابت کرنا اور مطابق وحی خدا اپنے تقرر خلافت کا اظہار رسول اللہ کا بارہا اس کی تشریح کرنا یہ معاذ اللہ حضرت پر اتہام نہیں اور میں ان پر جھوٹ نہیں بول سکتا کیونکہ) قسم خدا کی میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول کی تصدیق کی ہے اور اب میں کیونکر اس کی اول تکذیب کرنے والا ہو سکتا ہوں (اور یہ اسی صبر و رضا کا پرتو ہے کہ وفات رسولؐ کے بعد) جب میں نے اپنے امور پر نظر کی تو ناگاہ میں نے دیکھا کہ میرا خدا کی اطاعت کرنا اپنے لئے بیعت لینے سے مقدم ہے[1]

[1] بعض شارحین کا یہ بھی قول ہے کہ یہ فقرہ کلام سابقہ کا تتمہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ بجائے خود ایک کلام ہے جو حضرتؑ نے قوم کی طرف سے جہاد میں تساہل اور کسل دیکھ کر فرمایا تھا یہ فرمایا ہے کہ قوم کیلئے پہلے میری اطاعت میری بیعت سے مقدم ہے (کیونکہ جب تک اطاعت نہ ہو بیعت متحقق نہیں ہو سکتی) اور جب اطاعت نہیں پائی جاتی تو گویا شرط التحکیم معدوم ہے اس صورت میں جہاد کرنا بے فائدہ اور فضول ہے - نزدیک ہے کہ میں خلقت کو اسی گمراہی پر چھوڑ دوں لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی ہدایت کا عہد مجھ سے لیا گیا ہے کہ میں ان کو صراط مستقیم دکھاؤں جب کسی قدر بھی شرط کا وجود پایا جائے گویا کہ اہل ہو تو لابد میں جہاد کو اختیار کرتا ہوں اگرچہ فائدہ کلی حاصل نہ ہو اب اگر قوم میں زندہ دل ہوں اور وہ نجات کے رستوں کو پیش نظر رکھے اپنی تکلیف پر کاربند ہو تو میں اپنے عہد کو کلیۃً پورا کر سکتا ہوں جس میں انھیں کے لئے دنیا و آخرت کی بہبودی اور بھلائی ہے (۲)

کلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت نے اپنے اوصاف حمیدہ اور درجات عالیہ کا ذکر فرماتے ہوئے خلائق کو نصیحت کرنے کے لئے یہ کلام بھی بمنزلہ خطبہ کے ارشاد فرمایا ہے فرماتے ہیں۔ میں اسوقت حکم خدا کی تعمیل کے لئے کھڑا ہو گیا جب تمام خلقت کسل اور کاہلی میں مبتلا تھی میں اسوقت شکر الٰہی میں رطب اللسان ہوا میں نے اسوقت کلام کیا جب سب کے سب تردد فی الکلام میں گرفتار تھے میں نے اسوقت ظہور کیا جب سب کے سب حالت اختفا میں تھے۔ میں ظلمات (امکانی) سے اسوقت نور احدی کے ساتھ گذرا ہوں جب تمام خلقت ظلمات (امکانی) میں استادہ تھی (ہمارے ہی سبب سے لوگ قایم بامر خدا ہوئے ہیں ہمارے ہی وسیلہ سے خدا تعالے کی حمد وشکر کرنے لگے ہیں ہمارے ہی طفیل سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ہمیں سے ہدایت کی راہ ملی ہے اور ہماری ہی وجہ سے تمام خلق اولین وآخرین ظلمات امکانی سے باہر نکلی ہے تمام عوالم عقلی ونفسی وطبعی میں ہمیں السابقون الاولون ہیں جن کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے اور ہمارے ہی سردار کے لئے لولاک لما خلقت الافلاک کا زرین تاج تجویز ہوا ہے) میری آواز سب سے زیادہ خفی تھی (یعنی خاضع وخاشع ترین مردم تھا ہر عالم میں) مگر ہر آفاق بلحاظ فوقیت وبلندی سب سے اعلیٰ اور بلند تھا اب میں عنان قدرت وتوانائی مجاہدہ ومحاربہ فی سبیل اللہ کے ساتھ اڑا اپنے مقام سے نہایت ہی سبک روی کے ساتھ جنبش کی اور اس میدان ریاضت کے ہاتھ لگ جانے والوں میں بالکل تنہا اور خالص رہ گیا (اور وہ بہشت کا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا جو سابقین کے لئے خداوند تعالے نے مقرر کیا ہے اس کا حصہ میرے لئے مختص کر دیا اور میں اس کے واسطے خاص ہو گیا) میں اس مجاہدہ میں اس پہاڑ کیطرح قایم رہا جسے نہ کوئی درختوں کو توڑ دینے والی تیز وتند ہوا جنبش دے سکتی ہے۔ نہ آندھیاں اسے اس کی جگہ سے ہلا سکتی ہیں کسی شخص کو میری عیب گیری کی قدرت ہی نہ تھی (کیونکہ مجھ میں کوئی عیب ہی نہ تھا جسے کوئی بیان کرتا) نہ کسی کہنے والے کی یہ مجال تھی کہ میری غیبت کے لئے زبان کھولے (مجھ میں بدی کا کوئی دھبہ ہی نہ تھا کمال وجودیہ نے امکانیت کے نقص وعیب کو اس طرح

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

یہ خطبہ حضرت نے خوارج نہروان کو ڈرانے اور دھمکانے کی غرض سے ارشاد فرمایا ہے میں تمھیں ڈراتا ہوں کہ تم اس حالت میں صبح کرو کہ تمھاری لاشیں اس نہر کے اطراف و جوانب میں پڑی ہوں اور تمھاری کشتے اس وادی کے درمیان خاک و خون میں لوٹ رہے ہوں اور تمھاری یہ حالت ہو جائے کہ نہ پروردگار کی جانب سے تمھارے پاس گواہ و شاہد ہو اور نہ کوئی واضح دلیل تمھارا ساتھ دے (بلکہ حجۃ خدا تم پر تمام ہو چکی ہے کہ کس لئے حجۃ اللہ کی اطاعت اختیار نہ کی)

سن لو۔ تمھیں دار دنیا نے ہلاک کر دیا ہے اور تمھارے اندازہ اور مقدار عمر نے تمھیں اپنے دام میں گرفتار کر لیا ہے میں نے تمھیں اس امر تحکیم سے منع کیا تم نے مخالفوں اور پیمان شکنوں کی طرح انکار کیا حتیٰ کہ مجبوراً مجھے بھی تمھاری خواہشوں پر اپنی رائے کو محمول کرنا پڑا۔ تمھارا گروہ خوب یاد رکھو ایک چھوٹے سے مغز والا اور بہت ہی بے عقل ہے۔ تمھارے لئے باپ نہ ہوں میں شر اور حادثہ کو تمھاری طرف نہیں لایا ہوں میں نے تمھارے ضرر کا ارادہ نہیں کیا ہے درحقیقت تم خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہے ہو

(بقیہ شرح صفحہ گذشتہ) بنی ہوازن کے ساتھ لڑ کر بہت سی غنیمت لایا تھا۔ لوٹتے وقت اس نے منزل منعرج اللوا میں ٹھیرنے کا ارادہ کیا اس کے بھائی نے کہا یہ امر حزم و احتیاط سے بہت دور ہے مبادا دشمن موقعہ پا کر چڑھ آئے اور غفلت کی حالت میں آ پڑے اس نے نہ مانی اور وہیں قیام کیا اگلے روز چاشت کے وقت بنی ہوازن بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آئے عبد اللہ کو قتل کر دیا مال و اسباب لوٹ لیا اور درید نے بہت سے زخم کھا کر وہاں سے رہائی پائی اس وقت یہ قصیدہ لکھا۔ جس کا یہ ایک شعر ہے جس میں وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے مشفقانہ نصیحت کی تھی مگر انھوں نے اسے قبول نہ کیا اور پھر اگلے روز چاشت کے وقت اس نصیحت کا فائدہ انہیں معلوم ہو گیا اسکی تمثیل دیکر حضرت بیان فرماتے ہیں کہ تم نے جنگ میں میری نصیحت نہ سنی میں لاکھ کہتا رہا کہ عمرو عاص کے فریب میں نہ آؤ جو مصنوعی قرآنوں کو نیزوں پر بلند کر رہا ہے۔ اور محاکمہ کی خواہش ظاہر کئے جاتا ہے۔ مگر تم اپنی ضد پر قایم رہے اسکی بات کو قبول کر لیا جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا - ۱۲

اور کوئی دوسرا خدا اس کا شریک اور ساتھی نہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس معبود کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ اب اس حمد وصلوٰۃ کے بعد ایہا الناس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ناصح مشفق اور تجربہ کار عالم وعاقل کی نافرمانیاں اور مخالفتیں ہمیشہ حسرت پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اور ان کے بعد ہمیشہ ندامت گریبان گیر ہوا کرتی ہے۔ میں نے اس حکومت اور حکم بنانے میں تمہیں اپنے حکم کی اطاعت کا حکم دیا اور اپنی رائے کے خزانہ کو تمہارے لیے بالکل خالص کر دیا (اپنی تدبیروں کا خلاصہ اور لُبّ لباب تمہارے سامنے پیش کر دیا) کاش قصیرؔ[1] کے حکم کی اطاعت کی جاتی (کاش تمہیں میری اطاعت کی توفیق ہوتی) تم نے جفاکار مخالفین کی طرح میری اطاعت سے انکار کیا اور بیعت توڑنے والے گنہگاروں کی طرح مجھ سے پھر گئے حتیٰ کہ ناصح بھی اپنی نصیحتوں میں شکاک ہو گیا اور چقماق بھی آگ دینے میں بخل کرنے لگا اب میری تمہاری وہی کیفیت ہو گئی جیسے برادر قبیلہ ہوازن نے کہا ہے میں نے منزل منعرج اللوا میں تمہیں نصیحت کی اور نیک صلاح دی مگر تم نے اسے ظاہر وواضح نہ کیا یعنی اس نصیحت پر کاربند نہ ہوئے۔ لیکن جب اگلے روز چاشت کے وقت اس کا فائدہ ظاہر ہوا تو اس وقت اس نصیحت کو یاد کرنے لگے۔

[1] عرب میں جب کوئی شخص کسی کی نصیحت نہ مان کر ندامت میں گرفتار ہوتا ہے تو کہتے ہیں لیطاع لقصیر کاش قصیر کی اطاعت کی جاتی اصل اس ضرب المثل کی یہ ہے کہ شاہان عرب میں سے ایک بادشاہ تھا جذیمۃ الابرش نام اسنے ملکہ زبّا کے باپ بادشاہ جزیرہ کو کسی لڑائی میں قتل کیا اب کچھ روز بعد ملکہ نے فریب اور خدعہ کی راہ سے اسے اپنے نکاح کا پیغام دیا جذیمہ خوش ہو گیا اور اپنے تمام لشکر کو چھوڑ چھاڑ کر معدودے چند سواروں کو ساتھ لیکر جزیرہ کی طرف چلا یا قصیرؔ نامی ایک غلام اسکے ساتھ تھا اس نے بہت سمجھایا کہ اس طرح بے سروسامان وہاں جانا مناسب نہیں کیونکہ ملکۂ موصوف تجھ سے خون کی بھی دعویدار ہے اس نے ایک نہ سُنی غرض جب جزیرہ میں پہنچا تو فوراً قتل کر دیا گیا اس کے قتل ہونے کے بعد اس غلام نے کہا لا یطاع لقصیر امر۔ قصیر کے مشورے کی پابندی اور اطاعت نہیں کی گئی اسوقت سے عرب میں یہ ایک ضرب المثل مشہور ہو گئی ۱۲

[2] یہ ایک قصیدہ کا شعر ہے ؎ امرتکم امری بمنعرج اللوی ✤ فلم تستبینوا النصح الا ضحی الغد ۱۲ اس شعر کا مطلب متن میں بیان ہوا یہ قصیدہ درید نے اپنے بھائی عبداللہ کے بارے میں تصنیف کیا تھا عبداللہ مذکور

کہ اگر لڑائی میں سختیاں درپیش ہوں اور بازار موت گرم ہو جائے تو تم (اپنے راس و رئیس اور امیر) علی ابن ابیطالب سے اس طرح جدا ہو جاؤ گے جیسے کوئی اپنے سر سے الگ ہو جاتا ہے (سر سے جدا ہونا گویا اپنی زندگی سے علیحدہ ہو جانا ہے ایسے ہی تم بھی حیات ابدی سے دور ہو جاؤ گے) قسم خدا کی جو شخص اپنی طرف دشمن کو راہ دیتا ہے (اس کا دفاع نہیں کرتا) وہ خود اپنے گوشت کو کھاتا ہے خود اپنی ہڈیوں کو توڑتا ہے اور خود اپنی کھال کو چیرتا ہے بے شک ایسے شخص کی عجز و ناتوانیاں بہت عظیم ہیں اور اسکا وہ دل نہایت ہی ضعیف ہے جس پر سینہ کی ہڈیاں لپٹی ہوئی ہیں۔

اے مخاطب اگر تو چاہتا ہے تو تو بھی ویسا ہی بزدل اور جہاد سے جان چرانے والا بن جا لیکن میں تو خدا کی قسم دشمن پر مشرفی[1] تلواریں ایسی برساؤں گا کہ اس کے دماغ کی ہڈیوں کے پرخچے اڑ جائیں گے اس کے بازو اور قدم ٹوٹ ٹوٹ کر گر جائیں گے پھر اس کے بعد منشائے الہٰی ظاہر ہو جائے گا۔

ایہا الناس! میرا تم پر حق ہے اور تم بھی مجھ پر حق رکھتے ہو تمھارا حق تو مجھ پر یہ ہے کہ میں تمھیں نصیحت کروں تمھارے مواجبات اور غنائم کو زیادہ کروں تمھیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ ہو جاؤ تمھیں ادب سکھاؤں تاکہ تم اس پر عمل کرو اور میرا حق تم پر یہ ہے کہ تم بیعت کو وفا کرو (اس پر قایم رہو) میرے سامنے اور میری غیبت میں میری نصیحتوں کو سنو جب میں تمھیں بلاؤں میرے پاس چلے آؤ اور جو حکم تمھیں دیا جائے اُس کی اطاعت کرو

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جب جنگ صفین میں ناموافقت زمانہ سے عمر عاص اور ابو موسےٰ اشعری حکم مقرر ہوئے اور عمر عاص بدنہاد نے ابو موسےٰ جاہل کو فریب دیا اور حضرت کو کوفہ میں یہ خبر پہنچی اسی وقت آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا میں خداوند عالم کا شکر کرتا ہوں اگرچہ زمانہ نے ایک سخت سانحہ اور بزرگ حادثہ ظاہر کر دیا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ خداوند عالم کے سوا اور کوئی خدا نہیں

[1] مشارف الشام عرب میں کچھ دیہات ہیں نواح آباد ان کے متصل وہاں کی تلواریں مشہور ہیں۔

حق حاصل ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

یہ خطبہ حضرت نے اہل شام پر چڑھائی کرنے کی ترغیب دینے کے لئے ارشاد فرمایا ہے افسوس! میں تمھاری وجہ سے نہایت تنگدل ہو گیا ہوں اور تمھیں ملامت کرتے کرتے بھی اندوہناک ہو رہا ہوں کیا تم آخرت کی زندگی کے بدلے حیات دنیا پر راضی ہو؟ کیا تم رضامند ہو کہ تمھاری ذلتیں عزتوں کی جانشین ہو جائیں آہ! جب میں تمھیں تمھارے دشمن سے جہاد کرنے کے لئے طلب کرتا ہوں تمھاری آنکھیں اسطرح پھر جاتی ہیں گویا تم موت کی سختیوں میں مبتلا ہو اور تم پر سکرات اور جان کنی کی غفلتیں اور بیہوشیاں طاری ہیں۔ اور تم میری باتوں کا جواب دینے میں ایسے متحیّر اور متردد ہو گویا تمھارے قلب مختل العقل اور دیوانے ہو گئے ہیں اور تم بالکل ہی لا یعقل ہو۔ افسوس (واللہ) تاقیامت تمھیں میرے نزدیک ثقہ اور معتبر نہیں ثابت کر سکتا (کبھی تم پر اعتماد نہیں ہو سکتا) اور تم ہرگز وہ رکن اور سپاہی نہیں ہو جنھیں دشمن کی طرف توجہ دلائی جائے تم وہ گروہ ہی نہیں ہو کہ دشمن کے مقابلے میں تمھاری طرف احتیاج کا منہ پھیرا جائے آہ! تمھاری مثال بالکل ان اونٹوں کی سی ہے جن کا ساربان ہلاک ہو جاتا ہے جب وہ اونٹ ایک طرف سے جمع کئے جاتے ہیں تو وہ دوسری جانب سے پراگندہ اور منتشر ہو جاتے ہیں۔ قسم خدا کی تمھیں ساتھ لیکر لڑائی کی آگ بھڑکانے بہت ہی بری ہے۔ (تم پر دلڑائی میں) دشمن کے مکر اور حیلہ چل جاتے ہیں اور تم ان کے لئے کوئی مکر وحیلہ نہیں کر سکتے دشمن ہمیشہ تدابیر و اسباب جنگ میں مصروف رہتا ہے اور تم خواب خرگوش میں پڑے ہو (تمھارے اطراف وجوانب ناقص ہوئے جاتے ہیں (دشمن تمھارے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کئے جاتا ہے) اور تمھیں بالکل غصّہ نہیں آتا (تمھاری حمیتیں بالکل مٹ گئی ہیں) دشمن تمھاری طرف سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتا اور تم ویسے ہی غافل اور ناخبر کرنے والے ہو۔ قسم خدا کی لڑائی میں پیٹھ دکھانے والے ہمیشہ مقہور و مغلوب ہوئے ہیں۔ قسم خدا کی مجھے بالکل گمان ہے

قریب سے لشکر کا قیام ہوا عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ آپ اپنی نعلین میں پیوند لگا رہے ہیں۔ میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یا ابن عباس بھلا اس جوتے کی کیا قیمت ہے۔ میں نے عرض کی کچھ بھی نہیں۔ اس کی قیمت ہی کیا ہو سکتی ہے فرمایا قسم خدا کی اے ابن عباس تمہاری اس حکومت اور سلطنت سے مجھے یہ اپنی جوتی عزیز ہے۔ مگر کیا کروں میں حق کو قایم کرنے اور باطل کو دفع کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ پھر آپ خیمہ سے باہر نکلے اور یوں گہر افشانی شروع کی۔

ایہا الناس۔ پروردگار عالم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اس حالت میں معبوث فرمایا جب عرب والوں میں سے کسی شخص نے کتاب (خدا) کو نہیں پڑھا تھا (کسی پر کتاب الٰہی نازل نہیں ہوئی تھی اور کسی شخص نے اس کتاب کو حامل وحی سے نہیں پڑھا تھا۔ کیونکہ طائفہ عرب میں سوائے خاتم المرسلین کے کوئی صاحب کتاب نبی نہیں گذرا) اور نہ کسی نے نبوت کا دعوے کیا تھا اب جناب رسالتمآب نے ان لوگوں کو طریقہ مستقیم پر چلایا یہاں تک کہ وہ اپنے مقام تک پہنچ گئے اور انھیں منزل نجات تک پہنچا دیا ان کے نیزے سیدھے ہوئے اور ان کے متحرک اور لغزشیں کھانے والے پتھر ساکن ہو گئے (وہ اپنے دشمنوں پر فتحیاب ہوئے اور خانہ کعبہ جو کفر و ضلالت کی طغیانیوں سے متزلزل ہو رہا تھا ساکن اور قایم ہو گیا) خدا کی قسم اس طریقہ حقہ کی طرف چلانے میں (رسول خدا صلعم کے) میں بھی شامل تھا یہاں تک کہ وہ سب کے سب مطیع ہو گئے اور میں عاجز نہیں ہوا اور مجھے کسی قسم کا خوف بیم لاحق نہیں ہوا اور یہ میرا موجودہ سفر بھی اسی سفر کی مانند ہے بے شک اور البتہ میں (باطل کے پردوں میں سوراخ کر دوں گا اسے پھاڑ ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ حق کا جلوہ اس کے پہلو سے ظاہر ہو جائیگا ہاں مجھے کونسا امر طلب حق سے باز رکھ سکتا ہے اور قریش کی طاقت کیا ہے جو میری اطاعت نکریں قسم خدا کی میں نے اسوقت ان سے جنگ کی ہے جب وہ کافر تھے اور اب پھر اُن سے مقاتلہ کے لئے تیار ہوں جبکہ وہ (مال دنیا اور آرایش شیطانی پر) مفتوں اور فریفتہ ہو گئے ہیں اور بے شک جیسا کہ میں کل (پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں) ان کا صاحب اور مالک تھا آج بھی مجھے وہی

ایک نہایت ہی قلیل گروہ اور بھی ہے اور اس کی یہ کیفیت ہے کہ ذکر معاد اور ہول قیامت نے (مال دنیا کی طرف سے) ان کی آنکھوں کو بند کر دیا ہے محشر کے خوف سے ان کے آنسو رواں ہیں اس گروہ کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کوئی اپنے وطن اور عزیزوں سے بچھڑ گیا ہو خائف ہو اور ٹوٹا ہوا دل اپنے پہلو میں رکھتا ہو خاموش ہو اور اس کی زبان پر مہر لگا دی گئی ہو دعا کرنے والا ہو مگر نہایت ہی خلوص اور اخلاص کے ساتھ اور ایک درد رسیدہ اور دکھے ہوئے دل کی طرح فریاد کر رہا ہو۔ آہ! یہ وہ مقدس گروہ ہے جو خوف اعدا کے سبب تقیہ کرنے سے بالکل بے قدر اور گمنام ہے اور نگاہیں اسے نہایت ذلت و خواری میں دیکھ رہی ہیں۔

آہ! یہ لوگ وہ ہیں جو آب شور و تلخ میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے منہ (شکایت روزگار سے) بند ہیں اور ان کے دل زخم زخم ہو رہے ہیں ان لوگوں نے وعظ اور نصیحتیں کیں یہانتک کہ (زمانہ والوں کے بگوش توجہ نہ سننے سے) ملول ہوئے یہ دنیا پرستوں سے (مغلوب و مقہور ہو کر ذلیل و خوار ہو گئے اور ان کی افراد پر یہانتک شمشیریں رواں ہوئیں کہ اب بالکل ہی قلیل رہ گئے۔ اے لوگو! اسراول سے ہے کہ دنیا اور آرائش دنیا تمھاری نگاہوں میں اس ثفل اور بھوک سے بھی زیادہ حقیر ہو۔ جو چمڑے کو دباغت دینے کے بعد ببول کی چھال کا رہ جاتا ہے اور تم دنیا اور مال دنیا کو اس اون۔ پشم سے بھی زیادہ ذلیل سمجھو جو قینچی کے ساتھ چھنی جاتی ہے۔ تم اپنے گذشتہ بزرگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرو کہ وہ دنیا اور مال دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر کس حسرت و افسوس کے ساتھ چلتے بنے) قبل اس کے کہ تمہارے آنے والی نسلیں تمھارے حال سے نصیحت حاصل کریں تم دنیا کو بالکل ترک کر دو اس کی محبت نہایت ہی مذموم ہے اور اس دنیا نے اسی کو چھوڑا ہے اسی سے بے وفائی اختیار کی ہے جس نے اسے طلب کیا ہے اور اسکی دوستی کا دم بھرا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جب حضرت اہل بصرہ سے معرکہ آرائی کے لئے تشریف لے چلے تو منزل ذی قار میں جو بصرہ سے

کے ساتھ بلکہ بروجہ فساد ان کا شغل یہی ہے کہ زمین خدا میں تحصیل مال وجاہ کے لئے فساد برپا کریں
مگر دغا و فریب سے حاصل شدہ مال کی کمی۔ نفس کی خواری اور مکر وزور پیدا کرنے کے لئے بلید الذہنی
فساد سے روکے رکھتی ہے) کچھ ایسے نفوس ہیں۔ جن کی تلواریں میان سے باہر ہیں۔ ان کی شرارتیں
علانیہ طور سے ظاہر ہو رہی ہیں وہ اپنے سواروں اور پیادوں کو جمع کر رہے ہیں ایسے شخصوں نے
اپنے نفوس کو ملک و مال کی علامت قرار دے لیا ہے دنیا طلبی میں محو ہیں اپنے دین کو اس دنیادی
مال و متاع کے بدلے ہلاک کر دیا ہے جسے یا تو اپنے سواروں کی مدد سے حاصل کیا ہے (قتل و
غارت کر کے) یا منبروں پر کھڑے ہو کر اور خطبے پڑھ پڑھ کے۔ اور یہ امر نہایت ہی بد ہے کہ دنیا
کو اپنے نفس کی قیمت دیکھے (دنیا کے ہاتھ بک جائے۔) اور اس دنیا کو اس چیز کی قیمت قرار دے
جسے پروردگار عالم نے تیرے لئے مقرر کیا ہے (کہ جو بہبودی آخرت و جنت ہے) اور بعض اشخاص ایسے
ہیں جو عمل آخرت (عبادت) کے ذریعے سے دنیا کو طلب کرتے ہیں اور عمل دنیا کے ساتھ آخرت کو
طلب نہیں کرتے ایسے شخص نے سکون اور طمانیت کو اپنے لئے قرار دے لیا ہے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا
ہے وہ اپنا دامن سنبھالے ہوئے اپنے آپ کو لئے ہوئے رہتا ہے امین بننے کے لئے اپنے نفس
کو زیور تقویٰ و صلاح سے بتکلف و ریاکاری آراستہ کر رہا ہے اور خداوند عالم کی پردہ پوشی کو معصیت
کا ذریعہ بنا رکھا ہے (یہ وہ لوگ ہیں جو پیش ملت و شریعت ہیں ریاکاریوں کے ساتھ ریاست
و بزرگی دنیا کے طالب ہیں اور کھلم کھلا ظلم و جور کے ذریعے سے تحصیل ملک و جاہ نہیں کرتے) اب چوتھی
قسم کے وہ انسان ہیں جنہیں پستی نفس اور عدم اسباب (امداد) نے طلب ملک و مال سے بٹھا دیا ہے
(وہ بالکل ہیچ اور بے پر ہیں۔ ہاتھ پاؤں ہلا ہی نہیں سکتے) اور اس حالت نے انہیں ان کی حالتوں
پر چھوڑ رکھا ہے۔ اب وہ قناعت کا زیور بتکلف پہن رہے ہیں۔ اور صاحبان زہد کا لباس
نہایت ہی تکلف کے ساتھ زیب تن کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کا تصنع ہی تصنع ہے ان کی
رات کی خوابگاہیں اور دن کو آرام کرنے کے کمرے دنیا طلبی سے خالی نہیں (یہ بھی دنیا طلب ہیں
شب و روز دنیا ہی کی فکر میں غلطاں رہتے ہیں۔ مگر عصمت بی بی از بے چادری والا معاملہ ہے) اب

کلام جناب امیر علیہ السلام

جنگ جمل میں جب طرفین سے صف بندی ہو چکی اسوقت حضرت نے عبداللہ ابن عباس کو زبیر کے پاس بھیجا کہ اسے اطاعت امیرالمومنین کی طرف توجہ دلائے اور یہ کہلے ارشاد فرمایا طلحہ سے ہرگز ملاقات نہ کرنا اگر اس سے ملے تو اسے اُس بیل کی مثال پاؤگے جس کے سینگ کانوں کے برابر ہوتے ہیں پشت کی جانب مُڑے ہوئے ہوں (جو کوئی اس کے پاس جاتا ہے وہ اسے آزار دینے کے در پے ہو جاتا ہے اور اس طلحہ کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ شتر سرکش پر سوار ہے اور پھر اسے مطیع اور سبک رفتار بیان کرتا ہے۔ ہاں زبیر سے ملنا کیونکہ وہ ایک نرم طبیعت آدمی ہے۔ اس سے کہنا کہ تیرے ماموں کے بیٹے نے تجھے پیغام دیا ہے کہ تو نے حجاز میں تو میرا حق پہچانا (میری بیعت کی) اور عراق میں اگر منکر ہو گیا۔ تجھے کس چیز نے اس امر سے منحرف کر دیا جو تجھ سے ظاہر ہو چکا ہے (کس لئے بیعت توڑ ڈالی)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس ہم نے اللہ کھول کر دنیا کو ظالم و جابر اور زمانے کو کفران نعمت کرتے ہوئے دیکھا ہے (یہ ایسا زمانہ ہے جس میں محسن اور نیکو کار بدکار شمار کیا جاتا ہے اور ظالم اس زمانہ میں کبر و نخوت کو زیادہ کرتا ہے ہم اس زمانہ میں اپنے علم سے منتفع نہیں ہو سکتے (کیونکہ وہ عمل سے خالی ہے) اور نہ ہم اس چیز کی ماہیت دریافت کرتے ہیں جس سے ہم جاہل ہیں (اس زمانہ میں عالم عمل سے اور جاہل طلب علم سے خالی ہیں) جب تک کوئی حادثہ اور سانحہ ہم پر نازل نہو جائے ہم اس سے خوف ہی نہیں کرتے۔ اب دیکھیں جاننا چاہیے کہ) طبقہ انسان چار قسموں پر منقسم ہے کچھ تو وہ لوگ ہیں جن کے مال کی کمی ان کی کم فہمی بے عقلی اور ان کے نفوس کی ذلت انھیں فساد فی الارض سے روک رہی ہے یہ لوگ رئیسان ملک و مملکت ہیں اور طلب دنیا کے لئے طرح طرح کے حیلے کر رہے ہیں مگر قصلاحیت

(تمھاری جماعت پر بھروسہ کرکے) دشمن کو ڈرا سکتا ہوں (افسوس) یہ تمھاری کیا حالت ہے تمھیں کیا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ تمھارے اس مرض کی کیا دوا ہے دشمن اور مخالف بھی تو تم ہی جیسے انسان ہیں (تمھاری مردانگیوں کو کیا ہو گیا) کیا تمھارا قول علم و اعتقاد سے خالی ہے؟ کیا فسق و فجور میں غرق ہو کر غافل ہو گئے ہو کیا تمھیں کسی خلاف حق امر میں کسی قسم کی طمع ہے (خدا کی معصیت اور گنہگاری میں کسی نفع کی امید رکھتے ہو)

کلام جناب امیر علیہ السلام

قتل عثمان کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں اگر میں اس کے قتل کا حکم دیتا تو البتہ میں قاتل تھا اور اگر میں اس فعل سے منع کرتا تو اس (عثمان) کا ناصر و مددگار ہوتا میں بالکل علیحدہ ہوں مجھے اس سے ذرہ بھی علاقہ نہیں اور میری طرف سے کسی قسم کی امر و نہی اس کے بارے میں صادر نہیں ہوئی) لیکن پھر بھی اسکا یار و مددگار یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص نے اس کی مدد نہ کی جس سے میں بہتر ہوں (مراد یہ ہے کہ اس کے یار و انصار و مددگار مثل مروان اور دیگر چند اراذل بنی امیہ اپنے آپ کو مدد نہ کرنے والوں پر ترجیح نہیں دے سکتے جن میں امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر اصحاب شامل ہیں اور جنکی بزرگی مسلم ہے) اور جس شخص نے اس کی مدد نہیں کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے بہتر شخص نے اس کی مدد کی ہے (بنا بر اتفاق ناصرین اس کے مدد نہ کرنے والے نصرت کرنے والوں سے بہتر تھے اور اس کی مدد میں کسی قسم کی اچھائی ہی نہ تھی جو کوئی اسے اختیار کرتا) اب میں اس کے امر کو (اپنے اس کلام میں) تمھارے لئے جمع کرنے والا ہوں (ظاہر کر رہا ہوں) جسے اس نے اپنی خلافت میں اختیار کیا اور بہت برا استعمال کیا اور اب تم اس پر جزع فزع کر رہے ہو اور یہ امر تمھارے لئے نہایت ہی برا ہے اور ایسے کارہائے بد کو اختیار کرنے والے اور ایسے (باطل طریقہ پر) جزع فزع کرنے والے کے لئے پروردگار عالم کا حکم (بروز جزا) ظاہر ہونے والا ہے۔

ہمیں (یہاں) اور لاف وگزاف کرتے ہو مگر جب معرکۂ قتال درپیش ہوتا ہے تو سوا اس کے حیدی حیاد[1] کہنے کے اور کچھ بن نہیں آتی۔ جو شخص تمہیں (مدد کے لیے بلائے) اسکو یہ تمہارا بلانا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا (کیونکہ تم محض بودے ہو تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے) اور جو شخص تمہارے لئے رنجیں اور مشقتیں برداشت کرے اس کا قلب کبھی راحت نہیں پا سکتا (امر جہاد میں) تمہارا طرح طرح کی علتیں اور بہانے پیش کرنا محض فضول اقوال اور گمراہیوں کی وجہ سے (اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی قرضدار قرضخواہ کو دفع کیا کرتا ہے (داد ستد امروز فردا ہی پر ٹالا کرتے ہیں) ایسے ہی۔ تم جہاد کیلئے حیلے حوالے پیش کرتے ہو) ظالم اور جابر کے ظلم وجور کو وہ شخص دور نہیں کر سکتا جس نے ذلت و خواری کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ سنو! کوشش اور تلاش کے بغیر انسان حق تک نہیں پہنچ سکتا۔ اپنے گھروں کی خرابی اور بربادی کے بعد پھر تم کون سے مکانوں کی دشمن سے حفاظت کروگے اور میرے بعد پھر کون سے امام کے ہمراہ ہو کر قتال کروگے (جب کہ تم اپنے شہر کو دشمن کے حملوں اور تصرف سے نہیں روک سکتے پھر دوسرے مقامات پر تصرف کرنے سے کیونکر روک سکتے ہو اور جب مجھ جیسے شجاع دلیر اور بہادر امام و پیشوا کے ساتھ رہ کر اپنے دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکتے پھر کس سردار کے ماتحت رہ کر جنگ کر سکتے ہو کسی کے ساتھ بھی نہیں) قسم خدا کی پورا مغرور اور دھوکا کھانے والا وہی شخص ہے جسے تم نے دھوکا دیا ہے۔ اور جو شخص تمہارے سبب سے (دشمن کے مقابلے میں) کامیاب ہوا اسے وہی تیر[2] اور وہی پیالہ نصیب ہوا جس کے لئے کوئی مال غنیمت مقرر نہیں ہے (تمہارے سبب سے کامیاب ہونا بھی عین ناکامی ہے) اور جس شخص نے تیر کی طرح تمہیں دشمن کی طرف پھینکا (تمہیں ساتھ لیکر چڑھائی کی) اس نے ایک تیر شکستہ پھینکا ہے جس کا پیکان ٹوٹا ہوا ہے اور جو نشانے پر پہنچ کر بھی کارگر نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم میں نے ایسے عالم میں صبح کی ہے کہ نہ تمہارے قول کی تصدیق کر سکتا ہوں نہ مجھے تمہاری نصرت اور مدد کی تمنا ہے اور نہ میں تمہارے

---

[1] یہ ایک کلمہ ہے جو لڑائی سے بھاگنے کے وقت زبان سے نکلتا ہے جس کے معنی ہیں انحراف یعنی میرے منحرف ہونے اور بھاگ نکلنے کا وقت آپہنچا ۱۲ [2] زمانہ جاہلیت میں تیروں اور پیالوں کے ساتھ قمار بازی کا ایک طریقہ تھا ۱۲

اپنی موت سے پہلے ایّام آرزو و زندگی میں کوئی نیک کام کیا بے شک وہ عمل نیک اسے فائدہ پہنچاسے گا اور اجل اور مرگ ناگہانی اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی اور جو شخص موت سے پہلے اس حسرت اور زندگی کے دنوں میں عمل نیک سے قاصر رہا بے شک اسکا عمل ضائع ہوگیا اور غفلت کے موت نے اسے سخت نقصان پہنچایا خبردار ہوجاؤ اسی طرح ذوق و رغبت کے ساتھ عبادت کرو جیسے کہ بیم و خوف عقوبت کے سبب سے عمل کرتے ہو (اور اس قسم کی عبادت اکراہ اجبار پر مبنی ہے۔ ذوق و شوق کی عبادت سے اسے کچھ نسبت نہیں) خبردار ہوجاؤ میں کسی چیز کو بہشت سے بہتر اور نیک نہیں دیکھتا ہوں حالانکہ اس کا طالب اور چاہنے والا سو رہا ہے اور کوئی چیز دوزخ سے زیادہ خراب اور قبیح میری نظر میں نہیں اور اس سے بھاگنے والا ابھی غفلت کی نیند میں لے رہا ہے (بہشت کے طالب اور آتش دوزخ سے گریز کرنے والے بہت ہی قلیل ہیں) خبردار ہوجاؤ جس شخص کو حق نفع نہیں پہنچاتا بے شک باطل اسے ضرر اور نقصان پہنچاتا ہے اور جس کو ہدایت اور راہ نمائی سیدھا نہیں کرتی ضلالت اور گمراہی اسے ہلاکت اور تہلکہ کی طرف کھینچ لی جاتی ہے۔

آگاہ ہوجاؤ تم دار فنا سے) رحلت اور کوچ کرنے پر مامور ہوا اور زاد آخرت و توشۂ عقبیٰ کے جمع کرنے کی بمقتضیٰ ہدایت کی گئی ہے خبردار رہو وہ خوفناک چیز جس کا مجھے تمہاری طرف سے خوف ہے یہ ہے کہ تم ہوا و ہوس کے تابع ہوجاؤ اور تمہاری آرزوئیں اور حسرتیں دراز ہوجائیں دنیا میں رہ کر مال دنیا سے دا آخرت کیلئے) توشہ اور زاد راہ جمع کرو جس سے فردائے قیامت میں تمہارے نفس فائدہ اٹھائیں گے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اے وہ لوگو جن کے بدن ایک مکان میں جمع ہیں اور جن کی خواہشیں اور آرزوئیں مختلف ہیں تمہاری باتیں (شجاعت کی لن ترانیاں) تو سخت سے سخت پتھروں کو نرم کرتی ہیں اور تمہارے افعال (لڑائی سے بھاگ جانے) کو دیکھ دیکھ کر دشمن تم پر دلیر اور بیشتر ہوا جاتا ہے تم اپنی مجلسوں اور اپنے جلسوں میں

تھا کہ تمھیں دیکھوں اور تمھیں پہچانوں قسم خدا کی تمھاری جان پہچان نے پشیمانی کے دروازے کھولدئے ہیں اور حزن والم اس کے متعاقب ہے پروردگار عالم تمھیں قتل کرے تم نے میرے قلب کو پکے پھوڑے کی طرح پیپ سے لبریز کر دیا ہے اور میرے سینہ کو غیظ و غضب سے بھر رکھا ہے - تم نے دم بدم مجھے (شراب) غم اندوہ کے گھونٹ پلائے ہیں اور تم نے اپنے عصیان و نافرمانی کی وجہ سے میری رائے اور میری تدبیر کو بھی فاسد کر دیا ہے - حتیٰ کہ اب قریش یہ کہتے ہیں کہ ابی طالب کا بیٹا مرد شجاع تو ضرور ہے مگر علم جنگ سے واقف نہیں - خدا اُن کے بزرگوں پر رحمت کرے کیا ان (قریش) میں سے کوئی ایسا شخص تھا یا ہے جو مشغولیت حرب میں مجھ سے شدید ہو اور میدان جنگ میں مجھ سے زیادہ قایم رہنے والا ہو - بے شک میں اسوقت لڑائی کے لئے (دست بشمشیر ہوکر) اُٹھا تھا جب میری عمر بیس برس کو بھی نہ پہنچی تھی اور اب میں ساٹھ سال کو پہنچ چکا ہوں (عمر معرکہ آرائیوں میں ہی بسر ہوئی ہے) لیکن (حقیقت یہ ہے) کہ رائے اور تدبیر اس شخص کے لئے کچھ سودمند نہیں جو اس پر عمل کرنے والا نہیں ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

خدا کی حمد اور رسول رب مجید کی تعریف و توصیف کے بعد (ایہا الحاضرین) تمھیں معلوم ہونا چاہئے ہشیار دنیا نے (تم سے) منھ پھیر لیا ہے اپنی رخصت کا اعلان کر رہی ہے - اور آخرت سامنے آئی جاتی ہے اور احوال اہل دنیا پر مطلع ہو رہی ہے - آگاہ اور خبردار ہو جاؤ کہ آج کے دن (دنیا میں سختیاں جھیل جھیل کر) سوکھنے والا کل کے روز (قیامت میں) آگے سبقت لے جانے والا ہے وہی سبقت بہشت ہے (سبقت کرنے والا داخل بہشت ہوتا ہے) اور لذا آئند دنیوی کی غایت اور اس کا فائدہ سوائے نار جہنم کے کچھ نہیں - کیا تو موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتا کیا تو روز سختی (احتیاج (قیامت) سے پہلے اپنے نفس کے لئے امور پر کار بند نہیں ہوتا جو اسے فائدہ پہنچا سکیں یاد رکھو تم ایام آرزو میں (گذر کر رہے ہو) جس کے پیچھے اجل اور غفلت کی موت لگی ہوئی ہے جس شخص نے

سوار (ولایت) انبار میں داخل ہو گئے ہیں اور وہاں کے عامل حسان ابن حسان بکری کو قتل
کر ڈالا ہے اس نے تمہارے سواروں کو تمہارے سرحدوں سے ہٹا دیا ہے (حفاظت کرنے والوں کو ان
کے مقامات سے دور کر دیا ہے) مجھے ان حملہ آوروں (کے ظلم و جور) کی یہاں تک خبر پہنچی ہے کہ ان
میں سے ایک شخص کبھی مسلمہ یا ذمیہ عورت کے گھر میں داخل ہوا اس کی پازیب اس کے کڑے اس کا گلوبند
اس کے گوشوارے یہ سب زیورات (نہایت بیرحمی کے ساتھ) چھین لئے وہ عورت اس مرد کو روک نہیں سکی
مگر ہاں دو پڑھ کر انا للہ گریہ و بکا کر رہی تھی اور اپنے قبیلہ والوں کو پکار رہی تھی اور یہ لشکر ایک کثیر اور وافر
مال غنیمت حاصل کر کے واپس ہو گیا نہ تو ان میں سے کسی کو زخم پہنچا نہ کسی کے خون کا ایک قطرہ زمین پر
گرا اب اگر کوئی مرد مسلمان اس سانحہ دل خراش پر افسوس کرتا کرتا مر جائے تو اسے ملامت نہیں کیجا سکتی
بلکہ وہ ایسی مرگ کا سزاوار ہے۔ آہ تعجب ہے اور سخت تعجب ہے دل (اس حزن واندوہ سے) مردہ
ہوا جاتا ہے اور ہم وغم کی کیفیت طاری ہو رہی ہے کہ وہ مخالف تو سب کے سب اپنے فعل باطل پر
متفق اور مجتمع ہو رہے ہیں اور تم امر حق سے یوں متفرق اور پراگندہ ہو رہے ہو قبح اور زشتی تمہیں
نصیب ہو اندوہ والم تمہارا دامنگیر ہو جائے جبکہ تم وہ نشانہ بنے ہو جس کی طرف تیر پھینکا جاتا ہے
وہ (مخالفین) تمہیں قتل و غارت کئے دیتے ہیں اور تم انہیں ہلاک و پامال نہیں کرتے وہ تم سے لڑائی
لڑ رہے ہیں اور تم لڑائی سے جان چراتے ہو۔ خدا کی نافرمانیاں اور معصیتیں کی جا رہی ہیں اور تم راضی
ہو بیٹھے بیٹھے دیکھ رہے ہو جب میں موسم گرما میں تمہیں ان کی طرف کوچ کرنے کے لئے حکم دیتا ہوں
تو تم کہتے ہو یہ سخت گرمی کے دن ہیں ہمیں مہلت دیجئے کہ یہ گرمیاں ذرا کم ہو جائیں اور جب جاڑوں
میں یہ حکم دیا جاتا ہے تو عذر کر دیتے ہو کہ اب تو سردی کی شدت ہے ذرا مہلت عنایت ہو کہ سردیوں
کی تکلیف ہم سے زائل ہو جائے۔ یہ سب گرمی اور سردی سے بھاگنے کی باتیں ہیں یہ محض حیلے ہیں
اور اگر واقعی تم گرمی اور سردی کی شدت برداشت نہیں کر سکتے اور اس سے بھاگتے ہو تو تلوار
کی آنچ سے تو ضرور ہی فرار کر جاؤ گے (پھر کیسا دعوئے شجاعت) اے مردصورتو! حالانکہ مرد تم میں
کوئی نہیں ہے۔ اے خوابہائے اطفال! اے عقول زنان حجلہ نشین۔ میں اسبابت کو دوست رکھتا

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد (ایہا الناس تمہیں معلوم ہونا چاہیئے) کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے پروردگار عالم اپنے دوستوں اور اولیا کے لئے کشادہ کرتا ہے (اور وہ جہاد کیا چیز ہے) وہ تقویٰ اور صلاح کا لباس ہے (کیونکہ جہاد اشرار کی شرارتوں اور کفار کی مضرتوں کو متقین سے دور کرتا ہے گویا وہ ایک لباس ہے جو سردی اور گرمی سے بچانے والا ہے) اور وہ (جہاد) حفاظت پروردگار عالم کی ایک مضبوط اور محکم زرہ ہے (جو دشمنان ظالمین کے تیروں اور نیزوں سے مومنین کے سینوں کو بچاتی ہے) وہ (جہاد) ایک مضبوط سپر ہے (جس سپر منافقین کی تلبیس کے گرز اور شمشیر پار نہیں کر سکتیں) اب جس نے اسے (جہاد کو) ترک کر دیا پروردگار عالم اسے ذلت کا لباس پہنائیگا اور بلیات و آفات کی ردائیں (اسے اوڑھنے کے لئے) نصیب ہونگی اور ایسا شخص (تارک جہاد) ذلت اور اہانت کے سبب بالکل حقیر کر دیا جائیگا اس کے دل کو وہ پردہ نصیب ہوگا جو عقل کو زائل کر دیتا ہے وہ فضیلت جہاد کو ضائع کرنے کے سبب سے طریق حق سے بہت دور ڈال دیا جائے گا۔

اسے نقصان اور ظلم کی زحمتیں میسر ہونگی اور عدل و انصاف اس سے بالکل روک لیا جائے گا۔ (کوئی فریاد رس اس کی فریاد کو نہ پہنچے گا اور کوئی عادل و منصف اس کا انصاف چکانے کے لئے اس کی طرف متوجہ نہ ہوگا) خبردار ہو جاؤ میں شب و روز علانیہ اور پوشیدہ طور سے تمہیں اس قوم (مطیعان معاویہ) سے جہاد کرنے کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم ان کے حملوں سے پہلے ان پر چڑھائی کر دو (تاکہ آگے بڑھنے نہ پائیں) قسم خدا کی جس قوم نے اپنے گھر کے گوشوں میں بیٹھ کر لڑائی اور جنگ کی ہے وہ ہمیشہ مغلوب یا مقہور ہوئی ہے اور تم اس حکم کو ایک دوسرے پر چھوڑ رہے ہو ایک دوسرے کے خذلان پر آمادہ ہو (اس کا نتیجہ کیا ہوگا) آخر کار قتل اور غارتیں تم پر آ جائیں گی (تمہارے مال تاراج ہونگے اور تمہارے گھروں پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ ہاں) یہ جو بنی غامد کا بھائی (سردار لشکر معاویہ) ہے جس کے

مزہ چیزیں تمھاری خوراک تھیں تم آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے (خونریزیوں کے جن سروں پر سوار تھے) اور قطع رحم تمھاری گھٹیوں میں پڑا ہوا تھا۔ بُت اور اصنام (عبادت کے لئے) تمھارے درمیان نصب تھے اور گناہوں کی رسیاں (نہایت ہی پیچیدہ طور پر) تم سے لپٹی ہوئی تھیں

پھر اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے اب میں نے دیکھا اور چاروں طرف نظر کی تو سوائے اہلبیت کے کسی کو اپنا معین و مددگار نہ پایا پس میں نے ان کی موت سے بخل کیا اور ان کے قتل ہو جانے پر راضی نہ ہوا (یہ فقرے اس سانحہ کو یاد دلاتے ہیں جو رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی وفات کے بعد گذرا تھا۔ دنیا کے لوگ ہوا و ہوس میں مبتلا ہو گئے تھے اور کسی کو حق کی طرف توجہ باقی نہ رہی تھی)

پھر اسی خطبہ میں فرمایا ہے معاویہ سے بیعت نہیں کیا گیا (عمرو عاص نے اس کی بیعت نہیں کی) جب تک اس بیعت کی قیمت (شہر مصر) کا اقرار نہیں لے لیا۔ پس ایسے ہاتھ کو کبھی فتح فیروزی میسر نہیں ہوتی (جیسے عمر عاص کا ہاتھ ہے جس نے دنیا کی عوض دین کو بیچ ڈالا یا خریدار کا ہاتھ جو معاویہ ہے اور لوگوں کے دین خرید رہا ہے انھیں گمراہیوں میں مبتلا کر رہا ہے) الٰہی ایسے مشتری کی امانت (وہی عہد جو عمر عاص سے کیا تھا) خوار اور ذلیل و رسوا ہو جائے۔ اب تم لڑائی اور جنگ کی استعداد کو اخذ کرو میدان حرب کے لئے مستعد۔ آمادہ اور کمر بستہ ہو جاؤ اور میدان قتال کے لئے ان چیزوں کو بالکل تیار کر لو جنکا تیار اور مہیا کرنا نہایت ضروری ہے (تلواریں سان پر چڑھائی جائیں۔ برچھیوں پر صیقل ہو جائے۔ نیزوں کی نوکیں نکل آئیں اور تیروں کے پیکانوں میں وہ روانی پیدا ہو جائے جو چھوتے ہی دشمن کے قلب میں گھر کر جائے) ہاں دیکھو لڑائی کی آگ بھڑک چکی ہے اور اس کی روشنیاں بلندی پر پھیل رہی ہیں صبر کو اپنا شعار بناؤ۔ استقامت کو اپنے لئے لازم کر لو کیونکہ یہی چیز فتح و ظفر کی طرف بلانے والی ہے اور دشمن پر نصرت حاصل کرنے اور اسے مغلوب کرنے کا یہی راز ہے

پھر کاہی ہو بہر وہ کیونکر تم پر فتح نہ پائیں گے (تمھاری یہ حالت ہے کہ اگر میں تمہیں کاٹھ چوبی اور کاٹھ کے پیالہ پر بھی امین مقرر کر دوں تو مجھے خوف ہے کہ تم اس پیالہ کو رسی سمیت اڑا لے جاؤ گے جس میں وہ لٹکا ہوا ہے تمھاری خیانتیں حد درجہ کو پہنچ چکی ہیں اور حقیر سے حقیر چیز کے لئے بھی تم امین نہیں ہو سکتے) پروردگارا میں نے اس قوم کو (جہاد کی طرف بلا بلا کر اور احکامات شرعیہ کی طرف دعوت دے دے کر) بہت ملول کیا ہے اور اس نے بھی (اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے) مجھے آزردہ اور ملول کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا میں نے اسکو بوجوہ مذکورہ بہت کچھ تنگدل کیا ہے اور اس قوم نے بھی مجھے دلگیر کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی اب تو ان لوگوں کی عوض ان سے بہتر مجھے عنایت فرما اور میری عوض بدتر اور بدترین خلق انھیں (حاکم) عطا کر دے۔ پروردگارا ان کے دلوں کو نرم کر دے اور اس طرح گھلا دے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے (یہ دعائیہ کلمے ہیں کہ حضرت کی عین شفقت اور مہربانی پر دلالت کرتے ہیں)

اے لوگو! تم خوب سمجھ لو کہ مجھے (تمھاری اس جمعیت کی نسبت یہ امر بہت عزیز ہے کہ (میری نصرت اور حمایت کے لئے فقط) ہزار سوار قبیلہ بنی فراس بن غنم کے پیدا ہو جائیں یہ قبیلہ شجاعت وحمیت اور اپنے حاکم کی اطاعت میں مشہور ہے) کیونکہ ضرورت اور مدد کے وقت جب انھیں طلب کیا جائے تو ان کے سوا ہو سم گرما کی بارش اور اساڑہ کے دونگڑے کی طرح برستے ہوئے آتے ہیں یہ فرما کر آپ منبر سے اتر آئے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بالتحقیق پروردگار عالم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو دونو جہان کے ڈرانے اور اپنے احکام کی امانت کے لئے مبعوث فرمایا ہے اے گروہ عرب (وقت بعثت) تمھاری یہ حالت تھی کہ تم نہایت ہی بُرے دین میں مبتلا تھے بدترین مکانوں میں تمھاری سکونت تھی اور تم سخت پتھروں اور بہرے سانپوں (اژدہوں) کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ تم مکدر اور غلیظ پانی پی رہے تھے اور نہایت ہی ناگوار اور بے

(امیر المومنین علیہ السلام در صورت تولاّئے حوزہ) تمہاری آیندہ رستگاری کشائش کا ضامن ہے اگرچہ وہ تمہیں جلدی حاصل نہو

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

جب امیر المومنین کو متواتر یہ خبریں پہنچیں کہ معاویہ والے حکومت کے شہروں پر قبضہ کرتے جاتے ہیں اور یمن کے عامل عبداللہ بن عباس اور سعید ابن نمران بھی بسر ابن ابی ارطاۃ سے مغلوب ہوکر چلے آئے اسوقت حضرت اپنے اصحاب کے جہاد سے باز رہنے پر بہت تنگدل تھے اور ان کے مخالفین ارہ رہ کر آپ کو اندوہناک کررہی تھیں چنانچہ اسی غم وغصہ کی حالت میں آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا سوائے کوفہ کے اور کوئی میری مملکت نہیں ہے جائے ہیں اسے بیٹوں چاہے کشادہ کروں (جس طرح چاہوں تصرف کروں) اے کوفہ اگر تجھ میں فتنہ وفساد کی ہوائیں چلیں اور تیرے ذلیل مردم بغاوت پر آمادہ ہوں تو خدا تیرا برا کرے ۵ اے عمر مجھے تیرے باپ کی جان کی قسم جو جسر وخوبی میں مشہور تھا کہ میرے حصہ میں فقط وہ چکنائی اور دسومت ہے جو برتن میں شوربا وغیرہ کھا پینے کے بعد باقی رہ جاتی ہے اس سلطنت میں میرا فقط اتنا ہی حصہ ہے جسقدر کہ چربی برتن میں کھا پینے کے بعد باقی رہ جاتی ہے یعنی نہایت ہی قلیل) **پھر فرمایا** مجھے بسر ابن ارطاۃ (سردار معاویہ) کی خبر ملی ہے کہ اس نے یمن پر قبضہ کر لیا۔

آہ! تم اپنے برحق امام سے مخالفت کر رہے ہو تم میں تفرقے ظاہر ہو رہے ہیں قسم خدا کی مجھے اس (حملہ آور) قوم کی طرف سے گمان ہے کہ وہ تمہاری ان بدعنوانیوں سے فائدہ اٹھاکر تمہیں اپنی رعایا بنالے گی اور تم ان (ظالموں) کے فرمان بردار ہو جاؤ گے افسوس تم اپنے امام برحق کی نافرمانیاں کر رہے ہو اور وہ اپنے باطل وکاذب پیشوا کی اطاعت پر کمر بستہ ہیں وہ اپنے حکمراں (ظالم) کی امانتوں کو ادا کرتے ہیں اور تم (اپنے سچے اور برحق امیر کی حق میں) خیانت کر رہے ہو وہ اپنے شہروں کی اصلاح کر رہے ہیں اور تم اپنے بلاد میں فتنہ وفساد کی آگ

ہیں) یہ لوگ بہت زیادہ رعایت کے سزاوار ہیں کیونکہ اس کی غیبت میں اس کی حفاظت کرتے ہیں
اس کی پراگندہ ہو جانے والی چیزوں کو جمع کرتے ہیں اور زمانہ کی سختیوں میں سے جب کوئی سختی اس پر
نازل ہوتی ہے تو سب سے زیادہ شفقت اور محبت انھیں سے ظہور میں آتی ہے اور انسانوں میں
جس شخص کو پروردگار عالم نے زبان خیر عطا فرمائی ہو وہ اس مال سے لاکھ درجہ بہتر ہے جس کے اغیار
وارث اور مالک ہوں (ذکر خیر کا باقی رہنا ارث سے پیدا رہنا بہتر ہے جس کے وارث نفع اٹھاتے ہیں کیونکہ
ذکر خیر جو لوگوں میں ہوگا سب سننے والے اپنے ہوں یا بیگانے اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے
اور مال چھوڑ جانے پر وہی لوگ دعا کریں گے جنہیں اس میں سے کچھ حصہ ملا ہے اور ذکر خیر لوگوں میں
فقط احسان و انعام بخشش و عطا داد و دہش حسن سلوک حسن اخلاق کے سبب سے ہوا کرتا ہے) پھر اسی
خطبہ میں در باب صلہ رحم فرمایا ہے خبردار تم میں سے کوئی شخص جب عزیز و قریب کو فقر و فاقہ میں
مبتلا دیکھے ہرگز ہرگز اس سے منہ نہ پھیرے اور کبھی ایسی حقیر چیز کے ساتھ اس کی احتیاج کا
دروازہ بند نکرے جس کا پاس رہنا اس کے لئے موجب زیادتی عزت و اعتبار نہ ہو اور جس کا گم ہو جانا
ہاتھ سے جاتا رہنا اس کی قدر و منزلت کو کم نکرے جو شخص اپنے قبیلہ کی امداد سے ہاتھ کھینچتا ہے
اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا تو ایک ہی ہاتھ ان سے کھنچتا ہے اور ان کے بہت سے ہاتھ (مختلف
موقعوں پر اس کی مدد سے) علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جس کا حاشیہ (گوشہ۔ پہلو۔ طرف) نرم
ہوتا ہے (جو شخص ممسک بخیل اور خشک نہیں ہوتا اس کی قوم اس پر ہمیشہ مہربان رہتی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرو اور خدا کے عذاب سے خدا کی ہی طرف پناہ لیجاؤ
تم اس رستے پر چلو جو تم پر بالکل واضح اور آشکار کر دیا گیا ہے تم اسی حبل المتین کے ساتھ قایم ہو جاؤ
جس سے تمھیں باندھا گیا ہے (وہ حبل المتین امیر المومنین علیہ السلام کی ولا ہے جو خالق و
مخلوق کے درمیان رابطہ ہے اور اس سے تمسک کئے بغیر راہ خدا دستیاب نہیں ہو سکتی) اور عملی

۱؎ کاش ہم اپنے امام کے اس حکم پر عمل کریں اور خدا ہمیں توفیق دے کہ ہمارے عزیز اقارب کو ہماری ذات سے نقصان نہ پہنچے ۱۲

بالتحقیق مرد مسلمان نے جب تک ظاہر بظاہر دنائت اور پستی کا لباس نہیں پہنا جس کے ذکر کے وقت اسے جھکنا پڑے اور لئیم انسان اسکی حالت (دنایت و پستی) کو دیکھ کر مغرور ہو جائیں یا ائیو سبر تُل جائیں کہ جب یہ شخص ایسے عمل کرتا ہے تو ہم کیوں نہ کریں) تو اس شخص کی مثال بالکل اس کامیاب قمار باز کی سی ہے جو اول کامیابی کا منتظر ہو کہ قمار بازی میں وہی تیر اس کے نام نکل آئے جس کے سبب سے مال غنیمت نصیب ہو اور تاوان نہ دینا پڑے اور ایسا ہی وہ مرد مسلم جو خیانت سے بیزار ہے اس کی مثال بھی اسی کامیاب شخص کی سی ہے اور یہ شخص بھی پروردگار عالم سے دو نیکیوں سے ایک نیکی کا طالب ہے یا تو وہ خدا کے حکم کو طلب کرتا ہے اپنی موت چاہتا ہے اور دوسروں کو بھی اُسی کی ترغیب دیتا ہے) اب جو خدا کے پاس رحمتیں اور کرامتیں ہیں بے شک اسپر نازل ہونگی یا وہ خداوند تعالیٰ سے رزق روزی طلب کرتا ہے اور وہ یکایک صاحب مال اور صاحب اولاد ہو جائیگا اور اس کے ساتھ ہی اسے دین بھی عطا ہوگا اور دین کی کرامتیں اسپر ظاہر ہو جائیں گی۔ بے شک مال اور اولاد دنیا کی کھیتیاں ہیں اور عمل نیک آخرت کی زراعت ہے اور کبھی پروردگار عالم ان دونوں چیزوں کو جماعتوں کے پاس جمع کر دیتا ہے (جن میں صلاحیت دیکھتا ہے۔ پس تم خدا سے ڈرو اور اس طرح ڈرو کہ تعذیر اور سزا دکے خوف) سے ملتبس ہونے پائے (ارتکاب محارم و مناہی سے خاص طور پر خوف کرو) اور لوگوں کے دکھانے اور سُنانے کی غرض سے عمل نکرو اس لئے کہ جو شخص غیر خدا کے لئے عمل کرتا ہے پروردگار عالم اسے اس کے نفس پر چھوڑ دیتا ہے (پھر اس میں اور شہوات نفسانیہ میں کوئی پردہ یا حجاب باقی نہیں رہتا بس ہوا و ہوس کی عبادت ہوتی ہے اور ضلالت و شرک میں گرفتار ہو جاتا ہے) ہم پروردگار عالم سے نیک بختوں کی زندگانی اور شہیدوں کے مرتبے طلب کرتے ہیں۔

ایہا الناس تمھیں معلوم ہونا چاہئیے) انسان کتنا ہی صاحب مال ہو جائے اپنے عزیزوں اور قبیلہ والوں سے بے نیاز اور بے پروا نہیں ہو سکتا وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی زبانوں سے اس شخص کے لئے دفاع کرتے ہیں (اس کے دشمنوں کو روکتے ہیں اور اس کی مدد اور اطاعت کے لئے لوگوں کو بلاتے

تو کون بلاتا ہے اور اسے کیا جواب دیا جاتا ہے میں ہر حالت میں حجۃ خداوندی (کلام خدا سنت رسول خدا) کے ساتھ راضی ہوں جو ان پر قایم کی گئی ہے اور علم (حکم خدا اور رسولخدا کے ساتھ جو ان کے بارے میں موجود ہے اگر یہ حجۃ خدا کی پیروی سے انکار کریں جو ان پر تمام ہو چکی ہے تو پھر میری طرف سے (اس مطالبہ ناحق کے بدلے) انھیں شمشیر کی تیزی نصیب ہو گی جو انھیں مرض تعدی و جور سے شفا دینے کے لئے اور اہل حق کی نصرت کے واسطے کافی ہو وافی ہے کسقدر تعجب ہے مجھے پیغام دے رہے ہیں کہ (میدان حرب میں) نیزے کی نوکوں کے سامنے نکل اور تلوار کی آنچ پر صبر کر مردہ اولاد کی مائیں انھیں مُردہ اور مفقود دیکھیں میدان حرب و ضرب میں قایم رہنا تو میرا ہی حصہ ہے میں کبھی لڑائی کے نام سے ڈرایا نہیں جا سکتا اور نہ کبھی ضرب نیزہ و شمشیر سے مجھے خوف دلایا جا سکتا ہے (کسی شخص نے میدان جنگ میں خوف اور بیم کی نسبت ہی میری طرف نہیں کی میں اپنے پروردگار کی جانب سے یقین پر محکم و استوار ہوں (مجھے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہے اور وہ موت جس سے تم لوگ خوف کر رہے ہو اور دوسروں کو بھی ڈرا رہے ہو میرے پروردگار عالم نے اس موت کے خوف سے مجھے نجات عطا فرمائی ہے میں تو اس سے مانوس ہوں حیات ابدی کا شائق ہوں مجھے اس سے ذرا بھی خوف یا دہشت نہیں) اور مجھے اپنے دین (اسلام) میں کوئی شبہہ اور شک نہیں ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد تمھیں معلوم ہونا چاہئے کہ حکم پروردگار عالم آسمان سے زمین کی طرف (اندازہ اور مشیت طریقہ سے) اسطرح نازل ہوتا ہے جیسے بارش کے قطرے اور مینہ کی بوندیں اور ہر ایک نفس ہر ایک ذات کے لئے تقسیم کیا جاتا ہے کمی اور زیادتی کے ساتھ (عمر میں مال میں اولاد میں عزت و مرتبہ میں) لہذا اب اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اولاد مال یا دولت بکثرت دیکھے تو تمھیں (دلگیر ہو کر) فتنہ و فساد برپا کرنا زیبا نہیں (کیونکہ یہ امر رضا بقضا کے خلاف ہے

اور وہ ساعت تمہارے آ گئی ہے جسے قیامت کہتے ہیں جو تمہیں کھڑا کر دے گی لیکن تم دیکھتا ہوں مضبوطی اور دنیائے دنی کی نفسانیتوں کے بوجھ سے) بالکل ہلکے ہو رہو تاکہ نہایت آسانی کے ساتھ (اپنی حقیقی اور مرجع سے) لاحق ہو جاؤ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارا آخر تمہارے اول کا انتظار کر رہا ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

(خون عثمان میں اپنی عدم شرکت کی نسبت ارشاد ہوا ہے)

آگاہ ہو جاؤ شیطان نے اپنا لشکر تیار کر لیا ہے اور اس کی فوجیں کھینچی چلی آ رہی ہیں اور یہ چڑھائی اس لئے ہے کہ ظلم و جور اپنے وطن (مقام) کی طرف اور کذب و باطل اپنے مقام (جاہل) کی طرف عود کر آئے قسم خدا کی (اسی جہالت اور شیطنت میں گرفتار ہو کر) ان لوگوں نے مجھ پر بہتان باندھے ہیں طرح طرح کے طوفان اٹھائے ہیں (قتل عثمان میں خواہ مخواہ میرا دامن ملوث کئے دیتے ہیں اور میرے اور اپنے درمیان بالکل انصاف نہیں کیا یہ لوگ مجھ سے اس حق (خون عثمان) کو طلب کرتے ہیں جسے انھوں نے خود ترک کیا ہے یہ مجھ سے اس خون کے قصاص کے طالب ہیں جسے انھوں نے خود بہا دیا۔ اگر میں قتل عثمان میں) اس کا شریک تھا تو ان کے لئے بھی تو اس میں حصہ موجود ہے (پھران کا مطالبہ بالکل غلط ہے اور قاتل وارث بنکر خون بہا نہیں طلب کر سکتا) اور اگر میری اجازت کے بغیر یہ اس (قتل) کے مرتکب ہوئے تو اسحالت میں بھی (اس خون) کی عقوبت اور سزا انھیں کے ذمے ہے (یہ کسی طرح بھی مجھ سے مطالبہ کرنے کے حقدار نہیں کیونکہ دونو صورتوں میں انہی کا دامن رنگین نظر آتا ہے) اور بے شک ان کی سب سے بڑی حجت انھیں کے نفس کے لئے ہے (کہ یہی قتل عثمان کے مرتکب تھے ان کا مطالبۂ خون عثمان کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اس عورت سے دودھ طلب کرے جس کا دودھ سوکھ گیا ہو اور اب یہ لوگ پھر اسی بدعت عثمانی کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو بالکل کالعدم ہو چکی ہے۔ اے نقصان رسیدہ اور مجھے لڑائی کے لئے بلانے والے آ میرے سامنے حاضر ہو دیکھیں

مرتبہ اسلام نے (ایک مرتبہ تو حالت کفر میں قید ہو چکا ہی اور دوبارہ حالت اسلام میں) ان دونو قتوں میں ایکدفعہ بھی تیرا مال اور تیرا حسب ونسب تیری قید کو نہ روک سکے کسی قسم کی عزت یا بزرگی نہ تجھے حالت کفر میں میسّر تھی نہ حالت اسلام میں) جس نا کاس نے اپنی قوم پر تلواریں علم کرادیں اور موت کو اس کی طرف روانہ کردیا وہ اسی امر کا سزاوار ہے کہ اس کے عزیز و قریب اسے دشمن سمجھیں اور بیگانے اسے امین اور دیانت دار نہ خیال کریں

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

بے شک اگر تم اس منظر کا معائنہ کر لیتے جسے تم میں سے مرجانے والے دیکھ چکے ہیں۔ تم فریاد کرتے تمھارے قلب لرز جاتے اور (اوامر و نواہیٔ خدا پر) سوائے سمعنا و اطعنا کہنے کے اور کچھ تمھاری زبان پر نہوتا مگر جو کچھ ان مُردوں نے دیکھا ہے ابھی تمھاری نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور وہ وقت بالکل قریب ہی جب بے پردہ و حجاب سرنامہ اٹھا دیا جائے گا لیکن اگر تم چشم بینا رکھتے ہو اگر تم سامعہ باطنی سے بہرہ مند ہو تو سمجھیں تو وہ تمام مناظر دکھائے گئے ہیں ایک ایک واقعہ سنا دیا گیا ہے اگر تم میں قبول ہدایت کی استعداد موجود ہے اور تم ہدایت کے طلبگار ہو تو سبیل ہدایت بتیر نہایت ہی شرح طریقہ سے ظاہر کردی گئی ہے قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں دنیا کی عبرتوں نے احوال رفتگان کو تمپر بالکل آشکار کر دیا ہے دنیا سے سامنے عبرت کے دفتر کھلے ہوئے ہیں۔ قوم نوح کی حالت کا اندازہ کرو قوم عاد پر نظر ڈالو۔ قوم ثمود کی عبرتناک حالت دیکھو وغیرہ وغیرہ انھیں زجر و توبیخ کی گئی ہے تم اس چیز سے منع کر دیئے گئے ہو جس میں تمھارے منع کرنے کا موقع و مقام ہے۔ پروردگار کی جانب سے رسولان آسمان (ملائکہ) کے بعد انسان کے سوائے اور کسی نے تبلیغ رسالت نہیں کی (یعنی انسان کو ہی انسانوں کے لئے مبعوث کیا ہے اور اس طریقہ کے بغیر خلقت کی ہدایت ہو ہی نہیں سکتی ممکن نہیں ہے)

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

تمھارا منتہیٰ اور تمھارا مرجع بالکل تمھارے سامنے موجود ہیں تو یا بطبع انسان اس کی طرف چلا جا رہا ہے

اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے خطبہ میں جنگ صفین کے قصہ تحکیم کو بیان کرنا شروع کیا آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھ کر کہنے لگا پہلے تو آپ نے ہمیں امر تحکیم سے منع کیا پھر اسکا حکم دیا ان دونو امروں میں سے ہم نہیں جانتے کہ کون سی بات بہتر ہے حضرت نے فرمایا یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے حزم و احتیاط کو ترک کیا یعنی میری جزا ہے کہ میں نے احتیاط سے کام نہ لیا اور وقوع فتنہ و فساد لوگوں کے کافر ہو جانے کے خوف سے میں امر تحکیم پر آمادہ ہو گیا اشعث نے اصل ارشاد کے مفہوم کو نہ سمجھا بلکہ اپنی جہالت سے یہ رائے قایم کر لی کہ امام اپنی غفلت اور ترک احتیاط کا اقرار کر رہے ہیں اور کہنے لگا آپ کا یہ کلام آپ کے لئے سخت مضر ہے کیونکہ امام کو چاہئے کہ بصیر اور دانا ہو مصلحت وقت سے غافل نہ ہو گویا آپ کا یہ کلام آپ کی خلافت کے بالکل منافی ہے یہ سنکر حضرت نے اشعث مذکور کی طرف غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا

تو کیا جانتا ہے تجھے کس نے اطلاع دی کہ فلاں چیز میرے لئے مضر ہے اور فلاں نفع پہنچانے والی (تو میرے نفع اور نقصان کو کیا سمجھ سکتا ہے) تجھپر خدا کی لعنت برس رہی ہے لعنت کرنے والے تجھپر لعنت کر رہے ہیں او ابشر بر کے بیٹے شریر انسان او کافر کے بیٹے منافق تجھے ایک مرتبہ کفر نے[1] اسیر کیا ہے اور دوسری

[1] حالت کفر میں اس کی اسیری کا قصہ یہ ہے کہ ایک قبیلہ نے اسکے باپ کو قتل کر دیا یہ اپنے باپ کا خونبہا طلب کرنے کے لئے چڑھ گیا اور آخر گرفتار ہوا پھر تین ہزار اونٹ دیکر رہائی کی شکل نصیب ہوئی اور یہ حضرت رسول میں حاضر ہو کر اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا اب حالت اسلام میں قید ہونیکا یہ واقعہ ہے کہ رسولخدا کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اسنے تمام حضرموت والوں کو زکواۃ دینے سے منع کر دیا ابوبکر نے زیاد ابن لبید کو اسکے مقابلہ کے لئے متعین کیا وہ فوج لیکر چڑھ گیا یہ پہلے تو اس فوج سے لڑتا رہا بالآخر محصور ہو گیا اور زیاد نے بھی بڑی سختی سے محاصرہ کیا پانی اسپر بند کر دیا اس نے امان طلب کی مگر اپنے اہل و عیال کے لئے اور چند اپنے اہل قوم کے لئے مگر امان نامہ میں اپنا ذکر فراموش کر گیا جب یہ قلعہ سے باہر نکلا تو زیاد نے فوراً یہ حجت پیش کر کے کہ تو نے اپنے لئے امان نہیں طلب کی ہے پابجولاں کر کے اسے ابوبکر کے پاس بھیجدیا باقی لوگ جو قلعہ میں محصور تھے اب وہ بھی یہ سمجھکر کہ امان مل چکی ہے باہر نکل آئے زیاد نے چند لوگوں کے سوا جن کا ذکر امان نامہ میں ہو چکا تھا باقی سب کو تلواروں پر دھر لیا اور خوب جی بھر کے کشت و خون کیا ۱۲

حکم لگاتا ہے حالانکہ ان کا خدا ایک ہے نبی ایک ہے کتاب ایک ہے کیا خداوند عالم نے انہیں اختلاف کا حکم دیا ہے جو یہ اس کی اطاعت کرتے ہیں یا اس عالم و دانا نے انہیں (اختلاف سے) منع نہیں کیا جو یہ اس کی نافرمانی کرتے ہیں کیا خداوند عالم نے دین (اسلام) کو ناقص طریقہ سے نازل کیا اور اس کے اتمام کے لئے ان سے مدد طلب کی اور استعانت چاہی کیا یہ پروردگار کے شریک ہیں اور ان پر فرض ہے کہ یہ کہیں اور اس پر واجب و لازم ہے کہ وہ ان کے قول پر راضی ہو جائے؟ یا ایسا تو نہیں۔ کہ پروردگار عالم نے (دین اسلام) کو تمام و کمال طریقہ سے نازل کیا مگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اس کی تبلیغ اور (امر رسالت کو) باحسن الوجوہ ادا کرنے سے قاصر رہے۔ قسم خدا کی پروردگار عالم فرماتا ہے مافرطنا فی الکتاب من شئی و تبیان لکل شئی و ذکر ان الکتاب یصدق بعضہ بعضاً و انہ لا اختلاف فیہ فقال سبحانہ و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً (ہم نے کتاب (قرآن مجید) میں تفریط نہیں کی اور کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑا اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اور پھر اسی کتاب کی مدح میں فرمایا ہے بالتحقیق اس کے بعض (آیات) بعض کی تصدیق کرتے ہیں اور بے شک اس میں اختلاف نہیں ہے پھر اسی کتاب کے بارے میں ارشاد ہوا ہے اگر یہ کتاب کسی غیر خدا کی طرف سے (نازل) ہوتی تو البتہ اس میں اختلاف کثیر تمہیں نظر آتے بیشک یہ کتاب خدا ظاہر میں نہایت خوب اور خوش آیند ہے اور اسکا باطن نہایت عمیق اور گہرا ہے (اس میں بڑے بڑے گوہر شہوار چھپے ہوئے ہیں جنہیں سوائے غواص جابک دست کے دوسرا حاصل نہیں کر سکتا) اس کے عجائب و غرایب نہ فنا ہوتے ہیں نہ ناقص اور تاریکیوں کے پردے اگر اٹھ سکتے ہیں تو وہ اسی کتاب کی مدد سے اٹھ سکتے ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

آپ ایکروز کوفہ کی مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے اشعث ابن قیس نے آپ کے چند الفاظ پر اعتراض کیا اور کہا یہ الفاظ آپ کے ہی حق میں مضر ہیں اور ان سے آپ کے لئے کوئی نفع مترتب نہیں ہو سکتا

اس کے علم کے فائدے کو چھپاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اس کے جاننے سے کوئی فائدہ نہیں) اس کے اس ظالمانہ حکم سے بہت خون ناحق فریاد کر رہے ہیں (کہ ہم بے گناہ قتل ہوئے اور بہت سی غیر مستحقین کو پہنچ جانے والی میراثیں آواز بلند کر رہی ہیں (کہ ہمیں بالکل ناحق طریقہ سے تقسیم کیا گیا ہے) (یہ ہیں ان دونوں شخصوں کی صفات جو بدترین مخلوق اور مغضوب پروردگار ہیں)۔

میں پروردگار عالم سے ان مجمعوں کی شکایت کرتا ہوں جو جہالت اور نادانی کی زندگی بسر کر کے گمراہی اور ضلالت کی حالت میں مر جاتے ہیں ان لوگوں میں اس سے زیادہ کوئی امر ناروا ج تر نہیں ہے کہ کلام خدا کی کما حقہٗ تلاوت اور تفسیر کی جائے کسی جنس کی خریداری اس سے زیادہ نہیں کہ کلام خدا کی تحریف کیجائے کوئی شے اس سے زیادہ بیش بہا نہیں سمجھی جاتی کہ کلام خدا کے مقامات کو تبدیل کر دیا جائے اور کوئی رسم اس سے زیادہ رائج نہیں کہ کلام خدا کی اپنی ہوا و ہوس کے مطابق تفسیر کی جائے ان لوگوں کے نزدیک نیکی اور احسان سے زیادہ کوئی امر ناشائستہ نہیں اور نہ قبح و برائی سے زیادہ کوئی امر مستحسن سمجھا جاتا ہے[1]

کلام جناب امیر علیہ السّلام

یہ کلام بلاغت نظام ان عالموں کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے جو فتوے دینے میں اختلاف کرتے ہیں جب کسی قاضی اور مفتی کے سامنے کوئی قضیہ حکم حاصل کرنے کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے اور قیاس سے حکم لگاتا ہے پھر بعینہ وہی قضیہ دوسرے کے سامنے بیان ہوتا ہے اب یہ شخص اس پہلے کے قول سے بالکل خلاف حکم دیتا ہے۔ پھر یہ سب قاضی اور مفتی مل جل کر اپنے امام کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انھیں قاضی اور حاکم مقرر کیا ہے اب وہ ہر ایک رائے کے صواب اور درست ہونے کی سند

---

[1] اس خطبہ کے پڑھنے کے بعد پھر اس زمانہ پر نظر دوڑائیے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرما چکے تھے منا امیر و منکم امیر کی صدائیں بلند ہوئیں ہوا و ہوس کے دریا چڑھے ہوئے تھے اور پھر دیکھیے کہ ان کوششوں کے بعد جو حضرات حاکم اور والی الامر قرار پائے انہیں کونسے بزرگوار ان صفات سے متصف ہیں جو اس خطبہ میں مذکور ہیں۔ تاریخ سے سب کچھ پتہ چل

کی دکان میں رہن رکھا ہوا ہے (گناہ کرنا اس کے لئے لازمی بات ہے) اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے جہالت اور نادانی کو اپنے لئے جمع کر لیا وہ اپنی قوم کے جہال میں ایک موضع ہے (ساری قوم کی جہالتیں اسی کے ہاں نشوونما پاتی ہیں) فتنہ وضلالت کی تاریکیوں میں غافل ہے صلح اور صفائی کرنے کی منفعتیں اور مصلحتیں اور ان کی روشنیاں اسے بالکل نظر نہیں آتیں وہ بالکل اندھا ہے اُسی کے ہمصیفر اور اسی جیسے لوگ اسے عالم اور دانا کہتے ہیں حالانکہ یہ صفات اس میں موجود نہیں یہاں تک کہ وہ آب متعفن وگندہ سے سیراب ہوا اسنے بہت سی فضول باتوں اور بیہودگیوں کو جمع کر لیا لوگوں کے درمیان (مسند حکمرانی پر) قاضی وضامن بن کر حکمرانی کرنے کے لئے اور اس امر کو خاص کرنے کے لئے جو اس کے غیر پر مشتبہ تھا بیٹھ گیا اب اگر ایسا امر مبہم پیش ہوا جس کا اسے بالکل علم نہیں تو اس میں اپنی رائے دوڑانے لگا قیاس کو دخل دینے لگا اور پھر اپنے وہم وگمان کی ہی بنا پر اسپر حکم بھی صادر کر دیا۔ حالانکہ اس کے یہ شبہے اور گمان و وہم مکڑی کے جالے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اسے تو یہی معلوم نہیں کہ میرا یہ حکم خطا ہے یا صواب (اللہ رے جہالت) اگر برسر صواب ہے تو خوف کر رہا ہے کہ کہیں میں برسر خطا ہوں اور اگر خطا کی ہے تو صواب کی امید رکھتا ہے یہ شخص بالکل جاہل ہے اور اپنی جہالتوں میں بالکل مخبوط الحواس ہے رات اور رات کی تاریکیوں میں گرفتار ہے محض اندھا ہے اس نے کبھی دندان حزم کو علم کے لئے نہیں کھولا (سوائے وہم وگمان کے کسی مسئلہ میں علم یقینی حاصل نہیں کیا) اس نے (علم) کے بکھرے ہوں کو پراگندہ کر دیا جیسے ہوا خشک اور سوکھی ہوئی گھاس کو تنکا تنکا کر دیتی ہے۔ قسم خدا کی اسے طاقت وقدرت نہیں کہ جو مسئلہ اس کے روبرو پیش کیا جائے اسپر حکم صادر کر سکے اور جس مسئلہ پر انکار کر دیا بس پھر اس کی تصدیق وصداقت کا خیال بھی نہیں کرتا جہل مرکب اسی کو کہتے ہیں اور اس طریقہ کے سوا جس سے اسے علم حاصل ہوا ہے اپنے غیر کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں سمجھتا (اسکا خیال ہے کہ اس طریقہ سے کوئی اور طریقہ افضل واعلیٰ نہیں ہو سکتا یا یہ کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے دوسرا اسے نہیں پہنچ سکتا) اب اگر کوئی مشکل امر اس کے سامنے پیش ہو تو اس کے علم کو پوشیدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے محض جہالت اور نادانی کی وجہ سے

سے جاہل رہنا ہی جہل مطلق کے لئے کافی ہے کسی اصل کی اصل جو تقویٰ و پرہیز گاری پر ہو کبھی برباد اور ہلاک نہیں ہو سکتی اور جس قوم کی کھیتیاں زمین زہد و تقویٰ پر لہرا رہی ہوں ہمیشہ شاداب رہیں گی اور کبھی قحط آب کی شدت سے مرجھانے نہ پائیں گی تم اپنے گھروں میں چھپے ہوئے ہو اور اپنے درمیانی فتنہ وفساد کی اصلاح کے لئے چلے آ رہے ہو (فساد داخلی کی اصلاح کرو اور فتنہ وفساد خارجی پیدا نکرو) توبہ تمھارا تعاقب کر رہی ہے تم جب چاہو اس کی طرف رجوع کر سکتے ہو (کسی حمد اور شکر کرنے والے کو کسی نعمت کے حاصل ہونے پر سوائے پروردگار عالم کے دوسرے کی شکر گذاری نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ تمام نعمتیں اسی سے ہیں اور وہی مسبب الاسباب ہے لہذا احمار اور شکر اسی کی ذات سے مختص ہے) اور کسی ملامت کرنے والے کو زیبا نہیں کہ وہ اپنے نفس کو چھوڑ کر دوسرے کو ملامت کرے قول پروردگار عالم ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک مشہور ہے

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ کلام اس شخص کے بارے میں ارشاد ہوا ہے جو حکم خدا کو لوگوں میں پھیلانے کے لئے آمادہ ہو اور اس کی قابلیت واہلیت نہ رکھتا ہو پروردگار اپنی مخلوق میں دو شخصوں پر سخت غضبناک ہے اول تو وہ شخص کہ جسے پروردگار عالم نے اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے (شیطان ہیں اور اس میں کوئی مانع باقی نہیں) ماد میانہ روی سے دور ہے وہ کلام بدعت آمیز کا دیوانہ اور مجنون ہے۔ ضلالت اور گمراہی کو طلب کرتا ہے بیدینی کا عاشق ہے وہ ہر ایک اس شخص کے لئے فتنہ وفساد ہے جو اس کی باتوں پر مفتون ہو کر اس کا مرید ہو جائے وہ سبیل ہدایت وعدل اور راہ راست سے گمراہ ہے جو اس کے پہلے موجود تھے وہ ہر ایک اس شخص کو جو اس کی زندگی میں یا مرنے کے بعد اس کی اقتدا کرے گمراہ کرنے والا ہے وہ دوسروں کی خطاؤں اور گنہگاریوں کا بھی حمّال اور بوجھ اٹھانے والا ہے کیونکہ یہی تو اس کی معصیتوں کا سبب ہوا ہے (عصیان اور خطا کے ہاتھ بکا ہوا ہے) اثم وعدوان

ان دونوں میں سے وہی نصیب ہوتا ہے جو جس کا اہل ہے - اور حق مطلق یعنی خیر مطلق وہ خداوند عالم ہے
اور باطل مطلق یعنی شر مطلق وہ شیطان لعین ہے لہذا اصحاب خیر اہل اللہ ہوتے ہیں اور اہل شر
وشر پرست کے سبب (اولیاء شیطان) اگر باطل اور اہل باطل زیادہ ہو جائیں تو یہ تو ہمیشہ سے ہی ہوتی آئی
ہے زمانے والے انھیں خوب جانتے ہیں اور اگر حق اور اہل حق قلیل ہوں تو ان کی شناسائی بھی
مشکل ہے اور ایسا بہت کم ہوا ہے کہ جس چیز نے حق کی طرف سے پشت پھرائی ہو پھر اس نے حق کو قبول
کیا ہو -

اور اسی خطبہ میں ہے کہ جس شخص کی نگاہوں میں بہشت کے جلوے اور دوزخ کے آتش خیز منظر موجود ہوں
وہ گناہوں سے بہت دور ہے حق کی طرف نہایت عجلت کے ساتھ سعی کرنے والا بے شک رستگار ہے
وہ منزل مقصود تک پہنچ چکا ہے اور وہ شخص جو حق کا شایق تو ہے مگر ذرا سست قدم ہے اس کے
لئے بھی نجات کی امید ہے اور آخر وقت تک منزل پر پہنچ جائیگا اور جو شخص بالکل ہی مقصر اور کوتاہ
ہمت ہے طلب حق کا شائق ہی نہیں اس کے لئے کوشش ہی نہیں کرتا اس کا مسکن بے شک ہلاکت کی
آگ ہے اور اسی میں جلتا رہے گا یاد رکھو دائیں بائیں جنوب وشمال ضلالت اور کفر کی راہیں کھلی ہوئی
ہیں اور درمیانی رستہ جو ہے وہی صراط مستقیم ہے - اسی رستہ پر نبوت کے آثار باقی ہیں اور اسی پر رسول
خدا کی کتاب ہے اسی رستہ سے سنت وطریقہ نافذہ رسول کا پتہ چلتا ہے اور انجام کار دنیا وآخرت کا
یہی مرجع ہے مدعی حق جس میں اس کی بو بھی نہیں ہے ہلاک ہونے والا ہے اور مفتری کذاب جو حقیقت
کا دعوے کرتا ہے بالکل نقصان رسیدہ اور زیاں کار ہے جو شخص حق کی طرف اپنی توجہ کا اظہار
کرے وہ جہال مردم کے نزدیک ہلاک ہونے والا ہے (یعنی جاہل اس کی حق طلبی کو اسکی ہلاکت
تصور کریں گے کیونکہ وہ حق کو ہی نہیں پہچانتے پھر طالب حق کس طرح پہچان سکتے ہیں) اور انسان
کی جہالت اور نادانی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر ومنزلت کو نہ پہچانے (کیونکہ جو شخص اپنے آپ
کو ہی نہیں پہچانتا کہ میں حق پر ہوں یا باطل پر وہ اپنے غیر کی قدر کیونکر جان سکتا ہے اپنی قدر
ومنزلت کا فراموش کرنے والا غیر کی عزت ومرتبہ وقدر سے بھی جاہل رہے گا لہذا اپنی قدر ومنزلت

اسکا ادا کرنا میرے ذمہ ہے میں اپنے قول کا پابند ہوں اور اپنے عہد و پیمان کے پورا کرنے کے لئے ضامن اور کفیل ہوں جس کے سامنے عقوبات دنیا کے عبرتناک نظارے موجود ہیں وہ کبھی شبہہ اور تلبیس میں گرفتار ہو کر اپنے نفس کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ خبردار ہو جاؤ تمہارے لئے وہی بلائیں اور وہی امتحان موجود ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت کے وقت موجود تھے (زمانہ بعثت میں بلائے جاہلیت دامنگیر تھی اور حضرت کی وفات کے وقت بھی لوگ جاہلیت کی طرف عود کر گئے یہاں تک کہ جناب امیر المومنین سریر آرائے خلافت ہوئے یہ کلام بلاغت نظام حدیث شریف من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃً جاہلیۃً کی طرف پورا پورا اشارہ کر رہا ہے) اسی ذات واجب الوجود کی قسم ہے جس نے سچائی اور راستی کے ساتھ اس پیغمبر کو مبعوث کیا تم نہایت ہی سخت وساوس اور اضطراب میں گرفتار ہو گئے بہت ہی درشت طریقہ سے امتحان کی چھلنی میں چھانا جاؤ گے تم ایک دوسرے سے ایسے آمیختہ کر دئے جاؤ گے جیسے دیگ میں آمیزش ہوتی ہے یہاں تک کہ باغوائے شیاطین (تمہارے ماتحت اور ذلیل تمہارے افسر و سردار ہو جائیں گے اور تمہارے سرداروں کو پستی اور تنزلی کا خلعت نصیب ہو گا وہ لوگ خلق خدا کی پیش روی اور حکومت کے طلبگار ہیں جو رسول اللہ کے نزدیک) بالکل بے قدر اور کم منزلت تھے اور جن لوگوں کی رسول کے نزدیک قدر و منزلت تھی سابق الاسلام تھے بلند مرتبہ تھے وہ بے قدریوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے جاتے ہیں قسم خدا کی میں نے کبھی کسی امر حق کو نہیں چھپایا اور کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا (جو کچھ اوپر بیان ہوا وہ بالکل ایک امر واقعی ہے) قسم خدا کی مجھے اس مقام (خلافت) کی خبر دی گئی تھی مجھے یہ دن بھی (جس میں میرا حق مجھے ملا ہے) معلوم تھا۔ آگاہ ہو جاؤ خطائیں اور گنہگاریاں۔ وہ شریر۔ کوتل اور سواری نہ دئے ہوئے گھوڑے ہیں کہ جو شخص ان پر سوار ہوا جس شخص نے ان کی لگام تھامی اسے آتش جہنم میں گرا دیا آگاہ ہو جاؤ بے شک تقوے اور پرہیزگاریاں نہایت ہی سبک خرام اور اصیل ناقے ہیں جن میں اہلیت ہے وہ ان پر سوار ہوتے ہیں ان کی مہاریں تھامتے ہیں اور وہ اپنے سواروں کو بہشت میں پہنچا دیتے ہیں موجودات میں حق مطلق اور باطل محض موجود ہے (اور ہر ایک شخص کو

بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں گویا تمھاری یہ مسجد میرے لئے سینہ کشتی کی مانند ہے جس پر اوپر سے بھی عذاب نازل ہو رہا ہے اور نیچے سے بھی اور جو لوگ اس میں بیٹھے ہیں وہ غرق ہو رہے ہیں دوسری روایت میں ہے قسم خدا کی تمہارا یہ شہر غرق ہو جائے گا اور میں اس شہر کی مسجد کیطرف نظر کرتا ہوں تو وہ سینہ کشتی کی مانند پانی میں نظر آتی ہے یا شتر مرغ ہے جو پانی میں سویا ہوا ہے دوسری روایت میں ہے یہ مسجد سینہ شتر مرغ کی مانند ہے جو دریا میں ڈوبا ہوا ہو۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ کلام بھی مثل سابق بصرے والوں کے حق میں فرمایا ہے تمہاری زمین آب تلخ و شور سے نزدیک اور آب شیریں سے بہت دور ہے تمہاری عقلیں خفیف اور سبک ہو گئی ہیں اور تمہاری دانائیاں سفاہتوں اور نادانیوں سے بدل گئی ہیں اب تم تیر حوادث کا نشانہ بن رہے ہو تم کھانے والے کے لئے لقمہ تر ہو اور شیران حملہ آور کے شکار ہو۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

بیت المال کے متعلق قطعات اراضی جو عثمان نے اپنے سگوں کے حوالے کر دیئے تھے انھیں مسلمانوں کو عطا فرمانے وقت حضرت نے یہ کلام ارشاد فرمایا ہے قسم خدا کی اگر میں اس مال کو پاؤں جس کے سبب عورتوں سے نکاح کیا گیا ہے۔ اور لونڈیاں اس سے خریدی گئی ہیں تو یقیناً میں اسے مسلمانوں کو واپس کر دوں گا اگرچہ وہ عورتوں کا مہر اور لونڈیوں کی قیمت ہو گیا ہے مگر میں اسے ضرور مستحقین کو لوٹا دوں گا کیونکہ عدل میں بہت بڑی وسعت ہے اور جس شخص کے لئے عرصہ عدل تنگ ہے اس کے لئے عرصہ ظلم و جور تنگ تر ہو گا جو شخص عدل کی وجہ سے تنگ اور پریشان ہوتا ہے وہ ظالم کے ظلم سے زیادہ پریشان اور دل تنگ ہو گا۔

جب مدینہ میں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اسوقت آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں

کے مہتی پر نظر کر (دیکھ کیا کثرت وغلبہ ہے اور تو کس حالت میں گرفتار ہے) اپنی آنکھوں کو حیات دنیوی کی طرف سے بند کرے) بتحقیق فتح وفیروزی ونصرت خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

جب بعنایات ایزدی جمل والوں پر فتح کامل پائی تو اصحاب حضرت میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت کیا اچھا ہوتا میرا فلاں بھائی زندہ ہوتا اور دیکھتا کہ پروردگار عالم نے آپکو دشمنوں پر کیسی نصرت اور فتح عنایت فرمائی ہے اسوقت حضرت فرمایا اے شخص کیا تیرا بھائی ہمارے ساتھ رہنے کی خواہش رکھتا تھا عرض کیا بے شک اب حضرت نے ارشاد کیا وہ ہمارے لشکر میں اس وقت وہ لوگ موجود تھے جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے رحم میں ہیں یعنی پیدا بھی نہیں ہوئے جب یہ لوگ موجود تھے پھر تیرا بھائی جو اسی آرزو میں جاں بحق ہوا ہے ضرور شامل لشکر تھا عنقریب ان کے حرف سے معاندین زمانہ کی نکسیر پھوٹے گی اور ایمان ان کے سبب سے قوت و شوکت حاصل کرے گا۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

یہ الفاظ حضرت نے بصرہ اور اہالیان بصرہ کی مذمّت میں فرمائے ہیں۔ تم لوگ ایک عورت (عائشہ) کی سپاہ اور چوپائے (وہ اونٹ جس پر عائشہ سوار تھی) کی پیروی کرنے والے تھے جب اس شتر نے آواز دی گرداگرد جمع ہوگئے اور جب اس کے پاؤں قطع ہوگئے بھاگ نکلے۔ دنایت اور رزالت یہ تو تمہارے خلاق ہیں اور بدعہدی۔ بے وفائی تمہارا عہد ہے۔ نفاق تمہارا دین ومذہب ہے اور آب شور وتلخ سے تمہاری مٹی کا خمیر کیا گیا ہے جو شخص تمہارے پاس مقیم ہو تمہارے شہر میں رہے بس وہ گناہ کے لئے رہن ہوگیا۔ دقف ہوگیا اگر گناہ نہ کرے جان سے جائے۔ بے حرمی تمہارے ہاں سخت گناہ ہے) اور جو شخص تمہاری مفارقت گوارا کرے تمہارے درمیان سے چلا جائے۔ بے شک امیر پروردگار کی

ہی ساقی ہے - میں امر حق سے غافل نہیں ہوں کیونکہ امیر المومنین اعلیٰ علیین اور دنیائے علم کا ساکن ہے اور علم کی حقیقت جہل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی) میں نے لباس جہل کو زیب تن نہیں کیا ہے اور نہ کسی کو قدرت ہے کہ جو کسی امر شیطانی کو مجھ پر مشتبہ کر سکے -

قسم خدا کی میں ان کے لیئے ایک عظیم الشان حوض کو پُر کر دوں گا اور میں ہی اسکا ساقی ہوں (اغلباً یہ کلام تہدید آمیز معاویہ والوں کی شان میں ہے کہ اگر تم اپنے کردار سے باز نہ آؤ گے تو لشکر گاہوں کے حوض عظیم الشان فوجوں کی سیل سے بھر جائیں گے اور میں اسوقت ساقی یعنی حاکم ہوں گا - مطلب یہ کہ خود بنفس نفیس تم سے مقابلہ اور جنگ کروں گا) اور وہ ایسا حوض ہو گا کہ نہ تو اس سے منہ پھیر سکیں گے (جائیں گے کہاں چاروں طرف لشکر ہی لشکر ہے) نہ اس کی طرف پلٹنے (حملہ کرنے) کی تاب ہو گی -

کلام جناب امیر علیہ السلام

جنگ جمل میں جب حضرت محمد ابن حنفیہ[۱] کو علم لشکر عطا کیا ہے اسوقت لڑائی پر ترغیب و تحریص دینے کے لیئے یہ کلمات فرمائے -

بیٹا پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں - سر بفلک چوٹیاں سرک جائیں مگر تو اپنے مقام سے نہ ہٹنا اپنے دانتوں کو ایک دوسرے سے پیوستہ کر کے بتیسی خوب مضبوط بند کر لے اپنے کاسۂ سر کو عاریتۃً خدا کے حوالے کر دینی تمام وہ فکریں جو کاسہ سر میں گشت کیا کرتی ہیں انھیں امر جہاد کی تدبیر میں صرف کر یا یہ کہ اپنے سر کو مابین جہاد خدا کے راہ میں دیدے کہ اسکے بدلے خداوند عالم دنیا و آخرت کی زندگی عطا فرماتا ہے) اپنے قدموں کو لوہے کی سلاخوں کی طرح) زمین میں گاڑ دے - اس قوم (مخالف)

---

[۱] حنفیہ آپ کی مادر گرامی کا لقب ہے اس بی بی کا نام خولہ ہے اور عبداللہ قیس کی دختر ہے حنفیہ اس قبیلہ کے بزرگ کا لقب تھا اور اسی سے یہ خیمہ بنت بی بی منسوب ہے - یہ بی بی عہد خلافت اول میں اسیر ہو کر آئی جناب امیر نے اُسے خرید لیا اسکے قبیلہ والوں نے جب یہ سنا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نجابت اور بزرگی کو ظاہر کیا حضرت نے اسوقت آزادی کا پروانہ عطا کیا اور نکاح کیا جناب محمد اسی بی بی کے بطن سے ہیں

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حسب تقتضائے مقام زبیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وہ (زبیر) خیال کرتا ہے اسکا گمان ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی ہے اور دل سے بیعت نہیں کی (ظاہر داری کی بابرائے نام بیعت ہے جب جی چاہا توڑ ڈالی) پس بالتحقیق اس سے بیعت کا اقرار کرتے ہوئے ایک امر پوشیدہ کا دعوے کیا ہے اب اسے لازم ہے کہ اس امر پوشیدہ کو بیان کرے (جسنے اسے دلی اور قلبی بیعت سے باز رکھا) تاکہ دیکھنے والے دیکھ لیں اور پرکھنے والے پرکھ لیں ورنہ آئے فوراً اسی احاطہ میں داخل ہونا چاہئے جہاں سے خروج کیا ہے (ان کلمات سے غالباً حضرت کی منشا یہ ہے کہ وہ اب بھی اپنی حرکت پر پشیمان ہو اپنے جرم سے توبہ کرے اپنے کردار کی معافی کا خواستگار ہو)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

یہ چند فقرے جناب جمل والوں کی بزدلی اور اپنی شجاعت وصولت کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وہ رعد کی طرح گرج رہے تھے بجلیوں کی طرح چمک رہے تھے (لڑائی سے پہلے یہ ساری شورشیں تھیں چاروں طرف سے جدال و قتال کی ہی آواز یں آتی تھیں) مگر باوجود ان دونوں باتوں کے انجام کار ان سے ایسی بزدلی ظاہر ہوئی جسپر سخت تعجب ہوتا ہے اور ہماری یہ حالت ہے کہ ہم جبتک میدان جنگ کو آراستہ نہ کرلیں اور جب تک (دشمنوں) پر تیروں اور تلواروں کی بارش نکرلیں نہ تو شور مچاتے ہیں نہ سیلاب کی طرح لشکروں پر ہجوم کرتے ہیں

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

آگاہ ہو اور خبردار ہو جاؤ کہ شیطان کا لشکر جمع ہو چکا ہے۔ اس کے سوار اور پیادے ایک مقام پر کھنچے ہوئے چلے آرہے ہیں اور تم یاد رکھو کہ (امور دینی و دنیوی میں) میری بینائی (میرا علم) میرے

دنیا ہے دیہ ایک عرب میں ضرب المثل ہے واللہ لا اکون مثل الضبع تسمع الدم حتی تخرج وتصاد میں وہ کفتار نہیں ہوں جو کسی چیز کے زمین پر گرنے کی آواز سنکر باہر نکل آتا ہے اور شکار ہو جاتا ہے مشہور ہے کہ صیاد اس جانور کی گرفتاری کے لئے یہ حیلہ کرتے ہیں کہ اس کے سوراخ کے قریب جاکر زمین پر لکڑی یا اور کوئی چیز آہستہ آہستہ مارتے ہیں یہ جانور دھوکے سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ بھی شکار ہے فوراً باہر آتا ہے اور دام صیاد میں گرفتار ہو جاتا ہے حضرت نے اسی ضرب المثل کو اپنے ہاشمی اور فصیح و بلیغ لہجہ میں بیان کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اس جہاد میں کبھی یہ تاخیر درست نہیں بالکل کفتار اور ضباد کی مثل ہو جائے گی میں اُن کے فریب میں نہیں آسکتا دگر بہ کشتن روز اول مشہور ہے) ہاں یہ شناس ہیں جبتک زندہ ہوں اور حیات مستعار باقی ہے حق پسند اور کلام حق کو سننے والے کے ساتھ ہو کر اس شخص پر تلوار کھینچوں گا جو حق سے پھر گیا ہے جو سرکش ہے اور کلام خدا اور رسول میں شک لانے والا ہے قسم خدا کی جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے انتقال فرمایا ہے اسوقت سے آج کے دن تک میں اپنے حق سے محروم کیا گیا ہوں اور مجھ پر غیروں کو تفضیل اور فضیلت دی گئی ہے

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

لوگ شیطان کا اتباع کرتے ہیں اور اسی کو اپنے کام اور امر کے لئے پیشوا قرار دے لیا ہے شیطان نے بھی اچھی طرح انھیں شرک میں مبتلا کر دیا ہے ضلالت کا تخم ان کے کشت سینہ میں بو دیا اور اب اس سے ہوا و ہوس کے چوزنے پر و بال نکال رہے ہیں وہی شیطان جہاں جائیں ان کے ساتھ ہے اور ان کی آغوش سے ایسا وابستہ ہو گیا ہے کہ جدائی نظر ہی نہیں آتی۔ وہی شیطان ان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور انھیں کی زبانوں سے کلام کرتا ہے اور ان کو لغزشوں کے گھوڑے پر سوار کر رکھا ہے فتنہ و فساد دروغ و کذب ان کے لئے مزین کر دئے ہیں اور یہ پیروی شیطان اس شخص کا فعل ہے جس کی سلطنت میں شیطان شریک ہو۔

ایہا الناس (دریائے) فتنہ وفساد کی (بڑھتی ہوئی) لہروں کو نجات کی کشتی سے شکستہ اور درماندہ کردو (مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح کی طرف اشارہ ہے یعنی ہمارے ساتھ ہوجاؤ رستگاری پاؤ گے) منافرت اور نفاق کے رستوں سے الگ ہوجاؤ۔ مفاخرت اور بزرگی کے تاجوں کو زمین پر ٹپک دو جو شخص اپنے پر پرواز کے ذریعہ سے بلندی پر اڑا یا سلامتی کا طلبگار ہوا وہ فلاح یافتہ ہے اور اسے راحت و آرام حاصل ہے (مطلب یہ کہ لڑائی اور جنگ قوت اعوان و انصار پر منحصر ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اعوان و انصار کی امداد کے بغیر لڑائی پر آمادہ ہونا) ایک بدبودار پانی ہے اور ایک ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلے میں اٹک رہتا ہے (یعنی اسوقت کہ اعوان و انصار میرے پاس نہیں پھر کیونکر اپنے حق کو طلب کرسکتا ہوں اور لڑائی کا جھنڈا کیونکر طیار ہوسکتا ہے اسی کی تائید میں پھر ارشاد ہوا ہے) بے وقت کے میوے چننے والے کی مثال اس کھیتی والے کی سی ہے جو زمین شور میں بوئی جاتی ہو عجیب تماشا ہے) اگر میں اپنا حق طلب کرتا ہوں تو (حاسدین) یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ملک و مال پر کتنا حریص ہے اور اگر خموشی اختیار کرتا ہوں تو سرگوشیاں ہوتی ہیں کہ موت سے ڈر گیا۔ آہ۔ یہ آخری تہمت (موت سے ڈرنا) اس پہلی تہمت (حرص مال و جاہ) سے بہت بزرگ ہے قسم خدا کی ابوطالب کا بیٹا تو موت سے ویسا ہی مانوس ہے جیسا کہ ایک طفل شیرخوار پستان مادر سے۔ یاد رکھو مجھ میں وہ گوہر نایاب چھپے ہوئے ہوں ہیں ان علوم مکنونہ کا خزانہ ہوں کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دیے جائیں تو تم اس طرح مضطرب اور بے تاب ہوجاؤ گے جیسے گہرے اور عمیق کنوئیں میں ڈول کی رسی مضطر اور بیقرار ہوا کرتی ہے (بے شک۔ در مدینہ علم کی یہی شان ہوتی ہے)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

یہ خطبہ آپ نے اسوقت ارشاد فرمایا ہے کہ جب طلحہ و زبیر کی بغاوت کی خبر پہنچی اور بعضوں نے کہا کہ آپ ان کے مقابلے پر تلوار نہ اٹھائیں۔

قسم خدا کی میں وہ گفتار نہیں ہوں جو بر نگ صیاد کے آہستہ آہستہ زمین پر لکڑی مارنے سے سوجاتا ہے (فریب میں آجاتا ہے) یہاں تک کہ اس کا طالب اس تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا منتظر اسے دھوکا دیے

اس شخص کی رائے اور تدبیر دور ہو جو مجھ سے تخلف کرتا ہے میری اطاعت سے انکار کرتا ہے۔
ایہا السامعین! حاشا وکلا جب سے مجھے راہ حق دکھادی گئی ہے میں نے کبھی اس میں شک اور تردد نہیں کیا
اور گمراہوں کی دولت اور جاہلوں کے غلبہ سے کبھی حضرت موسیٰ کے دل میں کسی قسم کا خوف جانشین
نہیں ہوا قرآن شریف میں جو یہ قصہ مذکور ہے اور جناب کلیم کا یہ قول درج ہے قال ربنا انا
نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی الخ ان دونوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ڈرتے ہیں کہ
وہ ہم پر غالب نہ آجائے اور بغاوت پر آمادہ نہ ہو اسوقت ارشاد باری ہوا تم خوف نہ کرو میں تمہارے
ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں۔ دیکھتا ہوں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت موسیٰ واقعی ڈر گئے تھے بلکہ اُن
کے خوف کی یہ وجہ تھی کہ مبادا یہ ہمارے تابعین ان ساحروں کے سحر کو دیکھکر فریب کھاجائیں اور
دائرہ حق سے باہر ہوں چنانچہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی ذات اقدس کو حضرت موسیٰ سے تشبیہ
دی ہے اور یہ پوری پوری تشبیہ ہے منشا حضرت کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی طرح میں بذات خود دشمنوں
سے نہیں ڈرتا ہاں ان بندگان خدا کی گمراہی کا خوف ہے کہ یہ غریب کہیں ان کے دھوکوں میں
آکر دنیا و دین سے نہ جاتے رہیں آج کے دن ہم اور ہمارے مخالف راہ حق و باطل پر کھڑے ہوئے ہیں
اور جس شخص کو ایک بحر مواج کی موجودگی کا یقین ہے وہ کبھی پیاسا نہیں رہ سکتا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اور جناب عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان
بن حرب نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ خلافت کے واسطے بیعت لیجیے اسوقت آپ نے یہ خطبہ
ارشاد فرمایا۔

لہ ایک اور صاحب بھی اسلام ہوں کہ خلیفہ تھے جنھوں نے صلح حدیبیہ کے دن فرمایا تھا کہ جیسا آج کے دن مجھے تردد
ہیں شک ہوا ہے ایسا کبھی ہوا ہی نہ تھا گو شک تو اکثر واقع ہوتا تھا مگر آج کا شک کچھ بڑھا چڑھا ہوا تھا گیا لہٰذا یہ
ہیں خلیفہ صاحب اس سبق یقین کے ۱۲

دیئے رہا تھا اور ایسے ساکن و ساکت ہو گیا ابن عباس کا قول ہے کہ کبھی کسی کلام پر مجھے اتنا افسوس و الم نہیں ہوا جتنا اس کلام پر کہ امیر المومنین نے جس ارادے سے اسے شروع کیا تھا وہ پورا نہ ہوا یعنی بالاتمام بیان نہیں کیا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس ہمارے (اہل بیت) کی بدولت ہی تمھیں تاریکی ضلالت سے نکلنے کی توفیق اور سبیل ہدایت نصیب ہوئی ہے اور ہمارے ہی سبب سے ناقۂ بلند کوہان پر سوار ہوئے ہو آخرت کی بلندی و رفعت ملی ہے بہشت میں درجات عالیہ کے مستحق ہوئے ہو ہم وہ آفتاب ہدایت ہیں جس کے پرتو سے تمھیں (دین شریعت) کی صبح میسر ہوئی۔ وہ کان بہرے ہو جائیں جو اس آواز کو نہ سنیں۔ اور اس ارشاد کو نہ سمجھیں اور بے شک ان ہدایت آمیز صداؤں کو وہ کیا سن سکتا ہے جس کے کان بہرے ہیں جو دیدہ و دانستہ بہرہ بنا ہوا ہے اسے زبردست سے زبردست آواز بھی ہشیار نہیں کر سکتی (خفی سے خفی اور سخت سے سخت دونو آوازیں اس کے نزدیک یکساں ہیں) ان قلوب کو اطمینان اور قرار نصیب ہو جنھیں خوف خدا سے ایک اضطراب اور خفقان لاحق رہتا ہے میں تمھارے غدر اور بیوفائی کے انجام کا منتظر رہتا ہوں اور دنیوی آرایشوں کے فریب میں آجانے والوں نے تمھیں آگاہ کرتا ہوں مجھے تمھاری ہدایت کے لئے دین کے پیراہن اور تقویٰ کے لباس نے ڈھانک لیا ہے اور اپنے صدق نیت کے سبب سے مجھے دیدہ حق بیں عنایت ہوئے ہیں جن کے سبب سے میں تمھارا نگران اور نگاہبان ہوں۔ میں نے تم کو ضلالت اور گمراہی کے میدانوں سے نکال کر سیدھے اور سیدھے رستے پر کھڑا کر دیا ہے تم اس مکان میں مجتمع اور ملاقی تھے جہاں کوئی رہبر اور ہادی موجود نہ تھا۔ تم کنواں کھودتے تھے مگر پانی عکھنا نصیب نہ ہوتا تھا۔ آج میں بے زبان صاحب بیان کے حالات و صفات تمھارے سامنے بیان کرتا ہوں اپنے صفات پسندیدہ و ملکات قدسیہ کا اظہار کرتا ہوں اگرچہ وہ محتاج شرح نہیں مگر تمھاری زیادتی ہدایت اور تمھارے اطمینان کے لئے بطور وعظ کچھ بیان کیا جاتا ہے

گرد جمع ہو رہے تھے (ان تمام امور سے مجبور ہو کر) جب میں نے امر خلافت کو قایم کیا تو ایک گروہ ناکثین میں داخل ہوا (مثل طلحہ و زبیر و اشباہہم) ایک جماعت خوارج اپنے اقوال سے پھر گئی اور کچھ لوگ (مثل اصحاب معاویہ) فاسق ہو کر اطاعت خداوندی سے باہر ہو گئے گویا انھوں نے خدائے بزرگ و برتر کا یہ کلام سنا ہی نہ تھا کہ تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبۃ للمتقین (یہ سرائے آخرت ہم نے اُن لوگوں کے لئے بنائی ہے جو زمین پر سرداری جاہ طلبی اور فتنہ و فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور عاقبت کی نیکیاں پرہیزگاروں ہی کے لئے ہیں) ہاں قسم خدا کی اُنھوں نے اس کلام کو سنا تھا یہ الفاظ ان کے دلوں پر نقش تھے مگر شیطان نے دنیا کو طرح طرح کی آرائشوں کے ساتھ ان کی آنکھوں کے سامنے پیش کیا تھا اور اس زائل ہو جانے والے جمال پر انہیں فریفتہ کر دیا تھا ہاں آگاہ رہو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا انسان کو نیستی سے میدان ہستی میں کھڑا کر دیا اگر حاضرین کی کثرت نہ ہوتی ناصرین کا ہجوم قیام حجۃ کے لئے نہ ہوتا اور مجھے اس عہد و میثاق کا بھی خیال نہ ہوتا جو پروردگار عالم نے علماء سے لیا ہے کہ ظالم کو مسکینوں اور غریبوں کے مال کھانے کی اجازت نہ دی جائے اور مظلوم ظالم کے ستم سے بھوکا نہ رہے تو بے شک میں خلافت کی مہار کو اس کے اونٹ کے کوہان پر ڈال دیتا (کہ جہاں چاہے چلا جائے) اور آخری حصہ خلافت کو بھی اسے پہلے (خالی) پیالے سے سیراب کر دیتا (میں خلافت کو اختیار نہ کرتا اور کبھی اس کے اہل کو آبحیات ابدی سے سیراب نہ کرتا وہ مثل سابق پیاسے ہی رہتے اور العطش العطش کہتے کہتے مر جاتے) دنیا جو تمہیں اسقدر مرغوب ہے جس پر تم یوں جان دیئے دیتے ہو واللہ یہ میرے نزدیک بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔

راویان خطبہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خطبہ کے اس مقام پر پہنچے۔ ایک شخص دوسری ولایت کا رہنے والا تھا اس نے ایک خط پیش کیا اور آپ اس مکتوب کی طرف متوجہ ہوئے جب اسے پڑھ چکے تو جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین کاش آپ اس تقریر کو پھر وہیں سے شروع کریں جہاں سے چھوڑ دیا ہے آپ نے فرمایا اے ابن عباس یہ ایک شقشقہ تھا جو گلے سے بیہم صدا

اور گمان کیا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ یا اللہ اس شوریٰ کی بابت میں فریاد کرتا ہوں مجھے کسی زمانہ میں بھی تردد و شک لاحق ہوا تھا کہ میں اس جماعت کے اول اور پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب اور ساتھی ہوں یا نہیں؟ یہاں تک کہ اس جماعت کے ایسے ایسے لوگوں سے مقارن ہوں جب خود ابوبکر کی ہی مصاحبت اور نسبت مجھے پسند نہ تھی جو ان کا پیشوا تھا پھر ان کے شریک مشورہ ہونا مجھے کیونکر پسند ہو میری شان و قدر علم و فضل حکمت و اخلاق کے درجے سب اعلیٰ ہیں جاہلوں کے مشورہ میں شریک ہونا مجھے کب گوارا ہو سکتا ہے لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اُترے مجبوراً میں بھی ان کے ساتھ اترا اور جب یہ اونچی اڑان پر گئے مجھے بھی ہمراہ رہنا پڑا مجھے تو ان کا رام کرنا اور بھٹکی ہدایت کا رستہ دکھانا مطلوب ہے جیسے اہلی کبوتر جنگلی کے ساتھ پرواز کر کے اسے اپنا کر لیتا ہے پس اس جماعت میں سے ایک شخص (سعد ابن ابی وقاص) اپنے حسد اور کینہ کی وجہ سے میرا دشمن ہو گیا اور ایک دوسرا شخص (عبدالرحمان ابن عوف) اپنے داماد (عثمان) کی طرف مائل ہو گیا اور دو اور شخص بھی اس کے ہمزبان ہو گئے جو اپنی قباحت اور رذالت کے لحاظ سے اس قابل بھی نہیں کہ ان کا نام لیا جائے یہاں تک کہ اسی قوم میں سے ایک تیسرا شخص عثمان مسند خلافت پر قائم ہو گیا اور اس کی یہ حالت تھی کہ اس نے اپنے معدے اور امعا کو حلق تک دنیا کے مال سے بھر لیا تن پروری اختیار کی لوگوں کے مال کھانے شروع کیے اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کے باپ کے بیٹے (عزیز و اقارب بنی امیہ) بھی کھڑے ہو گئے اور خدا کے مال (بیت المال) کو اس طرح کھانے لگے جیسے اونٹ فصل بہار کی گھاس کو چرتا ہے یہاں تک کہ اس کے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے (اسکی جماعت پراگندہ ہو گئی) اور اسکے اعمال نے اس کے قتل کرنے میں بڑی سرعت سے کام لیا اور اس کی شکم پری نے اسے اوندھا منہ کے بل گرا دیا فقرا اور مستحقین کا مال کھا جانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہو گئی اسوقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف و خطر میں مبتلا نہیں کیا مگر یہ کہ لوگ میری طرف بجوؤں کی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف سے بیعت کیلئے مجھے گھیر لیا تھا یہاں تک کہ حسنین علیہم السلام اسی کشمکش اور اژدحام میں پامال ہو گئے۔ میری ردا کے دونوں گوشے شگافتہ ہو گئے اور بکریوں کے گلے کی طرح لوگ میرے

ہی نہ تھی عجب انقلاب ہے۔

اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہایت حسرت و اندوہ کے ساتھ اس تمثیل کے ذریعہ سے اپنے ایام
سے آگاہ فرماتے ہیں کہ برادر بزرگ یعنی جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کس شادمانی اور
فرحت کے ساتھ بسر ہوتی تھی۔ اور یا یہ آج کا دن ہے۔ غرض پھر آپ نے فرمایا۔ مگر مجھے تو تعجب ہے اور سخت
تعجب ہے کہ وہ جلنے والا اپنی حیات میں بیعت خلافت کے توڑ دینے کا حکم دیتا تھا اور اقالہ طلب کیا
کرتا تھا مگر باوجود اس قول کے اپنے مرنے کے بعد دوسرے کے ساتھ خلافت کو منعقد کر دیا اور واقعی
امر یہ ہے کہ پستان ناقہ خلافت کو دونوں نے آپس میں خوب بانٹ لیا۔ افسوس خلافت کو ایک
درشت مزاج اور تند خو کے حوالے کر دیا جس کی زبان کے زخم نہایت سخت اور کاری تھے اور جس کا
چھونا بھی ناگوار تھا جس کی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں اس کی طبیعت میں سخت
لغزشیں تھیں وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا اور پھر اپنی لغزشوں پر (از راہ زمانہ سازی) عذر
خواہ بھی ہو جاتا تھا ایسی طبیعت والے شخص کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو کبھی بوجھ نہ اٹھانے
والے اونٹ پر سوار ہو اگر یہ سوار اس کی مہار کھینچتا ہے تو اس کی ناک پارہ پارہ ہوئی جاتی ہے اور
اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے۔ حیات خداوندی کی قسم ہے کہ لوگ اس کے سبب خبط میں مبتلا
ہو گئے پھر اہل دنیا اہل دینی و دنیوی امور میں رخنے زنی کرنے لگا۔ متلون مزاجیاں دامنگیر ہو گئیں
اعتراضوں کی بوچھار ہونے لگی۔ جس میں نے ان صدمات پر بھی صبر کیا اس محنت کی شدت کو بھی برداشت
کیا یہاں تک کہ یہ شخص بھی اپنے رستہ پر گذر گیا (مر گیا) اور امر خلافت کو ایک جماعت کی سپرد کیا گیا

لہ باسناد صحیح ثابت ہے کہ خلیفہ اول نے اپنی حیات میں فرمایا اقیلونی و لست بخیرکم تم میری بیعت توڑ ڈالو کیونکہ میں تمہیں سے بہتر نہیں
ہوں ہاں علی تم سے بہتر ہے اس کی اطاعت میں فلاح ہے مگر یہ سب زبانی لیپ لیپ تھی حکومت کا نشہ از ناد را اثر کل ہے پھر لطف تو یہ ہے
کہ چلتے چلتے بھی وصیت کی پھر لگا ہی گئے اور ان بیچاروں کے بھی حق الطرف تھا یہ تو یاروں کی تُلی تھی ہوئی باتیں تھیں عہد و پیمان
ہو چکے تھے کہ آج تو تمہیں مسند پر بٹھائے دیتے ہیں مگر کل کو اس جانب کا بھی خیال رہے پھر اپنے قول اقیلونی کی پروا کیوں کر
کی جاتی اور ضرورت ہی کیا تھی جذبے کی زبان تھی پھسل گئی ۔ یہی عذر کافی ہے (۱۲)

اے سننے والے خبردار ہو جا کہ قسم خدا کی فلاں شخص (ابوبکر) نے پیرہن خلافت کو زیب تن کر لیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اور اسے اچھی طرح یقین تھا کہ خلافت کے لئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اس سے وہی نسبت ہے جو قطب آسیا کو آسیا سے مجھ سے علم کا ایک متلاطم دریا نکل رہا ہے اور میرے علم و منزلت کا پایہ وہ رفیع و بلند ہے جہاں پہنچتے ہوئے شاہین تیز پرواز کے پر جلتے ہیں جب ابن ابی قحافہ نے اس پیرہن کو ناحق اپنے زینت بنا لیا تو میں نے اپنے اور اس خلافت کے درمیان پردہ ڈالدیا اس سے پہلو تہی کی اور اس معاملہ میں غور کرنا شروع کیا کہ اپنے بریدہ او شکستہ ہاتھ سے اس پر حملہ کروں یا اس ظلمت او ز تاریکی ضلالت پر صبر کروں یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کے صدمہ سے خورد سال بوڑھا ہو۔ بوڑھا ضعیف ہو جائے اور مومن رنج و غم میں گرفتار ہو یہانتک کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے اسوقت میں نے دیکھا کہ اس واقعہ پر میرا صبر کرنا بہت ہی بہتر اور نہایت ہی عقلمندی ہے لہذا میں نے صبر اختیار کیا مگر اسوقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ و خار مصیبت کی خلش میں گرفتار تھیں اور حلق میں غم و غصہ کی ہچکیوں سے پھندے پڑے جاتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث کس طرح تاراج و غارت ہو رہی ہے یہانتک کہ اول (غاصب) تو اپنے رستہ پر گذر گیا۔ مگر اپنے بعد خلافت کے ڈول کو ابن الخطاب کے کنوئیں کی طرف پھینک گیا۔

یہاں تک ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے تمثیلاً اعشی ایک شاعر عرب کا شعر پڑھا جسکا ماحصل یہ ہے کہ ایک روز میں اپنے اونٹ پر سختیوں میں سفر کر رہا تھا اور ایک روز حیان برادر جابر کے ہمراہ راحت و نعمت میں محو تھا ان ہر دو روز میں کسقدر فرق ہے؟

اعشی قبیلہ بنی قیس میں سے ایک شاعر تھا اور حیان و جابر دو بھائی تھے۔ حیان بڑا تھا جابر چھوٹا حیان مقام یمامہ میں صاحب قلعہ اور اہل دولت تھا ہمیشہ عیش و عشرت میں بسر کرتا تھا نہ سفر کرتا تھا نہ رنج سفر سے اُسے آگاہی تھی۔ اعشی اسکا ندیم اور مصاحب تھا اس نے ایک قصیدہ اس کی تعریف میں لکھا اور اسی قصیدہ کا یہ شعر ہے جسکا ذکر اوپر آچکا ہے مطلب اسکا یہی ہے کہ ایک روز میں اونٹ پر سوار ہو کر حصول معیشت کے لئے سرگرداں پھرتا تھا اور ایک روز حیان کا ندیم اور مصاحب تھا کچھ فکر

لہ جس طرح مانی قطب آسیا کے بغیر چکی بیکار ہے اسی طرح خلافت نبی بھی جسکا مقصد اعلیٰ ہدایت خلق ہے بغیر ذات مستحق کے بے فائدہ ہے جس سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا ۱۲

اسی خطبہ میں ایک دوسرے گروہ کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے

ان لوگوں نے فسق و فجور کی تخم ریزی کی۔ پھر اُسے غفلت اور غرور کے پانی سے سینچا اور پھر اس نخل میں وہ ثمر نکل آئے جو خسران اور تباہی سے بھرے ہوئے تھے اس امت میں سے کسی کو آل محمد سے نسبت نہیں دیجا سکتی اور وہ شخص کبھی اہلبیت محمد کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا جن پر ان کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو چکی ہیں (نعمت دین ہر شخص کو انہیں کے گھر سے ملی ہے اب جس کا جی چاہے امیرالمومنین بن جائے) یہ لوگ (اہلبیت محمد) دین اسلام کی بنیاد ہیں اور یہی لوگ صدق و یقین کے ستون ہیں انہیں کی طرف گراں بہا علم و اعتقاد رجوع ہوتا ہے اور عمل و عبادات کہ علم سے دوسرے درجہ پر ہیں انہیں سے لاحق ہوتے ہیں (علم دین خدا انہیں سے حاصل ہوتا ہے اور اعمال و عبادات کے سکھانے والے بھی یہی ہیں) حقوق ولایت کے لئے جو خصلتیں ہونی چاہئیں وہ ان میں موجود ہیں وصیتہ و وراثت (خلافت) انہیں کے لئے مخصوص ہے (شکر خدا) اب وہ زمانہ ہے کہ حق صاحبان حقوق کی طرف راجع ہوا ہے اور پھر اسی مقام کی طرف آگیا ہے جہاں سے نکال لیا گیا تھا۔

خطبہ شقشقیہ

جناب امیر علیہ السلام کا یہ ایک مشہور و معروف خطبہ ہے شقشقہ لغت میں اسے کہتے ہیں جو اونٹ حالت مستی میں بکری کے پھیپھڑے کے مانند ایک چیز اپنے مُنہ سے نکال کر چبایا کرتا ہے اور اس وقت ایک عجیب آواز بھی اس کے گلے سے پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ چیز غائب ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت نے اس خطبہ کے آخر میں جناب ابن عباس کو مخاطب کر کے فرمایا یا ابن عباس ہیہات تلک شقشقۃ ہدرت وقرت عالم محویت اور شوق ہدایت خلق میں یہ باتیں میری زبان سے نکل گئی ہیں۔ گویا یہ ایک شقشقہ شتر کی آواز بھی جو پھر اپنے مقام پر واپس لوٹ گیا لہٰذا یہ خطبہ اس نام سے موسوم ہوا اور اسی خطبہ کو خطبہ مقمصہ بھی کہتے ہیں کیونکہ حضرت نے بدیں عبارت اسکو شروع کیا ہے اما واللہ لقد تقمصہا فلان۔ چونکہ ابتدائی جملہ میں لفظ تقمص آیا ہے اس لئے مقمصہ کہا جاتا ہے۔

تھی اصل دین میں ہزاروں اختلاف تھے اور احکام دینی بالکل پراگندہ ہو رہے تھے کہ غرض سے باہر نکلنے کی راہیں سخت تنگ اور سکڑی تھیں ربانی کا سرچشمہ نگاہوں سے غائب تھا ہادی اور روشن ضمیر بالکل گمنام تھے اندھاپن اور جہالتیں اطراف عالم میں شائع تھیں خدا کی نافرمانیوں پر عملدرآمد تھا شیطان کی نصرتیں دل و جان سے کی جا رہی تھیں اور ایمان بالکل مخذول تھا چھوڑ دیا گیا تھا اس کے ستون گر چکے تھے اس کی روشیں اور جلوہ راہیں مٹ چکی تھیں۔ شیطان کی اطاعت کا دم بھرا جا رہا تھا۔ شیطانی رستے اختیار کر لئے گئے تھے اور سب کے سب اسی کی آگاہیوں پر چلے آ رہے تھے اس شیطانی لشکر کے سبب سے ابلیسی جھنڈے گڑے ہوئے تھے اور اسی خباثت کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے یہ لوگ ان فتنوں میں مبتلا تھے جنھوں نے اپنے اونٹوں کے گھٹنوں سے انھیں پامال کر دیا تھا اپنی گایوں کے ترگا فتنہ سموں سے انھیں درہم و برہم کر دیا تھا اور جو اپنے گھوڑوں کے سموں پر قائم تھے پس یہ لوگ ان فتنوں میں سرگردان و پریشان تھے حق و باطل میں فرق کرنے سے متردد۔ اپنے خیر و شر و نفع و ضرر میں تمیز کرنے سے قطعی جاہل طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار۔ خیر الدار (مکہ) کے ساکن ہو کر یہ لوگ اہل عالم کے لئے بدترین ہمسایہ تھے ان کی نیند بیخوابیاں تھیں اور اشک ان کی آنکھوں کے لئے سرمہ تھے جس زمین پر یہ رہتے تھے اس کی حالت یہ تھی کہ اس زمین کے دانا اور عالم زبان بستہ تھے ان کے منہ میں لگامیں چڑھی ہوئی تھیں اور جاہل و نادان مطلق العنان اور قوۃ و غلبہ والے سمجھے جاتے تھے

اسی خطبہ میں آل محمد کی طرف بھی اشارہ ہوا

اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے راز ہائے پوشیدہ اور چھپے ہوئے علوم کے مخزن ہیں اس کے حکم کی پناہ ہیں اس کے تیر علم کے لئے ترکش ہیں۔ اس کی حکمتوں کے مرجع اس کی سنن مکتوبہ کے منبع اور اس کے دین کے لئے ایسے پہاڑ ہیں جن کے سبب سے یہ دین قائم ہے انھیں کی مدد سے آپ نے دین کی ٹیڑھی ہو جانے والی پشت کو سیدھا کر دیا اور اپنے شانوں کے گوشت کی لرزش کو دور کر دیا۔

احسان[۱] پروردگار عالم کی ابتدا ہے (بصدق دل اقرار شہادت کرنے ہی رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے) یہی شہادت[۲] پروردگار رحمن و رحیم کی خوشنودی اور رضا کا سبب ہے اور شیطان رجیم کی دور کرنے والی[۳] ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد خدا کے بندے اور رسول اُسکے ہیں اور پروردگار عالم نے انھیں ایسے دین کے ساتھ بھیجا ہے جو (صدق و راستی میں) مشہور و معروف ہے انھیں معجزات عطا کئے وہ کتاب مسطور لیکر آئے وہ نور مرتفع[۴] و بلند کے حامل تھے وہ ضیاء[۵] درخشندہ کے مالک تھے اور اس امر[۶] کے ساتھ تشریف لائے جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے ان کی تشریف آوری کی علت غائی کیا تھی؟ شبہات باطلہ کا دور کرنا منکرین الٰہی کے سامنے بیّن اور واضح دلیلیں پیش کرنا خداوند عالم کی نشانیوں سے ڈرانا اور آنے والے خوفناک حادثہ (قیامت) سے خوف دلانا - خبردار کرنا - اور جسوقت آپ مبعوث ہوئے ہیں اسوقت یہ کیفیت تھی کہ انسانی گروہ فتنہ و فساد میں مشغول تھا اور دین و شریعت کی رسی قطع ہو گئی

---

۱ مروی ہے کہ اقرار لا الہ الا اللہ بہشت کی قیمت ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ لا الہ الا اللہ کا کہنے والا بہشتی ہے - مگر یہ لطف تو دیکھئے کہ اسی منادی من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کو سنکر ایک صاحب بیچارے ابوہریرہ کی مرمت کردی اور رسول پر بھی اعتراض جڑ دیا کہ بس حضرت رہنے دیجئے اگر یہی ایسا ہی ہے تو سب کے سب روزہ نماز حج و زکواۃ چھوڑ بیٹھیں گے اللہ رے ہمہ دانی و نکتہ رسی -

۲ مروی ہے کہ پروردگار عالم کے نزدیک کوئی کلمہ کلمۂ لا الہ الا اللہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور برگزیدہ بندے کو ضرور اسکی پیروی کرنی چاہئے -

۳ رسولخدا سے مروی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرا حصار اور قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بیخوف ہے وجہ یہ کہ یہ کلمہ توحید ذات و صفات و افعال پر مشتمل ہے اور تمام عبادتوں کا مقصد اقصیٰ یہی ہے لہذا بے شک یہ کلمہ پروردگار کی خوشنودی اور شیطان علیہ اللعنۃ کی دوری کا سبب ہے چنانچہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ من یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید و توقع کرے اسے عمل نیک کرنا چاہئے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے - ۴ نور مرتفع سے خود جناب امیر علیہ السلام مراد ہیں اور اشارہ ہے من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ کی طرف ۱۲

۵ ضیائے درخشندہ - آئمہ علیہم السلام ۱۲ ۶ امر یعنی قائم آل محمد صاحب الامر علیہ السلام عجل اللہ فرجہ ۱۲

حاصل ہوئی اور اسی کے لطف اور توفیق کی وجہ سے اس کی نافرمانیوں اور معصیتوں سے دامن نہ ہوا
میں ان امور پر اس ذات برتر کی حمد و ثنا کرتا ہوں اسی سے مدد چاہتا ہوں اور اسی کی کفایت کے
لئے دست بدعا ہوں کیونکہ وہ خضر حقیقی جسے ہدایت کا رستہ دکھا دیتا ہے پھر وہ شخص گمراہ نہیں ہو سکتا
وہ گوہر مقصود کو پا لیتا ہے اور بے شک اسکا دشمن اسکا عدو کبھی اپنی مراد تک نہیں پہنچتا اور وہ شخص کبھی
فقیر اور محتاج نہیں ہوتا جو اس ذات برتر و قوی کی حمایت اور کفایت کے سائے میں آجاتا ہے۔ اور
بے شک یہ امر اگر میزان عقل میں تولا جائے تو ہر جنس گرانبہا سے اس کا پلہ بھاری رہتا ہے یہ وہ جوہر
آبدار ہے کہ خزائن معقولات و محسوسات کے گوہر شہوار اس کے سامنے ہیچ ہی نہیں سکتے ہاں میں شہادت
دیتا ہوں کہ اس ذات برتر و اعلیٰ کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے اور یہ وہ شہادت ہے جس کا اخلاص
آزمایا ہوا ہے امتحان[۱] شدہ ہے یہ وہ شہادت[۲] ہے جس کے اخلاص اور صدق کا اعتقاد کر لیا گیا ہے
ہم جبتک زندہ ہیں اس شہادت سے متمسک ہیں اور اسی شہادت کو اس ہولناک اور ڈرانے والے منظر
(قیامت) سے نجات پانے کے لئے ذخیرہ اور توشہ قرار دیتے ہیں کیونکہ یہی شہادت واجب و لازم ہے[۳] ایمان
کی تکمیل اس کے بغیر نہیں ہو سکتی اور مومن کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ بے شک یہی شہادت

---

[۱] حدیث میں وارد ہے کہ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص نے اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ
پڑھا وہ داخل جنت ہو گیا اور اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کو پروردگار عالم نے حلال کیا ہے اسے حلال سمجھے اور جسے حرام
کیا ہے اسے حرام جانے ۱۲

[۲] امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کلمہ عظیمہ و کریمہ ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق کے ساتھ
اسے زبان پر جاری کرتا ہے پروردگار عالم اس پر بہشت واجب کرتا ہے اور جس شخص کی زبان پر بدروغ و کذب رواں ہوتا ہے اس
کا مال اور اس کا خون محفوظ ہو جاتا ہے۔ مگر عاقبت ایسے شخص کی جہنم ہے (یہ غالباً منافقین کی طرف اشارہ ہے) ۱۲

[۳] کیونکہ توحید ایک امر فطری ہے اور تصدیقات اولیہ کی سرتاج ہے لہذا دین الٰہی میں اول اسی کلمہ کا اقرار قرار پایا اور باقی
اس کے توابع اور فروع ہیں جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ بندوں پر خدائے تعالے کا یہ حق ہے کہ اس کی طرف کسی برائی کو منسوب
نہ کریں نیز آپ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ بہترین عبادات ہے ۱۲

حج کا بیان فرماتے ہیں

ایہا الناس! تم پر اس مکان مقدس کا حج واجب و فرض کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے قبلہ مقرر ہوا ہی اور وہ گھر جس میں انسان اس طرح وارد ہوتے ہیں جیسے گوسفند، شتر اور تمام چوپائے پانی میں وہ گھر جس کی طرف بحالت شوق کبوتراں کی مانند پرواز کی جاتی ہے۔ عبادت حج کو باری تعالیٰ نے اپنی عظمت اور بزرگی کے واسطے حاجیوں کی فروتنی کی نشانی اور اپنی عزت کی تصدیق قرار دیا ہے۔

پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں سے ایسے سننے والوں کو چُن لیا ہے جو حج کی طرف بلانے والی آواز کا جواب دیتے ہیں اس کے کلمات کی تصدیق کرتے ہیں اور اسی مقام میں استادہ ہوتے ہیں جیسے انبیاء و اولیا کیلئے مقام اطاعت و بندگی ہے اور وہ عرش الٰہی کا طواف کرنے والے فرشتوں سے مشابہ ہیں اور اس عبادت الٰہی کی تجارت میں نفع کثیر اور فائدہ بیّن حاصل کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے سامنے بخشش اور نجات کی وعدہ گاہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ بے شک اس مقدس مکان کو پروردگار عالم نے اسلام کے لئے ایک بزرگی نشانی اور پناہ گیروں کے واسطے حرم محترم اور امن کی جگہ قرار دیا ہے۔ اس مکان کا حج فرض ہے اسکا حق ادا کرنا واجب ہے (کہ یہاں عبادت کی جائے) اور لکھ دیا گیا ہے لازم کر دیا گیا ہے کہ تم لوگ (مطیعان اسلام) عبادت کے لئے وہاں حاضر ہو جاؤ

پروردگار عالم فرماتا ہے للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین خدا کے واسطے (خدا کی راہ میں) حج بیت اللہ لوگوں پر واجب ہے جو اس کی راہ میں گامزن ہونے کی استطاعت اور قدرت رکھتا ہو اور جو شخص نافرمانی کرے کفر اختیار کرے بے شک پروردگار عالم دونوں جہان سے غنی ہے (اس کی ذات بے پروا ہے اسے ہماری عبادت کی حاجت نہیں

خطبہ جناب امیر علیہ السلام جو صفین[1] سے واپسی کے وقت ارشاد ہوا تھا

اتمام نعمت کا سوال پورا ہوا اس کی قدرت و عزت کے سامنے انقیاد اور خشوع و خضوع کی دولت

[1] صفین ملک شام میں ایک موضع کا نام ہے۔

کہ حج البیت میں بیت کے معنی خاص خانہ کعبہ کے ہیں) وہ لفظ جو عام ہیں (جیسے کہ من قتل مومناً الخ اس میں ایک عمومیت ہے یعنی جو کوئی بھی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے وہ جہنمی ہے) وہ کلمات جو مقیّد نہیں وہ کلمے جو مقید ہیں۔ وہ آیات محکمات جن کے معنی میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ وہ آیتیں جن کے معنی میں شبہ دامنگیر ہو جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کو اس کتاب خدا نے ظاہر کر دیا ہے یہ کتاب اپنے مجمل کی تفسیر کرنے والی ہے۔ اپنے غوامض و مشکلات کی مظہر ہے یہ کتاب اُن آیات کو لئے ہوئے ہے جن کا علم خدا نے بندوں پر واجب کر دیا ہے جن کے بارے میں وہ اپنی جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے (جیسے کہ آیات توحید قل ہو اللہ احد الخ اور اس کتاب میں وہ وہ آیات موجود ہیں جن کے نہ جاننے میں خدا نے بندوں کو وسعت دی ہے (جیسے کہ کھیعص) یہ کتاب ان فرائض پر شامل ہے جن کا وجوب اس کتاب کے لحاظ سے تو ثابت اور معلوم ہے مگر سنت و حدیث نبوی میں وہ منسوخ ہو گئے ہیں (مثلاً پہلے زانیہ کو وقت وفات تک محبوس رکھنے کا حکم تھا حدیث نبوی نے بحکم آیہ رجم اس کو منسوخ کر دیا) یہ کتاب ان احکام کو بیان کرتی ہے جن پر عمل کرنا بلحاظ سنت و حدیث واجب ہے مگر اس نے ان کے ترک کرنے کی اجازت دی ہے (مثلاً اول اسلام میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے بلحاظ سنت پیغمبر نماز پڑھی جاتی تھی مگر جب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا تو ارشاد سنت منسوخ ہو گیا) اس کتاب میں وہ حکم موجود ہے جو ایک وقت خاص میں واجب ہے مگر آئندہ چلکر واجب نہیں رہتا (مثلاً جب ایک صاحب استطاعت شخص ایک دفعہ حج کر چکا ہو تو اب وہ آئندہ لاکھ مستطیع ہوا کرے حج اس پر واجب نہیں رہا) یہ کتاب امور محارم کو ایک دوسرے سے جدا کرنے والی ہے مثلاً کبیرہ جس پر اپنی آگ کا وعدہ کیا ہے (جیسے فرمایا ہے من قتل مومناً متعمداً فجزاءہ جہنم خالداً فیہا) یا صغیرہ جس کے واسطے اپنی بخشش اور مغفرت کو مہیا کیا ہے (مثل آیہ انہ ہو الغفور الرحیم) اس کتاب میں ان اعمال خیر کا ذکر ہے جن کا تھوڑا سا حصہ بھی خداوند عالم کے نزدیک مقبول ہے اور ان میں انتہائی وسعت بھی دی گئی ہے جس قدر چاہو زیادہ سے زیادہ بجا لاؤ۔

گو اس کے بعد مبعوث ہونے والے رسول کا نام بتا دیا جاتا تھا (جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے
یاتی من بعدی اسمہ احمدؐ میرے بعد ایک نبی آئیگا جس کا نام احمد ہے) اور ہر ایک موجودہ پیغمبر کو انبیائے
گذشتہ کی شناخت کرا دی جاتی تھی (انبیائے سابق پیغمبران آیندہ کی خبر دینے والے تھے اور یہ ان کی نبوت
و شریعت و حقیت کی تصدیق کرنے والے) اسی طریقہ پر زمانہ تیزیوں کے ساتھ گذرا۔ اور بتدریج ہی گذر
گئیں آباؤ اجداد اپنے بیٹوں کو جانشین کرتے ہوئے گذر گئے حتیٰ کہ پروردگار عالم نے اپنے وعدہ کو پورا
اور اپنی نبوت کو تمام کرنے کے لئے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تمام انبیاء سے انکی
نبوت کا اقرار (عالم ارواح میں) لے لیا تھا جب حضرت مبعوث ہوئے ہیں تو زمین والے متفرق ملتوں
پراگندہ خواہشوں اور مختلف طریقوں کے مالک تھے ان کی تین قسمیں ہو رہی تھیں ایک فرقہ خدا کو انکی
مخلوق کے ساتھ تشابہ کرتا تھا (جیسے کہ مجسمہ) کوئی خدا کے نام میں الحاد سے کام لے رہا تھا خدا کے اوصاف
کو مخلوقات میں تسلیم کرتا تھا (مثل مشرکین عرب) اور کوئی غیر خدا کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ عالم کون و فساد
کے آثار کو غیر خدا کی طرف نسبت دیتا تھا (جیسے کہ دہریے) پس آپ نے انھیں راہ نمائی کی ساتھ ہدایت کی
ضلالت سے نکالا اور جہالت سے نکال کر ایک مرتبہ عظیم پر فائز کر دیا پھر خداوند سبحانہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ کے واسطے اپنی ملاقات کو اختیار کیا اور براہ رضا و رغبت اپنا تقرب ان کے واسطے پسند فرمایا
دار دنیا سے رحلت کر جانے پر انھیں مکرم کیا بلاؤں اور امتحانوں کی مصاحبت اور مقارنت سے انھیں
منحرف کر دیا پس انھیں اپنے پاس نہایت ہی عزت و اکرام کی حالت میں بلا لیا۔ صلی اللہ علیہ و آلہ
اس پیغمبر برحق نے تمھارے درمیان اس چیز کو چھوڑا جسے انبیائے سلف اپنی امتوں میں چھوڑتے چلے
آئے ہیں۔ کیونکہ کسی نبی نے اپنی امت کو چرانے والے۔ واضح اور صاف رستے۔ اور قائم رہنے
والی نشانی کے بغیر نہیں چھوڑا۔ تمھارے درمیان جو چیز چھوڑی گئی ہے وہ خدا کی کتاب ہے
جو اس کے حلال و حرام۔ فرائض و مستحبات کو بیان کرنے والی ہے۔ وہ احکام جو منسوخ ہو گئے ہیں
یا جو بندوں کی وسعت کے واسطے قرار دئے گئے ہیں (جیسے کہ روزے مریض اور مسافر کے لئے معاف
ہیں) وہ احکام جن سے تجاوز نہیں ہو سکتا (مثلاً اقیموا الصلواۃ) وہ الفاظ جو مخصوص ہیں

نتیجہ بیچ ڈالا اس شجر کے نہ کھانے کی منفعت کا جو یقین تھا وہ شک سے بدلا اور وہ مستقل ارادہ کہ ہرگز اس درخت کو نہ چھوؤں گا اس میں ضعف اور سستی کے آثار پیدا ہو گئے (اس نے خوشی و خورمی کو خوف اور علتِ غرت (جس کی شیطان کے بہکانے سے طمع کی تھی) ندامت سے بدل ڈالا۔ پھر (جبکہ اسے اپنے کردار پر پشیمانی ہوئی) خداوند عالم نے اس کے واسطے توبہ کی بساط بچھا دی اور اپنی رحمت و بخشش کا کلمہ اس کے دل میں القا کیا۔ اور اس سے اپنی جنت میں پلٹ آنے کا وعدہ فرمایا پس (جب یہ وعدہ و عید طے ہو گئے) اُسے آزمائش اور امتحان کے گھر اور نسل بڑھانے کے مقام میں نازل کیا جب آدم اس زمین پر آگئے اور ان کی ذریت پھیلی تو خدائے تعالےٰ نے اُن کی اولاد میں سے پیغمبروں کو چن لیا۔ وحی کی برداشت پر اُن سے عہد و پیمان لیا اور تبلیغ رسالت پر ان کو امین بنا لیا پھر جبکہ اکثر مخلوق نے خدا کا عہد تبدیل کر دیا اس اقرار کو بدل ڈالا جو عالم ارواح میں خدا کے سامنے کر آئے تھے خدا کے حق کو بھلا دیا اس کے لئے شریک اور امثال تجویز کرنے لگے شیاطین نے انھیں معرفت الٰہی سے ایک طرف ہٹا دیا اُنھیں عبادت خداوندی سے الگ اور منقطع کر دیا۔ اس وقت خداوند عالم نے اُن کے پاس اپنے رسول بھیجے اور متواتر پے در پے اپنے پیغمبر اُن کی طرف روانہ فرمائے تاکہ ان کی خلقت اور جبلت کے عہد کی ادائگی کے طالب ہوں (جس چیز کے لئے یہ پیدا کئے گئے ہیں اس پر قائم رہیں) انھیں خدا کی وہ نعمت یاد دلائیں جسے بھول بیٹھے ہیں۔ خدا کے احکام پہنچا کر ان پر اتمام حجت کریں۔ عقلوں کے دفینے ان کے سامنے پھیلا دیں قدرت کی نشانیاں انھیں دکھلائیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ چھت ہے جو ان کے بالائے سر نظر آرہی ہے یہ خوابگاہ ہے جو ان کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے یہ معیشت و معاش زندگانی کے اسباب ہیں۔ جو انھیں جلا رہے ہیں۔ یہ منقضی ہونے والی عمر کی مدتیں ہیں جو انھیں فنا کر دیتی ہیں۔ یہ مشقتیں اور تکلیفیں ہیں جو پیری و ضعف کو ان کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ یہ حوادثات ہیں جو پے در پے ان پر نازل ہوتے ہیں۔

خداوند سبحانہ و تعالےٰ نے کبھی اپنی مخلوق کو نبی مرسل یا نازل شدہ کتاب یا حجۃ لازمہ رسالت (وصایت و امامت) یا جادۂ عقلی سے خالی نہیں رکھا وہ رسول جنکی قلت عدد انھیں (فرض منصبی ہدایت سے) قاصر نہیں رکھ سکتی۔ نہ ان کے تکذیب کرنے والوں کی کثرت ان کے سدراہ ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک پیغمبر

تھی کہ چسپیدگی اس میں پیدا ہو گئی پھر ایک صاحب اطراف و پیوستگی و اعضا و مفاصل صورت پیدا کی
اسے خشک کیا تھی کہ وہ ایک جمادی صورت میں آگئی اسے سخت اور شفاف کر دیا تھی کہ وہ گندہ اور
متعفن ہوئی (جیسے دانہ زمین کے اندر متعفن ہو کر اُگتا ہے) ایک وقت معدود اور زمانہ معلوم کے لئے
پھر اسمیں اپنی روح پھونکی - نفخ روح کے بعد ہی وہ لعبت کھڑی ہو گئی اور صاحب ذہن و ذکا انسان
پیدا ہو گیا جو قوت ذہن و ادراک کو جولانیاں دے رہا تھا - اس کے اعضائے ظاہری تھے وہ ان سے
خدمت لے رہا تھا - وہ آلات باطنی پر قابض تھا انھیں منقلب کر رہا تھا - وہ ایک ایسی معرفت کا مالک
تھا جس کے سبب سے وہ حق و باطل چکھنے - سونگھنے - اور الوان و اجناس میں تمیز کر رہا تھا - اس کا خمیر رنگ
برنگ کی مٹی - آپس میں شباہت رکھنے والی صفات - متضاد حالات - متباین اخلاط - صفرا و سودا و بلغم
و خون اور رنج و سرور سے تیار کیا گیا تھا اب خداوند عالم نے اس امانت کی ادائگی کے واسطے فرشتوں کو
حکم دیا جسے ان کے پاس ودیعت رکھا تھا اس عہد کے وفا کرنے کے لئے فرمایا جو جس کی گئی تھی اور
اس وصیت کو بہ اقرار ایسکر محکم کر دیا تھا کہ اسے (آدم کو) سجدہ کریں - اس کی بزرگی اور تعظیم کے سبب سے
اس کے سامنے سر جھکائیں - تواضع اور فروتنی سے پیش آئیں چنانچہ اس نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب
فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس اور اس کے پیرو نہ جھکے - انھیں عصبیت ذاتی نے گھیر لیا - جبلی بدبختی اور شقاوت
ان پر غالب آگئی وہ آگ سے پیدا ہونے کے سبب سے اپنے آپ کو معزز سمجھنے لگے اور خاک مٹی سے پیدا ہونے
والے کی توہین کی -

پ خداوند عالم نے ابلیس کو مہلت دی تاکہ وہ مستحق قہر و غضب ہو اس کا امتحان تمام ہو جائے اور [illegible] وعدہ
پورا کر دیا جائے اور اسے فرمایا کہ تجھے ایک وقت معلوم کے دن قیامت تک مہلت دی گئی ہے

پھر خداوند عالم نے آدم کو اس گھر میں جگہ دی جس میں اس کی زندگی اور گذران کو خوش گوار و خوش وقت
کر دیا جس میں اس کے مقام کو کاوش رنج والام سے محفوظ بنا دیا - اسے ابلیس اور اس کی عداوت سے ڈرا دیا
پس اس کے دشمن (ابلیس) نے اس کے دار المقام (دنیا) فانی ہونے والے مکان اور صاحبت ابرار کی ترغیب
دیکر فریب دیا - اس فریب کے سبب سے آدم نے اپنے یقین کو شک سے بدل ڈالا عزم کو سستی اور خوشی کے

ہاتھ بیچ ڈالا (اس شجر کے نہ کھانے کی منفعت کا جو یقین تھا وہ شک سے بدلا اور وہ مستقل ارادہ کہ ہرگز اس درخت کو نہ چھوڑوں گا اس میں ضعف اور سستی کے آثار پیدا ہو گئے) اس نے خوشی و خرمی کو خوف اور طلب عزت وحسن کی شیطان کے بہکانے سے طمع کی تھی) ندامت سے بدل ڈالا۔ پھر (جبکہ اسے اپنے کردار پر پشیمانی ہوئی) خداوند عالم نے اس کے واسطے توبہ کی بساط بچھا دی اور اپنی رحمت و بخشش کا کلمہ اس کے دل میں القا کیا اور اس سے اپنی جنت میں پلٹ آنے کا وعدہ فرمایا پس (جب یہ وعدہ وعید طے ہو گئے) اُسے آزمائش اور امتحان کے گھر اور نسل بڑھانے کے مقام میں نازل کیا جب آدم اس زمین پر آئے اور ان کی ذریت پھیلی تو خدائے تعالےٰ نے اُن کی اولاد میں سے پیغمبروں کو چن لیا۔ وحی کی برداشت پر اُن سے عہد و پیمان لیا اور تبلیغ رسالت پر ان کو امین بنا لیا پھر جبکہ اکثر مخلوق نے خدا کا عہد تبدیل کر دیا اس اقرار کو بدل ڈالا جو عالم ارواح میں خدا کے سامنے کر آئے تھے خدا کے حق کو بھلا دیا اس کے لئے شریک اور امثال تجویز کرنے لگے۔ شیاطین نے انھیں معرفت الٰہی سے ایک طرف ہٹا دیا اُنھیں عبادت خداوندی سے الگ اور منقطع کر دیا۔ اس وقت خداوند عالم نے اُن کے پاس اپنے رسول بھیجے اور متواتر پے در پے اپنے پیغمبر اُن کی طرف روانہ فرمائے تاکہ ان کی خلقت اور جبلت کے عہد کی ادائیگی کے طالب ہوں (جس چیز کے لئے یہ پیدا کئے گئے ہیں اسپر قایم رہیں) انھیں خدا کی وہ نعمت یاد دلائیں جسے بھول بیٹھے ہیں۔ خدا کے احکام پہنچا کر ان پر اتمام حجت کریں۔ عقلوں کے دفینے ان کے سامنے پھیلا دیں قدرت کی نشانیاں انھیں دکھلائیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ چھت ہے جو ان کے بالائے سر نظر آ رہی ہے یہ خوابگاہ ہے جو ان کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے یہ معیشت و معاش زندگانی کے اسباب ہیں۔ جو انھیں جلا رہے ہیں۔ یہ منقضی ہونے والی عمر کی مدتیں ہیں جو انھیں فنا کر دیتی ہیں۔ یہ سختیاں اور تکلیفیں ہیں جو پیری و صد عیب کو ان کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ یہ حوادثات ہیں جو پے در پے ان پر نازل ہوتے ہیں۔

خداوند سبحانہ و تعالےٰ نے کبھی اپنی مخلوق کو نبی مرسل یا نازل شدہ کتاب یا حجۃ لازمہ رسالت (وصایت و امامت) یا جادۂ عقلی سے خالی نہیں رکھا وہ رسول جنکی قلت عدد انھیں (فرض منصبی ہدایت سے) قاصر نہیں رکھ سکتی۔ نہ ان کے تکذیب کرنے والوں کی کثرت ان کے سد راہ ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک پیغمبر

حتیٰ کہ جسپیدگی اس میں پیدا ہو گئی پھر ایک صاحب اطراف و پیوستگی (اعضا و مفاصل صورت پیدا کی اسے خشک کیا حتیٰ کہ وہ ایک جمادی صورت میں آگئی اسے سخت اور شفاف کر دیا حتیٰ کہ وہ گندہ اور متعفن ہوئی (جیسے دانہ زمین کے اندر متعفن ہو کر اُگتا ہے) ایک وقت معدود اور زمانہ معلوم کے لئے پھر اسمیں اپنی روح پھونکی۔ نفخ روح کے بعد ہی وہ تصویر کھڑی ہو گئی اور صاحب ذہن و ذکا انسان پیدا ہو گیا جو قوت ذہن و ادراک کو جولانیاں دے رہا تھا۔ اس کے اعضائے ظاہری تھے وہ ان سے خدمت لے رہا تھا۔ وہ آلات باطنی پر قابض تھا انھیں منقلب کر رہا تھا۔ وہ ایک ایسی معرفت کا مالک تھا جس کے سبب سے وہ حق و باطل چکھنے۔ سونگھنے۔ اور انوان و اجناس میں تمیز کر رہا تھا۔ اس کا خمیر رنگ برنگ کی مٹی۔ آپس میں مشابہت رکھنے والی صفات۔ متضاد حالات۔ متباین اخلاط۔ صفرا و سودا و بلغم و خون اور رنج و سرور سے تیار کیا گیا تھا اب خداوند عالم نے اس امانت کی ادائگی کے واسطے فرشتوں کو حکم دیا جسے ان کے پاس ودیعت رکھا تھا اس وصیت کے وفا کرنے کے لئے فرمایا جو انھیں کی گئی تھی اور اس وصیت کو بہ افرار لیکر محکم کر دیا تھا کہ اسے (آدم کو) سجدہ کریں۔ اس کی بزرگی اور تعظیم کے سبب سے اس کے سامنے سر جھکائیں۔ تواضع اور فروتنی سے پیش آئیں۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس اور اُس کے پیرو نہ جھکے۔ انھیں عصبیت ذاتی نے کھالیا۔ جبلی بدبختی اور شقاوت ان پر غالب آگئی وہ آگ سے پیدا ہونے کے سبب سے اپنے آپ کو معزز سمجھنے لگے اور نمناک مٹی سے پیدا ہونے والے کی توہین کی۔

اب خداوند عالم نے ابلیس کو مہلت دی تاکہ وہ مستحق قہر و غضب ہو اس کا امتحان تمام ہو جائے اور اس کا وعدہ پورا کر دیا جائے اور اس سے فرمایا کہ تجھے ایک وقت معلوم کے دن (قیامت) تک مہلت دی گئی ہے

پھر خداوند عالم نے آدمؑ کو اس گھر میں جگہ دی جس میں اس کی زندگی اور گذران کو خوش گوار اور خوش وقت کر دیا جس میں اس کے مقام کو تمام رنج و آلام سے بےخوف بنا دیا۔ اسے ابلیس اور اس کی عداوت سے ڈرایا پس اس کے دشمن (ابلیس) نے اسے دار المقام (فانی ہونے والے مکان) اور مصاحبت ابرار کی ترغیب دے کر فریب دیا۔ اس فریب کے سبب سے آدم نے اپنے یقین کو شک اور مستقل ارادے کو سستی اور بے رغبتی کے

ستاروں کی آرائش اور آنکھوں میں گھر کر جانے والی روشنی سے مزین کیا ان میں اس چراغ (آفتاب) کو روشن کیا جس کی روشنی پھیلی ہوئی ہے اس قمر کا اجرا فرمایا جو ضیا بخش دیدۂ مردم ہے اور ہر ایک ان میں سے دورہ کرنے والے فلک اور سیر کرنے والی سقف اور رونده و دونده سطح آسمان میں ثابت و قایم ہے پھر اس مخلوقات کو پیدا کیا جو بلند آسمانوں کے درمیان میں واقع ہے اور ان آسمانوں کو اپنے قسم قسم کے ملائکہ سے لبریز کر دیا ان ملائکہ میں بعض ایسے ہیں جو ہمیشہ سر بسجود ہیں رکوع کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی بعض ایسے ہیں جو رکوع میں ہیں اور کبھی سیدھے نہیں ہوتے۔

بعض ایسے ہیں جو اس کی جلالت کبریائی کے سامنے صف بستہ ہیں اپنے مقام سے ہٹتے ہی نہیں بعض ایسے ہیں جو تسبیح کر رہے ہیں (سبحان اللہ کے نعرے لگا رہے ہیں) کبھی اس تسبیح سے دل تنگ اور کشیدہ خاطر نہیں ہوتے ان ملائکہ کی آنکھوں کو نیند کبھی لاحق نہیں ہوتی نہ عقلوں کا سہو نہ بدنوں کی تکان نہ نسیان کی غفلت انھیں عارض ہوتی ہے بعض ان میں سے اس کی وحی کے امین ہیں اور پیغمبروں کے لئے اس کی زبان (ترجمان) ہیں اور مختلف مقامات میں خدا کے فرمان اور احکام لیکر ان کے پاس آتے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اس کے بندوں کے محافظ ہیں اس کی جنت کے دروازوں کے خادم ہیں۔ بعض ایسے ہیں جنکے پاؤں تحت الثریٰ پر ہیں اور گردنیں بلند آسمان سے نکلی ہوئی ہیں اقطار و اطراف عالم میں ان کے ارکان و اعضا نہیں سماتے ان کے شانے عرش کے پایوں کے متناسب اور موافق ہیں (یہ ملائکہ حاملان عرش ہیں) عرش کے سامنے انکی نگاہیں نگوں سار ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں کو اپنے آپ پر لپیٹے ہوئے ہیں (فرشتوں کے پر کیا ہیں ان کی قوت علوم و معارف) وہ کسی تصویر کے ساتھ اپنے پروردگار کا وہم نہیں کرتے (کسی عقلی یا وہمی صورت پر اسکا قیاس نہیں کرتے) اسپر صفات مخلوق جاری نہیں کرتے کسی مکان و مقام میں اسے محدود نہیں کرتے کسی نظیر اور مثال کے ساتھ اس کی طرف اشارہ نہیں کرتے (کہ وہ ذات و صفات میں فلاں مخلوق کی مانند و مشابہ ہے) پھر خداوند عالم نے زمین سنگلاخ و ہموار اور شیریں و شور زار سے ایک ایک قسم کی مٹی جمع کی پھر اس مٹی کو نمی اور تری کے ساتھ آمیزش کیا

اسے پریشانی ہوئی ہو کہ اس چیز کو پیدا کروں یا نہ کروں) وجود اشیا کو گردش دیدی جب ان کا
وقت آگیا (جب اس کی مصلحت کا مقتضا ہوا) مختلف اشیا کو باہم ملا دیا (جیسے نفوس مجردہ کو اجسام مادیہ سے
مادہ بالقوۃ کو صورت بالفعل سے) اشیا کی طبیعتوں کے آثار محکم کر دئے ان کی شناخت کے آثار کو ان کے
ساتھ لازم کر دیا۔ وہ ان اشیا کی پیدایش سے پہلے ان کو جانتا تھا وہ ان کی حدود اور انتہا کا
احاطہ کئے ہوئے تھا ان کے قرائن احوال اور اقسام کا عارف تھا۔ پھر اس خالق عالم نے (آسمان کی
فضاؤں کی کشایش کو ایجاد کیا اطراف ہوا اور ہوا کے بالائی حصہ کو شگافتہ کیا اور اس بالائی حصے
میں پانی کو جاری کر دیا جس کی اتھمیں ٹکرانے والی موجیں تلاطم خیز تھیں جس کی لہریں ایک دوسرے
پر چھائی ہوئی تھیں۔ اس پانی کو باد تند اور توڑ دینے والی آندھی کی پشت پر سوار کیا پھر اس ہوا
کو حکم دیا کہ اس پانی کو موجزن کر دے اور اس کے تھام لینے اور نگہبان رہنے پر اسے مسلط فرمایا اور اسے
اس پانی کی حدو نہایت کے قریب اور نزدیک کر دیا در آنحالیکہ اس ہوا کا حصہ زیرین کشادہ تھا اور
پانی اس کے اوپر موجیں لے رہا تھا پھر اس خداوند تعالیٰ شانہ نے ریح عقیم کو پیدا کیا جس کے جھونکے
نباتات و اشجار اور ان کی تازگیاں پیدا نہیں کرتے۔ اس کی اقامت کو باقی رکھا۔ اس کے جھونکوں
کو تیز و تند کر دیا اس کی نشو و نما کی جگہ کو دور تک پھیلا دیا اور اسے حکم دیا کہ اس آب ذخار کی موجوں
کو ٹکرا دے اور دریاؤں کی لہروں کو نکالیجائے اس ہوا نے خدا کے حکم سے اس پانی کو جنبش دی جیسے
(دہی سے بھری ہوئی) مشک کو (مسکہ حاصل کرنے کے لئے) جنبش دیا کرتے ہیں اور اسے فضائے گردوں
میں ایسی جنبش دی جو جنبش دینے کا حق ہوتا ہے اس کے اول کو آخر اور سکون کو حرکت کی طرف منتقل
کر دیا حتیٰ کہ اسکا معظم حصہ (وہ ابھار جو تلاطم کے وقت سمندر میں ظاہر ہوتا ہے) بلند ہو گیا ثمّ بحر ذخار
اس کے جمع ہو جانے والے کف کو پھینک دیا۔ پھر اس کف کو ہوائے کشادہ اور فضاء و مکان وسیع میں
بلند کیا اور اس سے نہایت ہی راست طریقہ کے ساتھ ہفت آسمان ایجاد کئے اور ان آسمانوں کے
طبقہ زیریں کو متحرک اور اپنی جگہ سے نہ ٹلنے والا اور حصہ بالا کو ایک محفوظ اور نہایت ہی ملبند بام
بنا دیا۔ بغیر کسی ستون کے انھیں قایم کیا اور بغیر کسی میخ کے انھیں منتظم کر دیا۔ پھر انھیں (آسمانوں کو)

توحید کی تکمیل یہ ہے کہ اسے خالص واحد و یکتا تسلیم کیا جائے۔ پھر اس وحدت یکتائی اور اخلاص کا درجہ
کمال یہ ہے کہ اُسے تمام صفات زائدہ سے مبرّا و منزّہ سمجھ لیں کیونکہ جس شخص نے اسکے لئے صفات زائدہ
قرار دیں تو گویا اسے (مخلوق سے) قرین اور اس کا ہمسر بنا دیا اور جس نے اسکو مقارن و نزدیک سمجھ لیا
تو گویا وہ دوئی کا قائل ہو گیا اور جو شخص وحدت سے گذر کر دورنگی میں آیا تو گویا وہ شخص اس ذات واحد
یکتا کے لئے جزو اور ٹکڑے قرار دے رہا ہے ایسا شخص یقیناً جاہل ہے وہ کبھی درجہ معرفت پر فائز نہیں
ہو سکتا اور جو شخص اُس ذات برحق و برتر کی طرف اشارہ سے کام لیتا ہے وہ گویا اسے محدود کرتا ہے
اب جس شخص نے اس کے واسطے ایک حد معیّن کی اس نے گویا اسے شمار کر لیا۔ اور جس شخص نے سوال کیا کہ خداوند
عالم کس چیز میں موجود ہے تو گویا اس کے لئے ظرف تجویز کیا اور اس ظرف میں اسکا مقام و محل بنا دیا
اور جس شخص نے سوال کیا کہ وہ باری تعالیٰ کس چیز پر قائم ہے تو وہ اسے وجود سے خالی سمجھتا ہے (اور
یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج ہے) وہ ایسا قادر مطلق ہے جو ہمیشہ سے
موجود ہے (اس کے وجود و ہستی کی کوئی ابتدا نہیں) وہ موجود ہے مگر عالم نیستی سے میدان ہستی میں
نہیں آیا وہ ہر ایک شئے کے ساتھ ہے مگر عارضی طریقہ سے نزدیک نہیں (اپنی قیومیت اصلی کے سبب سے
ہر ایک شئے کے ساتھ قایم ہے) وہ ہر ایک چیز کے ساتھ مغائرت رکھتا ہے مگر نہ بطریق مفارقت و مزائلت
(کیونکہ کسی شئے کا قایم رکھنے والا اگر اس سے علیحدہ ہو جائے تو وہ شئے قایم کہاں رہ سکتی ہے) وہ فاعل ہے
مگر نہ بقصد حرکات و آلات۔ وہ ہر ایک چیز کا نگاہبان ہے۔ کیونکہ اُس کی مخلوق میں کوئی شئے محفوظ
بالذات نہیں۔ وہ واحد و تنہا ہے کیونکہ کوئی مسکن ایسا نہیں جس سے وہ مانوس ہو جس سے وہ راحت
حاصل کرے وہ کسی ایسی چیز کے (جس سے راحت حاصل ہو) گم ہو جانے سے متوحش نہیں ہوتا (اسے اس کی
ضرورت ہی نہیں اس کی ذات ایسی چیز سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے) اس نے خلق کو پیدا کیا جو پیدا کرنے
کا حق ہوتا ہے۔ اُس نے مخلوق کی ابتدا کی جیسے کہ کرنی چاہئے کوئی ایسا تجربہ نہیں ہے جس سے (خلقت
مخلوق کے باب میں) اس نے استفادہ کیا ہو نہ کوئی حرکت ایسی ہو سکتی ہے (فکریّہ یا مکانیّہ یا کیفیّہ) جس کے
سبب سے اس نے مخلوق کو پیدا کیا ہو نہ کوئی تردّد خاطر اسے لاحق ہوا ہے جس کے سبب سے وہ مضطرب ہوا ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

جسمیں خلقت زمین و آسمان و حضرت آدم کا بیان ہے

حمد اور تعریف اُسی خداوند عزوجل کے لئے زیبندہ ہے جس کی مدح و ثنا کی حقیقت کو اچھے اچھے زبان دانوں کی گویائی نہیں پہنچ سکتی - محاسب اور شمار کرنے والے اس کی نعمتوں بخششوں اور بذل و کرم کے شمار کرنے سے عاجز ہیں اور بڑے بڑے کوشش کرنے والے اُس منعم حقیقی کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے - وہ خداوند بزرگ و برتر جسے ہمتیں - ارادے - اور عزم نہیں پا سکتے - داناییوں - زیرکیوں اور عقلوں کی گہرائیاں اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتیں - وہ جلّ و علا کی کہ جس کی توصیف کے لئے کوئی حد معیّن اور محدود نہیں اور نہ کوئی نعت و صفت موجود ہے - نہ کوئی وقت معدود ہے - نہ کوئی مدت دراز اس کے لئے معیّن ہو سکتی ہے - اس نے اپنی قدرت اور قوّت سے خلقت کو ایجاد کیا - اپنی رحمت اور کرم سے ہوا کو پھیلا دیا اور زمین متزلزل کو پتھروں کی میخوں اور عظیم الشّان پہاڑوں سے مضبوط اور ساکن کر دیا - دین کا پہلا زینہ اس کی معرفت ہے - کمال معرفت یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے اور تصدیق اسکی توحید پر یقین لانے سے کامل ہوتی ہے

۱؎ کیونکہ صفت حصر اور قید کے لئے ہوا کرتی ہے اور پروردگار عالم حصر و قید سے برتر ہے ۱۲

دون کلام الخالق فوق کلام المخلوق

الحمد للہ الوہاب کہ کتاب لاجواب افادت انتساب اعنی

نیرنگ فصاحت

ترجمۂ اردو

نہج البلاغت

مترجمہ جناب حکیم السید ذاکر حسین صاحب اختر بھرلوی مدیر اخبار اثنا عشری دہلی

مطبع یوسفی دہلی طبع شد

[redacted]

انتساب

ناچیز مترجم کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا سچّے دل سے اعتراف ھے اور اسے بالکل یقین ھے کہ یہ عظیم الشان کام جو اسکے قلم سے پورا ہوا محض ایک قدسیہ قوت اور اُسی امامؑ والا مقام کی روحانی امداد سے پورا ہوا۔ لہٰذا وہ نہایت خلوص کیساتھ سرِ عجز جھکائے ہوئے اس ناچیز ہدیئے کو بنظر قبولیت اپنے مولاؑ عالم علمِ لدُنّی کیخدمت میں پیش کرتا ھے اور امید رکھتا ہے کہ حضرتؑ کی نگاہِ توجّہ سے قبولِ خاطر اور حسنِ قبول کا سہرا اسکے سر رہیگا ÷

العبد
مترجم

[redacted]

نیرنگ فصاحت

کتاب مستطاب نہج البلاغہ کے کامل ترجمہ کا نام ہے جو

حکیم ربانی خطیب لاثانی مولانا امیر المومنین علی

علیہ السلام

کے خطبوں۔ فرمانوں اور ملفوظات کا تمام وکمال مجموعہ ہے جسکی نسبت علامہ ابی الحدید کا قول ہے کہ یہ تصنیف اپنی فصاحت و بلاغت میں سوائے فرقان حمید و کلام مجید کے جملہ تصانیف انسانی سے بالاتر ہے یہی وہ کتاب ہے جسکو اردو کا لباس پہنائے جانیکے لئے ملک کا ہر خورد و کلان بیچینی ظاہر کر رہا تھا یہی وہ خواہش تھی جسکے بر آنے کیلئے قوم کے فدائی مذہب کے شیدائی دست بدعا تھے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کامل دو برس کی محنت شاقہ و تلخ ریاضت کے بعد ہم شیعہ پبلک کے سامنے پیش کرنیکی جرأت کرتے ہیں اب آپ کا استفادہ حاصل کرنا اور مستفید ہو کر دعائے خیر سے یاد کرتے رہنا آپکا کام ہے

مطبع یوسفی دہلی طبع شد